بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

الحمد للہ والمنۃ کہ ... فتاوی معتمد مذہب امام اعظم مستند علماء عرب و عجم مفید خواص و عوام فرگا

یعنی

غایۃ الاوطار

ترجمہ اردو

در المختار

جلد اول

ترجمہ مولوی خرم علی صاحب مرحوم بہ تکمیل مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی و تحفظ کاپی رائٹ

مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں طبع ہو کر مطبوع ہوا

اطلاع۔ اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے مو[جود] ہے مل سکتی ہین جسکے معائنہ وملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما[ئین] کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب فقہ وحدیث وتفاسیر اُردو وفارسی و[غیرہ] اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو [illegible]

نام کتاب	قیمت
کتب فقہ اردو	
ہدایة الاسلام۔ مصنفہ مولوی امانت اللہ صاحب غازی پوری۔	۲/
عین الہدایہ۔ ترجمہ کامل ہدایہ ہر چہار جلد حامل المتن مترجمہ مولوی امیر علی صاحب مترجم فتاواے عالمگیری وغیرہ کاغذ گندہ سفید۔	لعـعـ/پ
اور جلدین کاغذ حنائی پر متفرق بھی فروخت کے لیے موجود ہین۔	معـعـ/پ
جلد اول۔	ے/پ
جلد دوم۔	للعـ/پ
جلد سوم۔ کاغذ سفید۔	للعـ/پ
ایضاً۔ کاغذ حنائی۔	للعـ/
جلد چہارم۔ کاغذ سفید۔	للعـ/پ
ایضاً۔ کاغذ حنائی	ے/پ
راہ نجات۔ ضروری مسائل نماز وروزہ وغیرہ	ا/
مفتاح الجنة۔ از مولوی کرامت علی جونپوری۔	۳/
حقیقة الصلوة مع رسالہ بے نمازان	۹ پائی
ترجمہ فتاوی عالمگیری۔ کامل ہر چہار جلد مع مقدمہ یعنے جلد اول مترجمہ	

نام کتاب	قیمت
مولانا احتشام الدین وما بقی ہر سہ جلد مع مقدمہ مترجمہ مولانا امیر علی صاحب کاغذ سفید وحنائی۔	عـ/پ
کشف الحاجات۔ ترجمہ اُردو مالابدمنہ از مولوی محمد نور الدین۔	۲/
رسالہ **خلاصة المسائل**۔ نماز روزے کے مسائل اور زکوة اور نکاح وطلاق وعتاق کے احکام اور خرید وفروخت ووکالت وضمانت وغیرہ کے جواز وعدم جواز کی صورتین اُردو مین مفصل بیان کیا ہے مع حواشی مفیدہ از جناب مولوی امیر علی صاحب مترجم فتاوی عالمگیری وہدایہ ومصنف تفسیر مواہب الرحمن۔	۵/
نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ اردو۔ ہر چہار جلد یکجائی مطبوعہ نظامی کاغذ سفید	۱۲/پ
ہزار مسئلہ۔ شامل ہفت رسالہ (۱) ہزار مسائل (۲) مسائل ثمانیہ (۳) صد وسی مسئلہ (۴) مناجات بدرگاہ باری تعالے (۵) حلیۂ شریف (۶) نور نامہ (۷) چہل مسائل مولفۂ مولوی عبدالصمد بن عبدالسلام۔	۲/
شرع محمدی منظوم۔ مسائل فقہیہ از محمد خان [illegible]ہاری۔	۳/

نام کتاب	قیمت
[illegible]	ا/
حیرت الفقہ۔ مسائل مشکلۂ فقہ از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری۔	ا/
جواب السائلین۔ بطور استفتا۔	ا/۶ پائی
کنز الدقائق۔ اُردو ترجمہ از مولوی محمد سلطان خان۔	۱۴/
چہل مسائل فقہ از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری۔	۳ پائی
اشرف المسائل۔ مصنفہ مولوی اشرف علی خان۔	۱۰/
رسالہ تجہیز وتکفین میت۔ از محمد [illegible]	ا/
کتب فقہ فارسی	
ہدایہ۔ مشکول بر اصل عربی اور تحت مین ترجمہ فارسی مع شرح از علماے کلکتہ جو مدت سے متداول ہے دو مجلد کامل کاغذ سفید حنائی۔	ع
شرح سفر السعادت۔ از مولانا عبدالحق دہلوی معروف۔	[illegible]
تحفة الحجج مسمی بہ غایة الشعور از ملا محمد شاہ	۱
تذکرة الجمعہ۔ احکام جمعہ از مولوی عبدالسلام	۹
بدائع منظوم۔ مسائل فقہ نظم فارسی از ملا ناظم علی رح۔	

فہرست جلد اول غایۃ الاوطار ترجمۂ در المختار

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و آسمان

الحمد و المنة کہ ربع اول فتاوی معتمد مذہب امام اعظم مستند علماء عرب و عجم مفید خواص و عوام فرزگار

یعنی

غایة الاوطار

ترجمہ اردو

در المختار

جلد اول

مترجمہ مولوی خرم علی صاحب مرحوم بہ تکمیل مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی و تحفظ کاپی رایٹ

مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں طبع ہو کر مطبوع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ از طرف مطبع اودھ اخبار

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ اُردو ترجمہ دُرِّ مختار جسکو عالم المعی فاضل لوذعی مولوی خرم علی صاحب مرحوم نے طحطاوی اور حاشیہ مدنی کے ساتھ ترجمہ کیا تھا لیکن حکم قادر مختار سے کسی کو چارہ نہین منظور الٰہی نہ تھا کہ ترجمہ اتمام کو پہونچتا قضا نے وقفہ ایک دم کا نہ دیا کہ مولوی صاحب نے انتقال فرمایا اور ترجمہ ناتمام پڑا رہا ورثاے مولوی صاحب مرحوم اس مطبع سے خواستگار ہوے کہ اِس ناتمام ترجمہ کا حق تصنیف ہمکو دین لیکن بوجہ غیر مکمل ہونے ترجمۂ مذکور کے یہ تجویز ملتوی رہی اِلا اُس زمانہ مین جناب اکمل الفضلا افضل العلما حاجی مولوی محمد احسن صاحب صدیقی نانوتوی مدرس اول بریلی کالج نے معرفت مولوی حاجی الہ یار خان صاحب تاجر کتب بریلی روہیلکھنڈ کے حق تصنیف خرید کیا اور اپنی سعی موفور اور کوشش بلیغ سے موقع مناسب پر جہان ضرورت تکملہ کی تھی درست فرمایا اور حسن اہتمام اور انصرام سے باعانت جناب مستطاب معلی القاب حاجی الحرمین الشریفین نواب محمد کلب علی خان صاحب بہادر فرمان فرماے مصطفےٰ آباد عرف رامپور پر سرور حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ کیا باآنکہ بوجہ عجلت جیسا اہتمام حسب مرضی اور پسند خاطر مبارک ممدوح چاہیے تھا عمدہ کاغذ اور طبع کا نہین ہوا مگر تاہم یہ نسخہ نہایت صحیح چھپا اور بقدر دانی شائقان اور برکت اعانت خدام فلک بارگاہ نواب صاحب بہادر محتشم الیہ سے بقدر جلد فروخت ہوا کہ مقامات دور و نزدیک سے اسکی خواستگاری اور تلاش ہوئی جب تجارت کے کاروبار مین اطراف و اکناف سے اس عمدہ ترجمہ کی طلب و خواہش ہوئی تو معرفت مولوی حاجی الہ یار خان صاحب تاجر کتب متذکرۂ بالا کے اس مطبع نے بہ پیشکش پر بہا و معاوضہ لائق کے ساتھ حق تصنیف اس ترجمہ کا خرید کیا - امید ہے کہ جب یہ نادر الوجود ترجمہ اس مطبع سے شائع ہوگا تو صفائی چھاپہ اور عمدگی طبع سے خریداران بنقد دل ہاتھون ہاتھ لینگے اور نوبت مکرر سہ کرر طبع کی عنایت ایزدی سے بر روے کار آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ

العبد خاکسار نول کشور عفی عنہ مالک مطبع اودھ اخبار

ان احسن الحسن الحلی الحسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ از طرف مترجم ثانی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَکْمَلُ الْحَمْدِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ فِی الْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ ذَوِی الشَّرَفِ وَالْکَمَالِ وَعَلٰی مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الزَّحْفِ وَالزِّلْزَالِ بعد حمد و صلوٰۃ کے احقر العباد محمد احسن صدیقی نانوتوی عرض کرتا ہی کہ کتاب درالمختار شرح تنویر الابصار فقہ امام اعظم رح ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ کی جنکا مذہب ہندوستان مین مروج ہی اس فن مین نہایت معتبر ہی اس زمانہ کے سب علما اسبات پر متفق ہین کہ جسطرح کی تنقیح مسائل اور تصحیح دلائل اس کتاب کے مولف محمد علاء الدین حصکفی علیہ الرحمۃ نے کی ہی دوسری کتابون مین نہین پائی جاتی حتے کہ یہ کتاب باوجود فتاوی ہونیکے مدار مذہب ٹھہر گئی اور سب علمانے اسکی روایات کو مستند جانا اور اسیوجہ سے بڑے بڑے عالم مثل علامۂ حلبی اور علامۂ طحطاوی اور شیخ رحمتی اور محمد عابد سندی مدنی اور ابن عابدین شامی وغیرہم نے اس کتاب پر حواشی لکھے فتاوٰن مین سے اور کوئی اسطرح کا نہین جسپر اسقدر حاشیے اول سے آخر تک ہون یا اسکے مسائل مثل متنون کے متصور ہون اس کتاب جلیل الشان کو مولوی خرم علی صاحب مرحوم بلہوری نے حسب فرمایش نواب صاحب بہادر مبرور والی باندہ ١٢٥٨ ہجری مین کتاب النکاح سے اردو مین ترجمہ کرنا شروع کیا متواتر تیرہ برس ترجمہ کرکے رجب ١٢٧١ ہجری مین آخر کتاب تک پہونچا دیا پھر محرم ١٢٧٢ ہجری تک کتاب الحج کا ترجمہ پورا کرکے شروع کتاب سے باب الاذان تک لکھنے پائے تھے کہ یکایک رہگرای عالم بقا ہوے اس عاجز نے بنظر فادۂ عام ترجمۂ مذکورہ کو مترجم مرحوم کے ورثہ سے لیکر جسقدر باقی رہگیا تھا اسکی تکمیل اسی طرح پر کرکے قصد چھپوانے کا کیا اور ازانجا کہ خود اسقدر سرمایہ نہ رکھتا تھا کہ تنہا اسکا متکفل ہوتا لہذا چند احباب کو اسمین شریک کیا ایک جلد بھی اسکی چھپنے نپائی تھی کہ بعض شرکا حوادث آسمانی کے باعث شرکت سے دست بردار ہوے اسوقت جو کیفیت میرے دل پر گذرتی تھی اسکو خدا ہی جانتا ہی رات دن بجز التجا اور تضرع کے جناب باری مین دوسرا کار نہ تھا اسی عرصہ مین ایک اشتہار اسکے طبع کا مشتہر کیا کہ شاید اس سے طبع مین کچھ مدد ملے قدرت قادر مطلق کو دیکھیے کہ جب اشتہار مذکور جناب مستطاب معلی القاب اعظم الامرا امیر الغربا منطقہ

ذروۂ شہامت وجلالت نقطۂ دائرۂ امارت وآیالت مؤید مراسم سیاست وعدالت مقوی ارکان ابہت وبسالت حامی دین متین ناصر اہل الیقین
ملجاء العلما ملاذ الفضلا ممہد قواعد خیر وسخا موسس قوانین علم وہدیٰ بیت قطرۂ از لطف او سرمایۂ دریا وکان ٭ پرتوے از رای او پیرایۂ خورشید وماہ ٭
یعنی جناب نواب محمد کلب علی خان صاحب بہادر والی رامپور دامت دولتہ بمزید النعم وطالت مدتہ فی نشر آثار الکرم کے لمس اناامل
فیض شوامل سے مشرف ہوا تو احقر کے حاضر ہونے کا حکم دیا کترین اسکو تائید غیبی جانکر بہ تعمیل ارشاد شرف ملازمت سے مشرف ہوا بہ کمال
قدردانی حال اس کتاب کے طبع کا استفسار فرمایا عاجز نے سب کیفیت مفصل عرض کی اُسیوقت ارشاد ہوا کہ تم خاطر جمع رکھو اسکے تکمیل کی
صورت ما بدولت فرماینگے چنانچہ دوسرے ہی روز جسقدر کہ کمی کہ عاجز نے عرض کی تھی اُسکی دہانید کا ارشاد فرمایا غرضکہ صرف ادنی توجہ جناب ممدوح
سے یہ کتاب انجام کو پہونچی اس کتاب کا فخر اتنا ہی بس ہے کہ اسکا دیباچہ ایسے امیر کبیر کے نام سے مزین ہوا کریم کارساز حقیقی نے یہ محمدت جاودانی جناب
سفخم الیہم کے واسطے مقرر فرمائی بیت این سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خداے بخشندہ ٭ یہ کمترین اسکے شکریہ مین بجزاسکے کہ صدق دل سے
دعا کرے اور کیا کرسکتا ہے بیت از دست فقیر بے نوا ناید ہیچ ٭ جز آنکہ بصدق دل دعائے بکند ٭ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْہُ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضیٰ وَاَعْطِہٖ
سُؤْلَہٗ فِی الدُّنْیَا وَاجْعَلْ سُدَّتَہٗ مُلْتَزَمَ اَھْلِ الْمُنٰی وَاٰخِرَتَہٗ خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَاٰلِہِ الْمُجْتَبٰی آب چند
باتین متعلق اس ترجمہ کے عرض کرتا ہون اوّل یہ کہ چونکہ مترجم اوّل کو مہلت سب کتاب کے پورا کرنے کی بھی نملی اسلیے اس ترجمہ کا
نہ کوئی دیباچہ لکھنے پائے اور نہ نام رکھنے پائے اور از انجا کہ مترجم مرحوم نے ترجمہ کا شروع ۱۲۵۵ ہجری مین کیا اور ۱۲۷۱ ہجری تک سلسلہ ترجمہ کا
جاری رہا اس لحاظ سے مین نے اسکا نام تاریخی غایۃ الاوطار رکھا جسمین ۱۲۶۴ ہجری نکلتے ہین جو ۱۲۵۵ اور ۱۲۷۱ کا درمیانی سال ہے عجب نہین
کہ مترجم کی روح کو اس نام سے تازگی ہو دوم یہ کہ عبارت درمختار او رتنویر الابصار کی بخط نسخ لکھوائی گئی اور متن پر خط سیاہی کا
کھینچ دیا گیا سوم یہ کہ عبارت نسخ عنوانون کی جو قلم جلی سے لکھی گئی ہے وہ متن کی عبارت ہے ہان شارح نے جو فروع ہر باب کے آخر مین لکھے
ہین تو لفظ فروع کو بھی قلم جلی سے لکھا ہے اور اسکے بعد ترجمہ مین لکھدیا ہے کہ یہ مسائل جزئیہ شارح نے اضافہ کیے ہین اسی طرح لفظ فائدہ
جو کلام شارح مین کہین آیا ہے اسکو بھی جلی لکھا ہے اور اگر عبارت عنوان کی قلم جلی سے نہین لکھی گئی تو مقدار متن پر لکیر کردی گئی ہے چہارم
یہ کہ مترجم اول نے جہان کہین اقوال محشیون کے نقل کیے تھے تو اُنکے شروع مین یہ جملہ لکھا تھا - مترجم کہتا ہے مین نے اس جملہ کی جگہ
صرف میم جلی قلم سے لکھوا دیا ہے البتہ ہر جلد کے شروع مین ایک دو جگہ وہ جملہ بھی لکھدیا ہے تاکہ ناظرین جان جائین کہ میم جلی مختصر جملہ مذکور کا ہے -
پنجم یہ کہ ترجمہ مین مترجم مرحوم نے اکثر جگہ فروگذاشت کردی تھین اور حاشیہ پر لکھدیا تھا کہ اس عبارت کا ترجمہ بعد تامل لکھا جاویگا انکو اس عاجز
نے پورا کردیا اور جس وجہ سے اُنہین تامل تھا کتب متداولہ کے دیکھنے سے اُسکو صاف کردیا ششم یہ کہ بعض جا عبارت درمختار کی بالکل فروگذاشت
ہوگئی تھی یا تو سہو سے رہ گئی ہو یا جس نسخہ سے مترجم نے ترجمہ کیا تھا اُسمین نہو بہرحال مین نے مقابلہ کے وقت ایسی عبارتون کو داخل ترجمہ کردیا ہے
ہفتم یہ کہ نظر ثانی قرار واقعی مترجم سے نہونے پائی اسوجہ سے بعض جا خود ترجمہ غلط ہوگیا تھا ایسے مقامات کو اکثر مین نے بدل دیا ہے اور جہان
نہین بدلا وہان حاشیہ پر اشارہ کردیا ہے کہ مترجم اول سے اس جگہ تسامح ہوا ہے ہشتم یہ کہ مترجم موصوف نے اکثر جا محاورۂ اُردو کے لحاظ سے
تذکیر وتانیث مین غلطی کی تھی اور کہین الفاظ غیر مانوس داخل ترجمہ کردیے تھے اُن سب کو مین نے حال کے بول چال کے موافق صحیح
کردیا ہے نہم یہ کہ اثناء ترجمہ مین جو عبارت عربی کی یا الفاظ مشکل نظر آئے اُن کے معانی حاشیہ پر یا لفظون کے نیچے لکھدیے
ہین دہم یہ کہ اثناء ترجمہ مین کوئی آیت قرآنی یا کوئی دعا بخط نسخ آگئی ہے تو اُسکے دونون طرف خط مقوس کھینچدیا ہے اسطرح ( ) تاکہ

کوئی اُسکو عبارت درمختار کی نہ سمجھے یازدہم[11] یہ کہ ہم دونون مترجمون نے اِس بات کا التزام کیا ہی کہ عبارت اُردو کا محاورہ بھی ہاتھ سے نہ جانے پائے اور حتی الوسع الفاظ عربی کی رعایت بھی ملحوظ رہے اسی جہت سے بیشتر تقدیم و تاخیر کرنی پڑی ہی مثلاً شارح نے مبتدا اور خبر یا فعل و فاعل کے درمیان مین کوئی قید بڑھادی تو ہمنے ترجمہ مین اول پورے جملہ کا ترجمہ کیا ہی اُسکے بعد شارح کی تحقیق کو بیان کیا ہی اور جس مقام پر ایک مبتدا کی کئی خبرین یا ایک شرط کی کئی جزائین واقع ہوئی ہین تو اُن مقامون مین ترجمہ کے اندر لفظ مبتدا یا شرط کو فہم مطلب کے لیے مکرر لکھا ہی اور اسیطرح مقدرات اور محذوفات کو اکثر ترجمہ مین ظاہر کردیا ہی حتے کہ ضمیرون کی جگہ اُنکے مرجع لکھدیے ہین تاکہ عبارت کا مطلب بخوبی سمجھ مین آوے اور کسیطرح کی گنجایش مسئلہ مین باقی نہ رہنے پاوے۔

دوازدہم[12] یہ کہ حواشی کی پوری عبارت کا ترجمہ ہمنے نہین کیا بلکہ اتنی باتون کا لحاظ رکھا ہی ۱-توضیح مطلب مسئلہ ۲-ترکیب نحوی اور اشتقاق کلمات اگر مشکل ہو ۳-شارح کا تسامح جسجگہ واقع ہوا ہو ۴-کسی بیان کی تفصیل جسکو شارح نے مجمل بیان کیا ہو ۵-جن مسائل کا حوالہ شارح نے دوسری کتابون پر کیا ہی اُنکا نقل کرنا بشرطیکہ کوئی خاص فائدہ اُنسے متعلق تصور کیا ہو ۶-اگر شارح نے کسی مسئلہ مین قول ضعیف لکھدیا ہی تو اسمین روایت قوی کتب مروجہ سے ۷-جس جگہ شارح نے لکھدیا ہی کہ اس مسئلہ کا حکم مین نے نہین دیکھا اُسکی تصریح کتابون سے ۸ تطبیق شارح کے اقوال مین اگر بظاہر مختلف معلوم ہوے ۹ عنوان باب کے مناسب کوئی مسئلہ ضروری جو حواشی مین نظر پڑا ۱۰-دلیل مسائل کی کتاب اور سنت اور اصول سے خواہ دلیل عقلی ۱۱-اختلاف نسخون کا ذکر ۱۲ جس مسئلہ کو شارح نے اصح اور راجح لکھا ہی اُسکا مقابل نقل کیا ہی اور اسکی صحت یا مرجوح ہونے مین فقہا کے قول نقل کیے ہین سیزدہم[13] یہ کہ کہین کہین ایسا بھی ہوا ہی کہ حواشی مین ایک عبارت دوسرے مقام کے نیچے لکھی ہوئی تھی اور ہم نے اُسکو اور مقام پر ترجمہ کرنا مناسب جانا اسلیے ہمنے یہ التزام نہین کیا کہ ہر قول کا حاشیہ اُسی کے ذیل مین رہے دوسری جگہ ہو

چہاردہم[14] یہ کہ اثناے ترجمہ مین اگر کوئی قید ہمنے زیادہ کی ہی تو جس کتاب مین وہ قید نظر پڑی ہی اسکا حوالہ اثناے ترجمہ مین کردیا ہی مثلاً اگر بحر الرائق سے نقل کیا تو اُس قید کے بعد کذا فی البحر لکھکر باقی عبارت کا ترجمہ کیا ہی پانزدہم[15] یہ کہ جس حاشیہ سے ہمنے نقل کیا ہی آخر کو اُسکا نام اور حوالہ کردیا ہی جیسے کذا فی الشامی یا قالہ الشامی اور کذا فی الطحطاوی اور ان محشیون نے جن کتابون سے نقل کیا ہی بعض جا اُنکا بھی حوالہ کردیا ہی مثلاً کذا فی الشامی عن الحلبی اور کہین صرف اُن کتابون کے نام پر اکتفا کیا ہی مثلاً کذا فی العینی اور کذا فی الہدایہ شانزدہم[16] یہ کہ عبارت حاشیہ کی اگر ہمنے طویل دیکھی ہی تو اُسمین سے بقدر اپنے التزام کے لکھکر حوالہ کے بعد مختصراً لکھدیا ہی اور کسی جگہ اور قسم کا تصرف بھی کرنا پڑا ہی تو وہان حوالہ کے بعد بتصرف یا ملتقطاً بڑھا دیا ہی اور بعض جا ایسا بھی ہوا ہی کہ صورت مسئلہ یا تحقیق کو سواے حواشی کے اور کتابون مین پایا ہی تو وہان اُن کتابون کا نام لکھدیا ہی ہفدہم[17] یہ کہ بعض مواضع مین جن کتابون سے محشیون نے کوئی مضمون لیا ہی ہم نے بدون رجوع اصل کتاب کے بہ تبعیت محشیون کے حوالہ لکھا ہی ہیجدہم[18] یہ کہ جس عبارت مین شارح کو کوئی سقم محشیون نے بیان کیا ہی اُسکا ترجمہ ہمنے اُن لفظون کے لحاظ سے کیا ہی جنکو محشیون نے صحیح قرار دیا ہی اور جابجا اسکی تصریح بھی کردی ہی کہ لفظ غلط کو چھوڑکر ہمنے صحیح لفظ کا ترجمہ کیا ہی نوزدہم[19] یہ کہ مترجم اول نے اکثر اقوال حاشیہ طحطاوی اور مدنی سے لیے ہین اگر کسی جگہ سہو کاتب سے حوالہ رہ گیا ہو تو ناظرین جان لین کہ یہ مسئلہ انھین دو حاشیون مین سے کسی مین ہوگا اور مترجم ثانی ترجمہ کے وقت اکثر پیش نظر حاشیہ شامی رکھتا تھا تو میرے ترجمہ مین جس جا حوالہ متروک ہو اُسکو قول شامی کا تصور فرمائین کمتر جگہ ایسی ہین جہان ہمنے اپنی طرف سے کچھ لکھا ہو اور جس جگہ لکھا ہی سیاق عبارت باواز بلند کہہ رہا ہی کہ یہ ہماری بحث ہی نہ محشیون کا قول بستم[20] یہ کہ بعض جا ایسا بھی ہوا ہی کہ ایک تقریر کو شامی نے اور طرح لکھا ہی اور طحطاوی نے دوسری طرح تو مین نے اس تقریر کا ترجمہ ایسی طرح کیا ہی کہ دونون حاشیون کی تحریر کو شامل ہو اور ایسی جگہ حوالہ مین دونون

کتابون کا نام لکھدیا ہی اور اسی طرح جو مسئلہ دونون مین یکسان نظر آیا ہی اسکے حوالہ مین بھی دونون کا نام مندرج کردیا ہی بست و یکم یہ کہ جو مسائل مفید اور فوائد عجیب کتاب مین نظر پڑے ہین اُنکا اشارہ حاشیہ پر ف لکھکر کردیا ہی اور نیز ایسے مسائل کو فہرست مین بھی لکھدیا ہی تاکہ ناظرین کو اُنکی تلاش مین دقت نہو بست و دوم یہ کہ اس کتاب کی تکمیل مین مجھکو میرے بڑے بھائی جناب مستطاب معلی القاب مولانا مولوی محمد مظہر صاحب نے بہت سی مدد دی اللہ تعالی اُنکی اور میری سعی کو مشکور فرماوے بست و سوم یہ کہ حتی الوسع تصحیح کتاب اور تنقیح مسائل مین مین نے بہت جانفشانی کی ہی اور باینہمہ اپنی قلت بضاعت کا معترف ہون اگر کسی جگہ غلطی ہوئی ہو تو ناظرین عالی ہمم سے راجی کرم ہون بیت نازم بسرایۂ فضل خویش ٭ بدریوزہ آور دہ ام دست پیش ٭ اور اللہ تعالی سے توقع رکھتا ہون کہ جیسے اُسنے اصل کتاب کو عرب و عجم کے باشندون مین مقبول اور مختار فرمایا ایسے ہی اس ترجمہ کو پسند ارباب دین اور اصحاب یقین فرمائے اور ہمارے لیے

اسکو باقیات صالحات مین کرے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ وَمُحِبِّیْہِ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اٰمِیْنَ ط
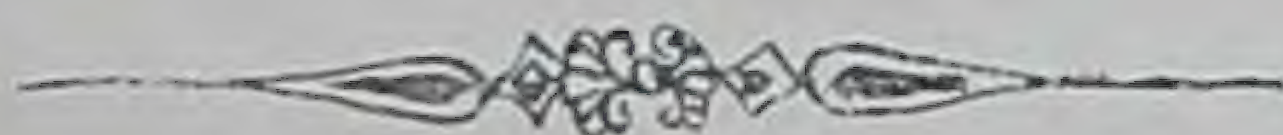
بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہون مین اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہی

مترجم کہتا ہی شارح رحہ نے در المختار کو شروع بہ تسمیہ کیا باتباع کلام مجید و بمضمون حدیث مشہور کہ جو امر ذیشان شروع بہ بسم اللہ الرحمن الرحیم نہو وہ ابتر اور بے برکت ہی حمدالک یا من شرحت صدورنا باِنزاع الہدایۃ سابقاً ہم تیری ستایش کرتے ہین اے وہ ذات مقدس کہ تونے ہمارے سینون کو اول کشادہ کردیا طرح طرح کی ہدایت سے ونورت بصائرنا بتنویر الابصار لاحقاً اور بعد اُسکے ہمارے باطن کی بینائیون کو تونے نورانی کردیا ظاہر کی آنکھین روشن کرکے وافضت علینا من اشعۃ شریعتک المطہرۃ بحاراً رائقاً اور تونے اپنی پاک شریعت کی شعاعون سے ہمپر صاف غیر مکدر دریا بہادیا واغدقت لدینا من بحار منحک الموفرۃ نہراً فائقاً اور تونے اپنی بخشش کے بہت بھرے دریاؤن سے ہمارے نزدیک نہر عالیقدر کو بکثرت روان کردیا مترجم شارح نے حمد الٰہی مین بطور براعت استہلال کے کتب فقہ کو ذکر کیا یعنی ہدایہ اور تنویر الابصار جو متن ہی در المختار کا اور بحر الرائق اور نہر الفائق جو کنز الدقائق کی شرحین ہین اور منح الغفار شرح تنویر الابصار ماتن کی شرح بالجملہ اگر اُنکے معانی لغویہ پر نظر کیجیے تو بھی مطلب صحیح ہی چنانچہ ترجمہ مین مذکور ہوچکا اور اگر کتابین مراد لیجیے تو بھی مدعا درست ہی کہ اُنسے خلق اللہ کو بڑا فیض حاصل ہوا تو اس نعمت کا شکر واجب ہوگیا واتممت نعمتک علینا حیث یسرت ابتداء تبییض ہذا الشرح المختصر تجاہ وجہ منبع الشریعۃ والدرر اور تونے اپنا احسان پورا کیا ہمپر اسواسطے کہ اس شرح مختصر کی ابتدا تبییض تونے آسان کردی ذات مقدس منبع شریعت اور دُرر کے سامنے یعنے مدینۂ طیبہ مین روضۂ مطہرہ کے سامنے شارح نے دُرالمختار کو مسودے سے صاف کرنا شروع کیا مترجم عرف مؤلفین مین تبییض اس سے عبارت ہی کہ کتاب محرر مرقوم ہو غیر محرر لکھنے کے بعد غالباً اور دُرر یعنی موتیونسے مراد احکام فقہیہ ہین اور اسمین اشارہ ہی اُس کتاب کا جسکا نام دُرر ہی کذا فی الطحطاوی وضجیعیہ الجلیلین ابی بکر وعمر اور رسول کریم کے دو ساتھ لیٹنے والے جلیل القدر کے سامنے یعنے ابی بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما بعد الاذن منہ صلی اللہ علیہ وسلم دُرالمختار کی تبییض شروع ہوئی رسول کریم کے اذن کے بعد حق تعالیٰ اُس ذات مقدس پر رحمت خاص نازل کرے اور سلام مترجم دُرالمختار کی منقبت مین اسقدر کافی ہی کہ باذن نبوی مؤلف ہوئی اور یہ کتاب لائق ہی مدح کے اسواسطے کہ اہل مذہب سے اسطرح کی کتاب نہین ہوئی بعضے مصنفین نقل خلاف اور اقوال کے تحریر مین اور قول ضعیف کو قول قوی سے ممتاز نہین کرتے اور بعضے اقوال اہل مذہب اور اُنکے مخالفین کے استدلال پر مائل ہین اور بعضون نے عبارت مین کمال بسط کردیا کہ افراط تک نوبت پہونچی اور اس کتاب مین شارح علامہ نے اختصار غیر مخل کا ارتکاب کیا اور اقوال معتمدہ کا التزام کیا یا تو ایک ہی قول پر اختصار کیا یا ایسے دو قول پر جو دونون صحیح ہین اور کثرت استدلال سے ہمین تعرض نہین کیا کیونکہ مقلد سے دلیل کا مطالبہ نہین اسواسطے کہ دلیل قائم کرنا مجتہد کا کام ہی اور اسیطرح

سلہ یعنی قرآن مجید مین بھی شروع مین بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی اور اسی

سلہ حدیث مشہور کو ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہی باب مین بالفاظ مختلفہ اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی

كل كلام لا يبدأ فيه بحمد الله فهو اجذم

كل امر ذي بال لم يبدأ فيه ببسم الله فهو اقطع

اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین اسطرح روایت کیا

كل امر ذي بال لا يبدأ فيه ببسم الله الرحمن الرحيم فهو اقطع

بسم اللہ الرحمن الرحیم فہو اقطع تو مشہور سے مشہور اصطلاحی مراد نہین بلکہ مشہور عرفی

۱۲ مترجم

سلہ یعنی اختصار مترجم کہتا ہی

سلہ تبییض یعنی صاف کرنا

سلہ یعنی خواب مین یا الہام مین شارح کو اذن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

اس شرح کے متن کے واسطے بڑی فضیلت ثابت ہو چکی ہی یعنے ماتن نے خواب مین دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم میرے گھر مین تشریف لائے
اور زبان مبارک کو میرے منھ مین داخل کیا بعد اس خواب کے ماتن نے تالیف اس متن کی شروع کی سو یہ مزیت ماتن اور شارح کے کمال اخلاص کا ثمرہ ہی کذا
فی الطحطاوی مختصراً وعلی آلہٖ وصحبہٖ الذین حازوا من منح فتح کشف فیض فضلک الوافی حقائقہا اور رحمت خاص نازل ہو انکی آل اور اصحاب پر جنھون نے تیرے
فضل وافی کے فیض کے عطایاے نصرت کاشفہ مظہرہ سے امور متحققہ کو جمع کیا اور گھیر لیا شارح نے اسمین ان فقہ کی کتابون کی طرف اشارہ کیا جنسے شارح وغیرہ
نے روایات کو نقل کیا یعنی منح الغفار اور فتح القدیر اور کشف اور فیض اور وافی اور حقائق وبعد فیقول فقیر رحمۃ ذی اللطف الخفی محمد علاء الدین الحصکفی اور
حمد وصلوٰۃ کے بعد کہتا ہی صاحب لطف خفی کی رحمت کا محتاج محمد علاء الدین حصکفی یا حصن کیفی کا رہنے والا امام طحطاوی نے لب لباب سے نقل کیا کہ حصکف
ایک شہر ہی دیار بکر مین انتہی اور بعضون نے کہا یہ نسبت ہی حصن کیفی کی طرف جو واقع ہی آمد اور جزیرۂ ابن عمر کے مابین مین شارح کا نام محمد ہی اور علاء الدین لقب
ہی رحمۃ اللہ علیہ ابن الشیخ علی الامام بجامع بنی امیۃ ثم المفتی بدمشق المحمیۃ الحنفی محمد علاء الدین بیٹا شیخ علی کا جو بنی امیہ کے جامع مسجد کا امام پھر مفتی محروسہ دمشق
کا حنفی مذہب ہم شارح کا نسب یون ہی محمد علاء الدین بن الشیخ علی بن الشیخ محمد بن الشیخ علی بن الشیخ عبد الرحمٰن بن الشیخ محمد بن الشیخ جمال الدین بن الشیخ حسن
ابن الشیخ زین العابدین الحصنی ثم الدمشقی والخطیب الحنفی کذا فی الطحطاوی لما بیضت الجزء الاول من خزائن الاسرار وبدائع الافکار فی شرح تنویر الابصار وجامع البحار
قدرتہ فی عشر مجلدات کبار جبکہ پہلا جز خزائن الاسرار الی آخرہ کا مسودے سے کاغذ سادہ مین مین نے صاف کیا تو مین نے اس شرح کا بڑے بڑے دس مجلد
مین اندازہ کیا م شارح نے اس متن کی پہلے ایک شرح لکھی جسکا نام خزائن الاسرار وبدائع الافکار فی شرح تنویر الابصار وجامع البحار رکھا پھر جب مسودہ صاف کیا
تو اول ہی جز کے صاف کرنے سے تمام کتاب کا اندازہ کیا تو معلوم ہوا کہ بڑی بڑی دس جلدین ہونگی فصرفت عنان العنایۃ نحو الاختصار وسمیتہ بالدر المختار فی شرح
تنویر الابصار سو پھیری مین نے اجتہاد اور کوشش کی باگ اختصار کی طرف اور اس شرح مختصر کا نام در المختار فی شرح تنویر الابصار مین نے رکھا مین نے خوف
تطویل سے شرح کو مختصر کیا اور دس جلد کا مطلب ایک جلد مین کر دیا لہذا در المختار نہایت دقیق ہو شرح نہین بلکہ متن متین ہو گیا اختصار عبارت ہی تقلیل لفظا و تکثیر معنے
سے الذی فاق کتب ہذا الفن فی الضبط والتصحیح والاختصار وہ تنویر الابصار جو فائق اور عالیقدر ہی اس فن مین یعنے فن فقہ کی کتابون سے ضبط اور
تصحیح اور اختصار عبارت مین ہم ضبط عبارت ہی تحریر اور محافظت فروع سے یعنی تمام مسائل محتاج الیہا کا جمع کر دینا اور تصحیح عبارت ہی اقوال صحیحہ کے ذکر کرنے
سے یا تصحیح تراکیب سے کذا فی الطحطاوی ولعمری لقد اضحت روضۃ ہذا العلم بہ مفتحۃ الازہار مسلسلۃ الانہار اور قسم اپنی زندگی کی کہ مقرر اس علم فقہ کا باغ اس متن کے
ہونے سے کھلی کلیون والا روان انہار ہو گیا یعنے مسائل فقہیہ جو کلیون کے مانند مغلق اور سربستہ تھے وہ پھولون کے مانند شگفتہ ہو گئے ماتن کے بیان کے وضع
سے من عجائبہ ثمرات التحقیق تختار ومن غرائبہ ذخائر تدقیق تحیر الافکار اس متن کے عجائب سے تحقیق کے پھل پسند کیے جاتے ہین اور اُسکے غرائب سے
تدقیق کے وہ ذخیرے ہین جنسے عقول حیرت ناک ہین لشیخ شیخنا شیخ الاسلام محمد بن عبد اللہ التمرتاشی الحنفی الغزی عمدۃ المتاخرین الاخیار وہ متن موصوف
بصفات مذکورہ تصنیف ہی ہمارے اُستاد کے اُستاد کا یعنے شیخ الاسلام محمد بن عبد اللہ تمرتاشی حنفی مذہب غزی کا جو عمدہ ہی علماء متاخرین صالحین مین ہم تمرتاش
بضم تا و میم وسکون راے مہملہ و تا و شین معجمہ خوارزم کا قریہ ہی کذا فی الطحطاوی اور غزہ ایک شہر ہی شام مین اسکو غزہ ہاشم کہتے ہین قاموس مین ہی کہ غزہ شہر ہی
فلسطین مین وہان امام شافعی رح پیدا ہوے اور ہاشم بن مناف وہان مر گئے انتہی نسب ماتن کا یون ہی محمد بن عبد اللہ بن احمد خطیب بن محمد خطیب بن ابراہیم
خطیب کذا فی المنح شرح الماتن معلوم کرنا چاہیے کہ ماتن رحمۃ اللہ علیہ کثیر التصانیف ہی ازانجملہ یہ متن اور اُسکی شرح ہی مسمی بمنح الغفار اور منظومہ فقہ مین
مسمے بہ تحفۃ الاقران اور حاشیہ درر غرر کا اور شرح کنز اور شرح زاد الفقیر اور شرح وقایہ اور فتاوی دو مجلد اور شرح منار کے اصول مین اور شرح منظومہ
ابن وہبان اور معین المفتی علی جواب المستفتی وغیر ذلک من المصنفات المعتمدۃ علم فقہ کا حاصل کیا شیخ زین ابن نجیم صاحب بحر الرائق اور امین الدین

ابن العال سے اور بہت علماء نامدار نے ماتن سے علم حاصل کیا از انجملہ شیخ صالح محشی اشباہ ونظائر خلف الرشید ماتن انتقال کیا ماتن نے ایکہزار اور چھ سال
ہجری مین غزہ ہاشم مین اور وہین مدفون ہوے غفر اللہ لہ کذا فی الطحطاوی ملخصا فانی اروبہ عن شیخنا الشیخ عبد النبی الخلیلی عن المصنف الغزی عن ابن نجیم المصری
بسندہ الی صاحب المذہب ابی حنیفہ بسندہ الی النبی المصطفے المختار عن جبریل عن اللہ الواحد القہار کما ہو مبسوط فی اجازتنا بطرق عدیدۃ عن المشائخ المتبحرین
الکبار سو مین روایت کرتا ہون اس فن کو یعنی علم فقہ کو اپنے اُستاد شیخ عبد النبی خلیلی سے وہ روایت کرتے ہین مصنف یعنی عبد اللہ غزی سے وہ
زین بن نجیم مصری سے وہ روایت کرتے ہین اپنی اُس سند سے جو متصل ہے امام ابو حنیفہ صاحب مذہب تک وہ روایت کرتے ہین اپنی اس سند سے
جو متصل ہے نبی برگزیدہ پسندیدہ تک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہین جبرئیل علیہ السلام سے وہ روایت کرتے ہین اللہ واحد قہار سے جل جلالہ
چنانچہ سند مذکور شرح اور مفصل مذکور ہے ہماری اجازت مین بہت طریقون سے اساتذہ کثیر العلم عظیم الشان سے م شعرانی نے میزان مین ائمہ اربعہ کی یون سند
مذکور کی ہے امام ابو حنیفہ عن عطاء عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جبرئیل عن اللہ عزوجل امام مالک عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جبریل
عن اللہ عزوجل امام شافعی عن مالک الی آخر السند امام احمد بن حنبل عن الشافعی عن مالک الی آخر السند کذا فی الطحطاوی وما کان فی الدرر والغرر لم اعزہ الا لہما وما زید
عن نقلہ عزوتہ لقائلہ روما للاختصار اور جو قول کہ درر وغرر سے نقل کیا اسکو درر وغرر کیطرف منسوب نہین کیا بقصد اختصار مگر بضرورت کبھی بیان بھی کردیا اور جو زائد ہے
درر وغرر سے وہ اسکے قائل کیطرف منسوب کردیا ہے م یعنی دُر المختار منقول ہے مذہب حنفی کی کتب معتمدہ سے مگر بعض کتب سے نقل زیادہ ہے چنانچہ ملا
خسرو کی درر وغرر سے تو اختصار کیواسطے اسکے ہر قول مین شارح نے یہ نہین کہا کہ یہ دُرر وغرر سے منقول ہے اسکے سوا اور کتابون سے اسقدر بکثرت نقل نہین تو وہان
نسبت کردیا کہ یہ قول فلانی کتاب سے ہے اور یہ شارح کی مزید دیانت پر دلیل ہے اور عدم ادعاے ریاست علمی پر رحمۃ اللہ علیہ ومامولی من الناظر فیہ ان ینظر بعین
الرضا والاستبصار وان یتلافی تلافہ بقدر الامکان او یصفح یصفح عنہ عالم الاسرار والاضمار اور میری امید اس کتاب کے ناظر سے یہ ہے کہ اسکو بچشم رضا اور
تامل کے دیکھے اور یہ کہ اسکے عیب اور نقصان کا تدارک کرے بقدر اپنی استطاعت اور قدرت کے یا درگذر کرے عیب گوئی سے تاکہ اسکے عیوب سے درگذرے
بھید اور چھپی چیز کا جاننے والا م چشم رضا کی قید اسواسطے لگائی کہ جو غضب اور بدگمانی کی آنکھ سے دیکھتا ہے اسکو حق باطل معلوم ہوتا ہے ع چشم بداندیش کہ برکندہ
باد ؛ عیب نماید ہنرش در نظر ؛ ولعمری ان السلامۃ من ہذا الخطر لامر یعز علی البشر اور قسم ہے اپنی حیات کی کہ سلامت رہنا سہو اور غفلت کے امر عظیم سے البتہ وہ
امر ہے جو آدمی پر نادر اور عسیر ہے ولا غرو فان النسیان من خصائص الانسانیۃ والخطاء والزلل من شعائر الآدمیۃ اور عدم سلامت کچھ عیب نہین اسواسطے کہ
بھولنا انسانیت کے مخصوصات سے ہے اور چوکنا اور لغزش قدم آدمیت کی نشانیون سے ہے واستغفر اللہ مستعیذا بہ من حسد یسد باب الانصاف ویرد
عن جمیل الاوصاف اور اللہ تعالی سے مغفرت مانگتا ہون اس خطا سے جو اس کتاب مین واقع ہوئی پناہ بخدا طلب کرکے اُس حسد سے جو منصفی کے
دروازے کو بند کردے اور حاسد کو اوصاف جمیلہ سے پھیر دے م حسد اسکو کہتے ہین کہ آدمی غیر کی نعمت کا زوال چاہے اور تمنا کرے کہ وہ مجکو ملے یا
مطلق زوال چاہے خواہ اسکو ملے یا نہ ملے اور وہ سخت مرض ہے کہ نیکیون کو کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھاتی ہے چنانچہ یہ مضمون حدیث مین وارد ہے اور کاہے
حسد آدمی کو کفر تک پہونچا دیتا ہے اسواسطے کہ حسد کا انجام کار اعتراض ہے خدا پر کہ کیون اسکو یہ نعمت دی اعوذ باللہ من الحسد ومن کل القبائح الا وان
الحسد خسک من تعلق بہ ہلک آگاہ رہنا بیشک حسد وہ کانٹا ہے جسکو لگا وہ ہلاک ہوگیا وکفی للحاسد ذما ما فی آخر سورۃ الفلق فی اضطرابہ بالقلق حاسد کی
مذمت مین پچھلی آیت سورۂ قل اعوذ برب الفلق کی کفایت کرتی ہے اسکے جل بھن جانے مین قلق کے سبب سے م سورۂ فلق کی پچھلی آیت مین حقتعالے
نے حاسد کیطرف شر کو نسبت کیا اور اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امر کیا کہ اس سے پناہ مانگے تو حسد کی کونسی مذمت اس سے زیادہ ہوگی شعر
وللحسد ما اعدلہ بدا بصاحبہ فاتا فقتلہ خدا بھلا کرے حسد کا کیا خوب منصف ہے اول اپنے صاحب یعنی حاسد کو قتل دیا پھر اُسکو مار رکھا سے

وما انا من کید الحسود بآمن ٭ ولا جاہل یُوذی ولا یتدبر ٭ اور مین حسد کرنے والے کے مکر اور فریب سے نڈر نہین اور اس جاہل کے مکر سے جو عیب جوئی کرے (یعنے میری کتاب مین) اور تامل نکرے م یہ بیت ہی قصیدۂ ابن وہبان کی ابن شحنہ اُسکے شارح نے کہا سبب اسکا یہ ہی کہ صاحب قصیدہ حاسدون کے حسد اور معاندون کے مکر مین مبتلا ہوا بعضے کہتے تھے کہ وہبانیہ جدید کتاب ہی اور بعضے کہتے تھے کہ یہ کتاب قدیم ہی ابن وہبان نے اپنی طرف نسبت کر لی انتہی اسی طرح شارح مغفور بھی سہام طعن حاسدین کا نشانہ ہوا کذا فی الطحطاوی وللہ در القائل ؎ ہُم یَحسُدُونِی وَشَرُّ النَّاسِ کُلِّہِم ٭ مَن عَاشَ فِی النَّاسِ یَوماً غَیرَ مَحسُودِ ٭ اور خدا بھلا کرے اس بیت کے قائل کا حاسد میرا حسد کرتے ہین اور سب آدمیون مین بدتر وہ شخص ہی جو ایکدن بھی غیر محسود جیا یعنے جسپر کسی نے حسد نکیا م غیر محسود اسواسطے بدتر ہوا کہ حسد اُسیکا ہوتا ہی جسمین اوصاف حمیدہ ہوتے ہین تو جسپر حسد لوگون نے نکیا تو معلوم ہوا کہ اسمین کچھ خوبی نہین چنانچہ شارح اسکے آگے اشارہ کرتا ہی ولا یُسَوَّدُ سَیِّدٌ بِدُونِ وَدُودٍ یَمدَحُ وَحَسُودٍ یَقدَحُ اسواسطے کہ کوئی سردار سرداری نہین پاتا بدون اُس دوست کے جو اُسکی خوبی بیان کرے اور بدون اُس حاسد کے جو بدگوئی کرے م جب آدمی نے اپنی بدگوئی سُنی اور اسپر تحمل کیا اور چشم پوشی کی تو اُسکی عالی ظرفی اور سرداری ثابت ہوگئی لِاَنَّ مَن زَرَعَ الاِحَنَ حَصَدَ المِحَنَ اسواسطے کہ جسنے کینون کا کھیت بویا رنجون کو خرمن کیا فَاللَّئِیمُ یَفضَحُ وَالکَرِیمُ یُصلِحُ سو کمینہ اور کم ظرف فضیحت کرتا ہی اور شریف صاحب کرم اصلاح دیتا ہی اور درست کر دیتا ہی م جب کلام سابق سے معلوم ہوا کہ آدمی دو قسم کے ہوتے ہین لئیم اور کریم سو لئیم تو عیب جوئی مین رہتا ہی اور کریم اصلاح کرتا ہی اگر کچھ خلل پاتا ہی بشرط قدرت یا چشم پوشی کرتا ہی لٰکِن یَا اَخِی بَعدَ الوُقُوفِ عَلٰی حَقِیقَۃِ الحَالِ وَالاِطِّلَاعِ عَلٰی مَا حَرَّرَہُ المُتَاَخِّرُونَ کَصَاحِبِ البَحرِ وَالنَّہرِ وَالفَیضِ وَالمُصَنِّفِ وَجَدِّنَا المَرحُومِ وَعَزمِی زَادَہ وَاَخِی زَادَہ وسعدی افندی والزیلعی والاکمل والکمال وابن الکمال لیکن ای بھائی خطا اس کتاب کی تلافی کرنا چاہیے بعد واقف ہونے کے حقیقت حال پر اور بعد مطلع ہونے کے علماء متاخرین کی تحریر اور تنقیح پر مانند صاحب بحر اور نہر اور فیض اور مصنف اور ہمارے جد مرحوم اور عزمی زادہ اور اخی زادہ اور سعدی افندی اور زیلعی اور اکمل اور کمال اور ابن الکمال کے م یعنے تدارک خلل بعد مطلع ہونے کے کتب مذکورہ پر چاہیے اور بمجرد خطور قلب کے اسپر جرأت مناسب نہین صاحب بحر الرائق زین بن نجیم مصری ہی اور صاحب نہر الفائق شیخ عمر بن نجیم بھائی صاحب بحر کا اور شاگرد نہر الفائق کو تصنیف کیا بھائی کی موت کے بعد اور بھائی پر اکثر مسائل مین مواخذہ کیا یون عذر بیان کر کے کہ بھول چوک سے محفوظ رہنا آدمی پر دشوار ہی اور عزمی زادہ محشی ہی درر کا اور اکمل شرح ہدایہ کا مصنف ہی اور کمال الدین ابن الہمام صاحب فتح القدیر محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید سکندری ہی ہمام لقب ہی عبد الواحد کا مَعَ تَحقِیقَاتٍ سَنَحَ بِالبَالِ وَتَلَقَّیتُہَا عَن فُحُولِ الرِّجَالِ ساتھ ملاحظۂ اُن تحقیقات کے کہ بعض کو میرے دل نے پیدا اور ظاہر کیا اور بعض کو مین نے کامل مردون سے حاصل کیا م اگر کوئی کہے کہ شارح جیسے عالمون کی تحقیقات کا مسائل فقہ مین کچھ دخل نہین اسواسطے کہ وہ مجتہد مذہب اور صاحب فتویٰ نہین اور قیاس کرنیکا بھی اہل نہین اسواسطے کہ قیاس کرنا ہجری چارسو برس کے بعد مفقود ہو گیا پھر شارح کی تحقیقات سے کیا حاصل جواب اُسکا یہ ہی کہ تحقیقات سے مراد نظائر کو جمع کرنا ہی اور معتمد کے قول کو لانا اور اشکالات کو عبارات لطیفہ سے رفع کرنا یا اُسکا جواب دیا جاوے بموجب اس قول کے کہ قوت مدرک کا اعتبار ہی اور اُسکے اہل پیدا ہوا کرتے ہین قدرت کاملہ سے واللہ اعلم کذا فی الطحطاوی وَیَاْبَی اللہُ العِصمَۃَ لِکِتَابٍ غَیرِ کِتَابِہٖ اور حق تعالیٰ ہر کتاب کی عصمت کو مکروہ رکھتا ہی سوا اپنی کتاب کے یعنی کلام اللہ کے سوا آدمی کی کتاب ایسی لازم العصمۃ نہین کہ اسمین خطا کا احتمال نہو یہ شارح نے اپنی بھول چوک کا عذر بیان کیا وَالمُنصِفُ مَن اغتَفَرَ قَلِیلَ خَطَاءِ المَرءِ فِی کَثِیرِ صَوَابِہٖ اور منصف وہ ہی جو آدمی کی تھوڑی خطا کو اسکی بہتیری درست گوئی مین چھپا ڈالے یعنے جب آدمی کا اکثر کلام حق اور صواب ہوا تو اسکی خطاء قلیل پر نظر نکرنا منصفون کا کام ہی اور فقط خطا کو پکڑ لینا اور اسکی صواب گوئی سے چشم پوشی کرنا ظلم صریح اور خباثت ہی وَمَعَ ہٰذَا فَمَن اَتقَنَ کِتَابِی ہٰذَا فَہُوَ الفَقِیہُ المَاہِرُ اور ساتھ اسکے یعنے باوجود عدم عصمت کے سو جو شخص کہ خوب سمجھ لے گا میری اس کتاب کو تو وہ فقیہ ماہر ہی یعنے مسائل فقہ کا خوب واقف ہوگا وَمَن ظَفِرَ بِمَا فِیہِ فَسَیَقُولُ بِمِلءِ فِیہِ کَم تَرَکَ الاَوَّلُ لِلآخِرِ اور جو فتحیاب ہوگا اس کتاب کے مطلب پر وہ اپنا مُنہ بھر کے کہیگا کہ بہت مطالب کو اگلا پچھلے کے واسطے چھوڑ گیا م یعنے متقدمین نے اکثر اشیا کی تصریح نہین کی اور متاخرین نے اُسپر

آگاہ کر دیا اسواسطے کہ حوادث متجدد ہوتے جاتے ہین زمانون کے تجدد سے ر فی الواقع کتاب دُرالمختار ضبط ربط مسائل اور حسن اختصار مین عدیم المثال ہو ولہذا
عرب وعجم مین مطمح انظار رجال ہو ومن حصلہ فقد حصل لہ الحظ الوافر لانہ البحر لکن بلا ساحل ووابل القطر غیر انہ متواصل اور جسنے اس کتاب کو حاصل کیا سو مقرر اسکو
بہت حصہ ملا اسواسطے کہ وہ سمندر ہو لیکن بے کنارہ اور بڑی بوندون کا مینھ ہو پر وہ لگاتار ہو م اس صنع عبارت کو تاکید المدح بما یشبہ الذم کہتے ہین بحسن عبارات
و رموز اشارات وتنقیح معانی وتحریر مبانی حالانکہ کتاب میری یا اُسکی تحقیقات خوبی عبارات اور پوشیدہ اشارات اور منقح کرنے معانی اور آراستہ کر دینے الفاظ سے
ملکئی ہو یعنے اسکی عبارت اُلجھی نہین تعقیدات لفظیہ او معنویہ اور تطویل لاطائل سے معرا ہو ولیس الخبر کالعیان واستقربہ بعد التامل العینان اور خبر دیکھنے
کی برابر نہین اور تامل کرنے کے بعد دونون آنکھین اس کتاب سے ٹھنڈی ہونگی م یعنی دیباچہ کتاب مین میرا توصیف کرنا اس کتاب کا خبر ہو اور خبر
محتمل ہوتی ہو صدق اور کذب کی مگر جبکہ تو مطلع ہوگا اس کتاب پر تو تیرے نزدیک اسکا خود مشاہدہ ہو جاویگا ع شنیدہ کی بود مانند دیدہ ؛ تو یہ تعلیل ہو مدعاے
محذوف کی سے فخذ ما نظرت من حسن روضۃ الاسمی ؛ ودع ما سمعت عن حسن سلمی اسوالے اسکو جو تو دیکھ چکا ہو اس کتاب عالیقدر باغ کی خوبصورتی کو اور اسکو چھوڑ
جو تونے خوبصورتی سلمی کی حکایت سنی ہو م سلمہ معشوقہ کا نام ہو یعنی حسن صوری کی طرف التفات نکر حسن معنوی اس کتاب پر نظر کر سے خذ ما نظرت ودع شیئا
سمعت بہ ؛ فی طلعۃ الشمس ما یغنیک عن زحل ہے اسکو جو تونے دیکھا اور چھوڑ اسکو جو تونے سنا آفتاب کے طلوع ہونیمین وہ روشنی ہو جو تجکو بے پروا کرتی ہو زحل کی روشنی
سے م زحل کم روشن ایک ستارہ ہو جسکو فارسی مین کیوان اور ہندی مین سنیچر کہتے ہین ہذا وقد صحت اغراض المصنفین اغراض سہام السنۃ الحساد بو جھلے اسکو اور مقرر اہل تصانیف
کی ابرؤین اہل حسد کی زبانون کے تیرون کی نشانہ ہو گیئین ہین ونفائس تصانیفہم معرضۃ لایدیہم تنتہب فوائدہا ثم ترمیہا بالکساد اور اہل تصانیف کے عمدہ مصنفات
اہل حسد کے ہاتھون مین پڑے ہین اُنکے فوائد کو لوٹتے ہین پھر اُنکو کھوٹا کر کے پھینکتے ہین انما العلم لا تعجل بعیب مصنف ؛ ولم تیقن زلۃ منہ تعرف ؛ اے صاحب علم
شتابی نکر مصنف کی عیب جوئی مین حالانکہ تجھکو اُسکی خطا کا یقین نہین ہوا جانتا ہو جھکر سے فکم افسد الراوی کلاما بعقلہ ؛ وکم حرف الاقوال قوم و
صحفوا ؛ سو بہت بگاڑا ہو روایت کرنے والے نے کلام کو اپنی عقل ناقص سے اور بہتیرے قولون کی تحریف کی ہو ایک قوم نے اور تصحیف کی ہو م
تحریف عبارت ہو تغییر اور تبدیل سے خواہ تبدیل ایک لفظ کی دوسری لفظ سے ہو یا ایک حرف کی دوسرے حرف سے اور گاہے تحریف بمعنی تاویل آتا ہو
یعنی غیر مراد کا ارادہ کرنا اور تصحیف عبارت ہو خطا فی الصحیفہ سے یعنی لکھنے مین چوکنا کما فی الطحطاوی یعنی جب افساد راوی اور خطاے کاتب کا دخل ہوا تو مصنف
کی خطا پر یقین نہین ہو سکتا الا بوجہ دیگر تو عیب گوئی مین عالم کو عجلت مناسب نہین سے وکم ناسخ اضحی لمعنی مغیرا ؛ وجاء بشیٍ لم یردہ المصنف ؛ اور بہت کاتبون نے
معنی کو بدل ڈالا اور وہ چیز لائے جسکا مصنف نے ارادہ نہین کیا وما کان قصدی من ہذا ان یموج ذکری بین المحررین من المصنفین والمؤلفین بل القصد ریاضۃ القریحۃ
وحفظ الفروع الصحیحۃ مع رجاء الغفران ودعاء الاخوان اور اس تصنیف سے میرا قصد یہ تھا کہ میرا ذکر داخل ہو اہل تحریر مین کہ مصنفین اور مؤلفین ہین بلکہ مقصود ذہن کی مشق
ہو اور محفوظ رکھنا صحیح مسائل کا توقع بخشش ربانی اور دعاے برادران دینی وما علی من اعراض الحاسدین عنہ حال حیاتی فسیتلقونہ بالقبول انشاء اللہ تعالی بعد
وفاتی اور مجکو کچھ رنج نہین حاسدونکی روگردانی کا اس کتاب سے میری زندگی مین کیونکہ وہ عنقریب اسکو قبول کرلینگے انشاء اللہ تعالی میری موت کے بعد کما قیل سے
تری الفتی ینکر فضل الفتی ؛ لوما وخبثا فاذا ما ذہب ؛ لج بہ الحرص علی نکتۃ ؛ یکتبہا عنہ بماء الذہب ؛ چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہو دیکھتا ہو تو ایک جوان کو کہ دوسرے
جوان کے کمال کا انکار کرتا ہو کمظرفی اور خباثت کی راہ سے پھر جبکہ وہ جاتا رہا یعنی مر گیا بیقرار کرتی ہو اُسکو حرص مسئلہ باریک پر کہ لکھتا ہو اُس کامل محسود
کے کلام کو سونے کے پانی سے فہاک مؤلفا جیدا بالمہمات ہذا الفن مظہرا لدقائق استعملت الفکر فیہا اذ ما اللیل جن متحریا ارجح الاقوال واوجز العبارۃ
معتمدا فی دفع الایراد الطف الاشارۃ سواے مخاطب اس فن کے آراستہ مجموعی کو جو ظاہر کرنے والا ہو ان باریکیون کو جن مین مین نے اپنی
فکر کو استعمال کیا جبکہ رات چھائی تھی راجح تر اقوال اور مختصر عبارت کو تلاش کرنا دفع کرنے اعتراض مین لطیف تر اشارہ کو قصد کرنا ربا خالفت فی حکم

لہ یعنے بڑی بڑی بوندی ۔ تعریف اسکی ایجاز ۔

لہ جو مذمت کی صورت مین ہو ۔

لہ ملکا کئے ہوئے ہین ۔

گروہ سب سنا رہا ہون ۔

لہ دو ونزدیکی ۔

ایک کی ایک ۔

لہ ترجمہ اول نے تعریف کو صیغہ فاطب معروف جانکہ ترجمہ کی اور حاشیہ کی مین اسکو صیغہ مجہول مؤنث قرار دیکر صفت زرق کی لکھا ہو ۔

۱۲

او دلیل تحجب من لا اطلاع لہ ولا فہم عندہ لا عن السبیل پھر کبھی تو مین نے مسئلہ متن مین مخالفت کی یا دلیل مین ہے جسکو اطلاع نہین اور نہ فہم اُسنے گمان کیا راہ سے بہکنا
یعنی ناواقفی سے یہ مخالفت کو گمراہی سمجھا وَربما غیرتُ تبعًا للشارح علیہ المصنف کلمۃ او حرفًا وما دری ان ذلک لنکتۃ تدق عن نظرہ وتخفی اور گاہے مین نے مصنف کی شرح
کی پیروی سے کسی لفظ یا حرف کو بدل ڈالا اور حالانکہ اُس معترض کو معلوم نہین کہ یہ بدلنا اُس سخن باریک کے سبب سے ہے جو اسکی نظر سے تاریک اور پوشیدہ ہے وقد
انشدنی شیخی البحر الشامی والبحر الطامی اوحد زمانہ وحسن اوانہ شیخ الاسلام الشیخ خیر الدین الرملی اطال اللہ تعالی بقارہ اور البتہ اشعار آیندہ سنائے مجھکو
میرے اُستاد علامہ عالیقدر دریاے لباب اپنے زمانے کے یکتا اور اپنے وقت کے خوب فاضل نے یعنی شیخ الاسلام شیخ خیر الدین ساکن رملہ نے اللہ تعالی اُنکی عمر
کو دراز کرے رملہ شہر ہے فلسطین مین وہین اُنکا انتقال ہوا اُنکی تصانیف عمدہ بہت ہین از انجملہ فتاوی خیریہ ہے قل لمن لم یر المعاصر شیئا ویری للاوائل
التقدیما ان ذلک القدیم کان حدیثا وسیبقی ہذا الحدیث قدیما کہہ اُس شخص سے جو ہمعصر کو کچھ نہین سمجھتا اور اگلے لوگون کو پچھلون پر تقدیم سمجھتا ہے کہ مقرر
وہ پُرانا بھی اپنے وقت مین نیا تھا اور آگے یہ نیا بھی پُرانا ٹھہرگا فی الواقع معاصر کتنا ہی کامل الوجود ہو لوگون کی نظرون مین نہین آتا اور بعد مدت کے
وہی معتمد اور مقتدا ٹھہرتا ہے چنانچہ صاحب درالمختار اپنے معاصرین حاسدین سے کسقدر تنگ ہے اور اس زمانہ مین عرب وعجم مین درالمختار اعجوبۂ روزگار متداول علما
کبار ہے علی ان المقصود والمراد وما انشدنی شیخی وبرکتی وولی نعمتی راس المحققین والنقاد محمد افندی المحاسنی وقد اجاد علاوہ برین اس شرح کے لکھنے سے
مقصود ومراد وہ مضمون ہے جو شعر مین پڑھکر سنایا ہے میرے اُستاد اور میرے برکت اور میرے ولی نعمت محققین اور پرکھنے والون کے سردار یعنی محمد افندی محاسنی نے
اور البتہ بہت خوب کہا ہے محاسنی نسبت ہے محاسن کیطرف یعنی خوبیون والا اور افندی کا لفظ بمعنی بزرگوار مستعمل ہے کذا فی الطحطاوی سے لکل بنی الدنیا مراد
ومقصدہ وان مرادی صحۃ وفراغ لاشتغل فی علم الشریعۃ مبلغا یکون بہ لی فی الجنان بلاغ ہر ایک اہل دنیا کا کچھ مراد اور مقصد ہوتا ہے اور البتہ میرا مقصد
صحت اور فارغ البالی ہے تاکہ مین علم شریعت مین اُس درجے کو پہونچون جسکے سبب سے بہشتون مین میرا پہونچنا ہو سے ففی مثل ہذا فلینافس اولو النہی وحسبی من الدنیا
الغرور بلاغ تو ایسے مقصد عظیم الشان مین چاہیے کہ حرص کرین صاحبان عقول اور کافی ہے مجھکو دغاباز دنیا سے بلاغ یعنی قدر کفایت یعنی حطام دنیا سے قلیل
کافی ہے تو کوشش کرنا چاہیے اسمین جس سے نعیم موبد اور سرور دائمی حاصل ہو کذا فی الطحطاوی سے فما الفوز الا فی نعیم مؤبد بہ العیش رغد والشراب یساغ
سو اسمین ہے فتحیابی مراد کی گر دائمی نعمت مین جسکے سبب سے معاش کی کشایش ہے اور حلق مین شربت خوشگوار ہے مقدمہ اہل تصانیف کی عادت ہے کہ قبل از
شروع مقصود اُن امور کو ذکر کرتے ہین جس سے ناظر کتاب کو بصیرت حاصل ہو اُسکو مقدمہ کہتے ہین حق علی من حاول علما ان یتصور بحدہ او رسمہ ویعرف موضوعہ
وغایتہ واستمدادہ جو شخص کہ کسی علم کے شروع کرنے کا قصد کرے اُسپر حق اور لازم ہے کہ اُس علم کی حد یا رسم کو تصور کرے اور اسکے موضوع اور غایت اور
استمداد کو پہچانے حد اُس تعریف کو کہتے ہین جسمین ذاتیات مذکور ہون چنانچہ انسان کی تعریف مین کہنا کہ جاندار گویا اور رسم وہ ہے جسمین تعریف بعرض
لازم ہو چنانکہ انسان کو ضاحک یا کاتب بولنا مقدمہ مین دس چیزین مذکور ہوتی ہین انمین سے شارح نے چار کو مذکور کیا تعریف علم اور موضوع اور غرض اور
استمداد سو باقی چھ امور یہ ہین واضع علم اور نام علم کا اور حکم شارع کا اور تصور مسائل اور فضیلت اور نسبت سو چار چیزون کو خود شارح نے بیان کیا اور فضیلت
کو بھی باقی کا بیان یون ہے کہ واضع علم فقہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہین اور نام علم کا فقہ ہے اور شارع کا حکم یہ ہے کہ فقہ کا حاصل کرنا بقدر ضرورت کے واجب
ہے اور مسائل اس علم کے ہر ایک وہ جملہ ہے جسکا مبتدا مکلف کا فعل ہے اور احکام خمسہ اسکی خبر ہے چنانچہ یہ فعل واجب ہے یا حرام مثلا اور فضیلت علم فقہ
کی یہ ہے کہ سواے علم عقائد اور تفسیر اور حدیث اور اصول فقہ کے باقی علمون سے فقہ کا علم افضل ہے اور نسبت یہ ہے کہ علم فقہ ظاہر کی اصلاح کرتا ہے جیسے عقائد
اور تصوف باطن کی اصلاح کرتے ہین کذا فی الحلبی یتصرف فالفقہ لغۃ العلم بالشیء ثم خص بعلم الشریعۃ تو فقہ لغت عرب مین دریافت کرنا ہے شی کا پھر عرف مین
خاص مخصوص بعلم شریعت ہے وفقہ بالکسر فقہا علم اور فقہ بکسرۂ قاف صیغہ ماضی کا بمعنی علم ہے یعنے دریافت کیا اور جانا اور فقہ بکسر اول وسکون ثانی اُسکا مصدر ہے بمعنی علم وفہم

دفقہ بالضم فقاہتہ صار فقیہا اور فقہ بضم قاف جسکا مصدر فقاہت ہی اُسوقت بولتے ہین جب آدمی فقیہ ہوجائے م خلاصہ یہ ہو کہ فقہ لغوی کا ماضی مکسور القاف ہی اور اصطلاحی کا مضموم القاف ہی کذا ذکرہ صاحب بحرالرائق عن الکرمانی اور صاحب قاموس نے فقیہ کے ماضی مین کسر بھی نقل کیا ہی و اصطلاحا عندالاصولیین العلم بالاحکام الشرعیۃ الفرعیۃ المکتسب من ادلتہا التفصیلیۃ اور علماء اصول فقہ کی اصطلاح مین فقہ عبارت ہی احکام شرعی فرعی کے اُس علم سے جو حاصل ہوا ہو احکام کے دلائل مفصلہ سے م احکام فرعی وہ ہین جو عمل کرنے سے متعلق ہین اور جو اعتقاد سے متعلق ہین اُنکو احکام اصلی کہتے ہین شارح نے احکام شرعی کی قید اسلیے لگائی کہ اِس قید سے احکام عقلی اور حسی اور اصطلاحی فقہ کی تعریف سے نکل گئے چنانچہ اسکا علم کہ عالم حادث ہی مثال عقلی اور آگ جلانیوالی ہی اور فاعل مرفوع ہی معلوم کرنا چاہیے کہ قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس فقہ کے دلائل تفصیلی ہین اس تعریف سے حسی ۱۲ اصطلاحی ۱۲ معلوم ہوا کہ اصولیون کے نزدیک فقیہ حقیقی فقط مجتہد ہی یا مانند اسکے اسواسطے کہ مقلد پر دلائل سے استدلال کرنا ضرور نہین وعند الفقہاء حفظ الفروع واقلہ ثلث اور فقیہون کے نزدیک فقہ نام ہی مسائل کے یاد رکھنے کا اور کمتر مرتبہ حفظ مسائل کا یہ ہی کہ تین مسئلے یاد ہون م ماتن اور شارح نے کتاب الوصیت مین کہا کہ اگر ثلث مال کی وصیت کی فقیہون کے واسطے تو اسمین وہ داخل ہوگا جو مسائل شرعی مین نظر دقیق رکھتا ہو اگرچہ تین ہی مسئلونکو اُنکے دلائل کے ساتھ جانتا ہو انتہی تو معلوم ہوا کہ جسکو ہزارون مسئلے بدون دلائل کے یاد ہون وہ فقیہ نہین وعند اہل الحقیقۃ الجمع بین العلم والعمل اور اہل حقیقت یعنی صوفیہ کرام کے نزدیک فقہ عبارت ہی علم اور عمل کی جامعیت سے م حقیقت مغز ہی شریعت کا اور حقیقت شریعت سے باہر نہین اور نہ شریعت حقیقت سے جدا ہی اور جو حقیقت کو شریعت سے جدا جانتا ہو اُسپر کفر کا خوف ہی کذا فی الطحطاوی حضرت امیر خسرو دہلوی نے مطلع الانوار مثنوی مین فرمایا ہی سے عین حقیقت بشریعت درست ٭ شرع اگر عین نباشد شرست ٭ ہر کہ تنگ از شرع فراتر زدہ ٭ اللہ و یا رب ہمہ زد عربدہ ٭ اور خواجہ عبید اللہ احرار نے فرمایا کہ حقیقت دریاست و شریعت کشتی از دریا بچہ تو انگذشت بکشتی جب منجملہ صوفیہ صافیہ کے شاذین عادلین کے کلام سے شریعت اور حقیقت مین اتحاد یا تلازم ثابت ہوا تو صاف معلوم ہوگیا کہ جو لوگ کہتے ہین کہ شریعت اور ہی اور حقیقت اور ہی وہ صوفیہ کرام کے طریقہ سے گمراہ ہین لقول الحسن البصری انما الفقیہ المعرض عن الدنیا الزاہد فی الاٰخرۃ البصیر بعیوب نفسہ بدلیل قول خواجہ حسن بصری رضی کے کہ فقیہ نہین ہی مگر روگردان دنیا سے رغبت کرنے والا آخرت مین اپنے عیوب ذاتی کا دانا م یعنے عارف فقیہ کی عبادت فقط خدا ہی کے واسطے ہوتی ہی نہ دوزخ کے خوف سے اور نہ بہشت کی طمع سے یہ لوگ جو بہشت کو مانگتے ہین تو تلذذ کے واسطے نہین بلکہ پروردگار کے دیدار کیلیے چنانچہ کسی عارف نے کہا ہی سے لیس قصدی من الجنان نعیمہا ٭ غیر انی ارید ہا لاراک ٭ کذا فی الطحطاوی وموضوعہ فعل المکلف ثبوتا او سلبا اور فقہ کا موضوع عاقل بالغ کا فعل ہی ثبوت کی راہ سے یا سلب کی راہ سے م موضوع اُسکو کہتے ہین جسکے عوارض ذاتی کی اُس علم مین بحث اور گفتگو ہی جیسا کہ کلمہ اور کلام موضوع ہی علم نحو کا یعنے اول سے آخر تک اسی کے حالات کی گفتگو ہی اسیطرح فقہ کا موضوع مکلف کا فعل ہی ثبوت کی راہ سے جیسا کہ فعل کا صحیح ہونا اور فرض ہونا اور واجب ہونا اور مستحب اور مباح ہونا اور سلب کی راہ سے چنانچہ صحیح نہونا فعل کا اور عدم فرضیت اور حرام ہونا اور مکروہ ہونا تو غیر مکلف یعنے صغیر اور مجنون کا فعل علم فقہ کا موضوع نہین اور ضمان اور متلفات اور نفقہ زوجات کے ادا کرنے مین ولی مخاطب ہی نہ صغیر اور مجنون و استمدادہ من الکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس اور فقہ کی استمداد اور مددگاری کتاب یعنی قرآن مجید اور سنت نبوی اور اجماع اور قیاس سے ہی م یعنی امور اربعہ مذکورہ فقہ کے ماخذ اور اصول مین دریافت کرنا چاہیے کہ قبل از اسلام کی شریعت غیر منسوخہ قرآن مجید کے تابع ہی اور سنت سے قول و فعل و تقریر رسول کریم کی مراد ہی تقریر اُس سے عبارت ہی کہ کوئی امر حضرت کے سامنے ہوا اور حضرت نے اُسکو جائز رکھا اُسپر انکار نہ کیا اور صحابۂ کرام کے اقوال تو سنت مین داخل ہین اور اجماع سے مراد اُن لوگون کا اجماع ہی جنکا اجماع شمار کے لائق ہی چنانچہ صحابۂ کرام اور تمام مجتہدین عصر کا اتفاق اور تعامل ناس یعنی لوگون کا عمل رائج تو اجماع کا تابع ہی اور قیاس سے مراد وہ قیاس ہی جو کتاب او سنت اور اجماع سے مستنبط ہوا اور تحری اور استصحاب حال تو قیاس کا تابع ہی قیاس مستنبط من الکتاب کی مثال حرمت لواطت کا قیاس ہی وطی فی الحیض کی حرمت پر جو

ثابت ہی بقولہ تعالی (قل ہو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض) اور علت مشترکہ مقیس اور مقیس علیہ مین اذا ہی اور قیاس مستنبط من السنۃ کی مثال حرام ہونا چونے کے ایک پیمانہ کا
چونے کے دو پیمانون سے بقیاس حرمت گیہون کے ایک پیمانہ کے گیہون کے دو پیمانونسے جو ثابت ہی اس حدیث سے کہ الحنطۃ بالحنطۃ مثلا بمثل یدا بید والفضل ربوا اور علت
مشترکہ بیان اتحاد جنس و مقدار ہی اور قیاس مستنبط من الاجماع کی مثال قیاس کرنا ہی وطی حرام کا وطی حلال پر چنانچہ مادر مزنیہ کی وطی کی حرمت کو قیاس کیا ہی
اور کنیز موطوہ کی حرمت پر جو اجماع سے ثابت ہی یعنی جب اپنی لونڈی سے وطی کی تو اس لونڈی کی ماں کا حرام ہونا اجماع سے ثابت ہی اسمین کوئی نص نہین ہی کتاب اور
سنت ہی بلکہ امہات النساء یعنے خوشدامنون مین بلا اشتراط وطی کے نص وارد ہی کذا فی الطحطاوی بتصرف غایۃ الفوز بسعادۃ الدارین اور فقہ کی غرض اور علت غائی
سعادت دارین کی ظفریابی ہی و اما فضلہ فکثیر شہیر اور فقہ کی بزرگی اور فضیلت تو بہت مشہور ہی ہم جامع ترمذی مین ابو امامہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ فضیلت عالم کی عابد پر جیسے میری فضیلت تمہارے ادنی شخص پر مقر اللہ تعالی اور اسکے فرشتے اور اہل سموات اور اہل زمین یہانتک کہ چیونٹی اپنے
سوراخ مین اور مچھلیان دریا مین بھلائی چاہتے ہین انکی جو لوگون کو خیر کی تعلیم کرتے ہین اور ترمذی مین ابن عباس سے روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ ایک فقیہ شیطان پر سخت تر ہی ہزار عابد سے کذا فی تیسیر الوصول الی جامع الاصول ومنہا فی الخلاصۃ وغیرہا النظر فی کتب اصحابنا من غیر سماع افضل من
قیام اللیل اور منجملہ فضائل کے وہ قول ہی جو خلاصہ وغیرہا مین ہی کہ نظر کرنا ہمارے اصحاب کی کتابون مین بدون سماع یعنی فقہ کی کتابون کو مطالعہ کرنا بدون
اسبات کے کہ استاد سے سنا ہو تہجد کی نماز سے بہتر ہی و تعلم الفقہ افضل من تعلم باقی القرآن اور فقہ کا سیکھنا افضل ہی باقی قرآن کے سیکھنے سے ہم یعنے زائد
از حاجت فقہ کا سیکھنا غیر کے نفع کیواسطے باقی قرآن کے سیکھنے سے افضل ہی اسواسطے کہ فقہ کا تعلم بقدر حاجت کے فرض عین ہی وجہ فضلیت کی یہ ہی کہ ما سوا قدر
مین تعلم فقہ کا فرض کفایہ ہی اور قرآن کا تعلم سنت ہی اور فرض افضل ہی سنت سے مگر یہ وجہ مسلم نہین ہو اسواسطے کہ تمام قرآن کا سیکھنا بھی فرض کفایہ ہی یا فضلیت کی
یہ وجہ ہی کہ جمیع فقہ محتاج علیہ ہی اسواسطے کہ وقائع کا حدوث ہوتا ہی فقہ کے ہر باب مین بخلاف قرآن کے ہو اسواسطے کہ قرآن مین ایک آیت کا سیکھنا تو فرض ہی اور
سورۂ فاتحہ اور تین آیتونکا سیکھنا واجب ہی کذا فی الطحطاوی و جمیع الفقہ لابد منہ اور تمام فقہ سے چارہ نہین یعنی ضروری ہی اگرچہ بطریق فرض کفایہ کے ہو الحاصل فقہ
بجمیع انواع خود آدمیون کو ضروری ہی سو طہارت اور نماز اور روزہ کا دریافت کرنا تو علی العموم سبکو فرض ہی اور زکوۃ اور حج اور نکاح اور طلاق اور عتاق وغیر ذلک کا
معلوم کرنا اسپر فرض ہی جو اسکا حاجتمند ہو یعنی اگر مالدار ہی تو زکوۃ اور حج کے مسائل کا معلوم کرنا اسپر فرض ہی و علی ہذا القیاس نکاح کرنیوالا اور طلاق دینے والا فی التنقیح
وغیرہ عن محمد لا ینبغی للرجل ان یعرف بالشعر والنحو لان آخر امرہ الی السؤال و تعلیم الصبیان و لا بالحساب لان آخر امرہ مساحۃ الارضین و لا بالتفسیر لان آخر امرہ
الی التذکیر و القصص بل یکون علمہ فی الحلال و الحرام و ما لابد منہ اور ملتقط وغیرہ مین محمد بن حسن سے منقول ہی کہ مرد کو لائق نہین کہ شعرگوئی اور نحودانی مین
مشہور ہو اسلیے کہ اسکا انجام گداگری ہی اور لڑکون کا پڑھانا اور نہ حسابدانی مین مشہور ہو کہ اسکا انجام کار پیمایش ہی اراضی کی اور نہ تفسیردانی مین مشہور ہو اسواسطے
کہ اسکا انجام کار وعظ گوئی اور قصہ خوانی ہی بلکہ لائق یہ ہی کہ اسکا علم ثابت ہو حلال اور حرام مین اور انمین جن سے چارہ نہین ہم گداگری کو شعرگوئی کا انجام ہو اسواسطے کہا
کہ اکثر شاعر دنیا فانی کے طلب کرنیکے واسطے جو مدح کے لائق نہین انکی مدح کرتے ہین اور گلہ ہجو کرتے ہین انکی جو مستحق مذمت کا نہین اور انکے اکثر اوقات مضامین تازہ
کاذبہ کی تلاش مین سرگردانی سے برباد ہوتے ہین کما قیل ۔ اذا ما اعتز ذو علم بعلم * فعلم الفقہ اولی باعتزاز * فکم طیب یفوح ولا کمسک * وکم طیر یطیر ولا کباز * چنانچہ نظم
مین کسی نے کہا ہی کہ جب فخر کرے صاحب علم کسی علم کے سبب سے تو فقہ کا علم مقدم تر اور اولی بافتخار ہی سو بہت سی خوشبوئین مہکتی ہین اور نہین مہکتی مشک کے مانند
اور بہت سی چڑیان اڑتی ہین اور نہین اڑتی باز کے مانند یعنی فقہ اور علوم سے ایسا افضل ہی جیسا مشک اور خوشبویون سے اور باز اور پرندونسے وقد مدحہ اللہ تعالی
بتسمیتہ خیرا بقولہ ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا و قد فسر الحکمۃ زمرۃ ارباب التفسیر بعلم الفروع الذی ہو علم الفقہ اور البتہ حق تعالی نے فقہ کی مدح
کی ہی اسکو مسمی بخیر کرکے اپنے اس قول مین ومن یؤت الحکمۃ الخ یعنے جسکو حکمت دی گئی اسکو بہت خیر دی گئی اور مفسرین کے ایک گروہ نے

حکمت کو تفسیر بعلم فروع کیا ہی جو فقہ کا علم ہی ومن ہنا قیل ـــــ وخیر علوم علم فقہ لانہ ٭ یکون الی کل المعالی توسلا ٭ فان فقیہا واحدا متورعا ٭ علی الف ذی زہد تفضل و اعتلی ٭ اور اسی جگہ سے کسی نے کہا ہی نظم مین اور سب علمون سے بہتر فقہ کا علم ہی اسواسطے کہ وہ سب مراتب عالیہ کی طرف وسیلہ ہوتا ہی کیونکہ ایک فقیہ متقی ہزار زاہدون پر بزرگ اور عالیقدر ہوتا ہی مراد یہ ہی کہ فقیہ اُن زاہدون سے افضل ہی جو فقہ کو نہین جانتے ہین وہما ماخوذان مما قیل للامام محمد ـــــ تفقہ فان الفقہ افضل قائد ٭ الی البر والتقوی و اعدل قاصد ٭ وکن مستفیدا کل یوم زیادۃ ٭ من الفقہ واسبح فی بحور الفوائد ٭ فان فقیہا واحدا متورعا ٭ اشد علی الشیطان من الف عابد ٭ اور وہ دونون شعرین جو گذر گئین ماخوذ ہین اس نظم آئندہ سے جو امام محمد کی طرف منسوب ہی وہ یہ ہی کہ فقہ کو سیکھ اسواسطے کہ فقہ افضل کھینچنے والا ہی نیکی اور پرہیزگاری کی طرف اور معتدل تر قریب مقصد ہی یعنے عادل طریق مقرب مقصود ہی اور ہو تو ہر روز حاصل کرنیوالا زیادتی کا فقہ سے اور تیراک فوائد کے دریاؤن مین اسواسطے کہ ایک فقیہ متقی سخت تر ہی شیطان پر ہزار عابد سے م نظم سابق اور یہ نظم امام محمد کا اس حدیث مرفوع سے ماخوذ ہی عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد اخرجہ الترمذی چنانچہ اسکا ترجمہ عنقریب مذکور ہو چکا ومن کلام علی رضی اللہ عنہ ـــــ ما الفضل الا لاہل العلم انہم ٭ علی الہدی لمن استہدی ادلاء ٭ اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے کلام سے یہ نظم ہی کہ بزرگی نہین مگر اہل علم کیواسطے کیونکہ وہ ہدایت پر ہین اور طالب ہدایت کے رہنما ہین ـــــ ووزن کل امرء ما کان یحسنہ ٭ والجاہلون لاہل العلم اعداء ٭ اور وزن یعنے قدر اور خوبی ہر مرد کی موافق اُسکی خوب کرداری کے ہی اور جاہل لوگ اہل علم کے دشمن ہین م تو صانع کی قدر اُسکے حسن صنعت کی مقدار پر ہی اور جسنے علوم آداب کے خوب سیکھے تو اُسکی قدر اُنھین کی مقدار پر ہوگی اور جسنے علم فقہ کا خوب حاصل کیا تو اُسکی قدر عظیم ہوگی بسبب عظمت فقہ کے الحاصل جو شخص کسی چیز کو خوب حاصل کریگا تو اُسکا مرتبہ اُسیکی مقدار پر ہوگا کذا فی الطحطاوی ـــــ ففز بعلم ولا تجہل بہ ابدا ٭ الناس موتی و اہل العلم احیاء ٭ سو رستگار اور ظفریاب ہو علم کے سبب سے اور علم سے جاہل نرہیو ہمیشہ یعنی اسباب جہل سے اجتناب رکھیو سب آدمی مُردے ہین اور علم والے زندے ہین م یعنی جاہل مُردون کے مانند ہین لائق شمار کے نہین اور اُنسے کچھ فائدہ نہین اور اہل علم زندہ ہین یعنی اُنکی زندگی سے اُنکو اور لوگون کو فائدہ حاصل ہوتا ہی تو علماء دین کا وجود رحمت اور نور ہی کیون نہو کہ وہ وارث ہین انبیاء علیہم السلام کے اور منجملۂ جہالت کے اسباب جہل اور نسیان کا ارتکاب ہی چنانچہ جہالت کا بڑا سبب کاہلی ہی اور کاہلی پیدا ہوتی ہی کثرت بلغم سے اور کثرت بلغم کی ہوتی ہی بہت پانی پینے سے اور پانی بہت پینا ہوتا ہی بہت کھانے سے تو مبدا فساد کثرت اکل ٹھہرا اور تقلیل اکل کا طریقہ یہ ہی کہ قلت اکل کے منافع کو آدمی غور کرے از انجملہ ایک فائدہ یہ ہی کہ آدمی تندرست رہتا ہی اور زیادہ کھانیوالا گران تن اور اکثر بیمار ہو جاتا ہی اور بہت کھانیوالا حق تعالی کو ناپسند ہی اور دوسرا فائدہ قلت اکل کا ایثار ہی یعنی کھانے مین غیر کو مقدم رکھنا اور بہت کھانیوالیکو دوسرے کا کھلانا دشوار ہوتا ہی اور منجملۂ اسباب نسیان کے معاصی اور کثرت ذنوب ہی اور امور دنیا کی تشویشات اور کثرت اشتغال اور زیادتی علائق کی اور ہرا دھنیا کھانا اور مصلوب[ل] کو دیکھنا اور الواح قبور کو پڑھنا اور اونٹون کی قطار مین چلنا اور زندہ جون زمین پر ڈالنا اور گدی پر پچھنے لگانا اور منجملۂ اسباب مورثہ حفظ و حافظہ کوشش کرنا ہی اور ہمیشہ مذاکرہ رکھنا اور کم کھانا اور تہجد کی نماز پڑھنا اور قرآن کو دیکھکر پڑھنا اور بہت درود پڑھنا اور شہد کا پینا اور کندر کو شکر کے ساتھ کھانا اور اکیس مویز منقی کا نہار منھ کھانا اور جو چیز بلغم اور رطوبات کو کم کرے وہ حفظ کو زیادہ کریگی معلوم کرنا چاہیے کہ طالب علم کو علم نہین آتا اور نہ اُس سے فائدہ حاصل ہوتا ہی جبتک کہ علم کی اور اہل علم کی اور اُستاد کی تعظیم اور توقیر نکرے اسواسطے کہ کوئی کمال کو نہین پہونچا مگر حرمت کرنے سے اور کوئی بے نصیب نہین رہا مگر ترک حرمت سے علی مرتضی رض نے فرمایا کہ مین اُسکا غلام ہون جسنے مجھے ایک حرف بتایا چاہے بیچ لے مجکو چاہے آزاد کرے ہارون رشید بادشاہ نے اپنے فرزند کو اصمعی کے پاس بھیجا تاکہ وہ علم اور ادب سیکھے تو بادشاہ نے ایکدن دیکھا کہ اصمعی وضو کرتے ہین اور شاہزادہ پانی ڈالتا ہی تو بادشاہ نے اُسپر عتاب کیا اس امر مین اور کہا کہ مین نے اُسکو اسواسطے بھیجا ہی کہ آپ اُسکو علم اور ادب سکھائیے آپ نے اُس سے یون کیون نفرمایا کہ ایک ہاتھ سے پانی ڈالے اور دوسرے ہاتھ سے آپکا پانون دھووے اور منجملۂ تعظیم علم کے کتاب کی تعظیم ہی تو طالب علم کو لائق ہی کہ کتاب کو ہاتھ نہ لگاوے بدون طہارت کے شمس الائمہ

مسئلہ: بیان اسباب جہل و نسیان

مسئلہ: اسباب موجب حفظ

[ل] مصلوب یعنی سولی دیا ہوا

سرخسی رحؒ کو ایکرات اسہال عارض ہوا اور وہ اپنے سبق کی تکرار کرتے تھے تو اُس رات کو سترہ بار وضو کیا اسواسطے کہ وہ سبق کی تکرار بدون وضو کے نہ کرتے تھے
وجہ اسکی یہ ہی کہ علم نور ہی اور وضو بھی نور ہی تو علم کا نور وضو سے دوچند ہوجاتا ہی اور منجملہ تعظیم واجب کے یہ ہی کہ کتاب کیطرف پانون نہ پھیلاوے اور کتاب کی تعظیم
ایک یہ ہی کہ خوشخط واضح لکھے اور بہت باریک نہ لکھے امام اعظم رح نے ایک کاتب کو دیکھا کہ باریک لکھتا تھا تو فرمایا کہ باریک مت لکھ کہ شاید تو زندہ رہا تو پچھتاویگا اور اگر
مرگیا تو تجھکو لوگ بُرا کہینگے یعنی اگر تو پیر ہوگا اور تیری بصارت ضعیف ہوگی تو اِس باریک تحریر پر تجکو ندامت ہوگی اور منجملہ تعظیم علم کے ہمسبق بھائیون کی تعظیم ہی اور چاپلوسی
معیوب چیز ہی مگر طلب علم مین مذموم نہین اسواسطے کہ اُستاد اور ہمسبقون کی چاپلوسی کرنا لائق ہی تاکہ اُنسے فائدہ حاصل ہو کذا فی الطحطاوی مختصراً وقد قیل العلم وسیلة الیٰ
کل فضیلة اور کہا گیا ہی یعنی علماء مجربین نے فرمایا ہی کہ علم وسیلہ ہی ہر بزرگی اور کمال کا یعنی ترقیات دارین کا سبب ہی العلم یرفع المملوک الیٰ مجالس الملوک علم بلند رتبہ
کرتا ہی غلام کو بادشاہون کی مجالس تک یعنی نہایت حقیر شخص علم کی جلالت شان سے بادشاہون کا مصاحب اور جلیس ہوجاتا ہی لولا العلماء لهلك الامراء اور اگر
عالم نہوتے تو امیر ہلاک و برباد ہوجاتے م وجہ اسکی یہ ہی کہ امیر خلق اللہ کے حاکم ہین تو اگر فصل خصومات مین علماء دین کی طرف رجوع نکرتے تو گمراہ ہوتے اور عذاب
آخرت مین گرفتار ہوتے باوجود اسکے علماء دین کو لائق نہین امیرونکے پاس جانا آنا دنیاے فانی کے حاصل کرنیکیواسطے عالم کو چاہیے کہ اپنے نفس کو ذلیل نکرے بلکہ
مقسوم پر راضی رہے ہمت کو عالی رکھے لوگون کے مال مین طمع نکرے زمانہ سابق مین دستور تھا کہ اول لوگ پیشہ سیکھتے پھر علم حاصل کرتے تھے تا خلق اللہ کے مال مین طمع کی
مجال باقی نرہے اور جبکہ عالم طامع ہوا تو اسکے علوم کی حرمت باقی نہین رہتی اور وہ حق گوئی سے بھی کنیاتا ہی ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین انس رض سے حدیث روایت کی کہ
میری امت کی خرابی ہی علماء بدکردار سے اس علم کو تجارت قرار دینگے اسکو بیچین گے اپنے زمانے کے امیرونسے اپنی منفعت کیواسطے خدا انکی تجارت مین نفع نبخشے اور مروی ہی کہ بدتر
علماء وہ ہین جو امیرونکے پاس جاتے ہین اور بہتر امیر وہ ہین جو عالمون کے دروازون پر آتے ہین اور مروی ہی کہ دو قسم آدمیون مین سے جب آراستہ ہوئے تو سب لوگ آراستہ
ہوجاتے ہین اور جب وہ بگڑے تو سب لوگ بگڑجاتے ہین علماء اور امراء کذا فی الطحطاوی ملتقطاً وانما العلم لاربابه ولایة لیس لها عزل اور سوا اسبات کے نہین ہی کہ علم صاحبان علم
کیواسطے وہ منصب الٰہی ہی جسکی معزولی نہین یعنی بادشاہ اس منصب کو نہین چھین سکتا ان الامیر هو الذی یضحی امیراً عند عزله ان زال سلطان الولایة فهو فی سلطان فضله انتهی
اصلی امیر وہ ہی جو امیر بنا رہے اپنے معزول ہونیکے وقت اگر قوت منصب کی زائل ہوگئی تو وہ اپنے کمال کی قوت مین ثابت ہی واعلم ان تعلم العلم یکون فرض عین وهو بقدر
ما یحتاج لدینه اور معلوم کر اے مخاطب کہ علم کا سیکھنا فرض عین ہوتا ہی یعنے ہر شخص پر اور فرض عین اسقدر علم ہی جسکی طرف آدمی حاجتمند ہو اپنے دین کے واسطے م
تعلیم متعلم مین ہی کہ مسلمان پر ہر علم کا حاصل کرنا فرض نہین بلکہ علم حال کی طلب فرض ہی یعنی آدمی جس حال مین واقع ہو اس حال کا علم سیکھنا فرض ہی مثلاً جسپر نماز
و روزہ فرض ہوا اُسپر صوم و صلوٰة کے مسائل کا دریافت کرنا فرض ہی اور اگر مال حاصل ہوا تو زکوٰة اور حج کے مسائل کا سیکھنا فرض عین ہی اور سوداگر پہ علم بیوع فرض ہی
بالجملہ جو جس چیز کا شغل رکھتا ہو اُسپر اُسکا علم فرض ہی تاکہ اسمین ارتکاب حرام سے محفوظ رہے اور علم واجب وہ ہی جسقدر سے امر واجب ادا ہو کذا فی الطحطاوی ملخصاً وفرض
کفایة اور علم کا سیکھنا فرض کفایہ ہوتا ہی فرض کفایہ وہ ہی کہ ہر شخص پر فرض نہین بلکہ بعض کا سیکھنا ایک شہر مین سبکی طرف سے کفایت کرتا ہی وهو ما زاد علیه لنفع غیره
اور فرض کفایہ وہ علم ہی جو اپنی حاجت سے زیادہ ہو غیر کے نفع کیواسطے یعنے ناواقفون کے بتلانے کو تاکہ وہ لوگ نماز کے اور محرمات سے بچین تو ایک عالم ہر نواحی مین ضرور
ہی کہ عوام مسلمین کو ضروریات دین کے سکھاوے نہین تو عوام ضائع ہونگے ومندوب وهو التبحر فی الفقه وعلم القلب و علم سیکھنا مستحب ہوتا ہی اور مستحب علم تبحر اور مہارت کا حاصل کرنا
ہی فقہ مین اور دل کے علم مین م علم قلب سے علم اخلاق مراد ہی یعنی جس علم سے انواع فضائل اور انکے حاصل کرنیکی کیفیت معلوم ہو اور اقسام رذائل اور اُنسے بچنے کی کیفیت
دریافت ہو تعلیم متعلم مین ہی اسیطرح فرض ہی علم احوال قلوب چنانچہ توکل و انابت اور خوف الٰہی اور رضا بالقضا اسواسطے کہ یہ سب احوال مین واقع ہی اور بزرگی اس علم کی کسی پر مخفی
نہین ہی اور اسیطرح اخلاق مین معرفت جود اور بخل اور تکبر اور تواضع اور عفت و اسراف اور تقتیر وغیرہا کی فرض ہی اسواسطے کہ بخل و نامردی اور تقتیر حرام ہی اور اس سے بچنا بدون اسکے علم
اور اسکی ضد کے ممکن نہین انتہی تو علم قلب فقہ پر عطف ہی نہ تبحر پر تو مطلب یہ ہوا کہ اصل علم اخلاق فرض ہی اور اسمین تبحر پیدا کرنا مستحب ہی اور اگر تبحر پہ عطف کیجیے تو تعلیم متعلم کے

مخالف ہوگا یعنی علم اخلاق مستحب ہے مگر یگانہ فرض وحراما وہو علم الفلسفۃ والشعبدۃ والتنجیم والرمل وعلوم الطائعین والسحر والکہانۃ اور علم سیکھنا حرام ہوتا ہی
اور وہ حرام علم یونانیون کی حکمت ہی اور شعبدہ یعنی دست چالاکی بازیگری مین بھان متی کے مانند اور نجوم اور رمل اور اہل طبائع کے علوم یعنے
علم طبیعی اور جادو اور کہانت ہم یونانی حکمت اسواسطے حرام ہوئی کہ اُسمین عالم کا قدیم ہونا وغیر ذالک من المکفرات والمحرمات داخل ہین اور علم نجوم مین اوضاع
فلکیہ سے حوادث سفلیہ پر استدلال کرتے ہین تعلیم متعلم مین ہی کہ نجوم کا علم بمنزلہ مرض کے ہی تو اُسکا سیکھنا حرام ہی کیونکہ وہ مضر ہی نافع نہین اسلیے کہ قضا و قدر
سے بچنا غیر ممکن ہی تو مسلم کو چاہیے کہ ذکر اللہ اور دعا اور تضرع مین مشغول رہے اور حق تعالیٰ سے عافیت مانگا کرے اسواسطے کہ داعی محروم الاجابت نہین ہوتا ہی
اگر بلا مقدر ہی تو ضرور پہونچیگی لیکن داعی کو حقتعالیٰ صبر عطا کریگا و دعا کی برکت سے لیکن تعلیم نجوم کا بقدر قبلہ شناسی اور اوقات نماز کے جائز ہی انتہی اور کہانت یہ ہی کہ
شیاطین سے راہ پیدا کرے تاکہ وہ اخبار آیندہ بتائین اور یہ جو لوگ علم جفر کو علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کیطرف نسبت کرتے ہین سو غلط ہی اسکی کچھ اصل نہین شارح نے
علم طب کو بیان نہین کیا لیکن تعلیم متعلم مین یون مذکور ہی کہ طب کا سیکھنا جائز ہی اسواسطے کہ اسباب مین سے ایک یہ بھی سبب ہی تو اُسکا سیکھنا جائز ہی اور علم باقی ہسباب کیطرح
اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بھی علاج کیا ہی اور امام شافعی رح سے منقول ہی کہ العلم علمان علم الابدان وعلم الاُدیان علم فقہ دین کیواسطے ہی اور علم طب کا
بدن کیواسطے کذا فی الطحطاوی ملتقطاً ودخل فی الفلسفۃ المنطق اور حکمت یونانی مین منطق کا علم داخل ہی یعنی حرام ہی ہم حموی محشی اشباہ نے کہا بعضے فاضلون نے
کہا کہ مین نے اپنے مذہب کے علما کی کتابون مین تحریم منطق کا قول نہین دیکھا اگر صاحب اشباہ نے دیکھا تھا تو اُسکا نقل کرنا مناسب تھا ہان شافعیؒ مذہب کی کتابون مین اسکی
بہت تصریح ہی اور تضییع عمر کو اگر وجہ حرمت قرار دیجیے تو بعید نہین اور یہ بھی ہی جو منطق سے اشتغال رکھتا ہی وہ غالباً فلسفہ کیطرف مائل ہو جاتا ہی تو منع کرنا از قبیل سد ذرائع
کے ٹھہرا والا منطق مین وہ نہین جو شرع مبین کے مخالف ہو اور بعضے فاضلون نے کہا کہ شاید منطق سے مراد فلاسفہ کی منطق ہی نہ اہل اسلام کی منطق اسواسطے کہ اسمین قواعد
اسلام کے مخالف کوئی چیز نہین اور امام غزالی رح نے منطق کو معیار العلوم کہا ہی اور فرمایا کہ جسکو منطق کی معرفت نہین اُسکے علم پر اعتماد نہین اور بو علی سینا نے منطق کو
خادم العلوم کہا ہی انتہی طحطاوی نے کہا ظاہر منطق سے وہ منطق مراد ہی جو شبہات اہل اعتزال سے مملو ہی تو وہ داخل فلسفہ ہی ومن ہذا القسم علم الحرف والموسیقی اور حرام
کی قسم سے حرف اور راگ کا علم ہی ہم شاید کہ علم حرف سے کاف کا حرف مراد ہو جیسے کیمیا کی طرف اشارہ ہی اور اُسکی حرمت مین کچھ کلام نہین کہ اسمین عمر اور مال
دونون برباد ہو جاتے ہین یا مراد حرف کل جمع کرنا ہی جس سے حرکات پر دلالت خارج ہو اور احتمال ہی کہ علم اسرار حروف مراد ہو وہ فاق اور استخدام وغیر ذلک سے کذا
فی الطحطاوی مین کہتا ہون کہ ظاہر علم حرف سے جفر کا علم مراد ہی کہ اُس سے وقائع آیندہ کا استخراج کرتے ہین نجوم کے مانند اور حالانکہ علم غیب مخصوص بعلام الغیوب ہی
والتہ اعلم دیکرہ ما وہو اشعار المولدین من الغزل والبطالۃ اور ہوتا ہی مکروہ اور وہ غزل اور بیہودہ گوئی اُن شاعرون کی جو عرب مین بعد اسلام کے پیدا ہوے
ہم مولدہ لوگ ہین جو عرب مین پیدا ہوے اور حالانکہ وہ عرب کی قوم سے نہین چنانچہ ابو نواس وغیرہ قاموس مین ہی کہ مغازلہ اُنسا عبارت ہی عورتون کے ساتھ
بات چیت کرنے سے ومباحا کاشعارہم التی لاسخف فیہا کذا فی فوائد شتی من الاشباہ والنظائر اور ہوتا ہی علم مباح یعنے اُسکا فعل اور ترک برابر ہی چنانچہ مولدین کے
وہ اشعار جنمین نامعقول مضمون نہین اسی طرح مذکور ہی اشباہ اور نظائر کے فوائد شتی مین ہم مولدین کی قید اسواسطے لگائی کہ اُنکے اشعار مین اکثر مضامین سخیفہ واہیہ
ہین برخلاف عرب خالص کے ابن عباسؓ اکثر اشعار عرب کی طرف التفات رکھتے تھے قرآن اور حدیث کے الفاظ پر استدلال کرنے کو کذا فی الطحطاوی ۔
ثم نقل فی مسئلۃ الرباعیات یحصلہا ان الفقہ ہو ثمرۃ الحدیث پھر صاحب اشباہ نے مسئلہ رباعیات مین کلام طویل نقل کیا اور اُسکا خلاصہ مقصود یہ ہی کہ مقرر فقہ
حدیث کا ثمرہ ہی یعنی حدیث سے مستخرج ہی ولیس ثواب الفقیہ اقل من ثواب المحدث اور نہین ہی فقہ کا ثواب محدث کے ثواب سے کمتر وفیہا کل انسان

غیر الانبیاء لایعلم ما اراد اللہ تعالےٰ لہ وبہ لان ارادتہ تعالیٰ غیب الا الفقہاء فانہم علموا ارادتہ تعالیٰ بہم بحدیث الصادق المصدوق من یرد اللہ بہ خیرا
یفقہہ فی الدین اور اشباہ مین ہی کہ ہر آدمی سواے انبیاء علیہم السلام کے جانتا نہین ہی کہ اللہ تعالیٰ کا کیا ارادہ ہی اُسکے ساتھ دارین مین اسواسطے کہ

چنانچہ جامع صغیر اور جامع کبیر اور مبسوط اور زیادات اور نوادر یہانتک کہ کہا گیا ہی کہ البتہ انھون نے دین کے علوم مین نوسو ننانوے کتابین تصنیف کی ہین م جامع صغیر
مین محمد رح روایت کرتے ہین ابو یوسف رح سے اور وہ امام اعظم رح سے اور جامع کبیر مین محمد رح روایت کرتے ہین امام رح سے بلا واسطہ ومن تلامذتہ الشافعی رضی اللہ عنہ وتزوج
بام الشافعی ودفع الیہ کتبہ ومالہ فبسببہ صار الشافعی فقیہا اور شافعی محمد بن حسن رح کے شاگردون مین سے ہین اور نکاح کیا تھا شافعی رح کی مان سے اور اپنی کتابین اور
اپنا مال انکو سپرد کیا تھا سو اسی سبب سے شافعی فقیہ ہو گئے م یہ قول ظاہراً اول ہی چلپی نے کہا ہان یہ کہنا صحیح ہی کہ محمد رح کی کتابون سے شافعی رح کو ان مسائل پر اطلاع
ہوئی جنسے انکو قبل اسکے آگاہی نتھی اسواسطے کہ محمد رح سے کثرت سے استخراج مسائل کی ابتدا ہوئی ورنہ شافعی رح تو بغداد کے داخل ہونے اور محمد رح کے ملنے سے پہلے فقیہ
مجتہد تھے اور اجتہاد مطلق کیونکر مستفاد ہوا اس شخص سے جسکو اجتہاد مطلق حاصل نہین انتہی مجتہد مطلق وہ ہی جو اصول وفروع مین دوسرے کا تابع نہو چنانچہ چارون امام
اور مجتہد مقید وہ ہی جو اصول مین دوسرے کا تابع ہو نہ فروع مین چنانچہ ابو یوسف اور محمد اور زفر رحمۃ اللہ علیہم ولقد انصف الشافعی حیث قال من اراد الفقہ فلیلزم
اصحاب ابی حنیفۃ فان المعانی قد تیسرت لہم واللہ ما صرت فقیہا الا بکتب محمد بن الحسن اور بتحقیق انصاف کیا ہی شافعی نے جہان یون کہا ہی کہ جو شخص فقہ حاصل
کرنے کا ارادہ کرے سو اسکو چاہیے کہ ابو حنیفہ رح کے شاگردون کا ساتھ نچھوڑے اسواسطے کہ معانی دقیقہ تو انکو آسان اور سہل ہو گئے ہین اور خدا کی قسم ہی کہ مین فقیہ نہین
ہو گیا مگر محمد بن حسن شیبانی کی کتابون سے م یعنی مزید بصیرت فروع فقہیہ مین مجکو حاصل نہین ہوئی مگر انکی کتابون سے کذا فی الحلبی المحشی للدر المختار وقال اسمعیل
بن ابی رجاء رایت محمدا فی المنام فقلت لہ ما فعل اللہ بک قال غفرلی ثم قال لو اردت ان اعذبک ما جعلت ہذا العلم فیک فقلت لہ فاین ابو یوسف قال
فوقنا بدرجتین قلت فابو حنیفۃ قال ہیہات ذلک فی اعلی علیین اور اسمعیل بن ابی رجاء نے کہا کہ مین نے محمد بن حسن رح کو خواب مین دیکھا سو انسے کہا کہ خدا نے
تمہارے ساتھ کیا کیا انھون نے کہا کہ مجکو بخشدیا پھر حقتعالی نے فرمایا کہ اگر مین تیرے عذاب کرنے کا ارادہ کرتا تو یہ علم تجکو نہ دیتا پھر مین نے کہا تو ابو یوسف رح کہان ہین
کہا کہ ہم سے دو درجے اوپر ہین مین نے کہا تو ابو حنیفہ رح کہان ہین کہا دور ہین وہ تو علیین کے اوپر ہین م علیین جنت مین بالاتر مکان ہی سو یہ بلندی رتبہ اضافی ہی یعنے
بہ نسبت صاحبین کے نہ مطلقاً اسواسطے کہ انبیا اور صحابہ امام سے قطعاً درجہ مین بلند تر ہین کیف وقد صلی الفجر بوضوء العشاء اربعین سنۃ امام کا بلند مرتبہ اس قدر
کیونکر نہو حالانکہ امام نے فجر کی نماز عشا کے وضو سے پڑھی چالیس برس م مسعر بن کدام نے کہا کہ مین امام ابو حنیفہ رح کی مسجد مین گیا تو مین نے دیکھا کہ فجر کی نماز پڑھکے
لوگون کو تعلیم علم کیے یہانتک کہ ظہر کی نماز پڑھی پھر عصر تک تعلیم مین مشغول رہے پھر مغرب تک درس فرماتے رہے پھر اسی طرح عشا تک پھر بعد نماز عشا گھر مین گئے
سو مین نے اپنے دل مین کہا کہ اس مرد کی مشغولی تو یہ ہی مطالعہ کب ہوتا ہوگا مین اسکا تجسس کرونگا جب لوگونکی آمد و رفت بند ہوئی تو امام مسجد مین آئے سو نماز مین قائم
رہے طلوع فجر تک جب صبح ہوئی گھر مین گئے پھر کپڑے پہنکر مسجد مین آئے اور فجر کی نماز پڑھی اور اسیطرح عشا تک تعلیم مین مشغول رہے پھر گھر مین گئے سو مین نے اپنے جی مین کہا
کہ آج رات تو آرام کرینگے آج بھی اسکا تجسس کرونگا جب آمد و رفت بند ہوئی تو مسجد مین آئے اور شب گذشتہ کیطرح نماز مین صبح کے طلوع ہونے تک مشغول رہے پھر گھر مین جا کر کپڑا
پہنکر نماز کے واسطے مسجد مین آئے اور نماز پڑھکر اسیطرح تا عشا تعلیم اور ارشاد مین رہے پھر گھر مین گئے تو مین نے کہا کہ آج البتہ آرام کرینگے آج بھی تجسس کرونگا سو اس رات مین بھی
ویسا ہی کیا صبح تک تو مین نے اپنے جی مین کہا کہ مین انکا ساتھ نچھوڑونگا یہانتک کہ انکا انتقال ہو دنیا سے یا میرا سو مین نے انکی ملازمت کی انکی مسجد مین ابن معاذ نے کہا کہ
مسعر بن کدام ابو حنیفہ رح کی مسجد مین مر گئے سجدہ کے اندر حفص بن غیاث نے امام ابو حنیفہ رح سے پوچھا کہ طاعت پر تمکو کس چیز نے قوی کر دیا کہا کہ مین نے حقتعالی سے دعا کی بواسطے
اسکے اسما مطہرہ کے تبھی کہ حروف پرا اور وہ دعا مقدمہ منح نویہ مین مذکور ہی جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ مین کہا کہ خطیب بغدادی محدث نے حفص بن عبد الرحمن سے روایت
کی کہ مین نے مسعر بن کدام سے سنا کہتے تھے کہ ایک رات مین مسجد مین گیا ایک مرد کو نماز پڑھتے دیکھا مجکو انکی قرات پسند آئی سو انھون نے قرآن کا ساتوان حصہ پڑھا مین نے کہا کہ اب رکوع
کریگا پھر انسے تہائی قرآن پڑھا مین نے کہا کہ اب رکوع کریگا پھر انسے آدھا قرآن پڑھا سو اسیطرح پڑھتا رہا یہانتک کہ تمام قرآن ختم کیا ایک رکعت مین پھر مین نے جو انکو دیکھا تو وہ
ابو حنیفہ رح تھے اور روایت کی خطیب نے خارجہ بن مصعب سے کہ قرآن کو ایک رکعت مین ختم کیا چار بزرگون نے انمین سے ایک امام ابو حنیفہ ہین اور خطیب نے یحیی بن نصر سے

روایت کی کہ ابوحنیفہ رح قرآن کو رمضان مین ساٹھ بار اکثر ختم کیا کرتے تھے اور خطیب نے حماد بن یوسف سے روایت کی کہ مین نے اسد بن عمرو سے سُنا کہتے تھے کہ ابوحنیفہ رح نے فجر کی نماز عشا کے وضو سے چالیس برس پڑھی اور اکثر شب تمام قرآن کو ایک رکعت مین پڑھتے تھے اور جس مکان مین اُنکی وفات ہوئی ستر ہزار بار قرآن کو ختم کیا اور خطیب نے حماد بن ابی حنیفہ رح سے روایت کی کہ جب ہمارے والد کا انتقال ہوا تو مین نے حسن بن عمارہ سے کہا کہ تم اُنکو غسل دو جب اُنھون نے نہلایا تو کہا اللہ تجھپر رحم کرے اور تیری مغفرت کرے تو نے افطار نہین کیا تیس برس سے اور تیری آنکھین نہین جھپکین چالیس برس سے مقرر تو نے اپنے بعد مشقت مین ڈالا اور قاریون کو فضیحت کیا اور خطیب نے ابویوسف رح سے روایت کی کہ مین چلا جاتا تھا ابوحنیفہ کے ساتھ مین نے سُنا ایک مرد دوسرے سے کہتا تھا کہ یہ ابوحنیفہ ہین کہ رات کو نہین سوتے ہین تو امام نے کہا واللہ لوگ میرا حال وہ کہین جو مین نہین کرتا ہون اور رات کو انکی عادت تھی نماز اور دعا اور تضرع کی کذا فی الطحطاوی وَحَجَّ خَمْسًا وَخَمْسِيْنَ حَجَّةً اور امام نے پچپن حج کیے وَرَاٰی رَبَّہٗ فِی الْمَنَامِ مِائَةَ مَرَّةٍ وَلَہَا قِصَّةٌ مَّشْہُوْرَةٌ اور اپنے پروردگار جل شانہ کو خواب مین سو بار دیکھا اور رویت کا ایک قصہ مشہور ہے حافظ نجم الدین غیطی نے وہ قصہ یون مذکور کیا ہے کہ امام رح نے رب العزت کو خواب مین ننانوے بار دیکھا سو کہا اپنے جی مین کہ اگر اب سوین بار دیکھونگا تو سوال کرونگا کہ خلائق اُسکے عذاب سے قیامت کے دن کس چیز سے نجات پائیگی کہا امام رح نے پھر مین نے حق سبحانہ تعالیٰ کو خواب مین دیکھا تو عرض کیا ای پروردگار عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَتَقَدَّسَتْ اَسْمَاءُکَ کس چیز سے نجات پائیگی خلائق تیرے عذاب سے قیامت کے دن تو فرمایا کہ جو صبح و شام یون کہا کریگا سبحان الابدی الابد سبحان الواحد الاحد سبحان الفرد الصمد سبحان رافع السماء بغیر عمد سبحان من بسط الارض علیٰ ماء جمد سبحان من خلق الخلق فاحصاہم عددا سبحان من قسم الرزق ولم ینس احد سبحان الذی لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدا سبحان الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد تو وہ شخص میرے عذاب سے نجات پاویگا کذا فی الطحطاوی وفی حجتہ الاخیرۃ استاذن حجبۃ الکعبۃ بالدخول لیلا فقام بین العمودین علی رجلہ الیمنی ووضع الیسریٰ علی ظہرہا حتی ختم نصف القرآن ثم رکع وسجد ثم قام علی رجلہ الیسریٰ ووضع الیمنیٰ علیٰ ظہرہا حتی ختم القرآن فلما سلم بکی وناجی ربہ وقال الٰہی ما عبدک ہذا العبد الضعیف حق عبادتک لکن عرفک حق معرفتک فہب نقصان خدمتہ لکمال معرفتہ فہتف ہاتف من جانب البیت یا ابا حنیفۃ قد عرفتنا حق المعرفۃ وقد خدمتنا فاحسنت الخدمۃ وقد غفرنا لک ولمن اتبعک ممن کان علیٰ مذہبک الیٰ یوم القیمۃ اور امام رح نے اپنے اخیر حج مین کعبۂ شریفہ کے خادمون سے ایک رات داخل ہونے کی اجازت لی تو کھڑے ہوے نماز مین بیت اللہ کے دو ستونون کے درمیان داہنے پانوُن پر اور بایان پانوُن داہنے کی پشت پر رکھا یہانتک کہ آدھا قرآن ختم کیا پھر رکوع اور سجدہ کیا پھر کھڑے ہوے بائین پانوُن پر اور داہنا پانوُن اسکی پشت پر رکھا یہان تک کہ قرآن کو ختم کیا پھر جب سلام پھیرا تو روے اور مناجات کی اپنے رب سے اور کہا الٰہی تیرے اِس بندۂ ضعیف نے تیری عبادت نہین کی جیسی کہ تجھکو لائق ہے لیکن تجھکو جانا جیسے کہ تیرے جاننے کا حق ہے تو اُسکی خدمت کے نقصان کو اُسکے کمال معرفت کے سبب سے بخشدے یعنی کمال عرفان کو نقصان خدمت کا کفارہ کر تو بیت اللہ کے ایک جانب سے آواز غیبی آئی کہ ای ابوحنیفہ رح تو نے ہمکو جانا جیسا کہ حق معرفت تھا اور البتہ تو نے ہماری خدمت کی تو خوب ہی خدمت کی اور مقرر ہمنے تجھکو بخشا اور اُسکو بخشا جو تیرا تابع ہوا اُن لوگون مین سے جو تیرے مذہب پر ہین قیامت تک ہم شرنبلالی نے ذکر کیا کہ تراوح افضل ہے نصب قدمین سے تراوح کی حقیقت یہ ہے کہ ایکبار ایک پانوُن پر اعتماد کرے اور دوسری بار دوسرے پانوُن پر اور یہی محمل ہے امام کے فعل مذکور کا انتہیٰ لیکن یہ احتمال بعید ہے اسواسطے کہ ایک پانوُن کا دوسرے پانوُنکی پشت پر رکھنا منقول ہے اور ضیاء معنوی مین مذکور ہے کہ ایک پانوُن پر فرائض مین کھڑا ہونا بدون عذر کے مکروہ ہے اور نوافل مین جائز ہے اور حق معرفت کا عرفان جو مذکور ہوا تو اُسکا مطلب یہ ہے کہ امام حق تعالیٰ کی اُن صفات کے بالیقین عارف تھے جو اُسکے کبریا اور جلال پر دلالت کرتے ہین اور یہ مراد نہین کہ کُنہ ذات اور صفات ربانی کے عارف تھے اسواسطے کہ وہ تو محال ہے بدلیل مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ اور تابعین امام کی مغفرت کی جو بشارت ہوئی تو اُسکا مطلب یہ ہے کہ جو امام کے مذہب پر چلے یعنے اُسکے حلال اور حرام اور فرض اور واجب اور سنت اور مستحب پر بموافقت سنت و کتاب عمل کرے اور تعصب باطل اور کجروی سے بچے اور یہ مراد نہین کہ

گر جو کہے مین حنفی مذہب ہون اُسکی مغفرت ہو جائے کذا فی الطحطاوی مختصراً وقیل لابی حنیفۃ بم بلغت ما بلغت قال ما بخلت بالافادۃ وما استنکفت عن الاستفادۃ
اور امام ابو حنیفہ سے کہا گیا کہ کس چیز سے تم اس مرتبہ کو پہونچے کہا کہ مین نے بخل نہین کیا غیر کے بتانے سے اور نہ عار کی سیکھنے سے م امام سے کسی نے ایکبار پوچھا
کہ یہ علم آپ کو کیونکر حاصل ہوا جواب دیا کہ منت اور شکر گزاری سے حاصل ہوا جب مین نے کسی حکمت اور فقہ کو سیکھا تو مین نے کہا الحمد للہ یعنی خدا کا شکر ہی جسنے مجکو اس
فہم کی توفیق دی تو میرا علم اس منت اور شکرگزاری سے بڑھتا گیا یعنی اسواسطے کہ شکر مزید نعمت کا باعث ہی وقال مسعر بن کدام من جعل اباحنیفۃ بینہ وبین اللہ رجوت
ان لایخاف اور مسعر بن کدام نے کہا کہ جو امام ابو حنیفہ رح کو درمیان اپنے اور درمیان حق تعالیٰ کے کرے یعنی انکو وسیلہ کرے اور اُنکے مذہب پر چلے مین امید
رکھتا ہون کہ اُسکو کچھ خوف نہو وقال فیہ ؎ حسبی من الخیرات ما اعددتہ ٭ یوم القیمۃ فی رضی الرحمن ٭ دین النبی محمد خیر الوری ٭ ثم اعتقادی مذہب النعمان
اور مسعر بن کدام نے امام کی مدح مین کہا کفایت کرتی ہو مجکو قیامت کے دن نیکیون سے وہ چیز جو مین نے تیار کر رکھی ہو رحمن کی رضامندی مین سو وہ چیز
دین ہی نبی محمد کا جو تمام خلق سے بہتر ہین پھر بعد اسکے میرا اعتقاد نعمان کے مذہب کا یعنے ابو حنیفہ رح م مقدمۂ غزنوی مین یہ دونون بیتین ابو یوسف رح کی
طرف منسوب ہین تو مسعر نے یہ کہا بطور حکایت عن الغیر کذا فی الطحطاوی مسعر بن کدام اُستاد ہین سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ کے کذا فی القاموس اور یہ دونو
بزرگ اور مجتہد استاد المحدثین ہین رحمۃ اللہ علیہم وعنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان آدم افتخر بی وانا افتخر برجل من امتی اسمہ نعمان وکنیتہ ابو حنیفۃ ہو سراج
امتی اور روایت ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ مقرر آدم نے میرے سبب سے فخر کیا اور مین فخر کرتا ہون ایک مرد کے سبب سے جو میری امت مین
ہی نام اُسکا نعمان ہی اور کنیت اُسکی ابو حنیفہ ہی وہ میری امت کا چراغ ہی وعنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سائر الانبیاء یفتخرون بی وانا افتخر بابی حنیفۃ
من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی کذا فی التقدمۃ شرح مقدمۃ ابی اللیث اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہی کہ تمام انبیا میرے سبب سے
فخر کرتے ہین اور مین ابو حنیفہ رح کے سبب سے فخر کرتا ہون جو اُسکے ساتھ محبت رکھے سو مقرر اُسنے میرے ساتھ محبت رکھی اور جو اُسکے ساتھ دشمنی رکھے سو البتہ
میرے ساتھ دشمنی رکھی اصطلاح یہ دونون حدیثین تقدمہ مین مذکور ہین جو شرح ہی مقدمۂ ابو اللیث کی م طحطاوی نے کہا اگر کوئی کہے کہ صحابۂ کرام یقیناً افضل ہین
ابو حنیفہ رح سے تو وہ حضرات احق بالافتخار ہین اسکا جواب یہ ہی کہ ابو حنیفہ رح اُس زمانہ مین موجود ہوئے کہ صحابہ کا زمانہ منقطع ہو گیا تھا اور سنت مین کچھ ضعف طاری
تھا تو انکا وجود خلق کیواسطے رحمت ہو گیا اور احکام دینی کے فہم مین نفع عظیم حاصل ہوا قال فی الضیاء المعنوی وقول ابن الجوزی انہ موضوع تعصب لانہ روی
بطرق مختلفۃ ضیاء معنوی مین کہا اور ابن جوزی کا یہ قول کہ حدیث مذکور موضوع ہی یعنے دروغ بستہ ہی تعصب اور نا انصافی ہی اسواسطے کہ روایت اسکی اسانید
مختلفہ سے ثابت ہی م ضیاء معنوی مقدمۂ غزنوی کی شرح ہی یعنے جبکہ روایت حدیث کی اسانید متعددہ سے ہوئی تو اُسکو موضوع کہنا نا انصافی ہی زیادہ سے زیادہ یہ ہی
کہ ضعیف سہی نہ کہ موضوع علاوہ یہ ہی کہ جب ضعیف حدیث کے طرق متعدد ہوئے تو وہ مرتبہ حسن کے قریب ہو جاتی ہی کذا فی الطحطاوی وروی الجرجانی فی
مناقبہ بسندہ لسہل بن عبداللہ التستری انہ لو کان فی امۃ موسیٰ وعیسیٰ مثل ابی حنیفۃ لما تہودوا ولما تنصروا اور جرجانی نے مناقب نعمانیہ مین اپنے سند
کے ساتھ سہل بن عبداللہ تستری سے روایت کی کہ اگر امت موسیٰ اور عیسیٰ مین ابو حنیفہ رح کے مانند عقل و دیانت مین کوئی عالم ہوتا تو وہ لوگ یہودی اور
نصرانی نہوتے یعنی دین کی تحریف اور تبدیل نکرتے ومناقبہ اکثر من ان تحصی اور امام اعظم کے مناقب اور فضائل حصر کرنے سے زیادہ تر ہین یعنی حصر نہین ہو سکتے
م جلال الدین سیوطی شافعی رح نے تبییض الصحیفۃ مین کہا کہ علما نے ذکر کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مالک رح کی بشارت دی اس حدیث مین جسکا خلاصہ مطلب
یہ ہے کہ عنقریب لوگ سفر طویل اختیار کرینگے علم کے حاصل کرنے کے واسطے تو مدینہ کے عالم سے کسیکو عالم تر نپاوینگے اور امام شافعی کی بشارت دی اس حدیث
مین جسکا مطلب یہ ہی کہ قریش کو بُرا نہ کہو اسواسطے کہ قریش کا عالم طبقۂ زمین کو علم سے بھر دیگا مین کہتا ہون کہ نبی صلعم نے امام ابو حنیفہ رح کی بشارت دی اس حدیث
مین جسکو ابو نعیم نے حلیہ مین ابو ہریرہ رض سے روایت کی قال قال رسول اللہ صلعم لو کان العلم بالثریا لتناولہ رجال من ابناء فارس یعنی حضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر

علم ثریا پر ہوتا تو البتہ چند مرد ابناء فارس سے اُسکو پا جاتے اور حدیث ابو ہریرہ رض کی صحیح بخاری اور مسلم مین ان الفاظ سے ہے لو کان العلم و عند الثریا لناله رجال من فارس) اور صحیح مسلم مین یون ہے لو کان الایمان عند الثریا لذہب به رجل من ابناء فارس حتی یتناوله اور اسی مضمون کی حدیث شیرازی نے القاب مین اور معجم طبرانی نے کبیر مین روایت کی ہے تو یہ اصل صحیح معتمد علیہ ہے بشارت اور فضیلت مین اسکے ہوتے غیر موضوع کی کچھ حاجت نہین انتہی ما قال السیوطی اور منجملہ مناقب امام وہ روایت ہے جو خطیب بغداد شافعی نے روایت کی ابو یحیی حمانی سے کہ مین نے ابو حنیفہ سے سُنا کہتے تھے کہ مین نے ایک خواب دیکھا سو اُسنے مجکو بہت پریشان کیا مین نے دیکھا کہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو کھودتا ہون سو مین بصرہ مین گیا مین نے ایک شخص سے کہا کہ محمد بن سیرین سے اس خواب کی تعبیر دریافت کرے تو اُنھون نے کہا کہ یہ مرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی احادیث کو نشر اور مشہور کریگا اور خطیب نے ابی وہب بن مزاحم سے روایت کی کہ مین نے عبد اللہ بن مبارک سے سُنا کہتے تھے کہ اگر اللہ تعالی میری فریاد رسی نہ کرتا ابو حنیفہ رح اور سفیان رح کے سبب سے تو مین بھی اور آدمیون کے مانند ہوتا اور خطیب نے محمد بن عبد الجبار سے روایت کی کہ قاسم بن معین بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود رض سے کہا گیا کہ تم ابو حنیفہ رح کے شاگردون مین داخل ہونے سے راضی ہو اُنھون نے کہا کسی کی مجلس لوگونکو ابو حنیفہ رح کی مجالس سے زیادہ نافع نہین اور روح بن عبادہ سے روایت ہے کہ مین ابن جریج کے پاس تھا سنہ ۱۵۰ ہجری مین کہ ابو حنیفہ رح کی موت کی خبر آئی تو استرجاع کیا اور کہا اہی علم ذہب یعنی بہت بڑا علم جاتا رہا اس شخص کے مرنے سے اور خطیب نے ابن الوزیر مروزی سے روایت کی کہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ جب سفیان رح اور ابو حنیفہ رح کیجا ہون تو اُنکے آگے کون شخص فتوی دیسکتا ہے اور کہتے تھے کہ جب یہ دونون بزرگ ایک شی پر اتفاق کرین تو وہی حق ہے اور عبد اللہ بن داؤد نے کہا کہ جب تو آثار یا حدیث کا قصد کرے تو سفیان ہے اور جبکہ تو ان دقائق اور موشگافیون کا ارادہ کرے تو ابو حنیفہ رح ہے اور خطیب نے محمد بن سعید کاتب سے روایت کی کہ مین نے عبد اللہ بن داؤد سے سُنا کہتے تھے کہ اہل اسلام پر اپنی نماز مین ابو حنیفہ رح کے واسطے دعا کرنا واجب ہے کہ اُنھون نے لوگونکے واسطے سنن اور فقہ کو محفوظ کر دیا اور خطیب نے احمد بن محمد بلخی سے روایت کی کہ مین نے شداد بن حکیم سے سُنا کہتے تھے کہ مین نے ابو حنیفہ رح سے زیادہ تر عالم نہین دیکھا اور اسمعیل بن محمد فارسی سے روایت کی کہ مین نے مکی بن ابراہیم سے سُنا کہتے تھے کہ ابو حنیفہ رح اپنے اہل زمانہ مین سب سے زیادہ تر عالم تھے اور خطیب نے یحیی بن معین سے روایت کی کہ مین نے یحیی بن سعید قطان سے سُنا کہتے تھے کہ ہم دروغ نہین کہتے ہین ہمنے ابو حنیفہ رح کی رائے سے بہتر نہین سُنا اور اُنکے اکثر اقوال کو ہمنے لیا ہے اور خطیب نے سلیمان بن ربیع سے روایت کی کہ مین نے مکی بن ابراہیم سے سُنا کہتے تھے کہ مین علماء کوفہ کی مجلس مین بیٹھا سو اُن مین سے کسی کو ورع یعنی متقی تر ابو حنیفہ رح سے نہین دیکھا اور خطیب نے علی بن حفص بزاز سے روایت کی کہ حفص بن عبد الرحمن تجارت مین امام کے شریک تھے سو اُنھون نے حفص بن عبد الرحمن کے پاس کپڑے مین متاع کو بھیجا یعنے تھانون کی گٹھری بھیجی اور اطلاع کی کہ فلانے فلانے کپڑے مین نقصان ہے جب بیچنا تو مشتری کو اُسکا عیب جتا دینا سو حفص نے اُسکو بیچا اور مشتری سے اُسکا عیب بتانا بھول گئے جب ابو حنیفہ رح کو یہ حال معلوم ہوا تو تمام مال کی قیمت خیرات کر دی کذا فی الطحطاوی عن السیوطی اھ عبد اللہ بن مبارک اور ابن جریج اور عبد اللہ بن داؤد اور شداد بن حکیم اور یحیی بن سعید اور مکی بن ابراہیم وغیرہم اہل اجتہاد اور اہل حدیث اور محدثین کے اُستاد ہین اُنکے اقوال مستندہ مذکورہ سے زیادہ عالم اور زیادہ پرہیزگار ہونا اپنے وقت مین امام ابو حنیفہ کا ثابت ہوا تو بالیقین معلوم ہو گیا کہ صحیحین کی حدیث مذکور (لو کان العلم الثریا لناله رجال من فارس) کا محل صحیح امام اعظم اور اُنکے اصحاب ہین کیونکہ اہل فارس مین اُنسے زیادہ تر کوئی عالم عالی فہم دقیقہ رس نہین ہوا تو امام کے واسطے یہ بشارت اور فضیلت عظیم الشان ہے وصنف فیها سبط ابن الجوزی مجلدین کبیرین وسماه الانتصار لامام ائمة الامصار اور ابن جوزی محدث کے پوتے نے مناقب امام اعظم مین دو مجلد بڑے بڑے تصنیف کیے اور اُسکا نام رکھا الانتصار لامام ائمة الامصار یعنے پیشوایان بلاد کے پیشوا کے لیے انتقام لینا امام کو امام الائمہ اسواسطے کہا کہ اُنکا اجتہاد سب مجتہدین مشہورین سے مقدم ہے اور اجتہاد کا دروازہ اُنھین نے کھول دیا کما لا یخفی علی العلماء وصنف غیره اکثر من ذلک اور اُسکے سوا اور علمائے اُنکے فضائل اور مناقب مین اس سے زیادہ بہت کچھ تصنیف کیا بعض مختصر ہین اور بعض مبسوط والحاصل ان ابا حنیفة النعمان من اعظم معجزات المصطفى بعد القرآن اور حاصل کلام یہ ہے کہ بیشک امام ابو حنیفہ رح نعمان معجزات

معجزات مصطفوی مین سے قرآن کے بعد بڑا معجزہ ہم معجزہ کہا امام کو اسواسطے کہ انکی خبر دی قبل اُنکے وجود کے اُن احادیث مین جو مذکور ہو چکین عنقریب اسواسطے
کہ احادیث علم ثریا امام اعظم پر قطعاً محمول ہین بخلاف عالم قریش کی حدیث کے کہ اُسکو بعضون نے ابن عباس پر محمول کیا ہی اور عالم مدینہ کی حدیث کو اور علماء مدینہ پر
محمول کیا ہی بخلاف حدیث مذکور کے کہ اُسکا کوئی محمل واقعی صحیح نہین سوا ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب کے اور یہان معجزات سے مراد معجزات حقیقیہ نہین ہین اسواسطے
کہ معجزہ وہ ہی جو مقترن بتحدی ہو بلکہ معجزات سے مراد کرامات ہین کذا فی الطحطاوی و حسبک من مناقبہ اشتہار مذہبہ ما قال قولا الا اخذ بہ امام من الائمۃ الاعلام اور امام کے
مناقب سے تجکو کفایت کرتا ہی اُنکے مذہب کا مشہور ہونا امام نے کوئی قول ایسا نہین کہا جسکو کسی امام نے ائمہ اعلام سے نہ لیا ہو ہم اخذ سے مراد موافقت ہی اجتہاد مین
نہ تقلید اسواسطے کہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کی تقلید نہین کرتا وقد جعل اللہ الحکم لاصحابہ واتباعہ من زمنہ الی ہذہ الایام الی ان یحکم بمذہبہ عیسیٰ علیہ السلام اور
البتہ حق تعالیٰ نے ٹھہرایا ہی حکم شریعت اور سیاست کا تصرف مین امام کے اصحاب اور اتباع کے امام کے زمانے سے ان دنون تک تا اینکہ امام کے مذہب کے موافق
عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم کرینگے م یعنے احکام مذہب حنفی کے روم اور توران کی سلطنت مین تا زمان شارح بلکہ ابتک جاری ہین اور یہ جو کہا کہ حضرت عیسیٰ
بھی اسی مذہب کے موافق عمل کرینگے سو جلبی محشی نے اسکا مطلب یون بیان کیا ہی کہ حضرت مسیح اجتہاد کرینگے اور انکا اجتہاد ابو حنیفہ کے اجتہاد کے موافق پڑیگا
لیکن شافعیہ توافق اجتہاد شافعی کے مدعی ہونگے انتہی اور سید احمد طحطاوی حنفی نے بعد نقل کلام جلبی کے کہا مین کہتا ہون کہ جماعت حنفیہ کو ایسے الفاظ موہمہ بولنے
ہرگز لائق کہ ایسے امور سے حقیقت نہین مذمت قائل کی ثابت ہوتی ہی ذخائر مہمات کے مصنف نے صاحب اشاعت سے نقل کیا کہ بعضے جہال حنفیون نے
دعویٰ کیا کہ عیسیٰ اور مہدی دونون بزرگ مذہب حنفی کے مقلد ہونگے اور ملا علی قاری حنفی نے اپنی کتاب المشرب الوردی فی مذہب المہدی مین اسکو خوب رد کیا ہی
اور امام مہدی کو مجتہد مطلق کہا ہی لیکن صاحب فتوحات انکے اجتہاد کے منکر ہین کیونکہ انکو احکام شریعت کے خدا کی طرف سے تعلیم ہونگے بواسطہ ملک اور منجملہ دلائل
استحالہ تقلید اُن حضرات کے یہ ہی کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی معصوم ہین مطلقاً اور امام مہدی معصوم ہین احکام مین اور ابو حنیفہ رح مجتہد ہین اور مجتہد قد یخطی و یصیب ولہذا
صاحبین نے اکثر مین ثلث احکام سے انکا خلاف کیا ہی تو کیونکر تقلید کرے وہ شخص جو معصوم ہی کبھی خطا نہین کرتا اُس شخص کی جسکی صفت یخطی و یصیب ہی مطمح نظر
جاہلون کا فرط تعصب و عناد سے کچھ نہین مگر ابو حنیفہ رح کی تفضیل اگرچہ بے اصل چیز سے ہو گو وہ کلام مودی الی الکفر ہو اور ان جاہلونکو علم نہین امام اعظم رح کے ان فضائل
جمیلہ حقہ کا جنہین علماء محققین نے کتابین تصنیف کی ہین ولہذا اُنھون نے اُس کذب و افترا کو پسند کیا ہی جس سے اللہ اور اُسکا رسول راضی نہین بلکہ خود ابو حنیفہ رح
راضی نہین اور اگر ابو حنیفہ رح ایسے افترا کو سنتے تو قائل کے کفر کے قائل ہوتے امام کے دوستونکو اُنکے فضائل وقعیہ کافی ہین اثبات تفضیل کے واسطے ایسے اقاویل کاذبہ
کی حاجت نہین جنسے تنقیص انبیاء علیہم السلام کی لازم آوے فانا للہ وانا الیہ راجعون تو اے مخاطب تو اپنے اوپر اتباع سنت غرا لازم کر کہ وہ پناہ ہی ہوا پرستی
سے اور سپر ہی سہام شیطانی سے اور چھوڑ تعصب اور ناحق جانبداری کو کہ وہ باب عظیم ہی ابواب شیطانیہ سے کذا فی الطحطاوی ملتقطاً م حاشیہ طحطاوی
مین ملحدین کی جوڑی ایک حکایت طویل منقول ہی خلاصہ اُسکا یہ ہی کہ احکام شرعی کو خضر علیہ السلام نے ابو حنیفہ رح سے تیس برس مین حاصل کیا پھر تین
سال مین ابو القاسم قشیری کو تعلیم کیا اُنھون نے مذہب حنفی مین ہزار کتابین تصنیف کین اور صندوقین بند کرکے نہر جیحان مین امانت رکھین جب عیسیٰ علیہ السلام
قرب قیامت کے نزول کرینگے تو انکی کتابونکو نکال کر اُنکے موافق عمل کرینگے ملا علی قاری اور صاحب اشاعت نے اس موضوع کو بتفصیل تمام رد کیا ہی خوف تطویل
سے اتنے پر اختصار کیا جو اسکی تفصیل کا طالب ہو وہ طحطاوی کی طرف رجوع کرے اعوذ باللہ من الافراط والتفریط ع دوستی بے خرد خود دشمنی ست ؛ وہذا یدل علی امر
عظیم اختص بہ من بین سائر العلماء العظام اور یہ یعنے وفور مناقب مذکورہ اس امر عظیم پر دلالت کرتا ہی جو مخصوص با امام ہی باقی علماء عظام کے مابین
سے کیف لا وہو کالصدیق رضی اللہ عنہ لہ اجرہ واجر من دون الفقہ والفہ وفرع احکامہ علی اصولہ العظام الی یوم الحشر والقیام امام
بین العلماء کیونکر مخصوص با امر عظیم نہ ہو حالانکہ امام تو صدیق کے مانند ہی اسکو اپنی ذات کے عمل کا ثواب ہی اور اُس شخص کے برابر ثواب ہی جسنے فقہ کو

مدون اور جمع کیا اور فقہ کے احکام کو فقہ کے اصول عظام پر متفرع کیا قیامت تک ہم مردون مین اول سب سے صدیق اکبرؓ ایمان لائے اور نبوت کی تصدیق کی تو انکو
مرقوم ۱۲
اپنے ایمان لانے کا ثواب ہوا پھر اُنکے بعد جو ایمان لاتا گیا اُسکے ثواب کے برابر صدیق کو ثواب ملیگا اسواسطے کہ حدیث مین وارد ہو کہ جسنے نیک طریقہ نکالا تو اسکو اسکا ثواب
ملیگا اور اُس شخص کے برابر ثواب ملیگا جو اُس نیک طریق پر چلیگا قیامت تک اسیطرح امام ابو حنیفہؓ نے اول تدوین فقہ اور استخراج فروع کی راہ نکالی تو انکو اسکا ثواب ملیگا اور باقی
جمع کرنا ۱۲
مجتہدون کے برابر ثواب حاصل ہوگا خوارزمی نے مجموعہ مسانید امام مین کہا کہ امام نے سب سے پہلے علم شریعت کو مدوّن کیا اور ابواب پر مرتب کیا اور پھر اُنکے بعد امام مالک نے
موطا مین وہی طریقہ اختیار کیا اس باب مین ابو حنیفہ رح سے کسی نے سبقت نہین کی اسواسطے کہ صحابہ اور تابعین نے علم شریعت مین ابواب کرکے کوئی تصنیف نہین کی انکو اپنے
یاد پر اعتماد تھا سو امام نے جب علم کو منتشر دیکھا اور متاخرین کے سوء حفظ سے ڈرے کہ مبادا علم ضائع ہوجائے تو تدوین مستحسن جانی پھر تدوین مین طہارت سے ابتدا کی پھر
یادی کی خرابی ۱۲
صلوٰۃ سے پھر صوم سے پھر باقی عبادات سے پھر معاملات سے پھر خاتمہ کیا مواریث پر کذا فی الطحطاوی وَقد اتبعہ علیٰ مذہبہ کثیر من الاولیاء الکرام ممن اتصف بثبات المجاہدۃ
والرکض فی میدان المشاہدۃ کابراہیم بن ادہم وشقیق البلخی ومعروف الکرخی وابی یزید البسطامی وفضیل بن عیاض وداؤد الطائی وابی حامد اللفاف وخلف
بن ایوب وعبد اللہ بن المبارک ووکیع بن الجراح وابی بکر الوراق وغیرہم ممن لا یحصیٰ لہ عدۃ ان یستقصےٰ کس طرح ممتاز نہوا اور علماء سے حالانکہ
امام کے مذہب کے تابع اور مقلد ہوتے آئے ہین اکثر اولیاے کرام اُن حضرات مین سے جو متصف بصفات مجاہدہ ہین اور موصوف بہ تیزروی میدان مشاہدہ
چنانچہ ابراہیم ادہمؒ اور شقیق بلخی اور معروف کرخی اور ابو یزید بسطامی اور فضیل بن عیاض اور داؤد طائی اور ابو حامد لفاف اور خلف بن ایوب اور
عبد اللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح رحمہم اللہ تعا اور انکے سوا جنکا شمار نہایت پذیر نہین فلو وجدوا فیہ شبہۃ ما اتبعوہ ولا اقتدوا ولا وافقوہ سو اگر یہ اولیا
کاملین امام مین کچھ شبہہ پاتے تو انکے تابع اور مقتدی نہوتے اور نہ انکی موافقت کرتے یعنے حقیقت مذہب امام کی ایک یہ بھی دلیل ہو کہ ارباب کشف اور شہود کے
انکے تابع اور مقتدی ہین وقد قال الاستاذ ابو القاسم القشیری فی رسالتہ مع صلابتہ فی مذہبہ وتقدمہ فی ہذہ الطریقۃ سمعت الاستاذ ابا علی الدقاق یقول انا
اخذت ہذہ الطریقۃ من ابی القاسم النصرابادی وقال ابو القاسم انا اخذتہا من الشبلی وہو اخذہا من السری السقطی وہو من معروف الکرخی وہو من
داؤد الطائی وہو اخذ العلم والطریقۃ من ابی حنیفۃ اور مقرر کہا ہو استاد ابو القاسم قشیری نے اپنے رسالہ قشیریہ مین باوجود انکی صلابت کے اپنے مذہب
مین یعنی مذہب شافعی مین اور باوجود انکے مقدم ہونے کے اس طریقہ تصوف مین کہ مین نے سُنا استاد ابو علی دقاق سے وہ کہتے تھے کہ مین نے یہ طریقہ لیا
ابو القاسم نصر آبادی سے اور ابو القاسم نے کہا کہ مین نے اسکو لیا شبلی رح سے اور شبلی نے لیا سری سقطی سے اور سری سقطی نے لیا معروف کرخی سے اور معروف
کرخی نے لیا داؤد طائی سے اور داؤد طائی نے علم اور طریقہ تصوف کا لیا ابو حنیفہ رح سے ہم زرقانی نے شرح مواہب مین کہا کہ عبد الکریم ابو القاسم قشیری مفسر اور
فقیہ نحوی اور لغوی اور ادیب اور کاتب اور شجاع جامع تھے انواع محاسن کے ایسا کامل شخص دیکھنے والون نے نہین دیکھا شافعی مذہب تھے ۳۷۶ھ ہجری
مین پیدا ہوے حدیث کی سماعت کی حاکم وغیرہ سے اور خطیب وغیرہ نے اُنسے روایت کی اور بہت تصانیف اُنکے مشہور ہین اور ۴۶۵ھ ہجری مین وفات پائی
کذا فی الطحطاوی وکل منہم اثنی علیہ واقر بفضلہ فعجبا لک یا اخی الم تکن لک اسوۃ حسنۃ فی ہؤلاء السادۃ الکبار اکانوا متہمین فی ہذا الاقرار والافتخار وہم ائمۃ
ہذہ الطریقۃ وارباب الشریعۃ والحقیقۃ اور ہر ایک نے اُن اکابر سے ثنا کی ہو امام پر اور انکی فضیلت کا اقرار کیا ہو سو تعجب کرتا ہون تجھسے اے بھائی کیا
تجھکو نیک پیروی نہ تھی اُن بزرگون مین کیا اُنپر جھوٹ بولنے کا گمان تھا اس اقرار اور افتخار مین اور حالانکہ وہ حضرات امام اور پیشوا ہین اس طریقہ
تصوف اور روشنی کے اور وہ شریعت اور حقیقت والے لوگ ہین ہم شارح کا یہ خطاب اُن لوگون سے ہو جو امام کے امر مین منکر یا متردد ہین ومن
بعدہم فی ہذا الامر فلہم تبع وکل ما خالف ما اعتمدوہ مردود ومبتدع اور جو اہل کمال کہ اُن حضرات کے بعد ہین وہ شریعت اور طریقت اور حقیقت
مین انکے تابع ہین اور جو بات کہ ان بزرگون کی سمجھ بوجھ کی مخالف ہو وہ مردود اور ایجاد ناپسند ہو وبالجملۃ فلیس ابو حنیفۃ فی زہدہ وورعہ وعبادتہ

ع جیسے حاتم اصم اور سیدی محمد شاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

وعلمہ وفہمہ مشارک اور حاصل کلام اور قول مجمل یہ ہی کہ امام ابوحنیفہ رح کے زہد اور تقوی اور عبادت اور علم اور فہم مین دوسرا کوئی شریک نہین یعنی بے نظیر ہین
ومما قال فیہ ابن المبارک ع ۵ لقد زان البلاد ومن علیہا * امام المسلمین ابو حنیفۃ * اور منجملہ اُن مدائح کے جو عبداللہ بن مبارک نے امام کی مدح مین کہا ہی
یہ ابیات ہین البتہ زینت دی شہرون کو اور شہر والون کو مسلمانون کے امام ابوحنیفہ نے ۵ باحکام واٰثار وفقہ * کاٰیات الزبور علی الصحیفۃ * زینت دی
بہ سبب احکام شرعی اور احادیث وفقہ کے جیسے زبور کی آیات ورق پر مرقوم ہین ۵ فما فی المشرقین لہ نظیر * ولا فی المغربین ولا بکوفۃ * سو نہین ہی دونون
مشرق مین اُسکا نظیر اور نہ دونون مغرب مین اور نہ کوفہ مین م دونون مشرق یعنے ایک جاڑے کی مشرق اور دوسری گرمی کی مشرق اسی طرح دو مغرب کو
دریافت کرنا چاہیے مراد اس سے تمام دنیا ہی ۵ یبیت مشمرا سہر اللیالی * وصام نہارہ للہ خیفۃ * رات کاٹتا ہی امام دامن چڑھالے یعنے مستعد عبادت راتون
مین جاگتا اور دن مین روزہ رکھتا ہی اللہ کے خوف سے م چالیس برس تمام رات کی بیداری کی اور اس سے پہلے نصف شب کی اور تیس برس برابر روزہ
رکھا کذا فی الطحطاوی ۵ فمن کابی حنیفۃ فی علاہ * امام الخلق والخلیفۃ * سو کون ہی ابوحنیفہ رح کے مانند بلندرتبگی مین امام خلق کا اور بادشاہ کا ۵ رأیت
العائبین لہ سفاہا * خلاف الحق مع حجج ضعیفۃ * دیکھا مین نے اسکے عیب کرنے والون کو بیوقوف امر حق کے مخالف دلائل ضعیفہ کے ساتھ ۵ وکیف یحل
ان یؤذی فقیہ * لہ فی الارض اٰثار شریفۃ * اور کیونکر حلال ہوا اُس فقیہ کا ایذا دینا جسکے آثار شریفہ زمین مین ثابت ہین ۵ فقد قال ابن ادریس مقالا
صحیح النقل فی حکم لطیفۃ * سو البتہ محمد بن ادریس رح شافعی نے ایک قول صحیح النقل کہا ہی لطیف حکمتون مین ۵ بان الناس فی فقہ عیال * علی فقہ الامام
ابی حنیفۃ * امام شافعی رح کا وہ قول یہ ہی کہ تمام لوگ فقہ مین عیال ہین یعنے بال بچے ہین امام ابوحنیفہ رح کی فقہ کے م خطیب نے ربیع سے روایت کی
کہ مین نے شافعی سے سُنا کہتے تھے الناس عیال علی ابی حنیفۃ فی الفقہ یعنی لوگ ابوحنیفہ رح کے عیال ہین فقہ مین اور خطیب نے حرملہ بن یحیی سے روایت کی کہ
مین نے محمد بن ادریس شافعی رح سے سُنا کہتے تھے کہ لوگ ابوحنیفہ رح کے عیال ہین فقہ مین ابوحنیفہ اُنہین ہی جسکو فقہ کی توفیق دی گئی کذا فی الطحطاوی عن تبییض الصحیفۃ
للسیوطی الشافعی ۵ فلعنۃ ربنا اعداد رمل * علی من رد قول ابی حنیفۃ * سو لعنت ہمارے رب کی بقدر شمار ریت کے اُسپر جو ابوحنیفہ رح کے قول کو رد کرے
م طبی نے کہا مراد یہ ہی کہ جو ابوحنیفہ رح کے قول کو رد کرے اُنکو حقیر جانکر اُنکے اجتہاد کا منکر ہو اسواسطے کہ ائمہ اجتہاد بعضون کے قول کو ہمیشہ رد کرتے رہے ہین
اور وہ اسپر مستحق ثواب ہین اسوجہ سے کہ اُنھون نے نصرت حق کی اپنے گمان کے مواقق تو ناظم کو یون کہنا اسلم تھا علی من حط قدر ابی حنیفۃ انتہی طحطاوی
نے کہا جو امام کے قول کو رد کرے بصفت متقدمہ تو اُسکا غایت رتبہ یہ ہی کہ وہ حرام کا مرتکب ہوا حالانکہ مرتکب حرام پر لعنت نہین بلکہ کافر مخصوص پر بھی لعنت
جائز نہین کہ شاید اُسکا خاتمہ بخیر ہو ہان مطلق کفار پر لعنت جائز ہی انتہے مین کہتا ہون یواقیت ملتمعہ مین زکریا قزوینی کی کتاب آثار البلاد سے ابیات عبداللہ بن
مبارک نے نقل کی ہین لیکن لعنت کے بیت اُسمین نہین تو اغلب کہ یہ بعض متعصبین کے ملحقات سے ہی اسواسطے کہ علم اور ورع ابن مبارک سے ہقدر بیبا کی
نہایت مستبعد ہی واللہ اعلم وقد ثبت ان ثابتا والد الامام ادرک الامام علی بن ابی طالب فدعا لہ ولذریتہ بالبرکۃ اور مقرر یہ بات ثابت ہی کہ امام اعظم رح کے
والد ماجد یعنی ثابت نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو پایا یعنی اُنکی خدمت مین حاضر ہوئے سو آپ نے ثابت اور اُنکی اولاد کیواسطے
برکت کی دعا کی م حافظ جمال الدین نے کتاب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال مین احمد بن عبداللہ بن شاذان مروزی سے روایت کی کہ میرے والد نے
اپنے والد سے روایت کی کہ مین نے اسمعیل بن حماد بن ابی حنیفہ سے سنا کہتے تھے کہ مین اسمعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن النعمان بن مرزبان ہون
مرزبان اہل فارس احرار کے فرزندون سے قسم خدا کی ہم مین رقیت کسی کا مملوک ہونا واقع نہین ہوا میرا جد یعنی امام اعظم رح پیدا ہوا ہجری اسی برس مین اور اُسکا
باپ اُسکو لیگیا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے پاس اور وہ صغیر تھا سو آپ نے دعا کی برکت کی اُسکے واسطے اور اُنکی اولاد کے واسطے اور ہم اس
دعا کی قبولیت کی امید رکھتے ہین کذا فی الیواقیت الملتمعۃ فی مناقب الائمۃ الاربعۃ طحطاوی نے اس قول کو خطیب کی روایت سے تمام سند کے ساتھ نقل کیا

اور اسمین خلل یہ ہی کہ ولادت امام کی سنہ ہجری مین ثابت ہی اور وفات علی مرتضیٰ کی تیس۳۰ سال سے پہلے ہی انتہی مین کہتا ہون تو امام کا لیجا نا حضور
مرتضوی مین وہم ہی کسی راوی کا ثابت کا جانا اور اُنکی اولاد کے واسطے دعا کرنا البتہ ثابت ہی وَصَحَّ اَنَّ اَبَا حَنِیفَةَ سَمِعَ الْحَدِیْثَ مِنْ سَبْعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ
کَمَا بُسِطَ فِیْ اَوَاخِرِ مُنْیَةِ الْمُفْتِیْ وَاَدْرَکَ بِالسِّنِّ نَحْوَ عِشْرِیْنَ صَحَابِیًّا کَمَا بُسِطَ فِیْ اَوَائِلِ الضِّیَاءِ، اور یہ قول صحیح ہی کہ ابو حنیفہ رح نے سات صحابیون رضہ
حدیث سُنی چنانچہ اواخر منیۃ المفتی مین مشرح ہی اور بیس۲۰ صحابیون کا زمانہ پایا عمر کے حساب سے چنانچہ ضیاء معنوی کے اوائل مین مذکور ہی ہم سیوطی نے
تبییض الصحیفۃ مین کہا امام ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری مقری شافعی رح نے ایک جزء تالیف کیا امام ابو حنیفہ رح کی روایت مین چار صحابیون سے
انتہی ابن حجر نے کہا اسواسطے کہ ابو حنیفہ رح پیدا ہوئے کوفہ مین سنہ ہجری مین اور وہان اُسوقت عبد اللہ بن ابی اوفی صحابی موجود تھے بالاتفاق اور بصرہ
مین انس رض صحابی تھے اسواسطے کہ وہ سنہ ہجری مین یا بعد اسکے مرے اور ابن سعد رح نے بسند قابل اعتبار روایت کی کہ ابو حنیفہ رح نے انس کو دیکھا اور
ان دونون صحابیون کے سوا اور اصحاب شہرون مین زندہ تھے تو ابو حنیفہ رح اس اعتبار سے طبقۂ تابعین مین داخل ہین اور ائمہ امصار معاصرین ابو حنیفہ رح کو یہ
امر ثابت نہین چنانچہ اوزاعی کو شام مین اور حمادی کو بصرہ مین اور ثوری کو کوفہ مین اور مالک کو مدینہ مین اور مسلم بن خالد زنگی کو مکہ مین اور لیث بن سعد کو
مصر مین انتہی ما قال السیوطی الشافعی اور خوارزمی حنفی نے مسند امام مین کہا کہ علما متفق ہین کہ امام نے اصحاب رسول اللہ صلعم سے روایت کی لیکن انکے عدد مین
اختلاف ہی بعضون نے کہا چھ مرد اور ایک عورت سے روایت کی اور بعضون نے پانچ مرد اور ایک عورت سے اور بعضون نے کہا سات مرد اور ایک
عورت سے سو پہلے قول پر انس بن مالک اور عبد اللہ بن اُنیس اور عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی اور جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ ابن ابی اوفی اور واثلہ
بن اسقع اور عائشہ بنت عجرد رضوان اللہ علیہ ہین اور ثالث قول پر معقل بن یسار زائد ہین اور ثانی قول پر جابر رض اور معقل داخل نہین اور ہر قول مین ابو الطفیل ملکو
نہین کذا فی الطحطاوی شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعادت اور اُسکے حاشیۂ منہیہ مین کہا کہ عبد اللہ بن ابی اوفی نے کوفہ مین سنہ یا سنہ ھ مین انتقال کیا اور
انس رض بن مالک نے بصرہ مین سنہ یا سنہ یا سنہ ہجری مین وفات پائی اور سہل بن ساعدی نے مدینہ مین سنہ یا سنہ ھ مین انتقال کیا اور ابو الطفیل رض نے سنہ ہجری
مین وفات پائی چنانچہ جامع الاصول مین ہی صاحب جامع الاصول نے کہا کہ ابو حنیفہ رح کی ملاقات اصحاب سے اور حدیث کی روایت اُنسے ارباب نقل کے نزدیک ثابت
نہین اور ابو حنیفہ رح کے اصحاب کہتے ہین کہ ابو حنیفہ رح نے چند اصحاب کو پایا اور اُنسے روایت کی انتہی مین کہتا ہون واقع مین عقل کے حساب سے یہ بات بہت دور ہی کہ
رسول کریم کے اصحاب امام کے زمانہ مین موجود ہون اور اُنکی ملاقات کا قصد نکرین باوجودیکہ ہونا امام کا اور جانا امام کا اُن شہرون مین جہان اصحاب تھے ثابت ہی
اور بیس۲۰ برس کی مدت امام کی زندگی سے زمانہ اصحاب مین گذری اسواسطے کہ سو برس کے آخر تک وجود صحابہ کا ثابت ہی تو اصحاب ابو حنیفہ رح کا قول حق ہی جو
کہتے ہین کہ امام نے جماعۂ صحابہ کو پایا انتہی ما قال الدہلوی ہم حق بجانب حنفیہ ہی روایت اور روایت کی راہ سے اسواسطے کہ حنفیہ ملاقات اور روایت کے مثبت ہین اور
ایک جماعت نافی حالانکہ یہ قاعدہ اہل علم مین مسلم ہی کہ مثبت کا قول نافی پر مقدم ہی اور اثبات بھی فقط حنفیہ مین منحصر نہین بلکہ طبری شافعی اور ابن حجر شافعی بشہادت
جلال الدین سیوطی شافعی کے بجانب اثبات یا تجویز کے ہین نہ بجانب انکار واللہ اعلم تو امام کا تابعی ہونا باعتبار زمانے کے بالاتفاق ثابت ہوا اور باعتبار
ملاقات اور روایت کے عند التحقیق وَقَدْ ذَکَرَ الْعَلَّامَةُ شَمْسُ الدِّیْنِ مُحَمَّدٌ اَبُو النَّصْرِ بْنُ عَرَبْ شَاهْ الْاَنْصَارِیُّ الْحَنَفِیُّ فِیْ مَنْظُوْمَتِهِ الْاَلْفِیَّةِ الْمُسَمَّاةِ بِجَوَاهِرِ الْعَقَائِدِ وَدُرَرِ
الْقَلَائِدِ ثَمَانِیَةً مِنَ الصَّحَابَةِ مِمَّنْ یَرْوِیْ عَنْهُمُ الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ اَبُوْ حَنِیْفَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ اور تحقیق ذکر کیا علامہ شمس الدین محمد ابو النصر بن عرب شاہ
انصاری حنفی نے اپنے منظومۂ الفیہ مین جسکا نام جواہر عقائد اور دُرر قلائد ہی آٹھ صحابیون کو جنسے روایت کی امام اعظم ابو حنیفہ رح نے خدا کی رحمت
اُسپر اور اُن سب پر حیث قال ؎ مُعْتَقِدًا مَذْهَبَ عَظِیْمِ الشَّانِ ÷ اَبِیْ حَنِیْفَةَ الْفَتَی النُّعْمَانِ ÷ اَلتَّابِعِیْ سَابِقِ الْاَئِمَّةِ ÷ بِالْعِلْمِ وَالدِّیْنِ سِرَاجِ الْاُمَّةِ
جَمْعًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ اَدْرَکَا ÷ اَثَرَهُمْ قَدِ اقْتَفٰی وَسَلَکَا ÷ طَرِیْقَةً وَاضِحَةَ الْمِنْهَاجِ ÷ سَالِمًا مِنَ الضَّلَالِ الدَّاجِیْ ÷ علامہ مذکور نے جس مقام مین

یہ کہا ہی کہ مین کہتا ہون معتقد ہو کر عظیم الشان کے مذہب کا یعنی ابو حنیفہ رح جو امام نعمان کا جو تابعی ہی مقدم سب اماموں سے علم اور دین مین امت محمدی کا
چراغ ایک جماعت کو نبی کے اصحاب سے اُسنے پایا بیشک انکا پیرو ہو گیا اور علاوہ طریقہ جسکی راہ کھلی ہی سالم ہی تاریک گمراہی سے ف روی
عَنْ اَنَسٍ وَجَابِرٍ ٭ وَابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی کَذَا عَنْ عَامِرٍ ٭ اور تحقیق روایت کی امام نے انس اور جابر اور عبد اللہ بن ابی اوفی سے اور اسیطرح عامر سے
ثم تبیض الصحیفۃ مین عامر کے بدلے معقل بن یسار مذکور ہی خوارزمی نے کہا کہ عامر سے روایت کرنے مین کلام ہی اسواسطے کہ عامر کا انتقال ہوا معاویہ کی ریاست
مین اور معاویہ کا انتقال ہوا سنہ ہجری مین پھر کیونکر انکی روایت متصور ہو کذا فی الطحطاوی ف اَعْنِیْ اَبَا الطُّفَیْلِ ذَا ابْنُ وَاثِلَۃَ ٭ وَابْنُ اُنَیْسٍ الْفَتٰی وَوَاثِلَۃَ
مراد عامر سے وہ ابو الطفیل ہی جو واثلہ کا بیٹا ہی اور روایت کی عبد اللہ بن اُنیس جوانمرد سے اور واثلہ بن اسقع سے ف عَنِ ابْنِ جَزْءٍ قَدْ رَوَی الْاِمَامُ ٭ بِنْتِ عَجْرَدٍ
ہِیَ التَّمَامُ ٭ روایت کی امام نے عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی سے اور عائشہ بنت عجرد سے اسی پر آٹھ کا شمار تمام ہوا ف ابن جزء بفتح جیم وسکون زا معجمہ اور
ہمزہ وہ عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی ہی امام اعظم رح سے مروی ہی کہ مین نے اپنے والد کے ساتھ سنہ ہجری مین حج کیا تو مین نے قریب کعبہ حلقہ دیکھا مین نے
والد سے کہا کہ یہ کیا ہی جواب دیا کہ اسمین ایک صحابی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ حدیث بیان کرتا ہی تو مین نے جا کر سنا کہتا تھا قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اِعَانَۃُ الْمُسْلِمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ یعنی وہ صحابی ابن جزء زبیدی تھے اور امام کے مسند مین خوارزمی نے ابن جزء سے اس حدیث کی روایت کی ہی مَنْ
تَفَقَّہَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ کَفَاہُ اللّٰہُ ہَمَّہٗ وَرَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ) ابن شاہین نے کہا سماعت امام رح کی جابر بن عبد اللہ رض سے صریح وہم ہی کیونکہ جابر باتفاق روایات ستر
چند سال مین مر گئے اور اسی تک زندہ نہین رہے جسمین امام پیدا ہوئے انتہی اسکا جواب یون ممکن ہی کہ بعضے اہل تاریخ کے نزدیک امام کی ولادت سنہ ہجری مین ہی
تو بموجب اس قول کے سات یا نو برس کی عمر مین سماع حدیث ممکن ہی کذا فی الطحطاوی ملخصًا وَتُوُفِّیَ بِبَغْدَادَ قِیْلَ فِی السِّجْنِ لِیَلِیَ الْقَضَاءَ وَلَہٗ سَبْعُوْنَ سَنَۃً بِتَارِیْخِ خَمْسِیْنَ وَمِائَۃٍ
اور امام نے وفات پائی بغداد مین ایک سو پچاسوین سال ہجری مین اور انکی عمر ستر برس کی تھی بعضون نے کہا بندی خانہ مین انتقال کیا اسواسطے محبوس ہوئے
تھے کہ عہدۂ قضا کو قبول کرین م ابن خلکان وغیرہ مورخین نے کہا کہ ابو حنیفہ سنہ ہجری مین پیدا ہوئے اور ستر برس زندہ رہے اور سنہ ہجری مین وفات پائی
اور بعضون نے کہا ستر مین اور بعضون نے کہا اکہتر مین پیدائش ہی لیکن پہلا قول صحیح تر ہی پیدا ہوئے صحابہ کرام کے زمانہ مین اور فقیہ ہوئے تابعین کے زمانہ
مین رجب یا شعبان مین انتقال ہوا قید خانہ مین اور قضا کا منصب قبول نہ کیا اور مقبرہ خیزران مین دفن ہوئے کذا فی الیواقیت شہرستانی کے ملل اور نحل مین
مذکور ہی کہ منصور دوانقی نے امام کو اسواسطے قید کیا تھا کہ اُنھون نے محمد بن عبد اللہ بن حسن بن علی سے بیعت کی تھی یعنی حسن بن علی بن ابی طالب رض کے پرپوتے
سے بیعت کی تھی طحطاوی نے کہا ممکن ہی کہ عدم قبول قضا اور بیعت اہل بیت دونون سبب ہوئے ہون محبوس کرنے کے قِیْلَ وَیَوْمَ تُوُفِّیَ وُلِدَ الْاِمَامُ الشَّافِعِیُّ
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَعُدَّ مِنْ مَّنَاقِبِہٖ بعضون نے کہا کہ جسدن امام ابو حنیفہ رح نے وفات پائی اسی دن امام شافعی رح پیدا ہوتے تو یہ ابو حنیفہ رح یا شافعی رح کے مناقب
مین شمار کیا گیا م امام اعظم کی منقبت اسواسطے ہوئی کہ حق تعالی نے اس جہان کو ایسے امام کے مانند سے خالی نہ رکھا کذا فی الطحطاوی اور شافعی رح کی منقبت یہ
ہوئی کہ ایسے کامل کے خلیفہ ٹھہرے وَقَدْ قِیْلَ الْحِکْمَۃُ فِیْ مُخَالَفَۃِ تَلَامِیْذِہٖ اَنَّہٗ رَاٰی صَبِیًّا یَلْعَبُ فِی الطِّیْنِ فَحَذَّرَہٗ عَنِ السُّقُوْطِ فَاَجَابَہٗ بِاَنِ احْذَرْ اَنْتَ مِنَ السُّقُوْطِ
فَاِنَّ فِیْ سُقُوْطِ الْعَالِمِ سُقُوْطَ الْعَالَمِ فَحِیْنَئِذٍ قَالَ لِاَصْحَابِہٖ اِنْ تَوَجَّہَ لَکُمْ دَلِیْلٌ فَقُوْلُوْا بِہٖ فَکَانَ کُلٌّ یَاْخُذُ بِرِوَایَۃٍ عَنْہُ وَیُرَجِّحُہَا وَہٰذَا مِنْ اِحْتِیَاطِہٖ وَوَرَعِہٖ وَعِلْمِہٖ
بِاَنَّ الْاِخْتِلَافَ مِنْ اٰثَارِ الرَّحْمَۃِ فَمَہْمَا کَانَ اَکْثَرَ کَانَتِ الرَّحْمَۃُ اَوْفَرَ کَمَا قَالُوْا اور البتہ کہا گیا ہی کہ شاگردان امام کے مخالفت مین حکمت یہ ہی کہ امام اعظم رح نے
ایک لڑکا کھیلتے دیکھا کیچڑ مین سو اُسکو ڈرایا رپٹ پڑنے سے سو لڑکے نے امام کو جواب دیا کہ تم رپٹ پڑنے سے بچو اسواسطے کہ عالم کے رپٹنے سے تمام جہان کا
رپٹنا ہی تو اُسوقت سے امام نے اپنے شاگردون سے کہا کہ اگر تمھارے سامنے دلیل آوے یعنے اگر دلیل شرعی کتاب اور سنت سے تمپر ظاہر ہو تو اُسپر عمل کرو تو ہر
شاگرد امام کی ایک روایت کو لیتا تھا اور اسکو ترجیح دیتا تھا یعنے اُسکو قوی کرتا تھا اور دلیل سے اور یہ اجازت خلاف کرنے کی امام کی نہایت احتیاط اور تقوی سے ہی

اور اس اجازت سے معلوم ہوا کہ اختلاف یعنی مجتہدین کا اختلاف من جہۃ الدلیل رحمت الٰہی کی نشانیون سے ہی توجسقدر اختلاف برہانی ہوگا زیادہ تر رحمت ربانی وافر تر بدلیل قول علامہ امام نے لڑکے کے کلام سے پند لی یہی شان ہی عارفون کی کہ اشارات لطیفہ عبارات بعیدہ سے سمجھ لیتے ہین مسند خوارزمی مین سبقت الائمہ سابلی سے منقول ہی کہ یہ بات مشہور ہی کہ امام نے چار ہزار اُستادون کی علماء تابعین سے شاگردی کی اور علم فقہ کا حاصل کیا لیکن اپنے علم پر اپنی زبان سے فتوی ندیا یہان تک کہ اُنھون نے اجازت دی تو کوفہ کی جامع مسجد مین مجلس کے اندر بیٹھے اور ہزار شاگرد امام کے جمع ہوئے انین سے بزرگ تر اور فاضل تر چالیس شاگرد تھے جو رتبہ اجتہاد کو پہونچے تھے سو اُنکو اپنا مقرب کیا اور کہا کہ تم میرے رازدان اور غمگسار ہو مین نے اس فقہ کے گھوڑے کو تمھارے واسطے تیار کر دیا ہی لگام دیکر اور زین کسکر سو تم میری مدد کرو اسواسطے کہ لوگون نے مجھکو جہنم کا پل بنایا ہی غیر لوگ پار ہوتے ہین اور بوجھ میری پیٹھ پر ہی یعنے لوگ تقلید سے نجات پاوینگے مواخذہ مجھسے ہوگا اگر عرق ریزی اجتہاد مین کچھ تساہل ہوگا تو امام رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ جب کوئی واقعہ پیش آتا تو مجتہد شاگردون سے مشورہ اور مناظرہ اور گفتگو کرتے اور اُنسے پوچھتے اور جو احادیث اور آثار شاگردون کے پاس تھے اُنکو سُنتے اور جو آپ کو معلوم تھے اُنکو فرماتے اور مجتہد شاگرد امام کے ساتھ مہینا مہینا بھر بلکہ زیادہ رد و بدل اور مناظرہ کرتے یہانتک کہ آخر کو ایک بات ٹھہر جاتی تو اُس قول محقق کو ابو یوسف رحمہ اللہ ثابت کرتے یعنی لکھتے یہانتک کہ تمام اصول فقہ کو اسی طرح شوری کر کے ثابت کیا امام اعظم رح اور اماموں کی طرح بذات خود متفرد نہین ہوئے نہی روایۃ الخوارزمی اختلافہ کو آثار رحمت کہنا ثابت ہی اس حدیث سے کہ اختلاف امتی رحمۃ اور بحر الرائق مین تتار خانیہ سے یون منقول ہی کہ اختلاف ائمۃ الہدی توسعۃ للناس کذافی الطحطاوی رسم المفتی یہ نشانی ہی مفتی کے واسطے یعنی اب وہ علامات مذکور ہوتے ہین جو مفتی کو فتوی دینے پر دلالت کرین اصولیون کے نزدیک مفتی مجتہد ہی بحر الرائق مین تتار خانیہ سے منقول ہی کہ ابو یوسف رح نے کہا کہ فتوی دینا حلال نہین مگر مجتہد کو اور محمد رح نے فتوی دینا جائز رکھا ہی اگر مرد کا صواب اُسکی خطا سے زیادہ ہو اور اسبیجابی سے منقول ہی کہ شہر کے بڑے عالم کو ترک فتوی جائز نہین فتح القدیر مین کہا ہی کہ اہل اصول کی رائے اسپر مستقر ہوگئی ہی کہ مفتی وہی مجتہد ہی اور غیر مجتہد جو مجتہد کے اقوال یاد رکھتا ہو وہ مفتی نہین ہی تو غیر مجتہد پر واجب ہی کہ جب اُس سے کوئی مسئلہ پوچھے تو وہ مجتہد کے قول کو بطریق حکایت نقل کرے تو معلوم ہوا کہ جو ہمارے زمانہ مین فتوی دیتے ہین وہ درحقیقت فتوی نہین ہی بلکہ وہ نقل ہی مفتی کے کلام کی تاکہ مستفتی اُسپر عمل کرے اور نقل فتوی کی دو صورتین ہین یا ناقل کے پاس سند ہو اُس امر مین یا ناقل نے وہ مسئلہ لیا ہو اُس کتاب معروف سے جو متداول ہی محمد بن حسن کی کتابون سے اور مانند اُنکے اور تصنیفات مشہورہ سے اسواسطے کہ کتاب معروف بمنزلہ خبر متواتر یا مشہور کے ہی انتہی کذافی الطحطاوی اعلم ان ما اتفق علیہ اصحابنا فی الروایۃ الظاہرۃ عنہم یفتی بہ قطعا یہ معلوم کر کہ جسپر ہمارے اصحاب یعنی امام اعظم رح اور اُنکے اصحاب متفق ہوگئے اُس روایت مین جو ظاہر ہی اُنسے تو مفتی اُسکا فتوی دے یقینا ظاہر الروایۃ کی قید لگائی اسواسطے کہ ظاہر الروایۃ کے سوا اور روایات مرجوع عنہا ہین یعنی مطروح ہین یا غیر مشہور نامعتبر ہین اور ظاہر روایۃ کی کتابین زیادات اور سیر اور مبسوط اور جامع صغیر اور جامع کبیر ہین محمد بن حسن کی تصنیفات سے اور ظاہر الروایۃ کے معنی یہ کہ اُسکی روایت امام اعظم رح اور اُنکے اصحاب سے ظاہر ہی ثقات اور معتمدین کے نقل کرنے سے نقل خواہ بتواتر ہو یا بشہرت کذافی الطحطاوی متون فقہ یعنے وقایہ اور قدوری وغیرہا بھی ظاہر الروایۃ ہین اسواسطے کہ امام محمد کی کتب مذکورہ سے مستخرج ہین وما اختلف فیما اختلفوا فیہ والاصح کما فی السراجیۃ وغیرہا انہ یفتی بقول الامام علی الاطلاق اور جسمین اختلاف کیا گیا ہی جسمین ہمارے اصحاب مختلف ہین اور صحیح تر قول چنانچہ سراجیہ وغیرہا مین ہی یہ ہی کہ فتوی دیا جاے امام اعظم رح کے قول پر یعنی ہر طرح اگرچہ دوسرے کی دلیل قوی ہو ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث ثم بقول زفر والحسن بن زیاد پھر اگر امام اعظم رح کا قول نہو تو ابو یوسف رح کے قول پر فتوی دیا جاے پھر محمد رح کے قول پر فتوی دیا جاے پھر زفر اور حسن بن زیاد کے قول پر فتوی دیا جاے طحطاوی نے کہا یہ صورت باقی رہی کہ اگر صاحبین رح متفق ہون اور امام اعظم رح منفرد ہون سو بعضون نے کہا ہی کہ مفتی مختار ہی چاہے صاحبین رح کے قول پر فتوی دے چاہے امام رح کے قول پر

انتہی قاضی خان کے فتاوی مین ہی کہ درصورت اختلاف اگر امام کے ساتھ ابو یوسف رح اور محمد رح ہین تو دونون کے متفق قول پر فتوی دیا جاے کیونکہ دونون مین
شرائط اور راوی ثواب کا اجتماع ہی اور اگر صاحبین کا قول امام کے مخالف ہو تو اگر انکا اختلاف بوجہ اختلاف عصر اور زمان کے ہو چنانچہ قضا بظاہر عدالت
تو صاحبین کا قول مفتی لے اور مزارعت اور معاملت مین اور انکے مانند مین بھی صاحبین رح کے قول کو اختیار کرے کیونکہ متاخرین کا اسپر اجتماع ہی اور اسکے سوا
مین بعضون نے کہا کہ مفتی مجتہد مختار ہی اور عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ فقط امام کا قول لے اور مجتہد یعنی مجتہد مقید کی تعریف مین اختلاف ہی بعضون نے کہا
جو دس سوالات کے جواب مین آٹھ سوال کا جواب ٹھیک دے اور دو جوابون مین چوک جائے وہ مجتہد ہی اور بعضون نے کہا کہ اجتہاد کے واسطے حفظ مبسوط اور
معرفت ناسخ اور منسوخ اور محکم اور ماول کی اور لوگون کے عادات اور عرف کا علم ضرور ہی انتہی ما فی الخانیۃ وصحح فی الحاوی القدسی قوۃ المدرک اور حاوی قدسی
مین قوت دلیل کی تصحیح کی ہی مدرک بصیغہ اسم مفعول بمعنی دلیل ہی اور یہ قول ترتیب سراجیہ کے مخالف ہی طحطاوی نے کہا یعنی جس قول کی دلیل قوی ترہو یعنی امام
کا قول ہو یا ابو یوسف رح یا محمد رح کا وہی قول مقدم ہی اور وجہ توفیق ان دونون مختلف قولون مین یہ ہی کہ جس شخص کو قوت دلیل کی اور اک کی طاقت ہو وہ قول
قوی المدرک پر فتوی دے اور نہین تو سراجیہ کی ترتیب مقدم پر فتوی دے وفی وقف البحر وغیرہ متی کان فی المسئلۃ قولان مصححان جاز القضاء والافتاء باحدہما
اور کتاب الوقف بحر الرائق وغیرہ مین ہی کہ جب ایک مسئلہ مین دو قولون کی تصحیح واقع ہوئی تو ان دونون قولون مین سے ایک قول پر قاضی کو حکم دینا اور مفتی کو
فتوی دینا جائز ہی طحطاوی نے کہا ظاہر عبارت اسپر دلالت کرتی ہی کہ جب دو قول کی تصحیح ہوئی خواہ تصحیح بلفظ اصح کی ہو دونون مین یا بلفظ صحیح کی یا ایک مین
اصح کا لفظ ہو اور دوسری مین صحیح کا ہر صورت ایک قول پر قضا اور افتا جائز ہی وفی اول المضمرات اما العلامات للافتاء فقولہ وعلیہ الفتوی وبہ یفتی وبہ ناخذ

وعلیہ الاعتماد وعلیہ عمل الیوم وعلیہ عمل الامۃ وہو الصحیح او الاصح او الاظہر او الاشبہ او الاوجہ او المختار ونحوہا مما ذکر فی حاشیۃ البزدوی انتہی اور مضمرات کے
اول مین ہی کہ فتوی دینے کے علامات بارہ الفاظ ہین علیہ الفتوی سے مختار تک اور مانند ان الفاظ کے جو حاشیہ بزدوی مین مذکور ہین انتہی ما فی المضمرات
ترجمہ الفاظ مذکورہ کا ترجمہ یون ہی وعلیہ الفتوی اور اسی قول پر فتوی ہی وبہ یفتی اور اسی قول کا فتوی دیا گیا وبہ ناخذ اور اسی کو ہم لیتے ہین وعلیہ الاعتماد اور اسی
قول پر اعتماد ہی وعلیہ عمل الیوم اور اسی پر عمل ہی آج کے دن کا وعلیہ عمل الامۃ اور اسی پر امت کا عمل ہی وہو الصحیح اور یہی قول صحیح ہی او الاصح یا صحیح تر ہی او الاظہر یا
ظاہر تر ہی او الاشبہ یا بحق مشابہ تر ہی او الاوجہ یا موجہ تر ہی او المختار یا پسندیدہ تر ہی اور ان الفاظ کے مانند وعلیہ العمل الیوم وبہ جری العرف وہو المتعارف وبہ
اخذ العلماء کما قال شیخنا الرملی فی فتاواہ وبعض الالفاظ آکد من بعض فلفظ الفتوی آکد من لفظ الصحیح والاصح والاشبہ وغیرہا ہمارے استاد خیر الدین رملی نے اپنے
فتاوے مین کہا اور بعضے الفاظ فتوی کے موکد تر ہین بعض سے تو فتوی کا لفظ موکد تر ہی صحیح اور اصح اور اشبہ وغیرہا کے الفاظ سے چنانچہ احوط اور اظہر سے ہم وجہ تاکید
یہ ہی کہ فتوی جاری نہین ہوتا مگر اس امر کے سبب سے جو مقتضی ہی فتوی کا چنانچہ اسانی یا آکدیت اور لفظ فتوی ہی اسکے حروف اصلیہ مراد ہین کسی صیغہ مین پائے جاوین کذا فی
زیادہ موکد ہونا ١٢
الطحطاوی ولفظ وبہ یفتی آکد من الفتوی علیہ اور بہ یفتی کا لفظ موکد تر ہی الفتوی علیہ کی لفظ سے اسواسطے کہ تقدیم معمول سے حصر ثابت ہوتا ہی اور اسی طرح لفظ علیہ
الفتوی کا الفتوی علیہ سے موکد تر ہی والاصح آکد من الصحیح والاحوط آکد من الاحتیاط انتہی اور اصح کا لفظ موکد تر ہی صحیح کے لفظ سے اور احوط کا لفظ موکد تر ہی احتیاط کے
لفظ سے انتہی قول الرملی ظاہر اسم تفضیل کے سب صیغون کا یہی حکم ہی قلت لکن فی شرح المنیۃ للحلبی عند قولہ لا یجوز من مصحف الا بغلافہ اذا تعارض اماما معتبران وعبر احد
ہما بالصحیح والاخر بالاصح فالاخذ بالصحیح اولی لانہما اتفقا علی انہ صحیح والاخذ بالمتفق اوفق قلت مصنف شارح نے کہا مین کہتا ہون لیکن حلبی کی شرح منیہ مین ماتن کے اس قول کے
پاس کہ جائز نہین مصحف کا چھونا مگر اسکے غلاف کے ساتھ یہ قول ہی کہ جب مقابل اور مختلف ہون ترجیح اقوال مین دو امام معتبر اسطرح کہ ایک امام کہے کہ یہ قول صحیح
ہی اور دوسرا امام کہے کہ یہ قول اصح ہی تو صحیح پر عمل کرنا اولی ہی اسواسطے کہ دونون امام نے اس قول کے صحیح ہونے پر اتفاق کیا یعنی اور صحیحیت مین اتفاق نہین بلکہ
ایک امام کا تفرد ہی اور حالانکہ قول متفق علیہ پر عمل کرنا موافق تر باحتیاط ہی تو اس استدراک کو یاد رکھنا ثم رایت فی رسالۃ آداب المفتی اذا ذیلت روایۃ فی کتاب

٩ اور اسپر عمل ہو رائج اور اسی کا عرف ہوتا ہی اور وہی مشہور ہو اور رائج ہو اور اسکو علما نے لیا ہی ١٢

معتمد بالاصح او الاولی او الاوفق ونحو ہا فلہ ان یفتی بہا وبمخالفہا ایضاً ایا شاء پھر مین نے دیکھا رسالہ آداب المفتی مین کہ جب کسی معتمد مین روایت مذیل بالاصح ہو
یعنی روایت کے بعد لکھا ہو کہ یہ اصح ہی یا اولی یا اوفق ہی اور مانند اُسکے چنانچہ اوجہ اور احوط تو مفتی کو اختیار ہی کہ اُس روایت کا فتوی دے اور اُسکے مخالف
دوسری روایت کا بھی فتوی دے جسکا چاہے دونون مین سے ہم اسواسطے کہ اسم تفضیل اسپر دلالت کرتا ہی کہ مقابل اسم تفضیل کا بھی مرجح ہی کذا فی الطحطاوی
واذا ذیلت بالصحیح او الماخوذ بہ او بہ یفتی وعلیہ الفتوی لم یفت بمخالفہ اور جبکہ روایت کے بعد صحیح یا ماخوذ بہ یا بہ یفتی یا علیہ الفتوی لکھا ہو تو اُسکے مخالف روایت کا
فتوی نہ دے ہم اسواسطے کہ صحیح کا مقابل ضعیف اور ماخوذ بہ کا مقابل غیر ماخوذ بہ اور بہ یفتی اور علیہ الفتوی کا مقابل غیر مفتی بہ ہی الا اذا کان فی الہدایۃ مثلاً ہو الصحیح
وفی الکافی بمخالفہ ہو الصحیح فیخیر ویختار الاقوی عندہ والالیق والاصلح انتہی ملخصاً مگر جبکہ ہدایہ مین روایت کے ذیل مین ہو الصحیح ہو اور کافی مین اُسکے مخالف روایت
کی ذیل مین ہو الصحیح ہو تو مفتی مخیر ہی اور وہ اس روایت کو اختیار کرے جو اُسکے نزدیک قوی تر اور لائق تر اور اصلح تر ہو انتہے اما فی الرسالہ تو اُسکو یاد رکھنا چاہیے
ہم قوی تر کا اختیار کرنا حاوی قدسی کی عبارت سابقہ پر مبنی ہی یعنی درصورت اختلاف قوت دلیل کا اعتبار ہی کذا فی الطحطاوی حاصل ما ذکرہ الشیخ قاسم فی تصحیحہ
انہ لا فرق بین المفتی والقاضی الا ان المفتی مخبر عن الحکم والقاضی ملزم بہ اور جو شیخ قاسم نے اپنی تصحیح مین ذکر کیا ہی اسکا حاصل مطلب یہ ہی کہ کچھ فرق نہین درمیان
مفتی اور قاضی کے یعنی بموجب تفصیل مذکور کے قاضی بھی اُنھین علامات افتا پر عمل کرے مفتی کے مانند مگر اتنا فرق ہی کہ مفتی حکم شرعی کا بتا دینے والا ہی اور
قاضی حکم مذکور کا لازم کرنے والا ہی بجا ومت حبس اور تعزیر سے اگر کوئی عمل نکرے اور اُسکو اختیار ہی اقامت حدود اور قصاص کا کذا فی الطحطاوی وان الحکم
والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع اور یہ کہ قاضی کا حکم کرنا اور مفتی کا فتوی دینا مرجوح قول پر جہالت اور اجماع کا پھاڑنا ہی یعنی حرام اور باطل ہم قول مرجوح
چنانچہ صاحبین رح کے قول پر عمل کرنا حالانکہ اُس قول کی تصحیح نہین ہوئی یا اُسکی وجہ کی تقویت نہین ہوئی اور راوی بابطلان ہی ظاہر الروایۃ کے مخالف پر فتوی
دینا بلا ثبوت تصحیح اور اسی طرح قول مرجوح عنہ پر فتوی دینا کذا فی البحر وان الحکم الملفق باطل بالاجماع اور یہ کہ حکم ملفق یعنی ملا جلا چند مذاہب سے ایک حکم مرکب
کرنا بالاجماع باطل ہی چنانچہ وضو مین ایک سر کے بال کا مسح کیا بمذہب شافعی پھر مقتدی ہوکر نماز پڑھی فاتحہ چھوڑ کے موجب مذہب امام اعظم رح کے لہذا
فی الطحطاوی شافعی رح مذہب پر نماز اسواسطے نہوئی کہ فاتحہ پڑھنا واجب تھا سو اُسنے ترک کیا اور حنفی مذہب پر اسواسطے نہوئی کہ وضو کا فرض ترک ہوا یعنی چوتھائی
سر کا مسح تو کسی مذہب پر نماز درست نہوئی وان الرجوع عن التقلید بعد العمل باطل اتفاقا وہو المختار فی المذہب اور یہ کہ پھرنا تقلید سے عمل کر چکنے کے
بعد بالاتفاق باطل ہی اور یہی قول مختار ہی مذہب مین ہم مثلاً قاضی حنفی نے ثبوت نکاح بغیر شہود مین امام مالک رح کی تقلید کی پھر اس تقلید سے رجوع کرنے کا
قصد کیا یعنی چاہا کہ اپنے مذہب کے موافق زوج پر عدم لزوم مہر کا حکم کرے تو یہ اُسکو جائز نہین معلوم کرنا چاہیے کہ یہ مطلب نہین ہی کہ یہان جواز تقلید کی
مطلقاً نفی ہی بلکہ اسی صورت مذکورہ مین اسواسطے کہ یہان تقلید مذکور کے پھرنے سے غیر کا ضرر لازم آتا ہی اور اسکو دریافت کرنا چاہیے کہ حنفی کو
مثلاً شافعی کی تقلید کرنا ایک مسئلہ مین عبارت ہی شافعی رح کے قول پر عمل کرنے سے باوجود باقی رہنے کے اپنے مذہب پر اُسی مسئلہ مین یہانتک کہ اگر اُسی
مسئلہ خاص مین جسمین حنفی نے شافعی رح کی تقلید کی ہی سوال کرے بطریق استفتا کے تو جواب نہ دے مگر اپنے امام کے مذہب کے موافق اور بقا علی مذہبہ کا مطلب
یہ ہی کہ اُس مسئلہ مین عمل کے وقت بمذہب شافعی اپنے امام کی متابعت کے اعتقاد پر باقی ہی یعنی اگر زمان مستقبل مین ویسی ہی صورت جسپر عمل کر چکا ہی بمذہب شافعی
پیش آویگی تو اپنے امام کے مذہب پر عمل کریگا اگر کوئی کہے کہ اپنے مذہب پر باقی رہنا اور جواب مستفتی کو نہ دینا مگر اپنے امام کے قول پر پھر جانا ہی شافعی کی تقلید سے
مسئلہ مقلد فیہا مین تو اُسکا جواب یہ ہی کہ اُسی واقعہ مخصوصہ منقضہ سے رجوع کرنا ممنوع ہی نہ اُس واقعہ سے جو بعد اُسکے اسی جنس کا حادث ہوا اور تقلید مذکور کے جواب
مین دو قول ہین قول مختار یہ ہی کہ تقلید جائز ہی اور وجہ اُسکی یہ ہی کہ اتنا کفایت کرتا ہی کہ جس مجتہد کے قول کی تقلید کی وہ اُسکے نزدیک صواب اور راجح ہی باحتمال
خطا اور یہی بعینہ جواب ہوسکتا ہی اس سوال کا کہ حنفی کو تقلید شافعی مین عمل بالخطا لازم آتا ہی اسواسطے کہ حنفی شافعی کے مذہب کو خطا محتمل الصواب جانتا ہی یہ خلاصہ

ع جس سے رجوع کیا گیا ہے ۱۲
ع باقی رہنا ہے
ع مذہب ۱۲
یعنی تقلید کی گئی ۱۲

یحیی بن سیف الدین سیرامی حنفی کے جواب کا اور مفتیان مصر نے بھی اسپر اتفاق کیا ہی اور اس تقریر سے نکلتا ہی کہ تقلید واجب ہی ایک امام کی بلا تعیین اور دو امام کی
تقلید ساتھ ہی جائز نہین اسطرح کہ حنفی اور حنبلی ایک آن مین ہو اور اسکو یاد رکھنا چاہیے کہ جب حنفی مثلاً شافعی کی تقلید کرے مسئلہ مخصوصہ مین تو اسپر واجب ہی کہ اس مسئلہ
کی جمیع متعلقات مین مذہب شافعی کی رعایت کرے تاکہ تلفیق باطل لازم نہ آوے کذا فی الطحطاوی عن شیخ الاسلام ابی سعود مختصراً وان الخلاف خاص بالقاضی المجتہد
اور یہ کہ خلاف مخصوص بقاضی مجتہد ہی یعنی امام اور صاحبین کا خلاف اسمین کہ جب قاضی اپنے مذہب کے سوا اور مذہب پر حکم کرے تو اسکا حکم نافذ ہوگا یا نہین تو
صاحبین نے کہا کہ اسکا حکم نافذ نہوگا اور امام نے کہا کہ اگر مذہب کے مخالف بھول کر حکم کریگا تو نافذ ہوگا اور عمد مین امام سے دو روایتین ہین اور بزازی نے کہا
کہ صاحبین نفاذ حکم مین امام کے موافق ہین اور قاضی خان نے کہا کہ مخالف ہین کذا فی الطحطاوی واما المقلد فلا ینفذ قضاؤہ بخلاف مذہبہ اصلاً کما فی القنیہ اور مقلد قاضی کا
حکم تو برخلاف اپنے مذہب کے اصلاً نافذ نہین ہوتا چنانچہ قنیہ مین ہی ہم شرح طحطاوی وغیرہ کی عبارت قنیہ کے صریحاً مخالف ہی کما فی الطحطاوی قلت ولاسیما فی زماننا
فان السلطان ینص فی منشورہ علی نہیہ عن القضاء بالاقوال الضعیفۃ فکیف بخلاف مذہبہ فیکون معزولا بالنسبۃ بغیر المعتمد من مذہبہ فلا ینفذ قضاؤہ فیہ وینقض کما بسط
فی قضاء الفتح والبحر والنہر مین کہتا ہون اور خصوصاً ہمارے زمانہ مین حکم مخالف مذہب نافذ ہوگا اسلیے کہ بادشاہ اپنے فرمان مین تصریح کر دیتا ہی قاضی کے روک دینے پر
اقوال ضعیفہ کے ساتھ حکم کرنے سے پھر خلاف مذہب پر حکم کرنا کیونکر درست ہوگا تو قاضی بہ نسبت قول غیر معتمد اپنے مذہب کے معزول ٹھہریگا تو اسکا حکم کرنا اپنے مذہب
کے غیر معتمد مین نافذ نہوگا اور وہ حکم توڑا جائیگا چنانچہ فتح القدیر اور بحر الرائق اور نہر الفائق کی کتاب القضاء مین یہ قول مشرح مذکور ہی قال فی البرہان وہذا صریح الحق الذی
یعض علیہ بالنواجذ علامہ طرابلسی نے برہان شرح مواہب الرحمن مین کہا اور یہ قول مذکور وہ حق صریح ہی جسکو دانتون سے پکڑنا چاہیے نعم امر الامیر متی صادف فصلاً
مجتہداً فیہ نفذ امرہ ہان حاکم کا حکم جب فصل مجتہد فیہ کو پاوے یعنی مختلف فیہ صورت ہی جسمین اجتہاد مجتہدین کو گنجائش ہی حاکم کا حکم صادر ہو تو وہ حکم نافذ ہو جائیگا
کما فی سیر التتارخانیہ وشرح السیر الکبیر فلیحفظ اسیطرح مذکور ہی تاتارخانیہ کی کتاب السیر اور سیر کبیر کی شرح مین تو اسکو یاد رکھنا چاہیے وقد ذکروا ان المجتہد المطلق
قد فقد اور البتہ علمانے ذکر کیا ہی کہ مجتہد مطلق یعنے جو اصول اور قواعد مین دوسرے مجتہد کا پیرو نہو وہ مفقود ہو گیا یعنی اب ایسا کوئی مجتہد نہین ہی ہم طحطاوی
نے کہا مجتہد مطلق جائز الوجود ہی یعنے ہو سکتا ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی کا فضل کسی زمانہ مین مقید اور منحصر نہین ہی حافظ شیرازی نے فرمایا ہے فیض روح القدس ار
باز مدد فرماید + دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد + واما المقید فعلی سبع مراتب مشہورۃ اور مجتہد مقید کے تو سات مرتبے مشہور ہین ہم مراتب سبعہ کا یون بیان ہی
کہ پہلا طبقہ مجتہدین شرع کا ہی چنانچہ چارون امام اور انکے مانند جنھون نے اصول اور قواعد کو موسس اور مقرر کیا اور احکام فروع کو دلائل اربعہ یعنی کتاب
اور سنت اور اجماع اور قیاس سے مستنبط کیا اور وہ اسمین کسی کے مقلد نہین ہین دوسرا طبقہ مجتہدین فی المذہب کا چنانچہ ابو یوسف رح اور محمد رح وغیرہما
من اصحاب ابی حنیفۃ رح جنھون نے احکام کو نکالا ادلہ اربعہ سے بموجب اُن قواعد کے جو امام اعظم رح نے ٹھہرائے اگرچہ صاحبین وغیرہما نے بعض احکام فروع
مین امام کا خلاف کیا لیکن قواعد اور اصول مین انکے تابع ہین اور اسی وجہ سے امام شافعی رح وغیرہ سے ممتاز ہین تیسرا طبقہ مجتہدین فی المسائل کا چنانچہ خصاف رح
اور طحطاوی اور ابو الحسن کرخی رح اور شمس الائمہ سرخسی اور شمس الائمہ حلوائی اور فخر الاسلام بزدوی اور فخر الدین قاضی خان اور مانند انکے اور علما جو امام کی مخالفت پر
قادر نہین نہ اصول مین نہ فروع مین لیکن وہ اُن احکام اور مسائل کا استنباط کرتے ہین امام کے قواعد سے جنمین امام سے روایت نہین چوتھا طبقہ اصحاب تخریج
مقلدین سے چنانچہ رازی وغیرہ یہ لوگ اجتہاد پر اصلاً قادر نہین لیکن احاطہ اصول اور ضبط ماخذ سے امام یا اصحاب امام کے قول پر مجمل ذی الوجہین اور حکم مبہم محتمل الامرین
یعنی پہلو دار قول کی تفصیل پر قادر ہین اسکے امثال اور نظائر پر قیاس کرکے ہدایہ مین جو بعض مواقع مین تخریج رازی کا ذکر آیا ہی سو اسکا یہی مطلب ہی پانچوان طبقہ
اصحاب ترجیح کا مقلدین سے ہی چنانچہ ابو الحسن قدوری اور صاحب ہدایہ اور مانند انکے انکا رتبہ یہ ہی کہ ایک روایت کو دوسری روایت پر تفضیل دیتے ہین اسطرح کہ
یہ قول اولی ہی یا اصح ہی درایت کی راہ سے یا اوضح ہی روایت کی راہ سے وہذا اوفق للناس وہذا اوفق للقیاس چھٹا طبقہ اُن مقلدون کا ہی جو مابین اقوی اور قوی اور ضعیف اور

ظاہر مذہب اور ظاہر الروایۃ اور روایت نادرہ کی امتیاز کرنے پر قادر ہین چنانچہ متون اربعہ کے مصنف یعنی صاحب کنز اور صاحب مختار اور صاحب وقایہ اور صاحب مجمع انکا
رتبہ یہ ہی کہ اپنی کتابون مین اقوال مردودہ اور روایات ضعیفہ کو نقل نہین کرتے ساتوان طبقہ اُن مقلدون کا جو تمیز روایات پر قادر نہین لاغر اور فربہ مین فرق نہین کرتے
شمال کو یمین سے ممتاز نہین کرتے بلکہ جمع کرتے ہین روایات کو جو پاتے ہین (حاطب اللیل) کے مانند افسوس ہی انپر اور اُنکے مقلدون پر یہ کہا ہی شیخ الاسلام علامہ کمال پاشا نے
کذا فی طبقات محمود بن سلیمان الکفوی المسماۃ بکتاب اعلام الاخیار من فقہاء مذہب النعمان المختار اور اسی طرح مراتب سبعہ کو طحطاوی نے ابن کمال پاشا کے رسالہ وقف
بنات سے مختصر نقل کیا ہی اور کہا ہی کہ مجتہد مطلق بھی ان طبقات مین داخل ہی اور صریح کلام شارح اسکے مخالف ہی اور سب کو مجتہد مقید کہتے ہین یہ خلل ہی کہ طبقہ سابعہ بلکہ سادسہ
[ساتوان ہی چھٹا ۱۲]
بھی مقلد محض ہین کچھ بھی اجتہاد پر قادر نہین واما نحن فعلینا اتباع مارجحوہ وما صححوہ کما لو افتوا فی حیوتہم اور ہم لوگون پر تو پیروی اُس قول کی لازم ہی جسکو علما مرجحین اور
مصححین نے ترجیح دی ہی اور تصحیح کی ہی جیسے اُس صورت مین ہم پر پیروی اُنکی لازم تھی کہ اگر وہ ہمارے زمانہ مین زندہ ہوتے اور فتویٰ دیتے ہم ترجیح اور تصحیح
سے افتا کی تمام علامات مذکورہ مراد ہین نہ فقط لفظ ترجیح یا تصحیح کا فان قلت قد یحکون اقوالا بلا ترجیح وقد یختلفون فی التصحیح پھر اگر تو اے سائل یون کہے کہ گاہے اقوال کو
بدون ترجیح کے نقل کرتے ہین اور کبھی تصحیح مین اختلاف کرتے ہین ہم حاصل سوال کا یہ ہی کہ اتباع مرجح کا نہین ہو سکتا جبتک کہ ایک قول کی ترجیح نہو اور جبکہ
اصلا ترجیح نہوئی یا ترجیح مین اختلاف ہوا تو اب اتباع کیونکر ہو گا قلت یعمل بمثل ما عملوا من اعتبار تغیر العرف واحوال الناس ما ہو الارفق وما ظہر علیہ التعامل
وما قوی وجہہ ولا یخلو الوجود عمن یمیز ہذا حقیقۃ لا ظنا وعلی من لم یمیز ان یرجع لمن یمیز لبراءۃ ذمتہ مین سوال مذکور کا جواب دیتا ہون کہ صورت مذکورہ مین عمل
کیا جائے جسطرح علماء سابقین نے عمل کیا یعنے اعتبار کرنا عرف کے بدل جانے کا اور لوگون کے احوال کا اور اعتبار کرنا اُس قول کا جو لوگون پر آسان تر ہو اور
جسپر لوگون کا عمل جاری ہو گیا ہو اور جس قول کی دلیل مضبوط ہو اور وجود خالی نہو گا حقیقت مین نہ فقط گمان مین ایسے شخص سے جو تمیز کرے اسکو یعنی تغیر عرف اور ارفق
اور تعامل کو اور جسکو اسکی تمیز نہو اُسپر لازم ہی کہ اہل تمیز کی طرف رجوع کرے اپنے بری الذمہ ہونے کے واسطے ہم تعامل یعنی رواج کا مرجع عرف کی طرف ہی تو یہ تکرار ہی
اور قوت دلیل کا اعتبار کرنا حاوی قدسی کے قول پر مبنی ہی اور مشہور ترتیب سابق ہی اور شخص ممیز کی طرف رجوع کرنا گاہے دشوار تر ہوتا ہی کیونکہ وہ شہر بعید مین ہی تو ابط
اور محکم تر وہی ترتیب ہی جو سراجیہ سے منقول ہو چکی یعنے امام کے قول پر فتویٰ علی الاطلاق پھر ابو یوسف رح کے الخ کذا فی الطحطاوی فنسأل اللہ تعالی التوفیق والقبول
بجاہ الرسول سو اب ہم سوال کرتے ہین اللہ تعالی سے امر اخیر کی مددگاری اور مقبولیت اس کتاب کی بوسیلہ مرتبہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کیف لا
وقد یسر اللہ تعالی ابتدا تبییضہ فی الروضۃ المحروسۃ والبقعۃ المانوسۃ تجاہ وجہ صاحب الرسالۃ وحائز الکمال والبسالۃ وضجیعیہ الجلیلین الضرغامین الکاملین
رضی اللہ عنہما وعن سائر الصحابۃ اجمعین وو الدینا ومقلدیہم باحسان الی یوم الدین اور کیونکر یہ کتاب مقبول نہو حال آنکہ حق تعالی نے ابتدا صاف کرنے
اس کتاب کے مُسودہ سے بییضہ کی طرف میسر کردی روضۂ محفوظ اور مکان مانوس مین سامنے چہرۂ مبارک صاحب رسالت اور جامع کمال اور شجاعت
[افضل صفات]
کے اور سامنے رسول کریم کے اور ہم خوابون کے جو جلیل القدر اور دو شیر کامل الوجود ہین یعنے ابو بکر صدیق رض اور عمر فاروق رضی اللہ تعالی اُن دونون
سے اور باقی تمام اصحاب رض سے اور ہمارے باپ دادون سے اور اصحاب کے نیک پیروؤن سے قیامت کے دن تک ثم تجاہ الکعبۃ الشریفۃ
تحت المیزاب وفی الحطیم والمقام واللہ تعالی المیسر للتمام پھر ابتدا صاف کرنے کی ہوئی کعبۂ شریفہ کے سامنے میزاب رحمت کے نیچے اور حطیم اور مقام ابراہیم
[پرنالہ ۱۲]
مین اور اللہ تعالی تمامی کتاب کا آسان کرنے والا ہی ہم تو ابتدا حقیقی تبییض اس کتاب متبرک کی مدینہ منورہ مین روضۂ مقدسہ کے اندر مواجہہ شریف
نبوی مین ہوئی اور ابتدا اضافی بیت اللہ مین ہوئی وہذا من اول علامات القبول اگر کریم علی الاطلاق مترجم دور افتادہ ہند کے ترجمہ کو بجاہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مقبول کرے تو اُسکی رحمت بے علت سے کچھ دور نہین ع بدان را بہ نیکان ببخشد کریم + بعد فراغ خطبہ ومقدمہ اب شارح
رحمۃ اللہ علیہ متن کی شرح مین شروع کرتا ہی اور مترجم اسکے ترجمہ کرنے مین

کتاب الطہارۃ

یہ کتاب ہو طہارت کی یعنی پاک صاف ہونے کے مسائل قدمت العبادات علی غیرہا اہتماما بشانہا عبادات مقدم کی گئی غیر عبادات پر شان عبادات کی رعایت کرنے سے م دین کا مدار عتقادات اور عبادات اور معاملات اور مزاجر اور آداب پر ہو لیکن اعتقادات اور آداب کی بحث فقہ مین داخل نہین اور عبادات پانچ قسم مین نماز زکوۃ روزہ حج جہاد اور معاملات بھی پانچ قسم ہین معاوضات مالیہ مناکحات مخاصمات امانات شرکات اور مزاجر بھی پانچ قسم ہین قتل نفس کا مزجرہ اور اخذ مال کا اور ہتک ستر کا اور ہتک عزت کا اور قطع طریق وغیرہ کا سوا ہل تصانیف نے فقہ کی کتابون مین اکثر عبادات کو معاملات وغیرہا پر مقدم ذکر کیا ہو اسواسطے کہ انکو شان عبادات کا اہتمام منظور رہو اہر الفائق مین ہو کہ کثرت احتیاج باعث ہو اس اہتمام کی یعنی مکلف کو عبادات کی بہت حاجت ہو نسبت بمعاملات وغیرہا اب آگے شارح اور عبادات پر تقدیم نماز کی وجہ بیان کرتا ہو والصلوۃ تالیۃ للایمان اور نماز ایمان کے پیچھے لگی ہوئی ہو یعنی قرآن اور حدیث مین ایمان کے بعد نماز کا ذکر ہو قال اللہ تعالی الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ یعنی حق تعالی نے فرمایا کہ متقی وہ ہین کہ ایمان بالغیب لاتے ہین اور نماز کو قائم کرتے ہین اب آگے شارح نماز پر تقدیم طہارت کی وجہ بیان کرتا ہو والطہارۃ مفتاحہا بالنص اور طہارت نماز کی مفتاح یعنے کنجی ہو کہ افتتاح نماز کا بدون طہارت کے نہین ہوتا حدیث شریف کی دلیل سے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفتاح الصلوۃ الطہور و تحریمہا التکبیر وتحلیلہا التسلیم کذا فی الطحطاوی عن القرمانی وشرط بہا مختص لازم لہا فی کل الارکان اور طہارت شرط ہو مخصوص بنماز لازم ہو نماز کو اُسکے تمام ارکان مین یعنی طہارت کا بیان جو نماز پر مقدم کیا تو دو وجہ سے ایک یہ کہ طہارت نماز کی مفتاح ہو دوسرے یہ کہ طہارت ایسی شرط ہو نماز کی کہ نماز ہی کو خاص ہو اور اُسکے تمام ارکان کو لازم ہو اور شرط ہر شی کی مقدم ہوتی ہو اُسکے مشروط پر بالطبع تو اُسکو بالوضع بھی مقدم کیا برخلاف باقی شروط صلوۃ کے اسواسطے وقت اور نیت کا لازم ہونا اول نماز سے آخر تک ضرور نہین ہو اور طہارت کا ہونا ضرور ہو الا بعذر وقت کا ہونا تحریمہ کے وقت کافی ہو اور اسیطرح نیت کا علاوہ ویہ ہو کہ نیت مخصوص بنماز نہین بلکہ جمیع عبادات کے خصائص سے ہو اور استقبال قبلہ جانور پر نماز پڑھنے سے ساقط ہو جاتا ہو تو ہر نماز کو لازم نہ ٹھہرا اگر کوئی کہے کہ طہارت مخصوص بنماز نہین ہو اسواسطے کہ مس مصحف اور طواف مین بھی طہارت شرط ہو طحطاوی نے کہا کہ اسکا جواب یون ہو سکتا ہو کہ طہارت نماز کے واسطے فرض ہو اور مس مصحف اور طواف کے واسطے واجب ہو تو اختصاص افتراض کی جہت سے وما قیل قدمت لکونہا شرطا لا یسقط اصلا ولذا فاقد الطہورین یؤخر الصلوۃ مردود بان النیۃ کذلک مردود بکل ذلک اور وہ جو کہا گیا ہو کہ طہارت مقدم ہوئی بسبب ہونے طہارت کے ایسی شرط جو اصلا ساقط نہین ہوتی یعنی عذر کے ہونے سے بھی اور اسی واسطے فاقد الطہورین یعنی پانی اور مٹی کا نہ پانے والا نماز کو تاخیر کرتا ہو اور وہ اعتراض جو اس توجیہ پر وارد کیا گیا ہو کہ نیت بھی ایسی ہو کہ ہرگز ساقط نہین ہوتی سو یہ تینون دعوی مردود ہین م پہلا دعوی یہ ہو کہ طہارت ایسی شرط ہو کہ اصلا ساقط نہین ہوتی اسواسطے مقدم ہوئی نماز پر دوسرا دعوی اسی قول پر متفرع ہو کہ فاقد الطہورین نماز کو تاخیر کرتا ہو بوجہ عدم سقوط طہارت تیسرا دعوی یہ ہو کہ نیت بھی طہارت کیطرح اصلا ساقط نہین ہوتی پھر تقدیم طہارت کی کیا وجہ ہو شارح نے ان تینون دعوون کو غیر مرتب رد کیا فاقد الطہورین کی صورت یہ ہو کہ مثلا ایک شخص ایسے مکان مین محبوس ہوا جہان پانی نہین اور اسکی زمین اور دیوارین نجس ہین اما النیۃ ففی القنیۃ وغیرہا من توالت علیہ الہموم تکفیہ النیۃ بلسانہ نیت کا جواب تو یہ ہو کہ قنیہ وغیرہا مین ہو کہ جس شخص پر ہجوم تشویشات کا برابر ہوا اسکو زبان سے نیت کرنا کفایت کرتا ہو م مادہ دل کا نام نیت ہو نہ زبان سے بولنے کا تو دیکھو کہ یہان پریشان دل سے نیت کرنا ساقط ہو گیا تو نیت عدم سقوط مین طہارت کے برابر نہ ٹھہری یہ رد ہو تیسرے دعوی کا ابو سعود نے کہا کہ قنیہ کی روایت مین کلام ہو اسواسطے کہ اسمین الفاظ زبانی کو نیت کا بدلا ٹھہرانا مفہوم ہوتا ہو اور حالانکہ یہ ممنوع ہو حموی نے اسکا جواب دیا کہ یہان بدل کا ٹھہرانا مفہوم نہین ہوتا بلکہ جبکہ پریشان دل نیت دلی پر قادر نہ ہو تو ذکر لسانی اصل ہو گیا نہ بدل کذا فی الطحطاوی اور بعضون نے کہا کہ صاحب ہموم کو جسقدر نماز کا ارادہ دل مین آیا اسی قدر حصول نیت مین کافی ہو جیسے خیالات کا نماز کے اندر آنا نیت کو باطل نہین کرتا اور ذکر لسانی کا کافی ہونا قطع وسواس کے واسطے ہو اور یہ نہین کہ فقط الفاظ زبانی کافی ہین واما الطہارۃ فتطہیرہ وغیرہا من قطعت

یداہ و رجلاہ وبوجہہ جراحۃ یصلے بلا وضوء ولا تیمم ولا یعید فی الاصح اور طہارت کا حال تو یہ ہے کہ ظہیریہ وغیرہ مین ہے کہ جس شخص کے دونون ہاتھ اور دونون پانون کٹے ہون اور اُسکے چہرہ پر زخم ہو تو وہ شخص بدون وضو اور تیمم کے نماز پڑھے اور نماز کا اعادہ نکرے صحیح تر قول مین یعنے چہرہ درست ہونے کے بعد اُسپر اعادہ نماز کا نہین ہے یہ رد ہی پہلے دعوی کا یعنی اُس صورت مین طہارت ساقط ہو گئی ظہیریہ مین سر کا ذکر کرنے سے سکوت کیا اسواسطے کہ اکثر اعضا مجروح ہین تو ایسی صورت مین تیمم کا حکم ہے لیکن تیمم بھی ساقط ہو گیا ہاتھون کے نہونے سے واما فاقد الطہورین ففی الفیض وغیرہ انہ یتشبہ بالمصلین عندہما والیہ صح رجوع الامام وعلیہ الفتوی اور فاقد الطہورین کا تو حال یہ ہے کہ فیض وغیرہ مین ہے کہ فاقد الطہورین نمازیون کے مانند نماز کے افعال قیام قعود رکوع سجود کرے صاحبین کے نزدیک یعنی بوجہ حرمت وقت[۱] اور اسی قول کی طرف امام اعظم کا رجوع کرنا صحیح ہے اور اسی قول پر فتوی ہے یہ جواب دعوی ثانیہ کا ہے ان افعال کو نماز نکہا لمشابہ نماز کے کہا اسواسطے کہ جب پانی ملیگا تو اعادہ نماز کا واجب ہوگا تو حقیقت مین یہ جواب نہین ہو سکتا اسواسطے کہ یہ نماز کی صورت ہے نہ حقیقت نماز کی اگر حقیقت مین نماز ہوتی تو اعادہ واجب نہوتا فلت وبہ ظہر ان تعمد الصلوۃ بلا طہر غیر مکفر کصلوۃ لغیر القبلۃ او مع ثوب نجس وہو ظاہر المذہب کما فی الخانیۃ مین کہتا ہون اور ظہیریہ کے مضمون گذشتہ سے یہ ظاہر ہوا کہ بدون طہارت کے قصداً نماز کا پڑھنا آدمی کو کافر نہین کر دیتا جیسے غیر قبلہ کی طرف یا ناپاک کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنا کافر نہین کرتا اور یہی یعنی عدم تکفیر ظاہر مذہب ہے چنانچہ خانیہ یعنی فتاوی قاضیخان مین ہے ہم تینون صورتون مین عدم تکفیر مشروط بعدم استحلال[۲] وعدم استخفاف ہے اور مسئلہ ظہیریہ پر تعمد صلوۃ بلا طہارت کو قیاس کرنا صحیح نہین اسواسطے کہ ظہیریہ کا مسئلہ ضرورت مین مفروض ہے تو حالت اختیار کو اُسپر قیاس کرنا کیونکر صحیح ہوگا وفی سیر الوہبانیۃ ۵ وفی کفر من یصلے لغیر طہارۃ مع العمد خلف فی الروایات یسطر اور وہبانیہ کی کتاب السیر مین ہے اور اُس شخص کے کفر مین جو بدون طہارت کے قصداً نماز پڑھے اختلاف ہے روایات مین کہ کتابون مین مرقوم ہے ہم یعنے علمار مذہب کا اسمین اختلاف ہے اور عدم تکفیر کا قول معتمد ہے چنانچہ یہی ظاہر مذہب ہے بلکہ فقہانے فرمایا ہے کہ اگر ننانوے روایتین متفق پائی جاوین ایک مومن کے کفر پر اور ایک روایت عدم تکفیر کی ہو اگرچہ وہ ضعیف روایت ہو تو مفتی اور قاضی اُسی ضعیف روایت پر عمل کرے نہ اور قوی روایتون پر کذا فی الطحطاوی ثم ہو مرکب اضافی پھر ہم کہتے ہین کہ کتاب الطہارۃ کا لفظ مرکب اضافی ہے یعنے دونون لفظون سے مرکب ہے پہلی لفظ کو مضاف کہتے اور دوسری کو مضاف الیہ عربی زبان مین مضاف مقدم ہوتا ہے مضاف الیہ پر اور ہندی مین مضاف الیہ مقدم ہوتا ہے مضاف پر اور کا یا کی کا لفظ دونون کے بیچ مین آتا ہے چنانچہ کتاب الطہارۃ یعنے طہارت کی کتاب اور غلام زید یعنی زید کا غلام مبتدا او خبر او مفعول لفعل محذوف کتاب الطہارت مبتدا ہے یا خبر یا فعل محذوف کا مفعول ہے جملہ اور کلام دو قسم ہے جملہ اسمیہ اور فعلیہ اگر پہلا جز اسم ہے تو وہ اسمیہ ہے اور اگر فعل ہے تو فعلیہ ہے سو اسمیہ کے پہلے جز کو مبتدا کہتے ہین اور دوسرے جز کو خبر چنانچہ زید قائم زید مبتدا ہے اور قائم اُسکی خبر اور جملہ فعلیہ کے پہلے جز کو فعل کہتے ہین اور دوسرے کو فاعل اور جسپر فاعل کا فعل واقع ہو وہ مفعول ہے تو اگر کتاب الطہارۃ کو مبتدا قرار دیجیے تو خبر اُسکی محذوف ہے یعنی کتاب الطہارۃ ہذا[۳] اور اگر اُسکو خبر کہیے تو مبتدا محذوف ہے یعنی ہذا کتاب الطہارۃ[۴] اور اگر اسکو مفعول فرض کیجیے تو فعل اور فاعل اُسکا محذوف ٹھہریگا چنانچہ خذ کتاب الطہارۃ یا اقرأ کتاب الطہارۃ یعنے لے کتاب الطہارۃ کو یا پڑھ اسکو مبتدا اور خبر ہونے کی صورت مین آخر کتاب پر رفع یعنی پیش ہوگا اور مفعول ہونے مین نصب یعنی زبر ہوگا یہ سب اُس تقدیر پر ہے جب کتاب الطہارۃ کو پورا کلام قرار دیجیے فان ارید بہ التعداد بنی علی السکون پھر اگر کتاب الطہارۃ کی لفظ سے شمار کا ارادہ کیا جائے تو آخر کتاب کا حرف یعنی بے پر سکون اور جزم ہوگا م یعنے جو کتابین متن مین مذکور ہین اُنکو کوئی شخص بطور اعداد گنے تو حرف اخیر کتاب کا مبنی علے السکون ہوگا کیونکہ وہ حرف کا مشابہ ٹھہرا عدم اعراب مین وکسر تخلصاً من الساکنین اور اُسی حرف اخیر کو شمار کی صورت مین کسرہ یعنے زیر دیا جاتا ہے تاکہ التقاء ساکنین سے مخلصی حاصل ہو پہلا ساکن بارموحدہ ہے اور دوسرا ساکن طار اولی مشددہ واضافتہ لامیۃ لا منیۃ اور کتاب الطہارۃ کی اضافت لام والی ہے نہ من والی ہے اضافت تین قسم ہے اسواسطے کہ مضاف الیہ مضاف کا مبائن ہے یا عین ہے یا ظرف ہے اگر مبائن ہے تو وہان اضافت بمعنی لام ہے جو اختصاص پر دلالت کرتا ہے چنانچہ غلام زید یعنے وہ غلام جو زید کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے اور اگر عین ہے مضاف کا تو وہان اضافت بمعنی من بیانیہ جارہ کے ہوتی ہے

[۱] یعنے وقت نماز کے
تشبہ کے لیے نمازیون کے سے افعال کرے
[۲] حلال نہ سمجھنا اور
نہ دین کو حقیقت جانے
[۳] کتاب الطہارۃ یہ ہے
[۴] یہ کتاب طہارت ہے

چنانچہ خاتم فضۃ یعنی چاندی کی انگوٹھی اور اگر ظرف ہو تو وہان اضافت بمعنی فی ظرفیہ کے ہوتی ہی چنانچہ صوم الیوم یعنے روزہ جو دن کے اندر واقع ہی تو جبکہ اضافت
کتاب الطہارۃ کی لامی ہوئی تو تقدیر یون ٹھہری کہ کتابٌ وضع لبیان مسائل الطہارۃ یعنے وہ کتاب جو بیان مسائل طہارت کیواسطے موضوع ہی اور چونکہ طہارت
عین کتاب نہین لہذا شارح نے اسکی نفی کی اس طرح کہ یہ اضافت من والی نہین ہی اور ماتن کی شرح مین جسکا منح الغفار نام ہی کہا ہی کہ یہان اضافت بمعنی
فی موجہ تر ہی تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ کتاب ہی مسائل کے بیان مین وہل یتوقف حدہ لقباً علی معرفۃ مفردیہ اور کتاب الطہارۃ کی تعریف جبکہ وہ نام اور لقب ہو
ان مسائل کا اُسکے دونون مفرد یعنی کتاب اور طہارت کی شناخت پر موقوف ہی یا نہین م یہ سوال ہی شارح اسکا جواب آگے دیتا ہی الراجح نعم قول راجح یہ ہی
کہ ہان موقوف ہی م مرکب جبکہ نام ہو کسی چیز کا تو اسمین دو قول ہین قول ضعیف مرجوح یہ ہی کہ اسکی تعریف اُسکے اجزا کے معلوم ہونے پر موقوف نہین اسواسطے
کہ نام رکھنے سے اُسکے معنی افرادی مسلوب ہوگئے چنانچہ عبداللہ کسی کا نام رکھا اور قول راجح قوی یہ ہی کہ البتہ اجزا کے علم پر مرکب کا علم موقوف ہی مزید توضیح کی وجہ
علی الخصوص جبکہ نام مین معنی وصفی کا لحاظ ہو چنانچہ عمدہ باغ کا کوئی بہشت دنیا نام رکھے اب آگے شارح قول راجح پر مبنی کرکے دونون مفرد یعنی مضاف اور
مضاف الیہ کا بیان شروع کرتا ہی فالکتاب مصدرٌ بمعنے الجمع لغۃً تو کتاب کا لفظ لغت عرب مین مصدر ہی بمعنے جمع یعنے ملانا ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ اور
صاحب بحر وغیرہ نے جو کتاب کے معنی جمع حروف کے ہین تو خصوصیت مقام کا لحاظ کیا ہی نہ لغوی معنی کا اور جیسے کتاب مصدر ہی کتب کا ویسی ہی کتابت اور
کتب بھی اُسکا مصدر ہی کذا فی الطحطاوی مصدر وہ ہی جس سے ماضی مضارع امر نہی وغیرہ مشتقات نکلین اور اُسکے ہندی معنی مین نا کا لفظ چنانچہ جلوس بیٹھنا
قیام کھڑا ہونا جعل شرعاً عنواناً لمسائل مستقلۃٍ بمعنی المکتوب اور اصطلاح اہل شرع مین کتاب کو مسائل مستقلہ کا سرنامہ اور لقب قرار دیا ہی بمعنی مجموع م یعنی
جمع کرنا اُن الفاظ کا جو مسائل مجموعہ پر دلالت کرین یہی مراد ہی کتاب سے اور استقلال مسائل کا مطلب یہ ہی کہ اُن مسائل کا تصور کرنا موقوف نہین اُس شی پر جو اُس
سے پہلے اور پیچھے ہی سو کتاب الطہارۃ باین معنی مستقل ہی یعنے کتاب الصلوۃ پر اسکے مسائل کا فہم موقوف نہین اور استقلال کا یہ مطلب نہین کہ وہ اصل ہی کسی کا
تابع نہین کیونکہ یہ مطلب صحیح نہین اسواسطے کہ طہارت تابع ہی صلوۃ کی مسائل کی قید سے اُن حروف اور کلمات کا جمع کرنا خارج ہوگیا جو مسائل نہین ہین اور
استقلال کی قید سے کتاب کی حقیقت سے باب اور فصل نکلگئی کیونکہ دونون مستقل نہین ہر کتاب کی تحت مین داخل ہین تو فصل وہ صنف ہی جو داخل ہی
اُس صنف کے تحت مین جسکا باب نام ہی اور باب اُس صنف کے تحت مین ہی جسکا نام کتاب ہی اور کتاب اُس صنف کے تحت مین ہی جو مسمی بعلم ہی تو علم مُدون
صنف عالی ہی اور کتاب اور باب اور فصل اُسکے اصناف سافلہ مین درجہ بدرجہ اور تعریف کتاب کی شامل ہی اُسکو جسکے مسائل کی ایک ہی نوع ہی چنانچہ کتاب اللقطہ
اور اسکو جسکی بہت انواع ہین چنانچہ کتاب البیوع اور کتاب کو جو شارح نے بمعنی مکتوب کہا تو اسوجہ سے کہ مصدر بمعنی مفعول ہی یا کہ فعال کا صیغہ ہی بمعنی مفعول آتا ہی جیسے
لباس بمعنی ملبوس کذا فی نہر الفائق والطحطاوی ملتقطا منہما والطہارۃ مصدر طہُر بالفتح وبضم بمعنی النظافۃ لغۃ اور لغت مین طہارت بمعنی پاکیزگی مصدر ہی طہر کا جو فعل ماضی
مفتوح العین ہی اور مضموم العین بھی آیا ہی یعنے نقلت م صاحب قاموس نے عین ماضی کا فتحہ اور ضمہ برابر مذکور کیا ہی اور طہارت کو ضد نجاست کہا ہی ولذا افردہا اور
ماتن نے اسی واسطے طہارت کو مفرد ذکر کیا ہی یعنی چونکہ طہارت کا لفظ مصدر ہی اور اصل مصدر مین افراد ہی لہذا مصنف اُسکو مفرد لایا نہ جمع اگرچہ طہارت کے
انواع بہت ہین چنانچہ وضو اور غسل اور تیمم اسواسطے کہ مصدر قلیل اور کثیر سب پر مستعمل ہوتا ہی وشرعاً النظافۃ عن حدثٍ او خبثٍ اور شرع مین طہارت پاک صاف ہونا ہی
نجاست حکمی یا نجاست حقیقی سے ومن جمع نظر لأنواعہا اور جو طہارت کو بصیغہ جمع لایا یعنے جس مصنف نے کتاب الطہارات کہا اُسنے طہارت کے اقسام پر نظر کی وہی کثیرۃ
اور اقسام طہارت کے بہت ہین چنانچہ وضو اور غسل پانی سے یا مٹی سے اور کپڑے یا مکان کی طہارت وحکمتہا شہیرۃ اور طہارت کی حکمتین مشہور ہین یعنی جن امور کے
واسطے طہارت مشروع ہوئی وہ اہل دین مین مشہور ہین از انجملہ گناہون کا جھڑنا اور شیطان سے محفوظ رہنا وحکمہا استباحۃ ما لا یحل بدونہا اور حکم طہارت کا یعنی وہ اثر
اور ثمرہ جو طہارت پر مترتب ہوتا ہی مباح کر لینا ہی اُس عمل کا جو حلال نہین بدون طہارت چنانچہ نماز کا پڑھنا اور مصحف کا چھونا م ثواب کو طہارت کا حکم نہ کہا اسواسطے کہ

طہارت مین ثواب لازم نہین کیونکہ ثواب موقوف ہی نیت پر اور نیت طہارت مین شرط نہین **وسببہا** سبب وجوبہا مالایحلّ فعلہ فرضاً کان او غیرہ کالصلوۃ ومس المصحف

الابہا ای بالطہارۃ اور طہارت واجب ہونے کا سبب وہ فعل ہی جو حلال نہین ہوتا بدون طہارت کے خواہ وہ فعل فرض ہو جیسے نماز یا فرض نہو جیسے مصحف کا چھونا صاحب

البحر قال بعد سرد الاقوال ونقل کلام الکمال الظاہر ان السبب ہو الارادۃ فی الفرض والنفل بحر الرائق کے مصنف یعنی زین الدین بن نجیم مصری نے بعد ذکر کرنے اقوال

علما کے سبب طہارت مین اور نقل کرنے کلام کمال الدین بن ہمام صاحب فتح القدیر محشی ہدایہ نے کہا کہ قول ظاہر یہ ہی کہ طہارت کا سبب ارادہ کرنا ہی نماز فرض اور نفل کا م

طہارت کے سبب مین چار قول ہین پہلا قول سرخسی کا کذا فی المنح یہ ہی کہ نجاست حکمی یا حقیقی سبب ہی طہارت کا دوسرا یہ کہ اقامت صلوۃ سبب ہی تیسرا یہ ہی کہ ارادہ نماز کا سبب

ہی چوتھا یہ کہ وجوب صلوۃ سبب ہی نہ وجود صلوۃ صاحب فتح القدیر نے تیسرے قول پر یہ شبہہ کیا کہ اگر ارادہ نماز کا سبب ہو طہارت کا تو اُسکا مقتضی یہ ہی کہ جب نفل نماز کا ارادہ

کرے اور وضو نکرے تو گنہگار ہوگا اگرچہ نماز نہ پڑھے حالانکہ ایسا نہین ہی یعنے اگرچہ نماز کا ارادہ موقوف کرے تو بھی چاہیے کہ وضو نہ کرنے سے گنہگار ہو اسکا جواب شارح نے

آگے بطریق استدراک کے دیا لکن تیرک ارادۃ النفل یسقط الوجوب ذکرہ الزیلعی فی الطہارۃ سبب طہارت کا ارادہ نماز ہی لیکن نفل کا ارادہ ترک کرنے سے وجوب طہارت

کا ساقط ہو جاتا ہی ایسا ذکر کیا ہی زیلعی شارح کنز نے باب الطہارۃ مین ہم زیلعی نے کہا کہ جب نفل نماز کا ارادہ کیا تو طہارت اُسپر واجب ہوئی پھر جبکہ نفل پڑھنے سے دل

ہٹا تو طہارت بھی ساقط ہو گئی اسواسطے کہ طہارت کا وجوب تو نماز ہی کے واسطے تھا کذا فی الطحطاوی وقال العلامۃ قاسم فی تکملۃ الصحیح ان سبب وجوب الطہارۃ وجوب

الصلوۃ او ارادۃ مالایحل الابہا اور علامۂ قاسم نے اپنے تکملہ مین کہا کہ اقوال مذکورہ مین سے صحیح قول یہ ہی کہ وجوب طہارت کا سبب واجب ہونا ہی نماز کا یا ارادہ

کرنا اُس فعل کا جو حلال نہین بدون طہارت کے ہم طحطاوی نے کہا کہ یہ قول یعنے وجوب نماز کو سبب کہنا طہارت کا نماز نفل کی طہارت کو شامل نہین اسواسطے کہ

یہان وجوب نہین جو سبب ٹھہرے طہارت کا مگر یہ کہ اسکو ارادہ مالایحل کے تحت مین مع ملاحظہ استدراک داخل کیجیے وقیل سببہا الحدث فی الحکمیۃ اور بعضون نے

کہا کہ طہارت کا سبب حدث ہی نجاست حکمیہ مین ہم نجاست حکمی وہ جو شرع کے حکم سے اُسکی نجاست ثابت ہوئی ظاہر مین کوئی نجاست بدن پر محسوس نہین وہو وصف

شرعی یحل فی الاعضاء یزیل الطہارۃ اور وہ یعنی حدث شرعی صفت ہی کہ اعضا مین ساری اور طاری ہو جاتی ہی طہارت کو دور کر دیتی ہی ہم وصف اور صفت لغت مین

مترادف مصدر ہین لیکن اصطلاح مین صفت عبارت ہی اُس معنی سے جو موصوف مین قائم ہی اور وصف ذکر کرنا ہی موصوف کی صفت کا مگر اطلاق وصف کا

صفت پر جائز ہی کذا فی الفتح وما قیل انہ مانعیۃ شرعیۃ قائمۃ بالاعضاء الی غایۃ استعمال المزیل فتعریف بالحکم اور یہ جو کسی نے حدث کی تعریف اسطرح کی ہی کہ حدث

مانعیت شرعی ہی یعنے بحکم شرع مانع ہی نماز وغیرہ کو وہ مانعیت قائم ہی اعضا مین تا حد استعمال مزیل یعنے جب تک پانی یا خاک کا استعمال نہو وہ قائم ہی تو یہ تعریف

ثمرہ حدث ہی یعنے مانع نماز وغیرہ ہونا حدث کا اثر اور ثمرہ ہی اور حقیقت حدث کی وہی ہی جو مذکور ہو چکی یعنے وصف شرعی مزیل طہارت والخبث فی الحقیقۃ

اور طہارت کا سبب نجاست جسم کی ہی نجاست حقیقی مین وہو عین مستقذرۃ شرعاً اور وہ یعنی خبث جرم ناپاک گھن والی ہی شرع کے حکم سے چنانچہ بول و براز

اور شراب شرع کی قید سے ظاہر متنفر طبیعی خارج ہو گیا چنانچہ بلغم اور رینٹ وقیل سببہا القیام الی الصلوۃ اور بعضون نے کہا کہ طہارت کا سبب قائم ہونا ہی

نماز کے واسطے یہ تیسرا قول ہی اقوال مذکورہ سے اور شارح کے بیان مین چوتھا ونسبا الی اہل الظاہر وفسادہما ظاہر اور دونون قول یعنے حدث اور خبث کا

سبب ہونا اور قیام صلوۃ کا سبب ہونا اہل ظاہر کی طرف نسبت کیا گیا ہی اور دونون قولون کا ناکارہ اور بے حقیقت ہونا ظاہر ہی ہم اہل ظاہر وہ علما ہین جو

قرآن اور حدیث کے ظاہر مطلب پر عمل کرتے ہین اجتہاد کے منکر ہین از انجملہ داؤد ظاہری ہی وجہ فساد قول اول کی یہ ہی کہ حدث اور خبث طہارت زائل کرتے

ہین پھر کس طرح اُسکے وجود کے خواہان ہونگے اسواسطے کہ ایک چیز وجود اور عدم کا سبب نہین ہو سکتی اسکا جواب یون دیا ہی کہ حدث اور خبث طہارت سابقہ

کے ناقض ہین اور طہارت لاحقہ کے موجب ہین تو کچھ منافات نہ رہی اور قول ثانی کی وجہ فساد یہ ہی کہ ایک وضو چند نمازون کے واسطے کافی ہی اور اگر قیام کو

سبب طہارت کا قرار دیجیے تو لازم آتا ہی کہ ہر نماز کے واسطے تازہ وضو واجب ہو وقولہ تعالی اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا الآیۃ کا مطلب یہ ہی کہ جب تم ارادہ کرو

نماز کا اور با وضو ہو تو وضو کر و من شاء مزید التوضیح فلیرجع الی المطولات واعلم ان اثر الخلاف انما یظہر فی نحو التعالیق اور اسکو دریافت کر کہ طہارت کے سبب
مین اختلاف کا اثر ظاہر نہین ہوتا ہو مگر تعلیقات کی مانند مین ہم تعلیق یہ کہ ایک چیز کا ہونا دوسری چیز پر معلق ہو چنانچہ مثال آیندہ سے معلوم ہو گا نحو ان وجب
علیک طہارۃ فانت طالق چنانچہ اس تعلیق مین کہ زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر تجھپر طہارت واجب ہوگی تو تجھپر طلاق ہم تو ہر قائل کے نزدیک جب سبب
طہارت کا متحقق ہو گا تو طلاق واقع ہوگی چنانچہ صاحب بحر کے نزدیک ارادہ نماز سے اور حدث اور خبث سے سرخسی کے نزدیک اور بقیام الی الصلوۃ
سے ظاہریون کے نزدیک اور وجوب نماز سے علامہ قاسم کے نزدیک طلاق واقع ہوگی دون الاثم للاجماع علیٰ عدمہ بالتاخیر عن الحدث ذکرہ فی التوشیح
اس اختلاف کا ثمرہ گناہ مین ظاہر نہو گا کیونکہ سب کا اتفاق ہو گناہ کے نہونے مین بسبب تاخیر ہونے وضو اور غسل کے حدث سے ایسا ذکر کیا ہو توشیح
مین وبہ اندفع مافی السراج من اثبات الثمرۃ من جہۃ الاثم بل وجوبہا موسع بدخول الوقت کالصلوۃ فاذا ضاق الوقت صار الوجوب فیہما مضیقا اور توشیح
کے کلام مذکور سے دفع ہوگیا وہ جو سراج وہاج مین ہم ثمرہ اختلاف کا ثابت کرنا گناہ مین بلکہ وجوب طہارت وسعت کے ساتھ ہو وقت کے آنے سے جیسے نماز
کے ادا کرنے مین وسعت ہو پھر جبکہ وقت تنگ ہوا تو طہارت اور نماز مین وجوب تنگی کے ساتھ ہو گا یعنے جب وقت تنگ ہو گا تو تاخیر طہارت اور نماز کی گنجایش
نرہیگی وشرائطہا ثلث عشرۃ علی ما فی الاشباہ اور طہارت کی شرطین تیرہ ہین بنا بر اُس بیان کے جو اشباہ مین ہم شرائط جمع ہو شریطہ کی اور شریطہ بمعنی شرط ہو اور
شرط وہ ہو جسکے عدم سے عدم مشروط کا لازم آوے اور اُسکے وجود سے مشروط کا نہ وجود لازم ہو نہ عدم کذا فی الطحطاوی شرائط وجوبہا تسع ازانجملہ وجوب طہارت کی
نو شرطین ہین ہم شرائط وجوب کی اُنکو کہتے ہین کہ جب وہ شرطین مجتمع ہون تو آدمی پر طہارت کرنا واجب اور لازم ہو وشرائط صحتہا اربع اور صحت طہارت کی
شرطین چار ہین ہم شرائط صحت اُنکو کہتے ہین کہ طہارت بدون اُن شرطون کے صحیح نہو اور یہ لازم نہین کہ جب وجوب کی شرط موجود نہو تو صحت کی بھی شرط موجود نہو جیسے
لڑکا جبکہ طہارت کرے تو اسکی طہارت صحیح ہوگی حالانکہ طہارت کرنا صغیر پر واجب نہین ونظمہا شیخ مشایخنا العلامۃ علی المقدسی شارح نظم الکنز فقال ۵ شرط الوجوب
العقل والاسلام ÷ وقدرۃ ماء والاحتلام ÷ اور اُن شرائط کو نظم کیا ہمارے استادون کے اُستاد علامہ علی مقدسی کنز منظوم کے شارح نے سو یون کہا کہ وجوب
طہارت کی شرط عقل ہو اور اسلام اور قادر ہونا مطہر کے استعمال پر اور پانی کا ہونا اور احتلام یعنی بالغ ہونا ہم تو مجنون پر اور کافر پر اور مقطوع الیدین والرجلین
پر اور فاقد الطہورین پر یعنی جسکو پانی اور خاک پاک نملے اور صغیر پر طہارت واجب نہین ۵ وحدث ونفی حیض وعدم ÷ نفاسہا وضیق وقت قد ہجم ÷ اور وجود حدث کا
صغر ہو یا کبر اور عدم حیض اور عدم نفاس اور تنگی وقت کی جبکہ ہجوم کر آئے یہ نو شرطین ہین وجوب طہارت کی ہم تو متوضی غیر جنب پر اور حیض اور نفاس والی عورت پر
اور وقت صلوۃ کے وسعت مین طہارت واجب نہین ۵ وشرط صحۃ عموم البشرۃ ÷ بمائہ الطہور ثم فی المرۃ ÷ فقد نفاسہا وحیضہا وان ÷ یزول کل مانع عن البدن
اور صحت طہارت کی شرط تمام ظاہر جلد پر مطہر پانی کا گذرنا پھر دوسری اور تیسری شرط عورت کے حق مین منقطع ہونا اُسکے نفاس اور حیض کا اور چوتھی شرط
صحت کی دور ہونا مانع طہارت کا بدن سے چنانچہ آنکھ کا کیچڑ یا موم بدن پر چپکا ہو ہم طحطاوی نے کہا کہ عدم حیض ونفاس وجوب طہارت کی بھی شرطین ہین اور
صحت طہارت کی بھی لیکن جہت مختلف ہو تو وجوب ہو خطاب کی وجہ سے اور صحت ہو ادائے واجب کی وجہ سے وجعلہا البعض اربعۃ اور بعضے عالمون نے طہارت کی
شرطون کو چار قسم ٹھہرایا ہو شرط وجودہا الحسی ایک قسم طہارت کی وجود محسوس کی شرط ہو یعنے وہ شرط کہ طہارت بدون اُسکے خارج مین محسوس اور مشاہد نہو سو وہ تین
شرطین ہین، وجود المزیل والمزال عنہ والقدرۃ علی الازالۃ ایک تو پایا جانا اُس چیز کا جو نجاست کو زائل کردے چنانچہ پانی مثلاً دوسرے ہونا اُس چیز کا جس سے
نجاست دور کیجائے چنانچہ بدن اور کپڑا مثلاً تیسرے قادر ہونا ازالہ پر یعنے مزیل نجاست کو استعمال کر سکنا وشرط وجودہا الشرعی دوسری قسم طہارت کی وجود شرعی
کی شرط ہو یعنی وہ شرط کہ طہارت کا وجود شریعت مین معتبر نہو بدون اُسکے کذا فی الطحطاوی کون المزیل مشروع الاستعمال فی مثلہ شرط مذکور ہونا ہم مزیل کا
مشروع الاستعمال اُسی طرح کی مشروع ہین چنانچہ طاہر مطہر پانی کا استعمال کرنا وضو اور غسل مین مشروع ہو خلاصہ یہ ہو کہ جس مزیل کو جس مزال عنہ کے

کے واسطے شریعت مین مقرر کیا ہی اُسی سے وہان طہارت حاصل ہوگی نہ اور چیز سے مثلاً خشک ہونے سے زمین اور عمارت اور درخت پاک ہوگا نہ کپڑا اور بدن
اور برتن ﴿ وشرط وجوبہا التکلیف والحدث ﴾ تیسری قسم وجوب طہارت کی شرط مکلف ہونا یعنے عاقل بالغ مسلم ہونا اور محدث ہونا ہم یہ چار شرطین ہین عقل
بلوغ اسلام حدث ﴿ وشرط صحتہا صدور المطہر من اہلہ فی محلہ مع فقد مانع ﴾ چوتھی قسم صحت طہارت کی شرط صادر ہونا ہی طاہر کرنے والی چیز کا اہل تطہیر سے اُسکے
محل مین مانع تطہیر کے نہونے کے ساتھ ہم اہل تطہیر سے مراد یہ ہی کہ حائض اور نفسا نہو اور محل طہارت سے مراد عموم بشرہ ہی اور عدم مانع سے مراد یہ ہی کہ اثنا طہارت
مین ناقض نہو کذا فی الطحطاوی ﴿ ونظمہا فقال ﴾ ﴿ تعلم شروط للوضوء مہمۃ ۞ مقسمۃ فی اربع وثمان ﴾ ۞ اور بعض مذکور نے شرائط طہارت کو نظم کیا اور کہا اے مخاطب
سیکھ لے وضو کی ضروری شرطون کو جو مقسوم ہین چار اور آٹھ یعنے بارہ شرطین ہین ﴿ فشرط وجود الحس منہا ثلثۃ ۞ سلامۃ اعضاء وقدرۃ امکان ۞ لمستعمل
الماء القراح وہو معا ﴾ انمین سے وجود حسی کی تین شرطین ہین ایک تو اعضا کا سلامت ہونا جسکو سابق نثر مین وجود المزال عنہ کہا تھا اور دوسری شرط قدرت
تمکن خالص پانی کے استعمال کرنے کے واسطے اور وہ پانی تیسری شرط ہی شرطین مذکورین کے ساتھ جسکو نثر مین مزیل تعبیر کیا تھا ﴿ وشرط وجود الشرع خذ ہا
یامعان ۞ فمطلق ماء مع طہارتہ ومع ۞ طہوریتہ ایضا فذ مبان ﴾ ۞ اور وجود شرعی کی شرط کو لے غور اور تامل سے سو وہ مطلق پانی ہی اُسکے پاک ہونے کے ساتھ
اور اُسکے پاک کر دینے کے بھی ساتھ سو ظفر یاب ہوا اس بیان سے ہم حاصل مطلب یہ ہی وجود شرعی طہارت کی تین شرطین ہین ایک تو پانی کا مطلق ہونا دوسرے
اُسکا پاک ہونا تیسرے اُسکا مطہر ہونا یعنے پاک کرنے والا ان شرطون کو نثر مین کون المزیل مشروع الاستعمال فی مثلہ کے ضمن مین تعبیر کیا پانی مطلق وہ ہی جو بدون
اضافت کے بولا جائے اُسکے مقابل پانی مقید ہی جو اضافت کے ساتھ بولا جاتا ہی چنانچہ ماء الورد یعنے گلاب کا پانی یا ماء البطیخ یعنے تربوز کا پانی سو پانی مقید سے وضو
اور غسل درست نہین چنانچہ آگے معلوم ہوگا ﴿ وشرط وجوب وہو اسلام بالغ ۞ مع الحدث التمییز بالعقل یا عانی ﴾ ۞ اور وجوب طہارت کی شرط اسلام ہے
جوان کا حدث کے ساتھ اور تمیز کرنا عقل سے اے مخاطب فوائد کے قصد کرنے والے ہم یعنے وجوب طہارت کی چار شرطین ہین اسلام بلوغ عقل حدث
دریافت کرنا چاہیے کہ بعض نسخے دُر المختار مین بجائے یا عانی کے یا بان مکتوب ہی سو ظاہر صحیح نہین وزن کے برہم ہونے سے اور طحطاوی اور حلبی در المختار کے
محشیون نے یا عانی کی تصریح کی ہی اور اُسکی تفسیر یا قاصد الفوائد کی ہی طحطاوی نے کہا تو عانی اسم فاعل ہوا عنی یعنے عنایہ کا اور حلبی نے اسکو بمعنی اسیر کہا ہی
﴿ وشرط لتصحیح الوضوء زوال ما ۞ یعبد ایصال المیاہ من ادران ۞ کشمع ورمص ثم تخلیل ال ۞ وضوء منافات لما عظیم ذوی الشان ﴾ ۞ پہلے شرط زائل ہونا اُس میل
کچیل کا کہ پانی کو بدن پر نہ پہونچنے دے چنانچہ موم اور آنکھ کا کیچڑ پھر دوسری شرط یہ ہی (واہ کیا تصحیح ہی) کہ وضو کے اندر کوئی ناقض نہ آوے اے مخاطب بڑون کے
بڑے ﴿ وزید علے ہذین ایضا تقاطر ۞ مع الغسلات لیس ہذا الذی الثانی ﴾ ۞ اور ان دونون شرطون پر دھونے کے ساتھ پانی کا ٹپکنا بھی زیادہ کیا گیا ہی یہ شرط
امام ثانی یعنے ابو یوسف رح کے نزدیک نہین ہی مگر تقاطر کا قول معتمد ہی ہم مذہب حنفی کی کتابون مین امام بولتے ہین امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رح کو اور
ثانی کہتے ہین قاضی ابو یوسف یعقوب رح کو جو بڑے شاگرد ہین امام کے اور ثالث کہتے ہین محمد بن حسن رح شیبانی کو جو دوسرے درجے کے شاگرد ہین امام رح کے
اور شیخین رح بولتے ہین امام رح اور ابو یوسف رح کو اور طرفین کہتے ہین امام رح اور محمد رح کو اور صاحبین رح کہتے ہین ابو یوسف رح اور محمد رح کو اس اصطلاح کو
یاد رکھنا چاہیے ﴿ وصفتہا فرض للصلوۃ ﴾ اور صفت طہارت کی یہ ہی کہ وضو فرض ہی نماز کے لیے خواہ نماز فرض ہو خواہ نفل ﴿ وواجب للطواف ﴾ اور واجب ہی کعبہ
معظمہ کے طواف کے واسطے ﴿ وقیل ومس المصحف للقول بان المطہرین الملائکۃ ﴾ اور بعضون نے کہا اور وضو واجب ہی مصحف کے چھونے کے واسطے اس قول کی
وجہ سے کہ مطہرین سے ملائکہ مراد ہین ہم یعنے اس آیت مین کہ (لا یمسہ الا المطہرون) ہاتھ نہین لگاتے کتاب کو مگر پاک لوگ دو قول ہین ایک قول یہ ہی کہ مطہرین
سے ملائکہ مقربین مراد ہین اور کتاب سے لوح محفوظ مراد ہی اور دوسرا قول یہ ہی اور اسی قول پر اکثر مفسرین ہین کہ کتاب سے مراد قرآن جو الفاظ سے
مرکب ہی جسپر نقوش دلالت کرتے ہین اور مطہرین سے مراد پاک آدمی ہین دو قول ہونے سے ظاہر ہوا کہ آیت کی دلالت قطعی نہین ہی یعنے ظنی ہی جس سے فرض

ثابت نہین ہوتا واجب ثابت ہوتا ہو تو جو شخص کہتا ہو کہ مس مصحف کے واسطے طہارت فرض ہو تو مراد اسکی یہ ہو کہ فرض علمی ہو کذا فی الطحطاوی بایضاح وسنۃ للنوم اور
وضو سنت ہو سور ہنے کے وقت م فتاوی قاضی خان مین ہو کہ جب سونے کا ارادہ کرے تو وضو کرنا مستحب ہو اور شارح نے اسکو سنت کہا ہو ومندوب فی
نیف وثلثین موضعا ذکرہا فی الخزائن منہا بعد کذب وغیبۃ وقہقہۃ وشعر واکل جزور وبعد کل خطیئۃ وللخروج من خلاف العلماء اور وضو مستحب ہو تیس اور
کئی مقام مین جنکو مین نے خزائن مین مذکور کیا ہو ازانجملہ بعد کذب اور غیبت اور قہقہہ مار کے ہنسنے اور شعر خوانی اور اونٹ کے گوشت کھانے کے بعد اور ہر گناہ
کے بعد صغیرہ ہو یا کبیرہ اور عالمون کے اختلاف سے بچنے کے واسطے م وہ شعر خوانی مراد ہو جو حکمتون اور مدح نبوی سے خالی ہو اور بعضون کے نزدیک
اونٹ کے گوشت کھانے سے وضو کرنا واجب ہو بظاہر حدیث کی دلالت سے اختلاف علما کی مثال چنانچہ مس ذکر اور مس عورت امام شافعی رح کے نزدیک
وضو کا ناقض ہو لیکن ہمارے نزدیک ناقض نہین تو اگر ہاتھ وہان لگ جائے تو مستحب یہ ہو کہ پھر وضو کرے تاکہ بالاتفاق نماز ادا ہو کذا فی الطحطاوی صاحب
دلائل الاسرار نے کہا مین نے خزائن کی طرف رجوع کیا وہان فقط وضو کی مداومت اور وضو پر وضو کرنا مذکور ہو لیکن شرنبلالی نے مستحبات مذکورہ کو یون نقل
کیا ہو کہ مستحب ہو سونے کے بعد بیدار ہو کر اور وضو پر مداومت اور وضو پر وضو کرنا جبکہ مجلس بدلے اور میت کے غسل دینے کو اور اسکے اٹھانے کو اور نماز کے ہر وقت
مین وضو کرنا اور جنابت کے غسل سے پہلے وضو کرنا اور کھانے اور پینے اور سونے اور جماع کے وقت اور غصہ کرنے کے سبب سے اور قرآن اور حدیث
کے پڑھنے کے واسطے اور حدیث کی روایت اور علم کے درس کے لیے اور اذان اور اقامت اور خطبہ پڑھنے کے واسطے اگرچہ نکاح کا خطبہ ہو اور رسول کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کی زیارت کے واسطے اور وقوف عرفات اور سعی کے واسطے اور کتب شرعیہ کے چھونے کے لیئے انکی تعظیم کی جہت سے انتہے
اور نہر الفائق مین ہو اور عورت کے محاسن دیکھا اور مطلق ذکر کے واسطے اور ہر نماز کے واسطے اگرچہ وضو موجود ہو کہ شاید غیبت اور کذب صادر ہوا ہو سو اگر
وضو نہو سکے تو تیمم ہی کرلے اور گناہ دور ہونے کی نیت کرے ایسا ہی فتاوی صیرفیہ مین ہو پس شارح کی مذکورات کے ساتھ تیس اور کئی مقام ہین جنمین وضو مستحب ہو
انتہے مافی دلائل الاسرار ورکنہا غسل ومسح وزوال نجس اور طہارت کا رکن دھونا ہو اور مسح کرنا اور نجاست کا دور ہو جانا م بحر الرائق مین ہو کہ طہارت کے ارکان
حدث صغر مین تین عضو کا دھونا اور چوتھائی سر کا مسح کرنا اور حدث اکبر مین سارے بدن کو دھونا اور نجاست مین سارے بدن کا دھونا اور نجاست
حقیقی مین جو نظر آتی ہو تو اسکے جسم کو دور کرنا اور جو نظر نہ آتی ہو تو اسکی جگہ کو تین بار دھونا اور ہر بار نچوڑنا اور اگر اسکا نچوڑنا ممکن نہو تو ہر بار دھو کر خشک کرنا ہی
سو شارح کے بیان مین یہ سب آگیا اور نچوڑنے اور خشک کرنے کو شارح نے اسواسطے بیان نکیا کہ وہ دونون رکن طہارت کے نہین ہین بلکہ طہارت کی شرطین مین
کذا فی الطحطاوی وآلتہا ماء وتراب ونحوہما اور طہارت کا ہتھیار یعنے جس سے طہارت حاصل ہو وہ پانی اور مٹی ہو اور مانند انکے چنانچہ زمین کا خشک ہونا اور موزہ رگڑنا
چنانچہ آگے اسکا ذکر آویگا ودلیلہا آیۃ اذا قمتم الی الصلوۃ اور وجوب طہارت کی دلیل اذا قمتم الی الصلوۃ کی آیہ ہو م پوری آیت یون ہو یاایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ
فاغسلوا وجوہکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین وان کنتم جنبا فاطہروا وان کنتم مرضی او علی سفر او جاء احد منکم من الغائط او لامستم النساء فلم تجدوا ماء
فتیمموا صعیدا طیبا فامسحوا بوجوہکم وایدیکم منہ ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطہرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون یعنے اے ایمان والو جب تم اٹھو نماز کو
تو دھو لو اپنے چہرے اور ہاتھ کہنیون تک اور مل لو اپنے سرون کو اور پانون کو ٹخنون تک اور اگر تمکو جنابت ہو یعنے غسل کی حاجت ہو تو خوب طرح
پاک صاف ہو اور اگر تم بیمار ہو یا مسافر یا کوئی شخص تم مین سے آیا ہو جلے ضرور سے یا ہاتھ لگایا تمنے عورتون کو یعنے انسے صحبت کی پھر نپاؤ پانی تو قصد کرو زمین
پاک کا اور مل لو اپنے چہرے اور ہاتھ وہان سے اللہ نہین چاہتا کہ تمپر کچھ مشکل رکھے لیکن چاہتا ہو کہ تمکو پاک کرے اور اپنا احسان پورا کیا چاہتا ہو تمپر شاید
کہ تم احسان مانو تو یہ آیت مقدسہ طہارت ہو صغری اور کبری یعنے وضو اور غسل کو اور طہارت آبی اور خاکی سب کو شامل ہو وہی مدنیۃ اجماعا اور وہ آیت مدنی ہو
یعنے مدینہ منورہ مین نازل ہوئی بہ اتفاق مفسرین م یہ آیت سورہ مائدہ مین ہو اور وہ سورت قرآن مین پیچھے نازل ہوئی ہو سیوطی نے اتقان مین کہا

کہ مدنی وہ ہے جو ہجرت کے بعد نازل ہوئی اگرچہ غیر مدینہ میں اُسکا نزول ہوا ہو اور مکی وہ ہے جو ہجرت سے پہلے نازل ہوئی اگرچہ غیر مکہ میں اُسکا نزول ہوا ہو یہی
قول صحیح تر ہے کذا فی الطحطاوی واجمع اہل السیر ان الوضوء والغسل فرضا بمکۃ مع فرض الصلوۃ بتعلیم جبرئیل علیہ السلام اور اہل سیر یعنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
سیرت اور احوال کے بیان کرنے والوں نے اتفاق کیا ہے اسپر کہ وضو اور غسل مکہ معظمہ میں فرض ہوئے نماز کے فرض ہونے کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام کی تعلیم
سے وانہ علیہ الصلوۃ والسلام لم یصل قط الا بوضوء اور اسپر اتفاق کیا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے کبھی نماز بدون وضو کے نہیں پڑھی م
یہ جواب ہے اُس سوال کا کہ شاید آنحضرت نے بدون وضو کے نماز پڑھی ہو بوجہ عدم فرضیت وضو بل ہو شرعیۃ من قبلنا بدلیل ہذا وضوئی ووضوء الانبیاء
من قبلی بلکہ وضو کرنا شریعت ہے جیسے پہلے لوگوں کی اس حدیث کی دلیل سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے وضو کرکے فرمایا کہ
یہ میرا وضو ہے اور اُن پیغمبروں کا جو مجھسے پہلے تھے وقد تقرر فی الاصول ان شرع من قبلنا شرع لنا اذا قصہ اللہ تعالی ورسولہ من غیر انکار ولم
یظہر نسخہ اور البتہ اصول علم کے علم میں یہ امر ثابت ہوچکا ہے کہ اگلوں کی شریعت ہماری بھی شریعت ہے یعنے اہل اسلام کو بھی اُسپر عمل کرنا چاہیئے
بشرطیکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اور اُسکے رسول نے حدیث میں اُسکا بیان کردیا ہو بدون انکار کے یعنے ناپسند نہ کیا ہو اُسکو اور اُسکا منسوخ
ہونا ظاہر نہ ہوا ہو ہم شریعت سابقہ کا بیان قرآن میں کقولہ تعالی وکتبنا علیہم ان النفس بالنفس اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمانا احادیث میں
جیسا کہ صوم عاشورہ (دسویں محرم کا ۱۲) بیان کرنا چاہیئے کہ یہاں ایک سوال وارد ہوتا ہے تقریر اُسکی یہ ہے کہ جب فرض ہوچکا مکہ معظمہ میں نماز کے ساتھ جبرئیل
علیہ السلام کی تعلیم سے اور یہ شریعت سابقہ غیر منسوخہ بھی ہے تو مدت کے بعد مدینہ منورہ میں آیت وضو کے نازل کرنے کا کیا فائدہ ہے اسکا جواب
شارح نے اگلے قول میں دیا ففائدۃ نزول الآیۃ تقریر الحکم الثابت وتاتی اختلاف العلماء الذی ہو رحمۃ تو فائدہ نزول آیت وضو کا جو ثابت کردینا ہے
اُس حکم کا جو قبل نزول کے ثابت تھا اور دوسرا فائدہ حاصل ہونا عالموں کے اختلاف کا جو رحمت ہے امت کے واسطے ہم چونکہ وضو جزء عبادت مستقل نہیں بلکہ تابع
نماز ہے تو احتمال تھا کہ امت کے لوگ اسکی شان کا اہتمام نکریں اور اسکی شرائط اور ارکان کی مراعات میں تساہل کریں طول عہد (باقی سے ۱۲) اور انقراض ناقلین (درازی مدت ۱۲) کی وجہ سے
برخلاف اُسکے جبکہ اثبات وضو کا اُس نص متواتر سے ہوا جو ہر زمانے میں اور ہر زبان میں باقی ہے تو احتمالات مذکورہ کی گنجائش نہو گی اور علما کا اختلاف ہے آیت
مذکورہ کے عدد فرائض میں سو بعضے عالم کہتے ہیں کہ فرض چار ہیں اور بعضے زیادہ کہتے ہیں اور بعضے لامستم کو جماع پر حمل کرتے ہیں اور بعضے فقط ہاتھ لگانے پر
اور جس عضو کے مسح کرنے کا حکم ہے اُسمیں اختلاف ہے کہ کل عضو کا مسح مراد ہے یا چوتھائی کا یا اُس سے بھی کم کذا فی الطحطاوی اور اختلاف علما کا رحمت ہونا دیباچہ
کتاب میں مذکور ہوچکا کیف وقد اشتملت علی خمسۃ وسبعین حکما مبسوطۃ فی نہر الضیاء عن فوائد الہدایۃ کیونکر فائدہ نہو آیت طہارت کے نزول میں حالانکہ وہ
آیت شامل ہے ستر اور کئی حکموں پر جو ضیاء کے باب التیمم میں فوائد ہدایہ سے مشروحا مذکور ہیں وعلی ثمانیۃ امور کلہا مثنی اور حالانکہ آیت مذکورہ شامل ہے
آٹھ چیزوں پر کہ ہر ایک اُنمیں دو دو ہیں یعنے ہر واحد میں دو شے ہیں تو سب سولہ ہوئے طہارتین الوضوء والغسل شامل ہے دو طہارت پر کہ وضو اور غسل ہے
ومطہرین الماء والصعید اور دو پاک کرنے والیوں پر کہ پانی اور خاک ہے وحکمین الغسل والمسح اور دو حکموں پر کہ دھونا اور مسح کرنا ہے وموجبین الحدث
والجنابۃ اور طہارت کے دو موجب پر کہ حدث اور جنابت ہے ومبیحین المرض والسفر اور تیمم کے دو مباح کردینے والوں پر کہ بیماری ہے اور مسافری
ودلیلین التفصیلی فی الوضوء والاجمال فی الغسل اور دو دلیلوں پر دلیل تفصیلی وضو میں اور دلیل اجمالی غسل میں ہم وضو میں دھونے اور مسح کرنے کے
اعضا میں مفصل بتایا اور غسل میں اسی قدر مجمل فرمایا کہ فاطہروا یعنے طہارت کرو اعضا کی تفصیل نفرمائی وکنایتین الغائط والملامسۃ اور دو کنایہ پر
کہ غائط اور ملامسۃ ہے ہم کنایہ وہ لفظ ہے کہ معنی مراد پر صریح دلالت نکرے سو غائط لغت میں پست مکان کو کہتے ہیں یہاں قضاء حاجت بشری مراد ہے
اسلیے کہ عرب جب قضاء حاجت کا ارادہ کرتے تو پست مکان کی طرف جاتے اور ملامست لغت میں ہاتھ لگانے کو بولتے ہیں یہاں مراد جماع (جماع ۱۲) سے ہے

سلہ اور ہینے لکھدیا [illegible] کہ نفس عوض ہے نفس کا ۱۲

اسلیے کہ جو جماع کا ارادہ کرتا ہے تو وہ بوس وکنار سے شروع کرتا ہے کذا فی الطحطاوی وکرامتین تطہیر الذنوب واتمام النعمۃ ای بموتہ شہید لحدیث من داوم علی الوضوء مات شہیدا ذکرہ فی الجوہرۃ اور دو بزرگیون پر یعنے حق تعالی نے اپنے مومن بندون کو طہارت مین دو طرح کی بزرگی عطا کی ایک تو گناہون سے پاک کردینا فی قولہ تعالی لیطہرکم ۔ اور نعمت کو پورا کردینا فی قولہ تعالی لیتم نعمتہ علیکم تمام نعمت ہے اُسکے شہید ہوکر مرنے سے اس حدیث کی دلیل سے کہ جو وضو کرنے پر ہمیشگی کریگا وہ شہید مریگا ایسا ذکر کیا ہے جوہرہ مین جو قدوری کی شرح ہے وانما قال آمنوا بالغیبۃ دون آمنتم لیعم کل من آمن الی یوم القیمۃ قالہ فی الضیاء وکانہ مبنی علی ان فی الآیۃ التفاتا والتحقیق خلافہ اور نہین فرمایا آمنوا غائب کے صیغہ سے نہ آمنتم مخاطب کے صیغہ سے مگر اسواسطے کہ خطاب شامل رہے ہر ایک اُس شخص کو جو ایمان لاتا جائے قیامت تک یون کہا ہے ضیا مین اور شاید کہ یہ قول اسپر مبنی ہے کہ آیت وضو مین التفات ہے حاضر سے غائب کی طرف اور قول محقق اسکے مخالف ہے م التفات اُسکو کہتے ہین کہ غائب بولنے کے مقام پر حاضر بولا جائے اور حاضر کے موقع پر غائب سو بعضے عالم یاایہا الذین آمنوا کو التفات کے قبیل سے سمجھتے ہین اسواسطے کہ آمنوا غائب کا صیغہ ہے اور آمنتم حاضر کا صیغہ ہے اور حق منادی کا مخاطب ہونے کی وجہ سے یہ ہے کہ اسکی تعبیر حاضر کی ضمیر سے ہو اور قول صحیح یہ ہے کہ یہان التفات نہین ہے اسلیے کہ آمنوا صلہ ہے الذین کا اور موصولات بمنزلہ غائب کے ہین اور جو ضمیر کہ صلہ سے راجع ہوتی ہے موصول کیطرف وہ نہین ہوتی ہے مگر غائب کذا فی العینی شرح الہدایۃ خلاصہ یہ ہے کہ صنعت التفات ہوتی کہ حاضر کے محل مین غائب کا صیغہ ہوتا سو یہان غائب کا صیغہ اپنے محل مین ہے واتی فی الوضوء باذ التحقیقیۃ وفی الجنابۃ بان التشکیکیۃ للاشارۃ الی ان الصلوۃ من الامور اللازمۃ والجنابۃ من الامور العارضۃ اور حق تعالی وضو کے بیان مین اذا کا لفظ لایا جو محقق اور ثابت ہونے پر دلالت کرتا ہے اور جنابت مین ان کا لفظ لایا جو مشکوک اور متردد ہونے پر دلالت کرتا ہے تاکہ اسکی طرف اشارہ ہو کہ قیام الی الصلوۃ امور لازمہ سے ہے اور جنابت امور عارضہ سے م اذا اور ان شرط جزا پر آتے ہین تو اگر وقوع شرط کا یقین ہو یا امید قوی ہو تو وہان اذا کا لفظ بولتے ہین اور اگر وقوع شرط کا یقین نہو یعنی تردد ہو ہونے اور نہونے مین تو وہان ان کا لفظ بولتے ہین جب یہ معلوم ہوا تو دریافت کرنا چاہیے کہ وضو مین حق تعالی نے اذا قمتم الی الصلوۃ فرمایا اسواسطے کہ نماز کے واسطے اُٹھنا امور لازمہ سے ہے اور بنظر دیانت مسلم غالب الوجود ہے کہ رات دن مین پانچ بار نماز فرض ہے اسواسطے کہ اذا کا لفظ جو امر ثابت پر دلالت کرتا ہے مذکور کیا اور جنابت مین ان کنتم جنبا فرمایا کہ وہ بہ نسبت نماز کے قلیل الوجود ہے اور امور عارضہ متردد سے ہے کہ ہو یا نہو اس وجہ سے کہ ان کا لفظ جو شک اور تردد پر دلالت کرتا ہے ارشاد کیا کذا فی العینی وصرح بذکر الحدث فی الغسل والتیمم دون الوضوء لیعلم ان الوضوء سنۃ وفرض والحدث شرط للثانی لا للاول فیکون الغسل علی الغسل والتیمم علی التیمم عبثا والوضوء علی الوضوء نورا علی نور اور حق تعالی نے حدث کو صریحا ذکر کیا غسل اور تیمم مین نہ وضو مین تا معلوم ہو کہ البتہ وضو سنت ہے بدون حدث کے اور فرض ہے حدث کے ساتھ اور حدث ثانی کی شرط ہے نہ اول کی یعنی فرض وضو کی شرط ہے نہ سنت وضو کی تو ایک غسل پر دوسرا غسل کرنا اور ایک تیمم پر دوسرا تیمم کرنا عبث اور بیفائدہ ہوگا اور ایک وضو پر دوسرا وضو کرنا نور علی نور ہے م طحطاوی نے کہا شارح کے کلام سے نکلتا ہے کہ تیمم اور غسل نہین ہوتے ہین مگر فرض اسمین خلل یہ ہے کہ غسل چند مواضع مین مستحب ہوتا ہے اور چند مواضع مین سنت اور اسی طرح تیمم کہ وضو کے قائم مقام ہوتا ہے یعنی عدم فرضیت مین چنانچہ سونے کے وقت اور مسجد مین جانے کے واسطے تو غسل اور تیمم کا فقط فرض ہونا ثابت نہوا

ارکان الوضوء

اربعۃ وضو کے رکن چار ہین م لغت مین رکن کہتے ہین ہر چیز کی جانب قوی کو اور وضوء ماخوذ ہے وضاءت سے جو بمعنی لطافت اور حسن کے ہے اور وضوء بالضم مصدر ہے اور بالفتح وہ پانی ہے جس سے وضو کرتے ہین اور اصطلاح شرع مین وضو عبارت ہے اعضاء ثلثہ کے دھونے اور سر کے مسح کرنے سے عبر بالارکان لانہ افید مصنف نے ارکان کہا فرض نہ کہا اور مصنفون کے مانند اسواسطے کہ رکن کہنا مفید تر ہے م اسلیے کہ رکن اخص ہے فرض سے اور تاکہ معلوم ہو کہ جن کتابون مین فرض الوضوء مذکور ہے وہان فروض سے ارکان مراد ہین کذا فی شرح المصنف رکن فرض ہے اسلیے خاص ہوا کہ رکن اُس فرض کو کہتے ہین جو ماہیت

۱۴۰

یعنے شی کی حقیقت مین داخل ہو برخلاف فرض کے کہ داخل اور خارج ماہیت کو یعنے رکن اور شرط دونون کو فرض بولتے ہین مع سلامتہ عما یقال ان ارید بالفرض القطعی یرد تقدیر الممسوح بالربع وان ارید العلمی یرد المغسول اور باوجود سلامت رہنے اُس تعبیر کے اُس اعتراض سے جسکا بیان یون ہو کہ جن کتابون مین تعبیر بفرض وضو ہو اگر فرض سے فرض قطعی مراد ہو تو اعتراض وارد ہوتا ہو چوتھائی مقدار معین کرنے کا عضو ممسوح مین کیونکہ یہ قطعی نہین ولہذا اسمین اختلاف ہو اہل اجتہاد کا اور اگر فرض سے فرض علمی مراد ہو تو عضو مغسول کا اعتراض وارد ہوتا ہو اسواسطے کہ اعضاء مغسولہ کا دھونا قطعی ہو نہ علمی وان اجیب عنہ بما لخصناہ فی شرح الملتقی اگرچہ اس اعتراض کا وہ جواب دیا گیا ہو جسکو ہمنے خلاصہ کرکے ملتقی الابحر کی شرح مین ذکر کیا ہو منجملہ اجوبہ شرح الملتقی کے ایک یہ جواب ہو کہ قطعی فرض مراد ہو اور اعتراض ممسوح کا یہ جواب ہو کہ اصل مسح فرض قطعی ہو کہ قرآن مجید سے ثابت ہو اگرچہ اسکی مقدار مین اختلاف ہو کذا فی الطحطاوی ثم الرکن مایکون فرضًا داخل الماہیۃ واما الشرط فما یکون خارجہا فالفرض اعم منہما پھر اسکو معلوم کرنا چاہیے کہ رکن وہ فرض ہو جو ماہیت مین داخل ہو اور شرط تو وہ فرض ہو جو ماہیت اور حقیقت سے خارج ہو تو فرض رکن اور شرط دونون سے عام ہو یعنی دونون کو شامل ہو ثم لفظ ثم کا بیان ترتیب اخباری مین مستعمل ہو اور فرض لغت مین تیس اور کئی معنی کے واسطے آتا ہو کذا فی الطحطاوی عن نہایۃ النہایۃ اور منجملہ معانی فرض کے قطع اور تقدیر اور تفصیل اور تحدید اور تحریر ہو وہو ما قطع بلزومہ حتی یکفر جاحدہ کاصل مسح الراس اور فرض قطعی وہ عمل ہو جسکا لازم ہونا قطعی اور یقینی ہو اس درجہ تک کہ اسکا منکر کافر ہو جاتا ہو یا اسکا منکر منسوب بہ کفر ہو جاتا ہو چنانچہ نفس مسح سر بلا تعیین مقدار ہم فرض قطعی کو فرض اعتقادی بھی کہتے مین اسواسطے کہ عمل کے ساتھ اُسکا اعتقاد بھی فرض ہو علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین کہا کہ فرض اصطلاح شرع مین وہ ہی جو ایسی دلیل قطعی سے ثابت ہو جسمین کچھ شبہ نہین چنانچہ قرآن مجید اور حدیث متواتر بشرطیکہ قرآن اور حدیث مین خصوص لاحق نہوگیا ہو اور چنانچہ اجماع بشرطیکہ بطریق آحاد منقول نہو اور چنانچہ قیاس منصوص علیہ انتہی اور نہر الفائق مین ہو کہ دلائل سمعی چار قسم پر ہین ایک تو وہ ہو جسکا ثبوت بھی قطعی اور دلالت مراد بھی اسکی قطعی چنانچہ نصوص متواترہ دوسری یہ کہ ثبوت تو اُسکا قطعی ہو مگر دلالت مراد ظنی ہو چنانچہ آیات ماولہ یعنی جنمین تاویل کو دخل ہو تیسری وہ ہو کہ جسکا ثبوت ظنی ہو اور اسکی دلالت قطعی چنانچہ وہ اخبار احاد جنکا مفہوم قطعی ہو چوتھی وہ ہو جسکا ثبوت اور دلالت دونون ظنی ہین تو فقیہون نے اول قسم سے فرض ثابت کیا ہو اور قسم ثانی اور ثالث سے واجب کو اور قسم رابع سے سنت اور استحباب کو ثابت کیا ہو اور واجب سے اُسکا ارادہ کیا جو فرض علمی کو بھی شامل ہو اسیوجہ سے بعض متاخرین نے کہا کہ فرض علمی واجب کی دونون قسمون سے قوی تر ہو اور فرض کی دو قسمون سے ضعیف تر ہو انتہی وقد یطلق علی العلمی وہو ما تفوت الصحۃ بفواتہ کالمقدار الاجتہادی فی الفروض فلا یکفر جاحدہ اور کبھی فرض بولتے ہین فرض علمی کو اور فرض علمی وہ ہو کہ جسکے فوت ہو جانے سے عمل کی صحت فوت ہو جائے چنانچہ فرضون کی وہ مقدار جو اجتہاد سے ثابت ہو تو فرض علمی کا منکر کافر نہوگا یا اسکو منسوب بکفر نہ کرینگے ہم شارح نے اپنے بیان سے ارشاد کیا کہ فرض کا اطلاق فرض قطعی پر حقیقی ہو اور فرض علمی پر مجازی اسواسطے کہ عند الاطلاق وہی متبادر ہو اور متبادر معنی حقیقی کا علاقہ ہو فرض علمی اسواسطے کہا کہ عمل کرنا اسپر فرض ہو اعتقاد فرض نہین اسلیے کہ آدمی کا اعتقاد کرنا چہارم سر کے مسح کے افتراض کا فرض نہین اور فروض کی مقدار اجتہادی چنانچہ مسح چہارم سر کا اور دھونے مین داخل ہونا کہنیون اور ٹخنون کا کذا فی الطحطاوی غسل الوجہ ای اسالۃ الماء مع التقاطر ولو قطرۃ وفی الفیض اقلہ قطرتان فی الاصح پہلا فرض وضو کا چہرہ کا دھونا ہو یعنے پانی کا بہانا ٹپکنے کے ساتھ اگرچہ ایک ہی قطرہ ٹپکے اور فیض مین ہو ٹپکنے کا کمتر رتبہ یہ ہو کہ دو بوندیں ٹپکین صحیح تر قول مین ہم غسل بفتح غین لغت مین میل کے دور کرنے کو کہتے مین جس چیز سے ہو اُسپر پانی بہا کر اور غسل بضم غین تمام بدن کے دھونے کو بولتے ہین اور اُس پانی کو بھی کہتے ہین جس سے نہاتے ہین اور غسل بکسر غین خطمی وغیرہ کو کہتے ہین جس سے سر دھویا جاتا ہو جب پانی بہانا دھونے کی حقیقت مین داخل ہوا تو اگر پانی نہ بہا اسطرح کہ تیل کے مانند چپڑ لیا تو ظاہر الروایۃ مین جائز نہوگا اور اگر برف سے وضو کیا اور تقاطر نہوا تو جائز نہین اور فیض کا مصنف شیخ برہان الدین کرکی ہو کذا فی الطحطاوی مرۃ لان الامر لا یقتضی التکرار ایک بار دھونا فرض ہو اسواسطے کہ فاغسلوا کا امر تکرار کرنے کا مقتضی نہین ہم یعنی

له
سے کیا ہوا ۱۲
۲ یعنی
اس صورت
مین ہین اینکہ
تکفیر نقیضہ ۱۲
۳ ہمین باب
تفصیل سے ۱۲
۴ جسپر نص ہوا

امتثال امر ایکبار کرنے سے ادا ہوگیا بار بار کرنا ضرور نہین ولہذا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گاہے ایکبار اعضاء وضو کو دھویا ہے اور گاہے دو دو بار اور گاہے
تین تین بار چنانچہ کتب احادیث مین مذکور ہے اور یہ نہایت رتبہ ہے تطہیر کا تین بار سے زیادہ کرنا اسراف ہے **وهو مشتق من المواجهة واشتقاق الثلاثي من المزيد اذا كان**
في المعنى شائع كاشتقاق الرعد من الارتعاد واليم من التيمم اور وہ یعنی وجہ کا لفظ مشتق یعنے نکلا ہے مواجہ سے اور اشتقاق ثلاثی مجرد کا ثلاثی مزید سے جبکہ مزید مشہور تر ہو
مجرد سے رائج اور مشہور ہے جیسے اشتقاق رعد کا ارتعاد سے اور یم کا تیمم سے ہم ارتعاد بمعنی اضطراب مشہور ہے اسواسطے کہا کہ رعد ارتعاد سے نکلا ہے کیونکہ رعد بھی ابر مین مضطرب
رہتا ہے اور تیمم بمعنی قصد کے مشہور ہے لہذا یم بمعنی دریا کہا کہ تیمم سے مشتق ہے اسواسطے کہ دریا مقصود خلائق ہے کذا فی الحلبی علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین کہا اگر کوئی کہے کہ وجہ ثلاثی
مجرد ہے اور مواجہۃ ثلاثی مزید ہے اور مجرد مزید سے مشتق نہین ہوتا تو اُسکا جواب یہ ہے کہ یہ اشتقاق صغیر کی شرط ہے اور اشتقاق کبیر کی اور اشتقاق اکبر کی یہ شرط نہین بلکہ فقط
تناسب ہونا لفظاً اور معنی مین کافی ہے برخلاف اشتقاق صغیر کے کہ وہان تناسب حروف اور ترتیب کا اور مناسبت لفظی اور معنوی مع تغایر وصفی شرط ہے اور اشتقاق کبیر مین ثلاثی
مجرد کا مشتق ہونا مزید سے جائز ہے جیسے جن بمعنی دیو کا اشتقاق اجتنان بمعنی استتار سے اسواسطے کہ اہل لغت کی غرض اس اشتقاق سے اس لفظ کے معنی کی حقیقت کا بیان کرنا ہے تو
جائز ہے کہ مزید اشہر ہو کثرت استعمال سے اور اشتقاق اکبر مین مخرج حروف کی مناسبت کا ہونا کافی ہے چنانچہ نعق کو کہتے ہین کہ نہق سے مشتق ہے **انتهى وحده من مبدأ سطح جبهته**
اى المتوضى بقرينة المقام الى اسفل ذقنه اى منبت اسنانه السفلى طولا كان عليه شعر اولا چہرے کا دھونا فرض ہے پیشانی متوضی کی سطح کے سرے سے اُسکی ٹھڈی تک
یعنے جہان نیچے کے دانت جمتے ہین یہ حد ہے باعتبار طول چہرہ کے خواہ پیشانی پر بال ہون یا نہون دہان کا دھونا فرض ہے شارح نے ضمیر پیشانی کا مرجع متوضی کو قرار دیا
مقام وضو کے قرینہ سے **عدل عن قولهم من قصاص شعره الجارى على الغالب الى المطرد ليعم الاغم والاصلع والانزع** مصنف رحمہ اور مصنفون کے من قصاص شعرہ
کے قول سے جو جاری تھا بنا بر غالب حال کے عدول کیا اُس قول مذکور کی طرف جو شامل ہے سب آدمیون کو تاکہ اغم اور اصلع اور انزع کو بھی شامل رہے ہم تفصیل
اس اجمال کی یہ ہے کہ ہدایہ اور کنز وغیرہما مین وجہ کی حد مین من قصاص شعر کا لفظ واقع ہے یعنے سر کے بال جمنے تک نہایت سے اسفل ذقن تک چہرہ کی طولانی حد ہے سو
اُسپر اغم اور اصلع اور انزع کا اعتراض وارد ہوتا ہے اغم وہ ہے جسکے بال سر سے اتر کے پیشانی پر جمے ہون اور اصلع وہ ہے جسکے مقدم سر پر بال نہون اور انزع وہ ہے جسکی
پیشانی کے دونون جانبین بال سے خالی ہون تو ہدایہ وغیرہ کی حد کے موافق لازم آتا ہے اصلع اور انزع کو سر کا دھونا اور اغم کی پیشانی کا دھونے سے ساقط ہونا لہذا
مصنف نے اس قول کو چھوڑا اور ابتدا سطح پیشانی کو اختیار کیا تاکہ اغم اور اصلع اور انزع کو یہ حد شامل رہے یعنی اغم پر پیشانی کے بال دھونا فرض ہوگا اور اصلع اور
انزع کو پیشانی کے اوپر لازم نہ آویگا **وما بين شحمتى الاذنين عرضا** اور دونون کانون کے دونون لو کے مابین مین بنا بر عرض کے یعنی اس نرمہ گوش سے
اُس نرمہ گوش تک عرض مین چہرہ کی حد ہے **وحينئذ فيجب غسل المآقى وما يظهر من الشفة عند انضمامها** اور جبکہ چہرہ کی طول اور عرض کی حد معلوم ہوئی تو واجب
ہوگا یعنے فرض ہوگا کویون کا دھونا اور اُسقدر لب کا کہ جتنا کھلا رہتا ہے منھ بند ہونے کے وقت ہم اکثر نسخون مین ماقی مذکور ہے جو جمع ہے ماق اور موق کی یعنی
گوشہ چشم جسکو ہندی مین کویا کہتے ہین اور یہی نسخہ مناسب مقام ہے اور بعضے نسخہ مین ملاقی کا لفظ ہے اور حلبی اور طحطاوی محشیون نے ملاقی کا لفظ لیا ہے
اور اُس سے ڈاڑھی مراد لی جو ملاقی وجہ ہے مین کہتا ہون ماقی کا نسخہ ملاقی سے اولی ہے اسواسطے کہ ڈاڑھی تو بالاستقلال آگے متن مین مذکور ہوگی واللہ اعلم
وما بين العذار والاذن لدخوله فى الحد وبه يفتى اور واجب ہے دھونا اُس سفیدی کا جو ڈاڑھی اور کان کے بیچ مین ہے بسبب داخل ہونے اُس جگہ کے
چہرہ کی حد مذکور مین اور یہی قول مفتی بہ ہے ہم عذار عبارت ہے ڈاڑھی کے خطے یعنی اُسکا کنارہ قاموس مین تصریح ہے کہ عذار نام ہے ڈاڑھی کے دونون جانبون
کا مترجم نے سہولیت فہم کے واسطے ماحصل مطلب کا ترجمہ کیا امام اور محمد کا یہی مذہب ہے کہ اُس جگہ کا دھونا وضو مین فرض ہے اور ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ڈاڑھی
والے کو اُسکا دھونا فرض نہین لیکن عورت اور امرد اور کھوسے کو اُسکا دھونا بالاتفاق فرض ہے کذا فی الطحطاوی **لا غسل باطن العينين والانف والفم**
واصول شعر الحاجبين واللحية والشارب وونيم ذباب للحرج اور فرض نہین آنکھون اور ناک اور منھ کے اندر کا دھونا اور بھون اور ڈاڑھی اور موچھ کے بالون کی

جڑون کا اور پلکی کے گوہ کا دھونا فرض نہین حرج اور مشقت کے سبب سے ھ بالون کی جڑون کا دھونا اُسوقت فرض نہین جبکہ بال نہایت گھنے ہون کہ جلد نظر نہ آوے اور اگر جلد نظر آویگی تو جڑون کا بھی دھونا فرض ہوگا چنانچہ برہان سے مذکور ہوگا **وغسل الیدین** اسقط لفظ فرادی لعدم تقیید الفرض بالانفراد والرجلین البادیتین السلیمتین فان المجروحتین والمستورتین بالخف وظیفتہما المسح اور دوسرا فرض وضو کا دھونا ہی اُن ہاتھون کا اور تیسرا فرض وضو کا دھونا ہی اُن دونون پانوٴن کا جو ظاہر مین صحیح سالم ہین اسواسطے کہ زخمی پانوٴن اور جو موزے کے اندر چھپے ہین تو اُنکے واسطے مسح کرنا معین اور مقرر ہی مصنف نے ہاتھ پانوٴن مین فرادی کا لفظ ساقط کیا اسواسطے کہ فرض ہونے مین جدا جدا کر دھونے کی قید نہین ہی یعنے اگر دونون ہاتھون یا دونون پانوٴن کو پانی کے اندر ساتھی ڈالیگا تو فرضیت ادا ہوگی یہ تعریض ہی صاحب دُرر کیطرف اُسنے کہا ہی غسل الیدین فرادی یعنے اُسکا مطلب یہ ہی کہ ہر ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے علیحدہ دھونا چاہیے کذا فی الطحطاوی **مرۃ** لان الامر لا یقتضی التکرار **مرۃ** لامر یہ ہاتھ پانوٴن کا ایکبار دھونا فرض ہی بدلیل گذشتہ یعنی امر مقتضی تکرار کا نہین **مع المرفقین والکعبین** علی المذہب ہاتھون کا دھونا فرض ہی دونون کہنیون کے ساتھ اور پانوٴن دونون ٹخنون کے ساتھ بنا بر ظاہر مذہب کے وما ذکروہ من ان الثابت بعبارۃ النص غسل ید ورجل والاخری بدلالتہ ومن البحث فی الی وفی القراءتین فی ارجلکم قال فی البحر لاطائل تحتہ بعد انعقاد الاجماع علی ذلک اور یہ جو فقہ کی کتابون مین عالمون نے ذکر کیا ہی کہ قرآن کی عبارۃ النص سے ایک ہاتھ اور ایک پانوٴن کا دھونا ثابت ہی اور دوسرے ہاتھ اور دوسرے پانوٴن کا دھونا دلالۃ النص سے ثابت ہی اور وہ بحث کہ لفظ الی مین اور ارجلکم کے دونون قراءتون مین مذکور ہی بحرالرائق مین کہا کہ اس ذکر مین کچھ فائدہ نہین بعد منعقد ہوجانے اجماع کے دونون ہاتھون کے دھونے پر کہنیون سمیت اور دونون پانوٴن کے دھونے پر ٹخنون سمیت ھ عبارۃ النص اُس مفہوم صریح کو کہتے ہین جسکے واسطے کلام صادر ہوا اور دلالۃ النص اُسکو بولتے ہین جو نص سے مفہوم ہوتا ہی بطریق مساوات کے ایک ہاتھ اور ایک پانوٴن کا دھونا بطریق عبارۃ النص کے اسوجہ سے ثابت ہی کہ مقابلہ صیغۂ جمع کا دوسری جمع سے قسمت علی الاحاد کا مقتضی ہی یعنی مقابلہ یہ چاہتا ہی کہ ایک ایک فرد کو ایک ایک پہونچے اور لفظ الی مین یہ بحث ہی کہ غایت مغیا مین یعنی مابعد الی کا اُسکے ماقبل کے حکم مین داخل ہی یا نہین یا دونون برابر ہین اور ترجیح قرائن سے ہوتی ہی وغیر ذلک اور ارجلکم مین دو قراءتین ہین یعنی لام کا زیر اور زبر بلاشبہہ متواتر ہین اور جمع بین القراءتین یا تو تخییر بین الغسل والمسح کا مقتضی ہی چنانچہ بعض کا مذہب ہی یا زبر کی قراءت یعنی دھونا اُس حالت پر محمول ہی جبکہ پانوٴن مین موزہ نہو اور زیر کی قراءت یعنی مسح کرنا موزہ پوشی پر محمول ہی چنانچہ بعض اہل سنت کا مذہب ہی اور تحقیق ہمین یہ ہی کہ زیر کی قراءت کا ظاہر بالاجماع متروک ہی کیونکہ جو مسح کرنے کا قائل ہی وہ دونون ٹخنون کو مسح کی غایت قرار نہین دیتا صاحب بحر نے کہا کہ یہ سب گفتگو اجماع کے مقابلے مین ساقط الاعتبار ہی اگر کوئی کہے کہ یہ احکام وضو کے تو زمانہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مین ثابت تھے اور حضرت کے ہوتے اجماع کا کیا اعتبار ہی اُسکا جواب یہ ہی کہ حضرت کا فعل اُن لوگون کو یقین کا موجب تھا جنھون نے حضرت کو دیکھا اور ہمکو تو ثابت نہین ہوسکتا علی وجہ الیقین بدون متواتر ہونے کے اور جبکہ تواتر پایا گیا تو اب ہمارے حق مین اجماع معتبر ہوگا یا دلالۃ النص کذا فی الطحطاوی **ومسح ربع الرأس مرۃ** فوق الاذنین ولو باصابۃ مطر او بلل باق بعد غسل علی المشہور لا بعد مسح الا ان یتقاطر اور چوتھا فرض وضو کا چوتھائی سر کا مسح کرنا ہی دونون کانون کے اوپر اگرچہ چہارم سر تر ہو گیا ہو بارش کے پانی لگ جانے سے یا اُس تراوت سے جو ہاتھ مین باقی رہے کسی عضو کے دھونے کے بعد بنا بر قول مشہور کے نہ اُس تراوت سے جو مسح کرنے کے بعد باقی رہے مگر یہ کہ باقی ٹپکتا ہی یعنے اگر ایک مسح کر چکنے کے بعد اتنی تراوت بکثرت ہی کہ تقاطر ہنوز موجود ہی تو اب دوسرے عضو کا بھی مسح کرنا جائز ہی ھ مسح لغت مین ہاتھ پھیرنا ہی کسی چیز پر اور عرف شرع مین عضو کا تر ہونا پانی سے خواہ تر ہاتھ پھیرنے سے یا بارش کے پانی سے اور فرض مسح کی مقدار مین تین روایتین ہین ایک یہ کہ چوتھائی سر کا مسح فرض ہی اور یہی روایت مشہور ہی یعنے ولہذا فقہ کے متون معتبرہ مین یہی روایت ماخوذ ہی دوسری روایت ہی مقدار ناصیہ کی جو قدوری کی مختار ہی اور ہدایہ مین مقدار ناصیہ کو چہارم سر کہا ہی اور تحقیق یہ ہی کہ ناصیہ کم ہی چہارم سے تیسری روایت مین انگلیون کی مقدار ہی بدائع مین کہا کہ یہ اصول کی روایت ہی ظہیریہ مین کہا اسی پر فتوی ہی لیکن خلاصہ مین ہی کہ یہ محمد سے روایت ہی لہذا بعض متاخرین نے کہا کہ محمد رح سے ظاہر الروایۃ ہی امام سے ظاہر الروایۃ نہین کذا فی النہر الفائق مختصرا ولو مد اصبعا او اصبعین

یعنی ایدیکم اور ارجلکم مین ایدی اور ارجل صیغۂ جمع مضاف ہین طرف ضمیر جمع کی طرف تو ہر شخص کا ایک ہاتھ اور ایک پانوٴن مراد ہوگا ١٢ یعنی وضو کننده کو اتنا پانی رہا کہ پانوٴن کو دھووے یا مسح کرے ١٢

لم یجز الا ان یکون مع الکف او بالابہام والسبابۃ مع ما بینہما اور اگر ایکبار دو انگلیون کو سر پر کھینچا تو مسح جائز نہو گا مگر یہ کہ انگلیون کے ساتھ ہتھیلی بھی لگائے تو مسح
درست ہوگا یا کھینچا انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کو اُنکے مابین کے ساتھ تو بھی مسح درست ہوگا ام طحطاوی نے کہا شاید کہ یہ قول ثلث اصابع کی روایت پر متفرع
ہو والا اسقدر سے چہارم سر ثابت نہین ہوتا مگر یہ کہ مدّ اور وضع مین تفرقہ کیا جائے یعنی کھینچنے سے چہارم سر ہو سکتا ہو نہ رکھدینے سے او بمیاہ یا چند بار جدید پانیون
سے مسح کرے تو درست ہو ھ یہ مسئلہ دونون روایتون پر متفرع ہو سکتا ہو یعنی اگر ایک انگلی سے تین بار نیا پانی لیکر مسح کیا محل کو بدلکر تو ثلث اصابع پر متفرع ہو اور اگر
زیادہ کیا بقدر چہارم سر کے تو ربع اس روایت پر متفرع ہو [۵] ولو ادخل راسہ الاناء او خفیہ او جبیرتہ وہو محدث اجزاہ ولم یصر الماء مستعملاً وان نوی اتفاقاً علی الاصح کما فی البحر
عن البدائع اور اگر سر کو پانی بھرے برتن مین داخل کیا یا اپنے دونون موزون کو یا مسح کی پٹی کو حالانکہ اسکو وضو نہین ہو تو اسطرح کا مسح کفایت کرتا ہو اور اس
فعل سے برتن کا پانی مستعمل نہو جائیگا بالاتفاق اگر اُسنے نیت مسح کرنے کی کی ہو قول صحیح پر چنانچہ بحر الرائق مین بدائع سے منقول ہو ھ یعنے محمد رح کے نزدیک
اگرچہ نیت سے پانی مستعمل ہو جاتا ہو مگر یہ پانی مستعمل نہوا اسلیے کہ مستعمل ہونے مین پانی کا بہنا شرط ہو نہ پانی کا لگجانا سو یہان پانی کا لگجانا صادق آیا نہ بہنا کذا فی
الطحطاوی عن البحر وغسل جمیع اللحیۃ فرض [۵] یعنے عملیاً ایضاً علی المذہب الصحیح المفتی بہ المرجوع الیہ وما عدا ہذہ الروایۃ مرجوع عنہ کما فی البدائع اور تمام ڈارھی کا یعنی
بقدر محاذات ذقن دھونا بھی فرض ہو بنا بر اُس مذہب کے جسکو محقق عالمون نے صحیح کہا ہو اور جسکا فتویٰ دیا ہو اور اسی قول پر امام اعظم رح نے آخر کار رجوع کیا ہو [۵] اور
اس روایت کے سوا اور روایتین سب متروک ہین چنانچہ بدائع مین مذکور ہو شارح نے کہا یہان فرض سے مراد فرض عملی ہو نہ فرض اعتقادی ھ ماتن نے اپنی شرح مین کہا
چونکہ دھونا ڈارھی کا مذہب صحیح معتمد تھا لہذا مین نے اسی پر اعتماد کیا اس مختصر متن مین اور تعجب ہو اصحاب متون سے مذہب مرجوع عنہ کے ذکر کرنے مین اور مذہب
مرجوع الیہ صحیح مفتی بہ کے چھوڑ دینے مین باوجودیکہ ڈارھی کا دھونا داخل ہو وجہ کی اُس حد مین جو اُنھون نے اپنی کتابون مین بیان کی ہو انتہی طحطاوی نے کہا کہ
ڈارھی مین روایات متروکہ غیر معتمد چھ ہین ایک روایت تمام ڈارھی کا مسح ۲ چوتھائی کا مسح ۳ تہائی کا مسح ۴ چوتھائی کا دھونا ۵ تہائی کا دھونا ۶ نہ دھونا نہ
مسح کرنا انتہی نہر الفائق مین کہا منجملہ روایات غیر صحیحہ ایک روایت یہ ہو کہ جسقدر ڈارھی ملاقی بشرہ ہو یعنی جتنی کھال سے ملی ہو اسکا مسح فرض ہو قاضی خان نے
اسکی ترجیح دی ہو جامع صغیر کی شرح مین ثم لا خلاف ان المسترسل لا یجب غسلہ ولا مسحہ بل یسن پھر اسمین اختلاف نہین کہ ٹھڈھی سے لٹکتی ڈارھی کا نہ دھونا واجب ہو
نہ اُسکا مسح کرنا بلکہ اُسکا مسح کرنا مسنون ہو ھ منتقی مین ہو کہ مسترسل سے مراد یہ کہ دائرہ وجہ چھوٹی ہوئی اور منیہ مین صریحاً مذکور ہو کہ لحیہ مسترسلہ کا مسح مسنون ہو کذا فی
الطحطاوی وان الخفیفۃ التی تری بشرتہا یلزم غسل ما تحتہا کذا فی النہر اور اسمین اختلاف نہین کہ جو ایسی ہلکی ڈارھی ہو جسکے نیچے کی کھال نظر آتی ہو تو اُسکے تحت
کا دھونا لازم ہو ایسا ہو نہر الفائق مین ھ تو خلاف سابق کا محل لحیہ کثیفہ ہو وفی البرہان یجب غسل بشرۃ لم یسترہا الشعر کحاجب وشارب وعنفقۃ فی المختار اور برہان
مین ہو کہ اُس کھال کا دھونا واجب ہو جسکو بالون نے نہین چھپایا مانند بھون اور موچھ اور عنفقہ کے قول مختار مین ھ جو بال لب اور ٹھڈھی کے درمیان مین اُگتے
عنفقہ کہتے ہین اور بعضے اہل ہند اُسکو بچی بولتے ہین ولا یعاد الوضوء بل ولا بل المحل بحلق راسہ ولحیتہ اور وضو دوسری بار نکیا جاوے سر اور ڈارھی کے
مونڈنے سے بلکہ اُسکی جگہ کا تر کرنا بھی ضرور نہین اگرچہ وہ خشک نکلے کما لا یعاد الغسل للمحل ولا الوضوء بحلق شاربہ وحاجبہ وقلم ظفرہ وکشط جلدہ
جیسے موچھ اور بھون کے مونڈنے سے اور ناخن تراشنے اور کھال اُکھاڑنے سے اُس جگہ کا دھونا دوسری بار لازم نہین اور نہ وضو کرنا وکذا لو کان علی اعضاء
وضوئہ قرحۃ کالدملۃ وعلیہا جلدۃ رقیقۃ فتوضأ وامر الماء علیہا ثم نزعہا لا یلزمہ اعادۃ الغسل علی ما تحتہا ان تالم بالنزع علی الاشبہ لعدم البدلیۃ
بخلاف نزع الخف اور اسی طرح اگر وضو کے اعضا پر زخم ہو جیسا پھوڑا اور اُسپر باریک کھال ہو پھر اُسنے وضو کیا اور اُس کھال پر پانی بہایا اور کھال کو نوچ ڈالا
تو اُس شخص پر لازم نہو گا دھونا کھال کے ماتحت کا بشرطیکہ درد ہوا ہو نوچنے سے بنا بر اُس قول کے جو اشبہ بحق ہو عدم بدلیت سے یعنے دوسری بار دھونا
اسواسطے لازم نہوا کہ نوچی کھال اپنے ماتحت کی بدلا نہ تھی برخلاف موزہ اُتارنے کے کہ پانون کا دھونا لازم ہو گا اسواسطے کہ موزہ کا مسح بدلا ہو پانون دھونیکا

[۵] یہ ترجمہ اول کا ہو جو منحاۃ اس جہت کی تفریح ظاہر نہین اور روایات سابقہ اسکی موید ہو اور خود مترجم کا بیان بھی تفریع مین بلا وجہ ہو ۱۲
[۵] تھوڑی تک مقابل ۱۲
[۵] یعنی جسکی طرف رجوع کیا گیا اور جسکی تصحیح ہوئی اور تعبیر فتوی ۱۲ مح

ھم فتاوی ہندیہ مین ہی کہ بعضون کے نزدیک اگر کھال نوچنے سے درد ہو تو وہان کا دھونا لازم ہی اور اگر درد ہوا اور کوئی چیز وہان سے نکلکر بہے تو وضو گیا اور
اگر کچھ نہین نکلا تو وہان کا دھونا لازم نہین اور اشبہ یہ ہی کہ دونون صورتون مین دھونا لازم نہین انتہی تو شارح کو یون کہنا اولی تھا ان لم یتالم بالنزع
علی الاشبہ یعنی دھونا لازم نہین اگرچہ درد ہو نوچنے سے قول اشبہ پر اسواسطے کہ درد ہونے مین تو اختلاف نہین عدم لزوم مین کذا فی الطحطاوی مختصراً انتصار
کما لو مسح خفہ ثم حتہ او قشرہ تو زخم کی کھال کا نوچنا ایسا ہو گیا جیسے کہ موزہ پر مسح ہو گیا پھر موزہ کو کھرونچا یا چھیلا یعنے باوجود اسکے مسح قائم ہی دوسری بار
مسح کرنا لازم نہین **فروع** یہ چند مسائل ہین جنکو شارح نے بڑھایا ہی شارح رحمہ اللہ کی عادت ہی اس کتاب مین کہ متن کی شرح کرنے کے بعد مناسب مقام پر
چند مسائل کو ملحق کرتا ہی تاکہ لوگون کو فائدہ حاصل ہو فی اعضائہ شقاق غسلہ ان قدر والا مسحہ والا ترکہ متوضی کے اعضا مین انشقاق ہی یعنی بوائی ہی تو اسکو
دھووے اگر دھو سکے اور اگر نہ دھو سکے تو اُس عضو پر مسح کرے اور اگر مسح بھی نہ کر سکے تو اُسکا مسح کرنا بھی چھوڑے اور اسکے آس پاس دھووے کذا فی
العالمگیری ولو بیدہ ولا یقدر علے الماء تیمم اور اگر اُسکے ہاتھ مین انشقاق ہو اور وہ پانی پر قادر نہو تو تیمم کرے م یعنی اگر دونون ہاتھ پھٹے ہون اور پانی کا
استعمال نکر سکتا ہو تو تیمم کرے اسواسطے کہ اگر ایک ہاتھ صحیح سالم ہو گا تو اُس ہاتھ سے دھونا لازم ہو گا ہر چند شارح نے ظاہراً ایک ہاتھ کو ذکر کیا مگر مراد
دونون ہاتھ ہین اسواسطے کہ مفرد مضاف عام ہو جاتا ہی تو دونون ہاتھون کو شامل ہو گا کذا فی الطحطاوی ولو قطع من المرفق غسل محل القطع اور اگر ہاتھ
کاٹا گیا کہنی سے تو قطع کی جگہ کو دھووے یعنی اگر کچھ کہنی باقی ہو اور اگر تمام کہنی کٹ گئی یا تمام ٹخنہ کٹ گیا تو اُس ہاتھ اور پانون سے دھونا ساقط ہو گیا ولو خلق لہ
یدان ورجلان فلو یبطش بہما غسلہما ولو باحدہما فہی الاصلیۃ فیغسلہا اور اگر ایک شخص کے دو ہاتھ اور دو پانون مخلوق ہوے یعنی ایک کہنی کے اوپر سے دو ہاتھ
اور ٹخنہ کے اوپر سے دو پانون پھوٹ نکلے تو اگر دونون سے کام کرتا ہو تو دونون کو دھووے اور اگر ایک ہاتھ سے کرتا ہو تو وہی اصلی ہاتھ ہی تو اُسی کو دھووے
یعنی دوسرا زائد اور بیکار ہی اُسکا دھونا لازم نہین اور اسیطرح اگر دونون پانون سے چلتا ہو تو دونون کو دھووے والا بیکار زائد کا دھونا لازم نہین وکذا الزائدۃ
ان نبتت فی محل الفرض اور اسی طرح اُس زائد ہاتھ پانون کو دھووے جو جاہی فرض کے مقام مین یعنی کہنی کے نیچے سے ہاتھ اور ٹخنے کے نیچے سے پانون پیدا ہوا
تو اُسکا بھی دھونا لازم ہو گا کاصبع وکف زائدتین جیسے زائد انگلی اور زائد ہتھیلی کا دھونا لازم ہی والا فما حاذی منہا محل الفرض غسلہ وما لا فلا لکن یندب مجتبی
اور اگر زائد ہاتھ پانون محل فرض مین نہین جا بلکہ اوپر سے جاہی تو جتنا انمین سے محل فرض کے سامنے ہو اُسکو دھووے اور جو فرض کے مقابل نہو تو اُسکا دھونا فرض
نہین ہی لیکن مستحب ہی یہ مذکور ہی مجتبی مین جو شرح ہی قدوری کی **وسننہ** اور وضو کی سنتین افاد انہ لا واجب للوضوء ولا للغسل الا نقدمہ مصنف حنفی وضو
اور غسل مین فرض کے بعد سنتون کے ذکر کرنے سے یہ فائدہ ظاہر کیا کہ وضو اور غسل مین کوئی واجب نہین اور اگر کوئی واجب ہوتا تو اُسکو سنتون سے پہلے
فرض کے پیچھے بیان کرتا یعنی اسواسطے کہ واجب سنت سے قوی تر ہی تو صناعت تصنیف اُسکے تقدیم کی مقتضی ہی وجمعہا لان کل سنۃ مستقلۃ بدلیل وحکم اور مصنف
سنت کو بصیغۂ جمع لایا اسلیے کہ ہر سنت جداگانہ ہی دلیل کی راہ سے اور حکم کی راہ سے م یعنی ارکان وضو کی ایک ہی دلیل ہی یعنے وضو کی آیت اور سنتون کے
دلائل احادیث جداگانہ ہین اور ہر سنت کا حکم بھی یعنے ثمرہ اور ثواب جداگانہ ہی بایمعنی کہ اگر ایک سنت ادا کی اور دوسری ترک کی تو جسکو ادا کیا اُسکا ثواب ملیگا
بخلاف فرض کے یعنی اگر وضو کے فروض سے ایک فرض کو بھی ترک کریگا تو کچھ ثواب نہو گا وحکمہا ما یوجر علے فعلہ ویلام علی ترکہ اور سنت کا حکم یعنے اثر مترتب اور
اُسکا ثمرہ یہ ہی کہ ثواب دیا جائیگا اُسکے کرنے پر اور ملامت کیجائیگی اُسکے چھوڑنے پر یعنی ترک سنت پر عتاب ہو گا عذاب نہو گا کذا فی البحر وکثیرا ما یعرفون بہ لانہ
محط مواقع انظارہم اور فقہا اکثر حقیقت سنت کی ثمرۂ سنت بیان کرتے ہین یعنی سنت کی ماہیت یون بیان کرتے ہین کہ سُنت وہ ہی جسکے کرنے مین ثواب ہی
اور نہ کرنے مین عتاب ہی اسلیے کہ اُنکے افکار کا یہی جاے انداز ہی یعنے منظور نظر فقہا بیان کرنا ہی ثمرہ اعمال کا لہذا اکثر وہ تعریف شی مین اُسکا حکم اور ثمرہ بیان
کرتے ہین ہر چند کہ حکم شی کا اُس شی کی حقیقت مین داخل نہین وعرفہا الشمنی بما ثبت بقولہ علیہ السلام او بفعلہ ولیس بواجب ولا مستحب لکنہ تعریف لمطلقہا

اور شمنی نے اُسکی تعریف کی یعنی سنت کی حقیقت یون بیان کی کہ سنت وہ ہی جو رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے قول یا فعل سے ثابت ہوا ور نہ وہ واجب
ہو نہ مستحب لیکن یہ مطلق سنت کی تعریف ہی یعنی سنت موکدہ اور غیر موکدہ کو جسکو مستحب کہتے ہین شامل ہی شارح اس استدراک مین صاحب نہر کا تابع ہی حالانکہ
سنت غیر موکدہ کو شمنی نے خارج کر دیا ہی بقولہ ولا مستحب کذا فی الطحطاوی والشرط فی الموکدۃ مواظبۃ مع ترک ولو حکما اور سنت موکدہ کی تعریف مین شرط ہی
آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا ہمیشہ کرنا چھوڑ دینے کے ساتھ یعنی گاہے ترک بھی کیا ہو اگرچہ ترک حکمی ہو یا اگرچہ مداومت حکمی ہو مراد ترک حکمی سے
مراد عدم انکار ہی تارک پر تو عدم انکار بمنزلہ ترک حقیقی کے ہوا تو عشرہ اخیر رمضان کا اعتکاف سنت مین داخل رہا اگرچہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے
ہمیشہ اعتکاف کیا اور گاہے ترک نہین کیا اور یہ اسکا مقتضی ہی کہ اعتکاف واجب ٹھہرے لیکن ہر گاہ کہ اعتکاف نکرنے والون پر انکار نفرمایا تو یہ عدم انکار بمنزلہ
ترک کے ٹھہر گیا اور اگر مداومت حکمی مراد لیجیے تو تراویح سنت مین داخل ہوگی اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عدم شمول تراویح کا عذر بیان فرمایا یعنی کہین ایسا نہ ہو کہ
تراویح فرض نہو جاے کذا فی الطحطاوی عن ابی السعود ولکن شان الشروط ان لا تذکر فی التعاریف لیکن شروط کا حال یہ ہی کہ انکا مذکور تعریفات مین نہو اسواسطے
کہ تعریف ہوتی ہی ماہیت اور حقیقت کے بیان کیواسطے اور شروط ماہیت سے خارج ہوتے ہین تو شمنی کی تعریف مذکور صحیح ٹھہری اور عدم ذکر مواظبت قادح
نہوا تعریف سنت کا اسواسطے کہ مواظبت سنت موکدہ کی شرط ہی اور شروط کا ذکر تعریف مین مناسب نہین واورد علیہ فی البحر المباح بناء علی ما ہو المنصور من ان الاصل
فی الاشیاء التوقف اور شمنی کی تعریف مذکور پر بحر الرائق مین مباح کا اعتراض وارد کیا ہی بنا بر اُس قول کے جو منصور اور موید ہی دلائل سے وہ قول یہ ہی کہ اصل اشیا مین
توقف کرنا ہی یعنے بدون حکم شرع کے نہ کوئی چیز حلال ہی نہ حرام ہی مم اسمین اختلاف ہی کہ اشیا مین اصل اباحت ہی یا حرمت یا توقف اول قول ہی شافعیہ اور بعض حنفیہ کا
اور ثانی قول کو شافعیہ امام ابو حنیفہ رح کیطرف نسبت کرتے ہین اور ثالث یعنی توقف کا قول یہی مذہب منصور ہی اکثر حنفیون کا تو اعتراض کی بنا اسی قول پر ہی
یعنی جب اصل توقف ٹھہرا تو مباح کی اباحت ثابت نہوگی بدون شارع کے تو سنت کی تعریف جو شمنی نے کی ہی وہ مباح پر صادق آئی الا ان الفقہاء کثیرا ما یلہجون
بان الاصل الاباحۃ فالتعریف بناء علیہ مگر یہ کہ فقہاء حنفیہ بکثرت بولتے ہین کہ اصل اشیاء مین اباحت ہی تو تعریف مذکور کی اسی پر بنا ہی یعنی تو مباح کی اباحت
اصل سے ثابت ہی نہ شارع سے مم بحر الرائق مین سنت کی دو تعریفین پسند کی ہین اول تعریف یہ ہی (السنۃ ہی الطریقۃ المسلوکۃ فی الدین من غیر لزوم علی سبیل
المواظبۃ) یعنی سنت وہ طریقہ ہی جو دین مین جاری ہی بطریق مداومت کے بدون اس بات کے کہ وہ لازم اور واجب ہوا ور ماتن نے اپنی شرح مین اسی پر اقتصار کیا
دوسری تعریف خود صاحب بحر الرائق کی ہی وہ یہ ہی کہ سنت وہ ہی جسپر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت کی لیکن اگر مواظبت لا مع الترک ہی تو یہ دلیل سنت
موکدہ کی اور اگر ترک ہی احیانا تو یہ دلیل ہی سنت غیر موکدہ کی اور اگر مواظبت کے ساتھ تارک پر انکار ہی تو یہ دلیل ہی وجوب کی کذا فی الطحطاوی مختصرا شیخ الاسلام
عینی نے شرح ہدایہ مین سنت کی چند تعریفات کو مذکور کر کے انکا نقصان بیان کیا پھر کہا کہ خواہر زادہ کی تعریف احسن التعریفات ہی وہ یہ ہی (السنۃ ما فعلہ علیہ السلام
علی سبیل المواظبۃ ویوجر باتیانہا ویلام علی ترکہا) یعنی سنت وہ کام ہی جسکو رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے کیا بطریق مداومت کے اور اسکے کرنے مین ثواب
دیا جائیگا اور نہ کرنے مین ملامت ہوگی البداءۃ بالنیۃ ای نیۃ عبادۃ لا تصح الا بالطہارۃ کوضوء اور فع حدث او امتثال امر سنت ہی وضو کا شروع کرنا نیت
کے ساتھ یعنے اُس عبادت کا ارادہ کرنا جو بدون طہارت کے صحیح نہین چنانچہ وضو کی نیت کرنا یا حدث دور کرنے کی نیت کرنا یا بجا آوری حکم شارع کا قصد کرنا
مم لغت مین نیت عبارت ہی عزم قلب سے کسی شی پر اور اصطلاح شرع مین نیت عبارت ہی ایجاد فعل مین طاعت اور تقرب الی اللہ کے قصد کرنے سے اور ایجاد
فعل مین منہیات بھی داخل ہین اسواسطے کہ منہیات سے جی کا روکنا یہ بھی فعل ہی نفس کا فتح القدیر مین ہی کہ رفع حدث کی نیت سے وضو کی نیت کرنا بہتر ہی اسلیے کہ
حدث چند قسم ہی تو طہارت مخصوصہ کی نیت نہ ٹھہری کذا فی الطحطاوی فتاوی عالمگیری مین ہی کہ وضو کی یون نیت کرے (نویت ان اتوضأ للصلوۃ تقربا الی اللہ
تعالی) یعنی مین نے وضو کا ارادہ کیا نماز کے لیے اللہ تعالی سے نزدیکی حاصل کرنے کو وصرحوا بانہ بدونہا لیس بعبادۃ اور فقیہون نے اسکی تصریح کر دی ہی کہ وضو بدون

نیت کے عبادت ہی نہین ہم جب وضو بدون نیت کے عبادت نہ ٹھہرا تو اسپر ثواب نہ ملیگا اسواسطے کہ ثواب تو نیت پر موقوف ہو بدلیل حدیث صحیح انما الاعمال
بالنیات طحطاوی نے مبسوط شیخ الاسلام سے نقل کیا اسمین کلام نہین کہ جس وضو کا شرع مین امر ہو وہ بدون نیت کے حاصل نہین ہوتا لیکن نماز کا صحیح ہوجانا اسپر
موقوف نہین اسواسطے کہ وضو شرعی غیر مقصود ہی بلکہ مقصود تو طہارت ہو اور طہارت نیت اور بدون نیت دونون طرح حاصل ہوجاتی ہو کیونکہ پانی مطہر بالطبع ہو انتہی
خلاصہ یہ ہو کہ وضو بلا نیت سے نماز ادا ہوگی مگر وضو کا ثواب بدون نیت کے نہوگا دیا اثم بترکہا اور وضو کرنے والا نیت کے نہ کرنے سے گنہگار ہوگا ہم اسمین اختلاف
ہو کہ سنت موکدہ کا تارک گنہگار ہو یا نہین اور نہر الفائق مین اس اختلاف کو یون رفع کیا ہو کہ اگر سنت موکدہ کے ترک کرنے پر عادت ہوگئی تو گنہگار ہو اور اگر عادت
نہین تو گنہگار نہین کذا فی الطحطاوی مین کہتا ہون عدم اعتیاد مین اگرچہ گناہ نہین لیکن بلا شبہہ ملامت اور عتاب ہو چنانچہ سنت کی تعریف اسپر دلیل ہو دہا نہا فرض
فی الوضوء المامور بہ وفی التوضی بسور حمار ونبیذ تمر کالتیم اور اسپر تصریح ہو کہ نیت کرنا اُس وضو مین جسکا شرع مین حکم ہو اور گدھے کے جھوٹے پانی سے اور شربت
تمر ملے سے وضو کرنے مین فرض ہو جیسے تیمم مین نیت فرض ہو مگر کھجور کے شربت سے وضو کا جائز ہونا ضعیف قول ہو اور معتمد قول یہ ہو کہ اُس سے وضو جائز نہین
کذا فی الطحطاوی وہان وقتہا عند غسل الوجہ اور اسپر تصریح ہو کہ نیت کرنے کا وقت وضو مین چہرہ دھونے کے ساتھ ہو وفی الاشباہ ینبغی ان تکون عند غسل الیدین للرسغین
لینال ثواب السنین اور اشباہ مین ہو لایق یون ہی ہے مستحب ہو کذا فی الطحطاوی کہ نیت ہو دونون ہاتھون کے دھونے کے وقت پہنچون تک تاکہ سب
سنتون کا ثواب پاوے قلت لکن فی القہستانی ومحلہا قبل سائر السنن کما فی التحفۃ فلا تسن عندنا قبیل غسل الوجہ کما تفترض عند الشافعی انتہی مین کہتا ہون
لیکن قہستانی شرح نقایہ مین ہو اور نیت کا محل نیت کے سوا ہو سب سنتون سے پہلے چنانچہ تحفہ مین مصرح ہو تو مسنون نہین نیت کرنا ہمارے نزدیک
منھ دھونے سے پہلے جسطرح شافعی رح کے نزدیک فرض ہو انتہی ما فی القہستانی ہم حاصل اسکا یہ ہو کہ اشباہ مین اپنی تجویز مذکور ہو روایت نہین اور
قہستانی مین روایت ہو تحفہ سے دوسری بات یہ ہو کہ قہستانی کے کلام سے تقدیم نیت کی تسمیہ پر بھی ثابت ہوتی ہو اور اشباہ مین یہ بات نہین وفیہا سبع
سوالات مشہورۃ نظمہا العراقی فقال سبع سوالات لذی الفہم اتت ٭ تحکی لکل عالم فی النیۃ ٭ حقیقۃ حکم محل وزمن ٭ وشرطہا والقصد والکیفیۃ ٭ اور
نیت مین سات سوال مشہور ہین جنکو عراقی نے نظم کیا ہو سو یون کہا کہ سات سوال صاحب فہم کے لیے آئے ہین مذکور ہوتے ہین نیت کے باب مین ہر عالم
کے واسطے ایک سوال ہو نیت کے حق مین ۲ نیت کے حکم مین ۳ اُسکے محل مین ۴ اُسکے زمانے مین ۵ اُسکی شرط مین ۶ اُسکے قصد مین ۷ اُسکی کیفیت مین ہم
پہلے سوال کا جواب یہ ہو کہ نیت کی حقیقت مین قصد طاعت اور تقرب الی اللہ ہو فعل کرنے کے ساتھ دوسرے سوال کا جواب یہ ہو کہ نیت کا حکم یہ ہو کہ
وضو غیر مامور بہ مین نیت کرنا مسنون ہو اور وضو مامور بہ مین اور گدھے کے جھوٹے پانی سے وضو کرنے مین اور تمام عبادات مقصودہ مین نیت کرنا فرض ہو
تیسرے سوال کا جواب یہ ہو کہ نیت کا محل دل ہو اور زبان سے نیت کرنا بدعت ہو سب عبادات مین مگر پریشان دل جو عزیمت پر قادر نہو اسکو زبان سے کہنا
مستحسن ہو کذا نقل الحلبی عن البحر چوتھے سوال کا جواب یہ کہ نیت کا زمانہ وضو اور غسل مین سب سنتون سے پہلے ہو اور نماز مین تکبیر تحریمہ کے نزدیک یا اُس سے
پہلے بشرطیکہ کوئی فاصل مانع بنا نہو پانچوین سوال کا جواب یہ کہ نیت کی شرط اسلام اور عقل ہو چھٹے سوال کا جواب یہ کہ نیت سے قصد یعنی مقصود اور غایت
نیت کی امتیاز کرنا ہو عادات کا عبادات سے یا ایک عبادت کا دوسری عبادت سے جدا کرنا ساتوین سوال کا جواب یہ کہ کیفیت نیت کی یہ کہ عبادت کا
قصد کرے اسکو جانکر کہ یہ کون عبادت ہو یعنی مطلق طاعت اور تقرب کی نیت کفایت نہین کرتی بدون تخصیص کے کذا فی الطحطاوی اور اسکی تفصیل کما حقہ
عبادات کے مسائل مین اپنے اپنے موقع پر انشاء اللہ تعالی مذکور ہوگی والبداءۃ بالتسمیۃ قولاً اور سنت ہو وضو کو بسم اللہ کہنے سے شروع کرنا ہم شارح نے
بیان اور غسل یدین مین بدایت کا لفظ مقدر کیا تاکہ معلوم ہو کہ نیت اور تسمیہ اور غسل تینون مین بدایت اور ابتدا مطلوب ہو اور انمین کچھ منافات اور
تناقض نہین اسواسطے کہ نیت کا محل دل ہو اور تسمیہ کا محل زبان ہو اور دھونا متعلق ہاتھون سے ہو اور اسی دفع منافی کی طرف شارح نے قولاً کے

اصل بات یہی ہو کہ ثواب اعمال کا موقوف ہو نیتون پر ... پاک کرنے والا ... اپنی سرشت کے ۱۲

لفظ سے اشارہ کر دیا کذا فی الطحطاوی وتحصل بکل ذکر اور تسمیہ مذکور یعنے خدا کا نام حاصل ہوتا ہی ہر ذکر سے یعنی لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ اور الحمد للہ یا اشہد
وغیر ذلک سے لکن الوارد عنہ علیہ الصلوۃ والسلام بسم اللہ العظیم والحمد للہ علے دین الاسلام لکن نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے یون روایت ہی کہ بسم اللہ العظیم
والحمد للہ علے دین الاسلام کہے ہم طحطاوی نے کہا کہ وضو کے تسمیہ مین سلف سے منقول ہی بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام اور اکمل نے کہا کہ یہ حدیث مرفوع ہی
مین کہتا ہون یہ اکمل کا عجز ہی یہ بیان نکیا کہ کسی امام نے ائمہ معتبرین سے اسکو مرفوع کیا سو مین کہتا ہون کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بسم اللہ والحمد للہ مروی ہی طبرانی
نے معجم اوسط مین بطریق علی بن ثابت عن محمد بن سیرین عن ابی ہریرۃ رضہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یا اباہریرۃ اذا توضأت فقل بسم اللہ
والحمد للہ فان حفظتک لا تزال تکتب لک الحسنات حتی تحدث من ذلک الوضوء یعنی حضرت نے فرمایا کہ ای ابو ہریرہ جب تو وضو کرے تو یون کہہ بسم اللہ والحمد للہ
اسواسطے کہ تیرے فرشتے نگہبان تیری نیکیان لکھا کرینگے اس وضو کے ٹوٹنے تک اور اس حدیث کی اسناد حسن ہی و بوسی نے کہا افضل یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے
اور تعوذ کرے ابتداء وضو مین اور بسم اللہ کہے اور مجتبی مین ہی کہ یون کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام آہ مین آثار وارد ہین مین کہتا ہون
ان علماء کبار کو دیکھکر کہ حدیث یا اثر کو ذکر کرتے ہین اور اُسکے مخرج کو نہین بیان کرتے ہین اور نہ اسکا صحت اور ضعف مذکور کرتے ہین اور یہ آفت پڑی ہی تقلید سے کذا فی العینی
شرح الہدایۃ تقلید سے مراد یہان یہ ہی کہ ایک مصنف دوسرے مصنف کی پیروی کرتا ہی نقل احادیث مین بلا بیان مخرج و بلا ذکر صحت و ضعف اور یہ مطلب نہین کہ مطلق
تقلید معیوب ہی اسلیے کہ علامہ عینی خود مقلد ہی امام اعظم رح کا قبل الاستنجاء و بعدہ خدا کا نام لینا سنت ہی استنجا کرنے سے پہلے اور بعد اُسکے ہم اسواسطے کہ قبل از استنجا
ملحق بوضو ہی طہارت ہونے کی وجہ سے اور بعد از استنجا تو ابتدا ہی طہارت کی کذا فی الغایۃ البیان اور صحیح روایت سے ثابت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلا کے
جانے کے وقت فرماتے تھے اللہم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث الا حال انکشاف وفی محل نجاسۃ فیسمی بقلبہ مگر برہنہ ہونے کے وقت اور نجاست کے مکان مین
خدا کا نام زبان سے نہ لے تو اپنے دل مین نام لے ولو نسیہا فسمی فی خلالہ لا تحصل السنۃ بل المندوب اور اگر ابتداء طہارت مین خدا کا نام لینا بھول گیا پھر اُسنے
درمیان وضو کے نام لیا تو سنت موکدہ حاصل نہوگی بلکہ مستحب حاصل ہوگا ہم سنت اسواسطے حاصل نہوئی کہ اُسکا محل تھا ابتدا مین سو فوت ہوا اور وجہ استحباب یہ ہی
تاکہ وضو خالی نہ رہے نام خدا سے واما الاکل فتحصل السنۃ فی باقیہ لا فیما فات ویقل بسم اللہ اولہ وآخرہ اور کھانے کے درمیان مین خدا کا نام لینے سے تو سنت
حاصل ہوگی باقی طعام مین نہ اُسمین جو گذر گیا اور بھولنے والے کو چاہیے کہ یون کہے بسم اللہ اولہ وآخرہ ہم شمائل ترمذی مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی کھانا کھاوے اور ذکر اللہ بھول جاوے کھانے پر تو یون کہے بسم اللہ اولہ وآخرہ ظاہر حدیث سے پر دلالت کرتی ہی
کہ اول طعام مین سنت حاصل ہوگئی اول طعام کے ذکر فرمانے سے اور یہ مخالف ہی شارح کے کلام سے جو اُسنے فتح القدیر سے نقل کیا ہی کذا فی الطحطاوی والبدایۃ
بغسل الیدین الطاہرتین ثلثا قبل الاستنجاء و بعدہ اور سنت ہی پاک دونون ہاتھون کے تین بار دھونے سے ابتدا کرنا استنجا کرنے سے پہلے اور بعد اُسکے ہم پاک کی
قید اسواسطے لگائی کہ نجس ہاتھون کا دھونا فرض ہی بعضون کے نزدیک قبل از استنجا ہاتھ دھونا سنت ہی اور بعضون کے نزدیک بعد استنجا کرنے کے سنت ہی مجتبی مین کہا کہ
اکثر کا قول یہ ہی کہ قبل اور بعد دونون حالت مین سنت ہی اور قاضیخان نے اسکی تصحیح کی ہی تو قبل استنجا کے بدایت حقیقی ہی اور بعد اسکے بدایت اضافی ہی کذا فی الطحطاوی
وقید الاستیقاظ اتفاقی اور جاگنے کی قید اتفاقی ہی نہ احترازی ہم یعنی بدایۃ یا حدیث مین جو ہاتھون کا دھونا جاگنے کے ساتھ مذکور ہی سو اتفاقی قید ہی احتراز مقصود
نہین اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو مین غسل یدین کی تقدیم مذکور ہی بلا تقیید نوم کذا فی الطحطاوی بخاری مین ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اذا استیقظ احدکم من منامہ فلیغسل یدیہ قبل ان یدخلہما الاناء فی وضوئہ فان احدکم لا یدری این باتت یدہ یعنی جب تمسے کوئی جاگے
اپنی نیند سے تو چاہیے کہ اپنے دونون ہاتھ دھوئے برتن مین ڈالنے سے پہلے وضو کے پانی مین اسواسطے کہ کوئی نہین جانتا کہ اُسکا ہاتھ رات کو کہان رہا
یعنے نجاست پر پڑا یا پاک چیز پر ولذا لم یقل قبل ادخالہما الاناء لئلا یتوہم اختصاص السنۃ بوقت الحاجۃ اور چونکہ جاگنے کی قید اتفاقی تھی اسی واسطے مصنف نے

یون لکھا کہ ہاتھ دھونا سنت ہی برتن مین ڈالنے سے پہلے تاکہ یہ وہم پیدا نہو کہ ہاتھ دھونے کی سنیت حاجت کے وقت کے ساتھ مخصوص ہی یعنی اگر یون کہتا
تو گمان ہوتا کہ بدون حاجت کے ہاتھون کا دھونا سنت نہین حاجت سے مراد تو ہم نجاست ہی درصورت تحقق طہارت ہاتھ دھونا مطلوب نہین حالانکہ
ایسا نہین حلبی نے کہا وہ قول اصح جسپر اکثر فقہا ہین یہ ہی کہ ہاتھ دھونا سنت ہی مطلقًا لیکن اگر نجاست کا توہم ہو اسطرح کہ بدون استنجا سوگیا ہو یا بدن پر
نجاست ہو تو دھونا سنت موکدہ ہی اور عدم توہم نجاست مین یعنی طاہر ہوکر سونے مین یا نہ سونے مین سنت غیر موکدہ ہی اور نجاست کی حالت مین تو دھونا
فرض ہوگا تو مصنف رح کا قول یعنی غسل یدین کا مسنون ہونا مخصوص بغیر نجاست ہی اور سنت سے مراد وہ ہی جو موکدہ اور غیر موکدہ دونون کو شامل ہی کذا
فی الطحطاوی لان مفاہیم الکتب حجۃ قبل ادخال کی قید اسواسطے نہ لگائی کہ کتابون کے مفہوم مخالف حجت ہوتے ہین ہم مفاہیم جمع ہی مفہوم کی طحطاوی نے کہا
(المفہوم مافہم من اللفظ لا فی محل النطق انتہٰی) یعنی جو لفظ سے بوجھا جاوے بدون تصریح کے یعنی مفہوم مخالف وہ ہی کہ مذکور کے حکم سے غیر مذکور کا حکم مفہوم ہو
صفت یا شرط کے بیان سے چنانچہ قرآن مجید مین فرمایا جسکو آزاد مسلمان عورتون سے نکاح کرنے کی استطاعت نہو وہ مسلمان لونڈیون سے نکاح کرے
امام شافعی رح اس سے سمجھے کہ استطاعت والے کو لونڈی سے نکاح کرنا جائز نہین امام اعظم رح کہتے ہین کہ غیر مذکور کا حکم اس کلام سے معلوم نہین ہوسکتا بخلاف
اکثر مفاہیم النصوص کذا فی النہر برخلاف اکثر مفہومات نصوص کے کذا فی النہر یعنی کتاب اور سنت کے اکثر مفہوم مخالف حنفیون کے نزدیک حجت اور دلیل نہین ہین
اسواسطے کہ نصوص سے وہ احکام لینا مقصود ہی جسپر صریحًا نصوص دلالت کرتے ہون اور اکثر کی قید اسواسطے لگائی کہ عقوبت کا مفہوم نصوص مین معتبر ہی چنانچہ
قہستانی سے آگے مذکور ہوگا وفیہ من الحج المفہوم معتبر فی الروایات اتفاقًا اور نہر الفائق کی کتاب الحج مین ہی کہ مفہوم مخالف معتبر ہی روایات مین بالاتفاق یعنے
امام اعظم رح اور اُنکے اصحاب سے جو روایات کتابون مین منقول ہین اُنکے اکثر مفہومات معتبر ہین خواہ مفہوم مخالف ہو یا موافق ومنہ اقوال الصحابۃ قال وینبغی تقییدہ
بما یدرک بالرای لا مالا یدرک بہ انتہٰی اور اسی قسم سے صحابہ کرام کے اقوال ہین کہ اُنکا بھی مفہوم بالاتفاق معتبر ہی نہر الفائق کے مصنف رح نے کہا لائق یہ ہی کہ اقوال صحابہ
مین قید لگائی جائے اور اگر قیاس کی نہ وہ قول جو قیاس سے نہ بوجھا جاے انتہٰی ما فی النہر یعنی اگر صحابہ کا قول ایسا ہی کہ اُسمین عقل کی مجال ہوسکتی ہی تو اُسکا مفہوم
بھی حجت ہی اور اگر ایسا قول ہی کہ عقل اور قیاس کا اُسمین دخل نہین تو اُسکا مفہوم بھی معتبر نہین اسواسطے کہ وہ بمنزلہ نص مرفوع کے ہوگیا اور نص کا مفہوم معتبر نہین
کذا فی الطحطاوی وفی القہستانی عن حدود والنہایۃ المفہوم معتبر فی نص العقوبۃ کما فی قولہ تعالٰی کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون اور قہستانی مین نہایہ کی کتاب الحدود
سے منقول ہی کہ مفہوم معتبر ہی عقوبت اور عذاب کے نص مین چنانچہ حقتعالٰی کے اس قول مین کہ البتہ کفار اپنے پروردگار سے اُسدن یعنی قیامت کے دن محجوب
اور مستور ہونگے یعنی دیدار خدا سے محروم رہینگے اس سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان اپنے پروردگار کی دیدار سے مشرف ہونگے بلا حجاب واما اعتبارہ فی الروایۃ
فاکثری لا کلی اور روایت فقہ مین تو مفہوم کا معتبر ہونا اکثری ہی ہر مقام مین نہین الی الرسغین بالضم مفصل الکف بین الکوع والکرسوع واما البوع ففی الرجل
قال ؎ وعظم یلی الابہام کوع وما یلی ٭ لخنصرہ الکرسوع والرسغ ما وسط ٭ وعظم یلی ابہام رجل ملقب ٭ ببوع فخذ بالعلم واحذر من الغلط ٭ ابتدا غسل یدین دونون
پہونچون تک سُنت ہی رُسغ بضم را مہملہ وسکون سین مہملہ جوڑ ہی ہتھیلی کا درمیان کوع اور کرسوع کے اور جس ہڈی کا نام بوع ہی وہ تو پانؤن مین ہی چنانچہ کسی شاعر
نے کہا ہی اور وہ ہڈی جو انگوٹھے سے ملی ہی اُسکا نام کوع ہی اور جو ہڈی چھنگلی سے ملی ہی وہ کرسوع اور جو کہ ان دونون ہڈیون کے درمیان جوڑ ہی اُسکا نام
رُسغ ہی اور جو ہڈی کہ پانؤن کے انگوٹھے سے ملی ہی اُسکا لقب بوع ہی سو اسے طالب لے علم کو اور پرہیز کر غلط فہمی سے ثم ان لم یمکن رفع الاناء ادخل اصابع یسرہ
مضمومۃ وصب علی الیمنی لاجل التیامن پھر معلوم کر کہ اگر برتن کا اُٹھانا ممکن نہو تو اپنے بائین ہاتھ کی اُنگلیان ملا کر برتن مین ڈالے اور پانی لیکر داہنے ہاتھ پر
ڈالے تاکہ داہنی طرف سے طہارت شروع ہو یعنی پھر داہنے ہاتھ سے پانی لیکر بایان ہاتھ دھووے ہم بحر الرائق مین پورا بیان یون ہی کہ ہاتھون کے دھونے کا
طریقہ یہ ہی کہ اگر چھوٹا برتن ایسا ہو کہ اُٹھانا اُسکا ممکن ہو تو اُسمین ہاتھ نہ ڈالے بلکہ بائین ہاتھ سے اُسکو اُٹھاوے اور داہنے ہاتھ پر پانی ڈالے اور تین بار

اسکو دھووے پھر برتن کو داہنے ہاتھ مین لے اور بائین ہاتھ پر پانی ڈالے اور تین بار اسکو دھووے پھر اگر برتن کا اُٹھانا ممکن نہو تو ویسا کرے جیسا کہ شارح
نے کہا اور بڑے برتن مین انگلیان ملا کر اُسوقت ڈالے جبکہ وہان چھوٹا برتن نہو اور اگر ہو تو ویسا کرے جیسا اول مذکور ہوچکا اگر کوئی کہے کہ ہاتھ کا ڈالنا
برتن مین نیند سے جاگنے والے کو حدیث مین منع ہی اسکا جواب یہ ہی کہ منع اُس صورت مین ہی جبکہ چھوٹا برتن ہو یا بڑا برتن ہو اور اُسکے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو
اور اگر بڑے برتن کے ساتھ چھوٹا برتن نہو تو ادخال کف ممنوع نہین کذا فی الطحطاوی عن البحر ولو ادخل الکف ان اراد الغسل صار الماء مستعملا وان اراد الاغتراف
لا اور اگر ہتھیلی کو پانی مین ڈالا اگر دھونے کا ارادہ کیا تو پانی مستعمل ہوجائیگا اور اگر چلو بھرنے کا ارادہ کیا تو پانی مستعمل نہوگا یعنی ضرورت کی وجہ سے اگرچہ
طلب استعمال یعنی قربت اور رفع حدث متحقق ہو کذا فی الحلبی م دھونے کے قصد سے وہ پانی مستعمل ہوگا جو ملاقی ہی کف سے جبکہ جدا ہوا اور باقی تمام پانی
مستعمل نہوگا اور قصداً اغتراف سے پانی مستعمل نہوگا اگرچہ صاحب جنابت ہو اور اسیطرح اگر کوزہ گر گیا بڑے گھرے برتن مین سو اُسکے لینے کو ہاتھ ڈالا کہنی تک
تو پانی مستعمل نہوگا کذا فی البحر ولو لم یمکنہ الاغتراف بشی ویداہ نجستان تیمم وصلی ولم یعد اور اگر پانی لینا بڑے برتن سے ممکن نہو کسی چیز سے اور اُسکے دونون
ہاتھ ناپاک ہین تو تیمم کرے اور نماز پڑھے اور نماز کا اعادہ نکرے م توضیح اسکی مضمرات مین اسطرح ہی کہ جب پانی نہ لے سکے اور ہاتھ ناپاک ہون تو دوسرے
شخص سے کہے کہ وہ پانی لیکر اُسکے ہاتھ دھلا دے اور اگر کوئی وہان نہو تو کپڑے کا ایک سرا پانی مین ڈالے اور دوسرا اُسکا سرا ہاتھ مین پکڑے رہے
پھر پانی سے نکالکر اُسکے قطرات سے داہنا ہاتھ دھووے پھر بایان ہاتھ دھووے یا دانتون سے کپڑا پکڑ کے دونون ہاتھ ساتھ ہی دھووے تین بار اور
اگر کپڑا نہو تو مُنھ سے پانی لیکر دونون ہاتھ دھووے اور اگر اسپر بھی قادر نہو تو تیمم کرے اور نماز پڑھے اور اس نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب نہین وہو
سنة کما ان الفاتحة واجبة **ینوب عن الفرض** اور وہ یعنے بند دست تک ہاتھون کا دھونا ایسی سنت ہی کہ قائم مقام ہوتا ہی فرض کے جیسے
الحمد پڑھنا ایسا واجب ہی کہ قائم مقام ہوجاتا ہی فرض کے یعنی اُس محل کا دھونا کہ فرض تھا اس مسنون دھونے سے ادا ہوگیا جیسے قرآن کا پڑھنا
کہ نماز مین فرض ہی الحمد پڑھنے سے کہ واجب ہی ادا ہوجاتا ہی وسُن غسلہا ایضا مع الذراعین اور ذراعین کے ساتھ انکا بھی دھونا مسنون ہی یعنے
اگرچہ بند دست تک دھونے سے سنت اور فرض دونون ادا ہوگئے لیکن کہنیون تک ہاتھ دھونے کے ساتھ انکا بھی دھونا دوسری بار سنت ہے
بحر الرائق مین مذکور ہی کہ غسل یدین مین تین قول ہین ایک قول یہ ہی کہ وہ فرض ہی اور تقدیم اسکی سنت ہی اور فتح القدیر اور معراج اور خبازیہ مین اسکو
پسند کیا ہی دوسرا قول یہ ہی کہ وہ سنت ہی قائم مقام فرض کے ہوجاتا ہی الحمد کے مانند اور اسکو کافی مین پسند کیا ہی اور تیسرا قول سرخسی کا ہی کہ وہ سنت
ہی قائم مقام فرض کے نہین ہوتا تو اُنکے ظاہر و باطن کا دوبارہ دھونا چاہیے سرخسی نے کہا یہی صحیح ہی میرے نزدیک اور مشایخ کے ظاہر کلام سے
قول اول مذہب معلوم ہوتا ہی انتہی مختصراً طحطاوی نے کہا کہ شارح کے کلام مین خلط ہی دو قول کا اسواسطے کہ جو کہتا ہی کہ غسل یدین سنت ہی اور قائم
مقام ہی فرض کے وہ نہین کہتا کہ غسل یدین دوسری بار سنت ہی بلکہ دوبارہ دھونا سرخسی کا قول ہی اور شارح کے موافق نہر الفائق مین ذخائر اشرفیہ
سے منقول ہی **والسواک** سنة موکدة کما فی الجوہرة عند المضمضة وقیل قبلہا اور مسواک کرنا سنت موکدہ ہی چنانچہ جوہرہ مین مذکور ہی کلی کرنے کے
وقت سنت ہی اور قول ضعیف یہ ہی کہ کلی سے پہلے سنت ہی م مسواک کرنے کی تاکیدات اور اسکے فضائل احادیث مین بکثرت ہین از انجملہ وہ حدیث
صحیح ہی جو امام مالک کے موطا مین ابو ہریرہ سے مروی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری امت پر شاق نہوتا تو مین اُنکو مسواک کرنے
کا حکم کرتا ہر وضو کے ساتھ اور صحاح ستہ مین ابو ہریرہ سے مروی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری امت پر شاق نہوتا تو مین اُنکو مسواک
کرنے کا حکم کرتا ہر نماز کے ساتھ اور احمد اور ابن خزیمہ اور حاکم اور دارقطنی اور بیہقی اور ابو نعیم نے عائشہ صدیقہ سے روایت کی کہ آنحضرت نے فرمایا
کہ اس نماز کی فضیلت جسکے واسطے مسواک کی گئی اُس نماز پر جسکے واسطے مسواک نہین کی گئی ہفتاد چند ہی یعنے ستر درجے زائد ہی ثواب مین

کذا فی العینی وھو للوضوء عندنا اور مسواک وضو کی سنت ہی ہم حنفیون کے نزدیک م اور امام شافعی رح کے نزدیک مسواک نماز کی سنت ہی اور ثمرۂ اختلاف ظاہر ہوتا ہی اس شخص کے حق مین جسنے مسواک والے ایک وضو سے چند نمازین پڑھین تو ہمارے نزدیک اسکو ہر نماز کا ثواب ستر نماز بے مسواک کے برابر ہوگا اور امام شافعی رح کے نزدیک اسقدر ہر نماز مین ثواب نہوگا جبتک ہر نماز کے واسطے جدا جدا مسواک نکریگا کذا فی البحر الا اذا نسیہ فیندب للصلوۃ قہستانی وضو کی سنت ہی مگر جبکہ وضو مین مسواک کرنا بھول گیا تو اب نماز کے واسطے مسواک کرنا مستحب ہوگا م یعنی مثلاً ظہر کے واسطے مسواک کرنا بھول گیا پھر عصر کے وقت یاد آیا تو اب مسواک کر لینا مستحب ہی تاکہ مسواک کی فضیلت بالاتفاق حاصل ہو کذا فی النہر طحطاوی نے کہا کہ یہ صاحب نہر کی تجویز ہی روایت مذہب نہین ہم تو شارح کو مناسب تھا کہ اسپر آگاہ کر دیتا کما یندب لاصفرار سن وتغییر رائحۃ وقراۃ قرآن جیسے مستحب ہی مسواک کرنا دانتون کی زردی اور بدبوے دہن کے سبب سے اور قرآن شریف کے پڑھنے کے لیے م استحباب مسواک کا متاکد ہوتا ہی ارادہ نماز اور وضو اور قرآت قرآن اور نیند سے جاگنے کے وقت اور سونے سے پہلے اسواسطے کہ امام اعظم رح سے منقول ہی کہ مسواک کرنا دین کی سنت ہی تو سب احوال اسمین برابر ہین چنانچہ احمد اور ترمذی نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے حدیث مرفوع روایت کی ہی کہ چار چیزین انبیاء مرسلین کی سنت ہین ختنہ کرنا اور مسواک کرنا اور عطر لگانا اور نکاح کرنا کذا فی العینی واقلہ ثلث فی الاعالی وثلث فی الاسافل اور ادنے درجہ مسواک کا تین بار پھیرنا ہی اوپر کے دانتون مین اور تین بار نیچے کے دانتون مین م اوپر کے دانتون مین ابتدا داہنی طرف سے کرے پھر بائین طرف اور اسیطرح نیچے کے دانتون مین کرنا چاہیے کذا فی البحر عینی مین ہی کہ مسواک کرنے کی کچھ حد نہین یہانتک مسواک کرے کہ زردی دانت اور گندہ دہنی کے زوال کا دل کو اطمینان حاصل ہو بمیاہ ثلثۃ تین پانی سے م یہ پانی مضمضہ کے پانی کے سواے ہین اسطرح کہ مسواک کو تین بار دھوے اسواسطے کہ مضمضہ کا بیان آگے آویگا کذا فی الطحطاوی وندب امساکہ بیمناہ اور مستحب ہی پکڑنا مسواک کا داہنے ہاتھ مین م مسواک کرنے کا طریقہ یہ ہی کہ داہنے ہاتھ کی چھنگلی کو مسواک کے نیچے رکھے اور انگوٹھے کو مسواک کے سرے کے نیچے کرے اور باقی تین انگلیان مسواک کے اوپر رہین اسیطرح مروی ہی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کذا فی الطحطاوی عن النہر وکونہ لینا مستویا بلا عقد فی غلظ خنصر وطول شبر اور مستحب ہی ہونا مسواک کا نرم سیدھی برابر بے گرہ بقدر چھنگلی کے موٹی اور بالشت بھر لمبی م انار اور بانس کے سوا ہر لکڑی کی مسواک درست ہی کذا فی الطحطاوی اور افضل پیلو اور زیتون کی ہی عینی نے طبرانی اوسط سے حدیث مرفوع روایت کی کہ بہتر مسواک زیتون کی ہی مبارک درخت سے منھ کو خوشبودار کرتی ہی اور بدبو دفع کرتی ہی اور وہ میری مسواک ہی اور مجھسے اگلے انبیا کی ویستاک عرضا لا طولا اور مسواک کرے دانتون کے عرض مین نہ طول مین م اسواسطے کہ طول مین مسواک کرنے سے مسوڑے زخمی ہو جاتے ہین کذا فی الطحطاوی عینی نے کہا ابو نعیم نے حدیث مرفوع نقل کی کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام مسواک عرض مین کرتے تھے نہ طول مین اور ابو داؤد کی سنن مین حدیث ہی کہ جب تم مسواک کرو تو عرض مین مسواک کیا کرو ولا مضطجعا فانہ یورث کبر الطحال اور مسواک نکرے لیٹکر کروٹ سے کیونکہ اس سے تلی بڑھجاتی ہی ولا قابضہ فانہ یورث الباسور اور اسکو مٹھی بھر نہ پکڑے اسواسطے کہ اس سے بواسیر پیدا ہوتی ہی ولا یمصہ فانہ یورث العمی اور نہ چوسے مسواک کو کہ اس سے آدمی اندھا ہو جاتا ہی ثم یغسلہ والا فیستاک الشیطان بہ اور مسواک کرکے پھر مسواک کو دھو ڈالا کرے نہین تو شیطان اُس سے مسواک کریگا ولا یزاد علی الشبر والا فالشیطان یرکب علیہ اور ایک بالشت سے مسواک زیادہ نہ کیجیے نہین تو شیطان اُسپر سوار ہوگا ولا یضعہ بل ینصبہ والا فخطر الجنون قہستانی اور مسواک کو پڑی نہ رکھے بلکہ کھڑی کرے نہین تو جنون کا خوف ہی یہ سب کہا ہی قہستانی نے ویکرہ بمؤذ ویحرم بذی سم اور مکروہ ہی مسواک کرنا ایذا دینے والی لکڑی سے چنانچہ قصب فارسی اور حرام ہی زہردار لکڑی سے ومن منافعہ انہ شفاء لما دون الموت ومذکر للشہادۃ عندہ اور منجملہ منافع مسواک کے یہ ہی کہ وہ شفا ہی ہر مرض کی سواے موت کے اور وہ کلمہ شہادت کی یاد دلانے والی ہی موت کے نزدیک م نہر الفائق مین ہی کہ مسواک کے منافع ۳۶ ہین ادنی اماطت اذی ہی یعنی دور ہونا گندہ دہنی کا اور اعلی تذکیر ہی شہادت کے مرنے کے وقت اور ابو سعود مین ہی کہ مسواک مسوڑھون کو مضبوط کرتی ہی اور بصارت کو تیز اور پیری مین در رنگی ہوتی ہی اور پل صراط کے چلنے مین سرعت بخشتی ہی کذا فی الطحطاوی

تاخیر ۱۲

چار چیزین زمانہ آدم سے سنت ہین

۵۱ جن امور کا حال انھین سے حدیث شریف مین آگیا ہی البتہ قابل لحاظ ہی کہ شارع کو انکی علت معلوم ہی اور بدون علم کے کوہستانی باتین بعید از قیاس اور دور از عقل و دقیقہ شناس معلوم ہوتی ہین ۱۲

وعند فقدہ او فقد اسنانہ تقوم الخرقۃ الخشنۃ او الاصبع مقامہ اور جسوقت مسواک موجود نہو یا دانت باقی نہ رہے ہون تو کھردھرا کپڑا یا انگلی قائم مقام مسواک
کے ہوجاتی ہو یعنی تحصیل ثواب مین کذا فی النہر وغیرہ م سنن احمد مین مروی ہو کہ علی رضی اللہ عنہ نے پانی کا کوزہ مانگا پھر چہرہ اپنا دھویا اور دونون ہتھیلیون
کو تین بار اور کلی کی پھر بعضی انگلی اپنے مُنھ مین ڈالی الی آخر الحدیث اور آخر کو فرمایا کہ یہ وضو ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کذا فی العینی کما یقوم العلک مقامہ للمرأۃ
مع القدرۃ علیہ جیسے صنوبر اور بطم کا گوند چبانا عورت کے حق مین قائم مقام ہو مسواک کے باوجود قادر ہونے کے مسواک پر م وجہ اسکی یہ ہو کہ عورت کو مواظبت کرنا
مسواک پر مضعف ہو اسکے دانتون کا تو اسکو اسکا فعل مستحب ہو کذا فی الطحطاوی عن البحر **وغسل الفم** ای استیعابہ ولذا عبر بالغسل او للاختصار اور مُنھ کے اندر کا دھونا
سنت ہو یعنی تمام داخل منھ کا دھونا اور اسی واسطے یعنے تمام مراد ہونے کے لیے مصنف غسل کا لفظ بولا یعنی غسل کا لفظ باقی اعضاء مغسولہ کے قرینہ سے استیعاب پر دلالت
کرتا ہو یا اختصار کے واسطے یہ عبارت اختیار کی ہو م اکثر کتب فقہ مین والمضمضۃ والاستنشاق مذکور ہو لیکن مصنف نے موافق کنز او درر کے بجاے اُس عبارت کے
غسل الفم والانف کو اختیار کیا صراحت استیعاب کے واسطے یا اختصار کے لیے ہر چند مضمضہ اصطلاحی بھی استیعاب پر دلالت کرتا ہو مگر غسل کا لفظ استیعاب پر زیادہ تر
دلالت کرتا ہو کذا فی النہر اور عبارت مذکورہ سے مصنف کی عبارت مین چار حروف کی کمی ہو تو اختصار ثابت ہوا **بمیاہ** ثلثۃ کلی کرنا سنت ہو تین پانیون
سے جدا جدا **والانف** ببلوغ الماء المارن **بمیاہ** اور ناک کے اندر کا دھونا سنت ہو نرم ناک تک تین بار پانی پہونچا کر م امام شافعی رح کے نزدیک
تین بار مضمضہ اور استنشاق سنت ہو اسطرح کہ ایک چلو پانی سے مضمضہ بھی کرے اور استنشاق بھی اور دلیل انکی چند احادیث صحیح ہین امام اعظم رح کے نزدیک
احادیث مذکورہ سے جواز نکلتا ہو لیکن سنت یہ ہو کہ ہر واحد مضمضہ اور استنشاق کے واسطے تین بار جدا جدا پانی لیا جاے چنانچہ ابو داؤد اور طبرانی مین طلحہ
بن مصرف کی حدیث سے اسکی تصریح موجود ہو اور جو لوگ کہ اس حدیث کی صحت مین گفتگو کرتے ہین اُسکا جواب فتح القدیر اور عینی شرح ہدایہ مین مشروحاً مذکور ہو
خوف طوالت سے مترجم بیان مذکور نہ کرسکا وہما سنتان مؤکدتان اور مضمضہ اور استنشاق دونون سنت مؤکدہ ہین م تو انکا ترک کرنا گناہ ہو مذہب صحیح پر اسلیے
کہ سنت مؤکدہ بمنزلہ واجب کے ہو اور جن لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کی حکایت کی ہو وہ بائیس صحابہ کرام ہین مضمضہ اور
استنشاق کو سب نے ذکر کیا ہو کذا فی الطحطاوی عن البحر عن الفتح اور علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین ۲۲ صحابیون سے نام بنام مع تصریح مخرجین حدیث مذکور کو بیان
کیا ہو شکر اللہ مساعیہ مشتملتان علے سنن خمس الترتیب والتثلیث وتجدید الماء وفعلہما بالیمنی مضمضہ اور استنشاق پانچ سنتون پر شامل ہین ایک تو ترتیب یعنے
پہلے کلی کرنا پھر ناک دھونا دوسرے ہر ایک کو تین تین بار کرنا تیسرے ہر بار نیا پانی لینا چوتھے دونون کو داہنے ہاتھ سے کرنا م لیکن ناک کا جھاڑنا بائین ہاتھ سے
چاہیے کذا فی الطحطاوی عن المبسوط **والمبالغۃ فیہما** بالغرغرۃ ومجاوزۃ المارن پانچوین مبالغہ کرنا مضمضہ مین غرغرہ کرکے اور استنشاق مین بانسے تک
پانی پہونچا کے **لغیر الصائم** لاحتمال الفساد مبالغہ کرنا مسنون ہو اسکو جو روزہ دار نہین اسلیے کہ صائم کو مبالغہ کرنے سے فساد صوم کا احتمال ہو م
اصحاب سنن نے لقیط بن صبرہ رض سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کامل اور پورا کر اور انگلیون کے اندر خلال کر اور
مبالغہ کر استنشاق مین مگر یہ کہ تو روزہ دار ہو کذا فی تیسیر الوصول الی جامع الاصول وسر تقدیمہما اعتبار اوصاف الماء لان لونہ یدرک بالبصر وطعمہ
بالفم وریحہ بالانف اور مضمضہ اور استنشاق کے مقدم کرنے کی حکمت پانی کے اوصاف کا دریافت ہونا ہو اسواسطے کہ پانی کا رنگ آنکھ سے اور مزہ
اسکا مُنھ سے اور بو اُسکی ناک سے معلوم ہوجاتی ہو م وضو کے واسطے پاک اور پاک کرنے والا پانی ضرور ہو اور ناپاک پانی وہ ہو جسکے اوصاف ثلثہ یعنی رنگ
یا مزہ یا بو نجاست سے بدل جاے ولو عندہ ما یکفی للغسل مرۃ معہما وثلثا بدونہما غسل مرۃ اور اگر وضو کرنے والے کے پاس اتنا پانی ہو کہ اگر مضمضہ اور استنشاق
کرے تو ایکبار اعضا کو دھو سکے اور جو انکو نکرے تو تین بار اعضا کو دھو سکے تو ایکبار اعضا کو دھووے اور مضمضہ اور استنشاق کرے یعنے تین بار دھونے سے مضمضہ
اور استنشاق زیادہ تر مؤکد ہین م اسواسطے کہ مع الامکان ترک تکرار مکروہ نہین اور سب ناقلین صحابہ کرام نے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے وضو مین

۵ نجم وسعہ وسکون ہو ایک درخت کا نام ۱۲ ۲۹ مضمضہ کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا ۱۲

مضمضہ اور استنشاق کو ذکر کیا ہو اور ایکبار دھونا وضو مین آپ کے فعل سے ثابت ہو اور فرمایا کہ یہ وہ وضو ہو کہ بدون اُسکے حق تعالی نماز کو قبول نہین فرماتا

کذا فی الطحطاوی عن الحلبی ولو اخذ ماء فمضمض ببعضہ واستنشق بباقیہ اجزاءہ وعکسہ لا اور اگر پانی لیا چلو بھر سو تھوڑے سے پانی سے کلی کی اور باقی سے استنشاق

کیا تو اُسکو کفایت کرتا ہو اور اُسکے برعکس یعنی پہلے ناک مین ڈالا پھر باقی پانی سے کلی کی تو کافی نہین ہو یعنے اسواسطے کہ پانی اس صورت مین مستعمل ہو گیا اسواسطے

کہ پانی ناک مین نہین تھم سکتا اور مُنھ مین تھم رہتا ہو تو اول کلی کرنے سے باقی پانی مستعمل نہین ہو جاتا اور ناک سے پانی ہٹ آتا ہو لہذا باقی مستعمل ہو جاتا ہو

کذا فی الطحطاوی وہل یدخل اصبعہ فی فمہ وانفہ الاولی نعم قہستانی اور متوضی کیا اپنی انگلی اپنے مُنھ یا ناک مین ڈالے یا نہ ڈالے جواب بہتر یہ ہو کہ ہان ڈالے

کذا فی القہستانی **وتخلیل اللحیۃ** لغیر المحرم بعد التثلیث ویجعل ظہر کفہ الی عنقہ اور سنت ہو ڈاڑھی کا خلال کرنا غیر محرم کو تین بار مُنھ دھونے کے بعد اور خلال

کرنے کے وقت اپنی ہتھیلی کی پشت اپنی گردن کی طرف کرے سنن ابوداؤد مین انس رضہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تھے کف

مبارک مین پانی لیتے تھے اور تحت الحنک داخل کرتے تھے اور اُس سے ریش مبارک کو خلال کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسیطرح میرے رب نے فرمایا پھر معلوم کر

کہ تخلیل ریش مین چار قول ہین پہلا قول یہ ہو کہ واجب ہو یہ قول ہو سعید بن جبیر کا دوسرا قول یہ ہو کہ سنت ہو یہ مذہب ہو ابو یوسف اور شافعی کا اور روایت ہو

محمد رحہ سے خیر مطلوب مین کہا کہ سنت کا قول بہی صحیح ہو تیسرا قول یہ ہو کہ مستحب ہو اور چوتھا قول یہ ہو کہ جائز ہو ابو حنیفہ اور محمد رحہ کے نزدیک اور یہی قول ہو مالک کا جائز کا

مطلب یہ ہو کہ اسکا کرنے والا منسوب بہ بدعت نہین اور مبسوط مین ہو کہ تخلیل ریش ابو حنیفہ رحہ کے نزدیک مستحب ہو صاحبین رحہ کے نزدیک جائز ہو کذا فی العینی منح الغفار مین

ہو کہ کیفیت تخلیل بطور سنت کے یہ ہو کہ ہاتھ کی انگلیان ڈاڑھی کے بالون مین نیچے سے ڈالے اوپر کیطرف لاوے اسطرح کہ پشت ہاتھ کی متوضی کیطرف ہو **وتخلیل الاصابع**

الیدین بالتشبیک والرجلین بخنصر یدہ الیسری بادیا بخنصر رجلہ الیمنی اور سنت ہو انگلیون کا خلال کرنا دونون ہاتھون کا خلال بطریق تشبیک ہو یعنی ایک ہاتھ کی

انگلیان دوسرے ہاتھ کی انگلیون مین داخل کرنا جسطرح پنجہ کرتے ہین اور دونون پانون کا خلال بائین ہاتھ کی چھنگلی سے ابتدا کرے داہنے پانون کی چھنگلی سے

اور ختم کرے بائین پانون کی چھنگلی پر م بحر الرائق مین ہو کہ تخلیل پانون کی اسفل اصابع سے شروع کرے پشت قدم کی طرف لاوے انتہی عینی نے کہا اس کیفیت کی

کچھ اصل نہین ابوداؤد اور ترمذی نے مستورد سے روایت کی ہو کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب وضو کرتے تو اصابع یدین کو ملتے کرتے چھنگلی سے

تو حدیث بدایت خنصر کی مقتضی ہو انتہی ترمذی نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو وضو کرے تو خلال کر اپنے دونون ہاتھون

کو اور دونون پانون کو ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہو نہر الفائق مین ہو ابن ماجہ کی روایت مین تخلیل بالخنصر آئی ہو لیکن بائین چھنگلی یا اسفل سے فاللہ اعلم

انتہی وہذا بعد دخول الماء خلالہا فلو منضمۃ فرض اور یہ یعنی تخلیل اصابع کا سنت ہونا پانی داخل ہونے کے بعد ہو انگلیون کے اندر تو اگر انگلیان ملی ہون تو اُنکے مابین کا

دھونا فرض ہو م فتح القدیر مین ہو کہ جب وہان پانی نہ پہونچا تو دھونا وہان کا فرض ہوگا کیونکہ تخلیل اور چیز ہو اور غسل اور چیز ہو کما لایخفی کذا فی الطحطاوی عن البحر

وتثلیث الغسل المستوعب ولا عبرۃ للغرفات اور تین بار پورا دھونا ہر عضو مغسول کا سنت ہو اور چلوون کا اعتبار نہین بدون استیعاب کے م یعنی تین بار

تکرار غسل سنت ہو پہلا دھونا فرض ہو اور دوسرا اور تیسرا سنت مؤکدہ ہو قول صحیح پر چنانچہ بحر الرائق مین منقول ہو سراج سے اور ہر بار کے غسل مین استیعاب یعنی پورا

دھونا سنت ہو تین چلو کا اعتبار نہین تو اگر اول بار چلو ڈالے اور کچھ خشک باقی رہا پھر دوسری بار تھوڑا دھویا پھر تیسری بار تمام عضو پورا ہو گیا تو یہ تین بار کا دھونا

نہوگا کذا فی الطحطاوی ولو اکتفی بمرۃ ان اعتادہ اثم اور اگر ایکبار دھونے پر اکتفا کیا جبکہ اسکی عادت کریگا تو گنہگار ہوگا م گناہ کی وجہ یہ ہو کہ اُسنے سنت مشہور کے

ترک پر عادت کی صاحب بحر نے کہا گنہگار اُسوقت ہوگا جبکہ تثلیث غسل کے ہونے کا معتقد نہو ولو زاد لطمانینۃ القلب او لقصد الوضوء علی الوضوء لا باس بہ اور

اگر تین بار سے زیادہ دھویا دل کی تسکین کے واسطے یا ایک وضو پر دوسرا وضو کرنے کو تو کچھ مضائقہ نہین زیادت مین م درصورت شک خاطر جمع کیواسطے

تین بار سے زیادہ دھونا اور اسیطرح پانی کی قلت سے یا سردی کی شدت سے یا اور حاجت سے تین بار سے کم کرنا مکروہ نہین کذا فی العالمگیریہ شیخ الاسلام

۵۷

۱ سہو ہو مترجم اول کا یدین کی جگہ رجلین چاہیے یعنے پیر کی انگلیون کو ۱۲

۲ یعنی چھنگلی سے شروع کرنا پایا جاتا ہو ۱۲

۳ یعنے امر یقینی نہین کہ خلال بائین چھنگلی خواہ نیچے کی جانب سے کیا ۱۲

عینی نے کہا کہ تسکین خاطر کیواسطے زیادہ کرنا شک کے نزدیک یا دوسرے وضو کی نیت کرنا لاباس بہ ہی بدلیل حدیث ابن عمرؓ کہ آنحضرت علیہ السلام فرماتے تھے کہ جسنے وضو کیا وضو پر اُسکے واسطے حق تعالی دس نیکیان لکھیگا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ اور بیہقی اور ترمذی نے ہرچند بعضون نے اسکو ضعیف کہا ہی لیکن دفع ضعف کا جواب شافی بھی موجود ہی شرح عینی مین وحدیث فقد تعدی محمول علے الاعتقاد اور وہ حدیث جسمین فقد تعدی فرمایا ہی وہ اعتقاد پر محمول ہی م بحرالرائق مین حدیث مذکور یون مذکور ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بار وضو کیا اور فرمایا کہ یہ وہ وضو ہی کہ اللہ تعالی نماز کو بدون اُسکے قبول نہین کرتا اور دو دو بار وضو کیا اور فرمایا کہ یہ وضو ہی اُس شخص کا جسکو دونا ثواب عطا ہوتا ہی اور تین تین بار وضو کیا اور فرمایا کہ یہ میرا وضو ہی اور مجھسے پہلے کے انبیا کا وضو ہی سو جو شخص کہ اسپر زیادہ کرے یا کم کرے فقد تعدی وظلم یعنی اُسنے حد سے تجاوز کیا در صورت زیادت اور ظلم کیا در صورت کمی بدائع مین ہی کہ صحیح تر قول یہی ہی کہ زیادت سے گنہگار نہوگا مگر جبکہ یہ اعتقاد کرے کہ وضو جائز نہین مگر تین بار سے زیادہ کرنے مین مین کہتا ہون کہ زیادت سے گنہگار ہوگا اسراف کی بہت سے اگرچہ فقط تین بار

دھونے کے مسنون ہونے کا معتقد ہو کذا فی الطحطاوی مختصرا ولعل کراہتہم تکرارہ فی مجلس تنزیہیۃ بل فی القہستانی معزیا للجواہر الاسراف فی الماء الجاری جائز لانہ غیر مضیع فتامل اور شاید کہ فقہا کا مکروہ کہنا تکرار وضو کا ایک مجلس مین مکروہ بکراہت تنزیہی ہی یعنی ترک اولی ہی گناہ نہین بلکہ قہستانی مین جواہر سے منقول ہی کہ اسراف جاری پانی مین جائز ہی اسواسطے کہ یہ شخص پانی کا ضائع کرنے والا نہین ہی سو اسکو تامل کر م یہ جواب ہی اس سوال مقدر کا کہ اگر تین بار سے زیادت تسکین دل اور وضو پر وضو کرنے مین جائز ہی اور وعید حدیث مذکور کا معتقد کے حق مین ہی تو فقہا نے تکرار وضو کو مجلس واحد مین کیون مکروہ کہا ہی جواب دیا کہ کراہت تنزیہی ہی جسکو لاباس بہ کہتے ہین بلکہ قہستانی نے اسپر بھی ترقی کی کہ آب جاری مین مطلقاً زیادت کو جائز رکھا طحطاوی نے کہا خلاصہ مین ہی کہ تکرار وضو ایک مجلس مین جائز ہی اور سراج مین ہی کہ مکروہ ہی نہر الفائق مین ہی کہ دونون روایتون مین اختلاف نہین اسواسطے کہ خلاصہ کا جواز اعادہ واحدہ پر محمول ہی اور سراج کی کراہت چند بار کرنے پر محمول ہی چنانچہ سراج مین چند بار کا لفظ صریحاً اسپر دلالت کرتا ہی انتہی تو اگر شارح کے کلام کو چند بار تکرار پر محمول کیجے چنانچہ حلبی محشی نے کہا ہی تو بلا شبہ اسراف ہی اور اسراف مکروہ تحریمی ہی نہ تنزیہی اور قہستانی کا کلام آب جاری پر قاصر ہی اور شارح کا کلام سابق عام ہی اور قہستانی نے جو کہا کہ آب جاری مین اسراف جائز ہی سو ضعیف قول ہی بلکہ وہ مکروہ ہی مطلقاً بلا حاجت اور شارح نے بلفظ تامل اسکی توہین اور تضعیف کیطرف اشارہ کردیا انتہی مافی الطحطاوی ملخصاً پس قہستانی کا کلام اعتماد کے قابل نہین کہ صریح حدیث کے مخالف ہی اسواسطے کہ احمد اور ابن ماجہ مین مروی ہی کہ آنحضرت صلعم سعد بن ابی وقاص پر گذرے اور وہ وضو کرتے تھے تو فرمایا کہ پانی مین اسراف مت کر سعد نے کہا کیا پانی مین بھی اسراف ہی فرمایا نعم وان کنت علی نہر جار یعنی ہان پانی مین بھی اسراف ہی اگرچہ تو جاری نہر پر ہو کذا فی شرح سفر السعادت للدہلوی **ومسح کل راسہ مرۃ** مستوعبۃ اور سنت ہی اپنے تمام سر کا مسح کرنا ایکبار اسطرح کہ بکل سر پر دونون ہاتھ پھر جاوین اندک بھی باقی نہ رہے م صحیحین مین عبد اللہ بن زید سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کو مسح کیا دونون ہاتھون سے سو دونون ہاتھ آگے سے پیچھے لیگئے اور پیچھے سے آگے کو لائے ایکبار اور محمد بن حسن کی موطا مین عبد اللہ بن زید بن عاصم سے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے وضو کی حکایت مین مروی ہی کہ مسح کیا مقدم سر تا اینکہ دونون ہاتھون کو قفا تک لیگئے پھر دونون ہاتھون کو پھیر لائے اُس مکان تک جہان سے مسح کرنا شروع کیا تھا اور جو کیفیت مسح کی اس حدیث مین مذکور ہی یہی مشہور ہی اور اسکے سوا جو شارحین ہدایہ نے کیفیات مسح کی بیان کی ہین وہ کسی حدیث سے ثابت نہین کذا فی العینی طحطاوی نے کہا کہ ظاہر تر کیفیت مسح کی یہ ہی کہ دونون ہتھیلیان اور انگلیان مقدم سر پر رکھے اور انکو قفا تک کھینچ لیجائے اسطرح کہ تمام سر پر استیعاب ہوجائے پھر دو انگلیون سے دونون کانون کا مسح کرے اور اسطرح سے پانی مستعمل نہین ہوجاتا کذا فی البحر عن الزیلعی اور یہ جو بعضون نے کہا کہ دونون کف کو اور سبابہ اور ابہام کو علیحدہ رکھے اسکی تضعیف کی ہی بحرالرائق مین فلو ترکہ دام علیہ اثم اور اگر تمام سر کا مسح ترک کیا اور ترک استیعاب پر ہمیشگی کی تو گنہگار ہوگیا یعنی اسواسطے کہ سنت موکدہ بمنزلہ واجب کے ہی **واذنیہ معا ولو بمائہ** اور سنت ہی دونون کانون کا ساتھی مسح کرنا یعنی یہان تقدیم نہین مستحب نہین اگرچہ کانون کا مسح سر کے مسح کے پانی سے ہو م شارح نے اس کلام سے خلاف شافعی کیطرف اشارہ کیا

یعنی امام شافعی کے نزدیک کانون کے مسح کے واسطے نیا پانی ضرور ہی ہماری دلیل یہ حدیث ہی کہ الاذنان من الراس یعنی دونون کان سر مین داخل ہین تو سر کے ساتھ انکا بھی مسح چاہیے علامہ عینی نے اس حدیث کو شرح ہدایہ مین آٹھ صحابیون سے نقل کیا اگرچہ اکثر طرق اس حدیث کے ضعیف ہین لیکن ابن عباس رض کی حدیث جو دارقطنی مین ہی ابن قطان نے اسکو صحیح اور بزار نے اسکو جید کہا ہی انتہی لکن لو مس عمامته فلا بد من ماء جدید لیکن اگر مسح سر کے بعد پگڑی کو ہاتھ لگایا تو اب نیا پانی کانون کے مسح کے واسطے لینا ضرور ہی **والترتیب المذکور فی النص** اور سنت ہی وہ ترتیب جو نص قرآنی مین مذکور ہی یعنی اول چہرہ دھونا پھر دونون ہاتھ کہنیون تک پھر مسح سر کا کرنا پھر پانون دھونا ٹخنون تک وعند الشافعی رضی اللہ عنہ فرض و ہو مطالب بالدلیل اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ترتیب فرض ہی اور انسے دلیل فرضیت کا مطالبہ ہی م بحر الرائق مین بعد دلائل اور بحث کے کہا خلاصہ یہ ہی کہ عدم افتراض پر اقامت دلیل کی حاجت نہین کیونکہ وہ یعنی عدم افتراض اصل ہی اور اسکے مدعی سے دلیل کا سوال ہی **والولاء بکسر الواو غسل المتاخر او مسحه قبل جفاف الاول بلا عذر حتی لو فنی ماؤه فمضی لطلبه لا بأس به** اور سنت ہی ولا بکسرہ واو یعنی پے در پے وضو کرنا عبارت ہی عضو متاخر کے دھونے سے یا مسح کرنے سے عضو اول کے خشک ہو جانے سے پہلے بدون عذر کے یعنی اگر عذر سے خشک ہو جیسا نچہ ہوا گرم اور تیز سے تو کچھ مضائقہ نہین یہانتک کہ اگر درمیان وضو کے پانی چک گیا سو وہ اسکے لینے کو گیا اور عضو خشک ہو گیا تو پے در پے کی سنت فوت نہو گی اس عذر سے م موالاۃ مین جدادی نے اعتدال ہوا اور اعتدال بدن اور عدم عذر کی قید لگائی ہی کذا فی الطحطاوی تو اگر ہوا کی گرمی یا سردی یا بدن کی گرمی اور سردی سے خشکی طاری ہو گی اثنار وضو مین تو یہ مانع نہین پے در پے کی سنت ادا ہونے کو **ومثله الغسل والتیمم** اور وضو کے مانند غسل اور تیمم ہی کہ انکے افعال بھی پے در پے مسنون ہین اور اگر کسی عذر سے تتابع فوت ہو جائے تو کچھ ڈر نہین طحطاوی نے کہا تیمم مین بحث ہی کیونکہ اسمین خشکی کو مانع موالاۃ قرار دینا متصور نہین وعند مالک فرض اور امام مالک کے نزدیک موالاۃ یعنی وضو کو پے در پے کرنا فرض ہی **ومن السنن الدلک وترک لطم الوجه بالماء وغسل فرجها الخارج** اور منجملہ سنتون کے عضو مغسول کا ملنا اور پانی کا اسراف چھوڑنا یعنی زیادہ خرچ نکرنا اور منھ پر پانی سخت نہ مارنا اور عورت کو باہر کی شرمگاہ کا دھونا مسنون ہی م حلبی نے کہا کہ عورت کی شرمگاہ دہن کے مانند ہی تو جیسے دہن یعنی منھ کا دھونا وضو مین مسنون ہی اور غسل مین واجب ہی اسی طرح شرمگاہ کا دھونا انتہی اور ظاہر اشرمگاہ کا دھونا فقط حالت استنجا مین مسنون ہی نہ وضو کرنے کے وقت لیکن ظاہر بیان شارح اسکے مخالف ہی کذا فی الطحطاوی تتمہ مصنف نے تیرہ سنتین مذکور کین اور شارح نے چار زیادہ کین کتب فقہ مین کم و بیش مذکور کرتے ہین بعضے استحباب کو سنن مین اور بعضے سنن کو مستحبات مین شمار کرتے ہین تحفہ مین اکیس سنتین وضو کی مذکور ہین اسطرح کہ استنجا کرنا ڈھیلون سے اور نیت اور تسمیہ اور غسل یدین الی الرسغین اور استنجا کرنا پانی سے اور وہ زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین آداب سے تھا اور آپ کے زمانہ کے بعد سنت ہو گیا باجماع صحابہ تراویح کے مانند اور مضمضہ اور استنشاق اور دونون مین ترتیب اور ہر ایک کے واسطے جدا پانی لینا اور مضمضہ اور استنشاق مین مبالغہ کرنا مگر صوم کی حالت مین اور مسواک کرنا مضمضہ کے وقت اور ترتیب اور موالات اور تثلیث غسل اعضاء مغسولہ اور داہنے سے غسل شروع کرنا اور انگلیون کے سرے سے غسل شروع کرنا ہاتھ پانون مین اور تخلیل اصابع اور استیعاب تمام سر کا اور شروع کرنا مقدم سر سے اور ایکبار مسح کرنا اور تثلیث مسح کو ترک کرنا اور کانون کے ظاہر و باطن کو مسح کرنا سر کے پانی سے آب جدید سے اور تخلیل ریش ابو یوسف رح کے نزدیک اور مسح گردن مین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک سنت ہی اور بعضون کے نزدیک ادب کذا فی العینی **ومستحبه ویسمی مندوبا وادبا وفضیلة وهو ما فعله علیه الصلوة والسلام مرة وترکه اخری وما احبه السلف** اور وضو کے مستحب تیامن اور مسح رقبہ ہین اور مستحب کو مندوب اور ادب اور فضیلت بھی کہتے ہین اور مستحب وہ عمل ہی جسکو رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے کبھی کیا کبھی نہ کیا اور وہ عمل جسکو سلف صالحین نے دوست رکھا اور پسند کیا م اصولیون کے نزدیک مستحب اور مندوب ایک چیز ہین اور فقہا کے نزدیک مستحب وہ ہی جسکو رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے گاہے کیا گاہے ترک کیا اور مندوب وہ ہی جسکو ایک دوبار کیا جواز کی تعلیم کیواسطے ایسا ہی شرح نقایہ مین لیکن اس تعریف مین قصور ہی اسواسطے کہ جس فعل مین شارع نے ترغیب دی اور خود نکیا وہ اس سے خارج ہوا جاتا ہی اور محیط مین مندوب کی وہ تعریف کی ہی جو بیان مستحب کی تعریف ہی کذا فی البحر نہر الفائق مین کہا صاحب کنز اکثر مندوب کہتا ہی اور اس سے مستحب کا ارادہ کرتا ہی اور یہی قول ہی

داہنی طرف سے شروع کرنا ہاتھ پانون کے دھونے مین ہم صحاح ستہ مین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیامن کو یعنی داہنی طرف سے
شروع کرنے کو دوست رکھتے تھے ہر چیز مین یہانتک کہ طہارت کرنے مین اور جوتے پہننے مین اور بالون کی کنگھی کرنے مین اور سب کامون مین اور بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ سے
روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سے کوئی شخص جوتی پہنے تو چاہیے کہ داہنے پانون سے شروع کرے اور جب اُتارے تو بائین پانون سے
شروع کرے تاکہ داہنا پانون جوتے پہننے مین اول ہو اور اُتارنے مین آخر ہو اور انس سے روایت ہی کہ جب تو مسجد مین داخل ہو تو داہنے پانون سے ابتدا کر اور جب تو نکلے
تو بائین پانون سے ابتدا کر حاکم نے کہا کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہی لہذا باتفاق علما داہنے کی تقدیم مستحب ہی ہر ایک اُس امر مین جو از قسم تکریم کی ہی چنانچہ وضو مین اور
غسل مین اور کپڑا اور جوتی اور موزہ اور پاجامہ کے پہننے مین اور مسجد کے داخل ہونے مین اور مسواک کرنے اور سرمہ لگانے اور ناخن تراشنے اور موچھ کترنے اور بغل کے بال
اکھاڑنے اور سر کے مونڈنے مین اور نماز کے بعد سلام پھیرنے مین اور بیت الخلا سے نکلنے مین اور کھانے اور پینے اور مصافحہ کرنے مین اور حجر اسود کے بوسہ لینے مین اور چیز کے
دینے اور لینے مین اور سوا انکے جو اس قسم کے افعال ہین اور بائین کی تقدیم ہی امور مذکورہ کے مخالف کامون مین چنانچہ ناک صاف کرنا اور استنجا اور بیت الخلا مین جانا
اور مسجد سے نکلنا اور جوتی اور موزہ اور پاجامہ اور کپڑا اُتارنا اور مانند انکے اور افعال کذا فی العینی شرح الہدایہ **ولو مسحًا** داہنے کی تقدیم اگرچہ مسح کرنے مین ہو یعنی در صورت
موزہ پوشی یا جراحت کے مسح کرنے مین تیامن مستحب ہی **الا الاذنین والخدین فیلغز ای عضوین لا یستحب التیامن فیہما** تیامن مستحب نہین دونون کانون کے مسح مین اور
دونون رخسارون کے دھونے مین تو اسی وجہ سے پہیلی کیطرح پوچھتے ہین کہ وہ دو عضو کون ہین جنمین داہنے عضو کی تقدیم مستحب نہین ہم عنقریب شارح مذکور کرگیا ہی
کہ دونون کانون کا مسح ساتھ ہی سنت ہی اور اگر ایک ہی ہاتھ ہی یا ایک ہاتھ مین زخم ہی کہ ساتھ ہی دونون کانون کا مسح نہین کرسکتا تو اب البتہ داہنے کان کو تقدیم ہی
کذا فی العالمگیریہ **و مسح الرقبۃ بظہر یدیہ** اور مستحب ہی گردن کا مسح کرنا اپنے دونون ہاتھون کی پیٹھ سے یعنی اسواسطے کہ پشت دست کا پانی مستعمل نہین **لا الحلقوم**
لانہ بدعۃ حلقوم یعنی گلے کا مسح کرنا مستحب نہین کیونکہ وہ بدعت ہی ہم بدعت جب مطلق مذکور ہو تو بدعت سیئہ مراد ہوتی ہی نہ بدعت حسنہ کذا فی الطحطاوی **ومن**
ادابہ عبر بمن لان لہ آدابا آخر او صلہا فی الفتح الی نیف و عشرین و اوصلہا فی الخزائن الی نیف وستین **استقبال القبلۃ** اور وضو کے آداب یعنی مستحبات سے وضو کے
وقت قبلہ رو بیٹھنا ہی شارح نے کہا مصنف من کا لفظ جو بعض پر دلالت کرتا ہی لایا اسواسطے کہ آداب وضو سوا متن کے اور بھی ہین فتح القدیر مین آداب وضو کو بیس اور
کئی تک پہونچایا ہی اور مین نے خزائن الاسرار مین (جو پہلے شرح لکھی تھی اس متن کی) ساٹھ اور کئی آداب تک نوبت پہونچائی ہم ماتن نے پندرہ مستحبات ذکر کیے اور شارح نے آٹھ
زیادہ کیے اور طحطاوی محشی نے سوا انکے چودہ بڑھائے تو سب ۳۷ مستحب ہوئے مستحبات مذکورہ طحطاوی یہ ہین حالت استنجا مین اُس انگوٹھی کا اُتار رکھنا جس پر اللہ تعالی
یا اُسکے رسول کریم کا نام پاک ہی اور مٹی کے برتن سے وضو کرنا اور دستگاہ آفتابہ کو تین بار دھونا اور آفتابہ وضو کو بائین طرف رکھنا اور اگر بڑا برتن طشت وغیرہ کے
مانند ہو اُسکو داہنی طرف رکھنا اور غسل کرنے مین آفتابہ کی دستگی پر ہاتھ رکھنا نہ اُسکے سر پر اور وضو کے جمیع افعال مین نیت کو ساتھ رکھنا اور وضو مین جلدی اور شتابی
نہ کرنا ایسا مذکور ہی فتاوی عالمگیری مین اور وضو کا برتن حاجت سے پہلے بھر رکھنا اور استنشاق کے وقت بائین ہاتھ سے ناک جھاڑنا اور بھون اور موچھ کے نیچے
پانی پہونچانا اور چہرہ دھونے کی ابتدا اوپر سے کرنا اور سر کا مسح مقدم سے شروع کرنا اور ہاتھ پانون کا دھونا انگلیون کے سرون سے شروع کرنا ایسا مذکور ہی معراج
الدرایہ مین کذا فی الطحطاوی **و دلک اعضائہ فی المرۃ الاولی** اور مستحب ہی اپنے اعضا کو ملنا اول بار کے دھونے مین ہم مصنف نے دلک اعضا کو مستحبات مین شمار کیا
اور خلاصہ مین کہا ہی کہ دلک اعضا ہمارے مذہب مین سنت ہی خصوصًا موسم سرما مین چنانچہ صاحب فتح القدیر نے کہا ہی لہذا شارح نے دلک اعضا کو سنتون مین شمار کیا کذا
فی الطحطاوی **و ادخال خنصرہ المبلولۃ صماخ اذنیہ عند مسحہما** اور مستحب ہی اپنی بھیگی چھنگلی کا داخل کرنا دونون کانون کے سوراخ مین اُنکے مسح کرنے کے وقت **و تقدیمہ**
علی الوقت لغیر المعذور اور نماز کے وقت سے پہلے وضو کرنا غیر معذور کو یعنی وہ معذور جسکا پیشاب اور ریح ہر وقت جاری ہی اُسکے حق مین تقدیم وضو کی مستحب نہین

مستحبات وضو

وہذہ احدی المسائل الثلث المستثناۃ من قاعدۃ الفرض افضل من النفل لان الوضوء قبل الوقت مندوب وبعدہ فرض اور یہ یعنی تقدیم وضو کا مسئلہ ایک ہی اُن
تینون مسئلون سے جو مستثنی ہین اس قاعدہ سے کہ فرض افضل ہی نفل سے اسواسطے کہ وضو وقت سے پہلے مستحب ہی اور وقت آنے کے بعد فرض ہی م قاعدہ
مذکورہ سے تین مسئلے خارج ہین اسواسطے کہ انمین نفل یعنے مستحب افضل ہی فرض سے الثانیۃ ابراء المعسر مندوب افضل من انظارہ الواجب دوسرا مسئلہ یہ ہی
کہ مفلس کو دین چھوڑ دینا مستحب ہی وہ افضل ہی مفلس کی مہلت دینے سے کہ وہ واجب ہی م مفلس مدیون کو مہلت دینا واجب ہی بموجب اس آیت کے (و
ان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ) یعنی اگر مدیون تنگدست ہو تو اُسکو مہلت دینا چاہیے کشادگی تک تو دیکھو یہان چھوڑنا جو مستحب تھا افضل ٹھہرا مہلت دینے
سے جو واجب ہی الثالثۃ الابتداء بالسلام سنۃ افضل من ردہ وہو فرض تیسرا مسئلہ یہ ہی کہ سلام کرنا سنت ہی سو افضل ہی سلام کے جواب دینے سے اور
حالانکہ جواب دینا فرض کفایہ ہی ونظمہ من قال ~ الفرض افضل من تطوع عابد ٭ حتی ولو قد جاء منہ بالاکثر ٭ الا التطہر قبل وقت وابتداء للسلام کذاک
ابراء معسر ٭ اور مسائل ثلثہ کو نظم مین بیان کیا ہی جس شاعر نے یون کہا ہی کہ فرض افضل ہی عابد کے نفل سے اگرچہ نفل کو اُسنے زیادہ تر کیا ہو فرض سے مگر طہارت
کرنا وقت سے پہلے اور ابتداء سلام اسی طرح مفلس کا دین چھوڑ دینا افضل ہی وقت آنے کے پہلے طہارت اور جواب دینے اور مہلت دینے سے وتحریک خاتمہ الواسع
اور مستحب ہی کشادہ انگوٹھی کا گھمانا اور پھیرنا وضو کے وقت ومثلہ القرط اور یہی حال کان کی بالی کا یعنی غسل کے وقت اسکا بھی پھیرنا مستحب ہی تاکہ پانی سوراخ کے
اندر پہونچ جاوے وکذا الضیق ان علم وصول الماء والا فرض اور اسی طرح تنگ انگوٹھی کی تحریک مستحب ہی اگر اُسکے نیچے پانی کا پہونچنا معلوم ہو گیا ہو اور اگر پانی کا پہونچنا
معلوم نہو تو اب تحریک اُسکی فرض ہی نہ مستحب وعدم الاستعانۃ بغیرہ الا لعذر اور غیر سے مدد نچاہنا وضو مین مستحب ہی مگر معذور کو استعانت مخالف استحباب نہین ہی
عذر یہ کہ برتن بھاری ہی اُٹھ نہین سکتا یا کہ وضو کرنے والا بیمار اور ضعیف ہی کذا فی الطحطاوی واما استعانتہ علیہ الصلوۃ والسلام بالمغیرۃ فلتعلیم الجواز اور رسول
کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا مدد چاہنا وضو مین مغیرہ بن شعبہ صحابی سے جواز استعانت کی تعلیم تھی م یہ جواب ہی اُس سوال مقدر کا کہ اگر استعانت غیر سے خلاف
استحباب ہوتی تو حضرت سے واقع نہوتی جواب دیا کہ یہ امر تعلیم جواز کے واسطے تھا اور شارع کو تعلیم افضل ہی مستحب سے کذا فی الطحطاوی مغیرہ بن شعبہ کی حدیث مین ہی
کہ مین حضرت کے ساتھ سفر مین تھا اور آپ شامی جبہ تنگ آستین کا پہنے تھے تنگی آستین سے ہاتھ نہ نکل سکا آپ نے اسفل آستین سے ہاتھ نکالا سو مین نے پانی
ڈالا آپ نے وضو کیا اور موزون پر مسح کیا مسلم اور بخاری نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہی امام غزالی نے کہا کہ تنگی آستین کی وجہ سے استعانت تھی اور بعضون
نے کہا سفر کی جہت سے کذا فی العینی وعدم التکلم بکلام الناس الا لحاجۃ تفوتہ اور مستحب ہی وضو مین نہ بولنا آدمیون کی سی بات کا مگر اُس حاجت کیواسطے بولنا
خلاف استحباب نہین جو بدون بولے فوت ہوتی ہو والجلوس فی مکان مرتفع تحرزا عن الماء المستعمل اور مستحب ہی وضو کرنے کو اونچے مکان پر بیٹھنا مستعمل پانی سے
بچنے کو اگرچہ صحیح قول مین مستعمل پانی طاہر ہی لیکن اختلاف سے بچنے مین احتیاط ہی وعبارۃ الکمال وحفظ ثیابہ عن التقاطر وہی اشمل اور شیخ کمال الدین صاحب
فتح القدیر کی عبارت یون ہی کہ بچانا کپڑون کا تقاطر سے مستحب ہی اور یہ عبارت بنسبت ماتن زیادہ تر صورتون کو شامل ہی اسواسطے کہ کبھی وضو کرنے والا اونچے
مکان پر ہوتا ہی اور چھینٹون سے نہین بچتا کذا فی الطحطاوی والجمع بین نیۃ القلب وفعل اللسان اور مستحب ہی جمع کرنا دل کی نیت مین اور زبان کے لفظ
مین یعنی دل کی نیت کے ساتھ زبان سے بھی کہے کہ وضو کرتا ہون رفع حدث[۱] یا استباحۃ صلوۃ یا امتثال امر کیواسطے ہذہ رتبۃ وسطی بین من سن التلفظ بالنیۃ ومن
کرہہ لعدم نقلہ عن السلف اور یہ یعنی زبانی قول کو مستحب کہنا میانہ روی ہی دو قول مین ایک قول اس شخص کا جو سنت کہتا ہی زبانی نیت کرنے کو چنانچہ امام شافعی
اور دوسرا قول اُسکا جو زبانی نیت کو مکروہ کہتا ہی کیونکہ نیت کو زبان سے کہنا سلف سے یعنی صحابہ اور تابعین سے منقول نہین م یعنی استحباب رتبہ ہی سنت
کہنے اور مکروہ کہنے کے درمیان تو جمع کرنا نیت دلی اور تلفظ زبانی کا متوسط رتبہ ٹھہرا وخیر الامور اوسطہا والتسمیۃ کما مر عند غسل کل عضو وکذا الممسوح اور
بسم اللہ کہنا چنانچہ مذکور ہو چکا ہر عضو کے دھونے کے وقت مستحب ہی اور اسی طرح مسح کرنے کے وقت م ابتداء وضو مین بسم اللہ کہنا سنت ہی اور ہر عضو کے

[۱] رفع حدث یعنے وہ
سبب کو جو وضو ہونے
سے اور استباحۃ صلوۃ
یعنے نماز کے مباح ہو جانے
کیلیے اور امتثال امر
یعنے حکم ماننے کیواسطے
۱۲ اور بغیر کلام
درمیان ہوتے ہین ۱۲

مین ہم شرح الطحطاوی مین ہرکہ مضمضہ کرنے کے وقت کہے (اللّٰہم اعنی علی تلاوۃ القرآن وذکرک وشکرک وحسن عبادتک) اور استنشاق کیوقت کہے (اللّٰہم ارحنی رائحۃ الجنۃ ولا ترحنی رائحۃ النار)
چہرہ دھونے کے وقت کہے (اللّٰہم بیّض وجہی یوم تبیض وجوہ اولیائک) اور داہنے ہاتھ دھونے کے وقت کہے (اللّٰہم اعطنی کتابی بیمینی وحاسبنی حسابا یسیرا)
اور بایان ہاتھ دھونے کے وقت کہے (اللّٰہم لا تعطنی کتابی بشمالی ولا من وراء ظہری) اور سر کے مسح کرنے کے وقت کہے (اللّٰہم اظلنی تحت ظل عرشک یوم لا ظل الا
ظل عرشک) اور کانون کے مسح کرنے کے وقت کہے (اللّٰہم اجعلنی من الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ) اور گردن کے مسح کرنے کے وقت کہے (اللّٰہم اعتق رقبتی
من النار) اور دونون پانون دھونے کے وقت کہے (اللّٰہم ثبت قدمی علی الصراط یوم تزل الاقدام) رافعی شافعی نے کہا کہ یہ خبر صالحین سے مروی ہر اور محی الدین
نووی نے روضہ مین کہا کہ اس دعا کی کچھ اصل نہین ابن صلاح نے کہا کہ اسمین کوئی حدیث صحیح نہین مین کہتا ہون مستغفری نے دعوات مین اور صاحب فردوس
نے اور ابن عساکر نے اسمین بطریق ضعیفہ علی مرتضی رضؓ سے روایت کی ہر اور ابن حبان نے ضعفا مین انسؓ سے اور مستغفری نے براء بن عازب کی حدیث سے اسیطرح کی روایت
کی اور اسناد اُسکی واہی اور ضعیف ہر کذا فی العینی وقد رواہ ابن حبان وغیرہ عنہ علیہ الصلوۃ والسلام من طرق قال محقق الشافعیۃ الرملی فیعمل بہ فی فضائل الاعمال
وان انکرہ النووی اور البتہ ادعیۃ مذکورہ کی حدیث کو ابن حبان وغیرہ نے رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کی ہر چند طریقون سے محقق شافعی مذہبون
کے یعنی شمس الدین محمد رملی نے کہا تو ایسی حدیث پر عمل کرنا چاہیے اعمال کے فضائل مین اگرچہ محی الدین نووی شافعی نے اسکا انکار کیا ہر ہم جب حدیث ضعیف کے چند
طریقے اسناد کے ہوئے تو ایک دوسرے کی تقویت کرتا ہر تو وہ حدیث صرف ضعیف نہین رہتی بلکہ وہ مرتبہ حسن کو چڑھجاتی ہر اہل حدیث اسکو حسن لغیرہ کہتے ہین ابن حجر نے
شرح اربعین مین لکھا کہ فضائل اعمال مین عمل بحدیث ضعیف اسواسطے جائز ہوا کہ اگر وہ حدیث نفس الامر مین صحیح ہر تو عمل کرنے سے اُسکا حق ادا ہوا اور اگر صحیح نہین ہر تو عمل
کرنے سے تحلیل اور تحریم کا کچھ فساد مترتب نہوا اور نہ غیر کی حق تلفی ہوئی ایک حدیث مین وارد ہر کہ جسکو میری طرف سے ثواب عمل کرنے کا پہونچا سو اُسنے اُسپر عمل کیا تو اسکو اجر
ملیگا اگرچہ مین نے اسکو نکہا ہو کذا فی الطحطاوی شارح نے رملی کو موصوف بصفت محقق شافعیہ کہا تا کہ خیر الدین رملی حنفی کا لوگون کو دھوکا نہو شیخ عابد سندھی مدنی نے طوالع
الانوار حاشیہ در المختار مین تصریح کی ہر کہ محقق شافعیہ سے مراد شمس الدین محمد رملی ہر فائدہ یہ فائدہ شارح نے مناسب مقام کے بیان کیا شرط العمل بالحدیث الضعیف عدم شدۃ
ضعفہ حدیث ضعیف پر عمل کرنے کی شرط ہر کہ نہایت ضعیف نہو ہم شدید الضعیف وہ حدیث ہر جسکا کوئی طریقہ کذاب یا متہم بالکذب سے خالی نہو قال الطحطاوی کذا قال
ابن حجر وان یدخل تحت اصل عام اور یہ شرط ہر کہ قاعدہ کلیہ شرعی کے تحت مین ہو ہم وہ قاعدہ بیان دعا کی مطلوبیت ہر کیونکہ دعا کرنا عام ہر ہر وقت مین کذا فی الطحطاوی
وان لا یعتقد سنیۃ ذلک الحدیث اور یہ شرط ہر کہ اس حدیث ضعیف کے مسنون ہونے کا اعتقاد نہو یعنی یہ یقین نکرے کہ یہ قولاً یا فعلاً حضرت سے ثابت ہر لیکن علی سبیل
الاحتمال کوئی مانع نہین کذا فی الطحطاوی واما الموضوع فلا یجوز العمل بہ بحال ولا روایتہ الا اذا قرن ببیان وضعہ اور موضوع حدیث پر عمل کرنا تو کسی حال مین جائز نہین
اور اسکا نقل کرنا جائز ہر مگر جبکہ نقل کے ساتھ اُسکے موضوع ہونے کو بیان کردے تو اس شرط سے البتہ روایت درست ہر چنانچہ اسیطرح بیان موضوعات مین
محدثین نے کتابین تالیف کی ہین ہم موضوع جھوٹی حدیث کو کہتے ہین اور افترا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بالاتفاق حرام ہر اور بعضون نے اسکو کفر کہا ہر حدیث صحیح
مین وارد ہر جسنے مجھپر جوڑکے وہ کہا جو مین نے نہین کہا تو وہ شخص اپنا نشست گاہ دوزخ مین سے ٹھہرا دے کذا فی الطحطاوی والصلوۃ والسلام علی النبی بعدہ ای
بعد الوضوء لکن فی الزیلعی ای بعد کل عضو اور مستحب ہر صلوۃ اور سلام کا کہنا نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر بعد وضو کے لیکن زیلعی مین وضو کے ہر عضو کے بعد درود پڑھنے کو مستحب
کہا ہر وان یقول بعدہ ای الوضوء اللّٰہم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین اور مستحب ہر کہ وضو کے بعد یہ دعا پڑھے (اللّٰہم اجعلنی من التوابین واجعلنی
من المتطہرین) ہم مسلم مین عمر فاروقؓ سے روایت ہر کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو وضو کامل کرے پھر کہے (اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان
محمدا عبدہ ورسولہ) اُسکے واسطے آٹھون دروازے بہشت کے کھولے جاوین جس دروازے سے چاہے بہشت مین داخل ہو ترمذی کی روایت مین اتنا اور زیادہ ہر

اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین) لیکن اسکی اسناد مین اضطراب ہی اور مستدرک حاکم مین ابو سعید خدری سے یون روایت ہی کہ جو وضو کرے پھر کہے (سبحانک[٥١] اللھم وبحمدک اشھدان لاالہ الاانت استغفرک واتوب الیک) تو لکھا جاویگا ورق مین پھر اسپر مہر ہوگی اور نہ ٹوٹیگی قیامت کے دن تک اس روایت کے رفع اور وقف مین اختلاف ہی لیکن نسائی اور طبرانی نے اسکے موقوف ہونے کی تصحیح کی ہی اور نووی نے جواز کا اور شرح مہذب مین مرفوع اور موقوف ہونے کی تضعیف کی سو غلط ہی اسلیے کہ موقوف کے صحیح ہونے مین شک نہین کذافی العینی شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح سفر السعادۃ مین نسائی اور ابن السنی سے ابو موسی اشعری کی روایت کی کہ مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے وضو کا پانی لایا آپنے وضو کیا پھر مین نے سنا کہ آپ فرماتے تھے (اللھم[٥٢] اغفرلی ذنبی ووسع لی فی داری وبارک لی فی رزقی وان یشرب بعدہ من فضل وضوئہ کماء زمزم مستقبل القبلۃ قائما او قاعدا اور مستحب ہی وضو کے بعد کچھ وضو کا بچا پانی پینا زمزم کے پانی کے مانند قبلہ رو کھڑے ہوکر یا بیٹھکر وفیما عداھما یکرہ قائما تنزیہا اور وضو اور زمزم کے پانی کے سوا اور پانی کھڑے ہوکر پینا مکروہ تنزیہی ہی یعنی اسواسطے کہ اسمین طب کی راہ سے مضرت ہی نہ دین کی راہ سے کذا فی الطحطاوی وعن ابن عمر کنا ناکل علے عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نمشی ونشرب ونحن قیام اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین کہاتے تھے چلنے کی حالت مین اور پیتے تھے کھڑے ہوئے ہم شارح نے اس روایت سے ثابت کیا کہ کھانا چلتے ہوئے اور پینا کھڑے ہوے جائز ہی ورخص للمسافر شربہ ماشیا اور اجازت ہی مسافر کو پانی پینے کی چلتے ہوئے ومن الآداب تعاہد موقیہ وکعبیہ وعرقوبیہ واخمصیہ اور مستحبات سے ہی خبرگیری اپنی دونون آنکھونکے کویون کی اور دونون ٹخنون کی اور دونون ایڑیون کی اور دونون تلوون کے اندر کی یعنی وضو کے اندر ان مقامون مین پانی پہونچانا اور انسے غافل نرہنا مستحب ہی اسواسطے کہ اونچے نیچے ہونے کے سبب سے ان مقامات مین کبھی تھوڑی خشکی باقی رہجاتی ہی واسطہ حدیث صحیح بخاری ومسلم مین وارد ہی کہ (ویل للاعقاب من النار یعنی خرابی ہی ایڑیون کے واسطے دوزخ کی آگ سے یعنی جن ایڑیون مین خشکی رہگئی وضو کرنے مین غفلت سے واطالۃ غرتہ وتحجیلہ اور مستحب ہی دراز کرنا چہرہ اور ہاتھ پانون کے دھونے کا یعنے اعضاء مغسولہ کے حدود معینہ سے زیادہ دھونا مستحب ہی صحیحین اور نسائی مین ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت غرا محجلین آدینگے وضو کے آثار سے سو جس سے ہو سکے اپنا غرہ بڑھانا وہ کرے اور دوسری روایت مین ہی کہ ابو ہریرہ نے وضو کیا سو اپنا چہرہ دھویا اور دونون ہاتھون کو دھویا یہانتک کہ قریب تھا کہ دونون مونڈھون تک پہونچا پھر دونون پانون دھوئے پنڈلیون تک پھر حدیث مذکور پڑھی غرہ کہتے ہین گھوڑے کے چہرہ کی سفیدی کو اور تحجیل کہتے ہین اسکے ہاتھ پانون کی سفیدی کو اور یہ زینت ہی گھوڑے کے حق مین تو حدیث مین غرہ اور تحجیل استعارہ ہی انسان کے واسطے وضو کے آثار مین کذا فی التیسیر یعنے متوضی کا چہرہ اور ہاتھ پانون روشن ہونگے وضو کے آثار سے تو حدود معینہ سے زیادہ کرنا مستحب ٹھہرا طحطاوی نے علی زادہ کی شرح شرعہ سے نقل کیا کہ دونون ہاتھون کا دھونا نصف بازو تک اور پانون کا دھونا نصف ساق تک مستحب ہی وغسل رجلیہ بیسارہ اور مستحب ہی دونون پانون کا دھونا بائین ہاتھ سے وبلھما عند ابتداء الوضوء فی الشتاء اور مستحب ہی دونون پانون کا پانی سے چپڑنا ابتداء وضو مین جاڑے کے موسم مین ہم فتاوی عالمگیری مین بدائع سے تعمیم اعضاء مذکور ہی اسطرح کہ خلف بن ایوب نے کہا کہ لائق یون ہی کہ سرما مین اعضا کو پانی سے چپڑے تیل ملنے کی طرح پھر اسپر پانی روان کرے اسواسطے کہ سرما مین پانی عضو پر خوب نہین پھیلتا ہی کذا فی الطحطاوی والتمسح بمندیل اور مستحب ہی اعضا کو پونچھنا رومال سے ہم یعنے موضع استنجا کو کپڑے سے پونچھنا مستحب ہی ایسا ہی فتح القدیر مین اور عالمگیری مین ہی کہ باقی اعضاء وضو کو نہ پونچھے اُس کپڑے سے جس سے موضع استنجا کو پونچھا تو اور کپڑے سے پونچھنا درست ہی اور معراج مین ہی کہ لائق یہ ہی کہ بمبالغہ نہ پونچھے کذا فی الطحطاوی عینی نے کہا کہ بعد وضو کے رومال وغیرہ سے پونچھنے مین علما کا اختلاف ہی سو ہمارا مذہب یہ ہی کہ لاباس بہ یعنی کچھ مضائقہ نہین اور ترک افضل ہی اور امام شافعی کے نزدیک صحیح قول یہ ہی کہ مکروہ نہین لیکن اسکا ترک مستحب ہی اور بعضون نے کہا کہ موسم گرما مین مکروہ ہی اور سرما مین سردی کے عذر سے مکروہ نہین اور ابن شاہین نے جو ناسخ اور منسوخ مین عدم مسح کی حدیث روایت کی ہی اور ترمذی نے جو حدیث آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے پونچھنے کی روایت کی ہی سو دونون حدیثین ضعیف ہین انتہی ما فی العینی مختصراً وعدم نفض یدہ اور مستحب ہی ہاتھ کا نہ جھاڑنا اسواسطے کہ جھاڑنا طہارت کی کراہت اور بیزاری پر دلالت کرتا ہی کذا فی الطحطاوی

[٥١] پاکی بیان کرتا ہوں تیری ای اللہ اور تیری حمد کے ساتھ میں گواہی دیتا ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں ١٢

[٥٢] الٰہی بخش دے میرے گناہ اور وسعت کر دے میرے واسطے بیچ مکان میں اور برکت دے میرے رزق میں ١٢

وقراۃ سورۃ القدر اور مستحب ہی سورہ انا انزلنا کا پڑھنا وضو کے بعد شارح فیہ نے اسپر بہت ثواب ذکر کیا ہی کذافی الطحطاوی وصلوٰۃ رکعتین فی غیر وقت کراہۃ
اور مستحب ہی بعد وضو کے دو رکعت کا پڑھنا سوائے وقت کراہت کے اس نماز کو تحیۃ الوضو کہتے ہین صحیح مسلم وغیرہ مین عقبہ بن عامر سے مروی ہی کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین کوئی ایسا مسلمان جو وضو کرے اچھی طرح سے پھر کھڑا ہو اور دو رکعت نماز پڑھے دونون رکعتون پر متوجہ ہوکر اپنے دل اور
چہرے سے مگر اُسکے واسطے جنت واجب ہوگئی کذافی تیسیر الوصول الی جامع الاصول یعنے حضور ظاہری اور باطنی پر جنت کا وعدہ ہی **ومکروہ لطم الوجہ او**
غیرہ بالماء تنزیہا اور مکروہ تنزیہی ہی چہرہ وغیرہ پر پانی کو زور سے مارنا والتقتیر والاسراف اور حاجت سے کم وبیش کرنا کمی کی صورت یہ ہی کہ غسل اعضا
مین تیل کے مانند پانی چپڑے بلکہ اچھی طرح اعضا پر تین بار پانی کو روان کرے ومنہ الزیادۃ علی الثلث اور منجملہ اسراف کے ہی تین بار سے زیادہ دھونا لیکن
تسکین دل یا وضو پر دوسرے وضو کے قصد سے زیادت درست ہی چنانچہ مذکور ہوچکا ہم بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی مین حدیث صحیح ثابت ہی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مُد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے غسل فرماتے تھے اور بعضے روایات مین کم وبیش بھی آیا ہی اور صاع چار مد کا ہوتا ہی
اور مُد دو رطل کا اور رطل بیس استار کا ہر استار ساڑھے چار مثقال کا اور مد اور من شرعی ایک ہی چیز ہی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام خود پانی وضو کا کم صرف
کرتے اور بہت پانی بہانے سے منع فرماتے اور فرماتے کہ میری امت مین وہ لوگ پیدا ہونگے جو وضو مین تعدی اور تجاوز حد سے کرین اور فرماتے تھے کہ وضو کا ایک
شیطان ہی نام اُسکا ولہان ہی تو پانی کے وسواس سے پرہیز کرو کذافی سفر السعادۃ وشرحہ آب چونکہ ہر مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہی تو مد اور من شرعی لکھنو کے
سیر کے حساب سے تخمینا تین پاؤ پختہ کا ہوا اسواسطے کہ لکھنو کا پختہ سیر ۹۶ روپے کا ہی اور ہر روپیہ گیارہ ماشہ کا اور صاع جس سے غسل سنت ہی تین سیر سے زائد کا
عادت ہوگئی ہی پانی کے اسراف کی لہذا اکثر لوگ اسقدر پانی مین متحیر ہوتے ہین اگر تنگ ٹونٹی کے لوٹے سے باحتیاط وضو کرین اسطرح سے کہ بدن پر پانی گرے
زمین پر بیفائدہ نگرے تو تین پاؤ پانی سے بخوبی وضو ہوسکتا ہی اسکا ضرور اہتمام کرنا چاہیے تاکہ سنت پر عمل کرنے کا ثواب حاصل ہو اور اسراف مکروہ سے اجتناب فیہ
تحریما لو بماء النہر والمملوک لہ پانی مین اسراف مکروہ تحریمی ہی اگرچہ نہر کے پانی سے یا اپنے مملوک پانی سے وضو ہو ہم مکروہ تحریمی شیخین کے نزدیک حرام نہین حرام
سے قریب ہی اور محمد رح کے نزدیک مکروہ تحریمی حرام ہی بعینہ اما الموقوف علی من یطہر ومنہ ماء المدارس فحرام اور وہ پانی جو طہارت کرنے والون پر وقف کیا گیا اور
وقف کی قسم سے ہی مدرسون کا پانی سو اسمین تو اسراف کرنا حرام ہی بالاتفاق **وتثلیث المسح بماء جدید** اور تین بار مسح کرنا نئے پانی سے مکروہ ہی اما بماء واحد
فمندوب او مسنون اور ایک ہی پانی سے تین بار مسح کرنا تو مستحب ہی یا مسنون چنانچہ منح الغفار مین زیلعی سے منقول ہی ہم ہدایہ مین اسکو مشروع کہا ہی اور عینی نے
کہا کہ مسنون ہونے کی بھی امام سے روایت ہی اور صحیح قول امام سے ترک تثلیث کا ہی انتہی ومن منہیاتہ التوضی بفضل ماء المراۃ اور وضو کی ممنوعات سے
عورت کے وضو یا غسل کے باقی رہے پانی سے وضو کرنا ہم اسواسطے کہ شاید اس سے مرد کو کچھ تلذذ حاصل ہو یا یہ وجہ ہی کہ اکثر عورتون کو نجاست سے محافظت کمتر
ہوتی ہی اور یہ کراہت تنزیہی پر دلالت کرتا ہی کذافی الطحطاوی او فی موضع نجس لان لماء الوضوء حرمۃ یا مکروہ ہی وضو کرنا ناپاک مکان مین اسلیے کہ وضو کے پانی کی
کچھ حرمت ہی ہم طحطاوی نے کہا اور یہ بھی وجہ ہی کہ وہان نجاست کی چھینٹون کے پڑنے کا خوف ہی او فی المسجد الا فی اناء یا مکروہ ہی وضو کرنا مسجد کے اندر مگر مسجد مین
برتن کے اندر وضو جائز ہی او فی موضع اعد لذلک یا وضو جائز ہی مسجد کے اُس مکان مین جو وضو کرنے کو بنایا گیا چنانچہ اس ملک مین مسجد کے لب فرش وضو
کے واسطے بنائے ہین والقاء النخامۃ والامتخاط فی الماء اور مکروہ ہی تھوکنا اور سنکنا پانی مین یعنی اگرچہ آب جاری ہو طحطاوی نے کہا یہ کراہت تنزیہی ہی اسواسطے
کہ انکے ترک کرنے کو مستحبات مین شمار کیا ہی وینقضہ خروج کل خارج نجس بالفتح ویکسر منہ ای من المتوضی الحی اور وضو کو توڑتا ہی نکلنا ہر ناپاک چیز نکلنے والی کا
زندہ وضو کرنے والے سے شارح نے کہا نجس بفتح جیم ہی اور کبھی جیم کو کسرہ یعنی زیر بھی دیا جاتا ہم نجس بفتح جیم عین نجاست کا نام ہی اور بکسر جیم اسکا نام ہی جو ناپاک
ہو تو یہ عام تر ہی تو متن مین دونون طرح ہوسکتا ہی مگر فتحہ جیم کا الیق ہی کہ تکلف سے دور ہی اور لغت کی رُو سے دونون مین کچھ فرق نہین چنانچہ مغرب الفائق مین ہی نجس کی

ف
مقدار صاع ومد بحساب وزن

ف
نواقض وضوء

قیدسے مردہ نکل گیا اسواسطے کہ خروج نجاست کا مردے سے ناقض اُسکے وضو کا نہین بلکہ موضع نجاست کا دھونا چاہیے کذا فی الطحطاوی معتادًا او لا ای نجس خارج عادت کی
چیز ہو چنانچہ بول اور براز یا عادت کی چیز نہ ہو چنانچہ خون کا نکلنا من السبیلین او لا بول و براز کی راہ سے نجاست نکلے یا نہین الی ما یطہر بالبناء للمفعول ای
ما یلحقہ حکم التطہیر ناقض وضو ہی نکلنا نجاست کا اُس مقام تک بدن سے جو طاہر کیا جاتا ہی یعنی جسکے پاک کرنے کا حکم لاحق ہوتا ہی وضو یا غسل مین ثم المراد بالخروج
من السبیلین مجرد الظہور پھر اسکو معلوم کر کہ خروج سبیلین سے مراد فقط ظاہر ہونا ہی بدون سیلان کے یعنے جب نجاست بول اور براز کی راہ سے ظاہر ہوئی
خروج متحقق ہوا اور وضو ٹوٹ گیا اگر سیلان نہو محیط مین ہی کہ حد خروج کی انتقال ہی باطن سے ظاہر کی طرف اور یہ معلوم نہین ہوتا ہی مگر بسبب سیلان
کرنے کے موضع نجاست سے اسلیے خروج کی تعبیر سیلان سے کی برخلاف اُسکے اگر نجاست ظاہر ہوئی سبیلین کے سرے پر کہ وہ وضو کی ناقض ہی اگرچہ سائل نہوئی
اسواسطے کہ راس سبیلین نجاست کا مکان نہین ہی وہان تو نجاست آتی ہی اپنے مکان اصلی سے منتقل ہو کر تو انتقال نجاست کا ظہور سے معلوم ہوا تو ظہور کو
خروج کے قائم مقام کر دیا کذا فی الدرر للملا خسرو و فی غیرہما عین السیلان اور سبیلین کے سواے مین خروج بعینہ سیلان ہی یعنی بہنا ہی نکلنا ہی ثم سیلان یعنی بہنے
کی حد یہ ہی کہ نجاست زخم کے اوپر آوے پھر وہان سے ڈھلجاے ایسا بیان کیا ہی ابو یوسف رح نے اسواسطے کہ جبتک خون یعنی سر زخم سے ڈھلنا پایا نجائیگا تو اپنے
مکان سے نجاست کا انتقال نہو گا کیونکہ جبتک خون سر زخم کے موازی اور سامنے ہی وہی اُسکا مکان اصلی ہی اور اسی تقریر سے معلوم ہو گیا کہ غیر سبیلین مین خروج
عین سیلان ہی کذا فی الدر الحاصل سبیلین مین خروج نجاست کا تحقق فقط ظاہر ہو جانے سے ہوتا ہی اگرچہ سیلان نہو اور غیر سبیلین مین یعنی زخم وغیرہ مین خروج
ثابت نہو گا بدون سیلان کے ولو بالقوۃ لما قالوا لو مسح الدم کلما خرج ولو ترکہ لسال نقض والا لا اگرچہ سیلان بالفعل نہو بلکہ بالقوۃ ہو یعنی بہنے کی لیاقت اور
قابلیت رکھتا ہو تو ناقض ہو گا اسلیے کہ فقیہون نے کہا ہی کہ اگر خون نکلنے کو پونچھتا رہا اور بہنے نہ دیا لیکن اگر نہ پونچھتا تو بہتا تو ایسا خون وضو کو توڑتا ہی اور
جو ایسا نہین وہ ناقض نہین یعنی اگر بہنے کے لائق نہین وہ وضو کو نہین توڑتا کما لو سال فی باطن عین او جرح او ذکر ولم یخرج جیسے وضو کو نہین توڑتا وہ خون
جو بہا آنکھ کے اندر یا زخم کے اندر یا نائزے کے اندر اور باہر نہ نکلا اسواسطے کہ ان مواضع کا دھونا نہ وضو مین لازم ہی نہ غسل مین یہ مختزز ہی قولہ یلحقہ حکم التطہیر کا وکدمع
وعرق الا عرق مدمن الخمر فناقض علی ما سیذکرہ المصنف ولنا فیہ کلام اور جیسے آنسو اور پسینا وضو کو نہین توڑتا اسلیے کہ نجس نہین مگر دائم الخمر کا پسینا تو وضو
کا ناقض ہی بنا بر اُس قول کے جسکو مصنف ذکر کریگا آخر کتاب فوائد شتے مین اور ہمکو نہین گفتگو ہی ثم حاصل کلام شارح یہ ہی کہ وہ قول ضعیف اور تخریج غریب ہی
تو اعتماد کے لائق نہین کذا فی الطحطاوی وخروج غیر نجس مثل ریح او دودۃ او حصاۃ من دبر اور وضو کو توڑتا ہی نکلنا پاک چیز کا مقعد سے چنانچہ
ہوا یا کیڑا یا پتھری ہم ریح اگرچہ ناپاک نہین قول صحیح مین چنانچہ زاہدی وغیرہ بین ہی مگر وضو کی ناقض ہی نجس کی مجاورت کے سبب سے اور کیڑے اور پتھری
وغیرہ پر اگرچہ نجاست قلیل ہی لیکن انکا نکلنا سبیلین سے ناقض وضو ہی چنانچہ درر مین مصحح ہی کذا فی المنح لا خروج ذلک من جرح ناقض وضو نہین نکلنا
ریح اور کیڑے اور پتھری کا زخم سے ولا خروج ریح من قبل غیر مفضاۃ اور ناقض وضو نہین نکلنا ریح کا اُس عورت کی فرج سے جو مفضاۃ نہین ہی
اما ہی فیندب لہا الوضوء وقیل یجب وقیل لو منتنۃ لیکن مفضاۃ کو تو وضو کرنا مستحب ہی فرج کے ریح نکلنے سے اور بعضون نے کہا واجب ہی اور بعضون نے کہا کہ اگر
بدبو ہی ریح مین تو واجب ہی وضو اور نہین تو نہین ثم مفضاۃ وہ عورت ہی جسکی دونون راہین ایک ہو گئین درمیان کا پردہ پھٹ کر او ذکر لانہ اختلاج او ناقض وضو نہین
نائزے کی ریح اسواسطے کہ یہ اختلاج ہی یعنی عضو کا پھڑکنا ہی درحقیقت خروج ریح نہین ثم مصنف نے اپنی شرح منح الغفار مین کہا کہ فرج اور ذکر
کی ریح اسواسطے وضو کی ناقض نہین کہ وہ نجاست کے مقام سے نہین اُٹھی اور ریح ناقض نہین ہوتی مگر اسی وجہ سے اور یہ وجہ نہین ہی کہ ریح خود نجس ہی
حتے لو خرج ریح من الدبر وہو یعلم انہ لم یکن من الاعلی فہو اختلاج فلا ینقض یہانتک کہ اگر خارج ہوئی ریح مقعد سے اور وہ جانتا ہی کہ اوپر
سے نہین اتری تو وہ بھی اختلاج ہی درحقیقت خروج نہین تو ناقض وضو نہو گا کذا فی المنح عن الخلاصۃ وانما قید بالریح لان خروج الدودۃ

۹۷
یعنی شارح نے جو
کہا تھا کہ اس مقام
تک بھی جسکا پاک کرنا
کا حکم لاحق ہو تو اُن
وضو اور غسل سے احتراز
کے لیے تھا ۱۲ *

والحصاۃ منہما ناقض اجماعا کما فی الجوہرۃ اور مصنف نے ریح کی قید نہین لگائی مگر اسواسطے کہ کیڑے اور پتھری کا نکلنا فرج اور ذکر سے وضو کا توڑنے والا ہی
بالاتفاق چنانچہ جوہرہ مین مذکور ہی م اسی طرح غایہ مین مصرح ہی اور سراج وہاج مین اسپر اجماع نقل کیا ہی لیکن زیلعی نے اُس کیڑے مین جو فرج سے نکلا ہی
خلاف نقل کیا ہی اور اسیطرح شارح وقایہ نے کذا فی المنح ولا خروج دودۃ من جرح او اذن او انف او فم وکذا لحم سقط منہ لطہارتہما وعدم
السیلان فیما علیہما وہو مناط النقض اور وضو کو نہین توڑتا نکلنا کیڑے کا زخم سے یا کان سے یا ناک سے یا مُنہ سے اور اسی طرح ناقض وضو نہین وہ
گوشت جو گر پڑا زخم سے بسبب پاک ہونے کیڑے اور گوشت کے اور نہ بہنے اُس رطوبت کے جو اُن دونون پر ہی اور سیلان یہی مدار ہی وضو توڑنے کا
یعنی غیر سبیلین مین م زخم کا کیڑا پیدا ہوا ہی گوشت سے اور گوشت پاک ہی برخلاف اُس کیڑے کے جو مقعد سے نکلا کہ وہ نجاست سے پیدا ہوا ہی اور گوشت
کی طہارت اُس شخص کے حق مین ہی اسواسطے کہ فقہا نے کہا کہ جو چیز زندہ سے جدا ہوئی وہ مردار کے مانند ہی مگر اُسی زندہ کی ذات کے حق مین یہانتک کہ اگر اسکو
وہ لیے رہیگا تو نماز اسکی فاسد نہو گی تو حلبی کا یہ اشکال ساقط ہو گیا کہ گوشت یعنے ساقط گوشت نجس ہی نہ طاہر کذا فی الطحطاوی والمخرج بعصر والخارج
بنفسہ سیان فی حکم النقض علے المختار کما فی البزازیۃ قال لان فی الاخراج خروجا فصار کالفصد وفی الفتح عن الکافی انہ الاصح واعتمدہ القہستانی وفی القنیۃ
وجامع الفتاوی انہ الاشبہ ومعناہ انہ الاشبہ بالمنصوص روایۃ والراجح درایۃ فیکون الفتوی علیہ اور جو خون وغیرہ زخم اور پھوڑے سے نکالا گیا دابنے
اور نچوڑنے سے اور جو آپ سے نکلا دونون برابر ہین وضو توڑنے کے حکم مین بنا بر قول مختار کے چنانچہ بزازیہ مین ہی اسکے مصنف یعنی بزازی نے کہا
اسواسطے کہ نکالنے مین نکلنا بھی ثابت ہی یعنی خروج اخراج کو لازم ہی تو نکلنا فصد کے مانند ہو گیا یعنی فصد بالاتفاق ناقض ہی باوجود اخراج کے اور فتح القدیر
مین کافی سے منقول ہی کہ مخرج کا ناقض ہونا صحیح تر قول ہی اور اسپر قہستانی شارح نقایہ نے اعتماد کیا ہی اور قنیہ اور جامع الفتوی مین ہی کہ یہی قول اشبہ ہی
اور اشبہ کا مطلب یہ ہی کہ قول مذکور زیادہ تر مشابہت رکھتا ہی اُس قول سے جو منصوص ہی روایت کی راہ سے یعنی فصد سے اور اُس قول سے جو راجح ہی
اور عقل کی راہ سے تو بموجب نقول مذکورہ کے اسی پر فتویٰ ہو گا م مخرج کا ناقض ہونا عالمگیری مین وجیز کردری اور قنیہ اور شرح منیہ سے منقول ہی اور حسن چلپی کے
حاشیہ شرح وقایہ مین بھی قول تتمہ اور خلاصہ اور کافی اور شمس الائمہ سرخسی سے مذکور ہی حجامت اور فصد اور مص علق پر قیاس کرنے سے اگرچہ محشی مذکور نے
قیاس مذکور کو غیر مستقیم کہا ہی اور خارج بنفسہ اور مخرج بالعصر مین تفرقہ ثابت کیا ہی لیکن بقول علامہ عینی کے باب عبادت مین مخرج کے ناقض ٹھہرانے مین
احتیاط ہی اگرچہ صاحب ہدایہ اور شارح وقایہ اور ظہیریہ کے مصنف اسکو ناقض نہین کہتے وینقضہ قی ملاء فاہ بان یضبط بتکلف اور ناقض وضو قے ہی منہ بھر کے
اسطرح پر کہ بہت تکلف سے مُنہ کے اندر تھم سکے م اور ینابیع مین کہا کہ قول صحیح یہ ہی کہ مُنہ بھر کے قے وہ ہی جسکے روکنے پر قدرت نہو کذا فی الطحطاوی من مرۃ بالکسر
ای صفراء او علق ای سوداء قے مذکور ناقض ہی صفرا سے ہو یا سودا سے مرہ بکسر میم و تشدید را عبارت ہی صفرا سے یعنے زرد کڑوا پانی اور علق بفتح عین و لام
عبارت ہی سودا سے م قاموس مین ہی کہ علق بالتحریک خون ہی مطلق یا نہایت سُرخ یا غلیظ یا بستہ خون طحطاوی نے کہا یہان خون بستہ مراد ہی خون بستہ کی
قید اسلیے لگائی کہ اگر خون سائل ہو تو ناقض ہی اگرچہ مُنہ بھر کے قے نہو انتہی قولہ شارح نے علق کو سودا کہا حالانکہ یہان علق سے خون بستہ مراد ہی اسواسطے کہ خون
بستہ نہین ہوتا مگر احتراق سے ہر خلط سودا ہو جاتا ہی تو علق خون حقیقی نرا سودا ہو گیا کذا فی العینی واما العلق النازل من الراس فغیر ناقض اور جو خون
بستہ کہ سر سے اُترا وہ تو وضو کو نہین توڑتا او طعام او ماء اذا وصل الی معدتہ وان لم یستقر یا قے ہو کھانے یا پانی کی جبکہ کھانا یا پانی پیٹ تک پہونچ گیا
اگرچہ اُسمین نہ ٹھہرا فوراً اگر پڑا ناقض ہی وضو کا م اور حسن کا قول یہ ہی کہ اگر طعام اور پانی فوراً گر پڑا تو ناقض نہین مجتبیٰ مین اسکو مختار کہا ہی اور معراج
الدرایہ مین اسکی تصحیح کی ہی تو یہان دونون قول مختلف کی تصحیح واقع ہوئی ہی کذا فی الطحطاوی وہو نجس مغلظ ولو من صبی ساعۃ ارتضاعہ
ہو الصحیح لمخالطۃ النجاسۃ ذکرہ الحلبی اور وہ قے مذکور نجس مغلظ ہی اگرچہ شیر خوار لڑکے نے قے کی ہو دودھ پی کر فوراً یہی قول صحیح ہی بسبب

ملجانے نجاست معدے کے ایسا ذکر کیا ہی حلبی نے یعنی کھانا اور پانی اور دودھ جو فوراً قی ہوگیا وہ ناپاک ہوگیا ہی پیٹ کی نجاست سے مختلط ہوکر ولو ھو فی المری
فلا نقض اتفاقاً لکن حیۃ او دود کثیر لطہارتہ فی نفسہ اور کھانا یا پانی یا دودھ مری مین یعنی طعام اور شراب کے مجری مین تھا پیٹ تک نہین پہونچا اور قی ہوگیا
تو وضو کا توڑنا بالاتفاق ثابت نہین جیسے کیچوے یا بہت سے کیڑون کی قی ناقض نہین بسبب پاک ہونے ہر واحد کے اپنی ذات مین یعنی اور جسقدر
کہ نجاست اُنپر ہی وہ قلیل ہی مُنہ بھر کے نہین کذا فی الطحطاوی کما لو فم النائم فانہ طاہر مطلقاً بہ یفتی جیسے سوتے آدمی کی رال ناقض نہین اسواسطے کہ وہ
پاک ہی ہر طرح اسی کا فتوی ہی م رال مطلقاً پاک ہی خواہ سر سے اُترے یا پیٹ سے چڑھے خواہ زرد رنگ بدبودار ہو یا نہو اور اس اطلاق کے مقابل وہ قول ہی
ابو نصر کا مختار کہ جو رال پیٹ سے زرد رنگ بودار ہو وہ قی کے مانند ہی اور جو سر سے اُترے وہ پاک ہی تجنیس مین ہی کہ رال پاک ہی کسیطرح کی ہو اور اسی قول پر فتوی ہی
کذا فی الطحطاوی بخلاف ماء فم المیت فانہ نجس کقیء عین خمر او بول وان لم ینقض لقلتہ لنجاستہ بالاصالۃ لا بالمجاورۃ برخلاف میت کی رال کے اسواسطے کہ
وہ نجس ہی جیسے نفس شراب یا پیشاب کی قی اگرچہ وہ ناقض نہو قلت کی وجہ سے بسبب ناپاک ہونے شراب یا پیشاب کے اپنی اصل مین نہ پیٹ کی نجاست
ملجانے سے برخلاف اور چیزون کے کہ وہ اختلاط نجاست سے ناپاک ہو جاتی ہین ذات اُنکی ناپاک نہین لا ینقضہ قی من بلغم علی المعتمد اصلا نہین توڑتی
وضو کو بلغم کی قی مطلقاً بنا بر قول معتمد کے م بلغم خواہ سر سے اُترا خواہ پیٹ سے چڑھا مُنہ بھر کے ہو یا کم مختلط بطعام ہو یا نہو مگر جبکہ طعام سے مُنہ بھر ہوا ایسا ہی بحر
اور منح مین اور شارح کا قول علی المعتمد اُس بلغم کی طرف راجع ہی جو پیٹ سے چڑھا اسلیے کہ جو بلغم سر سے اُترا اُسمین اتفاق ہی علی الصحیح کذا فی الطحطاوی الا المخلوط بطعام
فیعتبر الغالب مگر وہ بلغم جو طعام کے ساتھ مخلوط نکلا تو غالب کا اعتبار ہوگا یعنی اگر بلغم غالب ہی تو ناقض وضو نہین اور اگر طعام غالب ہی تو ناقض ہی م بہتر یہ تھا
کہ شارح طعام کی پری دہن کا اعتبار کرتا جیسا صاحب بحر الرائق نے کیا تا کہ اُس صورت کو شامل ہوتا جبکہ طعام مغلوب ہو اور باوجود اسکے مُنہ کو بھر دے لہذا
صاحب بحر نے غلبۂ طعام کو اسطرح بیان کیا کہ حالت انفراد مین مُنہ کو بھر دے سو اسکو یاد رکھنا چاہیے کذا فی الطحطاوی ولو استویا فکل علحدۃ اور اگر بلغم اور
طعام دونون برابر مین تو ہر ایک کا اعتبار جدا جدا ہی یعنی اگر طعام بقدر پری دہن کے ہی تو ناقض ہی اور نہین تو ناقض نہین وینقضہ دم مائع من جوف
او فم غلب علی بزاق حکما للغالب اور وضو کو توڑتا ہی وہ پتلا خون پیٹ یا مُنہ کا جو غالب ہوگیا تھوک پر اسواسطے کہ غالب پر حکم ہوتا ہی او ساواہ احتیاطا
یا خون برابر ہی تھوک کے تو بھی ناقض ہوگا احتیاط کی راہ سے م خون کے غالب ہونے یا برابر ہونے کی یہ علامت ہی کہ تھوک سرخ ہوگا اور مغلوب ہونے کی نشانی
یہ ہی کہ تھوک زرد ہوگا کذا فی شرح الوقایہ والبحر لا ینقضہ المغلوب بالبزاق اور وہ خون وضو کو نہین توڑتا جو تھوک سے کم ہی والقیح کالدم اور پیپ خون کے
مانند ہی وضو توڑنے کے حکم مین یعنی اگر پیپ تھوک سے غالب ہی یا برابر ہی تو ناقض ہی اور اگر کم ہی تو ناقض نہین والاختلاط بالمخاط کالبزاق اور خون و پیپ کا
رینٹ سے ملنا تھوک کے ملنے کے برابر ہی حکم مذکور مین یعنی غالب اور مساوی ناقض ہی اور مغلوب ناقض نہین وکذا ینقضہ علقۃ مصت عضوا و امتلأت
من الدم ومثلہا القراد ان کان کبیرا لانہ حینئذ یخرج منہ دم مسفوح سائل اور اسی طرح وضو کو توڑتا ہی وہ کیڑا اور جونک جسنے عضو کو چوسا اور خون سے
بھر گیا اور چیچڑی جونک کے برابر ہی وضو توڑنے مین بشرطیکہ بڑی چیچڑی سے دم مسفوح یعنی روان خون نکلتا ہی جونک کے مانند کذا فی الخانیۃ والا لکن العلقۃ والقراد
کذلک لا ینقض کبعوض و ذباب کما فی الخانیۃ لعدم الدم المسفوح اور اگر جونک اور چیچڑی ایسی نہو کہ اُس سے خون جاری نکلے تو وہ ناقض وضو نہین مچھر اور
مکھی کے کاٹنے کے مانند چنانچہ خانیہ یعنی فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی کہ وضو نہین ٹوٹتا خون سائل کے نہونے سے وفی القہستانی لا ینقض مالم یتجاوز الورم
اور قہستانی مین ہی کہ خون ناقض نہین جبتک ورم سے تجاوز نکرے م بحر الرائق مین شیخ الاسلام کے مبسوط سے منقول ہی کہ سر زخم ورم کر گیا پھر اُس سے
پیپ وغیرہ کچھ ظاہر ہوا تو ناقض نہوگا جب تک ورم سے تجاوز نکرے اسواسطے کہ موضع ورم کا دھونا واجب نہین تو تجاوز نہوا اُس موضع کی طرف جسکو
تطہیر کا حکم لاحق ہی طحطاوی نے کہا یہ حکم اُس صورت کو مخصوص ہی جہان دھونا ورم کو ضرر کرتا ہی اور اگر ضرر نہین کرتا تو دھونا ورم کا واجب ہوگا انتہے

تو اس صورت مین تجاوز ورم سے بھی وضو ٹوٹیگا کما لا یخفی ولو شد بالرباط ان نفذ البلل للخارج نقض اور اگر زخم کو پٹی سے باندھا اگر تراوت باہر کی
طرف توڑ آئی تو وضو کی ناقص ہو م فتح القدیر مین ہو اسکا مطلب یون سمجھنا واجب ہو کہ وہ زخم ایسا ہو کہ اگر پٹی نہو تی تو بہتا اسواسطے کہ اگر تمیں
زخم پر پھرے سو تر ہو جاوے ناپاک نہین ہو تا جبتک ویسا نہو کیونکہ وہ حدث نہین کذا فی الطحطاوی **ویجمع متفرق القی ویجعل کقے واحد لاتحاد السبب**
بے زخم بہتا نہو

وہو الغثیان عند محمد وہو الاصح لان الاصل اضافۃ الاحکام لا سبابہا الا لمانع کما بسط فی الکافی اور متفرق قے کو جو منھ بھر کے نہین اکٹھا سے جمع کیجیے
اور ایک قے اسکو ٹھہرائے مسبب کے متحد ہونے سے اور سبب قے کا متلی ہو محمد کے نزدیک یعنی اگر ایک ہی متلی سے چند بار تھوڑی تھوڑی قے آئی اور
مجموع کرنے سے پری دہن کو پہونچی ہو تو وضو کی ناقص ہو محمد کے نزدیک اور یہی قول صحیح تر ہو اسواسطے کہ نسبت کرنا احکام کا اُنکے اسباب کی طرف اصل ہو
مگر یہ کہ اسباب کیطرف نسبت کرنے سے کوئی چیز مانع ہو تو اب سبب کیطرف نسبت نہو گی چنانچہ اسکی تشریح کافی مین ہو م مانع کی مثال چنانچہ سجدۂ تلاوت ہو جبکہ
اسکا سبب مکرر ہو مجلس واحد مین کیونکہ اگر یہان سبب معتبر ہو تو تداخل فوت ہو تا ہو اسواسطے کہ ہر بار کی تلاوت سبب ہو سجدہ کا اور غیر اصح قول ہو ابو یوسف
کا یعنے جمع متفرق کے واسطے اُنکے نزدیک اتحاد مجلس معتبر ہو **وکل ما لیس بحدث اصلا** بقرینۃ زیادۃ الباء کقی قلیل ودم لو ترک لم یسل **لیس بنجس** عند الثانی
اور جو چیز حدث نہین یعنی ناقض وضو کی نہین کسی طرح سے چنانچہ تھوڑی قے اور خون جو اُسکو چھوڑ دیے تو سائل نہو تو وہ ناپاک نہین ابو یوسف رح کے نزدیک
شارح نے کہا حدث مین اصلا کی قید ہمنے لگائی بار جارہ کے زائد ہونے کے قرینہ سے م اسواسطے کہ بار جارہ کی زیادت خبر کے عموم نفی پر دلالت کرتی ہو
علم نحو کے قاعدہ سے تو اصلا کی قید لگانے سے اُس حدث سے احتراز ہوا جو معذور سے خارج ہو تا ہو وقت نماز کے خارج ہونے سے پہلے اسواسطے کہ مثلاً
معذور کے پیشاب کا جاری ہونا معذور کے حق مین حدث نہین لیکن وہ ناپاک ہو اسواسطے کہ پیشاب غیر معذور کے حق مین حدث ہو تو اصلا کی قید لگانے سے
وہ داخل نہ رہا اس کلیہ کے تحت مین بالجملہ کلیہ مذکور صحیح ہو کہ جو کسی وجہ سے ناقض وضو نہین وہ ناپاک نہین اور اسکا عکس درست نہین یعنی جو نجس نہین وہ
حدث نہین اسواسطے کہ نوم اور اغما اور ریح نجس نہین مگر حدث ہین یعنی ناقض وضو ہین کذا فی الطحطاوی در رہین ہو کہ قے قلیل اسواسطے نجس نہین کہ امعائے معدہ
سے خارج ہوتی ہو اور وہ نجاست کا مکان نہین ہو اور قلیل خون غیر مسفوح ہو یعنی سائل نہین تو بفحوائے آیہ کریمہ (او دما مسفوحا) حرام نہوا تو نجس بھی نہوگا اور آدمی
یا خون بہتا ہوا ۱۲
کا غیر مسفوح خون جو حرام ہو تو وہ مبنی ہو اسکے گوشت کی حرمت پر تو نجاست کا موجب نہوگا اسواسطے کہ حرمت بزرگی کے سبب سے ہو نہ نجاست کی وجہ سے تو
آدمی کا خون غیر مسفوح اپنی اصلی طہارت پر ہو اگرچہ وہ حرام ہو **وہو الصحیح رفقا باصحاب القروح خلافا لمحمد** اور قلیل قے اور خون کا نجس نہونا یہی قول صحیح ہو زخمیون کی
آسانی کے واسطے برخلاف محمد رح کے یعنی اُنکے نزدیک قے قلیل اور خون قلیل ناپاک ہو **وفی الجوہرۃ یفتی بقول محمد رح لو المصاب مائعا** اور جوہرہ نیرہ قدوری کی
شرح مین ہو کہ محمد رح کے قول پر فتوی دیا جاے اگر سائل چیز مین قلیل قے یا خون ملگیا یعنی اگر پانی وغیرہ مین تھوڑا خون ملگیا تو اُسکو ناپاک جانیے اور اگر کپڑے
وغیرہ خشک چیز مین لگے تو اُسکو پاک سمجھیے **وینقضہ حکما نوم** اور نیند وضو کو توڑتی ہو حکم شرع کی راہ سے م شارح نے حکما کے لفظ کو زیادہ کرکے اشارہ کردیا کہ مصنف
نے نواقض حقیقیہ کے بیان کے بعد اب نواقض حکمیہ کو شروع کیا **یزیل مسکتہ** ای قوتہ الماسکۃ بحیث تزول مقعدتہ من الارض وہ نیند ناقض وضو ہو جو آدمی
کی قوت ماسکہ کو یعنی جس قوت سے آدمی ریح کو روکتا ہو زائل کردے اسطرح پر کہ اُسکی مقعد زمین سے ملجاے م صحیح قول یہ ہو کہ نوم فی نفسہ ناقض نہین
بلکہ احتمال خروج ریح وغیرہ کا ناقض ہو اسلیے کہ جب زمین سے مقعد کا زوال ہوا تو باعتبار عادت کے خروج شی سے خالی نہین اور جو ثابت ہو عادت
سے وہ متیقن کے مانند ہو **وہو النوم علی احد جنبیہ او ورکیہ او قفاہ او وجہہ** اور نوم ناقض سونا ہو ایک کروٹ پر یا ایک سرین پر ٹیک دیکر یا چت یا پٹ یعنی
یہ چار طرح کی نیند ناقض وضو ہو قوت ماسکہ کے زائل ہو جانے سے **والا ای وان لم یزل مسکتہ لا ینقض وان تعمد فی الصلوۃ او غیرہا علی المختار**
اور اگر ویسی نیند نہین یعنے اُسکی قوت ماسکہ کو زائل نہین کیا تو وہ نیند ناقض وضو کی نہین اگرچہ آدمی قصداً سو گیا ہو نماز مین یا غیر نماز مین

بنا بر قول مختار کے م علی المختار صلوۃ کیطرف راجع ہی اور غیر مختار ابو یوسف رح کا قول ہی کہ جب نماز مین عمداً سوویگا تو وضو نہ رہیگا کذا فی الطحطاوی کالنوم

قاعدا ولو مستندا الی ما لو ازیل لسقط علی المذہب نوم غیر ناقض جیسے دونون سرین پر بیٹھکر سونا اگرچہ ایسی چیز کے سہارے سے سو گیا ہو کہ اگر اسکو ہٹا لیجے تو سونے والا گر پڑے بنا بر درست مذہب کے م شارح نے نیند کی اُن اقسام کی اب تفصیل شروع کی جنسے وضو نہین ٹوٹتا ہدایہ مین سہارے کی نیند مذکور کو نواقض مین شمار کیا ہی اور اسکے شارحون نے کہا کہ طحطاوی نے اسکو اختیار کیا ہی مبسوط کی اصل روایت مین نہین ہی اور محیط مین ہی کہ اگر زمین پر مستقر نہو تو ناقض ہی اور اگر مستقر ہو تو ناقض نہین یہی قول صحیح ہی کذا فی الدرر او ساجدا علی الہیئۃ المسنونۃ ولو فی غیر الصلوۃ علی المعتمد ذکرہ الحلبی یا سونا سجدہ کرنے مین سنت کے طور پر اگرچہ نماز کے سوا مین اسطرح سو گیا ہو وضو نہین جاتا قول معتمد پر ایسا ذکر کیا ہی حلبی نے م سجدہ مسنون کی صفت یہ ہی کہ پیٹ اونچا رکھے رانون سے اور بازو علیحدہ ہون پہلو سے اسواسطے کہ اسطرح مین استمساک باقی ہی اور استطلاق منعدم ہی اور بعضون نے کہا کہ نماز مین ہر طرح کا سجدہ ناقض نہین اور غیر نماز مین سجدہ مسنونہ ناقض نہین کذا فی الطحطاوی در رمین ہی اور اسیطرح قیام اور رکوع کی حالت مین سونا وضو کا ناقض نہین او متورکا[بند رہنا ۱۲] یا سرین پر سونا اسطرح کہ دونون پانون ایک جانب کو پھیلائے اور دونون سرین زمین پر جائے او محتبیا[چھوٹنا ۱۲] و راسہ علے رکبتیہ یا سونا اوکڑو بیٹھکر اسطرح کہ دونون پنڈلیان چھاتی سے ملجاوین کپڑا لپیٹ کر یا دونون ہاتھون سے تھام کر اور سر گھٹنون پر ہو طحطاوی نے کہا اگر سر گھٹنون پر نہو تو بطریق اولی ناقض نہین او شبہ المنکب یا سونا اوندھے کے مانند اسطرح کہ دونون سرین رکھے ایڑیون پر اور پیٹ رانون پر اور ہو گیا اوندھے کے مشابہ ایسا ذکر کیا بحر الرائق مین اور اسمین گفتگو ہی کذا فی الطحطاوی

او فی محمل او سرج او اکاف یا سونا عماری مین یا زین یا پالان پر م طحطاوی نے خلاصہ سے نقل کیا کہ محمل مین کھڑے یا بیٹھے سونا ناقض نہین انتہی خانیہ مین ہی م اگر جانور کی پیٹھ پر زین یا پالان مین سو گیا وضو نہین ٹوٹا کیونکہ مفاصل ڈھیلے نہین ہوگئے اور اگر دونون سرین کو ایڑیون پر رکھکر سو گیا جسطرح کتا کرتا ہی تو اُسپر وضو نہین ابو یوسف رح کے نزدیک اور بعضون نے کہا کہ امام محمد کے نزدیک بھی او الدابۃ عریانا فان حال الہبوط نقض والا لا اور جو سوار ہی اس حال مین کہ جانور کی پیٹھ برہنہ ہی تو اگر اوتار پر ہی یعنے بلندی سے نشیب کو آتا ہی تو ناقض وضو ہی ورنہ ناقض نہین م اسلیے کہ نیچے اترنے پر سوار آگے جھکتا ہی تو سرین اُٹھ جاتے ہین تو استمساک جو مانع خروج ریح تھا باقی نہ رہا اور برابر زمین پر یا بلندی پر چڑھنے مین یہ بات نہین تو وضو قائم رہیگا ولو نام قاعدا یتمایل

فسقط ان انتبہ حین سقط فلا نقض بہ یفتی کناعس یفہم اکثر ما قیل عندہ اور جو بیٹھے سو رہا تھا جھوم جھوم کر پھر گر پڑا اگر گرتے ہی جاگ پڑا تو ناقض وضو نہین اسی قول پر فتوی ہی جیسے وضو نہین ٹوٹتا اُس اونگھنے کا جو سمجھتا جاتا ہی اکثر اُن باتون کو جو اُسکے پاس ہو رہی ہین کذا فی الخانیۃ م خانیہ مین ہی کہ اگر چار زانو سو یا کسی چیز پر بیٹھ کر ٹیک کر شمس الائمہ حلوائی نے کہا کہ یہ ناقض نہوگا انتہی ما فی الخانیہ حاصل مقام یہ ہی کہ اگر استرخاء مفاصل نہین ہوا اور عدم زوال قوت ماسکہ کی دلیل قائم ہی چنانچہ قیام اور قعود اور رکوع اور سجدہ مسنونہ وغیر ذالک من المذکورات مین تو وضو قائم ہی ورنہ قائم نہین والعتہ

لا ینقض اور اختلال عقلی اور اختلاط کلامی ناقض وضو نہین م عتہ بفتح اول وسکون ثانی آفت ہی موجب اختلال عقل اسطرح پر کہ شخص مختلط الکلام فاسد التدبیر ہو جاتا ہی مگر وہ کسی کو نہین مارتا ہی اور نہ گالی دیتا ہی ایسا مذکور ہی بحر الرائق مین اور معتوہ کا وضو اسواسطے صحیح ہوا کہ فقہانے اسکی صحت عبادت پر حکم کیا ہی اگرچہ وہ عبادت کا مکلف نہین جیسے طفل عاقل کی عبادت صحیح ہی گو وہ مکلف نہین کذا فی الطحطاوی ملخصاً کنوم الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام جیسے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی نیند وضو کو نہین توڑتی م قنیہ مین مصرح ہی کہ ناقض وضو نہونا نوم کا حضرات انبیا کی خصوصیات سے ہی ولہذا صحیحین مین وارد ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوئے یہانتک کہ سونے کی آواز معلوم ہوئی پھر اُٹھے اور نماز پڑھی بدون وضو کے اسواسطے کہ دوسری حدیث مین فرمایا ہی کہ میری آنکھین سوتی ہین اور میرا دل نہین سوتا اور اسپر اعتراض نہین لگتا اُس حدیث کا کہ لیلۃ التعریس[۲] مین حضرت سو گئے تھے یہانتک کہ آفتاب نکل آیا تھا اسواسطے کہ دل مبارک جاگتا تھا احداث بدنی سے آگاہ تھا اور طلوع آفتاب کا ادراک دل سے متعلق نہین آنکھ کا یہ کام ہی سو آنکھ تو سوتی تھی ایسا مشہور ہی محدثین اور

[۱] گفتگو یہ ہی کہ چار زانو ... وضو نہین ٹوٹتا ... اسطرح سونے ... اسطرح ... پیٹ اور ران ... ملے ہین ... چاہیے کہ ... سے ... کے واسطے ... وضو نہین رہنا ۱۲ ... تحقیق ...

[۲] تعریس کہتے ہین مقام کرنے کو ... ایک سفر مین سرور کائنات صلعم نے حضرت بلال رض کو منزل پر پہرہ کے لیے فرمایا اور آپ استراحت کو گئے بلال پہرہ پر سو گئے یہانتک کہ نماز صبح قضا ہو گئی اس شب کو لیلۃ التعریس کہتے ہین ۱۲

فقہا کی کتابون مین علامہ ابو سعود نے کہا علاوہ یہ ہر کہ نوم کی کچھ خصوصیت نہین بلکہ نوم کے سوا اور نواقض کا یہی حکم ہر تو اسوقت مین حضرات انبیا علیہم الصلوۃ
والسلام کا وضو کرنا امتون کی تشریع کے واسطے تہا مگر منجملہ نواقض کے اغما اور غشی مستثنی ہین کذا فی الطحطاوی وہل ینقض اغماؤہم وغشیہم ظاہر کلام المبسوط نعم
اور انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کا اغما اور غشی ناقض وضو ہر یا نہین جواب اسکا ظاہر کلام مبسوط سے یہ ہر کہ ہان ناقض ہر م اغما یعنی بیہوشی بیماری کی ایک قسم ہر
جس سے قوت ضعیف ہو جاتی ہر اور عقل زائل نہین ہوتی بلکہ عقل کو چھپا لیتی ہر برخلاف جنون کے کہ وہ عقل کو زائل کر دیتا ہر اور غشی یہ ہر کہ قوت محرکہ اور حساسہ
معطل ہو جاے بسبب قلب ضعیف ہو جانے کے گرسنگی وغیرہ سے چنانچہ قہستانی مین ہر تو غشی نوم کے برابر ہر زوال اختیار اور فوت قدرت مین بلکہ نوم سے زائد ہر
اسواسطے کہ نائم جگانے سے ہوشیار ہو جاتا ہر اور غشی جو اغما کی ایک قسم ہر اُسکا صاحب ہوشیار کرنے سے بھی ہوشیار نہین ہوتا کذا فی الطحطاوی ونقضہ اغماء ومنہ
الغشی اور وضو کو توڑتا ہر اغما اور اُسکی قسم سے ہر غشی یعنے اغما اور غشی دونون ناقض ہین **وجنون** اور جنون یعنے دیوانگی ناقض وضو ہر جنون عبارت ہر
زوال عقل سے اور اسکا ناقض ہونا ظاہر ہر باعتبار عدم مبالات کے اور عدم تمیز حدث کی غیر حدث سے کیونکہ مجنون مسلوب العقل ہو جاتا ہر لہذا انبیا
علیہم الصلوۃ والسلام پر جنون کا ہونا صحیح نہین اور اغما صحیح ہر اسواسطے کہ عقل اسمین مغلوب ہر نہ مسلوب کذا فی العینی وسکر یدخل فی مشیتہ تمایل ولو باکل الحشیشۃ
اور ناقض وضو ہر وہ نشا کہ مست اپنی چال مین ادہر اُدہر جھکتا جاتا ہو اگرچہ بھنگ کے کہانے سے نشا حاصل ہوا ہو م نشا اور مستی عبارت ہر اُس
سرور سے جو عقل پر غالب ہو جاے بعض مسکرات (نشہ لانے والی) کے استعمال سے تو آدمی عقل کے موافق عمل نہین کر سکتا مگر اُسکی عقل زائل نہین ہو جاتی اسی واسطے وہ خطاب
شرع کے لائق باقی رہتا ہر یہی قول تحقیق ہر اور بعضون نے کہا کہ مستی کا سرور عقل کو زائل کر دیتا ہر اور باوجود زوال عقل کے اُسکا مکلف ہونا بطریق زجر
اور توبیخ کے ہر کذا فی الطحطاوی وقہقہۃ اور قہقہہ یعنے ٹھٹھا مار کے ہنسنا ناقض ہر بشروط آئیندہ م قیاس اسکو چاہتا ہر کہ قہقہہ ناقض نہو اسواسطے کہ وہ خارج
نجس نہین اور یہی مذہب ہر شافعی رح اور مالک رح اور احمد وغیرہم کا اور ہمارے مذہب کی دلیل وہ حدیث ہر جو چھ صحابیون سے مرفوع مروی ہر از انجملہ ایک طریق یہ ہر
جو معجم طبرانی مین ابو العالیہ ابو موسی اشعری سے راوی ہر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے تھے کہ ایک کم نظر آدمی آیا اور اُس گڑھے مین گر پڑا جو مسجد مین تھا بس
بہت لوگ جو نماز مین تھے ہنس پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنسنے والون کو فرمایا کہ وضو اور نماز کا اعادہ کرین اور بیہقی نے خلافیات مین مانند اسکے روایت
کی پھر اس حدیث کو معلول کہا اسطرح پر کہ ثقات کی جماعت نے اس حدیث کو عن ابی العالیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرسل روایت کیا یعنی تابعی نے صحابی کا نام
نہین کیا مین کہتا ہون بیہقی اس حدیث کے رد کرنے پر قادر نہوا اسواسطے مرسل کہنے کے اور حدیث مرسل ہمارے نزدیک حجت ہر اور مرسل ابو العالیہ کا صحیح ہر اور عجب ہر
احمد بن حنبل سے اسواسطے کہ اُنکا مذہب یہ ہر کہ حدیث مرسل اور حدیث ضعیف کو تقدیم دیتے ہین قیاس پر سو یہان اُنھون نے قیاس کو حدیث مرسل پر مقدم کیا
کذا فی العینی مختصرا و تمام البیان فیہ ہی مایسمع جیرانہ قہقہہ وہ ہنسی ہر جسکو پاس کے لوگ سنین اور ضحک وہ ہنسی ہر جسکو آپ آدمی سُنے اور کوئی نہ سنے اور ضحک کا
حکم یہ ہر کہ وہ وضو کا ناقض نہین نماز کا مبطل ہر اور تبسم وہ ہنسی ہر جسمین مطلق آواز نہو بلکہ فقط دانت کُھل جاوین اُسکا حکم یہ ہر کہ نہ وضو اُس سے جاتا ہر نہ نماز
بالغ ولو امرأۃ سہوا **یقظان** قہقہہ جاگتے جوان کا ناقض ہر اگرچہ عورت ہو گو بھول کر قہقہہ کیا ہو فلا یبطل وضوء صبی ونائم بل صلوتہما بہ یفتی تو لڑکے اور
سوتے کا قہقہہ وضو کو باطل نکریگا بلکہ دونون کی نماز کو باطل کریگا اسی قول کا فتوی ہر **یصلی** ولو حکما کالبانی ناقض وضو ہر قہقہہ اُس جاگتے جوان کا جو نماز
پڑھتا ہر خواہ افعال نماز کے بالفعل ادا کرتا ہو یا نمازی کا حکم رکھتا ہو بانی کے مانند بانی وہ شخص ہر جسکا وضو نماز مین ٹوٹا پھر وضو کرنے کو گیا اس قصد سے
کہ وضو کے بعد نماز مذکور کو تمام کرونگا سو وضو کرنے کے بعد قہقہہ مار کے ہنسا وضو ٹوٹ گیا کذا فی فتاوی قاضیخان **بطہارۃ صغری** ولو تیمما اصلوۃ مستقلۃ
نماز پڑھتا ہو اُس طہارت صغری کے ساتھ جو بالاستقلال آئی ہر نہ درضمن غسل اگرچہ تیمم ہو م طہارت صغری عبارت ہر وضو اور تیمم سے اور طہارت کبری عبارت ہر
غسل سے فلا یبطل وضوء فی ضمن الغسل تو باطل نہوگا وہ وضو قہقہہ سے جو تمام بدن کے دھونے کے ضمن مین حاصل ہو م اور اگر اول وضو کرکے غسل کریگا

تو طاہر او وضو مستقل ہی کذا فی الطحطاوی لکن رجح فی الخانیۃ والفتح والنہر النقض عقوبۃ لہ وعلیہ الجمہور کما فی الذخائر الاشرفیۃ لیکن خانیہ اور فتح اور نہر الفائق مین
وضو ضمنی کے نقض کو راجح کہا ہی ہنسنے والے کو سزا دینے کے واسطے ذخائر اشرفیہ مین کہا کہ جمہور اسی قول پر ہین کہ وضو نہین رہتا **صلوٰۃ کاملۃ** بالغ
مذکور پوری نماز پڑھتا ہو دے م نماز کامل سے مراد رکوع سجود والی نماز ہی یا جو رکوع وسجود کے قائم مقام ہی چنانچہ اشارہ معذور کا یا سوا کا تو نماز جنازہ
اور سجدہ تلاوت مین قہقہہ سے وضو نہ ٹوٹیگا لیکن وہ نماز اور سجدہ باطل ہوگا ولو عند السلام عمدا فانہا تبطل الوضوء لا الصلوٰۃ خلافا لزفر کما حررہ
فی الشرنبلالیۃ اگرچہ سلام کے وقت عمدا قہقہہ کیا اسواسطے کہ یہ قہقہہ وضو کو باطل کرتا ہی نہ نماز کو برخلاف زفر کے چنانچہ شرنبلالیہ نے شرح وہبانیہ مین اسکو
لکھا ہی م عمدا کی قید اسواسطے لگائی تا خروج بصنعہ محقق ہو تو اس سے نماز باطل نہوئی اور وضو ٹوٹ گیا اسواسطے کہ نماز کے جزء اخیر مین قہقہہ پایا گیا ولو قہقہ
امامہ او احدث عمدا ثم قہقہ المؤتم ولو مسبوقا فلا نقض اور اگر مقتدی کے امام نے قہقہہ کیا یا عمدا حدث کیا پھر مقتدی نے قہقہہ کیا اگرچہ مقتدی مسبوق ہو تو مقتدی کا
وضو نہین ٹوٹا اسواسطے کہ امام کے قہقہہ یا حدث قصداً سے نماز باطل ہوگئی تو مقتدی کا قہقہہ خارج نماز کے واقع ہوا اور خارج نماز کے قہقہہ ناقض نہین
بخلافہا بعد کلامہ عمدا فی الاصح برخلاف اُس قہقہہ مقتدی کے جو واقع ہو امام کے عمدا کلام کرنے کے بعد قول اصح مین م یعنی اگر امام نے قصداً کلام کیا پھر
مقتدی نے قہقہہ مارا تو صحیح تر قول مین مقتدی کا وضو ٹوٹ جاویگا وجہ فرق قہقہہ اور کلام مین یہ ہی کہ کلام قاطع ہی نماز کا نہ مفسد اسواسطے کلام سے
نماز کی شرط یعنی طہارت فوت نہین ہوگئی تو اس سے مقتدی کی نماز فاسد نہوئی تو قہقہہ مقتدی کا نماز کے اندر واقع ہوا لہذا وضو نہ رہا برخلاف قہقہہ امام یا عمدا
حدث کے کہ اُسنے طہارت کو فاسد کردیا تو مقتدی کی بھی نماز فاسد نہوئی تو قہقہہ مقتدی کا بعد نماز کے واقع ہوا تو وضو نہ ٹوٹا کذا فی الطحطاوی ومن مسائل
الامتحان لو نسی الباقی المسح فقہقہہ قبل قیامہ للصلوٰۃ انتقض لا بعدہ لبطلانہا بالقیام الیہا اور آزمائش کے مسئلون سے ایک یہ مسئلہ ہی کہ اگر باقی مثلاً
مسح کرنا سر یا موزے کا بھول گیا پھر اُسنے قہقہہ مارا نماز مین شروع کرنے سے پہلے تو اُسکا وضو ٹوٹ گیا یعنے اسواسطے کہ نماز کے اندر قہقہہ واقع ہوا اور اسواسطے
کہ باقی کا وضو کے واسطے آنا جانا نماز مین داخل ہی اور جو بعد شروع کرنے نماز کے ہنسا تو وضو نہین ٹوٹا بسبب باطل ہوجانے نماز کے نماز کے شروع کرنے سے کیونکہ
نسیان مسح سے طہارت نہوئی تو بے طہارت نماز پڑھنے سے نماز باطل ہوگئی تو قہقہہ خارج نماز کے ٹھہرا م یعنے اگر سائل چاہے کہ مسئول کو آزماوے کہ اسکو
علم اس مسئلہ کا ہی یا نہین تو یون پوچھے کہ وہ قہقہہ کونسا ہی کہ جب نماز کے اندر واقع ہو تو ناقض نہو اور جب خارج نماز کے صادر ہو تو ناقض ہو حالانکہ امر
بالعکس ہی کذا فی الطحطاوی **ومباشرۃ فاحشۃ** بتماس الفرجین ولو بین المرأتین والرجلین مع الانتشار للجانبین المباشر والمباشر ولو بلا بلل علی المعتمد
اور ناقض وضو ہی کھلی مباشرت دونون شرمگاہون کے بھڑ جانے سے اگرچہ یہ امر دو عورتون مین واقع ہو یا دو مردون مین استادگی کے ساتھ جانبین یعنی
لگانے والا اور جسکے لگا یا دونون کے وضو کی ناقض ہی اگرچہ مباشرت مذکورہ مین مذی کی تراوت نہو بنابر معتمد قول کے م یہ قول شیخین کا ہی اور محمد رح نے کہا کہ مباشرت
فاحشہ ناقض نہین جبتک کچھ نہ نکلے اور صاحب حقائق نے اسکو صحیح کہا ہی لیکن یہ تصحیح معتمد نہین اسلیے کہ تحفہ مین تصریح کی چنانچہ اُسکو شارح منیہ نے نقل کیا کہ
شیخین کا قول صحیح ہی اور یہی قول متون فقہ مین مذکور ہی کذا فی الطحطاوی عن البحر مین کہتا ہون فتاوی عالمگیری مین جو ینابیع سے محمد رح کے قول پر فتوی اور
نصاب سے تصحیح اسکی نقل کی ہی وہ بھی بقول صاحب بحر متون کے مخالف ہونے سے لائق اعتماد کے نہین قنیہ مین ہی کہ عورت کے وضو ٹوٹنے مین انتشار آلہ مرد
معتبر نہین کذا فی العالمگیریۃ لا ینقضہ مس ذکر لکن یغسل یدہ ندبا نہین توڑتا وضو کو نائزہ کا چھونا لیکن مستحب ہی کہ ہاتھ دھو ڈالے م بسرہ بنت صفوان
کی حدیث مین مس ذکر سے نقض وضو مذکور ہی اور طلق بن علی عن ابیہ کی حدیث مین جسکو سوائے ابن ماجہ کے اصحاب سنن نے روایت کیا ہی نقض وضو مذکور نہین
ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث اصح اور احسن ہی اور یحیی بن معین وغیرہ نے بسرہ بنت صفوان کی حدیث کو ضعیف کہا ہی کذا فی الطحطاوی مختصرا او امرأۃ وامرد اور ناقض
وضو نہین عورت کا چھونا اور لڑکے بے ریش کا م امام شافعی رح کے نزدیک عورت کا چھونا ناقض وضو ہی بدلیل قولہ تعالی (اولامستم النساء) ہماری دلیل یہ ہی کہ

م یعنے نماز سے باہر آنا
م یعنے نفل سے ۱۲
م یعنے آب یاد و ریگ ... کے بعد آگر یلا ہو ۱۲
م الفاظ حدیث کے یہ ہین من مس ذکرہ فلیتوضأ
یعنی جو اپنا نائزہ چھووے وہ وضو کرے اس حدیث مین وضو سے مراد ہاتھ دھونا ہی بوجہ مطابقت حدیث طلق بن علی کے ۱۲

لمس جب مقارن ہو عورتون سے تو جماع مراد ہوتا ہی اور صحیح مسلم مین حضرت عائشہ رضؓ کا چھونا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پانون کا نماز کے اندر ثابت ہی
اور صحیحین مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہٹانا عائشہ صدیقہ رضؓ کے پانون کا نماز مین ثابت ہی لکن یندب للخروج من الخلاف لاسیما للامام لیکن وضو کرلینا
مس ذکر اور مس عورت سے مستحب ہی تاکہ باتفاق مجتہدین کے طہارت حاصل ہو خصوصاً امام کے حق مین یعنے اسواسطے کہ امام کے پیچھے موافق اور
مخالف سب نماز پڑھتے ہین تو مقتدیون کی رعایت کرنا خوب بات ہی لکن بشرط عدم لزوم ارتکابہ مکروہ فی مذہبہ لیکن بشرطیکہ ارتکاب مکروہ کا اپنے
مذہب مین لازم نہ آوے م شارح نے استدراک کیا اُس مفہوم سے جو اس کلام سے سمجھا گیا کہ امام کو مراعات مقتدیون کے مذہب کی مستحب ہی خواہ
اس مسئلے مین یا اسکے غیر مین والا اس مسئلے مین تو اپنے مذہب کے مکروہ کا کچھ بھی ارتکاب نہین کذا فی الطحطاوی عن الحلبی کما لاینقض لو خرج من
اذنہ ونحوہا کعینہ وثدیہ قیح ونحوہ کصدید وماء سرۃ وغیرہ لا بوجع جیسے وضو نہین ٹوٹتا اگر متوضی کے کان سے اور مانند اُسکے چنانچہ اُسکی آنکھ یا پستان
سے بدون درد کے پیپ نکلا اور اسکے مانند چنانچہ زرد آب اور ناف کا پانی وغیرہ یعنی ناف کا پیپ اور زرد آب نکلا ناقض نہوگا بدون درد کے وان خرج
بہ ای بوجع نقض لانہ دلیل الجرح اور اگر پیپ وغیرہ درد کے ساتھ نکلا تو وضو کا ناقض ہوگا اسواسطے کہ درد کے ساتھ نکلنا وجود زخم کی دلیل ہی م بحر الرائق مین
کہا کہ پانی مین یہ تفصیل البتہ خوب ہی اور پیپ اور زرد آب تو بدون زخم کے نہین ہوتا نہر الفائق مین اسکا جواب دیا کہ ممکن ہی کہ زخم چنگا ہو کر پیپ نکلا ہو اور
درد کا نہونا ہی صحت کی علامت ہو فتاوی عالمگیری مین ماتن کی تفصیل کے موافق محیط سے شمس الائمہ حلوائی کا فتوی نقل کیا ہی اور کہا ہی کہ اسطرح
ذخیرہ اور زیلعی اور سراج وہاج مین مذکور ہی تو صاحب بحر کا شبہہ لائق التفات کے نہین رہا فدمع من بعینہ رمد او عمش ناقض فان استمر صار ذا عذر مجتبے
والناس عنہ غافلون جب معلوم ہوا کہ جو درد کے ساتھ خارج ہو وہ ناقض ہی تو آنسو اُس شخص کا جسکی آنکھ اُٹھنے آئی اور دُکھتی ہی یا ایسی چوندھی اور چیپڑی
کہ اکثر پانی بہا کرتا ہی ناقض وضو ہی اور اگر آنسو بہنا دائمی ہوگیا تو یہ شخص معذور ہوگیا اور معذور کا حکم باب الحیض مین معلوم ہوگا ایسا مذکور ہی مجتبے مین اور
لوگ اس مسئلے کے حکم سے غافل ہین یعنے اس آنسو کو ناقض وضو نہین جانتے ہین م نہر نے کہا ہی جسکی آنکھ سے رمد یا عمش سے آنسو جاری ہوا اسکو ہر وقت
نماز کے وضو کرنے کا امر کیا جاوے صاحب بحر نے کہا یہ تعلیل اسکی مقتضی ہی کہ یہ استحباب کا امر ہی صاحب نہر نے کہا بلکہ وجوب کا امر ہی بقرینہ مرض اسیطرح فتح القدیر
مین ہی اور مجتبے مین اسکی وجہ یون بیان کی ہی کہ شاید پلکون کے زخم سے آنسو آتا ہو کذا فی الطحطاوی کما ینقض لو حشے احلیلہ بقطنہ وابتل الطرف
الظاہر ہذا لو القطنۃ عالیۃ او محاذیۃ لراس الاحلیل وان تسفلت عنہ لاینقض جیسے ناقض وضو ہی اگر مرد نے پیشاب کے سوراخ مین روئی بھردی ہو
اور روئی کی ظاہر طرف تر ہوگئی یہ نقض وضو کا حکم اُس صورت مین ہی کہ اگر روئی سوراخ کے سرے سے اونچی ہو یا برابر ہو اور اگر سوراخ کے سرے سے
نیچی ہی اور طرف ظاہر تر ہوجاے تو تر ہونا ناقض نہوگا اسواسطے کہ خروج متحقق نہوا وکذا الحکم فی الدبر والفرج الداخل اور یہی طرح کا حکم ہی مقعد اور
فرج داخل کی روئی کا یعنی اگر وہان کی روئی وغیرہ اونچی یا برابر ہی تو طرف ظاہر کے تر ہونے سے وضو ٹوٹیگا ورنہ وضو قائم ہی م غنیۃ المصلی مین ہی کہ اگر
روئی یا کپڑا فرج خارج مین ہی اور تر ہوگیا تو وضو ٹوٹا نافذ ہو یا نہ ہو کذا فی الطحطاوی وان ابتل الطرف الداخل لاینقض اور اگر روئی وغیرہ کی
اندر کی طرف تر ہوگئی تو ناقض وضو نہین ولو سقطت فان رطبۃ انتقض والا لا اگر روئی وغیرہ ساقط ہوئی یعنے گر پڑی تو اگر تر ہی تو وضو ٹوٹا
اور اگر تر نہین تو نہین ٹوٹا وکذا لو ادخل اصبعہ فی دبرہ ولم یغیبہا اور اسی طرح کا حکم ہی اگر اُنگلی مقعد مین داخل کی اور ساری اُنگلی غائب نہین کی
یعنی اگر تر نکلی تو وضو ٹوٹا اور اگر خشک نکلی تو نہین ٹوٹا فان غیبہا او ادخلہا عند الاستنجاء بطل وضوءہ وصومہ پھر اگر اُنگلی تمام غائب کردی یا پانی
سے استنجا کرتے داخل کی تو وضو اور روزہ اسکا باطل ہوگیا م شارح کے کلام مین لف ونشر مرتب ہی تو بطلان وضو کا اُنگلی غائب کرنے سے
متعلق ہی اور بطلان صوم ادخال حالت استنجا سے متعلق ہی اسواسطے کہ جب اُنگلی غائب ہوئی تو ملوث نجاست سے نکلیگی تو وضو باطل ہوگا اور جبکہ استنجا

کرنے مین انگلی داخل کی تو پانی کا داخل ہونا پیٹ مین لازم آیا صوم باطل ہوگیا کذافی الطحطاوی بعضون نے لف ونشر کا دھیان نہین کیا تو شارح پر
اعتراض کیا کہ انگلی کے داخل کرنے سے اگر تر نہو تو صوم باطل نہین ہوتا شارح نے یہ کیا کہا حالانکہ شارح کا مطلب یہ ہو کہ انگلی غائب کرنے سے وضو باطل
ہوتا ہو نہ صوم اور ادخال حالت استنجا سے صوم باطل ہوتا ہو فروع مسائل ملحقہ شارح کے م فروع جمع ہو فرع کی اور فرع کہتے ہین ہر شی کے اعلی کو اور قوم نے
شریعت کو تو فروع سے مسائل عالیہ اور شریفہ مراد ہین بطریق استعارہ کے شارحین کی غالب عادت یہ ہو کہ بلفظ فروع اُن مسائل کو جو ماتن سے فوت ہوے
یا مستغرب ہین ذکر کرتے ہین مناسب ہر مقام کے کذافی الطحطاوی شارح رحمۃ اللہ علیہ آخر بحث مین فروع ضروریہ اور عجیبہ اکثر بیان کرتا ہو اور کا ہے
تقاضا عیث کلام مین مناسب مقام یستحب للرجل ان یحتشی ان رابہ الشیطان ویجب ان کان لاینقطع الا بہ قدر مایصلی مرد کو مستحب ہو احلیل مین روئی
وغیرہ رکھنا اگر شیطان اسکو شک مین ڈالتا ہو قطرہ آنے کے وسوسہ سے اور واجب ہو بقدر نماز پڑھنے کے اگر عذر منقطع نہوتا ہو بدون روئی رکھنے کے
تاکہ نماز حتے المقدور طہارت سے حاصل ہو م طحطاوی نے کہا جب محدث نے وضو کیا اور جنب نہایا پیشاب کے بعد پھر اُسنے اپنے ذکر پر منی اور تراوت دیکھی
اور اسکو معلوم نہین کہ وہ پانی ہو یا پیشاب ہو تو وہ وضو کا اعادہ کرے اور اگر نماز کے اندر یہی بات حاصل ہوئی اور شیطان اسکا بہت وسوسہ ڈالے اور
اسکو نجاست کا یقین نہین ہو تو وہ نماز پڑھتا رہے اور اُسکا دھیان نہ کرے جبتک اسکے پیشاب ہونے کا یقین حاصل نہو اور جو مبتلا ہو ایسے وسواس کا
اُسکو چاہیے کہ وہ اپنی شرمگاہ پر پانی چھڑک لے تاکہ اگر تراوت نظر آوے تو اُسکو پانی جانے نہ پیشاب کذافی الثانیہ باسوری خرج دبرہ ان ادخلہ بیدہ انتقض
وضوءہ وان دخل بنفسہ لا بواسیر والے کی مقعد باہر نکلی اگر اُسکو اپنے ہاتھ سے اندر کر دیا تو اُسکا وضو ٹوٹا اور اگر خود بخود داخل ہوگئی تو وضو نہین ٹوٹا لیکن
اگر کچھ نجاست ظاہر ہوگی تو ناقض وضو ہو کذافی الطحطاوی وکذا لو خرج بعض الدودۃ فدخلت اور اسی طرح اگر کیڑا تھوڑا سا نکلا پھر گھس گیا تو ناقض نہین
من لذکرہ راسان فالذی لایخرج منہ البول المعتاد بمنزلۃ الجرح جس شخص کے ذکر کے دو سر ہون تو جس سر سے عادت والا پیشاب نہین نکلتا وہ بمنزلہ زخم کے
ہو یعنے اُس سے اگر کوئی چیز نکلے گی تو وضو نہ ٹوٹیگا جبتک وہ شی سائل نہوگی جیسے زخم سے نکلنا بدون سیلان ناقض نہین الخنثی غیر المشکل فرجہ الآخر کالجرح
جو خنثی کہ مشکل نہین اُسکی دوسری فرج بمنزلہ زخم کے ہو تو وضو نہ ٹوٹیگا بدون بہنے کے ایسا ہو فتح القدیر وغیرہ مین اور اکثر فقہا کہتے ہین کہ وضو
ٹوٹیگا دونون فرج کے پیشاب نکلنے سے سائل ہو یا نہو اسکا حال ظاہر ہوگیا ہو یا نہو نہر الفائق مین زیلعی سے نقل کیا کہ اول قول پر اعتماد کرنا لائق ہو
کذافی الطحطاوی والمشکل ینقض وضوءہ بکل اور خنثی مشکل کا وضو ٹوٹتا ہو ہر فرج کے نکلنے سے بدون سیلان کے بنظر احتیاط کے کذافی التوضیح م خنثی مشکل
اُسکو کہتے ہین کہ مرد اور عورت ہونا کسی علامت سے ثابت نہو نہ قبل از بلوغ نہ بعد از بلوغ منکر الوضوء ہل یکفر ان انکر الوضوء للصلوۃ نعم ولغیرہا لا سوال
وضو کا منکر کافر ہو یا نہین جواب اگر اُسنے وضو کا انکار کیا نماز کے واسطے تو ہان وہ کافر ہوا اور غیر نماز کے واسطے منکر وضو ہونے سے کافر نہین ہوگا م نماز
کے وضو کا منکر اسواسطے کافر ہوا کہ اُسنے قرآن کی تکذیب کی قال اللہ تعالی (یایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ الخ) اور غیر نماز اگرچہ مس مصحف سے
وضو کا انکار کرے کافر نہوگا اسواسطے کہ اُسکی آیت مین اختلاف ہو چنانچہ مذکور ہوچکا یعنی تو قطعی کا منکر نہ ٹھہرا شک فی بعض وضوءہ اعاد ما شک فیہ لو فی
خلالہ لم یکن الشک عادۃ لہ والا لا شک پڑا وضو کے بعض افعال مین یعنی کسی عضو کے غسل مین یا مسح مین تو جس فعل مین شک پڑا کہ کیا یا نہین کیا
اُسکو پھر کرے اگر اثنا وضو کرنے مین شک ہوا ہو اور شک کا ہونا اُسکی عادت نہو ورنہ اعادہ نہین یعنے اگر اثنا وضو مین شک نہین پڑا بلکہ
بعد وضو کر چکنے کے شک پڑا خواہ اُسکو شک کی عادت ہو یا نہو یا اُسکو شک کی عادت خواہ اثنا وضو مین ہو یا بعد وضو ان صورتون مین اعادہ
نکرے اور شک کی طرف التفات نہ کرے اور آپ کو باوضو سمجھے کذافی الطحطاوی ملخصاً ولو علم انہ لم یغسل عضواً وشک فی تعیینہ غسل رجلہ الیسری
لانہ اخر العمل اور اگر اُسکو بالیقین معلوم ہو کہ اسنے ایک عضو کو نہین دھویا اور شک پڑا اُسکو عضو کے معین کرنے مین کہ ہاتھ ہو یا پانون تو

بائین پانون کو دھوے اسواسطے کہ وہ پچھلا عمل ہی وضو مین تو نسیان کی طرف وہی اقرب ہی باقی رہی یہ بات کہ اگر پچھلے پانون کے دھونے کا یقین ہو صورت
مذکورہ مین تو ظاہر اُسکے ماقبل عضو کا اعتبار ہوگا وہکذا کما فی الطحطاوی ولو تیقن بالطہارۃ وشک بالحدث او بالعکس اخذ بالیقین اور اگر طہارت کر چکنے
کا یقین ہوا اور وضو کے ٹوٹنے مین شک پڑے یا اسکے بالعکس یعنے وضو ٹوٹنے کا یقین ہی اور طہارت کرنے مین شک پڑے تو یقین کو لے اور شک کو چھوڑے
یعنی پہلی صورت مین طہارت کو اعتبار کرے اور دوسری صورت مین زوال طہارت کو معتبر جانے اسواسطے کہ یقین شک سے نہین مٹ سکتا کیونکہ یقین قوی چیز ہی
اور شک ضعیف قوی ضعیف سے کیونکر مٹ سکے ولو تیقنہما وشک فی السابق فہو متطہر اور اگر طہارت اور حدث دونون کا یقین ہوا اور سابق مین شک پڑے یعنی
یہ یاد نہین رہا کہ اول طہارت تھی یا حدث تو وہ شخص شرعًا باطہارت ہی اسواسطے کہ غالبًا طہارت بعد حدث کے ہوتی ہی کذا فی الطحطاوی ومثلہ المتیمم اور متوضی[1]
کے حکم مین تیمم کرنے والا ہی یعنی اگر تیمم کا یقین حاصل ہی اور بے وضو ہونے مین شک واقع ہوا ہی یا حدث کا یقین ہی اور تیمم مین شک ہی یقین پر عمل کرے
اور جو دونون کا یقین ہی اور تقدم اور تاخر مین شک ہی تو یہ شخص باتیمم ہی ولو شک فی نجاسۃ ماء او ثوب او طلاق او عتق لم یعتبر وتمامہ فی الاشباہ اور
جو شک پڑے پانی یا کپڑے کی نجاست مین یا زوجہ کی طلاق مین شک پڑے کہ طلاق دی یا نہین دی یا لونڈی غلام کے آزاد کرنے مین شک واقع ہوا تو
اس شک کا کچھ اعتبار نہین پانی اور کپڑے کو پاک جانے اور عورت کو اپنی زوجہ اور لونڈی غلام کو مملوک سمجھے اور مسائل شک کا پورا بیان اشباہ ونظائر مین
ہی الیقین لا یزول بالشک کے قاعدہ مین ہم مجتبی مین ہی کہ خون اور پیپ اور زرداب اور زخم کا پانی اور آبلہ اور پھنسی اور آنکھ اور کان کا پانی بیماری کی جہت
سے سب برابر ہین بنا بر قول اصح کے جو ناقض وضو نہین چنانچہ قلیل ڈیا خون وہ طاہر ہی مگر خون استحاضہ اگر خون غیر سائل سے کپڑا ملوث ہوگیا تو جواز نماز کا
مانع نہین جیسے اصحاب القروح کے کپڑے بار بار خون بلا سیلان اور بلا تجاوز کے نکلنے سے بھر جاتے ہین مانع نماز نہین عذر کے سبب سے اگرچہ خون بکثرت ہو اسی پر
فتوی ہی ینابیع مین ہی کہ تیل ذکر[2] کے احلیل مین پھر وہ نکل آیا وضو نہین ٹوٹا امام کے نزدیک خلافًا للصاحبین محیط مین ہی کہ وضو کیا پھر ذکر سے تراوت سائل دیکھی تو پھر
وضو کرے اور اگر معلوم نہو کہ وہ کیا ہی تو التفات نہ کرے نماز پڑھے کہ وہ شیطانی وسوسہ ہی اور شرمگاہ کو پانی سے چھڑک دے دفع وسوسہ کے واسطے اور اگر رقیق
چیز دماغ تک پہونچی ناک کے سُڑکنے سے یا اسکے اندر ٹپکانے سے پھر وہ ناک سے اُتر آئی تو ناقض وضو نہین اسواسطے کہ وہ پاک مکان سے خارج ہوئی اور اگر سوئی
چبھائی ہاتھ مین اور خون ظاہر ہوا سوئی کے سرے سے زیادہ تو ناقض نہین اور محمد بن عبد اللہ اُسکو سائل جانکر نقض وضو کی طرف مائل ہی جسنے روئی یا پھل کہا
اور اُنمین خون کا اثر دیکھا اسوڑون سے تو چاہیے کہ وہان انگلی رکھے اگر انگلی مین خون کا اثر پاوے تو وضو ٹوٹا اور اگر اثر خون کا مسوڑھے پر ہاتھ رکھنے
سے نپایا تو وضو قائم ہی الکل من العینی شرح الہدایۃ **وفرض الغسل** اراد بہ ما یعم العملی کما مر ماتن نے کہا اور فرض غسل مضمضہ اور استنشاق اور باقی
بدن کا دھونا ہی شارح نے کہا ماتن نے فرض سے اُسکا ارادہ کیا جو فرض عملی کو بھی شامل ہی چنانچہ وضو مین گذر گیا ہم یعنی فرض سے یہان وہ معنی مراد ہی
جو فرض اعتقادی اور فرض عملی دونون کو شامل ہی فرض عملی وہ ہی جسکے فوت ہو جانے سے جواز فوت ہو جاوے وجہ ارادہ یہ ہی کہ مضمضہ اور استنشاق قطعی
نہین ہین کیونکہ امام شافعی اُن دونون کو غسل مین مسنون کہتے ہین کذا فی الحلبی وبالغسل المفروض کما فی الجوہرۃ اور غسل سے مراد مفروض غسل ہی
چنانچہ جوہرہ مین مذکور ہی یعنی جنابت اور حیض اور نفاس کا غسل کذا فی المنح وظاہرہ عدم شرطیۃ غسل فمہ وانفہ فی المسنون کذا فی البحر یعنے عدم فرضیتہما فیہ
والا فہما شرطان فی تحصیل السنۃ اور جوہرہ کا ظاہر کلام اسپر دلالت کرتا ہی کہ مُنہ ناک کا دھونا غسل مسنون مین شرط نہین ایسا مذکور ہی بحر الرائق مین مراد صاحب
بحر کی یہ ہی کہ غسل مسنون مین مضمضہ اور استنشاق فرض نہین ہین اور اگر یہ مراد تکلیے تو صحیح نہین اسواسطے کہ سنت کے حاصل کرنے مین مضمضہ اور استنشاق دونون
شرط ہین **غسل کل فمہ** غسل مین فرض ہی سارے مُنہ کے اندر دھونا ہم شارح نے بتقدیر لفظ کل اشارہ کیا کہ اضافت عموم کے واسطے ہی اور مراد کل فم اور کل انفہ کے
دھونے سے مضمضہ اور استنشاق ہی ویکفی الشرب عبا لان المج لیس بشرط فی الاصح اور اس فرض کے ادا ہونے مین پانی پینا مُنہ بھر کے کفایت کرتا ہی

لہ یعنی شک سے یقین دور نہیں ہوتا ۱۲

اسواسطے کہ فرضیت مضمضہ مین کلی کا باہر پھینکنا شرط نہین صحیح تر قول مین م یعنی جبکہ خوب منہ بھر کے پانی پیا سارا منہ اندر دھو گیا مضمضہ مفروضہ ادا ہوا تو اگر
چوس کر پانی پیا فرض ادا نہ ہوا چنانچہ بحر الرائق مین ہے اسلیے کہ چوسنے مین سارے منہ کے اندر پانی نہین پہونچتا ہرچند کلی کا باہر پھینکنا شرط نہین قول صحیح مین
لیکن احوط ہے کما فی الخلاصۃ اسواسطے کہ وہ عہدۂ فرضیت سے بالاتفاق خارج ہوگا اور یہی مطلب ہے احتیاط کا کذا فی الطحطاوی عن النہر **والفہ حتی**
ماتحت الدرن اور تمام ناک کا دھونا فرض ہے یہانتک کہ ناک کی خشک پپڑی کے نیچے بھی پانی پہونچانا ضرور ہے م بحر الرائق مین ہے کہ درن یابس یعنے خشک
میل ناک[ع] مین چبلائی روٹی اور خمیر کے مانند تمام اغتسال کا مانع ہے کذا فی الطحطاوی **وباقی بدنہ** اور مضمضہ اور استنشاق کے بعد تمام بدن کا دھونا فرض ہے
م بدن ظاہر اور باطن سب کو شامل ہے چنانچہ داخل عین کو بھی لیکن بسبب حرج ظاہر کے آنکھ کے اندر کا دھونا ساقط ہوگیا اسواسطے کہ آنکھ چربی[١٢] کی ہے پانی کی متحمل
نہین اور جو بعضے اصحاب مثل ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ کے اندر آنکھ کے دھویا کرتے تھے انکی بصارت زائل ہوگئی تھی ولہذا آنکھ کا دھونا نچاہیے اگرچہ اسکے اندر
ناپاک سرمہ لگا ہو کذا فی المنح الغفار لکن فی المغرب وغیرہ البدن من المنکب الی الالیۃ وحینئذ فالرأس والعنق والید والرجل خارجۃ لغۃ داخلۃ تبعا شرعا لیکن
کتب لغت مثل مغرب وغیرہ مین ہے کہ بدن لغت عرب مین مونڈھے سے ہے سرین تک اور جبکہ یہ حال ہوا تو سر اور گردن اور ہاتھ اور پانون بدن سے
خارج ہین لغت کی راہ سے داخل ہین کوٹھے کی تبعیت سے شرع کی اصطلاح مین م خلاصہ یہ ہے کہ مصنف نے بدن کا اطلاق جسد[جسم ١٢] پر کیا اسواسطے کہ یہان بدن سے
مایعم الاطراف مراد ہے **لا دلکہ** لانہ متمم فیکون مستحبا لا شرطا خلافا لمالک غسل مین بدن کا ملنا فرض نہین اسواسطے کہ ملنا کامل کرنے والا ہے دھونے کا پس
ملنا مستحب ہوگا نہ شرط اسواسطے کہ مکمل اور متمم شی کا اس شی کے وجود کے بعد ہوتا ہے برخلاف امام مالک رح کے م امام مالک اور ابو یوسف رح کی ایک روایت
مین ملنا غسل مین فرض ہے دلک عبارت ہے اعضاء مغسولہ پر ہاتھ پھیرنے سے تو اگر پانی بہایا اور سارے بدن پر پہونچ گیا بدون ہاتھ لگانے کے
تو فرض ادا ہوگیا مگر امام مالک کے نزدیک ادا نہین ہوا **ویجب** ای یفرض غسل کل ما یمکن من البدن بلا حرج مرۃ **کاذن وسرۃ وشارب وحاجب**
واثناء لحیۃ وشعر رأس ولو متلبدا لما فی فاطہروا من المبالغۃ اور واجب ہے یعنی فرض ہے دھونا ایکبار ہر اس محل کا بدن سے جسکا دھونا بدون مشقت کے ہوسکتا ہے
چنانچہ کان اور ناف اور موچھ اور بھون اور ڈاڑھی اور سر کے بالون کے اندر کا دھونا اگرچہ سر کے بال گوندھے باہم چپکے ہون اسواسطے کہ فاطہروا کے لفظ مین مبالغہ
نکلتا ہے م یعنی حق تعالی نے فرمایا (ان کنتم جنبا فاطہروا) یعنی اگر تمکو جنابت ہو جماع یا احتلام سے تو خوب طرح سے پاک صاف ہو یعنی سارے بدن کا دھونا جہانتک
ہوسکے بلا حرج اسکو دھوؤ ولہذا مضمضہ اور استنشاق غسل مین فرض ہوا نہ وضو مین اسلیے کہ فم ایک وجہ سے داخل بدن ہے اور ایک وجہ سے خارج
بدن ہے باعتبار حس کے انطباق اور انفتاح کے وقت اور باعتبار حکم شرع کے صائم کی رال گھونٹنے[پینے ١٢] اور داخل ہونے کسی چیز کے اسکے منہ مین تو وضو مین
فم یعنی منہ داخل بدن قرار دیا اور غسل مین خارج بدن اسواسطے کہ غسل مین مبالغہ کا صیغہ یعنی فاطہروا وارد ہے اور وضو مین غسل وجہ کا حکم ہے اور وجہ عبارت ہے مواجہہ
سے **وفرج خارج** لانہ کالفم **لا داخل** لانہ باطن اور فرض ہے عورت کو فرج خارج کا دھونا اسواسطے کہ عورت کے باہر کی شرمگاہ منہ کے مانند ہے کہ من وجہ داخل ہے
اور من وجہ خارج فرض نہین فرج داخل کا دھونا اسواسطے کہ وہ اندر بدن کے داخل ہے اور اندر کا دھونا ساقط ہے ولا تدخل اصبعہا فی قبلہا بہ یفتے اور عورت انگلی
کو اپنی شرمگاہ مین داخل نکرے اسی کا فتوی ہے یعنی غسل مین یہ کام نکرے مزید طہارت کے خیال سے کیونکہ اندر کا دھونا واجب نہین **لا یجب غسل ما فیہ حرج**
کعین وان اکتحل بکحل نجس واجب نہین غسل مین دھونا وہان کا جسمین مشقت اور تکلیف ہے چنانچہ آنکھ کا دھونا اگرچہ اسمین ناپاک سرمہ لگایا ہو **وثقب**
انضم وداخل قلفۃ اور بند سوراخ اور داخل قلفہ کا دھونا واجب نہین م جو سوراخ ناک یا کان کا بند ہوگیا وہان پانی پہونچانا واجب نہین حرج کی جہت سے
قلفہ بضم قاف وسکون لام وہ کھال ہے جو ختنہ کرنے مین کاٹی جاتی ہے بل یندب ہو الاصح قالہ الکمال وعللہ بالحرج فسقط الاشکال بلکہ قلفہ کے اندر کا دھونا مستحب ہے
یہی قول صحیح تر ہے ایسا کہا ہے کمال الدین صاحب فتح القدیر نے اور حرج کو عدم وجوب غسل کی علت بیان[ذکر کی ١٢] کی ہے تو اشکال ساقط ہوگیا م یعنی جب حرج کو علت

قرار دیا تو زیلعی کا اعتراض ساقط ہو گیا حاصل اعتراض کا یہ ہے کہ اگر داخل قلفہ کا غسل مین دھونا واجب نہین باوجود صیغۂ مبالغہ فاطہروا کے تو اسکو داخل بدن کا
حکم دیا تو اسمین پیشاب کے قطرے آنے سے کیون وضو ٹوٹتا ہے قول صحیح پر سقوط اعتراض کی وجہ یہ ہے کہ عدم وجوب غسل دفع حرج کی وجہ سے ہے نہ اسواسطے کہ
یہ ظاہر بدن نہین ہے وفی المسعودی ان امکن فتح القلفۃ بلا مشقۃ یجب والالا اور مسعودی مین ہے کہ اگر کھولنا قلفہ کا بدون مشقت کے ہو سکے تو اندر کا دھونا
واجب ہے ورنہ واجب نہین ہم اسی قول کو شرنبلالی نے پسند کیا ہے اور اسی کی طرف فتح القدیر کا کلام مشیر ہے اسواسطے کہ سقوط کو مقید بحرج کیا ہے تو جہان حرج نہین
وہان دھونا بھی ساقط نہین کذا فی الطحطاوی **وکفی بل اصل ضفیرتہا** ای شعر المراۃ المضفور للحرج اور کفایت کرتا ہے تر کرنا اور بھگونا عورت کی گوندھی
چوٹی کی جڑ کا یعنی گوندھے بالون کا دھونا عورت پر فرض نہین جڑون کا تر کر دینا کفایت کرتا ہے تکلیف اور مشقت کی وجہ سے ضفیرہ سے مراد عورت کے گوندھے
بال ہین ہم صحیح مسلم مین حضرت ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ مین نے کہا یا رسول اللہ مین وہ عورت ہون کہ اپنے سر کی گوندھی چوٹی خوب مضبوط کر کے باندھتی ہون
کیا حیض اور جنابت کے غسل کے واسطے اسکو کھولا کرون فرمایا نہین تجکو تین بار دونون ہاتھون مین پانی لیکر سر پر ڈالنا کفایت کرتا ہے پھر اپنے اوپر پانی بہانا
اور پاک ہونا اور ابوداؤد مین ثوبان سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل جنابت کا سوال ہوا تو فرمایا کہ مرد تو اپنے بال کھول ڈالے اور بالون کو دھوئے
یہانتک کہ بالون کی جڑ تک پہونچے اور عورت پر تو بالون کا کھولنا ضرور نہین اسکو تو تین چلو بھر کے پانی سر پر ڈالنا کفایت کرتا ہے کذا فی التیسیر اما المنقوض فیفرض
غسل کلہ اتفاقا اور عورت کو کھلے بالون کا تو بالکل دھونا فرض ہے بالاتفاق یعنی یہان فقط جڑون کا تر کرنا کافی نہوگا ولو لم یبتل اصلہا یجب نقضہا مطلقا ہو الصحیح
اور اگر گوندھی چوٹی کی جڑ نہ بھیگے تو چوٹی کا کھولنا واجب ہے ہر طرح سے یہی قول صحیح ہے ہم ہر طرح کھولنا واجب ہے خواہ اسمین تکلیف ہو یا نہو اور غیر صحیح وہ قول ہے کہ
بالون کا نچوڑنا دھونے کے بعد ضرور ہے خواہ بال گوندھے ہون یا کھلے کذا فی الطحطاوی ولو ضرہا غسل راسہا ترکتہ اور اگر سر کا دھونا عورت کو ضرر کرتا ہو تو سر کا
دھونا چھوڑ دے یعنی درصورت ضرر سر کا دھونا اور مسح کرنا بھی غسل جنابت وغیرہ مین ساقط ہے سر کو چھوڑ کے باقی بدن دھووے پاک ہو جاویگی وقیل تمسحہ اور
بعضون نے کہا کہ سر کو مسح کرے اگر دھونا ضرر کرتا ہو ولا تمنع زوجہا وسیجئی فی التیمم اور نہ منع کرے اپنے زوج کو جماع سے اور اسکا ذکر آگے آویگا تیمم کے مسائل مین ہم
یعنی اگر عورت کو سر کا دھونا ضرر کرتا ہو اس عذر سے اسکو اپنے شوہر کا روکنا جماع سے نہین پہونچتا ہے اسواسطے کہ وہ شوہر کا حق ہے اور اسکے دفع ضرر کا علاج یہ ہے کہ
بقول اول غسل اور مسح دونون کو ترک کرے یا بقول ثانی سر کو مسح کرے کذا فی الطحطاوی **لا یکفی بل ضفیرتہ** فینقضہا وجوبا **ولو علویا او ترکیا** لامکان حلقہ
کفایت نہین کرتا ہے مرد کی گوندھی چوٹی کا بھگونا تو واجب یعنی فرض ہے اسکا کھولنا اگرچہ مرد علوی یا ترکی ہو اسواسطے کہ مرد کو سر کا مونڈنا یعنی بدون قباحت اور
بدنمائی کے ممکن ہے برخلاف عورت کے ہم علوی یعنی سادات مرتضوی اور ترکیون کی عادت ہے بال رکھنے اور چوٹی گوندھنے کی اسواسطے انکو بالخصوص ذکر کیا
ولا یمنع الطہارۃ ونیم ای خرء **ذباب وبرغوث** لم یصل الماء تحتہ اور طہارت کا مانع نہین مکھی اور مچھر کا وہ گو جسکے نیچے پانی نہین پہونچا اسواسطے کہ اس سے
بچنا ممکن نہین کذا فی الطحطاوی **وحناء** ولو جرمہ بہ یفتی اور نہ مہندی طہارت کی مانع ہے اگرچہ مہندی کا جرم لگا ہو اسی کا فتوی ہے ہم لیکن اگر مہندی کا جرم ہوگا تو
اسکے نیچے پانی کا پہونچنا ضرور ہے اور اگر نہ پہونچیگا تو طہارت حاصل نہوگی ولہذا البحر الرائق مین کہا ہے کہ اگر عورت نے اپنے سر مین خوشبو چپکائی ہو اسطرح کہ پانی
بالون کی جڑون مین نہ پہونچتا ہو تو اسپر واجب ہے اسکا دور کرنا کذا فی الطحطاوی **ودرن ووسخ** عطف تفسیر وکذا دہن ودسومۃ اور نہ میل بدن کا مانع طہارت ہے
اور اسی طرح تیل اور چکنائی مانع طہارت کی نہین شارح نے کہا وسخ کا عطف تفسیری ہے یعنی درن اور وسخ دونون بیک معنی ہین **وتراب وطین ولو فی**
ظفر مطلقا ای قرویا او مدنیا فی الاصح اور خشک مٹی اور گیلی مٹی مانع طہارت کی نہین اگرچہ ناخن کے اندر ہو خواہ وہ شخص گنوار ہو یا شہر کا رہنے والا دونون
برابر ہین قول اصح مین ہم اور غیر صحیح قول یہ ہے کہ شہری کے حق مین ناخن کی مٹی مانع طہارت ہے نہ گنوار کے حق مین اسواسطے کہ شہری کا بدن چکنا ہوتا ہے تو
پانی نفوذ نہین کرتا طحطاوی نے کہا قول اصح کی وجہ یہ ہے کہ بہر صورت پانی نفوذ کر جاتا ہے بخلاف نحو عجین برخلاف گوندھے آٹے کے مانند کہ وہ طہارت کا مانع ہے

ف سادات مرتضوی وہ کہلاتے ہین جو حضرت علی کی اولاد مین سوائے حضرت فاطمہ رض کے ۱۲

عدم نفوذ کی وجہ سے ہم گوندھے آٹے کے مانند وہ چیزین ہین جنمین پانی سرایت نہین کرتا چنانچہ چبلائی ہوئی روٹی اور میل کی پپڑی ناک مین اور کھال
مچھلی کی کذا فی البحر **ولا یمنع ماعلی ظفر صباغ** اور مانع طہارت کی نہین وہ چیز جو رنگریز کے ناخن پر لگی ضرورت کی وجہ سے اور بعضون کے نزدیک
مانع ہے مضمرات مین کہا کہ اول قول پر فتوی ہے کذا فی النہر ہم عورتین ہندوستان کی جو مسی لگاتی ہین اگر فقط رنگ ہے بدون جرم کے تو ظاہر مہندی کے مانند مانع
طہارت نہین اور اگر جرم ہے جسکو دھڑی کہتے ہین تو ظاہر انجین کے مانند مانع طہارت ہے واللہ اعلم **ولا طعام بین اسنانہ او فی سنہ المجوف بہ یفتی**
وقیل ان صلبا منع وہو الاصح اور مانع طہارت کا نہین وہ کھانا جو دانتون کے اندر رہجاتا ہے یا پولے دانت کے اندر گھس جاتا ہے اسی قول کا فتوے ہے
اور بعضون نے کہا کہ اگر وہ سخت اور خشک ہے تو طہارت کا مانع ہے یہی قول صحیح تر ہے ہم رسم مفتی مین مذکور ہو گیا کہ فتوی مقدم ہے اصح وغیرہ سے طعام مابین
الاسنان اسواسطے مانع طہارت نہین کہ پانی لطیف چیز ہے ہر جگہ غالباً سرایت کر جاتا ہے ایسا مذکور ہے تجنیس مین بحرالرائق مین فقیہ ابو اللیث اور فتاوے
فضلی سے نقل کیا کہ احتیاط یہ ہے کہ اُسکو نکال کے پانی اُسپر بہاوے کذا فی الطحطاوی **ولو کان خاتمہ ضیقا نزعہ او حرکہ وجوبا کقرط** اور اگر غسل کرنے
والے کی انگوٹھی تنگ ہو تو واجب ہے کہ اُسکو نکال ڈالے یا ہلادے جیسے کان کی بالی کا نکال لینا یا گھمانا واجب ہے یعنے انگوٹھی اور بالی کا اتنا ہلانا
اور گھمانا چاہیے کہ وہان پانی پہونچ جانے کا گمان حاصل ہو **ولو لم یکن ثقب اذنہ قرط فدخل الماء فیہ** ای الثقب **عند مرورہ** علی اذنہ
اجزاہ اور اگر اُسکے کان کے سوراخ مین بالی نہو سو پانی پہونچ گیا سوراخ مین کان پر پانی بہنے کے وقت تو غاسل کو کفایت کرتا ہے **کسرۃ واذن
دخلہا الماء** جیسے ناف اور کان مین پانی داخل ہو گیا اُنپر سائل ہونے سے تو کفایت کرتا ہے یعنے انگلی وغیرہ داخل کرنا ضرور نہین **والا یدخل ادخلہ ولو
باصبعہ** ولا یتکلف بخشب ونحوہ المعتبر غلبۃ ظنہ بالوصول اور اگر سوراخ مین پانی نگیا تو قصداً داخل کرے اگرچہ اپنی انگلی سے اور لکڑی اور مانند اُسکے
سینک وغیرہ سے پانی داخل ہونے کے لیے تکلف نکرے اور پانی پہونچنے مین اپنے گمان کا غلبہ معتبر ہے یعنے جب اپنی اٹکل مین آگیا کہ پانی وہان پہونچ گیا
ہو گا تو زیادہ تکلف اور وسواس نکرے **فروع** مسائل ملحقہ شارح کے **نسی المضمضۃ او جزءا من بدنہ فصلے ثم تذکر فلو نفلا لم یعد لعدم صحۃ شروعہ**
نہانے والا کلی کرنا یا کچھ بدن کا دھونا بھول گیا پھر اُسنے نماز پڑھی پھر اُسکو یاد آیا تو اگر وہ نماز نفل تھی تو اُسکا اعادہ نکرے شروع نماز کے
صحیح نہونے سے یعنی بسبب ناپاکی کے نماز کا شروع کرنا صحیح نہ ٹھہرا تو نماز اُسپر لازم نہوئی تو اسکا اعادہ بھی لازم نہوگا **علیہ غسل وثمہ رجال لا یدعہ**
وان رآہ مرد پر غسل کرنا واجب ہے اور وہان لوگ ہین تو نہانے کو نہ چھوڑے اگرچہ لوگ اُسکو دیکھین ہم یہ اُس صورت مین ہے کہ پردہ وہان نہین
ہو سکتا اور نماز کے فوت ہو جانے کا ڈر ہے اور جو عمداً اُسکو دیکھیگا وہ گنہگار ہوگا نہانے والا معذور ہے **والمرأۃ بین رجال او رجال ونساء تؤخرہ لا بین نساء
فقط** اور عورت درمیان مردون کے یا درمیان مردون اور عورتون کے نہانے مین تاخیر کرے اور تاخیر نکرے فقط عورتون مین ہم اسواسطے کہ نظر کرنا
جنس کا ہمجنس کی طرف خفیف تر ہے برخلاف غیر جنس کے **واختلف فی الرجل بین رجال ونساء او نساء فقط کما بسطہ ابن الشحنۃ** اور اختلاف ہے اُس
مرد کے غسل کرنے مین جو درمیان مردون اور عورتون کے یا فقط درمیان عورتون کے واقع ہے چنانچہ ابن شحنہ شارح وہبانیہ نے اسکو شرح کا
بیان کیا ہے ہم ظاہر کلام شارح اسکا مقتضی ہے کہ یہ مسئلہ مذہب مین منصوص ہے اور اسمین اختلاف واقع ہے حالانکہ ایسا نہین اسلیے کہ شارح وہبانیہ
نے تصریح کی ہے کہ مین اس مسئلہ کی نقل پر واقف نہین ہوا اگر قیاس یہ چاہتا ہے کہ مرد عورتون مین یا مردون اور عورتون مین غسل کو تاخیر کرے
اور خنثی کو کسی صورت مین کشف عورت جائز نہین کذا فی الطحطاوی مختصراً **وینبغی لہا ان یتیمم وتصلی لعجزہا شرعاً عن الماء** اور عورت کو چاہیے کہ تیمم
کرے اور نماز پڑھے اسواسطے کہ عورت مردون مین شرعاً پانی کے استعمال سے عاجز ہے **واما الاستنجاء فیترک مطلقاً والفرق لا یخفے** اور پانی سے
استنجا کرنا تو ہر طرح چھوڑا جاے خواہ مرد یا عورت مردون یا عورتون مین یا دونون مین ہو اور فرق غسل اور استنجا مین چھپا نہین ہم وجہ فرق یہ ہے

کہ نجاست حقیقی کے ساتھ نماز صحیح ہوتی ہے اور نجاست حکمی کے ساتھ اصلا صحیح نہین منیہ اور اُسکی شرح مین ہے کہ کشف عورت نہ کرے کسی کے سامنے اسواسطے کہ
حرام ہے اور پانی سے استنجا کرنا افضل ہے اگر بلا کشف ممکن ہو اور اگر ممکن نہو تو ڈھیلون پر کفایت کرنا واجب ہے کذا فی الطحطاوی مختصراً وسنتہ کسنن الوضوء
سوی الترتیب اور غسل کی سنتین وضو کی سنتون کے مانند ہین چنانچہ نیت کرنا اور بسم اللہ کہنا سوائے ترتیب کے یعنے اسواسطے کہ وضو کی ترتیب اور
غسل کی ترتیب یکسان نہین وآدابہ کآدابہ سوی استقبال القبلۃ لانہ یکون غالبا مع کشف العورۃ اور غسل کے مستحبات وضو کے مستحبات کے مانند ہین
سوائے استقبال قبلہ کے اسواسطے کہ غسل اکثر برہنہ ہوتا ہے ہم منجملہ مستحبات غسل اعضا کا ملنا اور چھنگلی کان کے سوراخ مین ڈالنا پانی پہونچانے کے بعد
اور تحریک خاتم واسع اور نیت زبان سے کرنا اور اونچے مکان مین بیٹھکر نہانا تاکہ چھینٹین بدن پر نہ پڑین اور عدم استعانت اور تکلم بکلام ناس نکرنا
اور غسل کے مکروہات وضو کے مکروہات کے مانند ہین یعنے مُنھ پر پانی زور سے مارنا اور قدر ضرورت سے پانی کم کرنا یا حاجت سے زیادہ پانی بہانا کذا فی الطحطاوی
ملتقطا وقالوا لو مکث فی ماء جار او حوض کبیر او مطر قدر الوضوء والغسل فقد اکمل السنۃ اور فقہا نے کہا ہے کہ اگر جاری پانی یا بڑے حوض یا مینھ مین بقدر مدت وضو
اور غسل کرنے کے ٹھہرا تو البتہ اُسنے پوری سنت ادا کی یعنے وہ سنت جو اُسکے لائق ہے کامل ہوگی چنانچہ تثلیث اور دلک وغیرہ کی سنت ادا ہوگئی مگر تلفظ
نیت کا فقط ٹھہرنے سے ادا نہوگا والبداءۃ بغسل یدیہ وفرجہ وان لم یکن بہ خبث اتباعا للحدیث اور سنت ہے غسل مین دونون ہاتھون اور شرمگاہ
کے دھونے سے شروع کرنا اگرچہ پیشاب کی جگہ پر کچھ نجاست نہو حدیث کی پیروی سے وخبث بدنہ ان کان علیہ خبث لئلا یشیع اور شروع کرنا
بدن کی نجاست دھونے سے اگر اُسکے بدن پر نجاست ہو تاکہ باقی بدن پر نجاست نہ پھیلے ثم یتوضأ اطلقہ فانصرف الی الکامل فلا یؤخر قدمیہ ولو
فی مجمع الماء لما ان المعتمد طہارۃ الماء المستعمل پھر وضو کرے مصنف نے وضو کو مطلق بلا قید کہا اور مطلق جب بولتے ہین تو اُسکا فرد کامل مراد ہوتا ہے
تو یہان پورا وضو مراد ٹھہرا تو دونون قدمون کے دھونے کو تاخیر نہ کرے اگرچہ نہاتا ہو پانی جمع ہونے کے مقام مین اسواسطے کہ مذہب معتمد ہے کہ
مستعمل پانی پاک ہے ہم جب وضو کامل مراد ہوا تو اسمین اشارہ ہے کہ سر کا مسح کرے اور یہی قول صحیح ہے اور یہ بھی اشارہ ہے کہ جمیع سنن اور مستحبات وضو
کے بجا لاوے ایسا کہا ہے صاحب بحر نے اور عدم تاخیر غسل قدمین بعض مشایخ کا قول ہے اور یہی صحیح تر ہے مذہب شافعی مین اور بعضون نے کہا تاخیر کرے
مطلقا اور بعضون نے کہا اگر وہان پانی جمع ہو تو تاخیر کرے یہی قول مذکور ہے مبسوط اور ہدایہ مین کذا فی الطحطاوی علی انہ لا یوصف بالاستعمال الا بعد
انفصالہ عن کل البدن لانہ فی الغسل کعضو واحد علاوہ یہ ہے کہ پانی مستعمل نہین ہوتا مگر بعد جدا ہونے کے تمام بدن سے اسواسطے کہ غسل مین تمام بدن
ایک عضو کے مانند ہے ہم تجزی حدث مین دو روایتین ہین ایک روایت یہ ہے کہ حدث متجزی ہے یعنے جو عضو مغسول ہوگا وہ پاک ہوگا اور باقی ناپاک اور
دوسری روایت یہ ہے کہ حدث متجزی نہین یعنے بعضے اعضاء مغسولہ پاک نہونگے جبتک سارا بدن نہ دھویا جاویگا تو یہ قول شارح کا مبنی ہے عدم تجزی حدث پر
فی النہر مین کہا کہ عدم تجزی کی روایت پر یہ پانی مستعمل نہوگا مگر بعد جدا ہونے پانی کے تمام بدن سے جو پانی کہ دونون قدم کو لگا ہے وہ مستعمل نہین ہے اسواسطے
کہ تمام بدن غسل مین ایک عضو کے مانند ہے یہانتک کہ غسل مین تراوت کا نقل کرنا ایک عضو سے دوسرے عضو کی طرف جائز ہے انتہی فحینئذ لا حاجۃ الی غسلہما
ثانیا تو اسوقت مین جبکہ معلوم ہوا کہ یہ پانی مستعمل نہین ہے تو دونون قدم کے دھونے کی دوسری بار حاجت نہین ہم مگر بطریق پاکیزگی اور افضلیت کے دھونا
بہتر ہے نہ بطریق لزوم کے تو جو تفصیل ہدایہ مین ہے اور اُسکو مجتبے مین اصح کہا ہے وہ محمول ہے ماء مستعمل کی نجاست پر اور ہمارے مذہب کے علما کے بہت فروع اسی
قول پر مبنی ہین لیکن ہمنے بعض مشایخ کے قول کو اختیار کیا اسواسطے کہ طہارت ماء مستعمل کی معتمد فی المذہب ہے کذا فی النہر ملتقطا الا اذا کان ببدنہ خبث مگر جبکہ اُسکے
بدن پر نجاست حقیقی ہو تو قدمون کو دوسری بار دھو ڈالے ازالہ نجاست کے واسطے نہ ازالہ حدث کے واسطے کہ وہ تو زائل ہو گیا کذا فی الطحطاوی ولعل
القائلین بتاخیر غسلہما انما استحبوہ لیکون البدء والختم باعضاء الوضوء شاید کہ وہ فقہا جو پانون دھونے کی تاخیر کے قائل ہین فقط اسی واسطے تاخیر کو

مستحب جانتے ہین تاکہ غسل کی ابتدا اور اختتام وضو کے اعضاء پر ہو کذا فی البحر وقالوا لو توضا اولا لا یاتی بہ ثانیا لانہ لا یستحب وضوءان للغسل اتفاقا اور فقہا
نے کہا ہے کہ اگر غسل سے پہلے وضو کیا تو بعد غسل کے دوسری بار وضو نکرے اسواسطے کہ ایک غسل کے واسطے دو وضو بالاتفاق مستحب نہین اما لو توضا بعد
الغسل واختلف المجلس علی مذہبنا او فصل بینہما بصلوٰۃ کقول الشافعیۃ فیستحب اور اگر بعد غسل کے وضو کیا اور مجلس بدل گئی ہم حنفیون کے مذہب پر یا
دونون وضوؤن مین نماز کو فاصل واقع کیا شافعیون کے قول کے مانند تو یہ دوبارہ وضو کرنا مستحب ہے ہم یہ بحث ہے صاحب بحر کی اور سابق مذکور ہو گیا کہ وضو پر
وضو نور علی نور ہے اگرچہ مجلس نہ بدلی ہو اور جو وضو کہ اسراف مین داخل ہے وہ تیسری بار وضو کرنا ہے چنانچہ اسکی تحقیق صاحب نہر کے کلام سے وضو کے
مسائل مین مذکور ہو چکی کذا فی الطحطاوی ثم یفیض الماء علی کل بدنہ ثلثا مستوعبا من الماء المعہود فی الشرع للوضوء والغسل وہو ثمانیۃ ارطال پھر وضو کے
بعد پانی بہاوے اپنے تمام بدن پر تین بار ہر بار تمام اعضا پر پانی پہونچا کر اسقدر پانی سے وضو اور غسل کرے جسقدر مقرر اور معین ہے شرع مین وضو
اور غسل کے واسطے اور وہ آٹھ رطل پانی ہے ہم غسل کے واسطے ایک صاع پانی معین ہے اور وضو کے واسطے ایک مد اور صاع چار مد کا ہوتا ہے اور مد دو
رطل کا اور رطل سے مراد بغدادی رطل ہے جو ۱۳۰ درم کا ہوتا ہے اسواسطے کہ فقہا نے صاع کا اندازہ کیا ہے کہ اسمین ۱۰۴۰ درم بھر مونگ یا مسور سماوے
کذا فی الطحطاوی مکروہات وضو کے ترجمہ مین مذکور ہو چکا کہ لکھنؤ کے حساب سے مد تخمیناً تین پاؤ کا ہوتا ہے اور صاع تین سیر پختہ کا صحیحین اور نسائی مین امام
محمد باقر سے مروی ہے کہ ہم جابرؓ کے پاس تھے سو لوگون نے غسل سے سوال کیا تو جابرؓ نے کہا کہ ایک صاع تجکو کفایت کرتا ہے ایک مرد نے کہا کہ مجکو اسقدر
کافی نہین تو جابر نے کہا اُس شخص کو صاع کفایت کرتا تھا جسکے بال تجھسے زیادہ تر تھے اور وہ تجھسے بہتر تھا یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کذا فی التیسیر
وقیل المقصود عدم الاسراف اور بعضون نے کہا کہ آٹھ رطل سے مقصود عدم اسراف ہے ہم شارح نے بصیغہ تمریض تضعیف قول کی طرف اشارہ کیا اور شرنبلالی
نے اپنے متن مین اسی قول پر اعتماد کیا ہے بحر الرائق مین کہا کہ تقدیر مذکور لازم نہین یہانتک کہ اگر پورا غسل کرے صاع سے کم پانی مین تو کافی ہے اور
اگر کفایت نکرے تو صاع سے زیادہ کرے اسواسطے کہ آدمیون کے طبائع اور احوال مختلف ہوتے ہین ایسا مذکور ہے بدائع مین اور نووی شافعی نے عدم
لزوم تقدیر پر اجماع نقل کیا ہے کذا فی الطحطاوی وفی الجواہر لا اسراف فی الماء الجاری لانہ غیر مضیع وقد قدمناہ عن القہستانی اور جواہر مین ہے کہ جاری پانی مین
اسراف نہین ہے اسواسطے کہ وہ پانی تلف نہین ہوتا ہے اور ہمنے اس مسئلے کو مقدم ذکر کیا ہے قہستانی سے نقل کرکے ہم یہ قول ضعیف ہے چنانچہ اسکی تضعیف
مسائل وضو مین مشرح مذکور ہو چکی بادیا بمنکبہ الایمن ثم الایسر ثم براسہ ثم علی بقیۃ بدنہ مع دلکہ ندبا وقیل یثنی بالراس وقیل یبدا بالراس
وہو الاصح وظاہر الروایۃ والاحادیث قال فی البحر وبہ یضعف تصحیح الدرر غسل مین پانی بہاوے شروع کرتا ہوا اپنے داہنے مونڈھے سے پھر اُسکے بعد
بائین مونڈھے سے پھر اپنے سر سے پھر باقی بدن پر ملنے کے ساتھ استحباب کی رو سے اور بعضون نے کہا کہ اول داہنے مونڈھے پر پانی بہاوے پھر
دوسری بار سر پر اور بعضون نے کہا کہ سر سے پانی بہانا شروع کرے اور یہی قول صحیح تر ہے اور ظاہر الروایۃ اور ظاہر الاحادیث ہے بحر الرائق کے مصنف نے کہا
اور اسی وجہ سے یعنی چونکہ سر سے شروع کرنا ظاہر الروایۃ اور ظاہر الاحادیث ہے لہذا درر کی تصحیح کی تضعیف کی گئی ہے یعنے درر مین جو ملا خسرو نے تاخیر سر کی تصحیح کی ہے
سو وہ ضعیف قول ہے ہم ظاہر الروایۃ وہ مسئلہ ہے جو امام محمدؒ کی کتب خمسہ مین مروی ہے یعنے مبسوط جسکو اصل بھی کہتے ہین اور جامع کبیر اور جامع صغیر اور زیادات
اور سیر اور حاکم شہید کی دو کتابین یعنی منتقی اور کافی جو مستخرج ہین کتب خمسہ مذکورہ مین وہ بھی ظاہر الروایۃ ہین اما احادیث پس حضرت میمونہ رضی اللہ
عنہا سے صحاح ستہ مین مروی ہے کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل جنابت کے واسطے پانی لائی سو حضرت نے دونون ہاتھ دو بار یا تین بار دھوئے
پھر آپ نے دونون ہاتھ ڈالے برتن مین پھر پانی ڈالا شرمگاہ پر اور بائین ہاتھ سے اُسکو دھویا پھر بایان ہاتھ زمین پر خوب رگڑا پھر وضو کیا نماز کا سا وضو پھر
تین بار سر پہ پانی ڈالا پھر باقی بدن دھویا پھر اُس مقام سے علٰحدہ ہوئے پھر دونون پانون دھوئے کذا فی العینی شرح الہدایۃ اور تیسیر الوصول الی جامع الاصول

مین صحاح ستہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث یون منقول ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کرتے تھے تو پہلے دونون ہاتھ دھوتے پھر نماز کے
مانند وضو کرتے پھر انگلیان پانی مین ڈالتے اور اُنسے بالون کی جڑون مین خلال کرتے یہانتک کہ ساری جلد پر پانی پہونچ جانے کا ظن حاصل ہوتا تب اُسپر تین بار
پانی بہاتے پھر باقی بدن کو دھوتے پھر دونون پانون دھوتے اور صحیحین کی ایک روایت حضرت عائشہ رضی سے یہ ہو کہ جب غسل جنابت فرماتے تو پانی کا برتن ہاتھ
مین لیتے اور سر کے داہنی طرف سے شروع کرتے پھر سر کے بائین طرف سے انتہی پس ان احادیث صحیحہ سے بعد وضو کے نہانے کی ابتدا سر سے ثابت ہوئی اور اختتام
غسل کا پانون پر اور یہی مذکور ہو ہدایہ مین تو اسی کو قوی اور مسنون سمجھنا چاہیے واللہ اعلم **وصح نقل بلۃ عضو الی عضو اخر فیہ بشرط التقاطر** اور غسل مین صحیح ہو
ایک عضو کا پانی دوسرے عضو پر لیجانا بشرط ٹپکنے کے م یعنی نقل مین یہ شرط ہو کہ دوسرے عضو پر جاکر ٹپکے تاکہ دھونا اُسکا ثابت ہو نہ چپڑنا مصنف نے اپنی شرح مین
یہ مسئلہ تقاطر کی شرط کے ساتھ فوائد تاجیہ سے نقل کیا ہو **لا فی الوضوء** لما ان البدن کلہ کعضو واحد نقل کرنا ایک عضو کا پانی دوسرے عضو کے واسطے وضو مین
صحیح نہین اسواسطے کہ یہ مذکور ہو گیا ہو کہ غسل مین تمام بدن ایک عضو کے مانند ہو یعنی برخلاف وضو کے کہ اُسمین چار عضو جدا جدا ہین **وفرض الغسل** عند خروج
منی من العضو اور غسل فرض کیا گیا ہو نزدیک نکلنے منی کے عضو سے یعنی ذکر اور فرج سے والا فلا یفرض اتفاقا لانہ فی حکم الباطن اور اگر منی عضو سے باہر نہ نکلی تو
بالاتفاق غسل مفروض نہین اسواسطے کہ وہ باطن اور داخل کے حکم مین ہو یعنے شرع مین اُسکا اعتبار نہین جیسے بدن کے اندر کی نجاست کا اعتبار نہین جنابت
ثابت ہوتی ہو دو سبب سے ایک منفصل ہونے منی کے شہوت سے دوسرے ادخال سے آدمی کی شرمگاہ مین کذا فی الحاشیہ **منفصل عن مقرہ** ہو صلب الرجل وترائب
المرأۃ ومنی جو جدا ہوئی اپنے ٹھکانے سے وہ یعنی منی کا قرارگاہ مرد کی پیٹھ ہو اور عورت کی چھاتی کی ہڈیان ومنیہ ابیض اور مرد کی منی سفید ہو یعنی اور گاڑھی
جسکے نکلنے سے آلہ سست ہو جاتا ہو ومنیہا اصفر اور عورت کی منی زرد ہو یعنی پتلی فلو اغتسلت فخرج منہا منی ان کان منیہا اعادت الغسل لا الصلوٰۃ والا لا
تو اگر عورت نے مرد کی صحبت کے بعد غسل کیا پھر اُسکی شرمگاہ سے منی نکلی تو اگر عورت کی منی ہو یعنے زرد اور رقیق ہو تو غسل کا اعادہ کرے نہ اُس نماز کا جو
غسل کے بعد اس منی کے نکلنے سے پہلے پڑھی اور اگر عورت کی منی نہین بلکہ مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہو عورت کی شرمگاہ سے نکلی تو عورت دوسری بار غسل
نکرے م عادہ غسل کا امام محمد رح کے معتمد قول پر ہو کیونکہ پہلا غسل ٹوٹ گیا اور اعادہ نماز کا اسواسطے نہین کہ نماز اُسوقت ادا ہوئی جبکہ منی در حکم باطن کے
تھی تو نماز باطل نہو گی نزول منی سے بعد اُسکے کذا فی الطحطاوی **بشہوۃ** ای لذۃ ولو حکما کمحتلم غسل فرض ہوتا ہو اُس منی سے جو شہوت یعنے لذت کے
ساتھ نکلے اگرچہ لذت حقیقی نہو بلکہ لذت حکمی ہو جیسے خواب دیکھنے والے کی لذت م احتلام والے کو حقیقی لذت نہین ہوتی کیونکہ اُسکا ادراک مفقود ہو در رمین
ہو کہ شہوت کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر منی بھاری چیز کے اُٹھانے سے اور مانند اُسکے بلاشہوت نکلی تو غسل فرض نہین خلافا للشافعی ولم یذکر الدفق لیشمل
منی المرأۃ لان الدفق فیہ غیر ظاہر اور مصنف نے منی کی صفت مین دفق کا لفظ جو بمعنی اچھلنے اور کودنے کے ہو ذکر نہ کیا تاکہ منی عورت کو بھی شامل رہے
اسواسطے کہ اچھل کر منی نکلنا عورت کی منی مین ظاہر نہین م ہدایہ اور کنز مین دفق مذکور رہا لیکن چونکہ امام رح اور محمد رح کے نزدیک احلیل سے منی نکلنے مین
دفق شرط نہین اور عورت کی منی مین دفق ظاہر نہین لہذا مصنف نے عبارت کتب مذکورہ سے عدول کیا مصنف نے اپنی شرح مین در لوا لجی سے
نقل کیا کہ منی عورت کی دافق نہین یعنے کود کر نہین نکلتی اُسکی چھاتی سے شرمگاہ مین اُتر آتی ہو طحطاوی نے کہا کہ اتساع محل کے سبب سے اُسمین
دفق نہین ہوتا اور اُسمین خارج کی طرف دفع کرنے کی قوت نہین برخلاف مرد کے کہ تنگی محل سے اُسکی منی خارج کی طرف مندفع ہو جاتی ہو واما اسنادہ
الیہا فی قولہ تعالی خلق من ماء دافق الایہ فیحتمل التغلیب اور عورت کی منی کی طرف بھی دفق کی نسبت کرنا حق تعالے کے اس قول مین کہ خلق من ماء
دافق الخ سو اُسمین تو صنعت تغلیب کا احتمال ہو م یہ جواب ہو سوال مقدر کا تقریر سوال کی یہ ہو کہ قرآن مجید مین ارشاد ہوا کہ آدمی بنایا گیا
کودنے والے پانی سے جو نکلتا ہو پیٹھ اور چھاتی کے درمیان سے تو معلوم ہوا کہ عورت کی منی مین بھی جہندگی ہوتی ہو شارح نے اُسکا جواب دیا

کہ یہان تغلیب کا احتمال ہو یعنی مرد کی منی کو عورت کی منی پر غالب ٹھہرایا جو صفت تھی مرد کی منی کی وہ عورت کی منی پر بھی ثابت کی اور پانی سے مراد مرد اور عورت کی ملی جلی منی ہو اور جلپی محشی نے دوسرا جواب یون دیا ہو کہ دفق سے مراد اُترنا ہو منی کا اپنے مکان سے اور نزول بلاشک دونون کی منی مین ثابت ہو فالمستدل بہا کالقہستانی تبعا لاخی چلپی غیر مصیب تامل جب آیت مین تغلیب کا احتمال ہوا تو دلیل لانے والا عورت کی منی کے دافق ہونے پر اس آیت سے چنانچہ قہستانی شارح نقایہ نے استدلال کیا اخی چلپی کی پیروی کرکے ٹھیک بات پر نہین اسکو غور کرے ہم اسواسطے کہ جب دلیل مین داخل ہوا احتمال تو ساقط ہوا استدلال تامل کی وجہ سے شاید یہ ہو کہ استدلال ہوتا ہو امر ظاہر پر اور تغلیب خلاف ظاہر ہو ولانہ لیس بشرط عندہما خلافاً للثانی ولذا قال وان لم یخرج من راس الذکر بہا اور مصنف نے اسواسطے دفق کا لفظ مذکور نہ کیا کہ دفق امام رح اور محمد رح کے نزدیک شرط نہین برخلاف ابو یوسف رح کے اور اسی واسطے مصنف نے کہا اگرچہ منی سر ذکر سے شہوت کے ساتھ نہ نکلی یعنی اپنی قرارگاہ سے منفصل ہوتے وقت شہوت شرط ہو گو احلیل سے نکلنے کے وقت شہوت نہ رہی ہو ہم دریافت کرنا چاہیے کہ دفق مصدر ہو متعدی اور کبھی لازم بھی آتا ہو کذا فی المغ تو متعدی بمعنی دفع بتشدید ت ہو اور بامعنی طرفین کے نزدیک سر ذکر سے نکلنے کے وقت دفق شرط نہین اور دفق لازم بمعنی دفوق یعنے خروج اپنے محل سے یعنی سر ذکر سے تو یہ طرفین اور ابو یوسف رح سبکے نزدیک شرط ہو یعنی غسل واجب ہوگا جبتک منی سر ذکر سے خارج ہو تو کلام شارح مین دفق متعدی کی نفی ہو نہ دفق لازم کی کذا فی الطحطاوی وشرطہ ابو یوسف اور سر ذکر سے نکلنے کے وقت دفق اور شہوت کو ابو یوسف رح نے شرط کہا ہو ہم اور ثمرہ اختلاف کا ظاہر ہوتا ہو چند مواضع مین چنانچہ ایک شخص کو احتلام ہوا اور اُسنے ذکر کو دابا یہانتک کہ شہوت ٹھہر گئی پھر بدون شہوت کے منی نکلی تو طرفین کے نزدیک غسل واجب ہو نہ ابو یوسف رح کے نزدیک یا شہوت سے نظر کی اور منی اپنے محل سے منفصل ہوئی پھر اُسنے ذکر کو دابا کہ شہوت جاتی رہی پھر بدون شہوت کے منی نکلی یا غسل کیا پیشاب کرنے یا سونے سے پہلے پھر باقی منی بدون شہوت کے نکلی تو طرفین کے نزدیک دوسرا غسل واجب ہو نہ ابو یوسف رح کے نزدیک وبقولہ یفتی فی ضیف خاف ریبۃ او استحیی کما فی المستصفے اور ابو یوسف رح کے قول پر فتوی دیا جاتا ہو اُس مہمان کے حق مین کہ ڈر تہمت اور بدگمانی سے یا شرمایا چنانچہ مستصفے مین ہو ہم یعنی مہمان کو احتلام ہوا اور اُسنے سر ذکر کو دابا اور شہوت زائل ہونے کے بعد منی خارج ہوئی یہ حرکت بدگمانی کے ڈر سے کی کہ میزبان کو شبہہ نہ پڑے تو بموجب فتوی غسل اسپر واجب نہین اور مہمان کی قید سے معلوم ہوا کہ اسکے سواے مین طرفین کے قول پر فتوی ہو چنانچہ بحر الرائق مین سراج سے مصرح ہو وفی القہستانی والتاتارخانیہ معزیاً للنوازل وبقول ابی یوسف ناخذ لانہ الیسر علی المسلمین قلت ولاسیما فی الشتاء والسفر اور قہستانی اور فتاوی تاتارخانیہ مین نوازل سے منقول ہی کہ ابو یوسف رح کے قول کو ہم لیتے ہین اسواسطے کہ وہ مسلمانون پر آسان تر ہو مین کہتا ہون خصوصاً موسم سرما اور سفر مین ہم یعنے ابو یوسف کا قول مطلقاً ماخوذ ہی گذشتہ نمازون مین اور آیندہ مین اور منصوری شرح مسعودی مین یون ہو کہ ابو یوسف رح کے قول پر فتوی ہو گذشتہ نمازون مین جو بدگمانی کے خوف سے پڑھین اور طرفین کے قول پر فتوی ہو صلوات مستقبلہ مین کیونکہ اُنمین تہمت کا خوف نہین الحاصل دونون قول کی تصحیح واقع ہوئی ہو کذا فی الطحطاوی وفی الخانیۃ خرج منی بعد البول وذکرہ منتشر لزمہ الغسل قال فی البحر محلہ ان وجد الشہوۃ وہو تقیید قولہم بعدم الغسل بخروجہ بعد البول اور خانیہ مین ہو کہ منی نکلی پیشاب کرنے کے بعد اور حالانکہ اُسکا ذکر استادہ ہو تو غسل کرنا اُسپر لازم ہوا بحر الرائق مین کہا کہ یہ مسئلہ اُس صورت پر محمول ہو جو استادگی کے ساتھ شہوت بھی پائی جاوے اور وہ یعنے استادگی شہوت کے ساتھ مقید کرنا ہو فقہا کے اس مطلق قول کو کہ پیشاب کے بعد منی کے نکلنے سے غسل لازم نہین ہم کتب فقہ مین مصرح ہو کہ بول یا نوم یا مشی کثیر کے بعد اگر منی نکلی تو غسل واجب نہین تو عدم غسل کا اطلاق مقید عدم انتشار اور شہوت کے ساتھ ہو صاحب بحر نے کہا اور اسپر دلیل تجنیس کی یہ تعلیل ہو کہ حالت استادگی مین خروج

اور انفصال سب دونون پائے گئے بطریق دفق اور شہوت کے کذا فی الطحطاوی وعند ایلاج حشفۃ ہی ما فوق ختان آدمی احتراز عن الجنی یعنے اذا لم تنزل و
اذا لم یظہر لہا فی صورۃ الادمی کما فی البحر اور غسل مفروض ہو آدمی کے تمام حشفہ داخل کرنے کے وقت آلہ تناسل مین حشفہ اسکا نام ہو جو ختنہ کرنے کے مقام
سے اوپر ہو جسکو سپاری کہتے ہین آدمی کا حشفہ کہنا احتراز ہو جن کے حشفہ سے یعنی اگر جن عورت سے جماع کرے اور اسکے سامنے آدمی کی صورت پر ظاہر نہو اور
جبکہ عورت کو انزال نہو چنانچہ بحر الرائق مین ہو تو عورت پر غسل نہین م جب عورت نے کہا کہ میرے ساتھ ایک جن ہو خواب مین آتا ہو بار ہا اور مجکو وہ لذت
حاصل ہوتی ہو جو میرے زوج کے جماع سے حاصل ہوتی ہو تو اسپر غسل نہین بدون انزال کے اور اگر انزال ہوا تو غسل واجب ہو گویا وہ احتلام ہو اور اگر جن آدمی
کی صورت پر ظاہر ہوا تو فقط ادخال حشفہ سے غسل واجب ہوگا انزال ہو یا نہو اسواسطے کہ مدار احکام کا ظاہر پر ہو کذا فی البحر او ایلاج قدرہا من مقطوع عما یا دقت
داخل کرنے بقدر حشفہ کے اس شخص سے جبکا حشفہ کٹا ہو ولو لم یبق منہ قدرہا قال فی الاشباہ لم یتعلق بہ حکم ولم ارہ اور جو بقدر حشفہ کے ذکر سے باقی نرہا اشباہ مین کہا
کہ کوئی حکم اسکے ساتھ متعلق نرہا اور مین نے اسکو کسی کتاب مین نہین دیکھا م یعنے جو احکام کہ حشفہ داخل کرنے سے تعلق رکھتے مین چنانچہ وجوب غسل اور حلال ہونا
مطلقہ کا اور جماع کی قسم مین حانث ہونا یا نہونا اس صورت مین باقی نرہے سید علی مقدسی نے کہا کہ قدر حشفہ کی تقلید کے مفہوم سے یہ نکلتا ہو کہ اسکے ساتھ کچھ حکم
متعلق نرہا اور عند السوال اسی کا فتوی دیا جاے کذا فی الطحطاوی فی احد سبیلی آدمی حی یجامع مثلہ سیجی محترزہ غسل فرض ہوتا ہو حشفہ داخل کرنے سے
ایک راہ مین دو راہون سے کہ قبل اور دبر ہو اس زندہ آدمی کی کہ ویسی کا جماع ہو سکتا ہو اور قیود ثلثہ مین سے ہر قید کا محترز آگے آویگا یعنی آدمی کی قید سے جانور سے
احتراز ہوا اور زندہ کی قید سے مردہ نکل گیا اور قابل جماع کی قید سے صغیر غیر قابل جماع خارج ہوا م اور مجرد غائب ہونے حشفہ بدون انزال کے غسل کے واجب ہونے
پر بہت احادیث دلیل ہین از انجملہ ابو ہریرہ کی حدیث ہو صحیح بخاری اور مسلم مین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مرد بیٹھا عورت کی چار شاخون مین
اور بھڑا ایک ختان یعنی ختنہ گاہ نے دوسرے ختان کو تو البتہ غسل واجب ہو گیا مسلم کی روایت مین اتنا زیادہ ہو اگرچہ اسکو انزال نہوا ہو اور یہ جو مسلم کی حدیث ہو کہ انما
الماء من الماء سو احتلام پر محمول ہو چنانچہ جامع ترمذی مین عبد اللہ بن عباس سے بتصریح مروی ہو کذا فی العینی علیہما ای الفاعل والمفعول لو کانا مکلفین دونون پر
غسل فرض ہو یعنی فاعل اور مفعول پر بشرطیکہ فاعل اور مفعول دونون مکلف ہون یعنی عاقل بالغ مسلمان ہون ولو احدہما مکلفا فعلیہ فقط اور اگر دونون مین سے
ایک مکلف ہو یعنی دوسرا صغیر یا مجنون تو صرف مکلف پر غسل واجب ہو دون المراہق لکن یمنع من الصلوۃ حتے یغتسل غسل فرض نہین مراہق پر لیکن وہ نماز
پڑھنے سے روکا جائیگا یہانتک کہ نہاوے م مراہق وہ صغیر ہو کہ ہنوز بالغ نہین قریب باحتلام ہو ویومر بہ ابن عشر تادیبا اور دس برس کے لڑکے کو غسل کرنے کا
امر کیا جائے ادب سکھانے کو تا طہارت کی اسکو عادت ہو جیسے نماز کا اسکو امر کیا جاتا ہو م دس برس کے صغیر نے جماع کیا عورت بالغہ کا تو عورت پر غسل ہو صغیر پر
نہین لیکن عادت پڑنے کے واسطے اسکو غسل کرنے کا امر ہوگا کذا فی العالمگیریۃ عن المحیط وان وصلیۃ لم ینزل منیا بالاجماع ادخال حشفہ سے مکلف پر غسل فرض ہو
بالاجماع اگرچہ اسنے منی نہین ٹپکائی م عالمگیری مین محیط سے منقول ہو کہ یہی مذہب ہو ہمارے علما کا اور یہی صحیح ہو چنانچہ فتاوی قاضی خان مین ہو یعنی لو فی دبر غیرہ
اما فی دبر نفسہ فرجح فی النہر عدم الوجوب الا بالانزال یعنے دبر مین حشفہ داخل کرنے سے اسوقت غسل فرض ہوتا ہو کہ غیر شخص کی دبر مین داخل کرے اور اگر اپنی دبر
مین حشفہ داخل کیا سو نہر الفائق مین عدم وجوب غسل کو ترجیح دی ہو بدون انزال کے م نہر الفائق مین کہا کہ اعتماد کے لائق عدم وجوب ہو مگر با انزال اسواسطے
کہ وہ اولی ہو صغیرہ اور میتہ سے تصور لذت مین ولا یرد الخنثی المشکل فانہ لا غسل علیہ بالایلاج فی قبل او دبر ولا علی من جامعہ الا بالانزال لان الکلام فی حشفۃ
و سبیلین محققین اور مصنف پر خنثی مشکل کا اعتراض وارد نہین ہوتا اسواسطے کہ اسپر غسل واجب نہین حشفہ داخل کرنے سے قبل یا دبر مین اور نہ اس شخص پر جو خنثی مشکل
سے جماع کرے مگر انزال سے البتہ غسل ہو اسواسطے کہ مصنف کا کلام حشفہ واقعی اور اس قبل اور دبر مین ہو جو بلا شبہہ محقق اور ثابت ہین م یعنی مصنف کے اس قول پر کہ حشفہ داخل
ہونے سے احد السبیلین مین مکلف پر غسل واجب ہوتا ہو خنثی مشکل کے فاعل اور مفعول ہونے سے عدم وجوب غسل کا اعتراض وارد نہوگا اسواسطے کہ خنثی مشکل کا حشفہ اور فرج

مشکوک الوجود ہی اور مصنف کا کلام متحقق الوجود مین ہی اسکے فاعل ہونے مین غسل اسواسطے واجب نہین کہ شاید وہ عورت ہو اور اسکا ذکر عضو زائد ہو تو اسکا داخل کرنا بمنزلہ انگلی داخل کرنے کے ہوا اور اسی طرح دوسرے خنثی کی فرج مین اگر اُسنے داخل کیا تو غسل دونون پر نہین کہ شاید دونون مرد ہون اور دونون فرجین زائد ہون اور خنثی مشکل کے مفعول ہونے مین غسل نہین کہ شاید وہ مرد ہو اور اُسکی فرج بمنزلہ زخم کے ہو اور فرج کی تقیید سے معلوم ہوگیا کہ خنثی مشکل کی دبر مین اگر ذکر واضح کا ادخال ہوگا تو فاعل اور مفعول دونون پر غسل واجب ہوگا اور سبیلین سے مراد ذکر اور فرج ہی اسواسطے کہ دبر خنثی مشکل کی ثابت الوجود ہی بلا شک تو اگر شارح یون کہتا لان الکلام فی حشفۃ وفرج محققین تو بہتر ہوتا کذا فی الطحطاوی **و** عند رویۃ **مستیقظ** خرج رویۃ السکران والمغمی علیہ المذی **منیا او مذیا وان لم یتذکر الاحتلام** اور غسل فرض ہی نزدیک دیکھنے مستیقظ یعنے سوکر جاگنے والے کے منی کو یا مذی کو بدن پر یا کپڑے پر اگرچہ احتلام ہونا اسکو یاد نہو شارح نے کہا مستیقظ کی قید سے متوالے اور غشی والے کی مذی کا دیکھنا نکل گیا ہم یعنے اگر بعد ہوشیار ہونے کے متوالا یا صاحب غشی مذی دیکھیگا تو دونون پر غسل نہین برخلاف مستیقظ کے وجہ فرق یہ ہی کہ نیند مظنہ ہی احتلام کا راحت پانے کے سبب سے تو مذی کا دیکھنا منی پر محمول ہوگا احتیاط کی راہ سے کہ شاید ہوا کی گرمی یا غذا کے سبب سے منی پتلی ہوگئی اور متوالے اور صاحب غشی مین یہ سبب متحقق نہین یعنی مستی اور غشی راحت کا سبب نہین انہی کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر مست بیہوش بعد افاقہ منی دیکھینگے تو بالاتفاق غسل واجب ہوگا معلوم کرنا چاہیے کہ مستیقظ کا مسئلہ بارہ صورتون کا محتمل ہی اسواسطے کہ یا اسکو یقین ہی کہ وہ منی یا مذی یا ودی ہی یا اسکو شک ہی منی اور مذی مین یا منی اور ودی مین یا مذی اور ودی مین اور ان چھ صورتون مین سے ہر صورت کے ساتھ احتلام یاد ہی یا نہین تو غسل واجب ہی بالاتفاق جب منی کا یقین ہوا احتلام یاد ہو یا نہو یا مذی کا یقین ہوا احتلام کے یاد ہونے کے ساتھ یا شک ہی منی یا مذی مین یا منی یا ودی مین یا مذی یا ودی مین اور احتلام یاد ہی ان تینون صورتون مین بھی غسل واجب ہی اور جبکہ ودی کا یقین ہو تو غسل واجب نہین احتلام یاد ہو یا نہو یا شک ہی مذی یا ودی مین اور احتلال مین یقین ہی مذی کا اور احتلام یاد نہین اور مصنف نے ان صورتون مین سے چار صورتون کو ذکر کیا اسلیے کہ جمیع جزئیات کا بیان کرنا لازم نہین علی الخصوص نادرۃ الوجود کا کذا فی الطحطاوی مختصراً مذی سفید پتلا پانی ہی جو حالت انتشار مین عورت کی ملاعبت کے ساتھ نکلتا ہی اور ودی گاڑھا پانی سفید ہی جو پیشاب کے بعد اور غسل جماعی کے بعد خارج ہوتا ہی احتلام لغت مین خواب دیکھنے کو کہتے ہین اور استعمال مین خواب جماعی کو بولتے ہین جسکے ساتھ اکثر انزال منی کا ہوتا ہی الا اذا علم انہ مذی او شک انہ مذی او ودی او کان ذکرہ منتشرا قبیل النوم فلا غسل علیہ اتفاقا مگر جبکہ مستیقظ کو بالیقین معلوم ہو کہ وہ مذی ہی بشرطیکہ احتلام یاد نہو کذا فی الطحطاوی یا اسکو شک ہی کہ وہ رطوبت مذی یا ودی ہی یا اُسکا ذکر استادہ تھا سونے سے پہلے تو اسپر غسل نہین بالاتفاق طرفین اور ابو یوسف رح کے ہم اسواسطے کہ اگر ذکر منتشر تھا سونے سے پہلے تو جو رطوبت پائی گئی جاگنے کے بعد تو وہ اسی استادگی کے آثار سے ہوگی تو اُسپر غسل لازم نہ آویگا لیکن اگر اُسکو منی ہونے کا گمان غالب ہوگا تو غسل لازم آویگا اور اگر سونے کے وقت اُسکا ذکر ساکن یعنی استادہ نہوگا تو اس رطوبت کو منی قرار دینگے اور اُسکا غسل کرنا لازم ہوگا شمس الائمہ حلوائی نے کہا یہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہی اور لوگ اس سے غافل ہین تو اُسکا یاد رکھنا ضرور ہوا کذا فی الخانیۃ کالودی جلیسے ودی کے دیکھنے مین غسل نہین بالاتفاق احتلام یاد ہو یا نہو لکن فی الجواہر الا اذا نام مضطجعا وتیقن انہ منی او تذکر حلما فعلیہ الغسل والناس عنہ غافلون لیکن جواہر زواہر حاشیہ اشباہ و نظائر مین یہ ہی کہ انتشار قبل النوم مین غسل نہین مگر جبکہ وہ شخص کروٹ پر سویا یا اسکو منی ہونے کا یقین ہوگیا یا اُسکو احتلام یاد پڑا اور حالانکہ اُسکو منی یا مذی کے ہونے مین شک واقع ہی کذا فی الطحطاوی تو ان تینون صورتون مین اُسپر غسل واجب ہی اور لوگ اس مسئلہ سے غافل ہین لا یفرض ان تذکر ولو مع اللذۃ والانزال ولم یر بللا راس الذکر بللا اجماعا غسل فرض نہین بالاتفاق اگر احتلام یاد ہی اگرچہ لذت اور انزال کے ساتھ خواب یاد ہو اور حالانکہ اُسنے سر ذکر پر رطوبت کو نہین دیکھا ہم اتفاق سے مراد یہان شیخین اور محمد رح کا اتفاق ہی اور خلاف نہین مگر عورت مین کذا فی الطحطاوی سر ذکر کی قید اتفاقی ہی تو یہی حکم ہی اگر کپڑے وغیرہ پر رطوبت کو

اسلیے کہ کلام حشفہ اور فرج ثابت الوجود مین ہی اور خنثی کی دبر کا وجود ثابت ہی

اسلیے کہ مذکور ہوا نہین ۱۲ منہ

 شتہ چہار ادل صورتون کا حکم بیان کیا یعنی چھ صورتون مین غسل بالاتفاق واجب ہی اور وہ چار ہین بالاتفاق واجب نہین اور دو صورتون کی حد نہ رکھا وہ یہ ہین کہ شک ہو منی اور مذی مین یا منی اور ودی مین اور احتلام یاد نہو تو ان دونون کا حکم یہ ہی کہ طرفین کے نزدیک غسل واجب ہی اور ابو یوسف رح کے نزدیک واجب نہین اور حاشیہ شامی مین دو صورتین اور زیادہ کی ہین یعنی جو تینون چیزون مین ہو اور احتلام یاد ہو یا نہو تو یاد ہونے کی صورت مین غسل واجب ہی بالاتفاق اور یاد نہونے کی صورت مین طرفین کے نزدیک

نہ دیکھیگا وکذا المرأۃ مثل الرجل علی المذہب اور اسی طرح عورت کا حکم ہی مرد کے مانند بنابر معتمد مذہب کے یعنی بدون دیکھنے رطوبت کے احتلام یاد ہونے سے
عورت پر غسل نہین جیسے مرد پر غسل نہین طحطاوی نے کہا یہی مذہب معتمد ہی سب کے نزدیک اور وہ جو محمد رح سے روایت ہی عورت کے وجوب غسل کی وہ اعتماد
کے لائق نہین شمس الائمہ حلوائی نے کہا کہ ہم اُس روایت کو نہین لیتے ہین انتہی مصنف نے اپنی شرح مین کہا اور اس مسئلہ کی دلیل وہ حدیث ہی جو بخاری اور مسلم
مین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ ام سلیم ابو طلحہ کی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ مجکو احتلام ہوا یا رسول اللہ حق تعالی شرم نہین کرتا
حق سے کیا عورت پر غسل ہی جبکہ اُسکو احتلام ہو فرمایا کہ ہان جبکہ وہ پانی کو دیکھے یعنے جبکہ منی نظر آدے نووی نے شرح مہذب مین اسپر اجماع نقل کیا ہی اگر
کوئی کہے کہ تمھارے مذہب مین مفہوم شرط کا معتبر نہین ہم جواب دینگے کہ حکم غسل کا معلق بشرط ہی تو غسل کا حکم منعدم ہوا عدم اصلی سے اور یہ نہین کہ عدم
شرط کو عدم حکم مین اثر ہی انتہی ما فی المنح ملخصا ولو وجد بین الزوجین ماء ولا ممیز ولا تذکر ولا نام قبلہما غیرہما اغتسلا اور اگر درمیان زوجہ اور زوج کے
پانی یعنی منی یا مذی پائی گئی یعنی بستر پر ننگے سوتے تھے جب بیدار ہوئے تو بستر پر منی یا مذی پائی اور تمیز کی کوئی وجہ نہین جس سے مرد یا عورت کی منی ممتاز ہو
اور نہ دونون کو احتلام یاد ہی اور نہ اُن دونون سے پہلے کوئی اور شخص اُس بستر پر سویا تھا تو دونون پر نہانا واجب ہی احتیاطا کذا فی الخانیہ وجہ تمیز کی
یہ ہی کہ مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہی اور عورت کی منی پتلی اور زرد اور مرد کی منی طول مین واقع ہوتی ہی اور عورت کی عرض مین تو جسکی علامت پائی جائیگی
اُسپر غسل لازم ہوگا اور جسکو احتلام یاد ہوگا اُسپر غسل لازم ہوگا اور جو اُس بستر پر اول کوئی سویا ہوگا اور منی خشک ہوگی تو ظاہر اکسی پر زوجین سے
غسل واجب نہوگا کذا فی البحر بحثا ولج حشفۃ او قدرہا ملفوفۃ بخرقۃ ان وجد لذۃ الجماع وجب الغسل والا لا علی الاصح والاحوط الوجوب حشفہ
کپڑے مین لپیٹا ہوا قبل یا دبر مین داخل کیا یا بقدر حشفہ مقطوع الحشفہ نے اسی طرح داخل کیا اگر لذت جماع کی پائی تو نہانا واجب ہوا کذا فی المنح اور اگر
لذت اور گرمی نہین پائی تو غسل واجب نہین بنابر اصح قول کے اور زیادہ تر احتیاط ہی غسل کے واجب ہونے مین دونون صورتون مین لذت
حاصل ہوا ہو کذا فی البحر وعند انقطاع حیض ونفاس ہذا وما قبلہ من اضافۃ الحکم الی الشرط ای یجب عندہ لا بہ بل بوجوب الصلوۃ او ارادۃ ما لا یحل کما مر اور
غسل فرض ہی حیض ونفاس کے منقطع ہونے کے وقت شارح نے کہا یہ یعنی انقطاع حیض ونفاس اور جو اس سے پہلے مذکور ہوچکا یعنی خروج منی
اور ادخال حشفہ اور رویت مستیقظ وہ من قبیل نسبت کرنے حکم کے ہی طرف شرط کے یعنی غسل واجب ہی خروج منی اور ادخال حشفہ اور رویت مستیقظ
اور انقطاع حیض اور نفاس کے اوقات مین نہ ان اشیا کے سبب سے بلکہ غسل واجب ہی بسبب واجب ہونے نماز کے یا بسبب ارادہ کرنے اُس
فعل کے جو بدون غسل کے حلال نہین چنانچہ تلاوت قرآن مثلا جیسا کہ مسائل وضو مین گذر گیا ام یعنے فقہ کی جن کتابون مین خروج منی وغیرہ کو
غسل کا سبب کہا ہی تو وہان حکم کو شرط کی طرف نسبت کیا ہی کیونکہ امور مذکورہ سبب غسل کے نہین مین بلکہ غسل کی شروط ہین اور غسل کا
سبب تو فی الحقیقۃ وجوب صلوۃ ہی یا ارادہ تلاوت قرآن مثلا لا عند مذی وودی غسل فرض نہین مذی اور ودی کے نکلنے کے وقت اور
مستیقظ کو جو مذی کے دیکھنے سے غسل لازم ہوتا ہی تو اس احتمال سے کہ بدن کی یا ہوا کی گرمی سے منی رقیق ہوگئی بل الوضوء منہ ومن البول
جمیعا علی الظاہر بلکہ وضو لازم ہی ودی اور بول دونون سے بنابر ظاہر الروایہ کے ام اور اسکا نظیر رعاف بعد البول ہی یا بول بعد الرعاف
تو اگر قسم کھائی وضو نکریگا رعاف سے پھر اُسکو رعاف ہوئی پھر پیشاب کیا یا اسکے بالعکس تو وضو دونون سے ثابت ہوگا اور وہ شخص حانث
ہوگا اگر کوئی کہے کہ کیا فائدہ ہی ودی سے وضو کے واجب کہنے مین اور حالانکہ بول سابق سے تو وضو واجب ہوگیا اسکے پانچ جواب بحر الرائق مین
مذکور ہین از انجملہ ایک جواب یہ ہی کہ جسکو سلس البول کی بیماری ہو تو اُسکا وضو ودی سے ٹوٹیگا نہ پیشاب سے اور از انجملہ یہ ہی کہ جسنے وضو کیا
(پیشاب جاری رہنا)
بعد بول کے ودی نکلنے سے پہلے تو اب ودی سے وضو واجب ہوگا اور از انجملہ وہ جواب ہی جو شارح نے ذکر کیا کذا فی الطحطاوی مختصرا

ولا عند ادخال اصبع ونحوہ كذكر غير آدمي وذكر خنثى وميت وصبي لا يشتهى وما يصنع من نحو خشب في الدبر او القبل على المختار اور فرض نہین نہانا
وقت داخل کرنے انگلی اور اُسکے مانند کے چنانچہ آدمی کے سوا کسی جانور کا ذکر اور خنثی اور میت اور اُس صغیر کا ذکر جسکو شہوت نہین ہوتی
اور جو چیز آلت کے مانند بنائی جاتی ہو لکڑی وغیرہ سے یعنی بدکار عورتین شہوت رانی کیواسطے بناتی ہین جسکو اہل ہند سبورا کہتے ہین تو ان
اشیا کے قبل یا دبر مین داخل کرنے سے غسل لازم نہین بنا بر قول مختار کے ہم دبر مین تو ترجیح متفق ہو مگر قبل مین ترجیح مختلف ہو اسواسطے کہ شیخ الاسلام
ابو سعود نے نوح آفندی کے کلام سے نقل کیا ہو کہ ادخال قبل مین وجوب غسل کا مختار ہو جبکہ عورت شہوت رانی کا قصد کرے یعنی بدون انزال کے بھی
غسل واجب ہو اسواسطے کہ عورتون مین شہوت غالب ہوتی ہو تو سبب کو مقام مسبب کے قائم کیا كذا في الطحطاوي ملخصاً ولا عند وطي بهيمة او ميتة
او صغيرة غير مشتهاة اور فرض نہین نہانا زندہ یا مردہ جانور کے جماع سے اور نہ اُس صغیرہ کے جماع سے جو شہوت کے لائق نہین ہم یہ محترز ہو
اُس قول سابق کا کہ زندہ آدمی قابل شہوت کے احد السبیلین مین ادخال حشفہ سے نہانا فرض ہوتا ہو زندہ آدمی کی قید سے جانور زندہ اور مردہ نکل گیا
اور قابل شہوت کے قید سے صغیرہ غیر مشتہاۃ خارج ہو گئی بان تصير مفضاة بالوطي صغيرہ غیر مشتہاۃ یعنی قابل شہوت نہونا اسطرح پر ہو کہ جماع کرنے
سے درمیان کا پردہ پھٹ کر دونون راہین یعنی قبل اور دبر ایک ہو جاوین وان نهايت الشفقة جانور وغیرہ کے جماع سے غسل نہین اگرچہ حشفہ اندر
چھپ جاوے ولا ينقض الوضوء فلا يلزم الا غسل الذكر قهستاني عن النظم اور ایسے جماع سے وضو نہین ٹوٹتا تو سوائے آلت دھو ڈالنے کے کوئی چیز
لازم نہین آتی ایسا نقل کیا ہو قہستانی نے نظم سے ويجي ان رطوبة الفرج طاهرة عنده فتنبه اور آگے آویگا کہ رطوبت فرج کی پاک ہو امام کے
نزدیک تو ہوشیار رہو جا کہ جماع صغیرہ غیر مشتہاۃ کے جماع سے آلت کا دھونا صاحبین کے قول پر ہو نہ امام کے قول پر اور یہ اختلاف فرج داخل مین ہو اسواسطے
کہ فرج خارج کی رطوبت بالاتفاق طاہر ہو اس دلیل سے کہ امام اور صاحبین کے نزدیک اسکا دھونا وضو مین سنت ہو اور اگر نجس ہوتی صاحبین کے نزدیک
تو دھونا فرض ہوتا كذا في الحلبي بلا انزال لقصور الشهوة اشیاء مذکورہ مین بدون انزال کے غسل لازم نہین لذت کے ناقص ہونے کی وجہ سے ہم یہ علت
ہو اشیاء ما تقدم کی عدم وجوب غسل کی یعنی لذت کامل ہوتی ہو مرغوب بالطبع کے جماع سے یا انزال سے پھر جب محل مرغوب نہوا تو بدون انزال کے
کمال لذت نہین اما به فيحال عليه اور انزال ہونے کے ساتھ تو غسل کا واجب ہونا انزال ہی پر حوالہ کیا جائیگا یعنی اسوقت مین انزال ہی منظور الیہ ہو مقصود
فی الوجوب ہوگا جیسے محال علیہ مقصود بالمطالبہ ہوتا ہو كذا في الطحطاوي كما لا غسل لو اتى عذراء ولم يزل عذرتها بالضم فسكون البكارة فانها
تمنع التقاء الختانين الا اذا حبلت لانزالها وتعيد ما صلت قبل الغسل كذا قالوه چنانچہ غسل لازم نہین جو باکرہ سے جماع کیا اور اُسکی بکارت قائم رہی اسواسطے
کہ بکارت مرد اور عورت کے ختنہ گاہون کے ملنے سے یعنی فرج مین دخول حشفہ سے مانع ہو مگر جبکہ باکرہ اس وطی سے حاملہ ہو گئی تو غسل لازم ہوگا
عورت کے انزال ہونے کی وجہ سے یعنے اسواسطے کہ بدون انزال جانبین کے حمل متحقق نہین ہوتا اور باکرہ بعد حمل کے ان نمازون کو پھر پڑھے
جو غسل کرنے سے پہلے پڑھ چکی ایسا کہا ہو علماء مذہب نے شارح نے کہا عذرہ بضم عین وسکون ذال معجمہ عبارت ہو بکارت سے ہم اعادہ نماز کی یہ
وجہ ہو کہ حمل کے بعد ظاہر ہو گیا کہ اُسنے بدون طہارت کے نماز پڑھی وفيه نظر لان خروج منيها من فرجها الداخل شرط لوجوب الغسل على المفتى به
ولم يوجد قاله الحلبي اور قول مذکور کے وجوب غسل مین اعتراض ہو اسواسطے کہ عورت کی منی کا نکلنا فرج داخل سے وجوب غسل کی شرط ہو بنا بر
قول مفتی بہ کے اور وہ یہان پایا نہین گیا ایسا کہا حلبی نے ہم یعنے جبکہ خروج منی کا نہوا تو اُسپر غسل واجب نہین اگرچہ حمل رہگیا ہو الحاصل باکرہ پر
غسل واجب نہین ہوتا مطلقاً اگرچہ وہ حاملہ ہو جاے اسواسطے کہ قول اصح یہ ہو کہ اُسپر وجوب غسل کا انزال سے اُسوقت ہوتا ہو جبکہ منی
فرج داخل سے فرج خارج کی طرف پہونچے اور مرد پر تو غسل لازم ہوگا اسلیے کہ ظہور حمل کا علامت ہو مرد کے انزال کی اگرچہ اُسکو معلوم نہو

ف/ بدون اگرچہ جسکے ... سمی مفضاۃ ... حالہ کرو ... وہ مفضاۃ محال علیہ ... سمجھا جاتا ہو ۱۲

مین کہتا ہون اور اعتراض مذکور تمام نہو گا مگر جبکہ بکارت خروج منی کی مانع ہوا ور حالانکہ برخلاف اسکے ثابت ہر اسواسطے کہ حیض اُسی محل سے خارج ہوتا ہی وتمامہ فی الطحطاوی **ویجب** ای یفرض **علی الاحیاء المسلمین کفایۃ** اجماعا **ان یغسلوا** بالتخفیف **المیت** المسلم الا الخنثی المشکل فییمم اور واجب ہی یعنے فرض ہر زندہ مسلمانون پر بطور فرض کفایہ اجماع کی دلیل سے یہ کہ نہلا دین مردہ مسلمان کو سوائے اُس مردہ کے جو خنثی مشکل ہو تو اسکو غسل نہ دیجیے بلکہ اُسکو غسل کے عوض تیمم کر دائے م شارح نے وجوب کی تفسیر فرض کی تا معلوم ہو کہ یہان وجوب اصطلاحی مراد نہین جیسے اگلے مسئلے مین بھی وجوب سے فرض مراد ہی مصنف نے اپنی شرح مین فتح القدیر سے نقل کیا کہ یہ فرضیت اجماع سے ثابت ہی اور غسل میت کی صحت مین نیت شرط نہین ہان ذمہ مکلفین سے اسقاط فرض کا نہوگا بدون نیت کے تو غریق کو بھی تین بار غسل دینا زندون پر لازم ہوگا مگر خانیہ مین زندون پر بھی نیت کو لازم نہین کہا انتہی شارح نے یغسلوا مین تخفیف کی قید لگائی حالانکہ تخفیف وتشدید دونون متعدی ہین کذا فی القاموس تو مترجم کے ذہن ناقص مین آتا ہی کہ بالتخفیف کا لفظ بعد لفظ میت کے ہوگا شاید کہ کاتب سے تقدیم واقع ہوگئی اسلیے کہ طحطاوی وغیرہ نے تصریح کی ہی کہ میت بالتخفیف وہ ہی جو مرگیا اور میت بالتشدید وہ ہی جو زندہ ہی آگے مریگا **کما یجب علی من اسلم جنبا او حائضا** او نفساء ولو بعد الانقطاع علی الاصح کما فی الشرنبلالیۃ من البرہان وعللہ ابن الکمال ببقاء الحدث الحکمی جیسے واجب یعنی فرض ہی نہانا اُس شخص پر جو مسلمان ہو حالت جنابت یا حیض یا نفاس مین اگرچہ حیض اور نفاس کے موقوف ہوجانے کے بعد اسلام قبول کیا بنا بر صحیح تر قول کے چنانچہ شرنبلالیہ مین برہان سے منقول ہی اور ابن کمال نے وجوب غسل بعد الانقطاع کی دلیل بیان کی ہی حدث حکمی کے باقی رہنے سے یعنی جبکہ حدث باقی رہا تو وہ زائل نہوگا بدون غسل کے **او بلغ لا بالسن** بل بانزال او حیض او ولدت ولم تر دما او اصابت کل بدنہ **نجاسۃ** او بعضہ وخفی مکانہا یا جوان ہوا آدمی عمر کے حساب سے نہین بلکہ انزال یا حیض کے آنے سے یا کہ عورت جنی اور اُسنے خون کو نہ دیکھا یا آدمی کے تمام بدن پر نجاست لگی یا تھوڑے بدن پر نجاست لگی اور نجاست کا مکان مخفی رہا تو ان پانچون صورتون مین غسل کرنا لازم ہوگا م اور اگر بلوغ عمر کے حساب سے ہوگا تو غسل واجب نہین مستحب ہی چنانچہ عنقریب آتا ہی اور بلوغ کی عمر لڑکا ہو یا لڑکی پندرہ برس ہین اسی قول پر فتوی ہی **فی الاصح** راجع للجمیع غسل لازم ہی صحیح تر قول مین شارح نے کہا صحیح ہونا سب پانچون صورتون کی طرف راجع ہی وفی التاتارخانیۃ معزیا للعتابیۃ المختار وجوبہ علی المجنون اذا افاق قلت وہو مخالف لما یاتی متنا الا ان یحمل انہ رای منیا اور تاتارخانیہ مین عتابیہ کی طرف منسوب ہی کہ قول مختار وجوب غسل کا ہی اُس مجنون پر جو ہوش مین آگیا مین کہتا ہون یہ قول مخالف ہی اس قول کے جو متن مین آویگا یعنے استحباب غسل کا مگر یہ کہ وجوب غسل کو اسپر محمول کیجیے کہ مجنون نے بعد افاقہ اپنے بدن یا کپڑے پر منی دیکھی اور استحباب کے قول کو عدم روئیت پر محمول کیجیے تو اب خلاف باقی نہ رہا وحل السکران والمغمی علیہ کذلک براجع اور کیا مست اور صاحب غشی کا حکم اسی طرح مجنون کے مانند ہی ہوشیار ہونے کے بعد کتابون مین اسکا حکم دیکھنا چاہیے یعنی ہمنے اسکا حکم نہین دیکھا تو تلاش کرنا چاہیے م بحر الرائق مین مذکور ہی کہ مست جب ہوش مین آیا اور اُسنے مذی کو دیکھا تو اُسپر بالاتفاق غسل نہین تو اگر مذی نہ دیکھیگا تو بطریق اولی اُسپر غسل لازم نہوگا اور صاحب غشی کو تو خود شارح نے مستحبات مین غرر الاذکار سے نقل کیا ہی کذا فی الطحطاوی والا بان اسلم طاہرا او بلغ بالسن **فمندوب** اور اگر دیسا نہین یعنی جنابت یا حیض یا نفاس سے پاک صاف مسلمان ہوا یا عمر کے حساب سے جوان ہوا تو غسل کرنا مستحب ہی فرض نہین **وسن لصلوۃ جمعۃ ولصلوۃ عید** ہو الصحیح کما فی غرر الاذکار وغیرہ اور غسل کرنا سنت ہی جمعہ کی نماز کے واسطے اور عید کی نماز کے واسطے یہی قول صحیح ہی چنانچہ غرر الاذکار وغیرہ مین ہی م ابو یوسف رح کے نزدیک جمعہ کا غسل نماز کے واسطے ہی اور حسن بن زیاد کے نزدیک جمعہ کے دن کے واسطے ہی اور ثمرہ اختلاف کا ظاہر ہوتا ہی اُس شخص مین جسنے جمعہ کے دن غسل کیا پھر اُسکا وضو ٹوٹا اور اُسنے وضو کیا اور جمعہ کی نماز پڑھی تو ابو یوسف کے نزدیک سنت نہ ادا ہوئی اور حسن کے نزدیک ادا ہوئی کذا فی المنح وفی الخانیۃ لو اغتسل بعد صلوۃ الجمعۃ لا یعتبر اجماعا اور خانیہ مین ہی کہ اگر بعد نماز جمعہ کے غسل کیا تو وہ غسل معتبر نہین باتفاق ابو یوسف رح

اور حسن کے ہم حسن کے نزدیک عدم اعتبار غسل کی یہ وجہ بحر الرائق مین بیان کی کہ غسل اسواسطے مشروع ہوا تاکہ آدمی کے بدن کا میل دور ہو جس سے اجتماع مین تکلیف ہوتی ہے اور یہ بات حاصل نہین نماز جمعہ کے بعد نہانے سے اور حسن کے نزدیک گو غسل دن کے سبب سے ہو نہ نماز کے سبب سے لیکن یہ شرط ہے کہ غسل نماز سے پہلے ہو اور بعضون کے نزدیک اتفاق مذکور کی حکایت صحیح نہین اسواسطے کہ عینی نے تصریح کی ہے کہ غسل کرنے کے بعد نماز جمعہ سے حسن کے نزدیک سنت ادا ہوگی کذا فی الطحطاوی مختصرًا ویکفی غسل واحد لعید وجمعۃ اجتماع جنابۃ اور کفایت کرتا ہے ایکبار غسل کرنا اُس عید اور جمعہ کے واسطے جو جنابت کے ساتھ جمع ہوئے ہم یعنی جمعہ کے دن عید واقع ہوئی اور ایک شخص کو جنابت بھی ہے تو ایک بار نہانا غسل سنت اور غسل فرض سب کو کفایت کرتا ہے کذا فی المنح عن معراج الدرایۃ کما لفرضی جنابۃ وحیض جیسے جنابت اور حیض دونون فرضون کے واسطے ایک غسل کفایت کرتا ہے اجتماع حیض اور جنابت کی صورت یہ ہے کہ انقطاع حیض کے بعد جماع یا احتلام واقع ہوا ولاجل احرام اور غسل سنت ہے احرام حج یا عمرہ کے واسطے وفی جبل عرفۃ بعد الزوال اور غسل سنت ہے عرفات کے پہاڑ مین دوپہر ڈھلنے کے بعد ہم شارح نے پہاڑ کا لفظ زیادہ کرکے اشارہ کیا غسل عرفہ اُسوقت سنت ہے جبکہ داخل عرفات ہو ابن امیر حاج نے کہا کہ یہ غسل فقط دن کیواسطے نہین بلکہ ظاہر وقوف عرفات کے واسطے ہے کذا فی الطحطاوی **وندب لمجنون افاق** اور غسل کرنا مستحب ہے اُس دیوانہ کے واسطے جو ہوش مین آگیا ہم غسل تین قسم پر ہے فرض سنت مستحب فرض غسل چھ قسم ہے انزال منی سے بشہوت دوسرے ادخال حشفہ سے تیسرے انقطاع حیض سے چوتھے انقطاع نفاس سے پانچوین غسل میت چھٹے سارے بدن مین نجاست لگنے سے یا بعض بدن مین اور نجاست کا مکان مخفی ہو اور غسل سنت چار ہین نماز جمعہ کے واسطے اور عید کی نماز کے لیے اور احرام کے واسطے اور وقوف عرفات کے لیے اور مستحب غسل کا بیان اب شروع ہوا مجنون سے وکذا المغمی علیہ کما فی غرر الاذکار اور اسی طرح صاحب غشی کا غسل مستحب ہے افاقہ ہونے کے بعد چنانچہ غرر الاذکار مین مذکور ہے وہل السکران کذلک لم ارہ اور کیا مست کا بھی اسی طرح کا حکم ہے مین نے اسکو کسی کتاب مین نہین دیکھا ہم شارح سے یہ کلام مکرر واقع ہوا اور اسکی گفتگو بحر الرائق سے مذکور ہو گئی **وعند حجامۃ** اور غسل مستحب ہے پچھنے لگانے کے وقت یعنے پچھنے لگانے کے بعد **وفی لیلۃ برارۃ** اور غسل مستحب ہے شب برات مین یعنے شعبان کی پندرھوین رات مین اُس رات کی تعظیم کے واسطے اور شب بیداری کے لیے اسواسطے کہ اسمین ارزاق اور آجال کی تقسیم ہوتی ہے اور ہر مومن کے واسطے برارۃ من النار اور برارۃ من الذنوب حاصل ہوتی ہے کذا فی الطحطاوی وعرفۃ اور غسل مستحب ہے شب عرفہ یعنی نوین رات ذی الحجہ مین **وقدرٍ اذا راٰہا** اور غسل مستحب ہے شب قدر مین جبکہ اُسکو دیکھے یعنے جبکہ اُسکو جانتا ہو بظن غالب اور شرنبلالی کی امداد الفتاح مین ہے کہ غسل مستحب ہے جبکہ شب قدر کو یقینًا دیکھے یا اُن احادیث پر عمل کرے جو بیان اوقات شب قدر مین وارد ہین کذا فی الطحطاوی ہم اکثر احادیث صحاح مین عشرۂ اخیرۂ رمضان المبارک کی طاق راتون مین طلب کرنا شب قدر کا وارد ہے علی الخصوص اکیسوین اور تیئیسوین اور ستائیسوین واللہ اعلم **وعند الوقوف بمزدلفۃ غداۃ یوم النحر للوقوف** اور غسل مستحب ہے نزدیک ٹھہرنے مزدلفہ کے روز قربانی کے صبح کو وہان ٹھہرنے کے واسطے ہم مزدلفہ ایک مکان ہے عرفات اور منی کے درمیان **وعند دخول منی یوم النحر لرمی الجمرۃ** وکذا البقیۃ الرمی اور غسل مستحب ہے نزدیک داخل ہونے منی کے قربانی کے دن جمرہ کو پتھر یان مارنے کے واسطے اور اسی طرح باقی سنگساری کے واسطے یعنے یوم النحر کے بعد تین دن جمرات ثلثہ کی سنگساری جو ہوتی ہے تو ہر روز نکا نہانا سنگساری کے واسطے مستحب ہے **وعند دخول مکۃ لطواف الزیارۃ** اور غسل مستحب ہے نزدیک داخل ہونے مکہ معظمہ کے طواف الزیارۃ کے واسطے تاکہ فرض ادا ہو اکمل طہارتین کے ساتھ اور اسی طرح ہر بار اُس مکان مقدس کے دخول مین بلا نسک غسل مستحب ہے حرمت مکان کی تعظیم کے واسطے کذا فی امداد الفتاح **ولصلوۃ کسوف وخسوف** اور غسل مستحب ہے سورج گہن اور چاند گہن کی نماز کے واسطے ہم کسوف اور خسوف نشانیان مین بندون کے ڈرانے کے واسطے تو اقرب حالات تضرع طہارت کاملہ ہے نماز کے واسطے کذا فی امداد الفتاح **واستسقاء وفزع وظلمۃ وریح شدید** اور واسطے طلب بارش کے اور خوف اور تاریکی روز اور سخت آندھی مین غسل کرنا مستحب ہے تاکہ باکمل طہارتین التجا الی اللہ تعالی دفع مصیبت کے واسطے حاصل ہو

اقسام غسل

۱؎ دونون غسل سے بری ہونا اور دونا ہونا ۱۲

۲؎ اور دوا ہل ہونا ۱۲

شب قدر بیان کیا ہے ۱۲

۳؎ یعنے جمعہ کے ہر دن ۱۲

كذا في امداد الفتاح وكذا لدخول المدينة ولحضور مجمع الناس ولمن لبس ثوبا جديدا او غسل ميتا اور اسی طرح غسل مستحب ہے مدینہ منورہ کے داخل ہونے مین حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور تکریم کے واسطے اور آدمیون کے مجمع مین جانے کے واسطے غسل مستحب ہے تاکہ لوگون کو میل اور پسینہ کی بدبو سے
تکلیف نہو اور اسکو غسل مستحب ہے جو نیا کپڑا اپنے یا مردہ نہلادے ہم ظاہر کلام شارح دلالت کرتا ہے کہ مجمع کا غسل مذہب حنفی مین منصوص ہے حالانکہ ایسا نہین بلکہ
صاحب بحر نے کہا کہ یہ نووی شافعی کا قول ہے جسے اپنے علما کے قول مین نہین دیکھا كذا في الطحطاوي او يراد قتله یا اس شخص کو غسل کرنا مستحب ہے جسکے قتل کا ارادہ کیا
جاتا ہے یعنی قتل اسکا خواہ بحد یا قصاص یا بظلم ہو بہر صورت غسل مستحب ہے تاکہ موت طہارت کے ساتھ ہو اور وہ شہید ہو کر مرے كذا في الطحطاوي وللتائب من ذنب
اور گناہ سے توبہ کرنے والے کو غسل مستحب ہے تاکہ توافق حاصل ہو طہارت ظاہری کو طہارت باطنی کے ساتھ اسواسطے کہ طہارت ظاہری نافع نہین بدون
طہارت باطنی کے وللقادم من سفر اور غسل مستحب ہے سفر سے آنے والے کو وللمستحاضة انقطع دمها اور اس عورت مستحاضہ کو غسل کرنا مستحب ہے جسکا خون بند ہو گیا
کہ شاید استحاضہ کے اندر حیض واقع ہوا ہو كذا في الطحطاوي وثمن ماء اغتسالها ووضوئها عليه اي الزوج ولو غنية كما في الفتح لانه لا بد لها منه فصار
كاشرب فاجرة الحمام عليه اور زوجہ کے غسل اور وضو کے پانی کی قیمت زوج پر لازم ہے اگرچہ زوجہ مالدار ہو چنانچہ فتح القدیر مین ہے اسواسطے کہ عورت
کو غسل اور وضو کا پانی ضرور ہے پینے کے پانی کے برابر تو حمام کی اجرت بھی زوج پر ہے ہم حمام کی اجرت قیاس ہے صاحب بحر کا مذہب کی روایت نہین اور بحر
خلاصہ مین تفصیل مذکور ہے کہ محتاج زوجہ کے غسل اور وضو کا پانی زوج پر ہے اور مالدار کا نہین سو ضعیف قول ہے كذا في الطحطاوي ولو كان الاغتسال
لا عن جنابة وحيض بل لازالة الشعث والتفث قال شيخنا الظاهر انه لا يلزمه اور اگر زوجہ کا نہانا جنابت اور حیض سے نہو بلکہ سر کی گرد آلودگی اور میل
کے دور کرنے کے واسطے ہو تو ہمارے اُستاد خیر الدین رملی نے کہا کہ ظاہرا ایسے نہانے کے پانی کی قیمت زوج پر لازم نہین ہم اسواسطے کہ یہ ضروریات سے نہین ہے
بلکہ از قسم پاکیزگی بدن کے ہے اور اس کلام سے نکلتا ہے کہ سر کا تیل اور مشاطہ کی اجرت واجب نہین زوج پر كذا في الطحطاوي **ويحرم بالحدث الاكبر**
دخول مسجد لا مصلى عيد وجنازة ورباط ومدرسة ذكره المصنف وغيره في الحيض وقبيل الوتر لكن في وقف القنية المدرسة اذا لم يمنع اهلها الناس
من الصلوة فيها فهي مسجد اور حدث اکبر یعنی جنابت اور حیض اور نفاس سے حرام ہے جانا مسجد کا اور حرام نہین داخل ہونا عیدگاہ اور جنازہ گاہ کا اور
صوفیون کی خانقاہ اور مدرسہ کا ایسا ذکر کیا ہے مصنف وغیرہ نے حیض مین اور مسائل وتر کے پہلے لیکن قنیہ کی کتاب الوقف مین ہے کہ جب اہل مدرسہ لوگون
کو اسکے اندر نماز پڑھنے سے مانع نہون تو وہ مدرسہ مسجد ہے ہم تو مدرسہ مذکورہ مین مسجد کے احکام مرعی ہونگے اور بنا مسجد در حکم مسجد ہے جواز اقتدا مین اگرچہ
صفوف متصل نہون نہ دخول کے حرام ہونے مین كذا في الطحطاوي عن النهر **ولو للعبور** خلافا للشافعي **الا لضرورة** بحيث لا يمكنه غيره جنب وغیرہ پر دخول
مسجد کا حرام ہے اگرچہ دخل گذران ہو خلافا للامام الشافعی مگر عبور کرنا مسجد مین جائز ہے ضرورت سے اسطرح پر کہ سواے مسجد کے اور طرف سے نکلنا
اسکو ممکن نہین ہم ضرورت کی یہ صورت ہے کہ اسکے گھر کا دروازہ مسجد مین ہو اور غیر ضرورت کی قید ملا خسرو نے درر مین لگائی ہے اور خوب قید ہے اگرچہ اطلاق
مشائخ کے مخالف ہے صاحب بحر نے کہا اسمین یہ قید لگانا بھی لائق ہے کہ دوسری طرف دروازہ نہین کر سکتا اور اس گھر کے سواے اور مکان کے رہنے پر
قادر نہین كذا في المنح ولو احتلم فيه ان خرج مسرعا تيمم ندبا وان مكث لخوف فوجوبا ولا يصلي ولا يقرأ اور اگر کسی شخص کو مسجد مین احتلام ہوا تو اگر
مسجد سے جلد نکلا تو اسکو تیمم کرنا مستحب ہے اور اگر مسجد مین ٹھہرا رہا خوف کے سبب سے بدن کا خوف ہو یا مال کا تو تیمم کر لینا واجب ہے اور اس تیمم سے
نہ نماز پڑھے نہ قرآن ہم اس تیمم سے نماز اسواسطے صحیح نہین کہ مسجد کا ٹھہرنا عبادت مقصودہ نہین اور اباحت نماز کے واسطے وہ تیمم شرط ہے کہ عبادت مقصودہ
کے واسطے کیا ہو كذا في الطحطاوي **ويحرم به تلاوة قرآن** ولو دون آية على المختار اور حدث اکبر سے حرام ہے تلاوت قرآن کی اگرچہ آیت سے کم
پڑھے بنا بر قول مختار کے ہم حرمت کی دلیل وہ حدیث ہے جسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور منذری نے اسکو حسن اور صحیح کہا قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم (لا یقرأ الحائض ولا الجنب شیئا من القرآن) یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پڑھے حائض اور نہ جنب کچھ قرآن کو تو یہ اطلاق
آیت اور کم آیت دونون کو شامل ہی اور یہی قول ہی کرخی کا اور صاحب ہدایہ نے اسکو تجنیس مین اور قاضی خان نے شرح جامع صغیر مین اور ولوالجی نے
اپنے فتاوی مین صحیح کہا ہی اور اسی طرح مصفی اور کافی مین ہی اور صاحب بدائع نے اسکو عامہ مشائخ کی طرف منسوب کیا ہی تصحیح کے ساتھ اس دلیل سے
کہ احادیث مین قلیل اور کثیر کی تفصیل نہین اور طحاوی کی روایت مین آیت سے کم قرآن کا پڑھنا مباح ہی اور صاحب خلاصہ نے اسکو صحیح کہا اور
فخرالاسلام نے شرح جامع صغیر مین اور زاہدی نے اکثر مشائخ کی طرف نسبت کیا صاحب بحرالرائق نے بعد حکایت مذکورہ کے کہا الحاصل کمتر از
آیت مین تصحیح مختلف ہی لیکن منع تلاوت کا قول راجح ہی اسواسطے کہ احادیث مین تفصیل نہین اور تعلیل نص کے مقابلہ مین مردود ہی اسواسطے کہ لفظ
شیئا کا جیسا نکرہ کافی ہن ہی نکرہ ہی سیاق نفی مین تو اُسنے عموم کا فائدہ دیا اور کمتر از آیت بھی قرآن ہی تو اُسکی بھی قرأت ممنوع ٹھہری پوری آیت کے
مانند کذا فی منح الغفار (بقصدہ فلو قصد الدعاء او الثناء او افتتاح امر او التعلیم ولقن کلمۃ کلمۃ حل فی الاصح) قرآن کا ارادہ کرکے جنب وغیرہ کو تلاوت
کرنا حرام ہی تو اگر آیات قرآنی سے دعا کرنے کا قصد کیا یا ستائش کا یا شروع کرنا کسی کام کا یا تعلیم کا اور ایک ایک کلمہ جدا جدا تعلیم کیا تو اس طرح
حلال ہی صحیح تر قول مین حتی عیون مین ہی کہ اگر سورۂ فاتحہ کو پڑھا بطریق دعا کے یا اور آیات کو جنمین دعا کے معنی ہین اور تلاوت کا قصد نہ کیا تو لا بأس
بہ انتہے اور اسی کو حلوانی نے مختار کہا ہی اور صاحب غایۃ البیان نے اور ہندوانی نے کہا کہ مین اسکا فتوے نہین دیتا اگرچہ امام سے مروی ہی
کذا فی الطحطاوی (حتے لو قصد بالفاتحۃ الثناء فی الجنازۃ لم یکرہ) یہانتک کہ فاتحہ سے ستائش کا قصد کرے نماز جنازہ مین تو مکروہ نہین یعنے قرآن کا
پڑھنا اگرچہ نماز جنازہ مین جائز نہین لیکن اگر بعد سبحانک اللہم کے سورۂ فاتحہ بقصد ثنا پڑھیگا تو جائز ہی یہ تفریع ہی (لو قصد الثناء) (الا اذا
قرأ المصلے قاصدا الثناء فانہا تجزیہ لانہا فی محلہا فلا یتغیر حکمہا بالقصد) مگر جبکہ نماز گزار اپنی نماز مین سورۂ فاتحہ پڑھے ثنا کی نیت کرکے تو وہ قرأت اُسکو
کافی ہی اسواسطے کہ قرأت فاتحہ اپنے مناسب مقام مین ہی تو اُسکا حکم نہ بدلیگا اُسکے قصد کرنے ثنا سے ہم یہ استثنا کلام محذوف سے مربوط ہی تقدیر کلام
یون ہی کہ نماز جنازہ مین فاتحہ مکروہ نہین اسواسطے کہ قصد ثنا سے فاتحہ قرآنیت سے خارج ہوئی مگر اس صورت مین خارج نہین اور یہ جواب ہی
اُس سوال مقدر کا کہ اگر سورۂ فاتحہ کا اخراج قرآنیت سے بقصد ثنا صحیح ہو تو چاہیے فاتحہ پڑھنا ثنا کے قصد سے نماز کامل مین کفایت نکرے حالانکہ
وہ کافی ہی شارح نے اسکا جواب دیا کہ نماز کامل مین سورۂ فاتحہ اپنے محل پر ہی تو اب ثنا کا قصد کرنا اُسکے حکم کو بدل نہین سکتا کذا فی الطحطاوی
عن النہر یعنے اور نماز جنازہ مین فاتحہ خوانی بے محل تھی تو وہان قصد ثنا نے حکم کو بدل دیا (ومس مصحف) مستدرک بما بعدہ وہو ما قبلہ ساقط
من نسخ الشرح وکانہ سقط لانہ ذکرہ فی الحیض) اور حدث اکبر سے حرام ہی چھونا مصحف مجید کا شارح نے کہا کہ مس مصحف کا مسئلہ زائد بے حاجت ہی اسواسطے
کہ بعد اسکے یہی مسئلہ مذکور ہی اور وہ اور ماقبل اُسکا یعنے مس مصحف اور تلاوت قرآن مصنف کی شرح کے نسخون سے ساقط ہی اور شاید کہ مصنف کا ساقط
کرنا شرح سے اسواسطے ہی کہ اُسکو حیض کے مسائل مین مصنف نے ذکر کیا ہی (ویحرم بہ) (طواف لوجوب الطہارۃ فیہ) اور حدث اکبر سے بیت اللہ کا
طواف کرنا حرام ہی بسبب واجب ہونے طہارت کے طواف مین حتی صحیحین مین مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا کو حالت حیض مین طواف بیت اللہ سے منع کیا اور باقی افعال حج کی اجازت دی اور صاحب ہدایہ نے دخول مسجد کو علت قرار دیا ہی طواف
کی حرمت کا فتح القدیر مین کہا کہ اس تعلیل پر اقتصار اولے نہین بلکہ طواف مین طہارت واجب ہی تو اگر وہان مسجد نہوتی تو بھی طواف جنب پر
حرام ہوتا کذا فی المنح (ویحرم بہ ای بالاکبر وبالاصغر مس مصحف ای ما فیہ آیۃ کدرہم وجدار) اور حرام ہوتا ہی حدث اکبر اور حدث اصغر
سے چھونا مصحف کا مصحف سے بیان مراد وہ چیز ہی جسمین قرآن شریف کی آیت مرقوم ہو جیسا نچہ روپیہ اور دیوار جنب اور محدث کو مصحف مجید

کا چھونا حرام ہی اگرچہ خط فارسی مین لکھا ہو یہی صحیح ہی باتفاق امام اور صاحبین کے چنانچہ نہر مین ہی تجنیس سے اور حرمت مین موضع کتابت اور
غیر موضع کتابت دونون برابر ہین اور بعضون نے کہا غیر مرقوم کا چھونا درست ہی اور مثل خلاف مصحف مجید مین اور غیر مصحف مین اگر آیت لکھی ہو
تو انہین حرام نہین مگر مرقوم کا چھونا کذا فی باب الحیض من البحر وہل مس نحو التورٰیۃ کذلک ظاہر کلامہم لا اور توریت اور مانند اُسکے چنانچہ انجیل اور
زبور کا چھونا بھی مصحف کے مانند حرام ہی یا نہین فقہا کا ظاہر کلام اسپر دلالت کرتا ہی کہ انکا چھونا حرام نہین ہم اسی طرح نہر الفائق مین مذکور ہی اور قہستانی
مین ذخیرہ سے منقول ہی کہ توریت وغیرہ مین جہان تحریف اور تبدیل واقع نہین ہوئی اُسکا چھونا بدون طہارت کے مکروہ ہی کذا فی الطحطاوی الا بغلاف
متجاف غیر مشرز او بصرۃ یفتی مگر جداگانہ غلاف کے ساتھ کہ مصحف پر چپکا نہین مس مصحف حرام نہین یا درم کی تھیلی کے ساتھ اُس درم کا چھونا
جسپر آیت لکھی حرام نہین اسی کا فتوی ہی ہم غلاف جداگانہ چنانچہ مصحف کا جزدان اور غلاف ملصق اور چپکا چنانچہ مصحف کی چولی تو جزدان کے ساتھ
چھونا جائز ہی اور چولی کے ساتھ جائز نہین اسپر فتوی ہی سراج مین اور کافی مین چولی کے ساتھ بھی چھونے کو اصح کہا ہی تو یہان دونون قولون کی
تصحیح واقع ہوئی اور آستین کے ساتھ چھونے مین اختلاف ہی تو بموجب کافی کے جائز ہی اور بموجب سراج کے جائز نہین ہدایہ مین اسی کو اصح کہا ہی
اور خلاصہ مین ہی کہ اسی پر اکثر مشائخ ہین اور کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہی کذا فی الطحطاوی عن النہر وحل قلبہ بعود اور پلٹنا مصحف کے ورق کا
لکڑی سے حلال ہی واختلفوا فی مسہ بغیر اعضاء الطہارۃ وبما غسل منہا وفی القرأۃ بعد المضمضۃ والمنع اصح اور علما نے اختلاف کیا مصحف کے چھونے
مین غیر اعضاء طہارت سے اور انہین سے جسکو دھو لیا اور جنب کے قرآن پڑھنے مین کلی کرنے کے بعد اور جائز نکہنا صحیح تر قول ہی ہم اعضاء طہارت سے
اعضاء وضو مراد ہین اسواسطے کہ حدث اکبر مین تمام اعضاء طہارت کے ہین ولا یکرہ النظر الیہ ای القرآن لجنب وحائض ونفساء لان الجنابۃ
لا تحل العین اور قرآن کا دیکھنا جنب اور حیض اور نفاس والی عورت کو مکروہ نہین اسواسطے کہ ناپاکی آنکھ مین نہین گھس جاتی کما لا تکرہ ادعیۃ
ای تحریما جیسے دعاؤن کا پڑھنا بے طہارت مکروہ نہین یعنے مکروہ بکراہت تحریمی نہین والا فالوضوء لمطلق الذکر مندوب وترکہ خلاف الاولیٰ وہو
مرجع کراہۃ التنزیہ اور اگر تحریمی کراہت مراد نہ لیجیے تو صحیح نہین اسواسطے کہ مطلق ذکر کے واسطے دعا ہو یا غیر دعا وضو مستحب کا ترک کرنا خلاف
اولیٰ ہی اور خلاف اولیٰ مآل کار ہی کراہت تنزیہی کا م اور بعضون کے نزدیک کراہت تنزیہی تو سنت موکدہ کے مقابلہ مین ہی اور خلاف اولیٰ مین
تو اصلا کراہت نہین کذا فی الطحطاوی ولا یکرہ مس صبی لمصحف ولوح اور مکروہ نہین چھونا لڑکے بے وضو کا مصحف اور اُس تختی کو جسپر
قرآن لکھا ہی ولا باس بدفعہ الیہ وطلبہ منہ للضرورۃ اذ الحفظ فی الصغر کالنقش فی الحجر اور کچھ ڈر نہین بالغ باوضو کو مصحف کے دینے مین بے وضو
لڑکے کو اور مصحف کے منگانے مین اُس سے چنانچہ بحر الرائق مین ہی مصحف کا دینا لینا جائز ہوا بسبب ضرورت کے اسواسطے کہ یاد کرنا لڑکپن
مین جیسے نقش پتھر مین ہم چونکہ لڑکون سے وضو کروانا ہر وقت مشقت ہی اُنپر اور تا بلوغ تاخیر کرنے مین حفظ قرآن کی تقلیل ہی تو اس ضرورت سے
انکو مس مصحف اور اُسکا دینا لینا جائز ہوا ولا تکرہ کتابۃ قرآن والصحیفۃ او اللوح علی الارض عند الثانی خلافا لمحمد وینبغی ان
یقال ان وضع علی الصحیفۃ ما یحول بینہا وبین یدہ یؤخذ بقول الثانی والا فبقول الثالث قالہ الحلبی اور مکروہ نہین بے وضو کو لکھنا قرآن کا
اسطرح کہ کاغذ یا تختی جسپر لکھتا ہی زمین پر ہو ابو یوسف رح کے نزدیک برخلاف قول محمد رح کے اور یون کہنا مناسب ہی کہ اگر کاغذ پر وہ چیز رکھی جاے
جو درمیان کاغذ اور ہاتھ کے حائل ہو تو ابو یوسف رح کا قول لیا جاے اور اگر یہ نہین ہی تو محمد رح کا قول لیا جاے ایسا کہا ہی حلبی نے ہم اور
دوسری وجہ توفیق یہ ہی کہ ابو یوسف رح کا قول کراہت تحریمی کی نفی پر محمول ہی اور محمد رح کا قول تنزیہی پر بدلیل قول محمد رح احب الی ان
لا یکتب یعنے میرے نزدیک پسندیدہ تر عدم کتابت ہی کذا فی الطحطاوی ویکرہ لہ قرأۃ تورٰیۃ وانجیل وزبور لان الکل کلام اللہ وما بدل

غیر معین اور جنب وغیرہ کو مکروہ ہے پڑھنا توریت اور انجیل اور زبور کا اسواسطے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور جن الفاظ مین تبدیل اور تحریف واقع ہوئی یہود اور نصاریٰ سے وہ معلوم نہین بالخصوص ہم فتح القدیر مین فتاوی ظہیریہ سے اسی قول پر فتوی منقول ہے کذا فی البحر وجزم العینی فی شرح المجمع بالحرمة اور عینی نے شرح مجمع مین حرمت قرأت پر یقین کیا ہے وخصها فی النهر بالم یبدل اور نہر الفائق مین حرمت قرأت کو خاص کیا اُسکے ساتھ جسمین تبدیل اور تحریف نہین ہوئی لا قراءة قنوت مکروہ نہین جنب وغیرہ کو پڑھنا قنوت کا اسی پر فتوی ہے کذا فی البحر اور مراد کراہت منفی سے کراہت تحریمی ہے نہ تنزیہی ولا اکله وشربه بعد غسل ید وفم اور مکروہ نہین جنب وغیرہ کو کھانا اور پینا ہاتھ اور مُنھ دھو ڈالنے کے بعد ولا معاودة اهله قبل اغتساله الا اذا احتلم لم یات اهله اور مکروہ نہین جنب کو پھر صحبت کرنا اپنی اہلیہ کا نہانے سے پہلے مگر جبکہ جنابت احتلام کے ہونے سے ہوئی ہو تو بدون نہانے کے اپنی اہلیہ سے صحبت نکرے ہم یہ روایت فتح القدیر مین منتقی سے منقول ہے قال الحلبی ظاهر الاحادیث انما تفید الندب لا نفی الجواز المفاد من کلامه حلبی نے کہا کہ ظاہر احادیث تو دلالت نہین کرتا مگر استحباب ترک جماع پر قبل غسل کے نہ عدم جواز جماع پر جو حاصل ہوتا ہے فتح القدیر کے کلام سے طحطاوی نے کہا کہ یہ طرز شارح کا مناسب نہین اسواسطے کہ ضمیر کا مرجع پہلے مذکور نہین کر دیا و التفسیر کمصحف لا الکتب الشرعیة فانه رخص مسها بالید لا التفسیر کما فی الدرر عن مجمع الفتاوى اور تفسیر مصحف کے مانند ہے نہ شرعی کتابین اسواسطے کہ بدون طہارت کے شرعی کتابون مین ہاتھ لگانے کی رخصت دیگئی ہے نہ تفسیر مین ہاتھ لگانے کی چنانچہ درر مین مجمع الفتاوی سے منقول ہے ہم شرعی کتابون سے مراد چنانچہ حدیث اور فقہ کی کتابین وفی السراج المستحب ان لا یاخذ الکتب الشرعیة بالکم ایضا تعظیما اور سراج مین کہا کہ مستحب یہ ہے کہ شرعی کتابون کو آستین سے بھی نہ پکڑے تعظیم کی وجہ سے ہم یہ قول مخالف نہین ہے قول سابق کے اسواسطے کہ استحباب نفی وجوب کے مخالف نہین لکن فی الاشباه من قاعدة اذا اجتمع الحلال والحرام رجح الحرام وقد جوز اصحابنا مس الکتب التفسیر للمحدث ولم یفصلوا بین کون الاکثر تفسیرا او قرآنا ولو قیل به اعتبارا للغالب لکان حسنا قلت لکنه یخالف ما مر فتدبر لیکن اشباہ مین منجملہ مسائل اس قاعدہ کے کہ جب حلال اور حرام یکجا ہو تو حرام ہی غالب ہوجاتا ہے اور البتہ ہمارے عالمون نے تفسیر کی کتابون کا چھونا محدث کے واسطے جائز رکھا اور تفصیل نہین کی تفسیر کے زیادہ ہونے مین یا قرآن مین یعنے یہ نہین کہا کہ اگر تفسیر کی عبارت زیادہ ہو قرآن سے تو جائز ہے اور اگر قرآن کے الفاظ زیادہ ہون تفسیر سے تو جائز نہین اور اگر اس تفصیل کے قائل ہوبے غالب چیز کا اعتبار کرکے تو البتہ خوب بات ہے مین کہتا ہون کہ اشباہ کا قول مخالف ہے متن کے جو گذر گیا تو اے مخاطب اسمین تامل کر ہم خلاصہ یہ ہے کہ اہل مذہب کی وہ عبارتین مطلق ہین منع اور جواز مین اور ظاہر اشباہ کا یہ دلالت کرتا ہے کہ جواز مس تفسیر سب علما کا قول ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ماتن نے جو درر کے قول پر اعتماد کیا ہے قابل اعتماد کے نہین بسبب مخالف اجماع کے اور علامہ نوح نے جوہرہ اور سراج سے نقل کیا کہ کتب تفسیر مین موضع قرآن کا چھونا جائز نہین اور اسکے سواے کا چھونا درست ہے برخلاف مصحف کے کہ اُسکا بالکل چھونا بے طہارت درست نہین اور فتح القدیر مین ہے کہ مکروہ ہے چھونا کتب تفسیر اور فقہ اور سنن کا اسواسطے کہ یہ کتابین آیات قرانی سے خالی نہین اور منیة المصلی مین ہے کہ مکروہ ہے یعنے محدث وغیرہ کو چھونا تفسیر اور فقہ کی کتابون کا بھی انتہی تو ان روایات سے معلوم ہوا کہ عالمون کا کلام تفسیر مین کراہت کی وجہ سے ہے نہ منع اور حرمت کے سبب سے تو صاحب درر کا یہ کلام لا التفسیر اسپر محمول ہے کہ تفسیر کا چھونا مرخص نہین بلکہ مکروہ ہے اور یہ مطلب نہین کہ اُنکا چھونا حرام ہے جیسا کہ ماتن سمجھا ہے اسواسطے کہ اسمین حرمت کی تصریح نہین مین کہتا ہون سب عبارتون سے بہتر وہ عبارت ہے جو کہ جوہرہ اور سراج مین ہے اسواسطے کہ وہی قواعد فقہی سے موافق تر ہے کذا فی الطحطاوی مختصرا فروع مسائل ملحقہ شارح نے لکھے المصحف اذا صار بحال لا یقرأ فیه یدفن کالمسلم مصحف جبکہ ایسا بوسیدہ ہوجاے یا نہایت باریک خط ہو کہ اسمین پڑھا نجاے تو دفن کیا جاے مسلمان میت کی طرح یعنے بطور لحد یا شق کے ویمنع الکافر من مسه اور کافر کو منع کیا جاے مصحف کے چھونے سے وجوزه محمد اذا اغتسل اور کافر کو اسکا چھونا محمد

ین حسن نے جائز کہا ہو جبکہ کافر نے غسل کیا ہو م ظاہر اِیہ قول معتمد نہین کہ شیخین کے مخالف ہو کذا فی الطحطاوی ولا باس بتعلیم القرآن والفقہ عسیٰ
ان یہتدی اور مضائقہ نہین کافر کو قرآن اور فقہ کے سکھانے مین شاید کہ راہ راست پر آجاے یعنے مسلمان ہو م معلوم ہوا کہ تعلیم قرآن کافر کو بتوقع
ہدایت جائز ہی تو اس زمانہ مین جو بعضے نام کے مسلمان نصاری کو قرآن پڑھاتے ہین نوکری کی طمع سے سو جائز نہین بلکہ بالیقین حرام ہی اسواسطے
کہ نصاری مسلمانون کے الزام دینے کے واسطے سیکھتے ہین اور قرآن مجید کے رد کرنے مین اپنے گمان فاسد مین کتابین تصنیف کرتے ہین حق تعالیٰ
اہل اسلام کو عبرت دے کہ مزید طمع اور حرص سے ایسی بے غیرتی اور بے دینی اختیار نکرین ویکرہ وضع المصحف تحت رأسہ الا للحفظ والمقلمۃ
علی الکتاب الا للکتابۃ اور مکروہ ہی مصحف کا رکھنا اپنے سر کے نیچے مگر حفاظت کی نیت سے درست ہی اور قلمدان کا رکھنا کتاب پر مکروہ ہی
مگر لکھنے کے واسطے جائز ہی یعنے کتابت کی حالت مین ویوضع النحو ثم فوقہ التعبیر ثم الکلام ثم الفقہ ثم الاخبار والمواعظ ثم التفسیر اور صندوق وغیرہ
مین اول رکھی جاوین علم نحو کی کتابین پھر اُنکے اوپر علم تعبیر کی کتابین پھر اُنکے اوپر علم کلام یعنے عقائد کی کتابین پھر اُنکے اوپر فقہ کی کتابین پھر احادیث
اور پند کی کتابین پھر تفسیر کی کتابین م لغت کی کتابین نحو کے مانند ہین چنانچہ قنیہ مین ہی اور مصحف کا ذکر نہین کیا اسواسطے کہ وہ فوق الکل ہی
مکروہ اذابتہ درہم علیہ آیۃ الا اذا کسرہ مکروہ ہی پگھلانا اور گلانا اُس درم کا جسپر آیت قرآنی کا سکہ ہی مگر جبکہ درم توڑا جاے تو اب درست ہی
م توڑنے سے حروف متفرق ہوگئے تو اب گلانے مین اہانت نہین اور اگر آیت سے کمتر ہی تو بدون توڑنے کے بھی گلانا درست ہی کذا فی
الطحطاوی رُقیۃ فی غلاف متجاف لم یکرہ دخول الخلاء بہ والاحتراز افضل جو تعویذ جداگانہ غلاف مین ہو یعنے تعویذ پر مڑھا ہو تو اُسکا لیجانا پاخانہ
مین مکروہ تحریمی نہین اور پرہیز کرنا یعنی باہر رکھ جانا بہتر ہی م علامہ عزیزی کی شرح جامع صغیر مین ہی کہ عالمون کا اجماع ہی اسپر کہ تعویذ اور
افسون تین شرطون کے ساتھ جائز ہی ایک یہ کہ تعویذ اور افسون کلام اللہ اور اُسکے صفات سے ہو اور دوسری یہ کہ عربی زبان مین ہو یا
اُس زبان مین جسکے معنی معلوم ہون تیسری یہ کہ یہ اعتقاد ہو کہ افسون بالذات متاثر نہین بلکہ بتقدیر الٰہی اثر کرتا ہی اور قرطبی نے کہا کہ رُقیہ یعنے
افسون تین قسم ہی ایک قسم وہ جسکا مطلب اور معنی معلوم نہین تو اُس سے پرہیز کرنا واجب ہی کہ مبادا اُسمین شرک ہو دوسری قسم یہ ہی کہ بکلام الٰہی
او بصفات ربانی ہو تو جائز ہی پھر اگر احادیث مین منقول ہی تو وہ مستحب ہی تیسری قسم یہ کہ اسمار ربانی کے سوا فرشتہ یا ولی یا جلیل القدر
مخلوقات چنانچہ عرش کے نام سے ہو تو اس سے پرہیز واجب نہین اور نہ اُسکا شرع مین حکم ہی تو اسکا ترک کرنا بہتر ہی مگر یہ کہ متضمن تعظیم ہو چنانچہ
حلف بغیر اللہ تو اب پرہیز کرنا لائق ہی کذا فی الطحطاوی ملخصاً یجوز رمی برایۃ القلم الجدید ولا ترمی برایۃ القلم المستعمل لاحترامہ کحشیش المسجد
وکناستہ ولا تلقی فی موضع یخل بالتعظیم اور جائز ہی نئے قلم کا تراشا پھینکنا اور نہ پھینکا جاے مستعمل قلم کا تراشا اُسکی حرمت اور تعظیم کی وجہ سے
جیسے مسجد کی گھاس اور کوڑہ اور نہ ڈالا جاے ایسے مقام مین کہ مخل ہو اُسکی تعظیم کا م لکھنے والے قلم کی تراشے کی تعظیم اس جہت سے کہ قلم سے
اسمار ربانی اور انبیا اور ملائکہ علیہم السلام کے اسمار مبارک لکھے جاتے ہین علاوہ یہ ہی کہ حروف کو بذات خود احترام ہی اور قلم جدید کے تراشے
مین یہ بات نہین کذا فی الطحطاوی ولا یجوز لف شیٔ فی کاغذ فیہ فقہ وفی کتب الطب یجوز ولو فیہ اسم اللہ تعالیٰ والرسول فیجوز محوہ لیلف فیہ شیٔ
اور جائز نہین لپیٹنا کسی چیز کا اُس کاغذ مین جسمین فقہ کے مسائل لکھے ہون اور طب کی کتابون مین لپیٹنا جائز ہی اور اگر اُسمین اللہ تعالے
اور رسول کریم کا نام ہو تو اُسکا مٹانا کسی چیز کے لپیٹنے کے واسطے جائز ہی ومحو بعض الکتابۃ بالریق یجوز اور بعضے لکھے حرفون کا مٹانا لعاب دہن
سے جائز ہی م بعض کی قید سے اللہ تعالیٰ کا نام پاک اور قرآن خارج ہوگیا چنانچہ اسکی تصریح مذکور ہوتی ہی وقد ورد النہی عن محو اسم اللہ
بالبزاق اور البتہ نہی وارد ہی اللہ تعالے کے نام مٹانے مین تھوک سے وعنہ علیہ الصلوۃ والسلام القرآن احب الی اللہ تعالے

من السموات والارض ومن فیہن اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہو کہ قرآن محبوب تر ہو اللہ تعالی کے نزدیک آسمانون اور زمین سے اور
اُن اشخاص سے جو اُنکے درمیان مین ہین ہم شاید کہ اس حدیث سے اسکا اشارہ کیا کہ قرآن بھی اللہ تعالی کے نام کے ساتھ ملحق ہو مٹانے کی نہی مین کذافی الطحطاوی
یجوز قربان المرأۃ فی بیت فیہ مصحف مستور عورت سے قربت کرنا اُس کوٹھری مین جائز ہو جسمین مصحف در پردہ ہو بساط او غیرہ کتب علیہ الملک للہ یکرہ بسطہ
واستعمالہ لا تعلیقہ للزینۃ فرش یا سوائے اُسکے تکیہ وغیرہ ہو جسپر الملک للہ لکھا ہو اُسکا بچھانا اور اُسکا استعمال کرنا مکروہ ہو اور لٹکانا اُسکا آرائش کے واسطے
مکروہ نہین وینبغی ان لا یکرہ کلام الناس مطلقا وقیل یکرہ مجرد الحروف والاول اوسع وتمامہ فی البحر وکراہیۃ القنیۃ اور لائق یہ ہو کہ مکروہ نہو وسے آدمیون
کا کلام لکھا ہوا ہر طرح کے استعمال مین اور بعضون نے کہا کہ فقط حروف کا ابتذال مکروہ ہو اور قول اول مین زیادہ تر وسعت ہو اور اسکا پورا بیان بحر الرائق
اور قنیہ کی کتاب الکراہیۃ مین ہو قلت وظاہرہ انتفاء الکراہۃ بمجرد تعظیمہ وحفظہ علق اولا زین بہ اولا وظاہر کلام بحر الرائق نہونا ہو کراہت کا صرف اُسکی
تعظیم اور حفاظت کرنے سے جسپر الملک للہ لکھا ہو خواہ اُسکو لٹکائے یا نہین اُس سے آرائش کیجیے یا نہین وہل ما یکتب علی المراوح وجدر الجوامع کذالک یر
اور جو کہ پنکھون اور جامع مسجد کی دیوارون پر لکھا جاتا ہو وہ بھی فرش کی نوشت کے مانند ہو یا نہین جواب اسکا لکھا جاویگا باب الوتر والنوافل سے
پہلے شارح نے فروع مین لکھا ہو کہ مسجد کی دیوارون پر لکھنا لائق نہین اور نہایہ مین ہو کہ قرآن کا لکھنا محراب اور دیوارون پر خوب نہین سقوط کتابت
اور پانوئن پڑنے کے خوف سے کذا فی الطحطاوی قبیل الوتر

باب المیاہ

یہ باب ہو پانیون کے مسائل مین ہم اب اُسکا بیان شروع کیا جس سے طہارت حاصل ہوتی ہو اصطلاح مین باب عبارت ہو اُن مسائل فقہیہ سے جسکے احکام
ماقبل اور مابعد سے جداگانہ ہین اور وہ مترجم بکتاب اور فصل نہین کذافی المنح جمع ماء بالمد ویقصر اصلہ موہ قلبت الواو الفا والہاء ہمزۃ میاہ جمع ہو ماء کی
ساتھ مد کے یعنے جسمین الف کے بعد ہمزہ ہو اور گاہے اُسکو بے ہمزہ بھی بولتے ہین اصل ماء کی موہ ہو واو کو الف سے بدلا اور ہاء ہوز کو ہمزہ سے وہو جسم
لطیف سیال بہ حیاۃ کل نام اور پانی جسم لطیف ہو یعنی ما ابصار کا حاجب نہین اور بہنے والا ہو جس سے ہر بڑھتی چیز کی زندگی ہو یعنی حیوان اور
نبات کی یرفع الحدث مطلقاً بماء مطلق وہو ما یتبادر عند الاطلاق مطلق حدث یعنے حدث اکبر اور اصغر دور کیا جاتا ہو مطلق پانی سے اور
مطلق پانی وہ ہو جو شتابی ذہن مین آجاوے جبکہ پانی کا لفظ بولا جاے بدون اضافت کے ہم منح الغفار مین ہو کہ مطلق پانی وہ ہو جو باقی ہو اپنے
پیدایشی اوصاف پر اور اُسمین نجاست نہین ملی اور نہ کوئی اور چیز اُسپر غالب ہوگئی انتہی اسکا اور شارح کی تعریف کا ایک ہی مطلب ہو کماء سماء و
اودیۃ وعیون وآبار وبحار وثلج مذاب بحیث یتقاطر وبرد وجمد وندا مطلق پانی جیسے آسمان کا پانی اور رودون کا اور چشمون کا اور کنوؤن
کا اور دریاؤن کا پانی اور پگھلا برف ٹپکتا اور اولے اور یخ یعنے پالا اور اوس ہم آسمان کے پانی مین اگرچہ اضافت ہو مگر یہ اضافت تشریفی ہو برخلاف
مقید پانی کے اسواسطے کہ اُسمین قید لازم ہو یعنی بدون قید وہ نہین بولا جاتا چنانچہ ماء الورد یعنے گلاب کا پانی کذا فی البحر اور اسی طرح تربوز کا پانی
اودیہ جمع ہو وادی کی اور وادی لغت مین اُس کشادگی کا نام ہو جو پہاڑون اور ٹیلون کے درمیان ہو اور یہان مراد جنگل کا پانی ہو جو بارش کے
پانی سے سائل ہو کر جمع ہو جاے جیسے ندی اور نالہ اور جھیل کا پانی فارسی مین اُسکو رود کہتے ہین ہذا التقسیم باعتبار ما یشاہد والا فالکل من السماء لقولہ
تعالی الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء الآیۃ والنکرۃ ولو مثبتۃ فی مقام الامتنان تعم اور یہ تقسیم پانیون کی ظاہر نظر کے اعتبار کرنے سے ہو اور
اگر ظاہر نظر کا اعتبار نکیجیے تو سب پانی حقیقت مین آسمان سے اُترے ہین حق تعالے کے اس قول کی دلیل سے کہ تو نے کیا نہین دیکھا کہ اللہ نے
آسمان سے پانی اُتارا الی آخر الآیۃ اور نکرہ اگرچہ مثبت ہو احسان جتانے کے مقام مین عام ہو جاتا ہو اسم نکرہ اُسکو کہتے ہین جو معین

چیز کے واسطے موضوع ہو چنانچہ مرد اور عورت اور پانی سو عرب کا قاعدہ یہ ہی کہ نکرہ نفی کے بعد عام ہوتا ہی یعنے اپنے سب افراد کو شامل ہو جاتا ہی لیکن
اثبات مین نکرہ ہر جگہ عام نہین ہوتا بلکہ مقام امتنان مین عام ہوتا ہی سو اس آیت شریف مین کہ احسان جتانے کا مقام ہی لفظ ما کہ نکرہ مثبت ہی
سب پانیون کے اقسام کو شامل ہو گیا کیونکہ اگر عموم پر دلالت نکرے تو مطلب فوت ہوتا ہی وماء زمزم بلا کراھۃ وعن احمد یکرہ اور چاہ زمزم
کے پانی سے حدث اکبر اور اصغر دور کیا جاتا ہی بدون کراہت کے اور امام احمد بن حنبل سے کراہت منقول ہی ہر چند زمزم کنوون مین داخل تھا
لیکن ماتن نے اُسکو بالخصوص ذکر کیا اُسکی شرافت کی وجہ سے اور اختلاف کے سبب سے وبماء قصد تشمیسہ بلا کراھۃ اور اُس پانی سے طہارت
درست ہی جو قصداً دھوپ مین رکھا گیا بدون کراہت کے وکراھتہ عند الشافعیۃ طبیۃ اور دھوپ کے گرم پانی کی کراہت شافعیون کے نزدیک
طب کی راہ سے ہی اسواسطے کہ مورث برص ہی وکرہ احمد المسخن بالنجاسۃ اور مکروہ سمجھا ہی احمد بن حنبل نے اُس پانی کو جو نجاست سے گرم کیا گیا
ویرفع بماء ینعقد بہ ملح لا بماء حاصل بذوبان ملح لبقاء الاول علی طبیعۃ الاصلیۃ وانقلاب الثانی الی طبیعۃ الملحیۃ اور حدث دور ہوتا ہی اُس
پانی سے کہ جمتا ہی اُس سے نمک یعنی اُسمین جمکر نمک ہو جانے کی استعداد ہی نہ اُس پانی سے جو نمک پگھل کر پانی ہو جاتا ہی بسبب باقی رہنے پہلے پانی کے
اپنی اصلی پیدایشی طبیعت پر اور بسبب بدل جانے دوسرے پانی کے نمک بنجانے کی طبیعت کی طرف مترجم تو نمک پگھلنے کے بعد وہ پانی ایسا ہو گیا جیسے
سونے اور چاندی محلول کا پانی نمک کا پانی گرمی مین جمتا ہی اور سردی مین پگھلتا ہی برخلاف اور پانی کے ولا بعصیر نبات ای معتصر من شجر او
ثمر لانہ مقید اور نہ روئیدگی کے پانی سے یعنے جو پانی کہ درخت اور پھل سے نچوڑا گیا چنانچہ کیلے کے درخت سے اور تربوز سے اسواسطے کہ وہ مقید پانی ہی
یعنے ازالہ حدث کے واسطے مطلق پانی شرط ہی نہ مقید اور اگر مطلق پانی نہ ہو اور کیلے یا تربوز کا پانی ہو تو اُس سے جائز نہین تیمم کرنا چاہیے کذا فی البحر
بخلاف ما یقطر من الکرم او الفواکہ بنفسہ فانہ یرفع الحدث وقیل لا وھو الاظھر کما فی الشرنبلالیۃ عن البرہان برخلاف اُس پانی کے جو انگور کے درخت
یا پھلون سے خود بخود ٹپکتا ہی بہار کے موسم مین اسواسطے کہ وہ دور کرتا ہی حدث کو اور بعضون نے کہا کہ وہ رافع حدث نہین اور یہی عدم جواز کا قول ظاہر تر ہی
چنانچہ شرنبلالیہ مین برہان سے منقول ہی مترجم جو پانی کہ درخت اور پھل سے لوگون نے نچوڑا اور ٹپکایا وہ بالاتفاق رافع حدث نہین اور جو کہ درخت یا
پھل سے خود بخود ٹپکا اُسمین اختلاف ہی ماتن نے باتباع صاحب ہدایہ جواز رفع حدث کو اختیار کیا طحطاوی نے بحر الرائق سے نقل کیا عدم جواز بہت
کتابون مین مصرح ہی اور صاحب محیط اور قاضی خان اور کافی نے اسی قول پر اقتصار کیا ہی اور شرح منیہ مین ہی کہ عدم جواز اشبہ ہی تو یہی قول اولیٰ ٹھہرا
کمال امتزاج کی وجہ سے واعتمدہ القہستانی فقال واعتصار یعم الحقیقی والحکمی کماء الکرم وکذا ماء الدابوغۃ والبطیخ بلا استخراج وکذا نبیذ التمر اور عدم جواز ہی
اعتماد کیا ہی قہستانی شارح نقایہ نے سو یون کہا کہ اعتصار یعنی نچوڑنا شامل ہی اعتصار حقیقی کو چنانچہ کوٹ کر یا داب کر پانی نکلا لنا اور اعتصار حکمی
جیسے انگور کے درخت کا پانی کہ خود بخود ٹپکتا ہی اور انگور کے پانی کے مانند ہی دابوغہ اور خربزے کا پانی جو خود بخود نکلا بدون نکالنے کے اور اسیطرح ہی شربت
خرما کام حلبی محشی نے کہا کہ مین نے تفسیر دابوغہ اپنے پاس کے کتب لغت مین نہین پائی طحطاوی نے کہا کہ ایک شخص ساکن بلدہ خلیل علیہ الصلوۃ والسلام
نے مجھسے کہا کہ وہان کے لوگ زمین سے جڑین نکالتے ہین اور پانی مین رکھتے ہین وہ پانی سرخ ہو جاتا ہی اس سے کھال کی دباغت کرتے ہین اُسکو دابوغہ بولتے
ہین انتہی مین کہتا ہون مخزن الادویہ کی فرہنگ مین دربوقہ کو بطیخ ہندی یعنی تربوز لکھا ہی ظاہرا یہی مناسب مقام ہی شاید کہ دابوغہ معرب ہو دربوقہ کا
واللہ اعلم ولا بماء مغلوب بشیء طاہر اور طہارت جائز نہین اُس پانی سے جو مغلوب ہو گیا پاک چیز کے ملجانے سے مترجم مغلوب ہو گیا یعنی اپنی طبیعت اور
اصل خلقت سے خارج ہو گیا چنانچہ شربت اور سرکہ اور گلاب اور باقلا کا مطبوخ پانی اور شوربا اسواسطے کہ ان چیزون سے پانی کا نام زائل ہو گیا مغلوب کی
قید اسواسطے لگائی کہ اگر پانی مغلوب نہو بلکہ غالب ہو تو طہارت جائز ہی چنانچہ آگے آویگا دریافت کر کہ اس مقام مین کتب فقہ کی عبارتین مختلف ہین تو قاعدہ کلیہ چاہیے

جس سے حقیقت حال معلوم ہو وہ قاعدہ یہ ہی کہ مطہر یعنی ماء مطلق کا زوال اطلاق یا کمال امتزاج سے ہی یا غلبہ ممتزج سے الخ منح الغفار شرح المصنف چنانچہ
شارح اُس قاعدہ کو بیان کرتا ہی علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین کہا کہ پانی مطلق کی طبیعت اصلی یہ ہی کہ سیراب کرے اور پیاس کو مار دے اور بعضون نے کہا
قوت نفوذ اسکی طبیعت ہی اور بعضون نے کہا بیرنگ ہونا الغلبۃ اما بکمال الامتزاج بتشرب نبات غالب ہونا پاک چیز کا پانی پر دو طرح پر ہی یا نہایت
اختلاط کے سبب سے ہی کہ حاصل ہوا ہی درخت اور گھاس کے چوسنے سے ہم نہایت اختلاط کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ اشجار اور نباتات نے واسطے اپنے
اصول دقیقہ کے زمین کے پانی یعنے طراوت کو پیا اسطرح کہ اب وہ پانی نکل نہین سکتا بدون نکالنے کے او بطبخ بما لا یقصد بہ التنظیف یا کمال اختلاط
حاصل ہوتا ہی پانی کے پکانے مین اُس چیز کے ساتھ جسکی پخت سے صاف کرنا اور میل چھانٹنا منظور نہو جو چیز مین پانی ڈال کر پکانا دو قسم ہی ایک یہ کہ میل
صاف کرنے کے واسطے ہو چنانچہ اشنان اور صابون اور بیر کی پتیان اور خطمی کہ غسل میت کے واسطے پکاتے ہین ایسا پکانا طہارت کا مانع نہین مگر جبکہ رقت
اور سیلان اُسکا باقی نہ رہے تو اب اُس پانی سے وضو اور غسل جائز نہین دوسری قسم پکانے کی یہ کہ میل صاف کرنے کے واسطے نہین چنانچہ شوربا یہ
اختلاط مانع طہارت ہی اگرچہ وہ سائل اور رقیق ہو یہ دوسری صورت ہی کمال اختلاط کی و اما بغلبۃ المخالط فلو جامدا فبثخانتہ ما لم یزل الاسم کنبیذ التمر
مغلوب ہونا پانی کا کسی چیز ملجانے والی کے سبب سے ہی اور اگر وہ چیز ملجانے والی بستہ اور گاڑھی ہی تو اُسکا غالب ہونا پانی پر پانی کے گاڑھے ہو جانے
سے ہی تا وقتیکہ پانی کا نام زائل نہو گیا ہو چنانچہ شربت خرما کا ہم یہ دوسری طرح ہی پاک چیز کے غالب ہونے کے پانی پر نبیذ تمر یعنی شربت خرما یہ ہی
کہ خرما پانی مین تر کرتے ہین پانی میٹھا ہو جاتا ہی اسکو خرما کا شربت کہتے ہین پانی نہین بولتے تو گاڑھا ہونے سے پہلے پانی مغلوب ہو گیا نام کے جاتے
رہنے سے تو اب غلبہ گاڑھے ہونے پر موقوف نہ رہا اُس سے وضو کرنا جائز نہین خانیہ مین ہی کہ عدم جواز وضو شربت خرما سے امام اعظم رح کا پچھلا قول ہی
ولو مائعا فلو مباینا لا وصافہ فبتغیر اکثرہا اور اگر ملجانے والی چیز پانی مین سائل اور پتلی ہی تو اگر پانی کے سب اوصاف کی مخالف ہی تو غلبہ اُسکا ثابت ہوتا ہی
پانی کے اکثر اوصاف کے بدل جانے سے ہم پانی کے مخالط یعنی ملجانے والی چیز دو قسم ہی بستہ اور سائل بستہ کا بیان ہو گیا اب سائل کا بیان شروع ہوا
سائل کی تین صورتین ہین یا وہ سائل پانی کی سب صفات سے مخالف ہی یا بعض سے یا سب صفات کے موافق اور مماثل ہی پانی کی تین صفتین ہین
ایک رنگ دوسرے مزہ تیسرے بو سو سرکہ پانی کی تینون صفت کے مخالف ہی تو اگر سرکہ پانی مین ملا اور اُسکی دو صفت مین تغیر ہوا یعنے رنگ اور مزہ مین یا
مزہ اور بو مین یا رنگ اور بو مین تو غلبہ اُسکا پانی پر ثابت ہو گیا او موافقا کلبن فبواحد ہا یا سائل چیز پانی کی بعضی صفت سے موافق ہی اور بعضے سے مخالف ہی
جیسے کہ دودھ کہ بو نہونے مین پانی کے موافق ہی اور مزے اور رنگ مین مخالف ہی تو غلبہ اُسکا پانی پر ایک مخالف صفت کے متغیر ہو جانے سے ہی تو اگر دودھ کا رنگ
یا مزہ پانی پر غالب ہو گیا تو وضو جائز نہین ورنہ جائز ہی اور اسی طرح تربوز کا پانی مزے مین پانی کے مخالف ہی تو اُسمین غلبہ مزے کی وجہ سے معتبر ہوگا طحطاوی نے
کہا اگر شارح او مباینا لبعض الاوصاف کہتا تو بہتر ہوتا اور بعضی نسخہ مین فبواحدہما بصیغہ تثنیہ ہی تو ضمیر کا مرجع مذکور نہین او مماثلا کمستعمل فبالاجزاء فان المطلق اکثر
من النصف جاز التطہیر بالکل والا لا یا سائل پاک چیز پانی کے برابر اور مانند ہی سب تینون صفات مین چنانچہ مستعمل پانی تو غلبہ اُسکا پانی پر اجزا کے حساب سے ہی
تو اگر مطلق پانی وزن مین نصف سے زیادہ ہی تو طہارت کرنا اُس تمام مخالط پانی سے جائز ہی اور اگر مطلق پانی وزن مین کم ہی مستعمل پانی سے یا برابر تو جائز نہین م
مستعمل کی طہارت بنا بر قول مفتی بہ معتمد کے ہی اور یہی حکم ہی عرق گاؤزبان اور عرق گلاب کا جسکی بو باقی نہ رہی ہو اور اگر آب مستعمل مطلق پانی کے برابر ہو نہ زائد نہ کم تو یہ
ظاہر الروایۃ مین مذکور نہین بدائع مین ہی کہ فقہا نے کہا ہی کہ اُسکا حکم مغلوب پانی کے برابر ہی احتیاط کی راہ سے کذا فی الطحطاوی عن البحر وہذا یعم الملقی والملاقی اور یہ یعنی جو حکم کہ
مذکور ہوا آب مستعمل مین وہ عام ہی اس پانی مستعمل کو جو ڈالا گیا مطلق مطہر پانی مین اور اسکے ساتھ ملگیا اور اس مطلق مطہر پانی کو جسمین کوئی شخص بیٹھا یا اسنے غوطہ مارا
کذا فی الطحطاوی عن البحر یعنی ان دونون صورتون مین اگر آب مطلق نصف سے زائد ہی تو طہارت جائز ہی ورنہ جائز نہین ففی الفساقی یجوز التوضی ما لم یعلم

ف یعنے یا مخالف ہو بعض اوصاف مین ۱۲ منہ
ف [illegible] ترجمہ ملاقی کا [illegible] والا یعنی وہ پانی قلیل جو عضو سے ملے [illegible] وضو اُسمین [illegible] ۱۲

تساوی المستعمل علی ماحققہ فی البحر والنہر والمنح تو وضو کرنا صغیر حوضوں مین جائز ہی جبتک مستعمل کا برابر ہونا آب طہور کے ساتھ معلوم نہو یہ قاعدہ ہی بنابر
اُس تحقیق کے جو بحرالرائق اور نہر الفائق اور منح الغفار مین مذکور ہی م یہ تفریع ہی اس قول متقدم پر کہ وضو جائز ہی اگر مطلق پانی اکثر ہو والا جائز نہین
بحرالرائق مین کہا اور اسپر دلیل وہ ہی جو شیخ سراج الدین قاری ہدایہ نے اپنے فتاوے مین جسکو انکے شاگرد صاحب فتح القدیر نے جمع کیا ہی کہ کسی نے
اُنسے سوال کیا فسقیہ صغیرہ سے جسمین لوگ وضو کرتے ہین اور اُسمین مستعمل پانی گرتا ہی اور ہر روز اُسمین نیا پانی نازل ہوتا ہی اُسمین وضو کرنا جائز ہی یا نہین
تو جواب دیا کہ جب اُس حوض مین سوائے پانی مذکور کے اور کوئی چیز واقع نہین ہوئی تو کچھ ضرر نہین انتہی یعنی اگر اسمین نجاست پڑیگی تو وہ ناپاک ہوجائیگا
صغیر ہونے کے سبب سے کذا فی الطحطاوی قلت لکن الشرنبلالی فی شرح الوہبانیۃ فرق بینہما فراجعہ متاملا لیکن شرنبلالی نے وہبانیہ کی شرح مین ملقی اور
ملاقی مین تفرقہ کیا ہی تو اُسکی طرف رجوع کر غور و تامل کے ساتھ م خلاصہ کلام شرح وہبانیہ یہ ہی کہ قلیل مستعمل کے ملنے سے کثیر مطلق مستعمل نہین ہوجاتا
اور بدن کی ملاقات سے تمام پانی حکماً مستعمل ہوجاتا ہی انتہی لیکن اس توہم کو صاحب بحر نے ذکر کیا اور اُسکی طرف التفات نہین کیا سو یون کہا کہ جب
مجھکو یہ معلوم ہوا تو ظاہر ہوگیا اُس شخص کے قول کا ضعیف ہونا جو ہمارے زمانہ مین کہتا ہی کہ آب مستعمل جب ڈالا جاے آب مطلق مین اور حالانکہ مطلق
غالب ہی تو وضو سارے پانی سے جائز ہی اور جبکہ وضو کیا فسقیہ یعنے صغیر حوض مین تو سب مستعمل ہوگیا اسلیے کہ دونون مسئلون مین کچھ فرق نہین اور یون فرق
کرنا کہ وضو مین استعمال سارے پانی مین شائع ہوجاتا ہی برخلاف ڈالنے کے مدفوع ہی اسطرح پر کہ شیوع اور اختلاط دونون صورتون مین برابر ہی تو من جہۃ
الحکم دونون صورتون مین کچھ فرق نہین معلوم ہوتا الحاصل فساقی صغار یعنے چھوٹے حوضون سے وضو کرنا جائز ہی جبتک اُسکا گمان غالب نہو کہ آب مستعمل
اکثر یا مساوی ہی اور وقوع نجاست کا گمان غالب نہو انتہی از بسکہ ملقی اور ملاقی مین کچھ فرق ظاہر نہین اسی واسطے شارح نے اسکی طرف بلفظ تامل اشارہ
کردیا کذا فی الطحطاوی ویجوز رفع الحدث بما ذکر فان مات فیہ ای الماء ولو قلیلا غیر دموی کزنبور وعقرب وبق ای بعوض وقیل بق الخشب او رجائز ہی
دور کرنا حدث کا مطلق پانی کے اُن اقسام سے جنکا بیان گذر گیا اگرچہ وہ پانی قلیل ہو گو کہ اُسمین مرگیا ہو وہ جانور جسمین خون سائل نہین چنانچہ بھڑ اور بچھو
اور بق یعنی مچھر اور بعضون نے کہا بق سے مراد لکڑی کا کیڑا ہی وفی المجتبے الاصح فی علق مص الدم انہ لفیسد ومنہ یعلم حکم بق وقراد وحلم اور مجتبیٰ مین صحیح تر حکم اس
جونک کا جسنے خون کو چوسا اور قلیل پانی مین مرگئی یہ ہی کہ وہ پانی فاسد ہوتا ہی یعنے ناپاک ہوجاتا ہی اور اسی ترجیح سے معلوم ہوتا ہی حکم مچھر اور چھوٹی چیچڑی اور
بڑی چیچڑی کا یعنی اگر مچھر اور چیچڑی خون پی کر قلیل پانی مین مرجاے تو پانی ناپاک ہوگا جیسے خون کی چوسی ہوئی جونک کے مرنے سے ناپاک ہوتا ہی قول اصح
مین اسلیے کہ جونک اور مچھر مین خون ذاتی نہین مستعار ہی کذا فی النہر وفی الوہبانیۃ دود القز وماؤہ وبزرہ وخرءہ طاہر کدودۃ متولدۃ من نجاسۃ اور وہبانیہ مین ہی
کہ ریشم کا کیڑا اور اُسکا جوشیدہ پانی اور اُسکے انڈے اور بیخال پاک ہی جیسے نجاست کا پیدا ہوا کیڑا پاک ہی م پانی سے وہ پانی مراد ہی جسمین ریشم کے کیڑے اوٹائے
جاتے ہین ریشم کے نکالنے کے واسطے کذا فی الحلبی ومائی مولد ولو کلب الماء وخنزیرہ کسمک وسرطان وضفدع اور اگرچہ آب مطلق قلیل مین وہ جانور
مرگیا ہو جسکی پیدائش کا مکان پانی ہی چنانچہ مچھلی اور کیکڑا اور مینڈک اگرچہ پانی کا کتا اور سور ہو م مصنف نے صاحب ہدایہ کی پیروی کرکے دو مسلہ بیان
ٹھہرائے ایک اُس جانور کا جسمین خون سائل نہین دوسرے وہ جانور جو پانی مین پیدا ہوتا ہی اور کنز کی طرح یون نہ کہا کہ موت ما لا دم الخ اسواسطے کہ کنز پر اعتراض
لگتا ہی اُس جانور کا جو پانی مین پیدا ہوتا ہی اور وہین رہتا ہی اور اُسمین خون سائل ہی اسواسطے کہ ظاہر الروایۃ مین اُسکی موت مین پانی نجس نہین ہوتا لہذا مصنف
نے دونون صورتون کو جمع کردیا بحرالرائق مین کہا کہ پانی کے کتے مین مشائخ کا اختلاف ہی بلا ترجیح چنانچہ معراج الدرایہ مین ہی لیکن خلاصہ مین ہی کہ پانی کا کتا
اور پانی کا سور جب پانی مین مرجاوین تو اسپر فقہا کا اجماع ہی کہ پانی فاسد نہین ہوجاتا تو شاید کہ قول ضعیف کا اعتبار نہین کیا کذا فی الطحطاوی الا بریا لہ دم
سائل وہو ما لا سترۃ لہ بین اصابعہ فیفسد فی الاصح کحیۃ بریۃ ان لہا دم الا الا کر جنگلی مینڈک مین خون سائل ہوتا ہی اور جنگلی وہ ہی جسکی انگلیون کے درمیان مین

پردہ نہین ہوتا بط کے مانند تو اسکی موت سے پانی فاسد یعنی نجس ہوجاتا ہے صحیح تر قول مین جیسے خشکی کے سانپ کی موت سے پانی نجس ہوجاتا ہے اگر اسمین
خون سائل ہو اور اگر خون نہو یا خون سائل نہو تو ناپاک نہین ہوتا وکذا الحکم لو مات ماذکر خارجہ والقی فیہ فی الاصح فلو تفتت فیہ نحو ضفدع جاز الوضوء بہ
لا شربہ لحرمۃ لحمہ اور اسی طرح کا حکم ہے یعنے پانی ناپاک نہین ہوتا اگر مرگیا وہ جانور جو مذکور ہوا پانی سے باہر اور پانی مین ڈالا گیا صحیح تر قول مین تو اگر پانی مین
مینڈک کے مانند جانور ریزہ ریزہ ہوگیا تو وضو اس سے جائز ہے پینا اسکا جائز نہین اسکے گوشت کے حرام ہونے سے م مینڈک کے مانند وہ جانور ہے جو ناپاک نہین
گر اسکا کھانا حرام ہے وینجس الماء القلیل بموت مائی معاش بری مولد فی الاصح کبط واوز اور ناپاک ہوتا ہے تھوڑا پانی صحیح تر قول مین اس جانور کے مرنے سے
جو پانی مین رہتا ہے خشکی مین پیدا ہوتا ہے چنانچہ بط اور چینی بطام پانی کی چڑیون مین تصحیح مختلف ہے لیکن شرح جامع صغیر قاضی خان کی تصحیح موجہ تر ہے لہذا ماتن نے
اسی پر اعتماد کیا کذا فی المنح وحکم سائر المائعات کالماء فی الاصح اور پانی کے سوا باقی سائل اور روان چیزون کا حکم پانی کے مانند ہے صحیح تر قول مین یعنی وقوع نجاست
سے قلیل فاسد ہوتا ہے نہ کثیر حتے لو وقع بولہ فی عصیر عشر فی عشر لم یفسد یہانتک کہ اگر آدمی کا پیشاب پڑا اس حوض مین جسمین وہ در دہ رس ہے کسی چیز کا تو وہ فاسد یعنی
ناپاک نہوگا جیسے اتنا پانی ناپاک نہین ہوتا ولو سال دم رجلہ مع العصیر لا ینجس خلافاً لمحمد ذکرہ الشمنی وغیرہ اور اگر پانون کا خون بہا رس کے ساتھ یعنی جاری
رس کے ساتھ کذا فی الطحطاوی تو وہ ناپاک نہوگا برخلاف محمد رح کے ایسا ذکر کیا ہے شمنی وغیرہ نے م انگور وغیرہ کا پانون سے داب کر رس نچوڑتے ہین تو اگر
پانون کا خون جاری رس کے ساتھ بہیگا ناپاک نہوگا جیسے آب روان کے ساتھ خون کا بہنا ناپاک نہین کرتا وبتغیر احد اوصافہ من لون او طعم او ریح ینجس
الکثیر اور ایک وصف کے بدلنے سے پانی کے تین اوصاف مین سے کہ رنگ اور مزہ اور بو ہے ناپاک ہوجاتا ہے بہت پانی اور اسی طرح رس م شارح نے کثیر کا
لفظ ذکر کرکے اشارہ کیا کہ ینجس کا لفظ فعل مضارع ہے اور کثیر اسکا فاعل ہے سو یہ بات ٹھیک نہین بلکہ حق یہ ہے کہ قولہ وبتغیر عطف ہے بموت مائی پر تو وہ
متعلق ہے ینجس بموت مائی کا جسکو شارح مضارع سمجھتا ہے وہ جار مجرور ہے یعنے بائے جارہ ہے نہ یائے تحتانیہ اور یہ جار مجرور متعلق ہے بتغیر کا تو مطلب یہ ہے کہ ناپاک
ہوجاتا ہے پانی ایک وصف کے متغیر ہونے سے بسبب واقع ہونے نجاست کے اور شارح کے بیان مین یہ خلل ہے کہ فاعل کا حذف کرنا بدون قرینہ جائز
نہین اور یہ بھی معلوم نہین ہوتا کہ پانی کا تغیر کس چیز سے ہوا پاک چیز سے یا ناپاک سے کذا فی الطحطاوی مختصراً ولو جاریاً اجماعاً ایک صفت کا بدلنا نجاست
سے پانی کو نجس کرتا ہے اگرچہ جاری اور بہتا ہوا پانی ہو بالاتفاق م علما کا اسپر اجماع اور اتفاق ہے کہ جب پانی کا ایک وصف بھی نجاست سے بدل گیا
اس سے طہارت جائز نہین خواہ پانی قلیل ہو یا کثیر جاری ہو یا غیر جاری اسی طرح منقول ہے ہم حنفیون کی کتابون مین اور امام نووی شافعی نے
بھی شرح مہذب مین اسی طرح نقل کیا ہے اور اگر نجاست سے تغیر نہین ہوا تو اتفاق ہے عامہ علما کا اسپر کہ قلیل ناپاک ہوجاتا ہے نہ کثیر لیکن حد قلیل اور
کثیر مین اختلاف ہے چنانچہ آگے معلوم ہوگا کذا فی البحر والمنح اما القلیل فینجس وان لم یتغیر خلافاً لمالک اور قلیل پانی تو ناپاک ہوجاتا ہے نجاست کے واقع
ہونے سے اگرچہ پانی کا رنگ یا مزہ یا بو نہ بدلے برخلاف امام مالک کے مذہب کے م امام مالک کا یہ مذہب ہے کہ وقوع نجاست سے قلیل پانی مین
نجس نہین ہوتا جب تک کہ رنگ یا مزہ یا بو اسکی متغیر نہو لیکن اسپر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جو پانی متغیر نہو وہ کثیر ہے امام مالک کے نزدیک نہ قلیل
کذا فی البحر لا لو تغیر بطول مکث ناپاک نہین ہوتا پانی اگر اسکا مزہ وغیرہ بدل گیا زیادہ ٹھہرنے سے فلو علم نتنہ بنجاستہ لم یجز تو اگر اسکی گندگی
معلوم ہوئی نجاست کے سبب سے تو طہارت جائز نہین ولو شک فالاصل الطہارۃ اور اگر گندگی مین شک پڑے معلوم نہین کہ زیادہ ٹھہرنے کے سبب سے
ہے یا نجاست کے سبب سے تو اصل طہارت ہے تو اصل ہی کا اعتبار کرنا چاہیئے لوگون سے اسکی تحقیق اور تفتیش ضرور نہین کذا فی المنح والتوضی
من الحوض افضل من النہر رغماً للمعتزلۃ اور وضو کرنا حوض سے بہتر ہے نہر سے معتزلہ کے توڑ پر م معتزلہ ایک فرقہ ہے اسلام مین اہل سنت کے مخالف مین
اصول اور فروع حنفی مین مگر اس مسئلہ مین مخالف ہین یعنے انکے نزدیک حوض کبیر وقوع نجاست سے نجس ہوتا ہے اگرچہ نجاست قلیل ہو بحر الرائق مین

فتح القدیر سے نقل کیا کہ اُنکے مخالف اس صورت میں ہی جبکہ معتزلہ موجود ہوں اور جہاں وہ لوگ نہیں تو وہاں وضو کرنا نہر سے بہتر ہی حوض سے **وکذا**
یجوز بمار خالطہ طاہر جامد مطلقا کاشنان وزعفران اور اسی طرح طہارت جائز ہی اُس پانی سے جسکے ساتھ مخلوط ہو گئی پاک چیز بستہ غیر سائل ہر طرح
کی چنانچہ اشنان اور زعفران ہم طاہر غیر سائل کا ملنا ہر طرح مانع طہارت نہیں خواہ وہ چیز زمین کی جنس سے ہو چنانچہ مٹی اور چونہ یا بالقصد تنظیف تخلیط ہوئی
چنانچہ اشنان اور صابون یا کوئی اور چیز ہی چنانچہ زعفران امام کے نزدیک کذا فی المنح لکن فی البحر عن القنیۃ ان امکن الصبغ بہ لم یجز کنبیذ تمر لیکن بحر الرائق میں
قنیہ سے منقول ہی کہ اگر زعفران کے پانی سے رنگنا کپڑے وغیرہ کا ممکن ہو تو طہارت اُس سے جائز نہیں جیسے شربت خرما سے جائز نہیں **وفاکہۃ وورق**
شجر وان غیر کل اوصافہ فی الاصح اور جیسے پھل اور درخت کے پتوں کے پانی میں ملجانے سے طہارت جائز ہی اگرچہ پتی سے پانی کے تمام اوصاف بدل گئے
ہوں صحیح تر قول میں ہم نہایہ میں ہی اُستادوں سے منقول ہی کہ وہ وضو کیا کرتے تھے اُن حوضوں سے جنمیں درختوں کی پتی واقع ہوتی تھی باوجود تغیر ہو جانے
تمام اوصاف کے اور کوئی کسی کو منع نہیں کرتا تھا اور مقابل اصح کے محمد بن ابراہیم میدانی کا قول ہی کہ اگر اُس پانی کی رنگت ہتھیلی میں اُٹھانے سے معلوم ہو
تو اُس سے وضو درست نہیں اُسکا پینا درست ہی **ان بقیت رقتہ ای واسمہ** کما مر بشرطیکہ اُس پانی کا پتلاپن اور نام اُسکا باقی رہا چنانچہ گذر گیا آب مغلوب
کے بیان میں ہم اور جبکہ پانی کا نام زائل ہو چنانچہ زعفران کا پانی اُس صورت میں کہ کپڑے وغیرہ رنگتا ہو تو اُس سے وضو جائز نہیں کیونکہ عربی زبان میں اسکا نام
صبغ ہو گیا چنانچہ نبیذ تمر کذا فی الطحطاوی **ویجوز بجار وقعت فیہ نجاسۃ** اور طہارت جائز ہی اُس بہتے پانی سے جسمیں نجاست پڑی ہم خواہ نجاست نظر
آتی ہو پانی میں یا نظر نہ آتی ہو آب جاری میں سے ناپاک نہیں ہوتا خود محل وقوع نجاست سے وضو درست ہی ابو یوسف رح کے نزدیک اور یہی مختار ہی
مشائخ بخارا کا نصاب میں کہا کہ اسی قول پر فتوی ہی کذا فی الطحطاوی **والجاری ہو ما یعد جاریا عرفا** اور جاری پانی وہ ہی جسکو رواں لوگ عرف میں
شمار کرتے ہیں وقیل ما یذہب تبنۃ والاول اظہر والثانی اشہر اور بعضوں نے کہا جاری پانی وہ ہی جو تنکے کو بہا لیجائے اور پہلا قول ظاہر تر ہی اور دوسرا قول
مشہور تر ہی کذا فی الجوان وصلیۃ لم یکن جریانہ بمدد فی الاصح آب رواں ناپاک نہیں ہوتا اگرچہ اُسکا بہنا اوپر کے پانی کی مدد سے نہو صحیح تر قول میں یعنی
اگرچہ مبدا اور منشا اُسکا چشمہ یا جھیل یا مینہ نہو ہم عدم اشتراط مدد کی تصحیح صاحب سراج اور صاحب تجنیس نے کی ہی اور مقابل اسکے فتح القدیر کا قول ہی
کہ جاری ہونے میں پانی کی مدد ضرور ہی چنانچہ چشمہ اور کنواں یہی قول مختار ہی تو یہاں دونوں قولوں کی تصحیح واقع ہی کذا فی الطحطاوی **فلو سد النہر**
من فوق فتوضا رجل بما یجری بلا مدد جاز لانہ جار تو اگر نہر بند کی گئی اوپر سے اسطرح کہ بند سے مطلقاً پانی نہیں رستا ہی پھر کسی مرد نے وضو کیا اُس پانی سے
جو بہتا ہی بدون مدد کے تو جائز ہی اسواسطے کہ وہ جاری پانی ہی **وکذا لو حفر نہرا من حوض صغیر او صب رفیقہ الماء فی طرف میزاب وتوضا فیہ وعند طرفہ الآخر**
انا ء یجمع الماء جاز توضیہ بہ ثانیا وثم وثم وتمامہ فی البحر اور اسی طرح اگر نہر کھودی چھوٹے حوض سے اور اُسمیں پانی بہا حوض کا یا ایک شخص کے رفیق نے
پانی ڈالا پرنالے کے ایک کنارے پر اور اُس شخص نے وضو کیا نہر یا پرنالے کے رواں پانی میں اور پرنالے کے دوسری طرف کوئی برتن ہی جسمیں وہ
رواں پانی جمع ہوتا جاتا ہی تو دوسری بار اسی پانی سے وضو کرنا جائز ہی اور پھر تیسری بار اسی طرح اور پھر چوتھی بار اسی طرح پانی بہا کر وضو جائز ہی اور
اسکا پورا بیان بحر الرائق میں ہی ہم یعنے حوض صغیر سے پانی بہا یا نہر میں اور بہنے کی حالت میں وضو کیا پھر وہ پانی جمع ہوا ایک مکان میں سو دوسرے
آدمی نے اُس مکان سے نہر کھودی اور اُسمیں پانی بہایا اور وضو کیا جاری ہونے کی حالت میں پھر وہ پانی جمع ہو گیا اور مکان میں پھر اور آدمی نے
اسی طرح کیا تو سب شخصوں کا وضو درست ہی اسواسطے کہ ہر ایک نے پانی بہنے کی حالت میں وضو کیا اور جاری پانی نجس نہیں ہوتا جب تک متغیر
نہو جاوے چنانچہ بحر الرائق میں ہی اور جو پانی کہ جمع ہوا وہ طاہر اور طہور ہی یعنے پاک کرنے والا ہی اسواسطے کہ اُسکا استعمال جاری ہونے کی حالت میں
ہوا ہی اور جاری پانی مستعمل نہیں ہوتا استعمال کرنے سے اسی طرح منقول ہی شیخ زاہد ابو الحسن رستغفنی سے علامہ نوح نے کہا کہ یہ فرع مبنی ہی آب مستعمل

کے نجس ہونے پر اور فتوی ہی آب مستعمل کے طاہر ہونے پر کذا فی الطحطاوی وان لم یری یُعلَم اثرہا فلو فیہ جیفۃٌ او بال فیہ رجلٌ فتوضأ آخر من اسفلہ جاز مالم

یُرَ فی اسفلہ اثرہٗ آب جاری وقوع نجاست سے نجس نہین ہوتا جبتک نجاست کا اثر نہ معلوم ہو تو اگر آب جاری مین مردار جانور پڑا ہو یا اُسمین کسی

مرد نے پیشاب کیا سو دوسرے مرد نے اُسکی جانب نشیب مین وضو کیا تو جائز ہی جبتک کہ جانب نشیب مین اُسکا اثر معلوم نہو ہم شارح نے مردار اور پیشاب

کی مثال دیکر اشارہ کیا کہ نجاست مرئی اور غیر مرئی مین کچھ فرق نہین وہو اما طعمٌ او لون او ریح اور وہ یعنی نجاست کا اثر یا مزہ ہی یا رنگ یا بو ظاہرہ

یُعَمّ الجیفۃ وغیرہا وہو ما رجحہ الکمال وقال تلمیذہ قاسم انہ المختار وقواہ فی النہر واقرہ المصنف وفی القہستانی عن المضمرات عن النصاب وعلیہ الفتوی اور

ظاہر کلام مصنف کا مردار اُسکے غیر دونون کو شامل ہی یعنے آب جاری مین بدون ظہور اثر کے نجاست نہین ہوتی نجس چیز مردار ہو یا غیر اُسکے اور اسی قول

کی ترجیح دی ہی محقق کمال نے اور اُنکے شاگرد قاسم نے کہا کہ یہی قول مختار ہی اور اسی کو قوی کہا ہی نہر الفائق مین اور اسی کو ثابت رکھا ہی مصنف نے اپنی شرح

منح الغفار مین اور قہستانی مین مضمرات سے اور اُسمین نصاب سے منقول ہی کہ اسی قول پر فتوی ہی وقیل ان جرے علیہا نصفہ فاکثر لم یجز وہو احوط اور قول

دوسرا یہ ہی کہ اگر پانی جاری ہو امردار کے نصف بدن پر یا زیادہ پر تو اس سے طہارت جائز نہین اور یہ قول زیادہ تر احتیاط والا ہی اور اکثر فتاوون مین یہی

مذکور ہی والحقوا بالجاری حوض الحمام لو الماء نازلًا والغرف متدارکٌ اور فقہا نے آب جاری کے ساتھ ملایا ہی حمام کے حوض کو نجس نہونے مین بدون اثر کے

بشرطیکہ حوض مین اوپر سے پانی نازل ہو اور حوض سے پانی کا لینا پدر پے ہو اسطرح پر کہ ما بین الغرفتین سطح پانی کا ساکن نہو گیا ہو تو اگر ناپاک برتن یا ناپاک

ہاتھ اس حوض مین ڈالا جاویگا تو وہ ناپاک نہوگا بدون ظہور اثر کے کذا فی البحر کحوضٍ صغیرٍ یدخلہ الماء من جانبٍ ویخرج من آخر یجوز التوضّی من کل الجوانب

مطلقا بہ یفتی اُس چھوٹے حوض کے مانند جسمین پانی داخل ہوتا ہی ایک طرف سے اور خارج ہوتا ہی دوسری طرف سے تو وضو کرنا جائز ہی اُسکی ہر طرف سے ہر طرح

اسی کا فتوی ہی ہم ہر طرح یعنے وہ حوض چار در چار ہو یا کم یا زیادہ اس سے اور قول ضعیف یہ ہی کہ اگر چار در چار سے زیادہ ہی تو وقوع نجاست سے ناپاک ہوگا

کذا فی البحر پھر معلوم کرنا چاہیے کہ حوض مذکور کا مسئلہ مبنی ہی آب مستعمل کی نجاست پر اور مفتی بہ قول پر چونکہ آب مستعمل پاک ہی تو وضو مطلقا درست ہی

کیونکہ مستعمل مغلوب ہی اور مطہر غالب وکعین ہی خمسٌ فی خمسٍ ینبع الماء منہ بہ یفتی قہستانی معزیا للتتمۃ اور مانند اُس چشمہ کے کہ وہ پنج در پنج ہی اُسمین سے پانی

جوش مار کے نکلتا ہی اُسکے ہر طرف سے وضو جائز ہی اسی کا فتوی دیا گیا ہی چنانچہ قہستانی نے اسکو تتمہ کی طرف منسوب کیا ہی ہم پانچ کی قید اسواسطے لگائی کہ یہی تو

محل نزاع ہی اور اگر پانچ ہاتھ سے حوض یا چشمہ کم ہی تو بالاتفاق وضو جائز ہی وجہ اختلاف یہ ہی کہ چھوٹے حوض یا چشمہ مین آب مستعمل جلد نکلجاتا ہی اور بڑے

حوض مین گوشون مین ٹھہر جاتا ہی اور یہ مسئلہ بھی آب مستعمل کی نجاست پر متفرع ہی اور فتوی اُسکے برخلاف ہی وکذا یجوز براکدٍ کثیرٍ کذلک ای وقع فیہ

نجسٌ لم یُرَ اثرہٗ ولو فی موضع وقوع المرئیۃ بہ یفتی بحر اور اسی طرح وضو جائز ہی اس بستہ ٹھہرے کثیر پانی سے جو اسی طرح کا ہی یعنی جسمین ایسی نجاست پڑی جسکا کچھ

اثر نمودار نہین اگرچہ نجاست مرئیہ کے مکان وقوع مین وضو کیا اسی قول کا فتوی ہی بحر الرائق مین ہم اور بعضون نے یہ اختیار کیا کہ اگر کل کرے سو اگر کل مین

یہ آوے کہ نجاست خالص نہین ہوئی تو وضو کرے یعنے موقع نجاست مین ورنہ وضو نہ کرے ابن امیر حاج نے کہا یہی صحیح تر ہی اور کرخی وغیرہ نے تنجیس کی

ترجیح دی ہی بدائع مین کہا کہ یہی ظاہر الروایۃ ہی اور مطلب اُسکا یہ ہی کہ موضع نجاست کو چار در چار گز چھوڑ کر وضو کرے اور مشائخ بخارا اور ماوراء النہر نے

کہا کہ غیر مرئی نجاست مین موضع وقوع نجاست سے وضو کرے وہو الاصح تو معلوم ہوا کہ سب اقوال کی تصحیح واقع ہوئی ہی مگر فتوی اُسی پر ہی جو شارح نے

ذکر کیا یعنی اگر نجاست مرئی کا اثر معلوم نہو تو موضع وقوع سے وضو جائز ہی فتح القدیر مین ہی کہ اسی قول کی تصحیح لائق ہی ایسا مذکور ہی نہر الفائق مین کذا فی

الطحطاوی والمعتبر فی مقدار الراکد اکبر رأی المبتلی بہ فان غلب علی ظنہ عدم خلوصہ ای وصول النجاسۃ الی الجانب الآخر جاز والا لا ہذا

ظاہر الروایۃ عن الامام والیہ رجع محمدٌ وہو الاصح کما فی الغایۃ وغیرہا وحقق فی البحر انہ المذہب وبہ یعمل اور اُس آب بستہ غیر جاری کی مقدار مین جو ناپاک

نہین ہوجاتا بلا ظہور اثر نجاست کے تجویز غالب معتبر ہی مبتلی بہ کی یعنے اُس شخص کی جسکو طہارت کے واسطے پانی کی حاجت پڑی تو اگر اسکے گمان مین عدم خلوص
یعنے نہ پہونچنا نجاست کا دوسری طرف غالب ٹھہر گیا تو وہ آب کثیر ہی اس آب بستہ سے وضو اور غسل جائز ہی اگر یہ گمان غالب نہین ہوتا تو وہ قلیل پانی ہی طہارت
اُس سے جائز نہین یہی ظاہر الروایۃ ہی امام اعظمؒ سے اور اسی قول کی طرف محمد رح نے جنسے دہ دردہ کا قول منقول ہی رجوع کیا ہی اور یہی قول صحیح تر ہی چنانچہ
غایۃ البیان وغیرہ مین ہی اور بحر الرائق مین ثابت کیا ہی کہ یہی قوی مذہب ہی اور اُسی پر عمل کرنا چاہیے م بحر الرائق مین دش روایات لے اُسکو مذہب ثابت
کیا ہی پھر یون کہا ہی کہ یہ جو ہمارے اکثر بلکہ تمام علمار متاخرین نے دہ دردہ کو آب کثیر قرار دیا ہی وہ ہمارے اصحاب کا مذہب نہین اور محمد رح نے اگرچہ اسکی
تقدیر کی ہی مگر اس سے رجوع کیا ہی اور اگر رجوع بھی ثابت نہوتا تو یہ تقدیر لازم نہین مگر انھین کے حق مین اسواسطے کہ جبکہ ہر حاجتمند کے استکثار کا اعتبار ہوا
تو ایک شخص کا کثیر سمجھنا دوسرے پر لازم نہین بلکہ یہ امر مختلف ہی جو جسکے دل مین پڑے اُسپر وہ عمل کرے اور یہ امر اُن امور سے نہین ہی جسمین عامی پر مجتہد کی
تقلید واجب ہو چنانچہ فتح القدیر مین ہی کذا فی الطحطاوی مصنف نے اپنی شرح مین کہا چونکہ حد آب کثیر مین ظن غالب ظاہر الروایۃ تھا اور اسکی تصحیح اکثر کتب
معتمدہ مین واقع تھی لہذا ہمنے اس متن مین اسی پر اعتماد کیا اور متاخرین نے جو دہ دردہ کو اختیار کیا وہ ظاہر الروایۃ نہین اور نہ ہمارے علمای متقدمین کا
مذہب ہی اگرچہ صاحب کنز نے اسپر یقین کیا ہی اور صاحب ہدایہ نے اُسپر فتوی ٹھہرایا ہی تو جو مذہب مین صحیح قول ہی اسی پر عمل کرنا متعین ہی انتہی وانّ التقدیر
بعشر فی عشر لا یرجع الی اصلٍ یعتمد علیہ ورد ما اجاب بہ صدر الشریعۃ اور بحر الرائق مین یہ ثابت کیا ہی کہ آب کثیر مین اندازہ ٹھہرانا دہ دردہ کا اصل معتمد علیہ کی
طرف راجع نہین ہوتا اور جو ثبوت اصل کا جواب دیا ہی صدر الشریعۃ نے شرح وقایہ مین اُسکو رد کیا م صدر الشریعۃ نے دہ دردہ کی یہ حدیث اصل ٹھہرائی کہ جو
کنوان کھودے تو اُسکا حق کنوئین کے گرداگرد ۴۰ گز ہی تو اُسکے گرد چارون طرف سے ۱۰ گز ہوے تو اگر دوسرا شخص دس گز کے اندر بیر بالوعہ یعنی نجاست ڈالنے
کا کھتا کھودیگا تو روکا جائیگا اسواسطے کہ پہلے کنوئین کی طرف نجاست سرایت کریگی اور اگر دس گز کے بعد کھودیگا تو روکا نجائیگا تو معلوم ہوا کہ شرع نے دہ دردہ
کو عدم سرایت مین اعتبار کیا ہی صاحب بحر نے اسکو تین وجہ سے رد کیا ہی ازانجملہ ایک وجہ یہ ہی کہ حریم چاہ کا دش گز ہونا بعض کا قول ہی اور صحیح قول تو یہ ہی کہ
اُسکا حریم ہر طرف سے ۴۰ گز ہی دوسری وجہ یہ ہی کہ زمین بمراتب سخت ہی پانی سے تو پانی کو زمین پر قیاس کرنا عدم سرایت مین صحیح نہین کذا فی الطحطاوی مختصراً علامہ
عینی نے شرح ہدایہ مین فرمایا کہ حدیث بیر بضاعہ دہ دردہ کی سند ہو سکتی ہی بیان اُسکا یہ ہی کہ محمد بن حسن سے جب آب کثیر کا سوال ہوا تو کہا کہ اگر میری مسجد کے برابر ہو
تو وہ کثیر ہی جب اسکو ناپا تو مسجد اندر سے ہشت درہشت تھی اور باہر سے دہ دردہ تھی اور قول ضعیف یہ ہی کہ دوازدہ در دوازدہ تھی اور بیر بضاعہ کی مسافت ہشت
درہشت تھی اور دلیل اُسپر ابوداود سجستانی صاحب سنن کا قول ہی کہ مین نے بیر بضاعہ کو ناپا اپنی چادر سے تو عرض اسکا چھ گز تھا اور مین نے وہان پوچھا کہ زمان سابق سے
اسمین کچھ تغیر ہوا ہی جواب دیا کہ نہین پھر جب اسکا عرض چھ گز کا ہوا تو طول اسکا زیادہ ہوگا اسواسطے کہ اکثر طول زیادہ ہوتا ہی عرض سے اور اگر وہ کنوان مدور ہوتا تو
کہنے کہ اسکا دور چھ گز کا تھا تو جبکہ طول کی زیادت عرض کے ساتھ ملائی جاوے تو مقدار اسکی ہشت درہشت یا زیادہ ٹھہریگی تو محمد رح نے اس تقدیر کو لیا لیکن باب عبادات
مین احتیاط لازم ہی لہذا انکی مسجد اصلی کے خارج کو یعنی دہ دردہ کو اعتبار کیا انتہی لکن فی النہر وانت خبیر بان اعتبار العشر اضبط ولاسیما فی حق من لا رای لہ من العوام فلذا
افتی بہ المتاخرون الاعلام لیکن نہر الفائق مین ہی کہ ای مخاطب تو جانتا ہی کہ مقرر اعتبار کرنا دہ دردہ کا ضبط اور بندوبست کی بات ہی خصوصاً عوام لوگون کے حق مین جنکو
ظن غالب اور تجویز حاصل نہین تو اسی واسطے علمار کبار متاخرین نے دہ دردہ کا فتوی دیا م قوت دلیل صاحب بحر الرائق کے کلام مین ہی اور جبکہ تو صاحب بحر اور صاحب
نہر دونون کے کلام پر بخوبی آگاہ ہو تو تجھکو اسکا یقین حاصل ہو جاے اور جو کہ صاحب نہر نے مذکور کیا اسکو صاحب بحر نے بھی ذکر کیا اور اُسکو قابل التفات کے نجانا کذا فی
الطحطاوی ای فی المربع باربعین وفی المدور بستۃ وثلثین فی المثلث من کل جانب خمسۃ عشر ربعاً وخمساً بذراع الکرباس یعنی متاخرین کا فتوی ہی حوض مربع مین ۴۰ گز برابر ہو
حوض مدور مین ۳۶ گز برابر اور حوض مثلث مین ہر طرف سے پندرہ گز اور چوتھائی اور پانچوان حصہ گز پر تینون صورتون مین کپڑے ناپنے کا گز مراد ہی م یعنی حوض کبیر

جو آب جاری کے مانند نجاست کے پڑنے سے بدون ظہور اثر کے ناپاک نہین ہو سکتا اُسکی مقدار بموجب فتوای متاخرین کے اگر وہ مربع ہی تو وہ دہ در دہ ہی یعنی ہر طرف
سے دس گز اور پانی کے چارون طرف سے ۴۰ گز اور سطح پانی کا طول اور عرض مین سو گز اور حوض مدور مین ۳۶ گز کی ترجیح مذکور ہی ظہیریہ مین اور غیر ظہیریہ مین ۲۷
گز محیط مین کہا کہ ۴۸ گز اعتبار مین زیادہ تر احتیاط ہی کما فی النہر اور اگر حوض مثلث ہی یعنے جسکے تینون کونے معتدل ہین تو ہر طرف سے پندرہ گز اور چہارم گز اور شارح
نے جو پنجم گز زیادہ کیا ہی اُسکی کچھ حاجت نہین اسلیے کہ اسقدر سے مساحت پانی کی سو گز ہو جاتی ہی وتمامہ فی الطحطاوی نہر الفائق مین ہی کہ معتبر ذراع کرباس ہی یا ذراع
مساحت یا ہر زمان اور مکان کا گز جس سے پیمائش کرتے ہین تینون قولون کی ترجیح واقع ہی اور پچھلا قول مناسب تر ہی انتہیٰ ہدایہ اور تجنیس مین ذراع کرباس کو
اختیار کیا ہی علامہ عینی نے کہا مساحت کا گز سات مشت یعنی سات مٹھی کا اور ہر مٹھی پر ایک کھڑی انگلی اور ذراع کرباس یعنی کپڑے ناپنے کا گز فقط سات مٹھی کا ہی
اور ہر مٹھی پر انگلی قائم نہین اور دوسرا قول یہ ہی کہ ۲۴ انگلی کا گز لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حروف کے شمار کے موافق ولو طول لا عرض لکنہ یبلغ عشرا فی عشر
جاز تیسیرا اور اگر حوض یا خندق کا طول ہی اور بہت عرض نہین لیکن اگر اُسکو تکسیر کر کے حساب کیجیے تو دہ در دہ یعنی سو گز تک پہونچتا ہی تو وضو کرنا اُس سے
جائز ہی خلق اللہ کی آسانی کے واسطے کذا فی النہر ولو اعلاہ عشرا واسفلہ اقل جاز حتی یبلغ الاقل اور اگر ایک حوض اوپر سے دہ در دہ ہو اور نیچے سے کم دہ در دہ
سے تو وضو اُس سے باوجود وقوع نجاست جائز ہی تا وقتیکہ پانی کمتر کو پہونچے یعنے جب کمتر تک پانی پہونچ جائیگا تو وقوع نجاست سے ناپاک ہوگا وضو جائز
نہوگا ولو بعکسہ فوقع فیہ نجس لم یجز حتی یبلغ العشر اور جو اسکے بالعکس ہو یعنے حوض اوپر سے تنگ ہو دہ در دہ سے کم اور نیچے سے کشادہ بقدر دہ در دہ کے
اُسمین نجاست پڑی تو وضو جائز نہین جب تک کہ اوپر کا پانی فنا ہو کر دہ در دہ کو پہونچے یعنے جب وہان پہونچیگا تو اب وضو کرنا اُس سے جائز ہوگا کذا فی النہر
عن السراج الہندی ولو جمد ماؤہ فنقب ان الماء منفصلا عن الجمد جاز لانہ کالمسقف وان متصلا لا لانہ کالقصعۃ اور اگر حوض کبیر کا پانی برف کی سردی سے
جمکر تختہ کے مانند ہو گیا پھر اُسمین سوراخ کیا گیا اگر پانی جدا ہی آب بستہ سے تو وضو جائز ہی اسواسطے کہ وہ پانی اسکے مانند ہی جسپر چھت ہو یعنی اگرچہ سوراخ دہ در دہ
سے کم ہو اور اگر پانی حوض کا آب بستہ سے ملا ہوا ہی تو وضو اُس سوراخ سے جائز نہین اسواسطے کہ وہ طاس اور طغاری کے مانند ہی یعنے وہ پانی قلیل ہی جیسے
طاس کا پانی کہ وقوع نجاست سے ناپاک ہوگا کذا فی الطحطاوی فتاوی قاضی خان مین ہی کہ وضو اُس سے جائز نہین مگر اُسوقت جائز ہی جبکہ نقب دہ در دہ
ہو حتی لو ولغ فیہ کلب تنجس یہانتک کہ اگر کتے نے اُسمین پانی پیا یعنی اُس نقب سے جس سے حوض کا پانی متصل ہی پانی پیا تو وہ ناپاک ہوگا لا لو وقع فیہ
فمات لتسفلہ ناپاک نہوگا وہ حوض اگر کتا اُسمین گر پڑا اور مر گیا اسکے تہ نشین ہونے کی وجہ سے یعنی اسفل مین تو پانی کثیر ہی کتے کے تہ نشین ہونے سے
ناپاک نہوگا مگر جبکہ اوصاف ثلثہ سے کوئی وصف متغیر ہو کذا فی الطحطاوی ثم المختار طہارۃ المتنجس بمجرد جریانہ پھر معلوم کرنا چاہیے کہ مختار اور پسندیدہ مذہب
مین پاک ہو جانا ہی ناپاک پانی کا اُسکے جاری ہونے کے ساتھ ہی م یعنے اگر ناپاک حوض یا تالاب مین پاک پانی داخل ہوا اور حوض یا تالاب جاری ہوا تو
بمجرد جاری ہونے کے وہ پاک ہو گیا اور قول ضعیف یہ کہ جب سب پانی ناپاک حوض کا نکلیگا تب پاک ہوگا اور بعضون نے کہا جبکہ سہ چند پانی نکلیگا تب
پاک ہوگا اور یہ مطلب شارح کا نہین کہ بدون داخل ہونے پاک پانی کے اگر نالی بنا کر اُسکو جاری کیجیے تو وہ پاک ہو بحر الرائق مین کہا طہارت کا حکم اُسوقت ہوگا
جبکہ نکلنا پانی کا پاک پانی کے داخل ہونے کے وقت ہو کذا فی الطحطاوی وکذا البیر وحوض الحمام ہذا اور یہی حکم ہی کنوئین اور حمام کے حوض کا یاد رکھ اسکو یعنے
اگر کنوان نجاست کے گرنے سے ناپاک ہوا اور جاری ہوا پاک ہو گیا اُسکے جاری ہونے کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ پاک پانی اوپر سے داخل ہوا اور کنوان
لبالب ہو کر جاری ہو گیا دوسری صورت یہ ہی کہ چشمۂ چاہ نے جوش مارا اور اندر سے بطریق کاریز کے بہا وفی القہستانی والمختار ذراع الکرباس وہو سبع قبضات
فقط فیکون ثمانیا فی ثمان بذراع زماننا ثمان قبضات فی ثلث اصابع علی القول المفتی بہ بالعشر ای ولو حکما لیعم ما لو طول بلا عرض فی الاصح وکذا بیر عمقہا عشر فی
الاصح اور قہستانی مین ہی اور مختار اور پسندیدہ مذہب مین کپڑے ناپنے کا گز ہی اور وہ فقط سات مٹھی کا ہی تو دہ در دہ کا حوض ہشت در ہشت کا ہوتا ہی

ہمارے زمانہ کے گز سے جو آٹھ مٹھی اور تین انگلیون کا ہی یہ قول ہی بنا بر فتوی متاخرین کے دہ دردہ کے کثیر ہونے مین یعنی اگرچہ دہ دردہ حقیقۃ نہو بلکہ حکماً ہو یہ اسواسطے کہ کہا تاکہ دہ دردہ شامل ہوجاے اُس حوض طویل کو جسمین طول ہی بدون عرض کے صحیح تر قول مین اور اسی طرح شامل رہے اُس کنوئین کو جسکا عمق یعنی گہراؤ دس گز کا ہی صحیح تر قول مین م طول بلا عرض مین اختلاف ہی ایک قول ہی کہ اگر اُسکا پانی بقدر دہ دردہ کے ہی تو وہ وقوع نجاست سے ناپاک نہین ہوتا چنانچہ سابق مین گذرا اور عیون مذاہب اور محیط اور اختیار وغیرہا مین اسکی تصحیح کی ہی اور دوسرا قول یہ ہی کہ وہ نجس ہوجاتا ہی قاضی خان نے اسکو عامۂ مشایخ کی طرف نسبت کیا ہی و قع اقوی مین اسی کو اختیار کیا ہی اور قاسم نے اسکو صحیح کہا ہی تو دونون قول مصحح ہین کذا فی الطحطاوی وحینئذ فلو ماؤہا بقدر العشر لم ینجس کما فی المنیۃ اور اسوقت مین یعنی جبکہ عمق کا اعتبار ہوا تو اگر اُسکا پانی دہ دردہ کے برابر ہی تو نجاست کے پڑنے سے وہ کنوان ناپاک نہوگا چنانچہ منیۃ المصلی مین ہی م یہ قول ضعیف ہی چنانچہ شارح عنقریب اسپر آگاہ کریگا وحینئذ فعمق خمس اصابع تقریبا ثلثۃ آلاف وثلث مائۃ واثنا عشر منا من الماء الصافی ولیسعہ غدیر کل ضلع منہ طولا وعرضا وعمقا ذراعان وثلثۃ ارباع ذراع ونصف اصبع تقریبا کل ذراع ربع وعشرون اصبعا انتہی اور اسوقت مین یعنے جبکہ عمیق کنوان حوض کبیر کے مانند ہوا تو پانچ انگلیون کا عمق دہ دردہ کے حوض مین ۳۳۱۲ سیر صاف پانی کا ہی اور گنجائش کرتا ہی اسقدر پانی کو وہ حوض جسکی ہر جانب طول اور عرض اور عمق مین دو گز اور پون گز اور آدھی انگلی ہی تخمینا ہر گز ۲۴ انگلی کا اب تمام ہوگیا کلام قہستانی کا قلت وفیہ کلام اذ المعتمد عدم اعتبار العمق احدہ فتبصر مین کہتا ہون اور قہستانی کے اس کلام مین کلام ہی یعنی مسلم نہین اسواسطے کہ فقط عمق کا اعتبار کرنا بدون طول اور عرض کے معتمد قول نہین تو اے مخاطب ہوشیار رہیو م بحر الرائق مین فتح القدیر سے منقول ہی کہ عمیق تنگ جوانب کو آب کثیر قرار دینا موجہ نہین اسواسطے کہ مدار کثرت اسپر آی کہ دوسری جانب کو نجاست نہ پہونچے اور تقارب جوانب مین بلاشک وصول غالب ہی اور پانی کا استعمال تو اوپر کی سطح سے ہوتا ہی نہ عمق سے کذا فی الطحطاوی ملخصاً فائدہ بڑا تالاب ہی کہ ایام گرما مین خشک ہوجاتا ہی اور چوپائے اسمین لید کرتے ہین پھر اسمین پانی آیا اور بھر گیا تو نظر کرنا چاہیے اگر نجاست ہو پانی کے داخل ہونے کے مکان مین تو سب پانی نجس ہی اور اگر وہ پانی بستہ ہوگیا وہ بھی ناپاک ہوگا اسواسطے کہ جو پانی اس راہ سے آیا وہ ناپاک ہوگیا تو اب وہ ناپاک نہوگا اور اگر نجاست موضع دخول آب مین نہین پھر وہ پاک پانی جمع ہوا پاک مکان مین جو دہ دردہ ہی پھر وہان سے بڑھا موضع نجاست تک تو سب پانی پاک ہی اور جو برت اس سے جمے وہ بھی طاہر ہی جبتک کہ اسمین نجاست کا اثر ظاہر نہو اور اسی طرح جس تالاب کا پانی کم ہوکر چار در چار ہوگیا اور اسمین نجاست پڑی پھر نیا پانی آیا اگر نیا پانی دہ دردہ ہوگیا نجس پانی کے ملنے سے پہلے تو سب پانی پاک ہی کذا فی الخانیۃ یعنی فتاوی قاضی خان ولا یجوز بماء بالمذ زال طبعہ وھو السیلان والارواء والانبات بسبب طبخ کمرق وماء باقلاء الا بما قصد بہ التنظیف کاشنان وصابون فیجوز ان بقی رقتہ اور جائز نہین طہارت وضو اور غسل کی اُس پانی سے جسکی طبیعت یعنی اُسکی پیدائشی صفت کہ بہنا اور پیاس کا کھونا اور نباتات کا اوگانا ہی زائل ہوگیا پکانے کے سبب سے چنانچہ شوربا اور آب باقلا مطبوخ مگر وہ پانی جو پکایا گیا اُس چیز کے ساتھ جس سے میل کا صاف کرنا مقصود ہی چنانچہ اشنان اور صابون تو اُس سے طہارت جائز ہی اگر اُسکی رقت باقی ہو یعنی گاڑھا نہوا ہو چنانچہ سابق مذکور ہوگیا و بماء استعمل لاجل قربۃ ای ثواب ولو مع رفع حدث او رفع حدث یا جائز نہین طہارت اُس پانی سے جسکو استعمال کیا قربت یعنی ثواب حاصل کرنے کو اگرچہ ہو قربت رفع حدث کے ساتھ معلوم کرنا چاہیے کہ مستعمل پانی مین کلام واقع ہوتا ہی چار مقام مین اوّل استعمال کے سبب سے سو مصنف نے اسکو بیان کیا بقولہ لقربۃ اور رفع حدث مقام ثانی ثبوت استعمال کے وقت مین سو مصنف نے اُسکا اشارہ کیا بقولہ اذا انفصل مقام ثالث مستعمل کی صفت مین سو اُسکو بیان کیا بقولہ طاہر مقام رابع مستعمل کے حکم مین سو اُسکو ذکر کیا بقولہ غیر مطہر قربت کے واسطے وضو کرنے سے باتفاق شیخین رح و محمد رح کے استعمال ثابت ہی خواہ فقط قربت ہو یا قربت رفع حدث کے ساتھ ہو کذا فی الطحطاوی فقط قربت بلا ازالہ حدث کی یہ صورت ہی کہ غیر محدث یعنی باوضو آدمی دوسرا وضو نیت کے ساتھ کرے یا طاہر غسل کرے اور فقط ازالہ حدث بلا قربت کی یہ صورت ہی کہ محدث یعنے بیوضو آدمی وضو کرے بدون نیت کے تو یہان ازالہ حدث تو ہوا مگر قربت یعنی ثواب نہین اسواسطے کہ بدون نیت

کے ثواب نہین ہوتا محمدؒ کے نزدیک سبب استعمال کا فقط قربت ہی اور امام اعظم اور ابو یوسف کے نزدیک قربت بھی سبب ہی اور ازالہ حدث بھی بلکہ اسقاط فرض
بھی و من ممیز او حائض لعادۃ عبادۃ یا ہوا استعمال پانی کا نابالغ صاحب تمیز یا حائض سے عبادت کی عادت باقی رہنے کے واسطے یعنی نابالغ جو وضو کرے ثواب
کی نیت سے یا حیض والی عورت وضو کرے چنانچہ اسکو مستحب ہی کہ نماز کے وقت وضو کر کے جاے نماز پر بیٹھ کر تسبیح اور تہلیل کرے تاکہ نماز کی عادت چھوٹے
وہ پانی بھی مستعمل ہی تقرب کے سبب سے اُس مستعمل سے بھی وضو جائز نہین او غسل میت یا ہوا استعمال پانی کا میت کے نہلانے سے یعنی میت طاہر ہو اگر اُسکے
بدن پر نجاست نہو وہو الاصح اور دوسرا قول یہ ہی کہ نجس ہی بنجاست حدث تو اُسکا غسالہ نجس ہوگا اور اس قول کی بھی تصحیح واقع ہی اور محمدؒ نے جو غسالہ میت
کو مطلقاً نجس کہا ہی تو اسوجہ سے کہ غالباً نجاست سے خالی نہین ہوتا کذا فی البحر او ید لاکل او منہ بنیۃ السنۃ یا استعمال ہوا ہاتھ کے دھونے سے کھانے کے واسطے
یا کھانے سے فراغت کر کے اداے سنت کے قصد سے ہم حدیث مین وارد ہی کہ کھانے کی برکت ہی پہلے اور بعد کھانے کے ہاتھ دھونا تو اگر اس نیت سے
ہاتھ دھوئے ثواب حاصل ہوا پانی مستعمل ہوگیا اور اگر یہ نیت نہین چنانچہ میل صاف کرنے کے واسطے دھونے سے پانی مستعمل نہوگا کیونکہ نہ ازالہ حدث ہی
نہ اقامت قربت کذا فی الطحطاوی او لاجل رفع حدث ولو مع قربۃ کوضوء محدث ولو للتبرد یا مستعمل ہوا پانی ازالہ حدث کے سبب سے اگرچہ ازالہ حدث
قربت کے ساتھ مجتمع ہو چنانچہ بے وضو شخص کا وضو کرنا اگرچہ اُسنے سرد ہونے کے واسطے وضو کیا ہو ہم جبکہ بیوضو نے وضو کیا قربت کی نیت سے تو یہان
دو سبب استعمال کے جمع ہوگئے یعنے ازالہ حدث بھی اور قربت بھی اور اگر فقط گرمی کے رفع کرنے کو وضو کیا تو فقط ازالہ حدث ثابت ہوا نہ قربت بہرصورت پانی مستعمل
ٹھہرا فلو توضأ متوضئ لتبرد او تعلیم او لطین بیدہ لم یصر مستعملاً اتفاقاً اور اگر باوضو شخص نے وضو کیا سرد ہونے کو یا تعلیم وضو کے واسطے یا مٹی دھونے کے واسطے اپنے ہاتھ
سے تو وہ پانی باتفاق شیخین اور محمدؒ کے مستعمل نہوگا ہم یہ تفریع ہی اُس تقیید پر کہ استعمال ثابت ہوتا ہی قربت سے یا ازالہ حدث سے سو ان صورتون مین کوئی سبب
استعمال کا نہین قربت تو اسواسطے نہین کہ نیت نہین کیونکہ ثواب بدون نیت کے نہین ہوتا اور ازالہ حدث بھی نہین اسواسطے کہ وہ شخص باوضو ہی اگر کوئی کہے کہ
تعلیم مین مقصود بلاشبہہ ثواب ہی پھر کیا وجہ ہی کہ تعلیم قربت نہوا اسکا جواب یہ ہی کہ قربت تو فقط تعلیم مین ہی نہ پانی کے استعمال مین ولہذا اگر تعلیم قولی کرے تو اس
تعلیم فعلی کی کچھ حاجت نہین رہی کزیادۃ علی الثلث بلا نیۃ قربۃ چنانچہ پانی مستعمل نہین ہوتا تین بار دھونے پر زیادہ کرنے سے بدون قصد کرنے ثواب کے یعنی
بلا ارادہ وضو تین بار سے زیادہ دھونے سے مستعمل نہین ہوتا و کغسل نحو فخذ او ثوب طاہر او دابۃ تؤکل اور جیسے پانی مستعمل نہین ہوتا مثل ران کے یا پاک کپڑے یا حلال
چوپائے کے دھونے سے ہم مثل ران سے مراد اعضاء غیر وضو ہین یعنی اگر غیر جنب اپنی ران دھووے تو وہ پانی مستعمل نہوگا بنا بر قول اصح کے کما فی البحر اسواسطے کہ
اسمین نہ قربت ہی نہ رفع حدث نہ اسقاط فرض اور کپڑے کے مانند پاک برتن ہی او لاجل اسقاط فرض یا مستعمل ہو پانی اسقاط فرض کے سبب سے ہم خلاصہ کلام
بحر الرائق مین ہی کہ پانی مستعمل ہو جاتا ہی تین چیزون مین سے ایک سبب سے یا ازالہ حدث سے خواہ اسکے ساتھ تقرب ہو یا نہو یا اقامت قربت سے خواہ اسکے ساتھ
ازالہ حدث ہو یا نہو یا اسقاط فرض کے سبب سے یہ دلیل قول تھا کہ جو اپنے ہاتھ کہنیون تک یا ایک پانون تغاری مین ڈالے تو پانی مستعمل ہوگا اور اُس صورت
مین نہ ازالہ حدث ہوا اور نہ قربت کی نیت پائی گئی فقط فرض ساقط ہوگیا عضو مغسول سے صاحب نہر نے کہا کہ اسقاط فرض کو زیادہ کرنا یعنے برخلاف اور کتابون
کے اسقاط فرض کو استعمال کا سبب ثالث قرار دینا اُس تقدیر مین تمام ہوگا جبکہ اسقاط مین ثواب نہو ورنہ قربت ثابت ہوگی انتہی اسکا جواب یہ ہی کہ فرض
ساقط ہو جاتا ہی مکلف کے فعل سے اگرچہ نیت نہوا اور جبکہ نیت نہین تو ثواب نہین تو اسقاط فرض کیونکر قربت ہوگا کذا فی الطحطاوی ہو الاصح
فی الاستعمال الکمال یہی یعنے فرض کا ساقط کرنا اصل سبب ہی پانی کے مستعمل ہونے کا چنانچہ اسپر آگاہ کر دیا ہی کمال الدین محقق نے ہم یعنے رفع حدث مین
حقیقۃً اور قربت مین حکماً اسقاط فرض موجود ہی اسواسطے کہ قربت بمنزلہ اسقاط کے ہی دوسری بار کذا فی الطحطاوی بان یغسل بعض اعضائہ او
یدخل یدہ او رجلہ فی جب لغیر اغتراف ونحوہ فرفع کو رفانہ یصیر مستعملاً لسقوط الفرض اتفاقاً اسقاط فرض کا اسطرح ہی کہ دھووے محدث اپنے بعض

اعضا کو یا اپنا ہاتھ یا پانون ڈالے مٹکے مین بغیر پانی لینے کے اور مانند اسکے چنانچہ کوزہ نکالنے کو جو مٹکے مین گر گیا ہو تو البتہ اس صورت مین پانی مستعمل ہوجائیگا
فرض کے ساتھ ساقط ہوجانے کی وجہ سے بالاتفاق یعنے اگر وضو یا غسل مین اس عضو کو نہ دھویگا تو کافی ہو م یہ صورت حدث اصغر اور اکبر دونون کو
شامل ہو لیکن محیط مین ابو یوسف رح سے مشہور روایت یہ ہو کہ پورا عضو پانی مین ڈالنا مستعمل ہوجانے مین مشروط ہو اور ایک دو انگلی کے ڈالنے سے مستعمل نہوگا اور
ادخال کف سے مستعمل ہوگا چنانچہ عالمگیری مین ہو بغیر پانی لینے کے یہ صورت ہو کہ مٹی یا خمیر ہاتھ مین بھرا تھا اسکے دھونے کے واسطے ہاتھ مٹکے مین ڈالا تو معلوم
ہوا کہ اگر پانی لینے کے قصد سے ہاتھ مٹکے مین ڈالیگا تو پانی مستعمل نہوگا ضرورت کے سبب سے اور اسی طرح سے ہاتھ ڈالنا کوزہ نکالنے کو یا کنوے مین اترنا ڈول
نکالنے کو اس سے بھی پانی مستعمل نہین ہوتا اور اتفاق سے یہان مراد ان فقہا کا اتفاق ہو جو تجزی حدث کے قائل ہین اور جو کہ قائل نہین کذا فی الطحطاوی وان
لم یزل حدث عضوہ او جنابتہ بالم یتم لعدم تجزیہما زوالا وثبوتا علی المعتمد اگرچہ شخص مذکور کے عضو کا حدث یا اسکی جنابت زائل نہو گی جبتک کہ اسقاط فرض کا
پورا نہوگا بسبب نہ تجزی ہونے حدث اور جنابت کے زائل ہونے اور ثابت ہونے کی راہ سے قول معتمد پر م یعنی زوال حدث وجنابت کا اور انکا ثابت ہونا تجزی
یعنے پارہ پارہ نہین تو جبکہ دونون زائل ہونگے تو بالکل زائل ہونگے اور جبکہ ثابت ہونگے تو بالکل ثابت ہونگے تو سقوط فرض کا مثلاً ہاتھ سے اسکا مقتضی ہو
کہ ہاتھ کا دھونا دوسری بار باقی اعضا کے ساتھ واجب نہو اور حدث کا زائل ہونا باقی اعضا کے دھونے پر موقوف ہو ایسا ہی بحرالرائق مین ہو شیخ قاسم نے
حاشیۂ مجمع مین کہا کہ حدث کا اطلاق دو معنون پر ہوتا ہو اول معنی مانعیت شرعیہ یعنی شرعاً ممنوع ہونا اس فعل کا جو حلال نہین بدون طہارت کے اور تجزی
نہین بالاتفاق امام اور صاحبین کے اور ثانی معنی نجاست حکمیہ اور یہ تجزی ہو ثبوت اور ارتفاع مین بلاخلاف اور پانی کا مستعمل ہوجانا نجاست حکمیہ کے ازالے
سے ہو قاسم نے کہا کہ یہ تحقیق یاد رکھنے کے لائق ہو کذا فی الطحطاوی وینبغی ان یزاد او سنۃ لیعم المضمضۃ والاستنشاق فتامل اور چاہیے کہ زیادہ کیا جاے لفظ
او سنۃ کا بعد اسقاط فرض کے تاکہ مضمضہ اور استنشاق کو بھی شامل ہو تو اسمین تامل کر م یعنے یون کہنا چاہیے او لاسقاط فرض او سنۃ تو مطلب ٹھہریگا
کہ یا مستعمل ہونا پانی کا فرض یا سنت کے اسقاط سے تو اب کلی اور ناک کا پانی بھی مستعمل ٹھہریگا حلبی محشی نے کہا سنت کے زیادہ کرنے کی کچھ حاجت نہین کہ وہ تو
قربت مین داخل ہو اسواسطے کہ سنت ادا نہین ہوتی بدون نیت کے پھر جب سنت مین نیت ہوئی تو قربت ٹھہری انتہی یعنے وجہ ہو تامل کی جسکی طرف شارح
نے اشارہ کیا اذا انفصل عن عضوہ وان لم یستقر فی شیء علی المذہب ان سب صورتون مین پانی مستعمل ہوجاتا ہو اسوقت جبکہ جدا ہو عضو سے اگرچہ
کسی چیز مین نہین ٹھہرا بنا بر مذہب درست کے وقیل اذا استقر ورجح للحرج اور قول ضعیف یہ ہو کہ جب عضو سے جدا ہو کر کسی مکان مین یعنی زمین یا کف یا
کپڑے مین ٹھہر جاوے اور حرکت سے باز رہے تب مستعمل ہوگا اور اس قول کی ترجیح دیگئی ہو حرج کے سبب سے م یعنے اگر مجرد انفصال سے عضو سے
استعمال ثابت ہو تو اسمین مشقت ہو اسلیے کہ کپڑے پر گرنے سے نجس ہوگا نجاست مستعمل کے قول پر اور ثمرہ اختلاف ظاہر ہوتا ہو اس صورت مین کہ جب پانی
عضو سے جدا ہوا اور ہنوز کہین نہین ٹھہرا بلکہ وہ ہوا مین ہو پھر وہ اگر کسی آدمی کے عضو پر اور اسپر بہا بدون اسکے کہ اسنے اپنی ہتھیلی مین لیا ہو تو اول قول
پر اسکا وضو صحیح نہین اور قول ثانی پر صحیح ہو کذا فی الطحطاوی عن البحر ورد بان ما یصیب مندیل متوضی وثیابہ عفو اتفاقا وان کثر اور وہ ترجیح مردود ہو اسطرح
سے کہ جو مستعمل پانی وضو کرنے والے کے رومال اور کپڑون کو لگ جاتا ہو وہ معاف ہو باتفاق شیخین اور محمد رح کے اگرچہ مقدار درم سے زیادہ ہو یعنے جب
معاف ہوا تو حرج ثابت نہوا م محمد کے نزدیک مستعمل پانی پاک ہو تو انکے قول پر معاف کہنا مناسب نہین اور شیخین کے نزدیک اگرچہ بعضی روایت مین وہ نجس ہو
مگر یہان ضرورت کی وجہ سے نجاست ساقطۃ الاعتبار ہو وہو طاہر ولو من جنب علی الظاہر اور مستعمل پانی پاک ہو اگرچہ وہ جنابت والے کا ہو ظاہر مذہب پر
مشائخ عراق نے کہا کہ مستعمل پانی بالاتفاق طاہر ہو اور دوسرا قول یہ ہو کہ طہارت محمد رح کا قول ہو اور امام رح سے بھی مروی ہو اور تیسرا قول یہ ہو کہ وہ نجس
مغلظ ہو اسکو حسن نے روایت کیا اور چوتھا قول یہ ہو کہ نجس مخفف ہو اور اسکو ابو یوسف رح نے امام سے روایت کیا اور اسی پر انکا عمل ہو لیکن علما نے طہارت

کی روایت کو صحیح کہا ہے یہانتک کہ مجتبیٰ میں ہے کہ تقرر امام اور صاحبین سے صحیح روایات یہی ہین کہ وہ طاہر غیر طہور ہے گر حسن کی روایت فخر الاسلام نے کہا کہ
طاہر ہونا مختار ہے ہمارے نزدیک اور یہی مذکور ہے محمد رح کی تمام کتابون مین جو مروی ہین ہمارے علماء سے اور اسی کو محققین ماوراء النہر نے اختیار کیا ہے اور محیط
مین ہے کہ یہی قول مشہور ہے امام سے اور اکثر کتابون مین طاہر ہونے پر فتوی مذکور ہے بلا تفصیل بین المحدث والجنب کذا فی الطحطاوی عینی نے کہا یہی قول ہے
احمد بن حنبل کا اور مذہب شافعی رح مین یہی قول صحیح ہے اور روایت ہے امام مالک سے نووی شافعی رح نے کہا یہی قول طہارت کا جمہور سلف اور خلف کا قول ہے
لکن یکرہ شربہ والعجن بہ تنزیہا للاستقذار وعلی روایۃ نجاستہ تحریما لیکن مستعمل پانی کو پینا اور اس سے گوندھنا مکروہ تنزیہی ہے گھنانے کی وجہ سے اور اسکی نجاست
کی روایت پر مکروہ تحریمی ہے وحکمہ انہ لیس بطہور لحدث بل لخبث علی راجح المعتمد اور مستعمل پانی کا حکم یعنے اثر مترتب یہ ہے کہ وہ حدث اصغر اور اکبر کا پاک کرنیوالا
نہین یعنی وضو اور غسل کے لائق نہین بلکہ بنابر قول راجح معتمد کے نجاست حقیقی کا پاک کرنیوالا ہے مجتبیٰ اور شرح ارشاد مین ہے کہ ازالہ نجاست کا مستعمل
پانی سے جائز ہے بنابر روایات ظاہرہ کے کذا فی المنح **فروع** اختلف فی محدث انغمس فی بیر لدلو او لتبرد مستنجیا بالماء ولا نجس علیہ ولم ینو ولم یتدلک والاصح
انہ طاہر والماء مستعمل لاشتراط الانفصال للاستعمال اختلاف واقع ہے اس محدث کے حکم مین جسنے غوطہ مارا کنوین مین ڈول نکالنے کو یا ٹھنڈک حاصل کرنے
کو غوطہ مارا پانی سے استنجا کرکے اور اسکے بدن پر نجاست نہین اور نہ اسنے وضو یا غسل کی نیت کی اور نہ بدن کو ملا اور صحیح تر قول یہ ہے کہ وہ شخص پاک ہے اور
کنوین کا پانی مستعمل ہے اسواسطے کہ مستعمل ہونے کے واسطے جدا ہونا پانی کا شرط ہے یعنے جب شخص کنوے سے نکلا تو انفصال پایا گیا محدث حدث اکبر کو بھی
شامل ہے خواہ جنابت سے ہو خواہ حیض یا نفاس سے یعنی جبکہ عورت بعد انقطاع حیض یا نفاس کے کنوئین مین گھسے اور اگر قبل انقطاع جاویگی بشرطیکہ
اسکے اعضا پر نجاست نہو تو عورت اور پانی دونون طاہر کے مانند ہین اسواسطے کہ وہ خارج نہین ہوئی حیض اور نفاس سے تو پانی مستعمل نہوگا چنانچہ خانیہ
اور خلاصہ مین ہے اور کنوے سے وہ مراد ہے جو دہ دردہ سے کم ہے ڈول نکالنے اور سر دھونے کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر غوطہ ماریگا نہانے کے قصد سے تو پانی
بالاتفاق مستعمل ہوگا اسواسطے کہ ازالہ حدث اور نیت قربت کی پائی گئی اور اگر ڈھیلون سے استنجا کیا ہوگا تو پانی بالاتفاق ناپاک ہوگا اور اسی طرح
اگر اسکے بدن پر نجاست ہوگی یا ازالہ حدث کی نیت کریگا اور عدم دلک کی قید محیط اور خلاصہ مین مذکور ہے بحر الرائق مین کہا اسواسطے کہ بلا نیت اغتسال
کے قائم مقام ہے تو ملنے سے پانی بالاتفاق مستعمل ٹھہریگا اور اصح کے مقابل غیر اصح ایک یہ کہ مرد اور پانی دونون ناپاک ہین اور یہ امام سے روایت ہے اور
دوسرا قول یہ کہ مرد کا حدث بحال سابق قائم ہے اور پانی طاہر اور مطہر ہے یہ روایت ہے ابو یوسف سے اور یہ جو شارح نے کہا کہ پانی مستعمل ہے سو بعض کا قول
اسواسطے کہ ڈول نکالنے کی ضرورت سے اصلا استعمال نہین چنانچہ محدث اگر پانی ہاتھ سے لے تو پانی مستعمل نہوگا بلا خلاف کذا فی الطحطاوی ملخصا
والمراد ان ما اتصل باعضائہ وانفصل عنہا مستعمل لا کل الماء علی ما مر اور مراد یہ ہے کہ جو پانی کہ منغمس کے اعضا سے ملا اور پھر جدا ہوا اعضا سے وہ مستعمل ہے تمام
پانی کنوین کا مستعمل ہے بنابر اس قول کے جو گذر گیا یعنی ایسی صورت مین اجزا کا اعتبار ہے یعنی جو پانی کہ ساقط ہوا اعضا سے وہ مغلوب اور نہایت کم ہے کنوئین کے
باقی پانی سے **وکل اہاب** ومثلہ المثانۃ والکرش قال القہستانی فالاولی وما **دبغ** ولو بشمس وہو یحتملہا **طہر** فیصلی بہ ویتوضأ منہ اور جو کچا چمڑا دباغت کیا جاے
یعنے پکایا جاوے اگرچہ دھوپ مین ڈالکر اور وہ دباغت کے لائق ہو تو وہ پکانے سے پاک ہوگا تو آدمی پوستین پہنکر نماز پڑھے اور چمڑے کی ڈولچی وغیرہ بناکر اس
سے وضو کرے شارح نے کہا کہ اور چمڑے کے مانند دباغت قبول کرنے مین پھکنا اور اوجھڑی ہے قہستانی نے کہا تو بجاے کل اہاب دبغ کے وما دبغ کہنا بہتر تھا یعنی جس چیز
کی دباغت ہو وہ پاک ہوگی تاکہ چمڑے اور پھکنے اور اوجھڑی سب کو شامل ہو مم چمڑے کی دباغت سے تین مطالب متعلق ہین اسکا پاک ہونا یہ متعلق بہ کتاب الصید ہے
اور اسمین نماز کا جائز ہونا یہ متعلق کتاب الصلوۃ سے ہے اور اس سے وضو کا جائز ہونا یہ متعلق ہے پانی سے لہذا مصنف نے پانی کی بحث مین اسکو ذکر کیا دباغت
دو قسم ہے حقیقی اور حکمی حقیقی وہ جو پھٹکری یا ببول کے پتہ وغیرہ سے ہو وہ پانی پہونچنے سے ناپاک نہین ہوتی بہ اتفاق روایات اور حکمی دباغت وہ ہے جو

دھوپ سے خشک ہوا ہمین پانی پہونچنے سے دو روایتین ہین ایک روایت یہ ہر کہ وہ ناپاک ہوجاویگی دوسری روایت یہ ہر کہ ناپاک نہوگی وبالاخیر ما فسلا
وعلیہ الفتوی اور جو چمڑا وغیرہ دباغت پذیر نہین وہ پاک نہوگا اور اسی قول پر فتوے ہر فلا یطہر جلد حیۃ صغیرۃ ذکرہ الزیلعی اما قمیصہا فطاہر تو پاک نہوگی دباغت
سے چھوٹے سانپ کی کھال ایسا ذکر کیا ہر زیلعی نے لیکن سانپ کی کیچلی تو پاک ہر وفارۃ اور پاک نہین ہوتی چوہے کی کھال یعنی عدم احتمال دباغت سے
کما انہ لا یطہر بذکاۃ لتقییدہا بما یحتملہا جیسے کہ سانپ اور چوہے کی کھال پاک نہین ہوتی ذبح کرنے سے اسواسطے کہ دباغت اور ذبح مین احتمال اور لیاقت
کی قید ہر یعنے دباغت سے پاک ہوجاتی ہر وہ کھال جو دباغت کی لیاقت رکھتی ہر اور ذبح کرنے سے اُس جانور کی کھال طاہر ہوجاتی ہر جو ذبح کرنے کے
لائق ہر خلا جلد خنزیر فلا یطہر وقدم لان المقام للاہانۃ مہر چمڑا دباغت سے پاک ہوتا ہر سور کی کھال کے سوا سو وہ پکانے سے پاک نہین ہوتی اور سور کو پہلے
ذکر کیا آدمی سے اسواسطے کہ یہ ذلت اور خواری کا مقام ہر یعنے نجاست کا تو بیان ذلیل اور خوار چیز کو بیان کرنا مقتضائے بلاغت ہر وآدمی فلا یدبغ
لکرامتہ اور آدمی کے سوا تو آدمی کی کھال کو دباغت نہین دیجاتی اسکی تعظیم اور توقیر کے سبب سے م بعضون کے نزدیک سور اور آدمی کی کھال پاک نہین
ہوتی اسواسطے کہ پرت پرت ہونے سے دباغت پذیر نہین اور بعضون نے کہا کہ آدمی کی کھال پاک ہوجاتی ہر دباغت سے لیکن اُسکا استعمال جائز نہین اور یہی
منقول ہر مذہب مین شارح کا کلام قول ثانی پر مبنی ہر ولو دبغ طہر وان حرم استعمالہ حتے لو طحن عظمہ فی دقیق لم یوکل فی الاصح احتراما اور اگر آدمی کی کھال
دباغت کیجاوے تو پاک ہوگی اگرچہ اُسکا استعمال کرنا حرام ہر یہانتک کہ اگر آدمی کی ہڈی پیسی گئی آٹے مین تو اُس آٹے کو نہ کھاوے صحیح تر قول مین اُسکی تعظیم کی
وجہ سے وافاد کلامہ طہارۃ جلد کلب وفیل وہو المعتمد اور مصنف کے کلام نے فائدہ دیا کتا اور ہاتھی کی کھال کے پاک ہونے کا یعنے دباغت سے اور یہی قول
معتمد ہر م جبکہ سب کھالون کی طہارت سے سور اور آدمی کو استثنا کرلیا تو معلوم ہوگیا کہ انکے سوا سب چمڑے دباغت سے پاک ہوجاتے ہین وما ای اہاب
طہر بہ بدباغ طہر بذکاۃ علی المذہب لا یطہر لحمہ علی قول الاکثر ان کان غیر ماکول ہذا اصح ما یفتے بہ وان قال فی الفیض الفتوی علی طہارتہ اور جو
کھال کہ پاک ہوتی ہر دباغت کرنے سے وہ پاک ہوجاتی ہر جانور کے ذبح کرنے سے مذہب صحیح پر پاک نہین ہوتا اُسکا گوشت اکثر علما کے نزدیک اگر
وہ جانور جسکو ذبح کیا غیر ماکول اللحم ہر اقوال مفتے بہ مین یہی قول عدم طہارت کا صحیح تر قول ہر اگرچہ مفیض مین کہا ہر کہ گوشت کی طہارت پر فتوے ہر م
سراج الدرایہ مین کہا کہ عدم طہارت کا قول محققین کا قول ہر افعل التفضیل کے صیغہ سے طہارت کی قول کی بھی تصحیح معلوم ہوتی ہر مگر عدم طہارت
زیادہ تر صحیح ہر کذا فی الطحطاوی وہل یشترط لطہارۃ جلدہ کون الذکوۃ شرعیۃ بان تکون من الاہل فی المحل بالتسمیۃ قیل نعم وقیل لا والاول اظہر
لان ذبح المجوسی وتارک التسمیۃ عمدا کلا ذبح وان صحح الثانی صححا الزاہدی فی القنیۃ والمجتبی واقرہ فی البحر سوال اور کیا شرط ہر اُسکے کھال
کے پاک ہونے مین بطور حکم شرع کے ذبح کرنا اسطرح کہ ذبح کرنا ہو اور ہو اہل سے یعنے مسلم عاقل یا کتابی سے ذبح کرنے کے مقام مین بسم اللہ
کے ساتھ جواب ایک قول یہ ہر کہ ہان ذبح شرعی شرط ہر اور دوسرا قول یہ ہر کہ شرط نہین اور پہلا قول ظاہر تر ہر اسواسطے کہ ذبح کرنا مجوسی کا اور اس
مسلمان اور کتابی کا جنے بسم اللہ کہنا عمدا ترک کیا عدم ذبح کے مانند ہر اگرچہ قول ثانی کی زاہدی نے قنیہ اور مجتبی مین تصحیح کی ہر اور بحر الرائق مین اس
تصحیح کو ثابت رکھا ہر م اشتراط ذبح شرعی اکثر کتب معتمدہ مذہب مین مسطور ہر کذا فی النہر زاہدی امام مشہور ہر قنیہ اور مجتبی کا مصنف ہر قنیہ فتاوی
اور مجتبی شرح ہر قدوری کے زاہدی عقائد مین معتزلی مذہب ہر اور فروع مین حنفی ہر فرع مسئلہ ملحقہ شارح کا ما یخرج من دار الحرب کسنجاب
ان علم دبغہ بطاہر فطاہر او بنجس فنجس وان شک فغسلہ افضل جو چمڑا کہ کفار کے ملک سے نکلتا ہر اور دار الاسلام مین آتا ہر جیسا نچہ سنجاب اگر اُسکی
دباغت پاک چیز سے معلوم ہوجاوے تو وہ چمڑا پاک ہر یعنے اُسکو پہن کر نماز درست ہر اور اگر اُسکی دباغت ناپاک چیز سے مثلاً مردار کی چربی سے معلوم
ہو تو وہ ناپاک ہر اور اگر شک واقع ہو یعنے معلوم نہو کہ پاک چیز سے دباغت ہوئی یا ناپاک سے تو اُسکا دھونا بہتر ہر یعنے واجب نہین وشعر المیتۃ

غیر الخنزیر علی المذهب اور بال مردار جانور کے پاک ہین سوائے سور کے مذہب درست پر م بال وغیرہ کی طہارت پانی کی بحث مین اسواسطے بیان کی تاکہ
معلوم ہو کہ اُسکے پانی مین واقع ہونے سے پانی ناپاک نہین ہوجاتا پھر جب مردہ جانور کے بال وغیرہ پاک ٹھہرے تو زندہ کے بطریق اولی پاک ہین
اور خوک کے تو بال اور ہڈی اور تمام اجزا اُسکے ناپاک ہین ابو یوسف رح کے نزدیک اگر قلیل پانی مین واقع ہون ناپاک ہوگا کذا فی الطحطاوی
وعظمها وعصبها علی المشهور اور مردار کی ہڈی اور پٹھا پاک ہے مذہب کے مشہور قول پر م عصب یعنی پٹھے مین دو روایتین ہین سراج وہاج مین کہا کہ
اسکی نجاست صحیح ہے مگر صاحب فتح القدیر بدائع کا تابع ہوا ہے اسکی طہارت مین اور یہی قول مشہور ہے اور وقایہ اور درر مین اسی پر یقین کیا ہے کذا فی المنح
وحافرها وقرنها الخالیة عن الدسومة اور مردار کا سم اور سینگ خالی چکنائی سے پاک ہے م یعنے بال اور ہڈی اور پٹھے اور سم اور سینگ اُسوقت پاک ہین
جبکہ اُنپر چکنائی نہ لگی ہو اور اگر چکنائی ہوگی تو ناپاک ہین یہ ناپاکی ذاتی نہین بلکہ چکنائی کے لگنے سے ہے وکذا کل ما لا تحله الحیوة حتی الانفحة واللبن علی الراجح
اور اسی طرح پاک ہے مردار کی ہر ایک وہ چیز جسمین زندگی نہین سماتی یعنے جاندار کے بدن مین وہ چیزین بے جان ہین چنانچہ بال اور پر اور چونچ
یہانتک کہ پنیر مایہ یعنے جیتا اور مردار کا دودھ بنا بر قول راجح کے م انفحه بکسر ہمزہ وفتح فاء وسکون نون وہ دودھ ہے جو شیر خوار بچے کے پیٹ مین ہوتا ہے یعنے پنیر مایہ جسکے
ڈالنے سے دودھ جمتا ہے وہ امام کے نزدیک پاک ہے جبکہ مردار سے نکلے خواہ بستہ خواہ سائل اور صاحبین کے نزدیک سائل نجس ہے اور بستہ دھونے
سے پاک ہوجاتا ہے اور اگر مذبوح جانور سے خارج ہوا تو بالاتفاق پاک ہے کذا فی الطحطاوی وشعر الانسان غیر المنتوف اور انسان کا بال جو اکھاڑا
نہین پاک ہے یعنے اکھاڑے بال ناپاک ہین اور اسکی بیع کا جائز نہونا تعظیم کے سبب سے نہ نجاست کی وجہ سے وعظمه وسنه مطلقا علی المذهب اور آدمی کی
ہڈی اور دانت مطلقاً پاک ہین مذہب درست پر م مطلقاً خواہ اپنا دانت ہو یا غیر کا واختلف فی اذنه ففی البدائع نجسة وفی الخانیة لا اور اختلاف ہے آدمی
کے کان مین سو بدائع مین ہے کہ وہ ناپاک ہے اور خانیہ مین ہے کہ ناپاک نہین وفی الاشباه المنفصل من الحی کمیتته الا فی حق صاحبه فطاهر وان کثر اور اشباہ
مین ہے کہ جو چیز کہ زندہ شخص سے جدا ہوگئی وہ مردار کے مانند ہے مگر اسی شخص کے حق مین جسکا وہ جز ہے پاک ہے اگرچہ قدر درہم سے زیادہ ہو م منفصل سے
مراد وہ عضو ہے جسمین جان ہے تو ناخن اور بال منفصل ہونے سے پاک نہ ٹھہرینگے اور یہ جو کہا کہ منفصل اسی کے حق مین پاک ہے یعنے بالخصوص نماز مین
اسکا حمل درست ہے نہ پانی وغیرہ مین اسواسطے کہ پانی فاسد ہوگا اسکے بقدر ناخن کے پڑنے سے کذا فی الطحطاوی عن ابی السعود ویفسد الماء بوقوع قدر الظفر
من جلده لا بالظفر اور ناپاک ہوجاتا ہے قلیل پانی بقدر ناخن کے آدمی کی کھال کے گرنے سے نہ ناخن کے گرنے سے م یعنے آدمی کی کھال یا اسکا چھلکا
پانی مین گرا اور زیادہ شمار مین آیا پانی ناپاک ہوگا اسواسطے کہ کھال اور چھلکا آدمی کے منجملہ گوشت کے ہے اور ناخن کے گرنے سے ناپاک نہوگا اسواسطے
کہ ناخن عصب یعنے پٹھا ہے کذا فی البحر ودم سمک طاهر اور خون مچھلی کا پاک ہے م اسواسطے کہ مچھلی کا خون حقیقت مین خون نہین ہے اسواسطے کہ جب وہ
خشک ہوتا ہے تو سفید ہوجاتا ہے کذا فی المنح واعلم انه لیس الکلب بنجس العین عند الامام وعلیه الفتوی وان رجح بعضهم النجاسة کما بسطه ابن الشحنة اور
اسکو جان رکھ کہ کتا نجس العین نہین یعنی اسکی نجاست ذاتی نہین خوک کے مانند امام اعظم کے نزدیک اور اسی قول پر فتوے ہے اگرچہ بعضے علمانے چنانچہ
زاہدی اور فقیہ ابو اللیث نے نجس العین ہونے کو ترجیح دی ہے چنانچہ ابن شحنہ شارح وہبانیہ نے اسکو مشرح بیان کیا ہے م کتے سے حفاظت اور شکار کرنا
شرعاً درست ہے اگر وہ نجس العین ہوتا تو اس سے نفع حاصل کرنا درست نہوتا خوک کے مانند بحر الرائق مین ہے کہ کتے کی ہڈی اور بال اور عصب اور جو چیز کہ اکول
نہین وہ پاک ہے اور گوشت اسکا ناپاک ہے فیباع ویوجر ویضمن ویتخذ جلده مصلے ودلوا جبکہ کتا نجس العین نہوا تو اسکا بیچنا اور اجارہ دینا اور اسکے تلف
کرنے والے پر تاوان لازم ہونا اور اسکی کھال کا جانماز اور ڈول بنانا جائز ہے ولو اخرج حیا ولم یصب فمه الماء لا یفسد ماء البئر ولا الثوب بانتفاضه ولا
بعضه ما لم یر اور اگر کتا کنوئین مین سے زندہ نکالا گیا اور اسکا منھ پانی مین نہ لگا تو کنوئین کا پانی ناپاک نہوگا اور نہ کپڑا ناپاک ہوگا بھیگے کتے کی

چھیٹون سے اور نہ اسکے کاٹنے سے جبتک اسکی رال کا لگنا بدن پر معلوم نہو یعنے اگر کنوئین مین کتا منھ ڈالیگا یا کاٹنے مین اسکی رال بدن کو لگیگی
تو پانی اور بدن ناپاک ہوگا اسواسطے کہ رال پیدا ہوتی ہی گوشت سے اور گوشت اسکا ناپاک ہی ولا صلوۃ حاملہ ولو کبیرا اور نہ فاسد ہوگی نماز اسکی جو نماز
پڑھنے مین کتے کو لیے رہا اگرچہ بڑا کتا ہو یعنے اسواسطے کہ ظاہر اُسکا ناپاک نہین اور باطن کی نجاست نماز کی مانع نہین شارح نے بقولہ ولو کبیرا اشارہ
کیا کہ یہ جو بعضی روایت مین کلب صغیر کی قید ہے سو اتفاقی قید ہی نہ احترازی وشرط الحلوانی شد فمہ اور شمس الائمہ حلوانی نے کتے کا منھ بند رکھنا شرط کیا ہی
یعنے حامل سگ کی نماز اس شرط سے فاسد نہین کہ اسکا منھ بند ہو تاکہ اسکا لعاب مصلی کے بدن پر اور کپڑے کو نہ لگے اسواسطے کہ ظاہر بدن ہر جانور کا
پاک ہی نجس نہین ہوتا بدون موت کے اور اسکے باطن کی نجاست اپنے معدن مین قائم ہی تو اُسکا حکم ظاہر نہین ہوتا جیسے باطن مصلی کی نجاست کا
کذا فی البحر ولا خلاف فی نجاسۃ لحمہ وطہارۃ شعرہ اور امام اور صاحبین کا اختلاف نہین کتے کے گوشت کے ناپاک ہونے مین اور اسکے بال کے پاک
ہونے مین م بعضون نے وہم کیا کہ جب کتا نجس العین نہو تو اُسکا پس خوردہ کیونکر ناپاک ہوگا حالانکہ وہ بالاتفاق حرام ہی اسکا جواب یہ ہی کہ طہارت
عین اسکی مستلزم نہین کہ اُسکا جھوٹا پاک ہو پس خوردہ اسکا اسوجہ سے ناپاک ہی کہ اسکے ساتھ لعاب اُسکا مخلوط ہی اور لعاب پیدا ہوتا ہی گوشت سے اور گوشت
ناپاک ہی دم مسفوح کے اختلاط سے والمسک طاہر حلال فیوکل بکل حال اور مشک پاک حلال ہی کھایا جاتا ہی ہر حالت مین یعنے خواہ غذا مین خواہ دوا مین
خواہ ضرورت ہو یا نہو م طاہر کے بعد حلال کا لفظ اسواسطے زیادہ کیا کہ طہارت کو حلت اکل لازم نہین اسواسطے کہ مٹی پاک ہی مگر اسکا کھانا حلال نہین
وکذا نافجتہ طاہرۃ مطلقا علی الاصح فتح وکذا الزباد اشباہ لاستحالتہ الی الطیبۃ اور اسی طرح مشک کا نافہ پاک ہی مطلقا یعنے خواہ پانی کے لگنے سے فاسد
ہوا ہو یا نہو بنابر قول اصح کے کذا فی الفتح اور اسی طرح زباد پاک ہی کذا فی الاشباہ بسبب خوشبو ہو جانے کے ہر ایک مشک اور زباد کے م یعنے ہر چند مشک اصل مین
خون تھا اور زباد غیر ماکول کا پسینہ ہی لیکن اب مستحیل بخوشبو ہو گیا حقیقت اسکی بدل گئی دونون پاک ہین اور غیر اصح زیلعی کا قول ہی کہ اگر نافہ مشک پانی
لگنے سے فاسد نہو تو پاک ہی اور یہ اختلاف مردار جانور کے نافہ مین ہی اور زندہ غزال کا نافہ بالاتفاق پاک ہی زباد بزاء معجمہ و باء موحدہ بروزن سحاب خوشبو دار
چیز ہی یعنے ایک قسم کی بلی کا پسینہ اور میل ہی کہ اسکے دم کے نیچے مخرج کے پاس مجتمع ہو جاتا ہی اسکو کپڑے کے کھرچ لیتے ہین قاموس مین ہی کہ جسنے زباد کی
تفسیر جانور کی اُسنے غلط کہا کذا فی الطحطاوی وبول ماکول اللحم نجس نجاسۃ مخففۃ وطہرہ محمد اور ماکول اللحم یعنے جس جانور کا گوشت کھانا حلال
ہی جیسے بکری اور اونٹ اُسکا پیشاب نجس ہی یہ نجاست خفیفہ اور محمد بن حسن نے اسکو پاک کہا ہی ولا یشرب بولہ اصلا لا للتداوی ولا لغیرہ عند ابی حنیفۃ
اور ماکول اللحم کا پیشاب نہ پیا جاوے ہرگز نہ دوا کے واسطے اور نہ سوائے دوا کے امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک م اور محمد رح کے نزدیک مطلقا جائز ہی
اور ابو یوسف رح کے نزدیک دوا کے واسطے جائز ہی فرع مسئلہ لطیفہ شارح کا اختلف فی التداوی بالمحرم وظاہر المذہب المنع کما فی رضاع البحر لکن نقل المصنف
ثمہ وہنا عن الحاوی وقیل یرخص اذا علم فیہ الشفاء ولم یعلم دواء آخر کما رخص الخمر للعطشان وعلیہ الفتوی حرام چیز سے دوا کرنے مین علما کا اختلاف
ہی اور ظاہر مذہب یہ ہی کہ درست نہین ہی جیسا بحر الرائق کی کتاب الرضاع مین ہی لیکن مصنف نے اپنی شرح مین وہان یعنے کتاب الرضاع مین
اور یہان حاوی قدسی سے نقل کیا ہی یہ مسئلہ اسطرح اور بعضون نے کہا کہ حرام سے دوا کرنے کی رخصت دیجاتی ہی جبکہ معلوم ہو کہ حرام مین شفا ہی اور کوئی
دوسری دوا معلوم نہو جیسے نہایت پیاسے کو شراب پینے کی رخصت دیگئی ہی اور اسی قول پر فتوی ہی م خانیہ مین ہی اور قال علیہ الصلوۃ والسلام
ان اللہ تعالی لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے تمھارے واسطے شفا نہین ٹھہرائی اُس چیز مین جو تم پر
حرام کی یہ حضرت نے ان چیزون کے حق مین فرمایا جنمین شفا نہین ہی اور جنمین شفا ہی اسکے دوا کرنے کا کچھ مضائقہ نہین کیا تو نہین جانتا کہ پیاسے کو
شراب کا پینا حلال ہی ضرورت کے سبب سے انتہی اور اسی قول کو اختیار کیا ہی صاحب ہدایہ نے تجنیس مین اسواسطے کہ حرمت ساقط ہی شفا حاصل ہونے کے وقت

اور حادی قدسی مین ہی کہ جب خون آدمی کے ناک سے روان ہوا اور بند نہوا یہانتک کہ اسکے مرجانے کا خوف ہوا اور تجربہ اور امتحان سے یہ بات معلوم ہو
کہ فاتحۃ الکتاب یا سورۂ اخلاص اس خون سے اسکے ماتھے پر لکھنے سے خون بند ہوگا تو ایک قول مین رخصت نہین ہی اور دوسرے قول مین رخصت ہی
جیسے شرب خمر کی رخصت ہی پیاسے کو اور مردار کھانے کی بہایت گرسنگی مین اور یہی فتوی ہی کذا فی منح المصنف مختصراً **فصل فی البیر** یہ فصل ہی کنوئین
کے مسائل مین اذا وقعت نجاسۃ لیست بحیوان ولو مخففۃ او قطرۃ بول او دم او ذنب فارۃ لم تشمع فلو شمع ففیہ ما فی الفارۃ جب گری وہ نجاست جو جاندار نہین
اگرچہ نجاست مخففہ ہو یا ایک قطرہ پیشاب یا خون کا یا چوہے کی اسی دم کٹی کہ محل قطع موم سے بند نہین سو اگر محل قطع موم سے بند ہوگا تو اسکے گرنے سے
اتنے ڈول نکالے جاینگے جتنے چوہے کے گرنے سے نکالے جاتے ہین یعنی بیس ڈول ہم بعدم حیوانیت کی قید اسواسطے لگائی کہ جاندار کے احکام آگے مذکور
ہونگے اور نجاست مخففہ کو اسواسطے ذکر کیا کہ پانی مین نجاست مغلظہ اور مخففہ یکسان ہی کچھ فرق نہین فی بئر دون القدر الکثیر علے ما مر نجاست مذکورہ
گری اس کنوئین مین جو کم ہی مقدار کثیر سے بنابر کلام گذشتہ ہم سابق مین مذکور ہوچکا کہ آب کثیر مین مبتلا بہ کا ظن غالب معتبر ہی اور متاخرین کے فتوے پر
دہ در دہ کثیر ہی تو اگر کنوان دہ در دہ ہوگا تو نجاست مذکورہ کے گرنے سے ناپاک نہوگا تاوقتیکہ اسکا رنگ یا مزہ یا بو متغیر نہو ولا اعتبار بالعمق علے المعتمد اور کچھ اعتبار
نہین کنوئین کے عمق کا بنابر قول معتمد کے یعنے کثرت مین طول اور عرض کا اعتبار ہی نہ عمق کا تو عمق اگرچہ دس گز کا ہو وقوع نجاست سے ناپاک ہوگا
کذا فی البحر او مات فیہا او خارجہا والقی فیہا ولو فارۃ یابسۃ علے المعتمد الا الشہید النظیف او المسلم المغسول اما الکافر فینجسہا مطلقاً کسقط یا مرا کنوئین مین یا
مرا کنوئین سے باہر اور ڈالا گیا اسمین اگرچہ مردہ خشک چوہا ہو معتمد قول پر مگر وہ شہید کہ پاک صاف ہی خون وغیرہ سے اور وہ مردہ مسلمان جو کہ نہلایا گیا
ان دونون کے کنوئین مین گرنے سے پانی ناپاک نہین ہوتا ہی لیکن کافر مردہ تو کنوئین کو ناپاک کرتا ہی ہر طرح یعنے مغسول ہو یا غیر مغسول جیسے اسقاط حمل کا
بچہ ناپاک کردیتا ہی حیوان دموی غیر مائی لما مر جاندار روان خون والا جو کہ آبی نہین بدلیل گذشتہ ہم مذکور ہوچکا کہ غیر دموی کی موت سے پانی نجس نہین ہوتا
اگرچہ پھول یا پھٹ گیا ہوا اور پانی کا جانور اگرچہ خون والا ہو اسکے مرنے سے پانی ناپاک نہین ہوتا کذا فی الطحطاوی و انتفخ او تمعط او تفسخ ولو تفسخ خارجہا فیہا
ذکرہ الوالی جانور دموی مر کے پھول گیا یا اسکے بال جھڑ گئے یا پارہ پارہ ہوگیا اگرچہ کنوئین کے باہر پھٹ گیا پھر اسمین گرا ایسا ذکر کیا ہی علامہ والی محشی درر نے
ینزح کل مائہا الذی کان فیہا وقت الوقوع ذکرہ ابن الکمال نکالا جائے کنوئین کا وہ سب پانی جو اسمین تھا نجاست اور جانور مذکور کے گرنے کے وقت
ایسا ذکر کیا ہی ابن کمال نے یعنی تو اگر پانی نکالنے سے پہلے کچھ پانی زیادہ ہوگا تو اسقدر کا نکالنا لازم نہوگا بعد اخراجہ الا اذا تعذر کخشبۃ او خرقۃ متنجسۃ فینزح
الماء الی حد لا یملأ نصف الدلو فیطہر الکل تبعاً پانی نکالا جائے نجاست اور جانور کے نکال ڈالنے کے بعد مگر جبکہ اسکا نکالنا نہو سکے جیسا کہ لکڑی کا ٹکڑا یا ناپاک
کپڑا کہ غائب ہوگیا تو اسقدر پانی نکالیں کہ آدھا ڈول نہ بھرے یہ سب چیزین پاک ہوجاوینگی کنوئین پاک ہونے کے ساتھ ہم یعنے ڈول اور رسی اور
گھرنی اور کنوئین کے گرد بیش اور پانی نکالنے والے کا ہاتھ اسواسطے کہ ان چیزون کی نجاست کنوئین کے ناپاک ہوجانے کے سبب سے تھی تو اسکے پاک
ہوجانے سے یہ بھی پاک ہونگی جیسے شراب کا مٹکا پاک ہوجاتا ہی جبکہ شراب سرکہ بنجاے اور استنجا کرنے والے کا ہاتھ طاہر ہوجاتا ہی محل کی طہارت سے کذا
فی البحر ولو نزح بعضہ ثم زاد فی الغد نزح قدر الباقی فی الصحیح خلاصۃ اور جو تھوڑا پانی آج نکالا گیا پھر اگلے دن زیادہ ہوگیا تو اسی قدر نکالا جاوے جتنا باقی ہی پہلے
قول صحیح مین کذا فی الخلاصہ ہم یعنی اسواسطے کہ بی الاتصال پانی نکالنا شرط مین تو دوسرے دن سارا پانی نکالنا ضرور نہین قید بالموت لانہ لو خرج حیاً ولیس
بنجس العین ولا بہ حدث او خبث لم ینزح شیٔ الا ان یدخل فمہ الماء فیعتبر بسورہ فان نجساً نزح الکل والا لا ہو الصحیح مصنف نے کنوئین کے پانی نکالنے مین موت
حیوان کی قید لگائی اسواسطے کہ اگر جاندار زندہ نکالا گیا اور حالانکہ وہ نجس العین نہین مانند سور کے اور اسپر نجاست حکمی یا نجاست حقیقی ہی
تو کچھ پانی نکالا نجاویگا مگر اسوقت جبکہ اسکا منہ پانی مین داخل ہو تو اسوقت اسکے جھوٹے کا اعتبار ہوگا اگر اس حیوان کا جھوٹا ناپاک ہی تو سارا پانی

نکالا جائیگا اور اگر پاک ہو یا مکروہ یا مشکوک تو کچھ بھی نکالنا واجب نہین یہی قول صحیح ہے م نجس العین کے ساقط ہونے سے تمام پانی نجس ہوگا خواہ مرے
یا نہ مرے منہ اسکا پانی مین داخل ہو یا نہو اور شارح نے نجاست حکمی کو جو بیان کیا تو شاید کہ یہ قول آب مستعمل کی نجاست پر متفرع ہے کذا فی الطحطاوی ثم ینزب
عشرۃ فی المشکوک لاجل الطہوریۃ کما فی الخانیہ ہان مستحب ہے دس ڈول نکال دینا مشکوک مین مطہر ہونے کے واسطے چنانچہ خانیہ مین ہے م اور بعضون نے
مزید احتیاط کے واسطے سارے پانی کا نکالنا مستحب کہا ہے چنانچہ عالمگیری وغیرہ مین ہے زاد فی التاتارخانیہ وعشرین فی الفارۃ واربعین فی سنور ودجاجۃ مخلاۃ
کادمی محدث تاتارخانیہ مین اتنا زیادہ کہا ہے کہ مستحب ہے ۲۰ ڈول نکالنا چوہے مین اور ۴۰ بلی اور کوچہ گرد مرغی مین جیسے بے وضو اور بے غسل آدمی کے کنوئین مین
گرنے اور زندہ نکلنے مین ۴۰ ڈول کا نکالنا مستحب ہے م ہذا اذا لم تکن الفارۃ ہاربۃ من ہرۃ ولا الہرۃ من کلب ولا الشاۃ من سبع فان کان نزح کلہ مطلقا کما فی
الجوہرۃ پھر یہ حکم یعنے سارا پانی نہ نکالنا جبکہ حیوان زندہ نکلے اور وہ نجس العین نہو اس صورت مین ہے جبکہ چوہا بھاگا نہو بلی سے اور نہ بلی کتے سے اور
نہ بکری درندے سے سو اگر ہر ایک بھاگ کر کنوئین مین گرا ہے تو سارا پانی نکالا جاویگا مطلقاً یعنے پانی مین اسکا منہ داخل ہوا ہو یا نہ داخل ہوا ہو چنانچہ جوہرہ
مین ہے م جانور گر کے خوف سے پیشاب کر دیتا ہے یہ وجہ ہے تمام پانی نکالنے کی لکن فی النہر عن المجتبی الفتوی علی خلافہ لان فی بولہا شکا لیکن نہر الفائق
مین مجتبی سے منقول ہے کہ فتوے اسکے خلاف پر ہے یعنے پانی نکالنا واجب نہین اسواسطے کہ پیشاب کے وجود مین شک ہے یعنے اور شک سے کوئی چیز ثابت
نہین ہوتی فان تعذر نزح کلہا لکونہا معینا فبقدر ما فیہا وقت ابتداء النزح قالہ الحلبی پھر اگر متعذر ہو تمام پانی کا نکالنا بسبب ہونے کنوئین کے
چشمہ دار تو اسقدر پانی نکالا جاے جتنا اسمین تھا ابتدا اخراج کے وقت ایسا کہا ہے حلبی نے م یعنے زائد کا نکالنا لازم نہین اور شارح نے ابن کمال سے پہلے
وقت وقوع کا اعتبار کرنا نقل کیا ہے یوخذ فی ذلک بقول رجلین عدلین لہما بصارۃ بالماء بہ یفتی وقیل یفتی بمائتین الی ثلثمائۃ وہذا ایسر وذاک احوط عل
کرنا چاہیے اسمین یعنے پانی کی مقدار مین اُن متقی دو مردون کے قول پر جنکو پانی کی خوب اٹکل ہے اسی قول پر فتوے ہے یعنے جب انکے انداز کے موافق
پانی نکل چکا کنوان پاک ہوگیا اور دوسرا ضعیف قول یہ ہے کہ چشمہ دار کنوئین مین دو سو ڈول کا تین سو ڈول تک فتوے ہے اور دوسرا قول آسان ہے
اور وہ پہلا قول بہت احتیاط والا ہے م دوسرا قول محمد رح سے مروی ہے اور جبکہ انھون نے دیکھا کہ بغداد کے کنوئین ۳۰۰ ڈول سے زیادہ نہ تھے تب یہ
فتوی دیا لیکن یہ قول ضعیف ہے اسلیے کہ نجاست کے سبب سے حکم شرع یہ ہے کہ سارا پانی نکالا جاوے تو عدد مخصوص پر اقتصار کرنا ظاہر ہو جانے مین بلا دلیل
سمعی کیونکر مقبول ہو بلکہ ابن عباس اور ابن زبیر سے مخالف اسکے منقول ہے کذا فی الطحطاوی عن البحر فاذا اخرج الحیوان غیر منتفخ ولا منفسخ ولا متمعط
فان کان کادمی وکذا سقط وسخلۃ وجدی واوز کبیر نزح کلہ پھر جبکہ کنوئین سے مردہ جانور نکالا گیا حالانکہ وہ پھولا نہین اور نہ پھٹا اور نہ اِسکے
بال جھڑے ہین تو اگر جانور آدمی کے برابر ہے جسمیت مین اور اسکے مانند ہے ساقط حمل اور بکری اور بھیڑ کا بچہ اور بڑی بط تو تمام پانی نکالا جاے
وان کان کحمامۃ وہرۃ نزح اربعون من الدلاء وجوبا الی ستین ندبا اور اگر جانور کبوتر اور بلی کے مانند ہو تو ۴۰ ڈول نکالے جائین وجوب کی راہ سے
ساٹھ ڈول تک نکالنا ہے استحباب کی راہ سے وان کعصفور وفارۃ فعشرون الی ثلثین کما مر اور اگر جانور ہے گنجشک اور چوہے کے مانند تو ۲۰ ڈول نکالے
جائین ۳۰ ڈول تک جسطرح مذکور ہو چکا یعنے ۲۰ کا نکالنا واجب ہے اور ۳۰ کا مستحب وفی الیتیم المعین وغیرہا بخلاف نحو صہریج وحب حیث یہراق الماء
کلہ لتخصیص الآبار بالآثار بحر و نہر اور یہ حکم شماری ڈول نکالنے کا شامل ہے چشمہ دار کنوئین اور غیر چشمہ دار کو برخلاف حوض اور منبھ کے اسواسطے کہ اسکا تمام
پانی بہا دیا جاویگا اگر اسمین جانور گر کے مرجاے اسواسطے کہ کنوون کا ناپاک ہونا پھر انکا چند ڈول کے نکالنے سے پاک ہو جانا بالخصوص ثابت ہوا ہے
صحابہ کرام کے اقوال اور افعال سے کذا فی البحر والنہر م یعنے کنوؤن کا حکم برخلاف قیاس آثار سے ثابت ہے تو حوض اور مٹھور کو غیر چشمہ دار کنوئین کے ساتھ
لحق نہین کر سکتے قال المصنف فی حواشیہ علی الکنز و فی الکشف مصنف نے کنز الدقائق کے حواشی مین کہا اور بحر الرائق اور نہر الفائق کے مانند ہے تقف

ہین ونقل عن القنیۃ ان حکم الرکیۃ کالبئر اور مصنف نے نقل کیا قنیہ سے کہ رکیہ کا حکم کنوئین کے مانند ہی م رکیۃ بر وزن عطیہ کنوئین کو کہتے ہین تو تشبیہ نہین ہو سکتی مگر یہ کہ رکیہ سے مراد حفرہ یعنے گڑہا ہو چنانچہ قاموس مین رکی بمعنی حفرہ مذکور ہی کذا فی الطحطاوی ظاہرا رکیہ سے مراد چاہ کثیر العمق ہی جسکو اہل ہند چاہ بولتے ہین واللہ اعلم وعن الفوائد ان الحب المطمور اکثرہ فی الارض کالبئر وعلیہ فالصہریج والزیر الکبیر نزح منہ کالبئر فاغتنم ہذا التحریر انتہی اور مصنف نے فوائد سے نقل کیا کہ جو مٹھور پانی کی آدھی سے زیادہ زمین مین گڑی ہو وہ کنوئین کے مانند ہی اور بنا بر قول فوائد کے تو حوض مجتمع الماء اور بہت بڑے مٹھور سے کنوئین کے مانند قدر واجب ڈول نکالنا چاہیے سوای مخاطب غنیمت جان اس تحریر کو بیان تمام ہوا کلام مصنف کا جو کنز کے حواشی مین ہی بدلو وسطو ہو دلو تلک البئر ہین یا چالیس ڈول نکالے جاوین متوسط ڈول سے اور متوسط یعنی میانہ ڈول سے وہ ڈول مراد ہی جو اُس کنوئین کا ڈول ہی یعنے جس ڈول سے اُسکا پانی بھرا جاتا ہی فان لم یکن فما یسع صاعًا پھر اگر اس کنوئین کا کوئی ڈول مقرر نہو تو اُس ڈول کا اعتبار ہی جسمین ایک صاع پانی سمائے م صاع آٹھ رطل ہی اور لکھنؤ کے سیر سے تخمیناً تین سیر صاع ہوتا ہی وغیرہ تحتسب بہ اور اسکے سواے یعنے جو ڈول کہ صاع سے کم زیادہ ہو اسکا حساب کر لیا جاے صاع والے ڈول سے یعنے اگر بہت بڑا ڈول ۲۰ یا ۴۰ ڈول کے برابر ہو تو ایک ہی ڈول کا نکالنا کفایت کرتا ہی ظاہر ہونے کو ظاہر مذہب مین اسواسطے کہ قدر واجب کا اخراج حاصل ہو گیا اور اگر نہایت چھوٹا ڈول ہو تو قدر واجب سے زیادہ حساب کے موافق نکالنا چاہیے ویکفی ملاء اکثر الدلو اور کفایت کرتا ہی ڈول کے شمار مین بھرنا آدھے سے زیادہ ڈول کا یعنے اسواسطے کہ للاکثر حکم الکل ونزح ما وجد ان قل اور کفایت کرتا ہی نکالنا اسقدر پانی کا جو کنوئین مین موجود ہی اگرچہ ڈولون کے شمار سے کم ہو یعنے ۴۰ ڈول مثلاً نکالنا واجب ہوا اور کنوئین مین فقط ۲۰ ڈول پانی تھا تو اسی قدر کے نکالنے سے پاک ہو گیا نہر الفائق مین کہا کہ اگر بعد اسکے پانی زیادہ ہو گیا تو کچھ نکالنا واجب نہین وجریان بعضہ اور کفایت کرتا ہی کنوئین کے تھوڑے پانی کا بہنا م کنوئین کے جاری ہونے کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ اسمین دو چشمہ ہین ایک سے پانی نکلتا ہی اور دوسرے سے بہتا ہی اور دوسری صورت یہ کہ اسمین سوراخ کیا بطور سرنگ کے اور اسکا پانی بہا اگرچہ قلیل ہی جاری ہوا وہ پاک ہو جاویگا اسلیے کہ طہارت کا سبب یعنے جاری ہونا پایا گیا جیسے ناپاک حوض جاری ہو جانے سے پاک ہو جاتا ہی وغور الماء قدر الواجب اور کفایت کرتا ہی طہارت مین کنوئین کے اُسقدر پانی کا زمین کے اندر سما جانا جسقدر کا نکالنا واجب تھا م اگر اسفل خشک ہو گیا تو پھر پانی کے آنے سے ناپاک نہوگا اور اگر خشک نہین ہوا تو صحیح تر یہ ہی کہ پانی آنے سے پھر ناپاک ہو جاویگا کذا فی الطحطاوی عن البحر عن السراج وما بین حمامۃ وفارۃ فی الجثۃ کفارۃ فی الحکم اور جو جانور کہ جثے مین کبوتر اور چوہے کے درمیان کا ہی وہ چوہے کے مانند ہی حکم مین یعنے اسمین ۲۰ ڈول کا نکالنا واجب ہی کما انہ ما بین دجاجۃ وشاۃ کدجاجۃ فالحق بطریق الدلالۃ بالاصغر چنانچہ وہ جانور کہ مرغی اور بکری کے درمیان کا ہی وہ مرغی کے برابر ہی حکم مین تو جانور کہ چھوٹے اور بڑے کے مابین ہی اُسکو چھوٹے جانور کے ساتھ ملا دیا بطریق دلالت النص کے م دلالت النص اُسکو کہتے ہین کہ صریحاً مذکور نہین مگر بطریق اولی اُسکو سمجھ لیتے ہین یعنی جب مرغی مین ۴۰ ڈول واجب ہووے تو جو جانور مرغی سے بڑا ہی اسمین بطریق اولی ۴۰ واجب ہونگے اسواسطے کہ اسکو بڑے جانور کے مانند کہنا دلیل سے ثابت نہین کما ادخل الاقل فی الاکثر کفارۃ مع ہرۃ جیسے اقل داخل کیا گیا اکثر مین جیسے چوہا بلی کے ساتھ م سراج وہاج مین ہی کہ اگر بلی نے چوہا پکڑا اور دونون کنوئین مین گر پڑے تو اگر دونون زندہ نکلے تو کچھ نکالنا واجب نہین یا دونون مردہ نکلے تو ۴۰ ڈول نکالنا واجب ہی یا فقط چوہا مردہ نکلا تو ۲۰ ڈول واجب ہین اور اگر چوہا زخمی ہی یا اُسنے پیشاب کر دیا تو تمام پانی کا نکالنا واجب ہی کذا فی الطحطاوی عن النہر ونحو الہرتین کشاۃ اتفاقًا اور دو بلیون کے مانند بکری کے برابر ہی حکم مین بالاتفاق یعنے تمام پانی نکالنا چاہیے ونحو الفارتین کفارۃ اور دو چوہون کے مانند ایک چوہے کے مانند ہی حکم مین یعنے ۲۰ ڈول نکالنا چاہیے والثلث الی الخمس کہرۃ اور تین چوہے یا پانچ چوہے تک بلی کے مانند ہین ۴۰ ڈول نکالنے مین والست کشاۃ علی الظاہر اور چھ چوہے بکری کے مانند ہین تمام پانی نکالنے مین بنا بر ظاہر الروایۃ کے چنانچہ مبسوط مین ہی اور اسکو محمد رح نے

لیا ہو کذا فی البحر ویحکم بنجاستہا مغلظۃ من وقت الوقوع ان علم اور کنوئیں کی نجاست مغلظہ کا حکم کیا جاتا ہی جانور کے گرنے کے وقت سے اگر وقت معلوم
ہو والا فمذ یوم ولیلۃ ان لم ینتفخ اور اگر جانور کے گرنے کا وقت معلوم نہو تو ایک رات اور ایک دن پہلے سے ناپاکی کا حکم ہوگا بشرطیکہ پھول نہ گیا ہو یعنی اوس
نہ پھٹا اور نہ بال جھڑا ہو کذا فی الطحطاوی وہذا فی حق الوضوء والغسل وما عجن بہ فیطعم للکلاب وقیل یباع من شافعی اور یہ حکم یعنے کنوئیں کا ناپاک ہونا ایک رات
اور دن سے وضو اور غسل کے حق میں ہی اور اوس آٹے کے حق میں جو گوندھا گیا اس پانی سے تو وہ کھلایا جاے کتون کو اور بعضون نے کہا کہ شافعی مذہب
کے ہاتھ بیچا جاے یعنے اسواسطے کہ شافعی کے مذہب مین یہ پانی ناپاک نہین اما فی حق غیرہ کغسل ثوب فیحکم بنجاستہ فی الحال اور وضو اور غسل کے ماسوا کے
حق مین چنانچہ کپڑا دھونے کے حق مین تو پانی کی نجاست کا حکم کیا جاویگا فی الحال یعنے یہان ایک رات دن کا اعتبار نہوگا الحاصل وضو اور غسل مین حکم نجاست
کا بطریق استناد کے ہی اور انکے ماسوا مین بطریق اقتصار کے وہذا لو تطہر من حدث او غسل من جنب والا لم یلزم شئی اجماعا جوہرہ اور یہ حکم یعنے وضو اور غسل
مین ناپاک ہونا بطریق استناد اور کپڑے مین بطریق اقتصار کے اوسوقت ہی کہ وضو اور غسل کیا ہو حدث اصغر اور اکبر سے یا کوئی چیز دھوئی ہو نجاست حقیقی کے
دور کرنے کو اور اگر ایسا نہو یعنے وضو یا غسل کیا بدون حدث کے یا کپڑا دھویا بدون نجاست کے تو کوئی چیز لازم نہین باتفاق امام اور صاحبین کے
کذا فی الجوہرۃ یعنی نماز کا اعادہ اور دھونا کپڑے کا لازم نہین اسواسطے کہ مقتضی صحت نماز کا پایا گیا یعنے طہارت سابقہ اور مانع مین شک ہی اسواسطے کہ پانی
کی طہارت اور نجاست مشکوک ہی اور نماز شک سے باطل نہین ہوتی برخلاف پہلی صورت کے اسواسطے کہ اوسمین تو مانع بالیقین ثابت ہی یعنی حدث اصغر
یا اکبر اور کپڑے کی نجاست اور مزیل مین شک ہی کذا فی الطحطاوی ومنذ ثلثۃ ایام بلیالیہا ان انتفخ او تفسخ استحسانا اور تین رات دن سے نجاست کا حکم
کیا جاوے اگر جانور پھولا یا پھٹا ہو استحسان کی روسے م استحسان عبارت ہی احسن امر کے طلب کرنے سے اور بعضون نے کہا عبارت ہی قیاس کے
ترک کرنے اور اس امر کے لینے سے جو لوگون کو آسان تر ہی اور بعضون نے کہا عبارت ہی احکام مین آسانی طلب کرنے سے اور خلاصہ ان عبارتون کا یہ ہی کہ
استحسان سختی کا چھوڑنا ہی اور آسانی کا لینا قال اللہ تعالے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر کذا فی الطحطاوی اور بعضون نے کہا کہ استحسان اوس قیاس
کو کہتے ہین جسکی وجہ مخفی ہی لیکن قیاس جلی سے قوی تر ہی نہر الفائق مین ہی وجہ استحسان یہ ہی کہ پانی مین حیوان دموی کا واقع ہونا اسکی موت کا سبب
ظاہر ہی تو اسی پر موت کا حوالہ ہوگا نہ موہوم سبب پر اور بلاشک وجود دیر زمانہ وقوع کا سابق ہی تو انتفاخ مین تین دن کی تقدیر ہوئی اور اسکے غیر
مین ایک دن رات کی بنابر اکثر عادت کے وقالا من وقت العلم فلا یلزمہم شئی قبلہ قیل وبہ یفتی اور صاحبین نے کہا کہ پانی کی نجاست کا حکم ہوگا حیوان
کے معلوم ہونے کے وقت سے تو لوگون کو معلوم ہونے سے پہلے کوئی چیز لازم نہوگی بعضون نے اسی قول کو مفتی بہ کہا ہی م صاحبین کا قول یہی
قیاس ہی اسواسطے کہ یقین یعنے طہارت کا متیقن ہونا زمانہ گذشتہ مین زائل نہین ہوتا شک سے یعنی نجاست سے اسواسطے کہ احتمال ہی کہ حیوان کنوئین کے
باہر مرا ہو پھر اسکو سخت ہوا نے یا کسی نادان نے یا چڑیا نے کنوئین مین ڈال دیا ہو نہر الفائق مین ہی کہ غایۃ البیان مین کہا کہ امام کا قول احوط ہی اور صاحبین کا
قول لوگون کو آسان تر ہی فتاوی عتابی مین ہی کہ صاحبین کا قول مختار ہی اور شیخ قاسم نے اسکو رد کیا ہی کیونکہ اکثر کتب کے مخالف ہی اسواسطے کہ امام کی دلیل
کی اکثر کتب مین ترجیح واقع ہی اور وہ احوط بھی ہی انتہی طحطاوی نے کہا شارح کو یون کہنا بہتر تھا قیل وہو المختار اسواسطے کہ اختیار کو افتا لازم نہین فرع
مسئلہ ملحقہ شارح کا وجد فی ثوبہ منیا او بولا او دما اعاد من آخر احتلام وبول ورعاف اپنے کپڑے مین منی یا پیشاب یا خون کو پایا تو نماز کا اعادہ کرے پچھلے
احتلام یا پیشاب یا نکسیر پھوٹنے سے م نوادر ابن رستم مین امام سے منقول ہی کہ خون مین نماز کا اعادہ نہین اور اسی کو محیط مین اختیار کیا ہی کذا فی النہر
ظاہر عدم اعادہ کی وجہ یہ ہی کہ غیر شخص کا خون شاید لگ گیا ولو وجد فی جبتہ فارۃ میتۃ فان لا ثقب فیہا اعاد وقد وضع القطن والا فثلثۃ ایام
ان منتفخۃ او ناسفۃ والا فیوم ولیلۃ اور اگر اپنے جبہ مین مردہ چوہا پایا تو اگر جبہ مین سوراخ نہو تو نماز کا اعادہ کرے روئی بھرنے کے

وقت سے اور اگر جبہ مین سوراخ ہو تو تین دن کی نماز پھیرے اگر چوہا پھولا یا خشک ہوا اور اگر چوہا پھولا یا خشک نہو تو ایک دن کی نماز پھیرے مر روئی بھرنے کے وقت سے اسوقت اعادہ ہوگا جبکہ ہمیشہ اسکو پہنے رہا ہو کذا فی الطحطاوی ولا نزح فی بول فارۃ فی الاصح فیض اور کنوئین سے پانی نکالنا لازم نہین چوہے کے پیشاب مین صحیح تر قول مین کذا فی الفیض ولا بخرء حمامۃ وعصفور وکذا سباع طیر فی الاصح لتعذر صونہا عنہ اور پانی نکالنا لازم نہین کبوتر اور گنجشک کی بیٹ پڑنے سے کنوئین مین اور اسی طرح کا حکم ہی پرندۂ درندہ کی بیخال کا صحیح تر قول مین اسواسطے کہ حفاظت کنوؤن کی اُنسے نہین ہوسکتی ولا بتقاطر بول کرؤس ابر وغبار نجس للعفو عنہا اور نہ اُس پیشاب کے ٹپکنے سے جسکی چھینٹین نہایت صغیر ہین چنانچہ سر سوزن اور نہ ناپاک غبار کے پڑنے سے اسواسطے کہ یہ دونون معاف ہین وبعرتی ابل وغنم اور نہ اونٹ اور بھیڑ بکری کی دو مینگنیون کے پڑنے سے کنوئین کا پانی نکالنا لازم ہی کما لعفی لو وقعتا فی محلب وقت حلب فرمیتا فوراً قبل تفتت وتلون جسطرح معاف ہی اگر دو مینگنیان پڑگئین دودھ کے برتن مین دوہنے کے وقت پھر پھوٹین اور دودھ کے رنگین ہونے سے پہلے نکال کر پھینکی گئین مر یہ معافی ہی ضرورت کے سبب سے اسواسطے کہ دوہنے کے وقت مینگنی گرنے کی عادت ہی تو سوائے اس وقت کے عفو نہین کذا فی النہر والتعبیر بالبعر مین اتفاقی لان ما فوق ذلک کذلک ذکرہ فی الفیض وغیرہ اور دو مینگنیون کا ذکر کرنا مصنف کا اتفاقی ہی نہ احترازی اسواسطے کہ مینگنیون سے زیادہ کا بھی یہی حکم ہی عفو کا کذا فی الفیض وغیرہ ولذا قال قیل القلیل المعفو عنہ ما یستقلہ الناظر والکثیر بعکسہ وعلیہ الاعتماد وکما فی الہدایۃ وغیرہا لان اباحنیفۃ لا یقدر شیئا بالرای اور اسی واسطے یعنے اسلیئے کہ دو سے زیادہ مینگنیان بھی عفو مین مصنف نے بیان کیا کہا گیا ہی کہ تھوڑی مینگنی وہ ہین جنکو دیکھنے والا تھوڑی سمجھے اور کثیر اسکے بالعکس ہی یعنے جنکو ناظر بہت سمجھے اور اسی قول پر اعتماد ہی چنانچہ ہدایہ وغیرہ مین مذکور ہی اسواسطے کہ امام ابوحنیفہ رح کسی چیز کا اندازہ اپنی تجویز سے نہین ٹھہراتے م معراج الدرایہ مین کہا کہ یہی قول مختار ہی کذا فی الطحطاوی اور غیر معتمد اور غیر مختار تین قول ہین ایک یہ ہی کہ جو ہر ڈول مین مینگنی آوے تو کثیر ہی والا قلیل دوسرے یہ کہ اگر چوتھائی پانی پر مینگنیان ہون تو کثیر ہی والا قلیل اور تیسرے یہ کہ تہائی پانی پر ہو تو کثیر ہی والا قلیل فرع مسئلہ لحقہ شارح کا البعد بین البیر والبالوعۃ بقدر ما لا یظہر للنجس اثر پانی کے کنوئین اور نجاست کے کنوئین اور گڑھے مین اسقدر دور ہونا معتبر ہی کہ نجاست کا اثر پانی کے کنوئین مین ظاہر نہو م جب پانی کا اثر یعنے رنگ اور بو اور مزہ ظاہر نہو تو کنوان پاک ہی اگرچہ دونون مین ایک گز کا فرق ہو اور اگر نجاست کا اثر ظاہر ہو تو ناپاک ہی اگرچہ دونون مین دس گز کا فرق ہو کذا فی الطحطاوی ویعتبر سور بمسئر اسم فاعل من اسار ای ابقی لاختلاطہ بلعابہ اور جھوٹھے کی طہارت اور نجاست مین جھوٹھا کرنے والے جاندار کا اعتبار کیا جاتا ہی اسلیئے کہ جھوٹی چیز مین اس جاندار کا لعاب ملجاتا ہی شارح نے کہا کہ مسئر اسم فاعل کا صیغہ مشتق ہی اسار فعل ماضی سے جو بمعنی ابقی ہی م جب مصنف نے پانی کے فساد اور عدم فساد کے بیان سے نسبت واقع ہونے حیوانات کے فراغت پائی تو اب اسکا بیان شروع کیا جو حیوانات سے پیدا ہوتا ہی یعنے انکا جھوٹھا اور سبیہ سور مہموز العین یعنے جھوٹھا اسکو کہتے ہین جو پینے والے سے برتن یا حوض مین پانی باقی رہے پھر بقیہ طعام وغیرہ کو بھی سور بولتے ہین بطریق استعارہ کے اور چونکہ لعاب متولد ہوتا ہی جاندار کے گوشت سے تو اسی کو معتبر رکھا طہارت اور نجاست اور کراہت اور شک مین کذا فی الطحطاوی فسور آدمی مطلقا ولو جنبا او کافرا او امراۃ تو جھوٹھا آدمی کا مطلقاً اگرچہ وہ جنب یا کافر یا عورت ہو پاک ہی م کافر کی نجاست اعتقادی ہی نہ حسی اسواسطے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کافرون کو مسجد مین شب باش ہونے دیا کذا فی البحر نعم کرہ سورہا للرجل کعکسہ للاستلذاذ واستعمال ریق الغیرہ ہو لا یجوز مجتبیٰ ہان مکروہ ہی جھوٹھا عورت کا مرد کو اور مرد کا جھوٹھا عورت کو یعنے اجنبی مرد اور عورت کے حق مین لذت گیری کے سبب سے اور غیر کی رال کا استعمال کرنا جائز نہین کذا فی المجتبیٰ م یعنے یہ کراہت استلذاذ کی وجہ سے ہی نہ نجاست کے سبب سے طحطاوی نے کہا اس سے نکلتا ہی کہ اگر حلاق امرد ہو اور مخلوق اپنے سر مین اسکے ہاتھ لگانے سے لذت پاوے تو مکروہ ہی تو حمامی امرد کی مشت مال بطریق اولی مکروہ ہوگی اور اسی طرح ہاتھ پانون کا دبوانا امرد سے دما کول لحم دمنہ

و فرس فی الاصح ومثلہ مالا دم لہ اور اس جانور کا جھوٹھا پاک ہے جسکا گوشت کھانا حلال ہے اور اسی قسم سے گھوڑا صحیح تر قول مین اور اسی کے مانند ہے وہ جانور جسمین دم مسفوح نہین ہے گھوڑے کے گوشت کی کراہت امام کے نزدیک احترام کی وجہ سے ہے کہ جہاد کا آلہ ہے نہ نجاست کی وجہ سے تو اسکا جھوٹھا مکروہ نہین طاہر الفم قید الکل طاہر طہور بلا کراہتہ طاہر الفم سب کی قید ہے یعنے آدمی اور ماکول اللحم اور گھوڑا اور جسمین خون سائل نہین جبکہ اُنکے مُنھ پاک ہون نجاست سے تو انکا جھوٹھا بذات خود پاک ہے اور غیر کا پاک کرنے والا ہے احداث اور اخباث سے بلا کراہت مطلقاً یعنے مکروہ تنزیہی بھی نہین ہے و سور خنزیر وکلب وسباع بہائم ومنہ الہرۃ البریۃ وشارب خمر فور شربہا اور جھوٹھا سور اور کتے اور چوپائے درندون کا ناپاک ہے اور درندون مین جنگلی بلی داخل ہے اور شراب پینے والے کا جھوٹھا شراب پینے کے وقت فوراً ناپاک ہے م چوپائے درندے چنانچہ شیر اور چیتا اور بھیڑیا شراب خوار مین فوراً کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر شراب پی کر اتنا توقف کیا کہ رال سے مُنھ اسکا دھو گیا پھر اُسنے پانی پیا تو اب اسکا جھوٹھا ناپاک نہین ولو شاربہ طویلاً لایستوعبہ اللسان فنجس ولو بعد زمان اور اگر شراب خوار کی مونچھ اسقدر دراز ہے کہ اُسپر زبان نہین پہونچتی تو اسکا جھوٹھا ہر صورت ناپاک ہے اگرچہ بعد مدت کے اُسنے پانی پیا ہو وہرۃ فور اکل فارۃ نجس مغلظ اور بلی کا جھوٹھا چوہے کھانے کے وقت فوراً نجس مغلظ ہے م اور اگر بلی نے چوہا کھانے کے بعد زبان سے اپنے مُنھ کو چاٹا یہانتک کہ اُسکا پاک ہو جانا مظنون ہوا تو اب اُسکا جھوٹھا پاک ہے کذا فی الطحطاوی وسور ہرۃ ودجاجۃ مخلاۃ وابل وبقر جلالۃ فالاحسن ترک دجاجۃ لیعم الابل والبقر قہستانی وسباع طیر لم یعلم ربہا طہارۃ منقارہا وسواکن البیوت طاہر للضرورۃ مکروہ تنزیہا فی الاصح ان وجد غیرہ والا لم یکرہ اصلاً کاکلہ لفقیر اور جھوٹھا مرغی کوچہ گرد کا اور اونٹ اور گائے بیل نجاست خور کا اور ان درندون پرندکا جنکے پالنے والون کو اُنکی چونچ کی طہارت معلوم نہین اور جھوٹھا گھرون کے رہنے والے جانورون کا پاک ہے ضرورت کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہے صحیح تر قول مین اگر سوائے اُسکے اور پانی ملے اور اگر اُنکے جھوٹھے پانی کے سوا اور پانی نہ ملے تو اب مکروہ تنزیہی بھی نہین اصلا جیسے اُنکے طعام کا کھانا محتاج کو مکروہ نہین قہستانی نے کہا تو بہتر یہ تھا کہ مصنف مرغی کا لفظ نہ کہتا تو کوچہ گرد کا لفظ اونٹ اور گائے اور بیل کو شامل ہو جاتا یعنے اسواسطے کہ کوچہ گرد سے مراد نجاست خور ہے تو اُسمین مرغی اور اونٹ اور بیل سب داخل رہتے ہین م سباع طیر سے مراد چنانچہ باز اور شکرہ اور شاہین ہے چونکہ انکا گوشت حرام ہے تو قیاس یہ تھا کہ اُنکا جھوٹھا بھی نجس ہوتا وجہ استحسان یہ ہے کہ یہ پرند چونچ سے پانی پیتے ہین اور وہ خشک ہڈی ہے پاک لیکن غالباً مردار خور ہین تو کوچہ گرد مرغی کے مانند ہوئے تو کراہت کا شبہہ پیدا ہوا پھر اگر یہ شکاری جانور محبوس ہون اور اُنکے پالنے والے کو اُنکی چونچ کی طہارت معلوم ہے تو اُنکے جھوٹھے پانی سے وضو کرنا مکروہ نہین یہ روایت ہے ابو یوسف رح سے اسکو پسند کیا ہے متاخرین نے اور اسپر فتوی دیا ہے ضرورت مذکورہ کا بیان یہ ہے کہ قیاس چاہتا تھا کہ اُنکا جھوٹھا نجس ہو انکے گوشت کے نجس ہونے سے لیکن نجاست اُنکی ساقط ہو گئی طواف کی علت سے جو حدیث مین بلی کے حق مین وارد ہوئی کراہت ثابت ہے نجاست کے توہم سے کذا فی الطحطاوی مختصراً [12] ومشکوک سور حمار اہلی لو ذکراً فی الاصح ولعل امہ حمارۃ اور جھوٹھا پالو گدھے کا اگرچہ نر ہو صحیح تر قول مین اور اس خچر کا جسکی ماں گدھی ہے مشکوک ہے م مقابل اصح بعضون کا قول ہے کہ نر گدھے کا جھوٹھا نجس ہے اسواسطے کہ نر گدھا مادہ کا پیشاب سونگھتا ہے اصح کی وجہ یہی کہ سونگھنا امر موہوم غالب الوجود نہین تو اسکا اعتبار نہین فلو فرساً او بقرۃ فطاہر کمتولد من حمار وحشی وبقرۃ ولا عبرۃ لغلبۃ الشبہ لتصریح بحل اکل ذئب ولدتہ شاۃ اعتبار اللام وجواز الاکل یستلزم طہارۃ السؤر کما لا یخفی تو اگر خچر کی ماں گھوڑی یا گائے ہو تو اُسکا جھوٹھا پاک ہے جیسے اس جانور کا جھوٹھا پاک ہے جو پیدا ہوا گورخر اور گائے سے اور غلبہ مشابہت کا کچھ اعتبار نہین بسبب تصریح کرنے فقہا کے اس بھیڑے کے حلال ہونے مین جسکو بھیڑ یا بکری نے جنا ماں کے اعتبار کرنے کی وجہ سے اور کھانا حلال ہونا مستلزم ہے جھوٹے کی طہارت کو چنانچہ یہ امر پوشیدہ نہین م یہ رد ہے ملا مسکین شارح کنز پر کہ اُنھے مشابہت کا اعتبار کیا ہے وما نقلہ المصنف عن الاشباہ من تصحیح عدم الحل قال شیخنا غریب اور جو مصنف نے اپنی شرح مین اشباہ سے عدم حلت کی تصحیح نقل کی ہے ہمارے

اُستاد خیر الدین رملی نے کہا کہ وہ روایت نادر ہی مشہور کے مخالف ہی یعنی معتمد نہیں م ٹھیک بات یہ ہی کہ مصنف نے فوائد تاجیہ سے نہ اشباہ سے یون نقل کیا ہی
کہ جس حیوان کا احد الابوین ماکول ہو اور دوسرا غیر ماکول تو وہ حلال نہیں اصح قول مین عدم اعتماد اس قول کی وجہ یہ ہی کہ ماں کا اعتبار کرنا محققین مین مشہور
قول ہی کذا فی الطحطاوی مشکوک فے طہوریتہ لا فی طہارتہ حتے لو وقع فی ماء قلیل اعتبر بالاجزاء گدھے اور خچر کے جھوٹھے کے مطہر ہونے مین شک ہی اور اُسکے
پاک ہونے مین شک نہیں یہانتک کہ اگر اسکا جھوٹھا پانی قلیل پانی مین پڑجاے تو اجزا کا اعتبار ہوگا یعنے اگر نصف سے کم ہی تو وضو اس سے جائز ہی جیسا نچہ
آب مستعمل مین اجزا کا اعتبار ہی م و دلیل شک یہ ہی کہ ثبوت ضرورت مین تردد ہی اسواسطے کہ گدھا مکانات مین باندھا جاتا ہی تو ظروف سے پانی پیتا ہی اور ضرورت
کو اسقاط نجاست مین اثر ہی چنانچہ بلی اور چوہے مین مگر گدھے کی ضرورت بلی اور چوہے سے کمتر ہی کیونکہ وہ دونون ہر جگہ گھر مین آمد و رفت رکھتے ہین
برخلاف گدھے کے اور اگر مطلق ضرورت ثابت نہوتی چنانچہ کلب اور سباع تو نجاست کا حکم ہوتا بلا اشکال تو جبکہ ضرورت ایک وجہ سے ثابت ہوئی اور دوسری
وجہ سے ثابت نہوئی تو طہارت اور نجاست دونون ساقط ہوگئین تعارض کی وجہ سے کذا فی الجوہرۃ ہل یطہر النجس قولان اور گدھے کا جھوٹھا پانی ناپاک چیز کو
پاک کرتا ہی یا نہین اسمین دو قول ہین ایک قول یہ کہ ہان پاک کر دیتا ہی اور دوسرا قول یہ کہ پاک نہین کرتا فیتوضا بہ او یغتسل و یتیمم اے یجمع
بینہما احتیاطا فی صلوۃ واحدۃ لا فی حالۃ واحدۃ ان فقد ماء مطلقا جب گدھے اور خچر کا جھوٹھا مشکوک ہوا تو اس سے وضو کرے یا نہاوے اور تیمم بھی کرے
یعنے دونون کو احتیاط کی راہ سے جمع کرے ایک نماز مین نہ ایک حالت مین بشرطیکہ آب مطلق غیر مشکوک کو نپاوے م نماز واحد مین جمع بین الوضوء و التیمم
احتیاط ہی نہ اداے واحد مین تو اگر گدھے کے جھوٹھے پانی سے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر وضو ٹوٹا اور اُسنے تیمم کیا اور وہی نماز پھر پڑھی تو جائز ہی یہی قول صحیح ہی
اگرچہ اداے واحد مین جمع نہ کیا کذا فی الطحطاوی و صح تقدیم ایہما شاء فی الاصح اور وضو اور تیمم مین جسکو چاہے مقدم کرے صحیح تر قول مین و لو تیمم و صلی ثم اراقہ لزمہ
اعادۃ التیمم و الصلوۃ لاحتمال طہوریتہ اور اگر تیمم کیا اور نماز پڑھی پھر گدھے کا جھوٹھا پانی گرا دیا تو اسپر تیمم کرنا اور وہی نماز کا پڑھنا لازم ہوگا اس پانی کے مطہر
ہونے کے احتمال سے یعنی تیمم کا اعتبار اُسوقت ہی جبکہ پانی مطہر نہو لہذا ایہان گرانے سے بعد نماز اور تیمم کا اعادہ لازم ہوا کیونکہ اسکا مطہر ہونا محتمل ہی
و یقدم التیمم علے نبیذ التمر علے المذہب المصحح المفتے بہ لان المجتہد اذا رجع عن قول لا یجوز الاخذ بہ اور تیمم کو مقدم کرنا چاہیے شربت خرما کی طہارت پر یعنے فقط تیمم
متعین ہی وضو اس سے جائز نہین بنا بر قول صحیح ٹھہرائے گئے مفتی بہ مذہب پر اسواسطے کہ مجتہد نے جبکہ رجوع کیا ایک قول سے تو اسپر عمل کرنا مقلد کو جائز نہین
م نبیذ خرما اس سے عبارت ہی کہ خرمے پانی مین ڈالے جاوین اور وہ پانی میٹھا اور سائل باقی رہے تو امام کا اول قول یہ تھا کہ نبیذ سے وضو متعین ہی یعنے تیمم کرنا
نچاہیے اور ابو یوسف نے کہا کہ فقط تیمم کرنا چاہیے اور محمد رح کے نزدیک جمع بین الوضوء و التیمم ہی اور نبیذ خرما جبکہ گاڑھا اور مسکر ہوجاے تو بالاتفاق وضو جائز
نہین شرح مجمع اور بحر الرائق مین ہی کہ امام کے نزدیک تیمم متعین ہی اسی قول کی طرف امام نے رجوع کیا ہی کہ تیمم کرے اس سے وضو نہ کرے یہی مذہب صحیح مختار ہی کذا فی
المنح المغفعاد و حکم العرق کسورہ اور پسینہ جھوٹھے کے مانند ہی حکم مین م اسواسطے کہ جھوٹھا مخلوط ہوتا ہی لعاب سے اور لعاب اور پسینہ دونون پیدا ہوتے ہین گوشت
سے تو ہر حیوان کا پسینہ اسکے جھوٹھے کے ساتھ معتبر ہی طہارت اور نجاست اور کراہت مین کذا فی المنح فعرق الحمار اذا وقع فی الماء صار مشکوکا علی المذہب کما
فی المستصفے تو گدھے کا پسینہ جبکہ پانی مین ٹپکا تو پانی مشکوک ہوگیا صحیح مذہب پر چنانچہ مستصفے مین مذکور ہی و فی المحیط عرق الجلالۃ عفو فی الثوب و البدن اور
محیط مین ہی کہ اونٹ وغیرہ ماکول اللحم نجاست خور کا پسینہ معاف ہی کپڑے اور بدن مین یعنے ہرچند نجس ہی مگر عفو ہی اور ظاہر تقیید اسپر دال ہی کہ پانی مین معاف
نہین و فی الخانیۃ انہ طاہر علے الظاہر اور فتاوی قاضی خان مین ہی کہ اسکا پسینہ پاک ہی ظاہر مذہب پر یعنی نجس معفو نہین اور ظاہر اسکے پڑنے سے پانی بھی پاک ہی کذا الاسلام

باب التیمم

یہ باب ہی تیمم کے احکام مین ثلثہ بہ تاسیا بالکتاب مصنف نے تیمم کو بعد وضو اور غسل کے تیسرے درجے مین مذکور کیا قرآن مجید کی پیروی سے م قرآن مجید مین

تیمم وہ مقام میں مذکور ہے سورہ نسا اور سورہ مائدہ میں سو حق تعالے نے پہلے وضو کو بیان کیا ہے تیمم کو سو مصنف نے بھی قرآن مجید کی اقتدا کی وہو من خصائص
ہذہ الامۃ بلا ارتیاب اور تیمم اس محمدی امت کی مخصوصات سے ہے بلا شبہہ یعنے اگلی امتوں کو اسکا حکم نہ تھا حق تعالے نے زیادہ رحمت سے ہم خاکساروں کے حق
میں خاک کو مطہر قرار دیا والحمد للہ علی ذلک وہو لغۃ القصد وشرعاً قصد صعید شرط القصد لانہ النیۃ مطہر تیمم لغت عرب میں بمعنی مطلق قصد کے ہے اور شرع کی اصطلاح
میں تیمم قصد کرنا ہے پاک کرنے والی مٹی کا مصنف نے قصد کو شرط کیا اسواسطے کہ قصد عبارت ہے نیت سے اور نیت تیمم میں فرض ہے م یہ تعریف تیمم کی مقبول نہیں
اسلیے کہ قصد تیمم میں شرط ہے نہ رکن فتح القدیر میں تعریف تیمم کی یوں مذکور ہے کہ تیمم نام ہے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے مسح کرنے کا پاک مٹی پر مار کے بشرط نیت
کذا فی النہر بحر الرائق میں کہا کہ یہی تعریف حق ہے اور قصد شرط ہے کیونکہ قصد کو نیت کہتے ہیں خرج الارض المتنجسۃ اذا جفت فانہا کالماء المستعمل مطہر کی قید سے ناپاک
مٹی جبکہ وہ خشک ہو جاوے تیمم کی تعریف سے خارج ہو گئی اسواسطے کہ وہ تو مستعمل پانی کے مانند پاک ہے مگر پاک کرنے والی نہیں ہے کہ تیمم اسپر درست ہو لیکن
نماز اسپر درست ہے واستعمالہ حقیقۃ او حکما لیعم التیمم بالحجر الاملس اور استعمال اسکا خواہ حقیقۃ ہو خواہ حکما تاکہ صاف پتھر پر تیمم کرنے کو شامل رہے م یہ جواب ہے سوال
مقدر کا تقریر اسکی یہ ہے کہ صاف چکنے پتھر پر تیمم جائز ہے اور حالانکہ اسمیں استعمال نہیں جواب دیا کہ اسپر دونوں ہاتھ کے رکھنے سے استعمال حکمی پایا گیا بصفۃ
مخصوصۃ قصد کرنا مطہر مٹی کا اور اسکا استعمال ایک خاص طور پر م طور خاص سے تیمم کی کیفیت مراد ہے وہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ مٹی پر مارے پھر انکو جھاڑے
پھر انسے چہرے کو ملے اسطرح پر کہ کچھ باقی نہ رہے پھر دونوں ہاتھ مٹی پر مارے پھر انکو جھاڑے پھر انسے دونوں ہاتھ کہنیوں تک ملے کذا فی المنح ہذا یفید ان الضربتین
رکن وہو الاصح الاحوط یہ یعنی بطور خاص نے اسکا فائدہ دیا کہ دو بار مٹی پر ہاتھ کا مارنا تیمم کا رکن ہے اور یہی قول صحیح تر اور زیادہ تر احتیاط والا ہے م بعضوں نے
ضربتین کو شرط کہا ہے اور صحیح یہ ہے کہ رکن ہے اسواسطے کہ حدیث میں وارد ہے التیمم ضربتان تو ضربتین تیمم کی ماہیت میں داخل ہیں ولہذا ابو شجاع نے کہا کہ اگر
بعد ضربہ حدث کیا قبل مسح کے تو اعادہ کرے اور اس مٹی سے مسح کرنا جائز نہیں اور اسی قول کو خلاصہ میں صحیح کہا ہے اور یہی مختار ہے شمس الائمہ کا اگرچہ
اسبیجابی کا قول اسکے مخالف ہے کذا فی المنح لاجل اقامۃ القربۃ خرج التیمم للتعلیم فانہ لا یصلے بہ تیمم کرنا بہ صفت خاص چاہیے عبادت کے ادا
کرنے کے واسطے اس کہنے سے تعلیم قرآن کا تیمم خارج ہو گیا اسلیے کہ اس تیمم سے نماز جائز نہیں م اسواسطے کہ جواز نماز کے حق میں شرط ہے اس عبادت
مقصودہ کی نیت کرنا کہ وہ بدون طہارت کے صحیح نہیں اور تعلیم تو بدون طہارت کے بھی صحیح ہے کذا فی الطحطاوی ورکنہ شیئان الضربتان والاستیعاب
اور تیمم کی رکن دو چیزیں ہیں ضربتین یعنے دو بار مٹی پر ہاتھ مارنا اور تمام اعضاء تیمم پر ہاتھ پھیرنا وشروطہ ستۃ النیۃ والمسح وکونہ بثلث اصابع فاکثر
والصعید وکونہ مطہرا وفقد الماء اور تیمم کی چھ شرطیں ہیں ایک نیت ۲- مسح ۳- تین یا زیادہ انگلیوں سے مسح کرنا ۴- مٹی ۵- مٹی کا مطہر ہونا ۶- پانی
کا نہ پانا م فقدان آب عام ہے حقیقی ہو چنانچہ اسوقت پانی کا اصلا نہ ہونا یا فقدان حکمی ہو چنانچہ بیماری سے پانی کا استعمال نہ کر سکنا وسننہ ثمانیۃ الضرب
بباطن کفیہ واقبالہما وادبارہما ونفضہما وتفریج اصابعہ وتسمیۃ وترتیب وولاء اور تیمم کی سنتیں آٹھ ہیں اول باطن کفین یعنے دو ہتھیلیوں کو اندر
کی طرف سے مٹی پر مارنا ۲- ہتھیلیوں کو مٹی پر رکھ کر آگے کھینچنا ۳- انکو مٹی پر رکھے ہوئے پیچھے ہٹانا کذا فی النہر الفائق ۴- انکو جھاڑنا ۵- مٹی پر
رکھنے کے وقت انگلیوں کو کشادہ رکھنا تاکہ غبار انکے مابین میں آجاوے ۶- بسم اللہ کہنا بطور وضو کے ۷- ترتیب یعنے اول منہ کو مسح کرنا پھر داہنے ہاتھ
پھر بائیں ہاتھ کو ۸- پے درپے بلا توقف مسح کرنا اسطرح کہ اگر پانی کا استعمال ہوتا تو عضو متقدم خشک نہ ہوتا کذا فی الطحطاوی وزاد ابن وہبان فی الشروط الاسلام
وزدتہ وضممت ستۃ الثانیۃ فے بیت اخر وغیرت شطر بیتہ الاول فقلت ٥ والاسلام شرط عذر وضرب ونیۃ ومسح بتیمم صعید مطہر :: وسننہ سمی وبطن و
وجہ :: ونفض ورتب وآل اقبل وتدبر :: اور ابن وہبان نے وہبانیہ منظومہ میں تیمم کی شروط میں اسلام کو زیادہ کیا سو میں نے بھی اسکو زیادہ کیا
اور تیمم کی آٹھ سنتوں کو دوسری بیت میں ملا دیا اور اسکی بیت کے نصف اول کو بدل ڈالا سو میں نے یوں کہا ہے اور اسلام شرط ہے تیمم کے وقت

اوڑ عذر شرط ہی تیمم کی یعنے پانی کا نہونا یا بیماری اوڑ ضرب کفین اوڑ نیت اوڑ مسح کرنا اوڑ سارے اعضاء تیمم پر ہاتھ پھیرنا اوڑ مٹی کا ہونا اور اُسکا مطہر ہونا شرط ہی
اور سنتین تیمم کی یہ ہین کہ اول تیمم کرنے والے بسم اللہ کہے اوڑ باطن کفین سے ضرب کرے اوڑ انگلیون کو کشادہ رکھے اوڑ ہتھیلیون کو جھاڑے اوڑ ترتیب کے ساتھ تیمم کرے
اوڑ پے در پے بلا توقف تیمم کرے اوڑ مٹی پر ہاتھ رکھکر آگے کھینچے اوڑ پیچھے ہٹاوے اور منجملہ شروط تیمم کے جنسے اہل تصانیف نے غفلت کی انقطاع حیض اور نفاس ہی اور
زائل کرنا مانع مسح کا چنانچہ موم اور چربی کا اعضاء تیمم پر ہونا کذا فی الطحطاوی من عجز مبتدا خبرہ تیمم عن استعمال الماء المطلق الکافی لطہارتہ لصلوٰۃ تفوت
الی خلف لبعدہ ولو مقیما فی المصر میلا جو شخص کہ عاجز ہو اس آب مطلق کے استعمال سے جو کافی ہی اسکی طہارت کو اس نماز کے واسطے جو فوت ہوتی ہی اپنا خلیفہ
چھوڑکر اُسکا عاجز ہونا پانی کے بعید ہونے سے ہی ایک میل اگرچہ وہ شخص شہر کا مقیم ہو شارح نے کہا من عجز مبتدا ہی اور تیمم اسکی خبر ہی جو آگے آویگا چند سطر کے بعد
م آب مطلق اور کافی کی قید اسواسطے لگائی کہ آب مقید اور غیر کافی بمنزلہ معدوم کے ہی اگر اتنا پانی ہو کہ فقط وضو یا فقط ازالہ نجاست کو جو کپڑے مین نماز کی مانع ہی
کفایت کرتا ہی تو اس سے کپڑا دھووے اور وضو کے عوض تیمم کرے سب کے نزدیک اور اگر وضو کرکے نجس کپڑے سے نماز پڑھیگا تو نماز ادا ہو گی مگر گنہگار ہوگا چنانچہ
بحر الرائق مین ہی خانیہ سے اور جو نماز کہ خلیفہ چھوڑکر فوت ہوتی ہی وہ پنجگانہ نماز ہی جسکا خلیفہ قضا ہی اور نماز جمعہ ہی جسکا خلیفہ ظہر ہی اور جس نماز کا خلیفہ کوئی نہین وہ
نماز جنازہ اور عیدین ہی تو نماز جنازہ اور عیدین کے واسطے تیمم کرنا درست ہی اگرچہ پانی موجود ہو شارح نے مقیم شہر کو اسواسطے شامل کرلیا کہ تیمم کی شرط عدم آب
ہی پھر جہان یہ شرط متحقق ہو وہین تیمم جائز ہی سفر ہو یا اقامت چنانچہ یہ مسئلہ اسرار مین مصرح ہی خانیہ مین ہی کہ قلیل سفر اور کثیر تیمم مین برابر ہی وتمامہ فی
الطحطاوی اربعۃ آلاف ذراع وہو اربع وعشرون اصبعا وہی ست شعرات ظہر البطن وانہ ست شعرات بغل میل چار ہزار گز ہی اور گز ۲۴ انگل کا ہی اور
انگلی چھ جو کی ہی اسطرح کہ ایک جو کی پیٹھ دوسرے جو کے پیٹ سے ملی ہو اور جو خچر کے چھ بالون کا ہی اولمرض یشتد او یمتد بغلبۃ ظن او قول حاذق مسلم ولو بتحرک
یا عاجز ہو پانی کے استعمال سے اُس بیماری کے سبب سے جو سخت ہوتی ہی یا دراز ہو جاتی ہی بظن غالب یا طبیب کامل مسلمان کے کہنے سے اگرچہ شدت
مرض اور امتداد حاصل ہوتا ہو حرکت کرنے سے م یعنی جب بیمار کو ظن غالب ہو کہ اگر مین وضو یا غسل کرونگا تو بیماری تیز ہو گی یا طول کھینچیگی یا طبیب حاذق
مسلم یہی بتا دے تو تیمم کرنا جائز ہی اسی طرح اگر بیمار کے پاس پانی نہین ہی اور اُسکے پانون مین سخت پھوڑا یا نہروا ہی اور وہ یہ ظن غالب جانتا ہی کہ مین اُٹھکر
پانی لاؤنگا تو بیماری دراز ہو گی تو اب بھی تیمم اسکو جائز ہی او لم یجد من یوضیہ یا بیمار نے نہ پایا اسکو جو اُسکو وضو کراوے اور وہ خود وضو کرنے کی طاقت نہین
رکھتا فان وجد ولو باجر المثل ولہ ذلک لا تیمم فی ظاہر المذہب کما فی البحر پھر اگر بیمار وضو کرانے والے کو پاوے اگر دستور کے موافق مزدوری دیکر
ملتا ہو اور اُسکو مزدوری دینے کی طاقت ہی تو ایسا بیمار تیمم نہ کرے ظاہر مذہب مین چنانچہ بحر الرائق مین ہی وفیہ لا یجب علی احد الزوجین توضی صاحبہ او تعہدہ
وفی مملوک یجب اور بحر الرائق مین ہی کہ زوجین مین سے ایک پر وضو کروانا دوسرے کا یا خبرگیری اُسکی واجب نہین اور لونڈی غلام مین واجب ہی یعنے
مالک مملوک کی خبرگیری کرے اور مملوک مالک کی او برد یہلک الجنب او یمرضہ ولو فی المصر اذا لم یکن لہ اجرۃ الحمام ولا ما یدفیہ یا عاجز ہو اس سردی سے
جو جنابت والے کو ہلاک کرتی ہی یا بیمار کرتی ہی اگرچہ جنب شہر مین ہو جبکہ اُسکے پاس حمام مین نہانے کی مزدوری نہو اور نہ وہ چیز جو غسل کرنے والے
کو گرم کردے یعنے پانی گرم کرنے کا سامان نہو اور نہ مکان محفوظ اور نہ ایسا لباس م شارح نے جنب کی قید اسواسطے لگائی کہ سردی کے خوف سے
وضو کو چھوڑکر تیمم کرنا جائز نہین صحیح قول مین مصفی مین اسپر اجماع نقل کیا ہی اسواسطے کہ یہ تو فقط وہم ہی کیونکہ وضو مین ہلاکی یا تندرست کی بیماری
نہین ہوتی عادت مین کذا فی البحر وما قیل انہ فی زماننا یتحیل بالعدۃ فما لم یاذن بہ الشرع اور وہ قول جو کسی نے کہا کہ جو جنب ہلاکی سے ڈرے
وہ ہمارے زمانے مین حمام کے نہانے کے واسطے حیلہ کرے مزدوری دینے کا وعدہ کرے سو یہ بات اس قسم سے ہی جسکی شرع شریف نے اجازت نہین
دی یعنے جو مفلس ہو وہ معذور ہی تیمم کرے اس حیلہ گری کی کچھ حاجت نہین نعم لو کان لہ مال غائب یلزمہ الشراء نسیۃ والا لا ان اگر اُس شخص کا

مال اسوقت موجود نہو تو اسکو لازم نہین خرید کرنا او عدم پاس چیز کا جو سردی کو دفع کرے اور اگر مطلق مال نہو تو خرید لازم نہین وہ معذور ہی تیمم کرلے و خوف
عدو کحیۃ او نار علی نفسہ ولو من فاسق او حبس غریم او مالہ ولو امانۃ یعنی عاجز ہو پانی کے استعمال سے دشمن کے خوف سے اپنی جان پر خواہ دشمن آدمی ہو یا غیر
آدمی چنانچہ سانپ یا آگ کا ہونا پانی کے پاس اگرچہ ہو خوف عورت کو مرد فاسق سے کہ پانی کے پاس ہی یا خوف ہو قرض خواہ کے گرفتار کرلینے سے یا خوف
ہو اپنے مال پر اگرچہ اسکے پاس کا مال بطریق امانت کے ہو ع اگر مدیون مفلس ہی تو خوف حبس کا البتہ عذر ہی اور اگر مقدور والا ہی تو عذر نہین اسواسطے کہ وہ
ظالم ہی ادائے قرض مین دیر لگانے سے ثم ان نشاء الخوف لسبب وعید عبد اعاد الصلوٰۃ والا لا لانہ سماوی پھر اگر خوف ہوا ہی بندے کے ڈرانے سے تو
تیمم بعد زوال کے نماز کو پھر پڑھے اور اگر بندہ کی طرف سے نہین ہی تو اعادہ نہ کرے اسواسطے کہ وہ خوف آسمانی ہی یعنے خدا کی طرف سے ہی کذا فی البحر بحثا م خلاصہ
اور خانیہ مین ہی کہ اگر اسیر مسلم کو کافر نے وضو اور نماز سے منع کیا تو تیمم کرے اور اشارہ سے نماز پڑھے پھر نماز کا اعادہ کرے جب چھوٹے اور اسی طرح جبکہ مالک نے
کہا اپنے غلام سے کہ جب تو وضو کریگا تو تجھکو قید کرونگا یا قتل کرونگا تو وہ تیمم سے نماز پڑھے پھر اعادہ کرے محبوس کے مانند اسواسطے کہ تیمم کی طہارت مانع وجوب
اعادہ مین ظاہر نہین کذا فی الطحطاوی او عطش ولو لکلبہ او رفیق القافلۃ حالا او مآلا یا عاجز ہو بالفعل یا بالقوہ کی تشنگی کے خوف سے اگرچہ اپنے کتے یا
رفیق قافلہ کی تشنگی کا خوف ہو م جس پانی کی دفع عطش کے واسطے حاجت ہی وہ بمنزلہ معدوم کے ہی خواہ اپنی پیاس ہو یا اپنے جانور کی یا اہل قافلہ کی آشنا
ہو یا اجنبی تو ان صورتون مین باوجود پانی کے تیمم جائز ہی وکذا العجین او ازالۃ نجس کما یجئی اور تشنگی کے مانند ہی آٹا گوندھنا یا بدن اور کپڑے سے نجاست کا
دور کرنا چنانچہ اسکا بیان عنقریب آویگا وقید ابن الکمال عطش دوابہ بتعذر حفظ الغسالۃ لعدم الاناء اور ابن کمال نے چوپایون کی تشنگی کے خوف کو مقید
کیا ہی تعذر حفظ غسالی کے ساتھ برتن کے نہونے سے یعنے وضو اور غسل کا غسالہ برتن کے ہونے سے رہ سکتا ہو تو تیمم جائز نہین اسواسطے کہ انکی دفع تشنگی غسالہ
مذکورہ سے ممکن ہی اور اگر برتن نہو تو جانور کے واسطے پانی رکھے اور آپ تیمم کرے وفی السراج للمضطر اخذہ قہرا و قتالہ اور سراج مین ہی کہ مضطر کو یعنے جو شخص کہ
پیاس کے مارے مرتا ہو تو اسکو دوسرے شخص کا پانی زبردستی لینا اور اگر وہ نہ دے تو اس سے لڑنا جائز ہی بشرطیکہ پانی کا مالک بوجہ تشنگی پانی کی طرف حاجتمند نہو
ورنہ وہی مقدم ہی غیر سے کذا فی البحر فان قتل رب الماء فہدر پھر اگر لڑائی مین پانی کا مالک مارا گیا تو اسکا خون رائگان ہی یعنے نہ اسمین قصاص ہی نہ خون بہا
نہ کفارہ کذا فی البحر وان المضطر ضمن بقود او دیۃ اور اگر مضطر مارا گیا تو پانی کا مالک ضامن ہوگا قصاص یا دیت کا یعنے اگر قتل عمد ہی تو قصاص ہی اور اگر
شبہ عمد یا خطا یا جاری مجرای خطا ہی تو عاقلہ پر دیت ہی اور قاتل پر کفارہ کذا فی البحر او عدم آلۃ طاہرۃ یستخرج بہا الماء یا عاجز ہو پانی کے استعمال سے
بسبب نہونے اس پاک سامان کے جس سے پانی نکالا جاوے م یعنے جب کنوئین مین پانی ہو اور رسی اور ڈول نہو تو عاجزی ثابت ہوئی کنوئین کا وجود اور
عدم برابر ہی اور اگر ڈول ناپاک ہو تو بھی اسکا وجود اور عدم برابر ہی تیمم جائز ہی لم یجز ولو شاشا تیمم جائز نہین اگرچہ تھوڑا تھوڑا پانی نکل سکتا ہو م اور یہی کے
مانند رومال اور کپڑا ہی یعنی اگر کپڑا لٹکا کر کچھ پانی نکلنا ممکن ہو تو اسکو نچوڑ کر وضو کرنا لازم ہی اگرچہ پورا وضو چند مرتبہ لٹکانے سے متصور ہو ایسی صورتین تیمم
جائز نہین وان نقص بالولاۃ او شقہ نصفین قدر قیمۃ الماء تیمم جائز نہین اگرچہ کپڑا وغیرہ کنوئین مین لٹکانے یا اسکے دو ٹکڑے کرنے سے بقدر قیمت پانی کے
ناقص اور خراب ہو جاوے م صورت اسکی یہ ہی کہ مثلاً کچے رنگ کی پگڑی ہی کہ پانی مین ڈالنے سے بدرنگ ہو کر کم قیمت ہو جاتی ہی یا دوپٹہ وغیرہ ہی کہ نصفا
نصف پھاڑنے سے پانی تک پہونچتا ہی تو اگر پگڑی یا دوپٹہ کا نقصان اسقدر ہی جسقدر سے پانی خرید ہو سکتا ہی تو تیمم جائز نہین پانی نکال کر طہارت کرے اور اگر پانی کی
قیمت سے زیادہ تر نقصان لازم آتا ہی تو تیمم جائز ہی طحطاوی نے کہا کہ یہ مسئلہ ہمارے مذہب مین منصوص نہین ہی بلکہ شافعی مذہب مین مذکور ہی توشیح مین کہا ہی کہ یہ
ہمارے مذہب کے قواعد کے موافق ہی کما لو وجد من ینزل الیہ باجر چنانچہ اگر پاوے اس شخص کو جو کنوئین مین اترے اور پانی لاوے مزدوری کے بدلے
یعنے اگر اجرت مثل لے تو اجرت دینا لازم ہی اور تیمم جائز نہین اور اگر زیادہ مانگے دستور سے تو تیمم بلا اعادہ جائز ہی کذا فی البحر تیمم لہذہ

الاعذار کلہا عاجز مذکور تیمم کرے ان سب عذرون سے یعنے میل بھر کا پانی دور ہونا یا بیماری یا سردی یا خوف دشمن یا خوف تشنگی یا عدم آلہ آب کشی ہر واحد علت مستقلہ ہی جواز تیمم کی تیمم لعدم الماء ثم مرض مرضا یبیح التیمم لم یصل بذلک التیمم لان اختلاف اسباب الرخصۃ یمنع الاحساب بالرخصۃ الاولی فقصیر الاولی کان لم یکن جامع الفصولین فلیحفظ تو اگر ایک شخص نے تیمم کیا پانی کے نہونے سے پھر اسکو ایسی بیماری ہو گئی جسکے سبب سے تیمم کرنا اسکو مباح ہو گیا تو اس تیمم سے نماز نہ پڑھے اسواسطے کہ رخصت کے اسباب کا متغیر ہونا اور بدلنا پہلے رخصت کی شمار کرنے اور کفایت کرنے کو مانع ہوتا ہی اور پہلے رخصت اجازت شرعی ۱۲ اسطرح ہو جاتی ہی گویا کہ وہ وجود ہی نہ تھی ایسا مذکور ہی جامع الفصولین مین تو اسکو یاد رکھنا چاہیے م رخصت سے مراد یہان تیمم ہی اور اسباب سے مراد بعد اور مرض اور خوف عدو اور عطش اور فقدان آلہ ہی جامع الفصولین سے مراد وہ کتاب ہی جو فصول عمادی اور فصول استروشنی کی جامع ہی مستوعبا وجہہ حتی لو ترک شعرۃ او وترۃ منخرۃ لم یجز تیمم کرے اپنے چہرے کو پورا مسح کرکے یہانتک کہ اگر ایک بال کو یا اپنے نتھنے کے کنارے کو یا حجاب بین المنخرین کو مسح کرنے سے چھوڑ دیگا تو تیمم جائز نہوگا کذا فی الطحطاوی ویدیہ فینزع الخاتم والسوار او یحرک بہ یفتی مع مرفقیہ فیمسحہ الاقطع اور پورا مسح کرے اپنے دونون ہاتھون کا تو انگوٹھی اور کنگن کو نکال ڈالے مسح کے وقت تاکہ مسح سے وہ مقام باقی نہ رہے یا اسکو حرکت دے یعنے اپنے مقام سے ہٹا دے اسی کا فتوے ہی یعنی وضو کی طرح یہان فقط تحریک کافی نہین بدون مسح کرنے تحت کے ہاتھون کا مسح کرے دو کہنیون کے ساتھ تو جسکا ہاتھ کٹا ہی اور کچھ کہنی باقی ہی تو اسکا بھی مسح کرے بضربتین ولو من غیرہ تیمم کرے دو بار مٹی پر ہاتھ مارکے اگرچہ ضربتین تیمم کی غیر سے صادر ہون یعنے اگر کوئی دوسرے کو تیمم کرا دیوے اسکو بھی ضربتین کافی ہین اسطرح کہ ایک بار سے اسکے چہرے کو مسح کرے اور دوسرے مار ایک ہاتھ سے ایک ہاتھ کو مسح کرے اور دوسری بار دوسرے ہاتھ کو م حاکم اور طبرانی اور دار قطنی نے جابرؓ سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (التیمم ضربتان ضربۃ للوجہ وضربۃ للذراعین الی المرفقین) یعنے اہل حدیث اس حدیث کو ضعیف کہتے ہین لیکن حاکم نے اسکی تصحیح کی ہی اور دار قطنی نے کہا کہ اسکے راوی سب ثقات ہین معلوم کرنا چاہیے کہ تیمم مین احادیث مختلف اور متعارض ہین بعضی حدیث مین ضربتین ہی اور بعضی مین ضربۃ واحدہ اور بعضی مین مطلق ضرب اور بعضی مین کفین اور بعضی مین یدین الی المرفقین اور بعضی مین یدین مطلق اور لیا احادیث ضربتین اور مرفقین کو چنانچہ امام اعظم کا مذہب ہی اقرب بہ احتیاط اور عمل بہ احادیث طرفین ہی اسواسطے کہ ضربتین مین ضربہ داخل ہی ایک بار ہاتھ مارنا ۱۲ اور مسح ذراعین تا مرفقین مین مسح تا کفین داخل ہی دون العکس کذا فی شرح سفر السعادۃ للدہلوی وما یقوم مقامہا کما فی الخلاصۃ وغیرہا لو حرک راسہ او ادخلہ فی موضع الغبار بنیۃ التیمم جاز والشرط وجود الفعل منہ یا تیمم کرے اس فعل سے جو قائم مقام ہی ضربتین کے یہ تعمیم ہے اسواسطے کی کہ خلاصہ وغیرہ مین ہی کہ اگر تیمم کرنے والے نے اپنے سر کو ہلایا یعنے سر کو چہرے کے ساتھ گرد و غبار کے اندر رکھے ہوئے ہلایا یا اپنا سر غبار کے مقام مین داخل کرد یا تیمم کی نیت سے تو جائز ہی اور جواز شرط کی شرط وجود فعل کا ہی تیمم کرنے والے سے خواہ وہ فعل مسح ہو یا ضرب یا غیر ضرب کذا فی البحر تو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ضرب تیمم کا رکن نہین معلوم کرنا چاہیے کہ اکثر کتابون مین ذکر ضرب کا واقع ہی اور اصل یعنے مبسوط مین وضع مذکور ہی نہ ضرب تو ابن شجاع نے کہا کہ ضرب رکن ہی تو اگر بعد ضرب کے حدث واقع ہوا یا بعد ضرب کے نیت کی تو کافی نہین اور اسبیجابی نے کہا کہ ضرب رکن نہین تو اگر بعد ضرب کے حدث واقع ہوا یا بعد اسکے نیت کی تو کافی ہی فتح القدیر مین ہی کہ بنظر دلیل کے ضرب کا اعتبار نہین اسواسطے کہ قرآن مجید مین فقط مسح مامور ہی اور یہ جو حدیث مین آیا ہی کہ التیمم ضربتان تو یا اعم من المسحتین مراد ہی یا بنظر غالب عادت کے ہی تو شارح نے اس مقام مین فتح القدیر کی تحقیق کو اختیار کیا کذا فی الطحطاوی ولو جنبا او حائضا طہرت لعادتہا او نفساء تیمم کرے اگرچہ تیمم کرنے والا جنب ہو یا وہ حائض جو پاک ہو گئی اپنی عادت کے موافق یا زچہ ہو م جنب کو تیمم جائز ہی عمار یاسر کی حدیث کی دلیل سے جو صحاح ستہ مین صراحۃً مروی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو تیمم کرنے کا حکم کیا حالانکہ وہ جنب تھے اور حائض اور زچہ ملحق بہ جنب ہین جواز تیمم مین کذا فی النہر بطاہر من جنس الارض وان لم یکن علیہ نقع ای غبار تیمم کرے اس پاک کرنے والی چیز سے جو زمین کی جنس سے ہی اگرچہ اسپر گرد

اور غبار نہو م زمین کی جنس سے مراد وہ چیز ہی جو آگ سے پگھلے اور نہ راکھ ہو جائے جلکر چنانچہ پتھر اور گچ اور چونہ اور سرمہ اور گیرو اور ہرتال اور گندھک اور یاقوت
اور زبرجد اور فیروزہ اور عقیق اور ریتا اور پختہ اینٹ اور پہاڑ کے نمک مین یعنے سیندھا لون مین دو روائتین ہین مگر جواز تیمم پر فتوی ہی چنانچہ تجنیس مین ہی تو درخت
اور شیشہ جو ریت اور ریگ سے بنتا ہی جنس ارض سے خارج ہو گیا الحاصل جو منطبع اور منترمد نہو وہ جنس ارض سے ہی اسپر تیمم کرنا جائز ہی ورنہ جائز نہین
کذا فی الطحطاوی فلو لم یدخل بین اصابعہ لم یحتج الی الضربۃ الثالثۃ للتخلل تو اگر غبار داخل نہوا انگلیون کے اندر تو تیسری بار ہاتھ مارنے کے خلال کرنے کے
واسطے حاجت نہین بلکہ خلال کرے بدون ضرب کے اور یہ مراد نہین کہ اصلا خلال نہ کرے اسلیے کہ استیعاب مسح پوری حقیقت ہی تیمم کی چنانچہ منیہ اور
اسکی شرح مین ہی اور یہی ظاہر الروایہ ہی اور عالمگیری مین ہی کہ اگر غبار انگلیون مین داخل نہو تو تخلیل اصابع واجب یعنی فرض ہی اور صحیح یہ ہی کہ کف کا
مسح کرنا ضرور نہین بلکہ ضرب کف کافی ہی کذا فی الطحطاوی وعن محمد یحتاج الیہا اور محمد رح سے روایت یہ ہی کہ اگر غبار داخل نہو تو تیسری ضرب کی حاجت
ہی لو تیمم غیرہ یضرب ثلثا للوجہ والیمنی والیسری قہستانی ہان اگر دوسرے کو تیمم کرا دے تو تین بار ہاتھ زمین پر مارے ایک چہرے کے واسطے اور دوسری
بار داہنے ہاتھ کے واسطے اور تیسری بار بائین ہاتھ کے لیے ایسا کہا ہی قہستانی شارح نقایہ نے **وبہ مطلقا عجز** عن التراب او لا انہ تراب رقیق اور
غبار سے ہر طرح تیمم جائز ہی مٹی ملے یا نہ ملے اسواسطے کہ غبار تو باریک مٹی ہی فلا یجوز بلؤلؤ ولو مسحوقا لتولدہ من حیوان البحر لا بمرجان ایضا لشبہہ بالنبات
لکونہ اشجارا نابتۃ فی قعر البحر کما حررہ المصنف جب تیمم کے واسطے جنس زمین کا ہونا شرط ہوا تو تیمم جائز نہین موتی سے اگرچہ وہ پسا ہوا ہو اسواسطے کہ اسکی
پیدائش ہی سمندر کے جانور سے اور مونگے سے بھی تیمم جائز نہین کہ وہ روئیدگی کے مشابہ ہی اسواسطے کہ مونگا ان درختون مین ہی جو سمندر کی تہ مین جمتے
ہین ایسی تحریر اور تنقیح کی ہی مصنف نے اپنی شرح مین م یہ رد ہی صاحب بحر پر اسواسطے کہ انھون نے فتح القدیر سے عدم جواز تیمم کا مونگے سے نقل کیا تھا اسکے بھروسے
حکم کیا اسواسطے کہ غایۃ البیان اور توشیح اور عنایہ اور محیط اور معراج الدرایہ اور تبیین مین جواز ثابت ہی مصنف نے اپنی شرح مین کہا ظاہر ایہ سہو نہین اسواسطے
کہ عدم جواز کی وجہ یہ ہی کہ مونگا منعقد ہوتا ہی پانی سے موتی کے مانند بدلیل شہادت اہل تجربہ اور جو جواز کے قائل ہین وہ اسکو اجزاء ارض سے سمجھتے ہین کذا فی الطحطاوی
منحصر او لا منطبع کفضۃ وزجاج اور تیمم جائز نہین اس چیز سے جو آگ سے گداختہ ہو یعنی پگھل جائے جیسے چاندی اور کانچ جو منترمد بالاحتراق اور نہ راکھ ہو جانیوالی
چیز سے جو آگ سے جلکر راکھ ہو جائے چنانچہ درخت الا اذا احترق فیجوز کحجر مدقوق او مغسول او حائط مطین او مجصص او اوان من طین غیر مدھونۃ وطین غیر مغلوب بماء
مگر پتھر کی راکھ سے تو تیمم جائز ہی جیسے جائز ہی کٹے پتھر یا دھوئے صاف پتھر سے یعنے اگرچہ اسپر غبار نہو اور جائز ہی کہگل کی ہوئی یا گچ لگائی ہوئی دیوار سے اور مٹی کے
برتنون سے جو روغنی نہین اور گیلی مٹی سے جو پانی سے مغلوب نہین م تو ظرف چینی سے تیمم جائز نہین اسواسطے کہ اسپر کانچ کا روغن ہوتا ہی ہان اگر جنس ارض
سے انپر روغن ہو چنانچہ گیرو وغیرہ تو جائز ہی چنانچہ بحر الرائق سے مستفاد ہوتا ہی اور گیلی مٹی جسکو گارا اور بخشاوتے ہین اگر اسمین پانی غالب ہی مٹی پر یا برابر ہی
تو اس سے تیمم جائز نہین چنانچہ متن مین مذکور ہی کہ غالب چیز کا حکم ہی لکن لا ینبغی التیمم بہ قبل خوف فوت وقت لئلا یصیر مثلۃ بلا ضرورۃ لیکن گیلی مٹی سے تیمم کرنا
فوت ہو جانے کے ڈر سے پہلے نہ چاہیے تاکہ بدشکل نہو جائے بھبوت ملکر بدون ضرورت کے م یعنے گیلی مٹی سے تیمم خلاف اولی ہی اور اگر کر لیگا تو جائز ہی
ولوالجیہ مین ہی کہ اگر مسافر گارے کی جگہ مین ہو اور صعید یعنے خشک مٹی نپاوے تو اپنا کپڑا جھاڑ کر تیمم کرے اگر اسپر غبار ہو اور اگر غبار نہو تو اپنے کپڑے مین گیلی
مٹی لگا دے جب وہ خشک ہو تو تیمم کرے کذا فی النہر ومعادن فی محالہا فیجوز بتراب علیہا جیسے جائز ہی تیمم کان کی چیزون سے جو اپنے اصلی مکانون مین ہین یعنے
جب تک انکو خاک سے جدا نہین کیا چنانچہ خاک آمیختہ سونا اور چاندی اور لوہا کھان کا تو تیمم انپر جائز ہی بسبب اس مٹی کے جو اسپر لپٹی ہی
کذا فی النہر وقیدہ الاسبیجابی بان یستبین اثر التراب بمد یدہ علیہ وان لم یستبن لم یجز اور معدن مین جواز تیمم کے واسطے اسبیجابی نے یہ قید لگائی کہ مٹی کا
اثر ظاہر ہو اسپر دونون ہاتھ پھیلا کر اور اگر مٹی کا اثر ظاہر نہو تو معادن سے تیمم کرنا جائز نہین وکذا کل ما لا یجوز التیمم علیہ کحنطۃ وجوخۃ فلیحفظ اور مثل

معادن کے ہر ایک وہ چیز ہو جسپر تیمم جائز نہین مانند گیہون اور نبات کے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ خوب بات ہو کذا فے النہر م فتاوے عالمگیری مین
محیط سے منقول ہو کہ غبار سے تیمم کرنے کی یہ صورت ہو کہ اپنے دونون ہاتھ مارے کپڑے یا مانند یا تکیہ مین اور مانند اُسکے اعیان طاہرہ مین جنپر غبار ہو پھر جبکہ
غبار اُسکے ہاتھون پر پڑے تو تیمم کرے یا اپنا کپڑا جھاڑے تاکہ غبار نکلے پھر اپنا ہاتھ اُٹھاوے غبار مین ہوا کے اندر سو جبکہ غبار ہاتھون پر پڑے تو تیمم کرے
والحکم للغالب لو اختلط تراب بغیرہ کذہب وفضۃ ولو سبوکین اور حکم ہو غالب چیز کا یعنے غالب چیز کا اعتبار ہو اگر مٹی ملی ہو دوسری
چیز سے جسپر تیمم جائز نہین چنانچہ سونا اور چاندی اگرچہ دونون گداختہ ہون اور مٹی سے صاف ہو گئے ہون م شارح اس تعمیم مین شرح مصنف کا تابع
ہوا اور مصنف نے اُسکو بحر الرائق عن المحیط نقل کیا لیکن مین نے جو بحر الرائق کو دیکھا تو اسمین محیط سے یہ تفصیل مذکور ہو کہ اگر تیمم کیا سونے یا چاندی سے
اگر وہ مسبوک یعنے گداختہ ہون تو جائز نہین اور اگر گداختہ نہین اور مختلط ہین مٹی سے اور غلبہ مٹی کو ہو تو جائز ہو اور یہ اسمین مذکور نہین کہ جب گداختہ
ہون اور مٹی کے ساتھ ہون اور زیلعی مین ہو کہ تیمم جائز ہو سونے اور چاندی اور لوہے اور تانبے سے اور مانند اُنکے جبتک کہ وہ زمین پر ہین اور اُنسے کوئی
چیز نہین بنائی گئی اور بعد گداختگی تیمم جائز نہین کذا فے الطحطاوی وارض محترقۃ فلو الغلبۃ لتراب جاز والا لا خانیۃ اور جلی مٹی راکھ سے ملے
تو اگر مٹی غالب ہو راکھ سے تو تیمم جائز ہو اور اگر غالب نہین یعنے مغلوب یا برابر ہو تو تیمم جائز نہین کذا فے الخانیہ م یعنے زمین پر کا جھاڑ بوٹا جل گیا
اور اسکی مٹی سے مل گیا تو غالب کا اعتبار ہو اور اگر مٹی جلی بدون اختلاط کسی چیز کے یہانتک کہ سیاہ ہو گئی تو اس سے تیمم جائز ہو اسواسطے کہ احتراق سے
مٹی کا رنگ بدل گیا نہ اُسکی ذات کذا فی الطحطاوی ومنہ علم حکم المساوی اور خانیہ کی تقیید غلبہ تراب سے معلوم ہو گیا برابر کا حکم یعنے اگر مٹی برابر ہو
دوسری چیز سے تو تیمم جائز نہین اسواسطے کہ مٹی غالب نہین وجاز قبل الوقت ولاکثر من فرض وجاز لغیرہ کالنفل لانہ بدل مطلق عندنا لا ضروری
اور تیمم جائز ہو نماز کے وقت سے پہلے اور ایک تیمم چند فرضون کے واسطے اور تیمم جائز ہو غیر فرض کے لیے چنانچہ نفل کے واسطے اسواسطے کہ تیمم مطلق بدل ہو
وضو اور غسل کا ہمارے نزدیک نہ ضروری بدل م یعنے جبکہ پانی نہو تو تیمم بدل مطلق ہو اور اس سے حدث مرتفع ہو جاتا ہو باوجود آب اور یہ نہین کہ وہ نماز
کو مباح کر دیتا ہو باوجود قائم ہونے حدث کے اور شافعی کے نزدیک تیمم بدل ضروری ہو اور مبیح نماز ہو حالانکہ حدث حقیقۃً موجود ہو تو اُنکے نزدیک قبل
وقت کے جائز نہین اور اس ایک فرض سے زیادہ نماز جائز نہین اور ہمارے نزدیک فرض اور نفل جو چاہے پڑھے کذا فی المنح وجاز لخوف فوت صلوۃ جنازۃ
ای کل تکبیراتہا ولو جنبا او حائضا اور تیمم جائز ہو نماز جنازہ کی فوت ہو جانے کے خوف سے یعنے تکبیرون کے فوت ہونے کے ڈر سے اگرچہ تیمم کرنے والا
جنب یا حائض ہو م اور اگر فوت ہونے کا خوف نہو اسطرح پر کہ ایک ہی شخص نماز جنازہ کا واقف ہو اور جبکہ وضو کرنے جائیگا تو اُسکا انتظار ہو گا تو اُسکو
تیمم جائز نہین اور اگر معلوم کرے کہ وضو کرنے مین بعض تکبیرات مین شریک ہو گا تو بھی اُسکو تیمم جائز نہین اسواسطے کہ باقی ادا کرنا تنہا اُسکو ممکن ہو کذا فی
البحر عن البدائع ولو جی باخری ان امکنہ التوضی بینہما ثم زال تمکنہ اعاد التیمم والا لا بہ یفتی اور جو ایک جنازہ کی نماز کے بعد دوسرا جنازہ لوگ لائے تو
اگر اس تیمم کو مابین ان دونون کے وضو کرنا ممکن ہوا پانی ملنے اور فرصت پانے سے پھر یہ قدرت زائل ہو گئی تو پھر تیمم کرے دوسرے جنازہ کے واسطے
بالاتفاق اور جو مابین مین وضو پر قدرت نہوئی تو تیمم کا اعادہ نہین شیخین کے نزدیک اسی قول اخیر پر فتویٰ ہو کذا فے البحر عن المصفی وفوت عید
بفراغ امام اور زوال شمس اور جائز ہو تیمم نماز عید کی فوت ہو جانے کے ڈر سے بسبب فراغت کرنے امام کے یا ڈھلنے آفتاب کے م یہ حکم ہو کل نماز عید کے
فوت ہونے کا اور اگر مقتدی وضو کر کے شریک ہو بعض نماز مین تو تیمم جائز نہین کذا فی الطحطاوی عن البحر ولو کان یبنی بنا بعد شروعہ متوضیا وسبق حدثہ
اگرچہ خائف فوت نماز جنازہ یا عید تیمم کر کے بنا کرتا ہو بعد شروع کرنے نماز کے وضو سے اور غالب ہونے حدث کے یعنے وضو کر کے نماز جنازہ یا
عید شروع کی پھر وضو ٹوٹ گیا اور خوف ہو کہ اگر وضو پھر کریگا تو نماز فوت ہو جاویگی تو امام کے نزدیک تیمم کر کے بنا کرنا جائز ہو خلافاً للصاحبین کذا

فی البحر بلا فرق بین کونہ اماما او لا فی الاصح بدون فرق کے درمیان ہونے اس پانی کے امام یا غیر امام صحیح تر قول مین یعنے جب فوت نماز عید یا جنازہ
کا خوف ہو تو امام اور غیر امام دونون کو تیمم جائز ہے لان المناط خوف الفوت لا الی بدل اسواسطے کہ جواز تیمم کا مدار اس صورت مین خوف ہی فوت ہونے
کا بلا عوض یعنے جو نماز فوت ہوتی ہو اور اسکا بدلا نہو سکتا ہو قضا کرنے سے تو اسکے فوت ہو جانے کے ڈر سے تیمم جائز ہے فجاز لکسوف وسنن رواتب
ولو سنۃ فجر خاف فوتہا وحدہا جب جواز تیمم کا خوف فوت پر مدار ہوا تو تیمم جائز ہے سورج گہن اور اسی طرح چاند گہن کی نماز کے واسطے اور موکدہ سنتون
کے واسطے اگرچہ ہو فجر کی سنت کہ ڈرا ہو فقط اسکے فوت ہونے سے بدون فرض کے م یہ بحث ہے حلبی شارح منیۃ المصلی کی کذا فی الطحطاوی یعنی اگر خوف ہو
کہ پانی کے پاس جانے تک سورج گہن ہو چکیگا یا ظہر اور مغرب کا فرض ادا کر چکا اور وضو ٹوٹ گیا اور پانی تک جانے مین وقت فوت ہوتا ہے تو تیمم
کرکے سنتین پڑہلے اور فقط سنت فجر کی فوت ہونے کے بدون فرض کی صورت یہ ہے کہ پانی میل بھر سے کم ہے خادم پانی لینے گیا ہے لیکن اسکے آنے تک
فقط وضو کرنے اور فرض پڑھنے کا وقت باقی رہیگا تو تیمم کرکے فجر کی سنتین پڑہے پھر جب پانی آوے تو وضو کرکے فرض ادا کرے طحطاوی نے کہا فقط فوت سنت
فجر کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر سنت کا فرض کے ساتھ فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمم نہ کرے اسواسطے کہ سنت کو فرض کے ساتھ قضا کر لیگا ولنوم وسلام
وردہ وان لم تجز الصلوۃ بہ اور جائز ہے تیمم سونے اور سلام کرنے اور سلام کے جواب دینے کے واسطے یعنے باوجود پانی کے ہونے کے اگرچہ اس تیمم سے نماز پڑھنا
جائز نہین م اس تیمم سے نماز اسواسطے جائز نہین کہ نماز کے تیمم کے واسطے فقدان آب حقیقۃ یا حکما ضرور ہے اور یہ کہ اس عبادت مقصودہ کی نیت کرے جو حلال
نہین بدون طہارت کے قال فی البحر وکذا لکل ما لا تشترط لہ الطہارۃ لما فی المبتغی او جاز لدخول مسجد مع وجود الماء وللنوم فیہ واقرہ المصنف بحر الرائق
مین کہا اور اسی طرح تیمم جائز ہے یعنے باوجود پانی کے ہر ایک اس عمل کے واسطے جسکے لیے طہارت شرط نہین بدلیل اس قول کے جو مبتغی مین یون ہے اور جائز ہے
تیمم مسجد مین جانے کے واسطے باوجود پانی ہونے کے اور مسجد مین سونے کے واسطے اور مصنف نے اپنی شرح مین اسکو ثابت رکھا ہے یعنے اسپر رد نہین کیا
لکن فی النہر الظاہر ان مراد المبتغی للجنب فسقط الدلیل لیکن نہر الفائق مین ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ مبتغی کی مراد جنب ہے تو بحر الرائق کی دلیل ساقط ہو گئی م
یعنے جب مبتغی کے کلام سے جنب مراد ہوا تو صاحب بحر کا کلیہ ثابت نہ رہا کیونکہ جنب کو طہارت شرط ہے لیکن حلبی محشی نے کہا کہ کلام مبتغی سے ارادہ کرنا
جنب کا مسلم نہین اسواسطے کہ دو حال سے خالی نہین کہ پانی مسجد کے باہر ہے یا اندر اگر باہر ہے تو وہ باطل ہے کیونکہ جنب کا داخل ہونا مسجد مین باوجود ہونے
پانی کے خارج مین بہ اتفاق ہمارے علما کے جائز نہین اور اگر مسجد کے اندر ہے اور یہی احتمال صحیح ہے مگر یہ احتمال مبتغی کی عبارت سے بعید ہے بدلیل قولہ
والنوم فیہ کذا فی الطحطاوی وقلت وفی المنیۃ وشرحہا تیممہ لدخول مسجد ومس مصحف مع وجود الماء لیس بشئ بل ہو عدم لانہ لیس بعبادۃ یخاف فوتہا
مین کہتا ہون اور منیۃ المصلی اور اسکی شرح مین ہے کہ شخص کا تیمم کرنا مسجد کے داخل ہونے اور مصحف کے چھونے کے واسطے باوجود پانی کے کوئی
چیز نہین بلکہ وہ معدوم یعنے کرنا نہ کرنے کے برابر ہے اسواسطے کہ دخول مسجد اور مصحف کا مس وہ عبادت نہین ہے جسکے فوت ہوجانے کا ڈر ہو م
یہ تائید ہے صاحب نہر کی اور اگر دخول مسجد کو جنب پر محمول کیجیے تو کلام مبتغی کے مخالف نہین ہے لکن فی القہستانی عن المختار جوازہ مع الماء لسجدۃ
التلاوۃ لیکن قہستانی مین مختار سے منقول ہے کہ پسندیدہ قول جواز تیمم کا ہے پانی ہونے کے ساتھ سجدہ تلاوت کے واسطے م یہ استدراک ہے منیۃ المصلی
کی دلیل پر کہ جس عبادت کے فوت ہونے کا کچھ خوف نہو اسکے واسطے تیمم جائز نہین یعنے سجدہ تلاوت مین طہارت شرط ہے اور اسکے فوت ہونے کا
خوف نہین باوجود اسکے تیمم جائز ٹھہرا حلبی نے کہا کہ یہ نقل ضعیف مصادم ہے قاعدہ کے کیونکہ سجدہ تلاوت مین طہارت شرط ہے اور فوت ہوتی ہے
خلیفہ اپنا چھوڑ کر لکن سیجئ تقییدہ بالسفر لا الحضر لیکن عنقریب فروع مین آویگا مقید کرنا جواز تیمم کا سجدہ تلاوت کے واسطے سفر کے ساتھ یعنے یہ
سفر مین درست ہے نہ حضر مین م اس مسئلہ کی گفتگو فروع مین مذکور ہے گی ثم رأیت فی الشرعۃ وشرحہا ما یؤید کلام البحر پھر علامہ ابو بکر بخاری

کی شرعۃ الاسلام اور اُسکی شروح مین مین نے وہ دیکھا جو بحر الرائق کے کلام کی تائید کرتا ہی کہ جسمین طہارت مشروط نہین تُسمین تیمم جائز ہی باوجود پانی کے قال
و ظاہر الروایۃ جوازہ للتسع مع وجود الماء وان لم تجز الصلوۃ بہ صاحب شرعہ یا صاحب بحر نے کہا کہ ظاہر الروایۃ جائز ہونا تیمم کا ہی تو جیز کے واسطے باوجود ہونے پانی
کے اگرچہ اُس تیمم سے نماز جائز نہین م اکثر نسخون مین ظاہر الروایۃ ہی اور ایک نسخہ مطبوعۂ مصر مین ظاہر المذہب یہ ہی قلت بل لعشیر بل اکثر لماثر من الضابطۃ انہ
یجوز لکل مالا تشترط الطہارۃ لہ ولو مع وجود الماء مین کہتا ہون بلکہ دسوین چیز بلکہ اکثر کے واسطے تیمم مذکور جائز ہی اسواسطے کہ یہ قاعدہ گذر گیا کہ تیمم جائز ہی ہر ایک
اس عمل کے واسطے جسمین طہارت مشروط نہین اگرچہ پانی موجود ہو واما ما اشترطت لہ فیقید الماء کتیمم لمس مصحف فلا یجوز لواجد الماء اما للقراءۃ فان محدثا فکا الاول او
جنبا فکا الثانی اور جس فعل کے واسطے طہارت شرط ہی سو وہان تو پانی کا نہونا تیمم کے واسطے مشروط ہی چنانچہ مصحف کے چھونے کے واسطے تیمم کرنا سو وہ
جائز نہین پانی کے پانے والے کو اور اگر قرآن پڑھنے کے واسطے ہی سو اگر بے وضو ہی تو وہ اول کے مانند ہی یعنے باوجود پانی کے اُسکو تیمم جائز ہی یا کہ وہ شخص
جنب ہی تو پانی کے مانند ہی یعنے پانی کے ہوتے اُسکو تیمم درست نہین وقالوا لو تیمم لدخول مسجد او لقراءۃ ولو من مصحف او مسہ او کتابتہ وتعلیمہ او لزیارۃ
قبور او عیادۃ مریض او دفن میت او اذان او اقامۃ او اسلام او سلام او ردہ لم تجز الصلوۃ بہ عند العامۃ بخلاف صلوۃ جنازۃ او سجدۃ تلاوۃ فتاوے
شیخنا خیر الدین رملی اور فقہا نے کہا ہی کہ اگر تیمم کیا دخول مسجد کے واسطے یا قرآن پڑھنے کے واسطے اگرچہ مصحف دیکھکر پڑھے یا مصحف کے چھونے کو یا اُسکے لکھنے کو
یا اُسکی تعلیم کو یا زیارت قبور کے لیے یا بیمار پرسی کے واسطے یا مردہ دفن کرنے کو یا اذان یا اقامت کے واسطے یا مسلمان ہونے کو یا سلام کرنے کو یا سلام کے
جواب دینے کو تو ایسے تیمم سے نماز پڑھنا جائز نہین اکثر علما کے نزدیک برخلاف نماز جنازہ یا سجدۂ تلاوت کے یعنے اگر نماز جنازہ یا سجدۂ تلاوت کے واسطے
تیمم کیا تو اُس تیمم سے نماز پڑھنا جائز ہی بشرطیکہ پانی موجود نہو یہ ہمارے استاد خیر الدین رملی کے فتاوے مین مذکور ہی قلت وظاہرہ انہ یجوز لہ فعل ذلک
فتامل مین کہتا ہون فتاوی مذکورہ کا ظاہر کلام یہ ہی کہ اُسکو اسکا کرنا جائز ہی یعنے تیمم کرنا سجدۂ تلاوت کے واسطے درست ہی سوائے مخاطب تامل کر م حلبی محشی نے
کہا کہ ہمنے تامل کیا سو اُسکو صحیح پایا طحطاوی نے کہا مین کہتا ہون کہ اگر شارح کی یہ مراد ہی کہ سجدۂ تلاوت کے واسطے تیمم باوجود پانی کے جائز ہی تو یہ
بالاتفاق جائز نہین اور اگر یہ مراد ہی کہ پانی نہونے کے وقت جائز ہی تو اُسکا جواز بالاتفاق ہی تو شارح کے اس کلام کی حاجت نہین انتہی کلامہ لا تیمم لفوت
جمعۃ و وقت ولو وترا لفواتہا الی بدل تیمم نہ کرے نماز جمعہ اور نماز وقتی کے فوت ہونے سے اگرچہ وتر کا وقت ہو بسبب فوت ہونے اُن نمازون کے اپنا
بدلا چھوڑکر یعنے جمعہ کا بدلا ظہر اور پنجگانہ نماز اور وتر کا بدلا قضا ہی برخلاف جنازہ اور عید کے اسواسطے کہ اُنکی قضا نہین وقیل تیمم لفوت الوقت اور قول
ضعیف یہ ہی کہ تیمم کرے وقت کے فوت ہو جانے کے ڈر سے م قنیہ مین کہا کہ یہ روایت ہی ہمارے مشائخ سے اور اُسپر چند فروع کو متفرع کیا از انجملہ یہ ہی
کہ اگر چھت پر ہو رات کو اور کوٹھری کے اندر پانی ہی اور اندھیرے مین اُسکے اندر جانے سے ڈرتا ہی تو تیمم کرے اگر فوت وقت کا خوف ہو کذا فی البحر
قال الحلبی فالاحوط ان تیمم ویصلی ثم یعید حلبی شارح منیۃ المصلی نے کہا تو ایسی صورت مین احوط یہ ہی کہ تیمم کرے اور نماز پڑھے پھر وضو کرکے اس
نماز کا اعادہ کرے یعنے قضا پڑھے ویجب ای یفترض طلبہ ولو برسولہ قدر غلوۃ ثلثمائۃ ذراع من کل جانب ذکرہ الحلبی اور واجب ہی یعنے فرض ہی
تلاش کرنا پانی کا اگرچہ اپنا آدمی بھیجکر تلاش کرے بقدر ایک تیر کے جانے کے یعنے ۳۰۰ گز ہر جانب سے ایسا ذکر کیا ہی حلبی نے م تیر پرتاب
۳۰۰ گز ہین ۴۰۰ گز تک کذا فی النخ شرنبلالیہ مین برہان سے منقول ہی کہ جسطرح پانی کا گمان ہو فقط اسی طرف اسقدر تلاش کرنا چاہیے
نہ ہر جانب سے تو شارح کا مطلب یہ ہی کہ ہر جانب سے جدہر گمان ہو اُدھر تلاش کرنا چاہیے کذا فی الطحطاوی وفی البدائع الاصح طلبہ
قدر ما لا یضر بنفسہ ورفقتہ بالانتظار اور بدائع مین ہی کہ صحیح تر قول یہ ہی کہ پانی کا تلاش کرنا اسقدر ہو کہ ضرر نہ پہونچے تلاش مین اُسکی ذات کو اور اُسکے
سفر کے ساتھیون کو انتظار کرنے سے یعنے اگر ایک کو بھی اُنمین سے ضرر ہو تو عدم طلب مباح ہی ان ظن ظنا قویا قربہ دون میل بامارۃ او اخبار عدل

شامی نے اس نسخہ سے اختیار کرکے عبارت نہایہ کی نقل کی ہی اور شارح پر فتح کیا ہی کہ بزازیہ سے یہ حکم ظاہر نہین معلوم ہوتا ۱۲

تلاش فرض ہی اگر گمان قوی ہو پانی کے پاس ہونے کا ایک میل سے کم کسی علامت سے یا ایک متقی آدمی کے خبر دینے سے م ظن مین اور ظن غالب مین
یہ فرق ہی کہ اگر احد الطرفین قوی اور راجح ہو دوسرے سے اور دل نہ جمے راجح پر اور نہ چھوڑے دوسرے کو تو اُسکا نام ظن و گمان ہی اور جبکہ احد الطرفین
دل مین جم جاوے اور دوسری جانب کو چھوڑ دے اُسکا نام اکبر ظن اور غالب الرائے ہی میل کی قید اسواسطے لگائی کہ میل اور مافوق میل بعید ہی اسکی
طلب واجب نہین قرب پانی کی علامت یہ ہی کہ سبزہ نظر آوے اور چڑیان گھومتی ہون کذا فی الطحطاوی والا یغلب علی ظنہ قربہ لا یجب بل یندب
ان رجاہ والا لا اور اگر پانی کے نزدیک ہونے کا اُسکو ظن غالب نہو یعنے شک ہو یا غیر قوی ظن ہو تو تلاش واجب نہین بلکہ مستحب ہی اگر امید ہو نزدیکی
کی اور اگر امید نہو تو تلاش مستحب بھی نہین ولو صلی بتیمم ثم سئل ثم اخبرہ بالماء اعاد والا لا اور اگر نماز پڑھی تیمم سے بدون پوچھنے کے اور حالانکہ وہان
وہ شخص تھا جس سے پوچھا پھر نماز کے بعد اُس شخص نے پانی کے نزدیک ہونے کی خبر دی تو نماز کو پھر پڑھے ورنہ اعادہ نہ کرے کذا فی الزیلعی م
بحر الرائق مین سراج سے منقول ہی کہ تیمم کیا بدون طلب کے اور طلب واجب تھی اور نماز پڑھی پھر تلاش کی سو پانی نہ پایا تو اعادہ واجب ہی طرفین کے
نزدیک مطلقاً خواہ بعد اُسکے پانی کی کوئی خبر دے یا نہ دے خلافاً لابی یوسف کذا فی الطحطاوی وشرط لہ ای للتیمم فی حق جواز الصلوۃ نیۃ عبادۃ اور شروط
ہی تیمم کے واسطے نماز جائز ہونے کے حق مین عبادت کی نیت کرنا م جواز نماز کی قید اسواسطے لگائی کہ نماز کے سوائے چنانچہ سلام یا جواب سلام کے واسطے
فقط تیمم کی نیت کفایت کرتی ہی اور عبادت کی نیت مانند طہارت یا استباحت نماز یا رفع حدث یا رفع جنابت کی نیت ہی کذا فی البحر ولو صلوۃ جنازۃ او
مباح کر لینا ہی
سجدۃ تلاوۃ لا شکر فی الاصح اگرچہ عبادت نماز جنازہ ہو یا سجدۂ تلاوت کا نہ سجدۂ شکر کا امام کے صحیح تر قول مین یعنے اگر نماز جنازہ یا سجدۂ تلاوت کی نیت
سے تیمم کیا تو اس تیمم سے مطلق نماز جائز ہی اور اگر سجدۂ شکر کے واسطے تیمم کیا تو اس سے نماز پڑھنا درست نہین کیونکہ وہ عبادت نہین امام کے نزدیک
حلبی نے کہا کہ صاحبین کے نزدیک سجدۂ شکر مستحب ہی اور اسی پر فتوی ہی چنانچہ سجدۂ تلاوت کے باب مین مذکور ہو گا تو جب عبادت ہو تو اُس تیمم
سے نماز صحیح ہو گی مقصودۃ تیمم کے واسطے اُس عبادت کی نیت مشروط ہی جو مقصود بالذات ہو یعنے دوسری عبادت کا وسیلہ نہو خرج دخول مسجد ومس
مصحف عبادت مقصودہ کی قید سے مسجد کا داخل ہونا اور مصحف کا چھونا نکل گیا یعنے دخول مسجد اور مس مصحف خود عبادت مقصودہ نہین بلکہ نماز ادا
قرآن پڑھنے کے وسیلے ہین اگر کوئی کہے کہ دخول مسجد قطع نظر نماز کے اعتکاف کے واسطے ہوتا ہی اُسکا جواب یہ ہی کہ عبادت تو اعتکاف ہی اور دخول مسجد اُسکا
تابع ہی تو عبادت مقصودہ نہ ٹھہرا اور قرأت کی نیت سے تیمم کرنے مین تفصیل حق ہی چنانچہ بدائع مین ہی کہ اگر جنب نے قرأت کے واسطے تیمم کیا تو اسکو اور نماز مین
پڑھنا جائز ہین کذا فی الطحطاوی لا تصح ای لا تحل لیعم قراءۃ القرآن للجنب بدون طہارۃ تیمم کے واسطے وہ عبادت مقصودہ مشروط ہی جو صحیح نہین یعنے
حلال نہین بدون طہارت کے لا تصح کی تفسیر لا تحل اسواسطے کی تاکہ عبادت مقصودہ جنب کی قرآن خوانی کو بھی شامل ہو جاے م زیلعی اور سراج وہاج وغیرہا
مین مطلق مذکور ہی کہ صحیح تر یہ ہی کہ قرآن خوانی کے تیمم سے نماز پڑھنا درست نہین لیکن بدائع اور غایۃ البیان اور مجتبی مین کہا کہ اطلاق صحیح نہین تفصیل
حق یہ ہی یعنے اگر جنب قرآن خوانی کے واسطے تیمم کرے تو اور نماز مین پڑھنا درست ہین چنانچہ بحر الرائق مین ہی کہ شرط یہ ہی کہ منوی عبادت مقصودہ
ہو یا عبادت مقصودہ کا جزو ہو اور وہ حلال نہو بدون طہارت کے تو قرآن خوانی عبادت مقصودہ یعنے نماز کا جزو ہی لیکن اگر قرآن خوان جنب ہو
تو شرط اخیر یعنے عدم حلۃ فعل الا بالطہارۃ پائی گئی تو تیمم کی شرط پوری ہو گئی تو نماز اس سے درست ہوئی اور اگر قرآن خوان جنب نہین بلکہ بیوضو ہی
تو شرط اخیر نہ پائی گئی تو اس تیمم سے نماز جائز نہو گی کذا فی المنح شارح نے لا تصح کی تفسیر لا تحل کی تاکہ اشارہ ہو اس تفصیل تحقیقی کی طرف خرج السلام
ورده وشرط اخیر سے سلام کرنے اور سلام کے جواب دینے کا تیمم خارج ہو گیا یعنے سلام اور جواب اگرچہ عبادت مقصودہ ہین لیکن بدون طہارت
کے بھی صحیح ہین تو اُنکے تیمم سے نماز پڑھنا جائز نہین فلغا تیمم کافر لا وضوءہ لانہ لیس باہل للنیۃ فما یفتقر الیہا لا یصح منہ جب تیمم مین نیت مخصوصہ

شرط ہوئی تو کافر کا تیمم کرنا لغو یعنی باطل ہی نہ وضو کرنا اُسکا اسلیے کہ کافر نیت کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا جو عمل کہ اپنی صحت مین نیت کی طرف
حاجت رکھتا ہی وہ کافر سے صحیح نہوگا م اسواسطے کہ نیت سے فعل ثواب آخرت کا سبب مراد ہوتا ہی اور کافر سے حالت کفر مین ایسا فعل واقع نہین
ہوتا و لہذا کافر کا وضو صحیح ہی کیونکہ اُسمین نیت کی حاجت نہین تو کافر بعد اسلام کے وضوء سابق سے نماز پڑھ سکتا ہی نہ تیمم سابق سے وصح تیمم جنب بنیۃ
الوضوء بہ یفتی اور صحیح ہی جنب کا تیمم کرنا وضو کی نیت سے اسی قول کا فتوی ہی یعنے وضو کی نیت سے جنابت سے بھی پاک ہوجاتا ہی وندب لراجیہ
رجاء قویا آخر الوقت المستحب اور جسکو پانی ملنے کی امید قوی ہو تو اُسکو وقت مستحب کے آخر وقت مین نماز پڑھنا مندوب اور مستحب ہی کذا فی المنح
عن الوافی ولو لم یؤخر وتیمم وصلی جاز لو کان بینہ وبین الماء میل والا لا اور اگر تاخیر نہ کی اور تیمم کیا اور نماز پڑھ لی تو جائز ہی اگر ہو درمیان اُس شخص کے
اور پانی کے میل بھر کی مسافت اور اگر اسقدر سے مسافت کم ہو تو جائز نہین صلی من لیس فی العمران بالتیمم ونسی الماء فی رحلہ وہو مما ینسی
عادۃ لا اعادۃ علیہ نماز پڑھی اُس شخص نے جو آبادی مین نہین اور بھول گیا اس پانی کو جو اونٹ کے کجاوے مین ہی اور کجاوہ اُس قسم سے ہی کہ اُسکی
چیز کے بھول جانے کی عادت ہی تو اسپر نماز کا اعادہ نہین ہم آبادی مین نہونا عام ہی خواہ وہ مسافر ہو یا مقیم اور اگر آبادی مین ہو اور اسطرح نماز پڑھے
تو اعادہ واجب ہی اور جسنے مسافر کی قید لگائی ہی تو بنظر غالب عادت کے کذا فی المنح اور نسیان وغیرہ باقی قیود کے احترازات کو شارح مذکور کریگا و لو ظن
فناء الماء اعاد اتفاقا اور اگر پانی چُک جانے کا گمان کیا اور تیمم سے نماز پڑھی تو پانی دیکھ کر نماز کا اعادہ کرے بالاتفاق کما لو نسیہ فی عنقہ او ظہرہ او فی
مقدمہ راکبا او موخرہ سائقا او نسی ثوبہ وصلی عریانا او فی ثوب نجس او مع نجس ومعہ ما یزیلہ او توضاء بماء نجس او صلی محدثا ثم ذکر اعاد اجماعا
چنانچہ اگر اس پانی کو بھولا جو اونٹ کی گردن یا اسکی پیٹھ یا اُسکے سامنے تھا سواری کی حالت مین یا اونٹ کے پیچھے جبکہ وہ اُسکا ہانکنے والا تھا
یا ایک شخص اپنا کپڑا بھولا اور برہنہ نماز پڑھی یا ناپاک کپڑے مین یا نجاست کے ساتھ نماز پڑھی اور حالانکہ اُسکے پاس وہ چیز ہی جس سے ازالہ نجاست
ہو سکتا تھا یا وضو کیا نجس پانی سے یا بے وضو نماز پڑھی پھر اُسکو پانی یا کپڑا یا نجاست یا بیوضو ہونا یاد پڑا تو نماز کو پھر پڑھے بالاتفاق ہم بعضی صورتون
مین حکایت اجماع مین کلام ہی کہ بحر الرائق اور منح الغفار کی مراجعت سے معلوم ہوتا ہی ویطلبہ جسم یا علی الظاہر من رفیقہ من ہو معہ فان منعہ
ولو دلالۃ بان استہلکہ تیمم لتحقق عجزہ اور بنا بر ظاہر الروایہ کے واجب ہی کہ پانی مانگے اپنے رفیق سے جو اُسکے ساتھ ہی پھر اگر وہ پانی نہ دے اگرچہ نہ دینا
ولالت حال کی راہ سے ہو اسطرح کہ بقیہ پانی کو تلف کرے اور باقی طہارت کو کافی نہ رہے تو تیمم کرے بسبب ثابت ہو جانے اُسکو عاجزی کے ہم رفیق کی
قید باعتبار عادت کے ہی اسلیے کہ جو نماز کے وقت موجود ہو اُس سے مانگنا چاہیے رفیق ہو یا غیر رفیق فان لم یعطہ الا بثمن مثلہ او بغبن یسیر ولہ
ذلک فاضلا عن حاجتہ لا یتیمم اور اگر وہ شخص پانی نہ دے مگر بعوض اُس ثمن کے جو اسقدر پانی کا معمول ہی یا تھوڑے سے غبن کے ساتھ اور اُسکے پاس وہ ثمن موجود
ہی اُسکی حاجت سے زیادہ تو تیمم نکرے بلکہ پانی خرید کرکے وضو کے ساتھ نماز پڑھے ہم غبن یسیر وہ ہی جو دو چند قیمت سے کم ہو یہ معلوم ہوتا ہی غبن فاحش کی
تعریف سے جو عنقریب مذکور ہوگی ولو اعطاہ باکثر یعنی بغبن فاحش وہو ضعف قیمتہ فی ذلک المکان او لم یکن لہ ثمن ذلک تیمم اور اگر پانی کا مالک پانی دے
اکثر ثمن سے یعنی غبن فاحش کے ساتھ اور غبن فاحش دو چند ہی پانی کی قیمت کا اس مکان مین یا اُس شخص کے پاس اسقدر ثمن نہین ہی تو تیمم کرے ہم غبن فاحش
سے خرید کرنا اسواسطے واجب نہوا کہ حرمت مال مسلم اُسکے جان کی حرمت کے مانند ہی اور جان مین ضرر مسقط ہی اسی طرح مال مین کذا فی البحر واما للعطش فیجب
علی القادر شراؤہ باضعاف قیمتہ احیاء لنفسہ اور پیاس کے واسطے تو واجب ہی خرید کرنا مقدور والے پر اضعاف مثبتاً رکے بدلے اپنی جان کے زندہ رکھنے کی جہت
سے یعنے اسلیے کہ حفظ جان کا مقدم ہی مال کے حفظ پر وانما یعتبر المثل فی تسعۃ عشر موضعا مذکورۃ فی الاشباہ اور ثمن مثل معتبر نہین مگر ۱۹ مکانون مین جو اشباہ
مین مذکور ہین ہم مواضع مذکورہ کی تفصیل بیان ضرور نہ تھی لہذا بخوف تطویل اُنکو مذکور نہ کیا وقیل طلبہ الماء لا التیمم علی الظاہر ای ظاہر الروایۃ عن اصحابنا

ع
شامی نے ضمیر عنقہ اور ظہرہ کی مصلی کی طرف پھیری ہی اور طحطاوی نے بھی کہا ہی کہ ضمیرین دونون شامی نے یہ دونون والے ضمیرین پھیر نے والے کی طرف راجع ہین شرح وغیرہ میں جو ضمیر کو اونٹ کی طرف پھیرا ۱۲ سلطان شامی نے زیلعی سے نقل کیا کہ نجس کپڑے سے نماز پڑھنے مین اختلاف ہی پانی مثل اجماع اعادہ پر ہی ۱۲ بخوف جان کا مرد وضو کو ساقط کر دیتا ہی ۱۲

لانہ مبذول عادۃ کما فی البحر عن المبسوط اور پانی مانگنے سے پہلے تیمم نہ کرے بنا بر ظاہر الروایۃ کے ہمارے اصحاب یعنی ابوحنیفہ اور ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ سے
اسواسطے کہ پانی مین بخل نہین ہوتا وہ دینے اور خرچ کرنے کی چیز ہر عادت مین چنانچہ بحرالرائق مین مبسوط سے منقول ہر م اور جو چیز محتاج الیہ ہو اور اُسکے
دینے مین بخل کی عادت نہو تو اسکے مانگنے مین کچھ ذلت اور خواری نہین اسواسطے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض حوائج کو غیرون سے سوال کیا
ہر کذا فی الطحطاوی عن البحر وعلیہ فیجب طلب الدلو والرشا اور بنا بر اُسکے چونکہ پانی کا طلب کرنا واجب ہی مبذول ہونے کے سبب سے تو ڈول اور رسی کا مانگنا
واجب ہر یعنی اسمین بھی بخل کی عادت نہین وکذا الانتظار لو قال حتی استقی وان خرج الوقت اور اسی طرح انتظار کرنا واجب ہر اگر طالب سے کہا ڈول اور رسی کے
مالک نے ٹھہر جا یہانتک کہ پانی بھر لون اگرچہ انتظار مین نماز کا وقت نکلجاے م اور دوسرا قول یہ ہر کہ انتظار کرنا واجب نہین مستحب ہر کذا فی الطحطاوی ولو کان
فی الصلوۃ ان ظن الاعطاء قطع والا لا اور اگر متیمم نماز مین کسی دوسرے شخص کے پاس پانی دیکھے اگر اسکو پانی دینے کا گمان ہو تو نماز کو قطع کرے اور اگر دینے کا
گمان نہو تو نماز نہ توڑے نہرالفائق مین ہر کہ تیمم کرنے والا نماز مین ہو اور اسکو دینے کا گمان غالب ہو تو قطع کرے اور طلب کرے پھر اگر وہ نہدے تو تیمم اُسکا باقی ہی اور اگر اُسنے
بلا سوال نماز تمام کی پھر سوال کیا تو اگر اُسنے پانی دیا تو نماز پھر پڑھے ورنہ نماز تمام ہو گئی کذا فی الطحطاوی لکن نقل القہستانی عن المحیط ان ظن اعطاء الماء او الآلۃ وجب
الطلب والا لا لیکن قہستانی مین محیط سے منقول ہر کہ اگر پانی یا ڈول اور رسی دینے کا گمان ہو تو طلب کرنا واجب ہر ورنہ واجب نہین م یہ روایت مخالف ہی
ظاہر الروایۃ مین جو متن مین مذکور ہو چکی اور محیط کے مانند وافی مین بھی تفصیل مذکور ہی کذا فی الطحطاوی والمحصور فاقد الماء والتراب الطہورین بان حبس فی
مکان نجس ولا یمکنہ اخراج مطہر وکذا العاجز عنہما لمرض یوخرہا عندہ اور بندیوان نہانے والا پانی اور مٹی پاک کرنے والون کا اسطرح پر کہ وہ شخص بند کیا گیا نا پاک
مکان مین اور اُسکو ممکن نہین پاک مٹی کا نکالنا زمین یا دیوار کھود کر اور اسی طرح بندیوان کے مانند وہ شخص ہر جو پانی اور مٹی مطہر سے عاجز ہی بیماری کے سبب سے
نماز کو تاخیر کرے امام کے نزدیک م تاخیر کرے یعنی اُسپر نماز حرام ہر ایسا نقل کیا ہی نووی شافعی نے امام کا مذہب کذا فی النح اور اگر پاک کرنے والی مٹی کے نکالنے
پر قادر ہو تو مٹی نکال کے نماز پڑھے بہ اتفاق امام اور صاحبین کے چنانچہ خلاصہ مین ہی وقالا یتشبہ بالمصلین وجوبا فیرکع ویسجد ان وجد مکانا یابسا والا یومی
قائما ثم یعید کالصوم اور صاحبین نے کہا کہ فاقد الطہورین نماز یون کے مشابہ بنجاے وجوبا تو رکوع اور سجدہ کرے اگر خشک مکان پاوے اور اگر خشک مکان
نملے تو نماز کا اشارہ کرے کھڑے ہو کر پھر جب پانی یا مٹی پاوے تو نماز کا اعادہ کرے صوم کے مانند م یعنے اگر مسافر موضع اقامت مین داخل ہوا کھانے کے
رمضان شریف مین یا اسوقت ہوا کہ نیت صوم کا وقت باقی نرہا تو باقی دن مین اسپر امساک واجب ہر روزہ دارون کے مشابہ بنکر پھر اس روزہ کا اعادہ
واجب ہر کذا فی الطحطاوی بہ یفتی والیہ صح رجوعہ ای الامام کما فی الفیض اور اسی صاحبین کے قول پر فتوی ہر اور اُسی قول کی طرف امام کا رجوع کرنا صحیح ہی چنانچہ
فیض مین ہر وفیہ ایضا مقطوع الیدین والرجلین اذا کان بوجہہ جرحۃ یصلی بغیر طہارۃ ولا یتیمم ولا یعید علی الاصح اور یہ مسئلہ بھی فیض مین ہی کہ
جسکے دونون ہاتھ اور دونون پانون کٹے ہوے ہین جبکہ اُسکے چہرے پر زخم ہو تو بدون طہارت کے نماز پڑھے اور تیمم نکرے اور نماز کا اعادہ نکرے صحیح تر قول پر م
اور اگر چہرہ صحیح اور سالم ہو تو مٹی پر مل لے اور جسکے ہاتھ شل یعنے خشک ہو گئے وہ اپنا چہرہ اور ہاتھ مٹی سے مل لے اور نماز کو نہ چھوڑے اور اقطع یعنی جسکے دونون
ہاتھ کٹے ہون وہ ما بقی کا مسح کرے اگر غسل مفروض کا کچھ محل باقی ہو والا لا کذا فی الطحطاوی وبہذا ظہر ان تعمد الصلوۃ بلا طہر غیر مکفر فلیحفظ وقد مر فی صلوۃ
المرض اور مسئلہ سابقہ سے ظاہر ہو گیا کہ قصداً نماز پڑھنا بدون طہارت کے نماز پڑھنے والے کو کافر نہین کر دیتا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے اور البتہ یہ مسئلہ مذکور ہو گیا
اول کتاب الطہارۃ مین اور آگے بھی آویگا صلوۃ المریض کے باب مین فروع مسائل ملحقہ شارح کی صلی المحبوس بالتیمم ان فی المصر اعاد والا لا محبوس نے
تیمم کے ساتھ نماز پڑھی اگر وہ قیدی شہر مین ہر تو خلاص ہونے کے بعد نماز کو پھیرے اور اگر شہر مین نہین ہی تو نہ پھیرے م یعنے مقیم محبوس پر اعادہ ہی نہ مسافر
اسواسطے کہ سفر کا عذر عجز حقیقی کے ساتھ لگیا اور سفر مین غالب بے آبی ہی تو عدم متحقق ہو گیا ہر وجہ سے اور مقیم کو اعادہ اسواسطے ہوا کہ عجز متحقق

ہوا عباد کے فعل سے اور فعل موثر نہین حق اللہ کے اسقاط مین کذافی العالمگیریۃ ہل تیمم لسجدۃ التلاوۃ ان فی السفر نعم والا لا سوال سجدۂ تلاوت کے
واسطے تیمم کرے یا نکرے جواب اگر وہ شخص سفر مین ہی تو ہان تیمم کرے اور اگر سفر مین نہین تو نہ کرے م اگر یہ صورت پانی موجود ہونے مین مفروض ہی تو حق
یہ ہی کہ مطلقاً درست نہین نہ سفر مین نہ اقامت مین اور اگر پانی موجود نہین تو مطلقاً درست ہی کذافی الحلبی الماء المسبل فی الفلاۃ لا یمنع التیمم ما لم یکن کثیرا
فیعلم انہ للوضوء ایضاً جو پانی کہ بطریق سبیل کے رکھا ہی جنگل مین وہ تیمم کرنے کا مانع نہین جبتک کہ بہت نہو یعنے اگر بکثرت ہوگا تو معلوم ہوگا قرینہ سے
کہ وضو کے واسطے بھی ہی م پینے کے واسطے جو پانی راہون مین وقف ہوتا ہی تو وہ تیمم کا مانع نہین اسواسطے کہ وضو کا پانی شرعاً معدوم ہی اور
کثیر پانی سے اسوقت وضو درست ہوگا جبکہ فقط شرب کا یقین نہ ہوا اور جبکہ یقین ہو کہ فقط پینے کے واسطے ہی تو وضو حرام ہی اسواسطے کہ وقف کی شرط
شارع کے نص کے مانند ہی کذافی الطحطاوی ولیشرب ماء الوضوء اور وہ پانی جو وضو کے واسطے وقف اور سبیل ہی اُسکا پینا درست ہی الجنب اولیٰ بمباح من
حائض ومحدث ومیت جنابت والا مقدم اور لائق تر ہی مباح پانی کے استعمال کرنے مین حائض اور بے وضو اور غسل میت سے یعنی اسواسطے کہ جنابت اشد ہی تو
اُسکا ازالہ اہم ہی ولاحدہم فہو اولیٰ اور اگر وہ پانی اُنمین سے کسی ایک شخص کا مملوک ہی تو وہ شخص مقدم ہی کیونکہ وہ مالک ہی ولو مشترکا ینبغی صرفہ للمیت اور اگر وہ پانی
تینون مین مشترک ہی تو اُسکا صرف کرنا غسل میت کے واسطے لائق ہی جاز تیمم جماعۃ من محل واحد تیمم کرنا جماعت کا ایک مکان سے جائز ہی یعنے اسواسطے کہ مٹی مستعمل نہین
ہوتی یہانتک کہ اگر تیمم کرنے والون کے ہاتھون کی مٹی ایک جگہ جمع ہو تو اُسپر بھی تیمم درست ہی کذافی الطحطاوی حیلۃ جواز تیمم من معہ ماء زمزم ولا یخاف العطش ان یخلطہ
بماء الغلبۃ او یہبہ لغنی وجہ یمنع الرجوع تدبیر جائز ہونے تیمم کی اُس شخص کو جسکے ساتھ زمزم کا پانی ہی اور اُسکو پیاس کا کھٹکا نہین یہ ہی کہ زمزم کے ساتھ اُس چیز کو
ملادے جو اُس سے غالب ہو جاوے یا برابر چنانچہ گلاب وغیرہ کو مخلوط کر دے یا اُسکو ہبہ کر دے اسطرح پر کہ مانع ہو رجوع فی الہبہ کے م عدم خوف تشنگی کی اسواسطے
قید لگائی کہ تشنگی کے خوف سے تیمم جائز ہی بدون مخلوط کرنے کے اسواسطے کہ وہ پانی حاجت اصلی مین مشغول ہی اور ظاہرا ہبہ مذکورہ کا حیلہ خوب نہین کہ اُسمین اُسکا کچھ
فائدہ نہ رہا واللہ اعلم وناقضہ ناقض الاصل ولو غسلا اور تیمم کا توڑنے والا وہ ہی جو تیمم کی اصل کا ناقض ہی یعنے تیمم جسکا خلیفہ اور بدل ہی اگرچہ وہ اصل غسل ہو
یعنی جو چیز کہ وضو کی ناقض ہی وہ اس تیمم کی ناقض ہی جو خلیفہ ہی وضو کا اور جو چیز غسل کی ناقض ہی وہ اُس تیمم کی بھی ناقض ہی جو بدلا ہی غسل کا مصنف نے اپنی شرح
مین کہا کہ کنز اور وقایہ مین یون کہا ہی کہ تیمم کا ناقض وہ ہی جو وضو کا ناقض ہی اور شرح نقایہ مین کہا کہ ناقضہ ناقض الاصل وضوءا کان او غسلا اور یہی کہنا بہتر ہی
اسواسطے کہ جو ناقض ہی غسل کا وہ ناقض ہی وضو کا لیکن ہر ناقض وضو کا غسل کا ناقض نہین کیونکہ حدث ناقض وضو ہی پر وہ غسل کا ناقض نہین تو یہ کلیہ نہ ٹھہرا کہ ناقض
وضو کا ہی تیمم کا ناقض ہی انتہی فلو تیمم للجنابۃ ثم احدث صار محدثا لا جنبا تو اگر جنابت کے واسطے تیمم کیا پھر حدث اصغر واقع ہوا تو وہ محدث ہو گیا نہ جنب یعنی اُسکا وضو ٹوٹا نہ غسل م
دریافت کر کہ متن مذکور تین صورت مین شامل ہی ایک یہ کہ اگر تیمم حدث اصغر سے ہی تو اُسکا ناقض وہ ہی جو اُسکی اصل یعنے وضو کا ناقض ہی دوسری صورت یہ کہ اگر تیمم جنابت سے
ہی تو اُسکا ناقض وہ ہی جو غسل کا ناقض ہی تیسری صورت یہ ہی کہ حدث اصغر اور حدث اکبر یعنے جنابت کے واسطے ساتھ تیمم کیا پھر حدث اصغر واقع ہوا تو یہان
تیمم ٹوٹنا ایک اصل کے اعتبار سے یعنے باعتبار حدث اصغر کے نہ باعتبار جنابت کے تو شارح کا متفرع کرنا صحیح ٹھہرا تو حلبی کا اعتراض جو شارح پر تھا کہ اسنے سکوت عنہ
پر تفریع کی دفع ہو گیا کذافی الطحطاوی بتصرف فیتوضا ویترع خفیہ جبکہ وہ محدث ہو گیا نہ جنب تو اب وہ وضو کرے اگر پانی بقدر وضو کے پاوے اور اپنے
دونون موزے اُتار کے پانون دھووے م یعنے جو موزے کہ جنابت سے پہلے طہارت کاملہ پر پہنے تھے اُنکو اُتارے چنانچہ زیلعی مین ہی موزہ اسواسطے اُتارے
کہ موزہ جنابت کا مانع نہین چنانچہ باب المسح علی الخفین مین مذکور ہوگا کذافی الحلبی ثم یمسح علیہ ما لم یمر بالماء پھر وضو کے بعد ہر موزے پر
مسح کرتا رہے جب تک اسقدر پانی پر نگذرے جو غسل کے واسطے کفایت کرتا ہی کیونکہ اگر اسقدر پانی پر گذر ہوگا تو جنابت کا بھی تیمم ٹوٹ جاویگا پھر
تجاوز کے بعد جنابت کے واسطے دوسرا تیمم کرے کہ پہلا ٹوٹ گیا پانی کے دیکھنے سے پھر اُسکے بعد اگر حدث اصغر واقع ہوا اور پانی بقدر وضو کے پاوے

ف
یعنے اصلا
چپ سے سکوت
کیا اور عبارت
مین ہیر پھیر نہوا
۱۲

تو موزون پر مسح نکرے بلکہ اُنکو اُتارے اور پاؤن کو دھووے کیونکہ جنابت پاؤن مین سرایت کر گئی پھر موزے پہنے اور مسح کرتا رہے بعد حدث کے کذا فی
الطحطاوی فیہ نے عبارۃ صدر الشریعۃ بمعنی بعد کما فی ان مع العسر یسرا افاقہم تو مع کا لفظ صدر الشریعہ کی عبارت مین بمعنی بعد کے ہی جسطرح ان
مع العسر یسرا مین مع بمعنی بعد ہی یعنے دشواری کے بعد آسانی ہی سو اُسکو سمجھ لے ای مخاطب م شرح وقایہ مین اول باب تیمم مین صدر الشریعہ کی عبارت
اسطرح ہی (اما اذا کان مع الجنابۃ حدث یوجب الوضوء یجب علیہ الوضوء) یعنے جبکہ مع الجنابۃ حدث موجب وضو ہو تو اُسپر وضو واجب ہی تو اُسکا مطلب یہ ہی
کہ جب جنابت کے تیمم کے بعد حدث پایا جاوے تب وضو واجب ہی اسواسطے کہ جنابت کے ساتھ وضو کرنے کی حاجت نہین چنانچہ قہستانی مین یون مصرح ہی
کہ اگر جنب کے پاس اتنا پانی ہو کہ اُسکے کچھ اعضا یا وضو کو کفایت کرتا ہو تو وہ تیمم کرے اور اُسپر واجب نہین پانی کا صرف کرنا اعضا یا وضو کی طرف
مگر جبکہ جنابت کا تیمم کیا پھر حدث واقع ہوا وضو کا موجب تو اب اسوقت اُسپر وضو کرنا واجب ہی کیونکہ وہ پانی بقدر کفایت پر قادر ہوا کذا فی الطحطاوی
اور اسی طرح حسن چلپی محشی شرح وقایہ نے عبارت مذکورہ کے وضو کو بعد تیمم جنابت کے محمول کیا ہی و قدرۃ علی ماء ولو اباحۃ فی الصلوۃ اور ناقض تیمم ہی
قادر ہونا پانی پر اگرچہ قدرت بطریق اباحت کے ہو نماز مین م یعنے اگر ایک شخص نے پانی کے نہونے سے تیمم کرکے نماز شروع کی اور عین نماز مین کسی شخص نے
اُسپر پانی مباح کر دیا تو قدرت حاصل ہوئی نماز چھوڑ کر وضو کرے اور نماز پڑھے مصنف نے شرح مین کہا کہ رویت سے قدرت کو تعبیر کرنا بہتر ہی اسواسطے کہ
مریض پانی کو دیکھتا ہی اور پھر بھی تیمم کرتا ہی اور بعد زوال مرض تیمم باطل ہوگا بسبب قدرت کے اگرچہ پانی نظر نہ آوے کاف لطہرہ ولو مرۃ مرۃ قدرت اسقدر
پانی کی ناقض ہی جو کافی ہو اُسکی طہارت کو یعنے وضو یا غسل کو اگرچہ ایک ایک بار اعضا کا دھونا ممکن ہو فضل عن حاجتہ کعطش وعجن وغسل نجس مانع
ولمعۃ جنابۃ لان المشغول بالحاجۃ وغیر الکافی کالمعدوم قدرت اُس پانی کی ناقض ہی جو اُسکی حاجت سے زائد ہی چنانچہ تشنگی سے اور آٹا گوندھنا اور
نجاست سے مانع نماز کے دھونے سے اور اُس عضو کے دھونے سے کہ غسل جنابت سے خشک رہا تھا اسواسطے کہ جو پانی کہ حاجت کے ساتھ مشغول ہی
اور وضو یا غسل کو کفایت نہین کرتا ہی وہ نہونے کے برابر ہی لا ردۃ نہ ارتداد یعنے تیمم کا ناقض نہین مرتد ہو جانا یعنے اگر مسلمان نے تیمم کیا پھر معاذ اللہ وہ مرتد ہو گیا
پھر توبہ کی تو وہ تیمم باقی ہی نماز اُس سے جائز ہی وکذا ینقضہ کل ما منع وجودہ التیمم اذا وجد بعدہ لان ما جاز بعذر بطل بزوالہ اور اسی طرح توڑتی ہی
تیمم کو ہر ایک وہ چیز جسکا ہونا تیمم کا مانع ہی جبکہ وہ تیمم کے بعد پائی جاے اسواسطے کہ جو چیز جائز ہوئی کسی عذر کے ہونے سے باطل ہو جاتی ہی اُسکے زائل ہو جانے
سے فلو تیمم لمرض یبطل ببرئہ اولبرد یبطل بزوالہ تو اگر تیمم کیا بیماری کے سبب سے تو تیمم باطل ہو جاتا ہی بیماری کے جاتے رہنے سے یا تیمم کیا تھا سردی
کے سبب سے تو باطل ہوتا ہی سردی کے زوال سے والحاصل ان کل ما منع وجودہ التیمم نقض وجودہ التیمم اور خلاصہ اسکا یہ ہی کہ جس چیز کا وجود
مانع ہی تیمم کا اُسکا موجود ہونا تیمم کا ناقض ہی م طحطاوی نے کہا شارح کا یہ کلام بعینہ متن کا کلام ہی تو اُسکا کچھ فائدہ حاصل نہوا اور توضیح اسکی یون ہی
کہ تیمم جائز نہین ابتدا مین پانی کے ہوتے اور بعد اسکے اگر پانی میل سے کم ہی سو اگر وہ متیمم تھا پھر پانی حاضر ہوا یا متیمم چلا یہانتک کہ میل سے کم ہو گیا تو تیمم ٹوٹ گیا
اور اگر مریض نے تیمم کیا مرض کے سبب سے پانی کے نہوتے پھر پانی حاضر ہوا تو تیمم نہین ٹوٹتا انتہی وما لا یمنع وجودہ فی الابتداء فلا ینقض وجودہ بعد ذلک
التیمم اور جس چیز کا وجود تیمم کا مانع نہین ابتدا مین تو اُسکا موجود ہونا بعد اُسکے تیمم کو توڑتا ہی م چنانچہ مریض مذکور کی مثال سے یہ امر واضح ہوتا ہی ولو
قال وکذا زوال ما اباحہ ای التیمم لکان اظہر واخصر اور اگر مصنف یون کہتا اور اسی طرح ناقض تیمم کا ہی زائل ہونا اُس چیز کا جسنے تیمم کو مباح کر دیا تو
ظاہر تر اور مختصر تر ہوتا مصنف کی عبارت سابقہ سے کما لا یخفی ظہورہ واختصارہ وعلیہ لو تیمم لبعد میل فسار فانتقص انتقض فلیحفظ اور بنا بر قاعدہ
مذکورہ کے اگر تیمم کیا ایک میل پانی سے دور ہونے سے پھر متیمم پانی کی طرف چلا سو میل سے کم ہو گیا تو وضو ٹوٹ گیا اسکو یاد رکھنا چاہیے م اسواسطے ٹوٹ گیا
کہ تیمم کی اباحت ہوئی تھی بقدر میل کے دور ہونے سے پھر جب میل بھر نرہا تیمم ٹوٹ گیا اور موجب متن کے یہ وجہ نہ نقض تیمم کی اقل میل کا وجود تیمم کا مانع ہی

پھر جبکہ اتنا میل پایا گیا اُسکے چلنے سے تو تیمم ٹوٹ گیا ومُرُورُ ناعسٍ متیمم عن حدث او نائمٍ غیر متمکن متیمم عن جنابۃ علٰی ماءٍ کافٍ کمستیقظ ینتقض اور گذرنا اس
اونگھنے کا جسنے تیمم کیا حدث سے یا گذرنا نائم غیر متمکن کا جو متیمم ہی جنابت سے پانی پر کہ طہارت کو کافی ہو جاگتے شخص کے مانند ہی تو تیمم ٹوٹیگا اس گذرنے سے
وابقیا تیممہ وھو الروایۃ المصححۃ عنہ المختارۃ للفتوی اور صاحبین نے نائم اور ناعس مذکور کے تیمم کو باقی کہا ہی اور یہی روایت صحیح ٹھہرائی گئی ہی امام سے
پسندیدہ ہی فتوے دینے کے واسطے م تو اب یہ مسئلہ اختلافی نہ رہا اتفاقی ہو گیا کما لو تیمم وبقربہ ماءٌ لا یعلم بہ کما فی البحر وغیرہ واقرہ المصنف جیسے تیمم صحیح
اور قائم ہی ایک شخص نے تیمم کیا اور اُسکے نزدیک پانی ہی اور وہ اسکو نہین جانتا ہی ایسا مذکور ہی بحر الرائق وغیرہ مین اور اسکو مصنف نے اپنی شرح
مین ثابت رکھا ہی تیمم۔ لو کان اکثرہ او اکثر اعضاء الوضوء عددًا وفی الغسل مساحۃ مجروحًا او بہ جدری اعتبارًا للاکثر تیمم کرے جو اکثر یعنے آدھے سے
زیادہ وضو کے اعضا شمار کی راہ سے اور غسل مین پیمائش کی راہ سے زخمی ہون یا بدن مین چیچک نکلی ہو تو تیمم کا حکم ہوا اکثر کے اعتبار کرنے سے
اسواسطے کہ للاکثر حکم الکل م تو اگر سر اور چہرہ اور دونون ہاتھون مین زخم ہو اور پاؤن مین زخم نہو تو تیمم کرے خواہ اعضا زخمی اکثر مجروح ہون
یا صحیح اور یہی قول مختار ہی کذا فی البحر اور غسل مین پیمائش کا اعتبار کرنا یہ صاحب بحر کی تجویز ہی اور صاحب نہر نے بھی اسکو مسلم رکھا ہی کذا فی الطحطاوی
وبعکسہ یغسل الصحیح ویمسح الجریح اور اسکے عکس مین یعنے اکثر اعضا صحیح ہون اور اقل مجروح تو دھووے صحیح کو اور مسح کرے مجروح کو م یعنے محل جراحت
پر مسح کرے اور اگر تاب نہو تو کپڑے پر مسح کرے حلبی شارح منیہ کے کلام سے نکلتا ہی کہ کپڑا باندھنا واجب ہی کذا فی الطحطاوی وکذا ان استویا غسل
الصحیح من اعضاء الوضوء ولا روایۃ فی الغسل اور اسی طرح اگر اعضا صحیح اور برابر ہون تو اعضاء صحیح وضو کو دھووے اور مجروح کو مسح کرے اور غسل
مین در صورت مساوات کوئی روایت نہین م اور اسمین مشایخ کا اختلاف ہی اور دھونا اور مسح کرنا احوط قول ہی چنانچہ متن مین ہی کذا فی الحلبی ویمسح
الباقی منہا وھو الاصح لانہ احوط فکان اولٰی در صورت مساوات صحیح کو دھووے اور باقی اعضاء مجروحہ کو مسح کرے اور یہی قول صحیح تر ہی اسواسطے
کہ اُسمین زیادہ تر احتیاط ہی تو یہی قول بہتر ٹھہرا وصحح فی الفیض وغیرہ التیمم اور فیض وغیرہ مین تیمم کرنے کو در صورت مساوات کے صحیح کہا ہی کما تیمم
لو الجرح بیدیہ وان وجد من یوضئہ خلافا لہما جیسے تیمم کرے اگر اُسکے دونون ہاتھون مین زخم ہو اگرچہ پاوے اس شخص کو جو اسکو وضو کرا دے برخلاف
صاحبین ؒ م امام کے نزدیک غیر شخص سے اعانت مستحب ہی اور صاحبین کے نزدیک فرض ہی منیہ کی شرح ابن امیر حاج مین مذکور ہی کہ جبکہ یہ
حال ہو کہ صحیح عضو کے دھونے سے مجروح عضو کو پانی پہونچتا ہو تو تیمم کرے کذا فی الطحطاوی ولا یجمع بینہما ای تیمم وغسل اور جمع نکیا جاوے دونون مین
یعنے تیمم اور دھونے مین م یہان غسل بالضم مراد نہین بلکہ بالفتح مراد ہی تا کہ غسل اور وضو دونون کو شامل ہے اور وضو مین یا تیمم اور غسل مین اسواسطے
جمع کرنا جائز نہین کہ بدل اور مبدل مین جمع کرنا شرع سے ثابت نہین کما لا یجمع بین حیض وحبل او استحاضۃ او نفاس چنانچہ اجتماع نہین درمیان حیض
اور حمل یا حیض اور استحاضہ یا حیض اور نفاس کے ولا بین نفاس واستحاضۃ وحبل اور نہ درمیان نفاس اور استحاضہ یا نفاس اور حمل کے
ولا زکوۃ وعشر او خراج او فطرۃ اور نہ اجتماع ہی زکوۃ اور عشر مین یا زکوۃ اور خراج مین یا زکوۃ اور فطرہ مین م اجتماع زکوۃ اور عشر یا خراج کی صورت
یہ ہی کہ عشر خارج کا یا خراج زمین کا ادا کیا اور غلہ باقیہ مین تجارت کی نیت کی اور ایک سال اسپر گذر گیا تو اسمین زکوۃ نہین اور حلبی محشی نے اسکی یہ صورت
مذکور کی ہی کہ زمین کا خراج ادا کیا پھر اُسمین تجارت کی نیت کی اور سال اُسپر گذر گیا تو اُسمین زکوۃ نہین اور اجتماع زکوۃ اور فطرہ کی یہ صورت ہی
کہ ایک شخص کی تجارت کے غلام ہین اُنپر سال گذر گیا تو اُنمین مولی پر زکوۃ ہی اور فطرہ نہین ہی کذا فی الطحطاوی ولا عشر مع خراج اور عشر نہین
خراج کے ساتھ اسواسطے کہ زمین یا عشری ہی یا خراجی عشری پر خراج نہین اور خراجی پر عشر نہین ولا فدیۃ وصوم اور اجتماع نہین فدیہ اور
صوم مین اسواسطے کہ جسپر روزہ رکھنا لازم ہی اُسپر فدیہ دینا نہین اور جسکو فدیہ دینا چاہیے چنانچہ شیخ فانی اُسپر روزہ نہین نہ قضا م طحطاوی نے کہا

یہان سہو کاتب سے کفارہ ساقط ہوگیا تو بحر الرائق کے موافق عبارت اسطرح مناسب تھی ولا بین القصاص والکفارۃ یعنے اجتماع نہین درمیان قصاص اور کفارہ کے اسواسطے کہ قصاص ہوتا ہی قتل عمد مین اور اسمین کفارہ نہین اور کفارہ ہوتا ہی شبہ عمد اور خطا اور اُسکے جاری مجرا مین اور اُسمین قصاص نہین انتہی ما فی الطحطاوی اور بعضے نسخون مین یون عبارت ہی او قصاص او دیۃ یعنے جمع نہین درمیان قصاص اور دیت کے واللہ اعلم ولا ضمان وقطع او اجر اور اجتماع نہین تاوان اور قطع مین یا تاوان اور اجرت مین یعنے جب سارق کا ہاتھ کاٹا گیا تو اُسپر مال مسروقہ کا تاوان نہین اور جس مزدور پر مال کے تلف کرنے سے تاوان ہی اُسکے واسطے مزدوری نہین اور جسکی مزدوری لازم ہی اُسپر تاوان نہین ولا جلد مع رجم او نفی اور نہ درہ مارنا سنگساری اور تغریب کے ساتھ یعنے اخراج از وطن مع اسواسطے کہ کنوارے کی حد درّے ہین اور بیاہے کی حد سنگساری اور درہ مارنا تغریب کے ساتھ مجتمع نہین ہوتا مگر تجویز حاکم لیکن درہ مارنا قید کرنے کے ساتھ جمع ہوسکتا ہی کذا فی الطحطاوی ولا مہر ومتعۃ او حد او ضمان افضا کہا او مو تہا من جماعۃ اور اجتماع نہین مہر اور متعہ مین یا مہر مین اور حد مین اور عورت کی ضمان افضا یا اسکی موت مین زوج کے جماع سے مہر اور متعہ مین اسواسطے اجتماع نہین کہ مطلقہ قبل از دخول کا اگر مہر مسمی ہی تو نصف مہر واجب ہی اور اگر مہر مسمی نہین تو متعہ واجب ہی یہان متعہ سے کرتی اور اوڑھنی اور چادر مراد ہی اور مہر اور حد مین عدم اجتماع کی وجہ یہ ہی کہ اگر وطی صحیح یا شبہہ سے ہی تو مہر واجب ہی اور حد نہین اور اگر وطی زنا کی ہی تو حد ہی اور مہر نہین اور افضا کی حقیقت یہ ہی کہ زوج کے جماع سے عورت کے بول اور براز کی دونون راہین پھٹ کر ایک ہوگئین تو یہان زوج پر ضمان ہی نہ مہر اور اسی طرح اگر اُسکے جماع سے زوجہ مرگئی تو تاوان ہی نہ مہر ولا مہر مثل وتسمیۃ اور اجتماع نہین مہر مثل اور مہر معین مین اسواسطے کہ اگر مہر جائز کا تعین ہوگیا تو وہی واجب ہی اور اگر مہر کا ذکر نہوا یا غیر جائز کو معین کیا چنانچہ شراب یا سور تو مہر مثل واجب ہوگا ولا وصیۃ ومیراث اور اجتماع نہین وصیت اور میراث مین یعنے وارث کے واسطے وصیت کرنا صحیح نہین الا باجازت باقی ورثہ کذا فی الطحطاوی وغیرہا مما سیجی فی محلہ ان شاء اللہ تعالے اور ان اشیاء مذکورہ کے سوا اور چیزین عدم الاجتماع مین جنکا ذکر آویگا اپنے موقع پر اگر حق تعالے نے چاہا من بہ وجع راس لا یستطیع مسحہ محدثا ولا غسلہ جنبا ففی الفیض عن غریب الروایۃ یتیمم وافتی قاری الہدایۃ انہ یسقط عنہ فرض مسحہ جسکے سر مین ایسا درد ہی کہ اُسکے ساتھ مسح نہین کرسکتا بے وضو ہونے مین اور نہ اسکو دھو سکتا ہی نہانے کی حاجت مین تو فیض مین ظاہر الروایۃ کے خلاف غریب الروایۃ سے مذکور ہی کہ وہ شخص تیمم کرے یعنے وضو اور غسل کے عوض اور قاری ہدایہ نے اسکا فتوے دیا ہی کہ اس شخص سے مسح سر کی فرضیت وضو مین ساقط ہی ولو علیہ جبیرۃ ففی مسحہا قولان اور اگر سر پر کھپاچون کی ٹپی ہو تو اُسکے مسح مین دو قول ہین مسح کرنا اور نکرنا ہم اور وجوب مسح کا قول اظہر ہی کذا فی الطحطاوی وکذا یسقط غسلہ فیمسحہ ولو علے الجبیرۃ ان لم یضرہ والا سقط اصلا وجعل عادما لذلک العضو حکما کما فی المعدوم حقیقۃ اور اسی طرح غسل مین دھونا سر کا ساقط ہوتا ہی تو سر کو مسح کرے اگرچہ ٹپی پر مسح ہو بشرطیکہ مسح اُسکو ضرر نکرتا ہو اور اگر ضرر کرتا ہو تو دھونا اور مسح کرنا دونون بالکل ساقط ہین اور یہ شخص حکم شرع مین بدون اس عضو کے ٹھہرایا گیا گویا اُسکے سر ہی نہین جسطرح سے فی الحقیقۃ معدوم العضو سے دھونا اور مسح کرنا ساقط ہوتا ہی

باب المسح علی الخفین

یہ باب ہی دونون موزون پر مسح کرنے کا اخرہ لثبوتہ بالسنۃ مصنف نے موزون پر مسح کرنا تیمم کے بعد ذکر کیا بسبب ثابت ہونے مسح کے حدیث سے اور تیمم ثابت ہی قرآن مجید سے وہو لغۃ امرار الید علی الشئی اور مسح لغت عرب مین ہاتھ کا پھیرنا ہی کسی چیز پر خواہ وہ چیز موزہ ہو یا عضو یا دیوار وشرعا اصابۃ البلۃ لخف مخصوص فی زمن مخصوص اور شرع کی اصطلاح مین مسح عبارت ہی تراوت کے پہونچانے سے خاص موزے کو زمانہ خاص مین ہم خاص موزہ جسمین شروط آئندہ موجود ہون اور زمانہ خاص سے مراد ایک دن اور ایک رات ہی مقیم کے واسطے اور تین رات اور دو دن مسافر کو والخف شرعا الساتر للکعبین فاکثر من جلد ونحوہ اور شرع مین موزہ اُسکا نام ہی جو ڈھک لے دونون ٹخنون کو پھر زیادہ تر کو بنا ہو چمڑے اور اُسکے مانند اور چیز سے شرطہ شیء

ثلثۃ امور الاول کونہ ساتر المحل فرض الغسل القدم مع الکعب اویکون نقصانہ اقل من الخرق المانع مسح موزے کی تین چیزین مشہور وہا مین پہلے شرط ہونا موزے کا ڈھکنے والا اُس مقام کو جسکا دھونا وضو مین فرض ہے یا قدم کا ٹخنے کے ساتھ یا ہو کمی اُسکی کمتر اس سوراخ سے جو مانع ہے مسح کا یعنے اگر پانون کی چھوٹی تین انگلیون سے موزہ کمتر پھٹا ہے تو مسح جائز ہے اتنا نقصان مانع مسح کا نہین فیجوز علے الزربول لوشدوا الاان یظہر قدر ثلثۃ اصابع تو جائز ہے مسح زربول پر اگر وہ تاگے یا گھنڈی سے بندھا ہو مگر یہ کہ بقدر تین انگلیون کے پانون کھلا ہو تو اب مسح جائز نہین ہم زربول مصر کی زبان مین وہ جراب ہے چمڑے کی جو طرح قائم ہے اور دونون ٹخنون کی طرف مکشوف ہے دوختہ نہین جسطرح اس ملک مین بعضے چمڑے کے موزے ٹخنون سے نیچے دوختہ نہین ہوتے اور گھنڈیون سے انکو کس لیتے ہین وجوز مشائخ سمرقند سترہ باللفافۃ اور سمرقند کے عالمون نے ڈھک لینا زربول مشقوق کا کپڑے سے جائز کہا ہے یعنے اگر موزہ مشقوق کو کپڑے سے باندھ لے تو مسح کرنے کو کافی ہے ہم یہ قول ضعیف ہے اور معتمد اہل بخارا کا قول ہے کہ جائز نہین مگر جبکہ تخین یعنے گف اور سخت چیز سے ہو جسمین پانی سرایت نکرے اسکو سی لے چنانچہ بانات دغیرہ وکذا فی الطحطاوی عن الحلبی والثانی کونہ مشغولا بالرجل لیمنع سرایۃ الحدث اور دوسری شرط مشغول ہونا موزے کا پانون کے ساتھ یعنے تمام موزے مین پانون بھرا ہو موزہ خالی نہ رہا ہو تاکہ سرایت کرنے حدث کو مانع رہے فلو واسعا فمسح علے الزائد ولم تقدم قدمہ الیہ لم یجز تو اگر موزہ کشادہ اور لمبا ہو پھر اُسنے مسح کیا زائد پر حالانکہ اس زائد کی طرف پانون نہین پہونچا تو مسح جائز نہوا ہم فتاوے عالمگیری مین سراج سے منقول ہے کہ معتبر نہین مسح کرنا اُس موزہ کا جو خالی ہے قدم سے تو اگر اُسنے پانون کو خالی مقام مین کر دیا اور مسح کیا تو جائز ہے اور اگر وہان سے پانون ہٹا دے تو مسح کو اعادہ کرے انتہی اور حلبی نے اپنے اُستاد سے نقل کیا کہ اعادہ مسح کا ضرور نہین کذا فی الطحطاوی مختصرا ولا یضر رویۃ رجلہ من اعلاہ اور مسح مین ضرر نہین کرتا نظر پڑنا اپنے پانون کا اوپر سے یعنے اگر ایسا موزہ کشادہ ہو کہ اوپر سے نظر آتا ہو تو کچھ مضائقہ نہین والثالث کونہ مما یمکن متابعۃ المشی المعتاد فیہ فرسخا فاکثر اور تیسری شرط ہونا موزے کا ہے اُس چیز سے کہ ممکن ہو پیادہ پا چلنا اُسمین عادت کے موافق تین کوس پھر زیادہ اسقدر ہے ہم فرسخ کی قید حاشیہ ہدایہ مین ہے اور محیط مین امکان سفر مذکور ہے فلم یجز من زجاج او خشب او حدید تو جائز نہین مسح اس موزے پر جو بنا ہے کانچ یا لکڑی یا لوہے سے یعنے اسواسطے کہ اسکو پہن کر آدمی بے تکلف عادت کے موافق چل نہین سکتا وہو جائز فالغسل افضل الا لتہمۃ فہو افضل اور وہ یعنے موزے کا مسح جائز ہے نہ فرض نہ واجب تو پانون کا دھونا افضل ہے مسح کرنے سے مگر رفض اور خروج کی تہمت کے وجہ سے تو مسح کرنا ہی افضل ہے ہم روافض اور خوارج کے نزدیک مسح موزے کا جائز نہین بل ینبغی وجوبہ علی من لیس معہ الاما یکفیہ او خاف فوت وقت او وقوف عرفۃ بحر بلکہ مسح کا واجب ہونا چاہیے اس شخص پر جسکے پاس پانی نہین مگر اتنا کہ مسح کو کفایت کرتا ہے یا ڈر اوقت کے فوت ہونے سے اگر پانون دھووے یا ڈرا وقوف عرفات کے فوت ہونے سے کذا فی البحر ہم یہ تجویز ہے صاحب بحر کی کتب شافعیہ کے موافق اسواسطے کہ قواعد حنفیہ کے مخالف نہین وفی القہستانی انہ رخصۃ مسقطۃ للعزیمۃ ولہذا الوصب الماء فی خفیہ بنیۃ الغسل ینبغی ان یصیر اثما اور قہستانی کی شرح نقایہ مین ہے کہ البتہ مسح رخصت ہے عزیمت کی ساقط کرنے والی اور اسی واسطے کہ اگر پانی ڈالے اپنے موزون مین دھونے کی نیت سے تو چاہیے کہ گنہگار ہو ہم رخصت وہ ہے جو عذرات عباد پر مبنی ہو اور عزیمت عبارت ہے حکم اصلی سے جسکی بنا عذرات عباد پر نہین ہو الا صح فی التعریف تو مسح ایسی رخصت ہے کہ مشروعیت عزیمت کی مسقط ہے یعنے اُسکے ساتھ عزیمت کا مشروع ہونا باقی نہ رہا بر خلاف رخصت ترفیہ کے کہ اُسکے ساتھ عزیمت کی مشروعیت باقی رہتی ہے جیسا کہ روزہ رکھنا سفر مین کذا فی البحر وبسنۃ مشہورۃ مسح موزے کا جائز ہے سنت مشہور سے یعنے احادیث مشہورہ سے ہم حدیث مشہورہ وہ ہے جسکے راوی دو سے زیادہ ہون ہر طبقہ مین طبقات رواۃ سے اور تواتر کی حد کو نہ پہونچین امام اعظم رح نے فرمایا مین مسح کا قائل نہوا یہان تک کہ مسح کا ثبوت مجھپر دن کے مانند روشن ہو گیا یعنے کثرت احادیث سے کذا فی الطحطاوی فمنکرہ مبتدع تو منکر مسح کا بدعتی ہے ہم امام اعظم رح سے مذہب اہل سنت سے سوال ہوا فرمایا کہ تفضیل الشیخین وحب الختنین واعتقاد المسح علے الخفین وعلے رای الثانی کافر اور ابو یوسف رح کے نزدیک منکر کافر ہے اسواسطے کہ اُنکے نزدیک حدیث مشہور حدیث متواتر کے

حکم مین ہی کذا فی الطحطاوی عن القہستانی وفی التحفۃ ثبوتہ بالاجماع بل بالتواتر رواتہ اکثر من ثمانین منہم العشرۃ القہستانی اور تحفہ مین ہی کہ ثبوت مسح کا اجماع سے بلکہ تواتر سے ہی راوی اُسکے صحابیون سے زیادہ ترہین اسّی سے از انجملہ عشرۂ مبشرہ ہین کذا فی القہستانی ہم علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین مذکور کیا کہ ہمنے معانی الآثار کی شرح مین ۹۰ صحابیون کی روایت احادیث کی مذکور کی ہی مسح الخرجین وقیل بالکتاب ورد بانہ غیر مغیا بالکعبین اجماعا فالجر للجوار اور قول ضعیف یہ ہی کہ ثبوت مسح موزے کا قرآن مجید سے ہی اور یہ قول رد کیا گیا ہی اسطرح کہ مسح موزے کی غایت دونون ٹخنے نہین بالاجماع تو ارجلکم کا زیر قرب مجرور کے دیا ہی ارجلکم کے لام مین دو قرائتین نصب اور جر کی ہین بعضون نے کہا چونکہ دونون قرارت مین تعارض واقع ہوا تو جر کی قرارت کو موزہ پہنے پر محمول کیا اور نصب کی قرارت کو جبکہ موزہ پانون مین نہو اس قول کا رد یون ہی کہ اگر جر کی قرارت سے مسح موزے کا مراد ہوتا تو کہین مسح کی غایت ٹھہرتی یعنے ٹخنون تک مسح کرنا واجب ہوتا اسواسطے کہ ارجلکم کے بعد الی الکعبین مذکور ہی حالانکہ بالاتفاق یہ ثابت نہین اور ارجلکم کے جر کا جواب یہ ہی کہ وہ عضو مغسول پر عطف ہی تو نصب لازم تھا چونکہ وہ مجرور کے پاس پڑا یعنے برؤسکم کے پاس تو اُسکو بھی مجرور کردیا چنانچہ عرب کا یہ قول مشہور ہی جحر ضب خرب لمحدث ظاہرہ عدم جوازہ للمجدد الوضوء الا ان یقال لما حصل لہ القربۃ بذلک صار کانہ محدث مسح جائز ہی بے وضو شخص کو مفہوم ظاہر اس کلام کا عدم جواز مسح کا ہی تازہ وضو کرنے والے کے حق مین مگر اسکا یون جواب دیا جاے کہ ہر گاہ تازہ وضو کرنے والے کو ثواب حاصل ہوا اس وضو پر وضو کرنے سے تو وہ بے وضو کے مانند ہو گیا لا لجنب وحائض جائز نہین مسح کرنا موزے کا جنب اور حائض کو یعنے جسپر غسل واجب ہی جنابت یا حیض یا نفاس سے اُسکو مسح جائز نہین اسواسطے کہ اُسکو تمام بدن کا دھونا لازم ہی اور مسح مین یہ بات حاصل نہین نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی مین صفوان ابن عسال سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو حکم کرتے تھے جبکہ ہم سفر مین ہوتے تھے کہ ہم اپنے موزے نہ اُتارین تین دن اور تین رات مگر جنابت سے ولیکن بول اور غائط اور نوم سے کذا فی ہدایۃ العینی طحطاوی نے بحر الرائق سے نقل کیا کہ حائض کا مسئلہ ابو یوسف رح کے قول پر مبنی ہی اسواسطے کہ اقل حیض اُنکے نزدیک دو دن اور اکثر ثالث کا ہی تو سفر مین اُسکی تصویر ہو سکتی ہی بر خلاف طرفین کے انتہی مختصرا واستشکل لا یلزم تصویرہ اور جسکی نفی ہو گئی اُسکی تصویر لازم نہین یعنے حکم ممنوع کے وجود کی صورت بیان کرنا ضرور نہین کیونکہ اُسکی طرف کچھ حاجت نہین اور عدم لزوم تصویر اُسکے امکان کا منافی نہین کذا فی الطحطاوی چونکہ جنابت کی حالت مین وضو کرنا ضرور نہین تاکہ مسح موزے کا جائز ہو لہذا اُسکے فرض صورت مین تردد تھا شارح نے اسکا دفع دخل کر دیا کہ حکم ممنوع کا وجود بیان کرنا لازم نہین وفیہ ان النفی الشرعی یفتقر الی اثبات عقلی اور دفع دخل مذکور مین یہ خلل ہی کہ شرعی نفی وجود عقلی یعنے تصور عقلی کی محتاج ہی م یہ بحث ہی قہستانی کی نفی مین شرعی کی قید اسواسطے لگائی تاکہ نفی عقلی سے احتراز ہو چنانچہ شریک باری کہ اُسکی نفی مین اثبات عقلی کی حاجت نہین اور اثبات عقلی سے تصور بوجہ مراد ہی مگر اسمین یہ خلل ہی کہ اسمین بھی تصور ذہنی کی تصریح واقع ہی تاکہ نفی کرنا حاصل ہو سکے کیونکہ نفی شی کی فرع ہی اُسکے تصور کی تو شرعی کی قید لگانا بہتر نہین اور مسح جنب کی صورت کفایہ مین یون مذکور ہی کہ وضو کیا اور مجلد جراب کا پہنا پھر جنب ہو گیا تو اُسکو جائز نہین کہ جرابون کو باندھ کر تمام بدن کو دھوے لیٹ کر اور جرابون پر مسح کرے کذا فی الطحطاوی اور ہدایۃ العینی مین اسکی تصویر منتقی سے یون مذکور ہی کہ ایک مرد نے وضو کیا اور موزہ پہنا پھر جنب ہوا پھر اتنا پانی پایا کہ وضو کو کفایت کرتا ہو نہ غسل کو تو وہ شخص وضو کرے اور پانون دھووے اور مسح نکرے اور جنابت کے واسطے تیمم کرے انتہی ما فی العینی ثم ظاہرہ جواز مسح مغتسل جمعۃ ونحوہ پھر ظاہر کلام ماتن جائز ہونا مسح کا ہی جمعہ کے اور اسکے مانند کے نہانے والے کو یعنی ماتن نے جنب کے مسح کی نفی کی تو اس کلام سے مفہوم ہوا کہ جمعہ یا عید کے نہانے والے کو مسح کرنا جائز ہو کیونکہ یہ غسل واجب نہین ولیس کذلک علی ما فی المبسوط اور حالانکہ ایسا نہین بنا بر اس مضمون کے جو مبسوط مین ہی ولا یبعد ان یحمل فی حکمہ او مغتسل جمعہ وغیرہ کو جنب کے حکم مین ٹھہرانا کچھ بعید نہین فالاحسن المتوضی لا المغتسل تو بہتر عبارت المتوضی لا المغتسل ہی یعنے بجاے لمحدث لا لجنب کے لمتوضی لمغتسل کہنا بہتر ہی یعنے مسح موزے کا وضو کرنے والے کو جائز ہی نہ نہانے والے کو م طحطاوی نے کہا یہ بحث اور احسنیت قہستانی کی ہی والسنۃ ان یخطہ خطوطا باصابع

یدہ مفرجۃ قلیلا اور سنت یہ ہے کہ مسح کرنے مین ہاتھ کی اُنگلیون سے خط بنا دے تھوڑا سا اُنگلیون کو کھولکر مبداءً من قبل اصابع رجلہ متوجہا الی اصل الساق مسح شروع کرے پاؤن کی انگلیون کی طرف سے پنڈلی کی جڑ کی طرف رخ کرتا ہوا م کیفیت مسح کی قاضی خان کی شرح جامع صغیر مین اسطرح ہے کہ داہنے ہاتھ کی اُنگلیان رکھے داہنے موزے کے سرے پر اور بائین ہاتھ کی اُنگلیان بائین موزے کے سرے پر اُنگلیون کی طرف سے پھر جبکہ اُنگلیان وہان ٹھہرین تو اُنکو کھینچے پنڈلی کی جڑ تک دونون ٹخنون کے اوپر اسواسطے کہ ٹخنون کا دھونا فرض ہے اور اُنکا مسح کرنا سنت ہے اور اگر اُنگلیون کے ساتھ ہتھیلی بھی رکھے تو بھتر ہے اسی طرح مروی ہے محمد بن حسن رحمہ سے اور مسح فرض ہے ہاتھ کی تین اُنگلیون کے برابر اصح قول پر اور یہ فرض علمی ہے اور تین اُنگلیون کے برابر ہر قدم پر فرض ہے اور ہاتھ کے اندر سے مسح کرنا مستحب ہے اور اگر موضع مسح پر پانی لگجائے تو کافی ہے اور اسی طرح اگر گھاس پر چلے اگرچہ گھاس شبنم سے تر ہو یہی قول معتمد ہے کذا فی الطحطاوی ومحلہ علے ظاہر خفیہ من رؤس اصابعہ الے معقد الشراک اور مسح کرنے کا مقام دونون موزون کا ظاہر ہے اُنگلیون کے سرون سے معقد شراک تک یعنے جہان تسمہ بندھا رہتا ہے چلپی مین طحطاوی نے کہا معقد شراک سے وسط قدم مراد ہے اور یہ قول قاضی خان کے قول مذکور کے مخالف ہے ظاہر موزے کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر باطن یا جوانب یا ایڑی یا ٹخنے پر مسح کریگا تو جائز نہوگا چنانچہ زیلعی مین ہے انتہی ما فی الطحطاوی ویستحب الجمع بین ظاہر وباطن نظاہرا اور مسح مین مستحب ہے جمع کرنا درمیان ظاہر موزہ کے اور باطن کے جو ظاہر ہے باطن سے موزے کا تلوہ مراد ہے نہ داخل موزے کا لہذا باطن کو موصوف بظاہر کیا م شارح اس مقام مین صاحب نہر کا تابع ہوا ہے اور بحر الرائق مین محیط سے منقول ہے کہ مسح باطن موزے کا ظاہر کے ساتھ مسنون نہین اور محیط کے سوا اور کتابون مین استحباب کی نفی ہے اور اعلیٰ اور اسفل موزے کے مسح کی حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے ضعیف کہا ہے انتہی ما فی الطحطاوی علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین اس تضعیف کا جواب مشروحاً ذکر کیا ہے اور صاحب بدائع سے نقل کیا ہے کہ ہمارے نزدیک جمع بین الظاہر والباطن مستحب ہے انتہی لیکن ہمارے جمہور اصحاب نے علی مرتضی رضی کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اگر دین رائے سے ہوتا تو البتہ اسفل موزے کا مسح کرنے مین ظاہر سے مقدم تھا حالانکہ مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مسح کرتے تھے موزون کے ظاہر پر اُسکو ابو داؤد اور احمد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ جو صاحب ہدایہ نے کہا ہے کہ باطن موزے پر مسح جائز نہین اگر یہ مراد ہے کہ باطن پر اقتصار جائز نہین تو مسلم ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ باطن کو ظاہر کے ساتھ مسح کرنا جائز نہین تو مسلم نہین کما ذکرنا انتہی ما فی العینی مختصراً من شاء مزید التوضیح فلیرجع الیہ او جرموقیہ ولو فوق خف او لفافۃ یا جائز ہے مسح ظاہر جرموقین پر اگرچہ ہون موزہ کے اوپر یا پاؤن کے لپیٹنے کے کپڑے پر م جرموق بضم جیم چمڑا ہے جسکو موزے پر پہنتے ہین کیچڑ وغیرہ کی حفاظت کے واسطے اور نہر الفائق مین ہے کہ موق اور جرموق فارسی ہے معرب اُسکو موزے پر پہنتے ہین اُسکی ساق موزے سے کمتر ہوتی ہے کذا فی الطحطاوی منح الغفار مین ہے کہ جرموق جو موزے پر پہنا جاتا ہے اُسکی حفاظت کے واسطے سو اگر جرموق چمڑے اور اُسکے مانند کا ہے تو اُسپر مسح جائز ہے خواہ اُسکو تنہا پہنا ہو یا موزے پر اور اگر جرموق کپڑے کا ہے تو اگر تنہا اُسکو پہنا ہے تو مسح اُسپر جائز نہین اور اسی طرح اگر اُسکو موزے پر پہنا تو بھی جائز نہین ہان مگر جبکہ تراوٹ اندر کے موزے پر پہونچے تو جائز ہے انتہی مختصراً و لا اعتبار بما فی فتاوی الشاذی لانہ رجل مجہول لا یقلد فیما خالف النقول اور کچھ اعتبار نہین اس قول کا جو فتاوی شاذی مین ہے اسواسطے کہ شاذی مرد مجہول غیر مشہور ہے تو اُسکی پیروی نہ کیجائے اُس مسئلہ مین جو منقولات مذہب کے مخالف ہے م فتاوی شاذی مین ہے کہ جو کرباس مجرد تحت الخف پہنا جاتا ہے وہ موزے پر مسح کرنے کا مانع ہے کیونکہ وہ فاصل یعنے پاؤن کو اپنے موزے سے جدا کر دیا ہے انتہی لیکن اسکے مخالف کافی مین یون ہے کہ اگر موزے پارینگی کے سبب سے مسح کے لائق نہون تو جرموق پر بالاتفاق مسح جائز ہے انتہی تو جبکہ خف غیر صالح فاصل نہ ٹھہرا تو کرباس یعنے کپڑا بطریق اولے فاصل نہوگا چنانچہ شرح مجمع مین ہے اور مانند اسکے غایۃ البیان مین صاحب بحر نے کہا یہی حق ہے کذا فی المنح مختصراً او جوربیہ ولو من غزل او شعر او الثخینین بحیث یمشی فرسخا ویثبت علے الساق بنفسہ ولا یری ما تحتہ ولا یشف الماء الا ان ینفذ الے الخف قدر الفرض یا مسح کرے

جرابوں پر اگرچہ وہ ہوں سوت سے یا بال سے اسطرح کی گاڑھی جرابوں پر مسح جائز ہے کہ انکو پہن کے تین کوس آدمی چلے اور وہ پنڈلی پر آپ سے ٹھہری
رہیں بدون باندھنے کے اور اسکے اندر کی چیز نظر نہ آوے اور پانی اسمین نہ چھنے مگر اسوقت مسح جائز ہے کہ پانی نفوذ کر کے اسکے نیچے کے موزے تک پہنچ جاوے
بقدر فرض کے م ہرچند شفوف لغت مین بمعنی رقت ثوب ہے لیکن یہان مراد پانی کا نفوذ ہے بدلیل استثنا اور تاکہ تکرار لازم نہ آوے کذا فی الطحطاوی مختصراً
ولو نزع جرموقیہ اعاد مسح خفیہ اور اگر اتارے دونون جرموق موزون پر سے تو مسح کرے دوسری بار اپنے موزون پر ولو نزع احدہما مسح الخف والجرموق
الباقی اور اگر ایک جرموق اتارے تو مسح کرے موزے کو اور باقی جرموق کو یعنے اسواسطے کہ ایک کے نکالنے سے دونون کا مسح جاتا رہا ولو ادخل یدہ
تحتہما ومسح خفیہ لم یجز اور اگر اپنا ہاتھ دونون جرموق کے اندر داخل کیا اور اندر کے موزون کو مسح کیا تو جائز نہین یعنے اسواسطے کہ حدث کا محل جرموق
خارج ہے نہ خف داخل والمنعلین بسکون نون ما جعل علی اسفلہ جلدۃ اور منعل جرابون پر مسح جائز ہے منعل بسکون نون وہ جراب ہے جسکے نیچے چمڑا لگایا گیا
یعنے اسکے تلوے پر فقط چمڑا ہے نہ ٹخنون پر والمجلدین اور چمڑا مڑھی جرابون پر مسح جائز ہے نہر الفائق مین ہے جراب مجلد وہ ہے جسکے اوپر اور نیچے
چمڑا مڑھا ہو مرۃ مسح کرنا ہے ایک بار یعنے دو تین بار مسح کرنا خلاف مسنون ہے کذا فی النہر لو امراۃ او خنثی مسح جائز ہے اگرچہ ہو محدث عورت یا خنثے
ملبوسین علی طہر مسح جائز ہے اس حالت مین کہ موزے یا جرموق یا جرابین پہنی گئی ہین طہارت پر فلو احدث ومسح بخفیہ او لم یمسح فلبس جرموقیہ
لا یمسح علیہ تو اگر لابس خف کا وضو ٹوٹا اور اسنے اپنے موزون پر مسح کیا یا نہ کیا پھر اسنے جرموق کو پہنا تو جرموق پر مسح نہ کرے یعنے اسواسطے کہ جرموق
کو اسنے طہارت پر نہین پہنا بلکہ موزون پر مسح کرنا متعین ہوگا کیونکہ انکو طہارت پر پہنا ہے کذا فی الطحطاوی تام خرج الناقص حقیقۃ
کلمعۃ او معنی کالتیمم والمعذور موزے ملبوس ہون طہر تام یعنے پوری طہارت پر تام کی قید سے ناقص حقیقی یا ناقص معنوی طہارت خارج ہو گئی ناقص
حقیقی چنانچہ اعضاء وضو مین سے قدرے خشک رہگیا اور ناقص معنوی چنانچہ تیمم کرنے والے اور معذور کی طہارت م صورت تیمم کی یہ ہے کہ پانی کے
نہونے سے تیمم کیا اور موزہ پہنا تو اسکو اب مسح کرنا پانی ملنے کے وقت جائز نہین اور اگر وضو کیا اور موزہ پہنا پھر وضو ٹوٹا اور پانی نہ پانے سے تیمم کیا پھر بعد
اسکے پانی پایا تو اسکو مدت کے اندر مسح کرنا درست ہے کذا فی الطحطاوی فانہ یمسح فی الوقت فقط اسواسطے کہ معذور تو فقط وقت مین مسح کرتا ہے یعنے
معذور نے عذر کے موجود ہونے سے مثلاً ظہر کو وضو کیا اور موزہ پہنا پھر وضو کسی اور سبب سے ٹوٹا جب تک ظہر کا وقت باقی ہے مسح جائز ہے بعد ظہر کے عصر کے
وقت مسح جائز نہین الا بعد تجدید وضوء کامل الا اذا توضأ ولبس علی الانقطاع فکالصحیح مگر جبکہ معذور نے وضو کیا اور موزہ پہنا انقطاع عذر پر تو وہ صحیح
سالم کے مانند ہے جواز یعنے اگر وضو اور موزہ پہننے کے وقت عذر منقطع ہے تو تا بقاے مدت مسح اسکو تندرست کے مانند جائز ہے عند الحدث طہر تام چاہیے
وضو ٹوٹنے کے وقت یعنے مسح کے واسطے موزہ پہننے کے وقت طہارت کامل ہونا ضرور نہین بلکہ حدث کے وقت ضرور ہے فلو تخفف المحدث ثم خاض الماء
فابتل قدماہ ثم تمم وضوءہ ثم احدث جاز ان یمسح تو اگر بے وضو شخص نے موزہ پہنا پھر وہ پانی کے اندر گھس گیا سو دونون پانون اسکے تر ہو گئے پھر اسنے باقی
اعضاء وضو کو پورا کیا پھر اسکا وضو ٹوٹا تو اسکو مسح کرنا جائز ہے یعنی اسواسطے کہ حدث کے وقت طہارت شرط ہے اگرچہ موزہ پہننے کے وقت نہو م اسیطرح اگر اسنے
دونون پانون کو دھویا پھر موزون کو پہنا پھر وضو کو پورا کیا یا کہ وضو کیا اور پانون نہ دھوئے پھر ایک پانون دھویا اور موزہ پہنا پھر دوسرا پانون دھویا اور دوسرا
موزہ پہنا ان صورتون مین بھی مسح جائز ہے بدلیل مذکور یوما ولیلۃ للمقیم وثلثۃ ایام ولیالیہا للمسافر مسح کرنا جائز ہے مقیم کو ایک رات دن اور مسافر کو
تین رات دن وابتداء المدۃ من وقت الحدث اور اس مدت کی ابتدا وضو کے ٹوٹنے سے ہے یعنے ایک رات دن یا تین رات دن کا شروع وضو کے
ٹوٹنے سے ہے نہ موزے کے پہننے سے اور نہ وضو کرنے سے فقد یمسح المقیم ستا جب یہ معلوم ہوا تو مقیم گاہے مسح کرتا ہے چھ نماز مین م صورت اسکی یہ ہے
کہ مثلاً ظہر کی تاخیر کی آخر وقت تک با وضو موزہ پہنے ہوئے پھر وضو ٹوٹا اور مسح کر کے آخر وقت مین نماز ظہر کی پڑھی پھر ظہر کی نماز دوسرے دن

پڑھی اول وقت مین کذا فی القہستانی وقد لا یتمکن الا من اربع اور کبھی آدمی قادر نہین ہوتا مگر چار نماز سے کمن توضأ وتخفف قبل الفجر فلما طلع صلی فلما
تشہد احدث چنانچہ ایک شخص نے وضو کیا اور موزہ پہنا صبح ہونے سے پہلے پھر بعد طلوع فجر کے نماز پڑھی پھر جب التحیات پڑھ چکا وضو ٹوٹ گیا تو اُس
شخص کو اگلی فجر کی نماز پڑھنا مسح کے ساتھ ممکن نہین اسواسطے کہ حدث واقع ہوا اُسکے آخر نماز مین کذا فی القہستانی یعنے ظہر عصر مغرب عشا چار نماز کیواسطے
یہ شخص مسح کریگا اور دوسرے دن کی فجر کے واسطے اگر مسح کرے تو نماز سے خارج ہوگا مدت گذرنے کے ساتھ اور یہ مفسد نماز ہے لا یجوز علی عمامۃ و
قلنسوۃ وبرقع وقفازین لعدم الحرج جائز نہین مسح کرنا پگڑی اور ٹوپی اور برقع اور دستانون پر بسبب نہونے مشقت اور تکلیف کے ہم اور
دوسری وجہ عدم جواز کی یہ ہے کہ مسح موزے کا ثابت ہوا حدیث سے برخلاف قیاس تو اور چیز کا قیاس موزے پر نہین ہوسکتا وفرضہ عملا قدر ثلث
اصابع الید اصغرہا طولا وعرضا من کل رجل لا من الخف اور مسح کا فرض علی ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیون کے برابر ہے طول اور عرض مین ہر
پانون سے نہ ہر موزے سے ہم یعنے فرض مسح اسی قدر ہے خواہ ابتدا مسح کی پانون کی انگلیون سے ہو خواہ پنڈلی سے خواہ دہنے بائین سے اور مسنون
مسح پہلے مذکور ہوچکا کہ انگلیون سے ہے پنڈلی تک ہر پانون کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر ایک پانون پر بقدر چار انگلی کے مسح کیا اور دوسری پر بقدر
دو انگلی کے تو فرض ادا نہوگا اور اسی طرح اگر موزہ زیادہ ہو پانون سے اور اُسپر وہان مسح کیا جو پانون کے محاذی نہین تو بھی فرض ادا نہوگا فمنع
تمدید الاصبع جب فرض بقدر تین انگلی کے مسح ہوا تو فقیہون نے مسح مین ایک انگلی کا کھینچنا منع کیا ہے یعنے اگر ایک انگلی کو ایکبار تر کرکے بقدر تین
انگلی کے مسح کیا تو جائز نہین اور اگر ایک انگلی سے تین بار مسح کیا اور ہر بار نیا پانی لیا اور جدے جدے مقام پر مسح کیا تو جائز ہے کذا فی البحر فلو مسح برؤس
اصابعہ وجافی اصولہا لم یجز سو اگر انگلیون کے سرون پر مسح کیا اور انگلیون کی جڑون کو موزے سے جدا رکھا تو مسح جائز نہوا یعنے اسواسطے کہ مستعمل پانی
سے مسح ہوا الا ان یبتل من الخف عند الوضع قدر الفرض قالہ المصنف مگر یہ کہ انگلیون کے رکھنے کے وقت بقدر فرض کے موزہ تر ہوگیا تو مسح اب
جائز ہے ایسا کہا ہے مصنف نے اپنی شرح مین ہم اسواسطے کہ فرض حاصل ہوگیا بدون مستعمل پانی کے کذا فی الطحطاوی ثم قال وفی الذخیرۃ ان کان
متقاطرا جاز والا لا پھر مصنف نے شرح مین کہا اور ذخیرہ مین ہے کہ اگر انگلیون کے سرون سے پانی ٹپکتا ہے تو مسح جائز ہے یعنے اسواسطے کہ فرض حاصل ہوا
غیر مستعمل پانی سے اور اگر ٹپکتا نہین ہے تو مسح جائز نہین ولو قطع قدمہ ان بقی من ظہرہ قدر الفرض مسح والا غسل کمن قطع من کعبہ اور اگر ایک آدمی کا
پانون کاٹا گیا تو اگر پشت قدم بقدر فرض کے یعنے تین انگشت کے باقی ہے تو موزون پر مسح کرے اور اگر بقدر فرض باقی نہین تو دونون پانون کو
دھووے مانند اُس شخص کے جسکا پانون ٹخنون سے کاٹا گیا یعنی ٹخنون کے نیچے سے سو اُسکو بھی مسح کرنا جائز نہین کیونکہ مسح کا محل باقی نہین رہا مگر
غسل کا محل باقی ہے ولو لہ رجل واحدۃ مسحہا اور اگر ایک آدمی کے ایک ہی پانون ہے پیدائشی یا ایک پانون ٹخنے سے اوپر کاٹا گیا تو اسی ایک پانون
کو یعنی اُسکے موزے کو مسح کرے وجاز مسح خف مغصوب خلافا للحنابلۃ اور جائز ہے مسح کرنا چھینے موزے پر برخلاف حنبلی مذہبون کے ہم ہرچند
غصب کرنا گناہ کبیرہ ہے لیکن ماسح کی نماز ادا ہوگی کما جاز غسل رجل مغصوبۃ اجماعا جسطرح جائز ہے دھونا مغصوب پانون کا بالاتفاق م اطلاق غصب کا
اُسپر مسامحہ ہے اور اُسکی صورت یہ ہے کہ کسی شخص کا پانون بسبب سرقہ یا قصاص کے مستحق قطع ہوا پھر وہ بھاگ گیا اور وضو کرکے اُسنے پانون دھویا کذا فی
الطحطاوی والخرق الکبیر بموحدۃ او مثلثۃ وہو قدر ثلث اصابع القدم الاصاغر بکمالہا ولو مقطوعۃ یعتبر باصابع مماثلہ کمنعہ اور موزے کا بڑا
سوراخ یعنی قدم کی چھوٹی پوری تین انگلیون کی برابر مانع ہے مسح کرنے کا اور جس شخص کی سب انگلیان کٹی ہین تو اُسکے مماثل دوسرے شخص کی انگلیون کا
اعتبار کیا جاویگا شارح نے کہا لفظ کبیر کا بار موحدہ یا ثا مثلثہ دونون سے ہوسکتا ہے طحطاوی نے شرح منیۃ المصلی سے نقل کیا کہ با موحدہ کی روایت صحیح ہے
اگرچہ ثا مثلثہ بھی متبادل متصور ہے الا ان یکون فوقہ خف آخر او جرموق فیمسح علیہ مگر یہ کہ پھٹے موزے پر دوسرا اور درست موزہ یا جرموق تو اُسپر مسح کرلے

اسواسطے کہ اعلیٰ کا اعتبار ہے نہ اسفل کا وہذا لو الخرق علٰی غیر اصابعہ وعقبہ و یری ما تحتہ اور یہ یعنے اصابع مین صغیر کا اعتبار کرنا اسوقت ہو کہ سوراخ ابدا
دریدگی اُسکی انگلیون اور ایڑی پر نہو اور سوراخ کے نیچے پانوں نظر آتا ہو فلو علیہا اعتبر الثلث ولو کبارا اور اگر دریدگی انگلیون پر ہو تو عدم جواز مسح
مین تین انگلیون کا اعتبار ہوگا اگرچہ بڑی انگلیان ہون یعنے تو اُس صورت مین صغیر کا اعتبار نہین تو اگر ابہام اور کلمہ شہادت کی انگلی منکشف ہو جاے اور
وہ بقدر تین چھوٹی انگلیون کے ہو تو مسح اُسپر جائز ہو اور اگر اُن دونون کے بیچ کی انگلی بھی کھلجاے تو مسح جائز نہوگا علی الاصح کذا فی الطحطاوی عن
تتمۃ الفتاوی ولو علیہ اعتبر بدو اکثرہ اور اگر دریدگی ایڑی پر ہو تو اکثر ایڑی کا کھل جانا معتبر ہو یعنے آدھی ایڑی سے اگر زیادہ کشوف ہو تو مسح جائز نہین
م قاضی خان نے شرح جامع صغیر مین اسی قول پر اقتصار کیا ہو اور ظاہر متنون مین ہر مقام مین تین انگلیون کا اعتبار ہو اور اسی قول کو کمال الدین
صاحب فتح القدیر اور سرخسی نے پسند کیا ہو کذا فی الطحطاوی ولو لم یر القدر المانع عند المشی لصلابتہ لم یمنع وان کثر اور اگر نظر نہ پڑے قدم اسقدر جو مسح
کا مانع ہو بپیادہ پا چلنے کے وقت موزے کی سختی کے سبب سے تو مسح کا مانع نہین اگرچہ بہت پھٹا ہو م حلبی نے کہا کہ زمین سے پانوں اٹھانے کے
وقت اگر نظر نہ آوے تو مسح کا مانع نہین کما لو انشقت الظہارۃ دون البطانۃ چنانچہ اگر موزے کا ابرہ پھٹ گیا نہ اُسکا استر تو مسح کا مانع نہین خواہ استر
چمڑے کا ہو یا کپڑے کا سیا ہوا موزے مین کذا فی الطحطاوی ویجمع الخروق فی خف واحد لا فیہما اور متفرق سوراخ جمع کیے جاتے ہین ایک
موزے مین نہ دونون موزون مین یعنے اگر ایک موزے مین کئی جگہ تھوڑا تھوڑا پھٹا ہو تو اُسکو جمع کرکے دیکھینگے اگر بقدر تین انگشت کے ہو تو مسح
جائز نہین ورنہ جائز ہو اور اگر ایک موزے مین بقدر دو انگشت کے پھٹا ہو اور دوسرے موزے مین بقدر ایک انگشت کے تو دونون پر مسح جائز ہو
بشرط ان یقع فرضہ علی الخف نفسہ لا علی ما ظہر من خرق یسیر مسح جائز ہو دونون موزون پر اس شرط سے کہ فرض مسح کا واقع ہو نفس موزے پر نہ اُس
مقام پر جو تھوڑا پھٹا ہو واقل خرق یجمع لیمنع المسح الحالی والاستقبالی لما ینقض الماضوی قہستانی اور کمتر سوراخ جو جمع کیا جاتا ہو واسطے منع کرنے
مسح حالی اور استقبالی کے جسطرح گذشتہ مسح کو توڑتا ہو کذا فی القہستانی م مسح حالی وہ جسکے فی الحال کرنے کا ارادہ ہو اور استقبالی مسح وہ ہو جو آگے ہوگا
اور مسح ماضی کی یہ صورت ہو کہ درست موزے پر مسح کیا پھر وہ اسقدر پھٹ گیا کہ مانع ہوا مسح کا تو مسح سابق ٹوٹ گیا کذا فی الطحطاوی قلت ومراد
ما ینقض التیمم یمنع وترفع کنجاستہ وانکشاف حتے انعقاد و کما سیجی فلیحفظ مین کہتا ہون اور یہ مذکور ہو چکا باب تیمم مین کہ جو چیز تیمم کی ناقض ہو جیسا کہ
پانی کا موجود ہونا اور اُسکے استعمال پر قادر ہونا وہ ابتدا تیمم کا مانع ہو اور دور کرنے والا ہو تیمم موجود کا مانند نجاست اور انکشاف عورت کے کہ وہ
ابتداء صلوٰۃ کی مانع ہو اور صلوٰۃ موجودہ کی رافع ہو یہان تک کہ انعقاد صلوٰۃ یعنے تحریمہ کا مانع ہو چنانچہ آگے آویگا تو اُسکو یاد رکھنا چاہیے م خلاصہ
یہ ہو کہ جسطرح ناقض تیمم اور نجاست اور انکشاف عورت مانع اور رافع ہو اسی طرح خرق موزہ بھی مانع اور رافع ہو ماندخل فیہ المسلۃ لا ما دونہ
الحاقا لہ بمواضع الخرز کمتر سوراخ جو منع مسح کے واسطے جمع کیا جاتا ہو وہ ہو جسمین ٹاٹ وغیرہ کے سینے کا سوا داخل ہوا نہ وہ سوراخ جو اس سے
کمتر ہو بوجہ الحاق ہو اضع دوخت یعنے جیسے دوخت موزے کے سوراخ بالاتفاق عفو ہین لائق شمار کے نہین اسی طرح یہ سوراخ بھی لائق شمار کے نہین
بخلاف نجاستہ متفرقہ وانکشاف عورۃ وطیب محرم واعلام ثوب من حریر فانہا تجمع مطلقا بخلاف متفرق نجاست اور انکشاف عورت کے
اور خوشبوے محرم کے اور کپڑے پر ریشم کی بوٹیان اسواسطے کہ یہ سب جمع کیے جاتے ہین مطلقا یعنے ایک مقام مین ہون یا چند مقامات مین م نجاست متفرق
موزون مین ہو یا کپڑے یا بدن یا مکان مین یا مجموع مین اور انکشاف متفرق چنانچہ عورت کی کچھ شرمگاہ اور اسکی پیٹھ اور کچھ ران مین تو یہ جمع کیا جاویگا
نجاست کے مانند اور نماز کا مانع ہوگا او محرم کی خوشبو متفرق اکثر اعضا مین جمع ہوگی اگر بقدر ایک عضو کے پہونچیگی تو جانور کا ذبح کرنا لازم ہوگا اور ریشمی
بوٹیان بھی جمع کیجاوینگی اگر چار انگشت سے زیادہ ہونگی تو مرد کو اسکا پہننا جائز نہوگا یہی قول معتمد ہو کذا فی الطحطاوی واختلف فی جمع خرق اذنی الضحیۃ

وینبغی ترجیح الجمع احتیاطا اور قربانی کے دونون کانون کے سوراخون کے جمع کرنے مین اختلاف واقع ہی یعنے ایک قول یہ ہی کہ جمع کرینگے سو اگر ایک کان کی تہائی سے زیادہ ہونگے تو قربانی جائز نہین اور دوسرا قول یہ ہی کہ جمع نہ کرینگے مگر ایک کان کے سوراخون مین موزے کے مانند اور جمع کرنے کو ترجیح دینا لائق ہی احتیاط کی راہ سے باب عبادت مین کذا فی النہر وناقضہ ناقض الوضوء لانہ بعضہ اور مسح کا توڑنیوالا وہ ہی جو وضو کا توڑنیوالا ہی اسواسطے کہ مسح بعض ہی وضو کا یعنے جو کل کا ناقض ہی وہ بعض کا بھی ناقض ہوگا ونزع خف ولو واحدا اور مسح کا ناقض ہی موزہ اُتارنا اگرچہ ایک ہی موزہ اُتارا ہو ومضی المدۃ وان لم یمسح اور مدت کا گذرجانا مسح کا ناقض ہی اگرچہ اُسنے مدت مین مسح نکیا ہو ان لم یخش بغلبۃ الظن ذہاب رجلہ من برد للضرورۃ گذرنا مدت کا ناقض ہی بشرطیکہ اسکو ظن غالب خوف نہو اپنے پانون کے جاتے رہنے کا سردی سے یہ شرط ہوئی ضرورت کے سبب سے م ظاہر اس کلام کا اسپر دلالت کرتا ہی کہ مسح نہین ٹوٹتا ہی مدت کے گذرنے سے خوف مذکور کے وقت پر اسمین خلل یہ ہی کہ سردی کے خوف کو سرایت حدث کے منع مین کچھ اثر نہین غایۃ الامر یہ ہی کہ موزہ نہ اُتارے لیکن مسح نکرے بلکہ تیمم کرے کذا فی ابی السعود مگر اسمین یہ خلل ہی کہ فقہانے وضو کا تیمم منع کیا ہی سردی کے خوف مین لہذا فتح القدیر مین ہی کہ لائق یہ ہی کہ فتوی دیا جاے مسح کے ٹوٹنے کا مدت گذرنے سے اور دوسرے مسح کے استیناف کا پٹی کے مانند شارح نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہی اور یہی قول اعتماد کے لائق ہی کذا فی الطحطاوی فیصیر کالجبیرۃ فیستوعبہ بالمسح ولا یتوقت تو خوف مذکور مین موزہ ہوجائیگا پٹی کے مانند تو سارے موزے کو پورا مسح کرے اور اس مسح کی مدت نہین جیسے پٹی کے مسح کی مدت نہین یعنی جبتک خوف باقی ہی مسح کرتا رہے م پورا مسح کرنا افضل ہی اور اگر اکثر موزے کا مسح کریگا تو صحیح ہی اور یہ جو صاحب نہر نے معراج سے وجوب استیعاب کا بیان کیا ہی ابو سعود نے اسکو رد کیا ہی اسطرح کہ عبارت معراج کی افضلیت کا احتمال رکھتی ہی کذا فی الطحطاوی ولذا قالوا لو تمت المدۃ وہو فی صلوتہ ولا ماء مضی فی الاصح اور اسی واسطے یعنی ضرورت مین مدت کے گذرجانے سے مسح نہین ٹوٹتا فقہانے کہا ہی کہ اگر مسح کی مدت تمام ہوگئی اور مسح کرنے والا نماز مین ہی اور پانی موجود نہین تو نماز پڑھتا رہے صحیح تر قول مین اسواسطے کہ موزہ اُتارنے مین کچھ فائدہ نہین کیونکہ پانی نہین جو پانون کو دھووے وقیل تفسد وتیمم وہو الاشبہ اور بعضون نے کہا کہ شخص مذکور کی نماز فاسد ہوجاتی ہی اور وہ تیمم کرے اور یہی قول مناسب تر ہی روایت کی راہ سے اور راجح تر ہی فہم کی راہ سے م وجہ اُسکی یہ ہی کہ مدت کے گذرجانے سے حدث نے پانون مین سرایت کی اسواسطے کہ پانی کا نہونا مانع سرایت کا نہین تو تیمم کرے اور نماز پڑھے جسطرح وہ شخص کہ اُسکے اعضا وضو مین کچھ تنک باقی رہا اور پانی نہین ہی جو اُسکو دھووے تو اُسکا تیمم کرنا چاہیے کذا فی الطحطاوی وبعدہما ای النزع والمضی غسل المتوضی رجلیہ لا غیر لحلول الحدث السابق قدمیہ اور موزہ اُتارنے اور مدت کے گذرجانے کے بعد باوضو شخص دھووے اپنے دونون پانون کو اور اعضا وضو کو بسبب سرایت کرنے اگلے حدث کے اُسکے دونون پانون کو یعنی حدث سابق کے بعد باقی اعضا دھوئے گئے فقط قدم باقی رہے تو اُسپر کچھ واجب نہین قدم دھونے کے سوا کذا فی البحر الا المانع کبرد فیتیمم حینئذ مگر کسی مانع کے ہونے سے قدمون کو نہ دھووے چنانچہ نہایت سردی سے تو اب تیمم کرلے م حلبی محشی نے کہا کہ اسوقت مین تیمم صحیح نہین اسواسطے کہ ضرر کے خوف سے مسح کرنا چاہیے موزے پر پٹی کے مانند اور تیمم تو اُسوقت ہی جبکہ ضرر کا خوف ہو اور پانی نہو کذا فی الطحطاوی وخروج اکثر قدمہ من الخف الشرعی وکذا اخراجہ نزع فی الاصح اعتبارا للاکثر اور نکلنا اور نکالنا آدھے قدم سے زیادہ شرعی موزے سے نکال ڈالنا ہی موزے کا صحیح تر قول مین اکثر کے اعتبار کرنے سے یعنے اسواسطے کہ للاکثر حکم الکل م قدم عبارت ہی ٹخنین سے تا سر اصابع اور شرعی موزہ ہوتا ہی ٹخنے سے سر اصابع تک ولا عبرۃ بخروج عقبہ ودخولہ اور کچھ اعتبار نہین ایڑی کے خروج اور دخول کا یعنے اگر بلا قصد موزے کی کشادگی سے خروج اور دخول عقب کا ہو تو معتبر نہین وما روی من النقض لزوال عقبہ فمقید بما اذا کان بنیۃ نزع الخف اور یہ جو فقہ مین ایڑی کے ٹل جانے سے مسح کا ٹوٹ جانا مروی ہی سو مقید ہی اُس صورت کے ساتھ جبکہ اُسکا اُٹھنا ہو موزہ اُتارنے کی نیت سے اما اذا لم یکن ای زوال عقبہ بنیۃ بل لسعۃ او نحوہا فلا ینقض

بالاجماع کما یعلم من البرجندی معزیا للنہایۃ وکذا القہستانی لکن باختصار حتے زعم بعضہم انہ خرق الاجماع فتنبہ لیکن جبکہ ایڑی کا نکلجانا اپنے محل سے
قصد سے نہو بلکہ موزے کی کشادگی یا اُسکے سوا اور وجہ سے ہو تو مسح نہیں ٹوٹتا ہے بالاتفاق روایات چنانچہ برجندی سے معلوم ہوتا ہے یہ قول نہایہ کی
طرف منسوب ہوتا ہے اور اسی طرح قہستانی شارح نقایہ نے بیان کیا مگر اختصار عبارت کے ساتھ بیان تک کہ بعضے لوگون نے گمان کیا ہے کہ قہستانی نے
اجماع کو پھاڑا یعنے مخالف اجماع کے بیان کیا سو خبردار ہو کہ اسکا قول اجماع کے مخالف نہیں ہے وینتقض ایضا بغسل اکثر الرجل فیہ لو ادخل الماء
خفیہ صححہ غیر واحد اور موزے میں اکثر پاؤن کے دھوجانے سے بھی مسح ٹوٹتا ہے اگر اُسنے اپنے موزون میں پانی کو داخل کیا اور اس قول کو بہت فقیہون
نے صحیح کیا ہے م حلبی نے کہا اور اسی طرح کا حکم ہے اگر پانی خود موزے میں داخل ہو گیا وقیل لا ینتقض وان بلغ الماء الرکبۃ وہو الاظہر کما فی البحر
عن السراج لان استتار القدم بالخف یمنع سرایۃ الحدث الی الرجل فلا یقع ہذا غسلا معتبرا فلا یوجب بطلان المسح نہر فیغسلہا ثانیا بعد المدۃ او النزع کما
اور بعضون نے کہا کہ موزے میں پانی کے داخل ہونے سے مسح نہیں ٹوٹتا ہے اگرچہ پانی زانو تک پہونچا ہو اور یہی قول ظاہر تر ہے چنانچہ بحرالرائق میں
سراج سے منقول ہے اسواسطے کہ چھپنا قدم کا موزے سے منع کرتا ہے حدث کے پہونچنے کو پاؤن تک تو اسطرح کا دھوجانا معتبر دھونا نہ ٹھہریگا تو بطلان
مسح کا موجب نہوگا چنانچہ نہرالفائق میں ہے تو دونون قدمون کو مدت اور اُتارنے کے بعد دوسری بار دھویگا چنانچہ مذکور ہو چکا وبقی من نواقضہ
الخرق وخروج الوقت للمعذور اور مسح کے نواقض میں سے باقی رہا موزے کا پھٹنا اور معذور کے حق میں نماز کے وقت کا نکلجانا **مسح مقیم** بعد حدثہ
فسافر قبل تمام یوم ولیلۃ فلو بعدہ نزع والا **مسح ثلثا** مقیم نے مسح کیا وضو ٹوٹنے کے بعد پھر اُسنے سفر کیا ایک رات اور دن کے تمام ہوجانے سے پہلے تو دو
تین رات اور دن مسح کرے تو اگر مدت کے تمام ہوجانے کے بعد سفر کرے تو موزہ اُتارے م تین دن مسح کرے یعنے مسح کی مدت کو پورا کرے اسطرح پر
کہ مجموع تین دن ہوجاوین اور یہ مراد نہیں کہ سر نو سے تین دن تک مسح کرتا رہے کذا فی الطحطاوی ولو اقام مسافر بعد مضے مدۃ مقیم نزع والا اتمہا
لانہ صار مقیما اور اگر مسافر مقیم ہو گیا مدت مقیم یعنے ایک رات دن کے بعد تو موزہ اُتارے اور پاؤن دھوے اور اگر ایک رات دن نہیں گذرا تو مقیم کی
مدت کو پورا کرلے اسواسطے کہ مسافر اب مقیم ہو گیا **وحکم مسح جبیرۃ** ہی عیدان یجبر بہا الکسر **وخرقۃ قرحۃ وموضع فصد وکی** ونحو ذلک کعصابۃ جراحۃ
ولو برأسہ **کغسل لما تحتہا** اور مسح جبیرہ کا حکم اور زخم کے چھپانے کا حکم فصد اور داغ کے مکان کا اور مانند اُسکے چنانچہ زخم کی پٹی اگرچہ زخم سر میں ہو اُسکے
ماتحت کے دھونے کے مانند ہے یعنے بدل نہیں ہے شارح نے کہا جبیرہ وہ لکڑیان ہین جسے ٹوٹی ہڈی باندھی جاتی ہے فیکون فرضا یعنے عملیا لثبوتہ بظنی
وہذا قولہما والیہ رجع الامام وخلاصۃ وعلیہ الفتوے شرح مجمع جبکہ مسح جبیرہ وغیرہ کا ماتحت کے دھونے کے مانند ہوا تو مسح کرنا فرض ہوگا یعنی فرض
عملی نہ فرض اعتقادی بسبب ثابت ہونے مسح کے دلیل ظنی سے اور حکم یہ یعنے مسح مذکور کو فرض کہنا صاحبین کا قول ہے اور اسی کی طرف امام نے آخر
کو رجوع کیا چنانچہ خلاصہ میں ہے اور اسی فرض پر فتوی ہے چنانچہ مجمع کی شرح میں ہے م جواز مسح جبیرہ کی دلیل یہ ہے کہ علی مرتضی کے ہاتھ کی ہڈی جنگ احد
یا خیبر میں ٹوٹ گئی تھی سو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مسح علے الجبائر کا امر فرمایا اگرچہ حدیث ضعیف ہے لیکن تعدد طرق سے قوی ہو گئی
ہے امام اول مسح جبیرہ کو واجب کہتے تھے پھر فرض ہونے کے قائل ہوئے قدمنا ان لفظ الفتوے آکد فی التصحیح من المختار والاصح والصحیح اور ہمنے دیباچہ
کتاب میں پہلے ذکر کردیا ہے کہ فتوے کا لفظ تصحیح میں موکد تر ہے مختار اور اصح اور صحیح کے الفاظ سے م یعنے ہرچند بعضون نے وجوب مسح کی تصحیح کی ہے
لیکن فرضیت میں فتوے کا لفظ واقع ہوا ہے تو فرضیت موکدہ تر ٹھہری ثم انہ یخالف مسح الخف من وجوہ ذکر منہا ثلثۃ عشر پھر معلوم کرنا چاہیے
کہ مسح جبیرہ کا مخالف ہے مسح موزے کی کئی وجہون سے اُنہیں سے مصنف نے تیرہ وجہون کو یہان ذکر کیا ہے فقال **فلا یتوقت** لانہ کالغسل حتے
یوم الاصحا سو مصنف نے کہا تو مسح کا وقت یعنے مدت معین نہیں اسواسطے کہ وہ دھونے کے مانند ہے تا اینکہ مسح کرنے والا تندرستون کی

امامت کرتا ہے یعنے اسواسطے کہ وہ صاحب عذر نہیں کذا فی الطحطاوی ولو بدلها باخری او سقطت العلیا لم یجب اعادۃ المسح بل یندب اور اگر ایک
جبیرہ کو بدل کر دوسرے جبیرہ کو باندھا یا اوپر کی جبیرہ ساقط ہو گئی تو دوسری بار مسح کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے ویجمع مسح جبیرۃ رجل معه
ای مع غسل اخری اور جمع کیا جاتا ہے ایک پاؤن کی پٹی کا مسح دوسرے پاؤن کے دھونے کے ساتھ یعنے اگر مسح جبیرہ کا مسح ہوتا حکماً تو غسل
کے ساتھ جمع نہوتا جیسے ایک قدم کا دھونا اور دوسرے قدم کے موزے پر مسح کرنا جائز نہیں کذا فی الدرر لا مسح خفها جمع نہیں کیا جاتا جبیرہ کے
موزے کا مسح دوسرے قدم کی جبیرہ کے مسح کے ساتھ یعنے اگر دونون قدم پر جبیرہ ہے سو اُسنے ایک قدم کے جبیرہ پر مسح کیا اور دوسرے قدم کے موزے
پر مسح کیا تو جائز نہیں طحطاوی نے کہا اسواسطے کہ اصل اور بدل مین جمع کرنا لازم آیا بل خفيه بلکہ دونون موزون کا مسح جمع کیا جاتا ہے م صورت
اسکی یہ ہے کہ اگر ایک پاؤن پر جبیرہ ہے سو اُسکا مسح کیا اور دوسرے پاؤن کو دھویا پھر دونون قدم پر موزے پہنے پھر وضو ٹوٹا تو دونون پر مسح کرنا جائز
ہے اسواسطے کہ جمع متقدم یہان نہیں ہے یعنے اصل اور بدل مین یہان اجتماع نہین کذا فی الطحطاوی ویجوز ای یصح مسحها ولو شدت بلا وضوء
وغسل دفعاً للحرج اور جائز ہے یعنے مسح جبیرہ کا صحیح ہے اگرچہ جبیرہ بدون وضو اور دھونے کے باندھی گئی ہو دفع مشقت کے واسطے ویترک المسح
کالغسل ان ضر والا لا یترک اور ترک کیا جاتا ہے جبیرہ کا مسح جیسے دھونا وہان کا متروک ہے اگر ضرر کرتا ہو اور اگر ضرر نہو تو ترک نکیا جاے م
ضرر سے مراد وہ ضرر ہے جو اعتبار کے لائق ہے نہ مطلق ضرر اسواسطے کہ عمل ادنے ضرر سے خالی نہین اور یہ ترک کو مباح نہین کرتا کذا فی الطحطاوی
وہوای مسحها مشروط بالعجز عن مسح نفس الموضع اور وہ یعنی جبیرہ کا مسح کرنا مشروط ہے ساتھ عاجز ہونے کے مسح کرنے نفس موضع سے
یعنے عضو کو جب مسح نکر سکے تب جبیرہ کا مسح صحیح ہے م عاجزی کی صورت یہ ہے کہ موضع جبیرہ کو پانی ضرر کرتا ہو یا پٹی ایسی بندھی ہو جسکو کھولنا ضرر کرتا ہو کذا
فی الدرر فان قدر علیه فلا مسح علیها سو اگر عضو کے مسح پر قادر ہو تو پٹی پر مسح کرنا صحیح نہیں م محیط مین ہے کہ اسکو یاد رکھنا چاہیے کہ لوگ اس شرط
سے غافل ہین کذا فی الدرر والحاصل لزوم غسل المحل ولو بماء حار فان ضر مسحه فلو ضر مسحها فان ضر سقط اصلا حاصل کلام یہ ہے کہ دھونا محل مکسورہ کا لازم
ہے اگرچہ گرم پانی سے ہو یعنے اگر سرد پانی سے دھونا ضرر کرتا ہو تو گرم پانی سے دھونا چاہیے اور گرم پانی سے دھونا وہان کا ضرر کرتا ہو تو عضو کو مسح
کرے اور اگر نفس عضو کا مسح ضرر کرتا ہو تو اسکی پٹی پر مسح کرے اور اگر پٹی پر مسح کرنا بھی ضرر کرتا ہو تو بالکل ساقط ہو گیا یعنی دھونا لازم رہا نہ مسح کرنا و نہ مسح
فہو مقصد وجریح علی کل عصابة مع فرجتها فی الاصح ان ضره الماء او حلها اور مسح کرے فصد یعنے والا اور زخمی اور جو کہ اسکی مانند ہے ساری پٹی پر اس
مکان کے ساتھ جو پٹی کی گرہ کے دونون طرف کشادہ ہے صحیح تر قول مین اگر اسکو پانی ضرر کرتا ہو یا پٹی کا کھولنا م مصنف استیعاب مسح مین صاحب کنز کا
تابع ہوا اور قول اصح جسپر فتوی ہے یہ ہے کہ اکثر عصابہ کا مسح کافی ہے اور گرہ کے پاس کشادگی کا مسح کرنا کافی ہے ذخیرہ مین کہا کہ یہی قول صحیح ہے یعنے خلاصہ مین جو وہان
کے دھونے کو فرض کہا ہے سو صحیح نہیں کذا فی الطحطاوی ومنه ان لا یمکنه ربطها بنفسه ولا یجد من یربطها اور منجملہ ضرر کے یہ ہے کہ اس شخص کو خود پٹی کا باندھنا
ممکن نہین اور نہ اس شخص کو پاتا ہے جو پٹی کو باندھ دے انکسر ظفره فجعل علیه دواء او وضعه علی شقوق رجله اجری الماء علیه ان قدر والا مسحه
والا ترکه ایک شخص کا ناخن ٹوٹا سو اُسنے اُسپر دوا رکھی یا پاؤن کی بوائی پر دوا لگائی تو وضو مین اُسپر پانی کو بہادے اگر ہو سکے اور اگر قادر نہو تو اسکو
مسح کرے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو چھوڑ دے یعنے تو دھونا اور مسح کرنا دونون ساقط ہو گیا عذر سے والمسح یبطله سقوطها عن برء والا لا اور مسح کو باطل
کرتا ہے گر پڑنا پٹی کا زخم کے چنگے ہو جانے سے اور اگر بدون صحت کے پٹی ساقط ہو گئی تو مسح باطل نہیں ہوتا برخلاف مسح موزہ کے فان سقطت فی الصلوۃ
استانفها پھر اگر پٹی صحت کے بعد نماز مین ساقط ہو گئی تو نماز کو پھر شروع کرے وکذا الحکم لو سقط الدواء او برء موضعها ولم یسقط مجتبی اور اسی طرح حکم تفصیل
ہے اگر دوا ساقط ہو گئی یا پٹی کا مکان اچھا ہو گیا اور ہنوز پٹی نہیں گری کذا فی المجتبی م یعنی اگر دوا صحت کے بعد نماز مین ساقط ہوئی یا پٹی کا محل اچھا ہو گیا تو نماز کو پھر

شروع کرے وینبغی تقییدہ بما اذا لم یضرہ النہا فان ضرہ فلا بحر اور حکم مذکور کو مقید کرنا چاہیے اس صورت کے ساتھ جبکہ پٹی کا اُتارنا ضرر نکرے تو اگر مضر ہو تو باطل نہین کذا فی البحر مع یعنے پٹی کے ساقط ہونے سے بعد صحت کے اسوقت مسح باطل ہوتا ہی جبکہ پٹی کا کھولنا ضرر نکرتا ہو اور اگر مضر ہو اسطرح کہ پٹی نہایت چپکی ہو گوشت سے اور اسکے جدا کرنے مین تازگی زخم کا احتمال ہو تو اس صورت مین مسح باطل نہوگا والرجل والمرأۃ والمحدث والجنب فی المسح علیہا وعلی توابعہا سواء اتفاقا اور مرد اور عورت اور محدث اور جنب جبیرہ کے مسح مین اور اسکے توابع مین برابر ہین بالاتفاق م توابع جبیرہ بھی یا اور فصد کی پٹی اور داغ کا موضع اور وہ تندرست مقام جو ضرورت کے سبب سے پٹی کے نیچے آگیا ہو ولا یشترط فی مسحہا استیعاب وتکرار فی الاصح فیکفی مسح اکثرہا مرۃ بہ یفتی اور پٹی کے مسح مین پوری پٹی پر مسح کرنا اور مسح کو مکرر کرنا شرط نہین صحیح تر قول مین تو پٹی کا ایکبار آدھے سے زیادہ مسح کرنا کفایت کرتا ہی اسی قول پر فتوی ہی م یہ قول مخالف ہی قول سابق کے کہ وہان پوری پٹی کا مسح مذکور ہی اور اگر اسی قول اخیر پر اقتصار ہوتا تو بہتر تھا اسواسطے کہ فتوی اسی قول پر ہی کذا فی الطحطاوی وکذا لا یشترط فیہا نیۃ اتفاقا بخلاف الخف فی قول اور اسی طرح پٹی کے مسح مین نیت شرط نہین برخلاف مسح موزہ کے کہ اُسمین ایک قول مین نیت شرط ہی اور راجح قول یہ ہی کہ موزے کے مسح مین نیت شرط نہین وما فی نسخ المتن رجع عنہ المصنف فی شرحہ اور جو عبارت اُمتن کے نسخون مین ہی مصنف نے اسکو ترک کیا ہی اپنی شرح مین م یعنے شرح منح الغفار مین ومسح نحو مفتصد وجریح سے آخر تک ساقط ہی طحطاوی نے کہا تو اسکا ذکر کرنا بہتر تھا تاکہ تناقض کا مصنف پر اعتراض لگتا

باب الحیض

یہ باب ہی حیض کے احکام اور مسائل مین عنون بہ لکثرتہ واصالتہ والا فہی ثلثۃ حیض ونفاس واستحاضۃ مصنف نے حیض کو عنوان قرار دیا اس باب کا حیض کی کثرت اور اصالت کے سبب سے ورنہ عورت کے خون تو تین قسم کے ہین حیض اور نفاس اور استحاضہ یعنی ہر چند اس باب مین حیض اور نفاس اور استحاضہ تینون خونون کے احکام مذکور ہین مگر مصنف نے اس باب کو فقط باب الحیض کر کے آغاز کیا تو اسکی وجہ یہی ہی کہ حیض کثیر الوقوع اور اصل ہی برخلاف نفاس کے کہ ہمیشہ نہین ہوتا بچہ پیدا ہونے کے بعد ہوتا ہی اور استحاضہ بھی بیمار عورت کو ہوتا ہی نہ ہر عورت کو ہو لغۃ السیلان وشرعا علی القول بانہ من الاحداث مانعیۃ شرعیۃ بسبب الدم المذکور وہ یعنی حیض لغت عرب مین روانگی اور بہنے کو کہتے اور اصطلاح شرع مین بنا بر اس قول کے کہ حیض حدث ہی منجملہ حدث اور احداث کے شرعی روکنا ہی خون مذکور کے سبب سے یعنے جن عبادات مین طہارت شرط ہی چنانچہ نماز اور مس مصحف اور دخول مسجد انہین شارع نے حیض کو مانع طہارت اعتبار لیا ہی اگرچہ مانعیت حسیہ نہو وعلی القول بانہ من الانجاس دم من رحم اور بنا بر اس قول کے کہ حیض ناپاک چیز ہی منجملہ اور نجاسات کے تو وہ خون ہی کہ عورت کے رحم یعنے بچہ دان سے جاری ہوتا ہی خرج الاستحاضۃ رحم کی قید سے استحاضہ حیض کی تعریف سے نکلگیا اسواسطے کہ استحاضہ رحم کا خون نہین بلکہ رگ کے پھٹ جانے سے نکلتا ہی اور اسی طرح نکسیر اور زخمون کا خون اور جو کہ مقعد سے خارج ہو وہ رحم کی قید سے خارج ہوگیا ومنہ ما تراہ صغیرۃ وآئسۃ ومشکل اور منجملہ استحاضہ وہ خون ہی جسکو نو برس سے کم عمر کی چھوٹی لڑکی دیکھتی ہی اور وہ بڈھی عورت جسکو حیض کی امید نرہی اور جو خون کہ خنثی مشکل دیکھے قول مختار یہ ہی کہ ۵۵ برس کی عورت آئسہ ہی کذا فی الاکثر المعتبرات لا لولادۃ خرج النفاس نہ ولادت کے سبب سے اس قید سے نفاس خارج ہوگیا حیض کی تعریف سے اسواسطے کہ نفاس خارج ہوتا ہی رحم سے ولادت کے سبب سے برخلاف حیض کے وسببہ ابتداء ابتلاء اللہ لحوا لاکل الشجرۃ اور حیض کے ہونے کا پہلا سبب خدا کا مبتلا کرنا تھا حوا علیہا السلام کو درخت منہی عنہ کے کھالینے سے وہ درخت گیہون تھا یا انجیر یا انگور ورکنہ بروز الدم من الرحم اور حیض کا رکن خون کا باہر نکل آنا ہی رحم سے یعنی فرج داخلی کے کنارے کے برابر ہو جانے یہی قول معتمد ہی اور محمد کے نزدیک احساس رکن ہی حیض کا اور ثمرہ اختلاف اس صورت مین ظاہر ہوتا ہی کہ عورت نے وضو کیا پھر گدی رکھی پھر نزول خون کا احساس ہوا قبل غروب کے پھر گدی جدا کی اسکے بعد تو محمد کے نزدیک روزہ ٹوٹا برخلاف شیخین کے یعنے جبکہ خون کنارہ فرج کے

[جس سے منع کیا گیا ۱۲ — معلوم ہوا ۱۲ — معلوم کرے ۱۲]

محاذی نہوا اور اگر محاذی ہوگا تو بالاتفاق حیض یا نفاس ثابت ہوگا کذا فی الطحطاوی عن النہر وشرطہ تقدم نصاب الطہر ولو حکما اور حیض کی شرط مقدم ہونا ہے

نصاب طہر یعنے اقل مدت طہر کا کہ پندرہ دن ہین اگرچہ طہر حکمی ہو ہم طہر حکمی کی دو صورتین ہین ایک تو عورت مستحاضہ کہ بعد ایام حیض کے وہ طاہر ہی حکما مدت باقی کی ۱۲

اگر خون بہا کرے دوسری وہ عورت جسکو اول بار حیض نمود ہوا تو یہان بھی نصاب طہر کا مقدم ہونا حکما ہی وعدم نقصہ عن اقلہ اور شرط حیض کی کم نہونا ہی کمتر مدت

مدت حیض سے یعنی تین دن سے وا وانہ بعد التسع اور حیض کا زمانہ نوبرس کے بعد ہی ووقت ثبوتہ بالبروز فیہ تترک الصلوٰۃ ولو مبتداۃ فی الاصح لان الاصل الصحۃ والحیض

دم صحۃ شمنی اور حیض کے ثابت ہونے کا وقت اسکے خارج ہونے سے ہی اسوقت مین عورت نماز کو چھوڑ دے اگرچہ اسکو پہلے پہل حیض آیا ہو صحیح تر قول مین

اسواسطے کہ صحیح سالم ہونا اصل ہی اور حیض صحت کا خون ہی کذا فی الشمنی ہم غیر اصح یہ قول ہی کہ جسے اول بار خون دیکھا وہ تین دن کے بعد نماز چھوڑ دے

کہ شاید وہ خون استحاضہ کا ہو نہ حیض اور اصح قول اکثر مشائخ بخارا کا ہی کہ جب اسنے حالت بلوغ مین خون دیکھا تو بمجرد دیکھنے کے نماز ترک کرے اسواسطے

کہ صحت اجسام اصلی ہی اور مرض مقتضی استحاضہ عارض ہی تو بمقتضاء اصالت اس خون کو حیض قرار دینا چاہیے نہ استحاضہ **واقلہ ثلثۃ ایام بلیالیہا الثلث**

اور کمتر مدت حیض کی تین دن ہین تین راتون کے ساتھ خواہ انہین دنون کی راتین ہون یا نہون فالاضافۃ لبیان العدد والمقدر بالساعات الفلکیۃ

لا للاختصاص تو اضافت اور نسبت لیالی کی ایام ضمیر کی طرف اس زمانہ کے شمار کے واسطے ہی جسکا اندازہ ساعات فلکیہ یعنے نجومی گھڑیون سے کیا گیا ہی

نہ خصوصیت کے بیان کے واسطے یعنے یہ مراد نہین کہ انھین ایام مخصوصہ کی تین راتین ہون ہم ساعت دو قسم ہی ساعت فلکی اور ساعت زمانی ساعت

فلکی پندرہ درجہ کی ہوتی ہی اسکو ساعت معتدلہ بھی کہتے ہین ایک رات اور دن کی ۲۴ گھڑیان ہوتی ہین تو اقل مدت حیض کی ۷۲ گھڑیان ہوئین اور ساعت

زمانی رات یا دن کے بارھوین حصے کا نام ہی اسکو ساعت معوجہ بھی کہتے ہین تو ساعت فلکی کی قید سے ساعت زمانی سے احتراز ہوا اور اسیطرح ساعت

لغوی اور ساعت شرعی سے کہ عبارت ہی زمانہ کے ہر ایک جز سے اگرچہ وہ قلیل ہو تو اگر عورت کو اول بار خون آیا جبکہ نصف قرص آفتاب کا طالع تھا اور چوتھے

دن منقطع ہوا جبکہ چہارم قرص طالع تھا تو وہ استحاضہ ہی حیض نہین کیونکہ اقل مدت اسکی پائی نہین گئی اور اگر نصف قرص کے طلوع ہونے کے بعد خون منقطع ہوا

تو البتہ حیض ثابت ہوگا کذا فی الطحطاوی عن القہستانی تصرف فلا یلزم کونہا لیالی تلک الایام جبکہ اضافت مذکورہ بیان عدد کے واسطے ٹھہری نہ اختصاص کے واسطے

تو راتون کو انھین دنون کی راتین ہونا لازم نہین ہم رات مقدم ہوتی ہی دن پر تو اگر جمعہ کے دن سے حیض شروع ہوا تو یہ لازم نہین کہ جمعہ کی رات مین بھی ہو بلکہ

مطلقاً تین راتین لازم ہین جسطرح یہ لازم نہین کہ تین دن پورے ہون آفتاب کے طلوع سے بلکہ مقدار تین دن کے زمانہ گذرنا چاہیے **وکذا قولہ واکثرہ**

عشرۃ بعشر لیالی کذا رواہ الدارقطنی وغیرہ اور اسی طرح مصنف کا یہ قول ہی کہ اکثر مدت حیض کی دس دن ہین دس راتون کے ساتھ مطلقاً خواہ انھین

دنون کی راتین ہون یا نہون ایسا روایت کیا ہی اقل اور اکثر مدت کو دارقطنی وغیرہ نے ہم یہ حدیث طرق متعددہ سے مروی ہی تو مرتبہ حسن کو پہونچکر لائق احتجاج

کے ہو گئی کذا فی النہر والناقص عن اقلہ والزائد علے اکثرہ او اکثر النفاس او علی العادۃ وجاوز اکثرہا وما تراہ صغیرۃ دون تسع علی المعتمد وآئسۃ علے

ظاہر المذہب وحامل ولو قبل خروج اکثر الولد استحاضۃ اور جو خون کہ حیض کی اقل مدت یعنی تین رات اور تین دن سے کم ہی اور جو اکثر مدت حیض سے

یا اکثر مدت نفاس سے زائد ہی یا زاید ہی حیض اور نفاس کی عادت سے جو مقرر تھی اور بڑھ گیا اکثر مدت حیض اور نفاس سے اور جو خون کہ نوبرس سے کم عمر کی

لڑکی دیکھے بنابر قول معتمد کے اور جو خون کہ وہ بڈھی عورت دیکھے جسکو حیض سے ناامیدی ہو گئی بنابر ظاہر مذہب کے اور جو خون کہ حاملہ عورت دیکھے اگرچہ

وہ اکثر ولد کے نکلنے سے پہلے ہو یہ سب استحاضہ ہی ہم اقل اور اکثر مدت سے ناقص اور زائد ہونا استحاضہ ہی اگرچہ کمی اور زیادتی نہایت کم ہو تو اگر عورت کو پانچ

دن کی مثلاً عادت ہو اور اسکا خون جاری ہوا پہلی تاریخ جبکہ نصف قرص آفتاب کا طالع ہوا اور گیارھوین تاریخ منقطع ہوا جبکہ دو ثلث قرص طالع ہوا تھا تو جو پانچ دن سے

زیادہ ہی وہ استحاضہ ہی اسواسطے کہ دس دن سے بقدر سدس کے زائد ہو گیا کذا فی الطحطاوی عن القہستانی واقل الطہر بین الحیضتین او النفاس والحیض

خمسة عشر یوما ولیالیها اجماعا اور کمتر مدت طہر کی یعنے پاک رہنے کی دو حیض کے درمیان یا نفاس اور حیض کے درمیان پندرہ دن اور اُنکی راتین باتفاق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم م نفاس اور حیض کے درمیان کا طہر اس صورت مین پندرہ دن ہوتا ہے جبکہ نفاس کی اکثر مدت پوری ہو گئی ہو کذا فی الطحطاوی ولاحد لاکثرہ وان استغرق العمر اور حد مقرر نہین اکثر مدت طہر کی اگرچہ تمام عمر کو احاطہ کر جاے م استغراق طہر کی تین صورتین ہین پہلی صورت یہ ہے کہ عورت بالغہ ہو جاے عمر کی وجہ سے اور تمام عمر اُسکو خون نہ آوے تو وہ روزہ رکھا کرے اور نماز پڑھا کرے اور ہمیشہ شوہر سے قربت کیا کرے اور اسکی عدت مہینون سے منقضی ہو گی دوسری یہ کہ بلوغ کے نزدیک یا بعد اُسکے تین دن سے کم خون کو دیکھے پھر ہمیشہ کو خون منقطع ہو جاے اسکا حکم پہلی صورت کا سا حکم ہے تیسری یہ کہ ایسا خون دیکھے جو حیض ہو سکتا ہے پھر دائمی انقطاع ہو جاے اسکا حکم بھی پہلی صورت کے مانند ہے مگر یہ کہ اُسکی عدت منقضی نہو گی کرحیض سے اگر حیض طاری ہو قبل از سن ایاس اور اگر طاری نہو تو مہینون سے اُسکی عدت منقضی ہو گی ابتدا از سن ایاس سے چنانچہ باب العدۃ مین مذکور ہو گا الا عند الاحتیاج الی نصب عادة لها اذا استمر بها الدم اکثر طہر کی حد نہین مگر عورت کی عادت مقرر کرنے کی احتیاج کے وقت جبکہ اُسکا خون برابر بلا انقطاع جاری ہو جاے یعنے سیلان دائمی مین اکثر طہر کے محدود کرنے کی حاجت ہو گی فیحد لاجل العدۃ بشهرین بہ یفتی تو طلاق کی عدت کیواسطے طہر کی اکثر مدت دو مہینے ٹھہرائے جاینگے یہی قول مفتی بہ ہے م نہایہ مین کہا کہ حاکم شہید کے اس قول پر اسواسطے فتوی ہوا کہ یہ آسان تر ہے اور یہ دو مہینون کی حد معتادہ اور تحیرہ کے حق مین ہے نہ مبتداۃ مین یعنی جس عورت کو جوان ہوتے ابتدا جوانی سے برابر خون جاری ہو گیا اسواسطے کہ مبتداۃ کا حیض ہر مہینے سے دس دن ہین ابتدا اور دیت سے خواہ عشرۂ اولی ہو یا عشرۂ ثانیہ ہو یا ثالثہ اور باقی ایام طہر کے ہین سو اگر مبتداۃ کو اُسکے زوج نے طلاق دی آخر طہر مین تو اُسکی عدت انہتر دن مین منقضی ہو گی تین حیض تیس دن کے اور دو طہر ایک طہر ۲۰ دن کا اور دوسرا اُنیس دن کا اور اگر اول طہر مین طلاق دی تو عدت آخر ہو گی ۸۸ یا ۸۹ دن مین تین حیض تو تیس دن کے اور تین طہر ایک طہر ۲۰ دن کا اور دو طہر اُنیس اُنیس دن کے یا ایک طہر اُنیس دن کا اور دو طہر بیس بیس دن کے اور اگر طلاق دی اول حیض مین عدت منقضی ہو گی ۹۸ یا ۹۹ دن مین چار حیض چالیس دن کے اور تین طہر بطور سابق کے کذا فی الطحطاوی وعمّ کلامہ المبتداۃ والمعتادۃ ومن نسیت عادتها اور مصنف کا کلام نصب عادت مین شامل ہے مبتداۃ اور معتادہ یعنی وہ عورت کہ اپنی عادت نہین بھولی اور اس عورت کو جو اپنے حیض کی عادت بھول گئی م یہ کلام فی نفسہ صحیح ہے اگرچہ اکثر طہر کی حد مختلف ہے اسواسطے کہ معتادہ اور ناسیہ کی اکثر طہر کی حد دو مہینے ہین اور مبتداۃ کے ۲۰ دن ہین حالت استحاضہ مین طحطاوی نے کہا مصنف کا یہ کلام الا عند نصب عادة لها اذا استمر بها الدم مبتداۃ کے ۲۰ دن پر بھی صادق آتا ہے وتسمی المحیرۃ والمضللة اور جو کہ حیض کی عادت بھول گئی اُسکو محیرہ اور مضللہ کہتے ہین م محیرہ اور مضللہ بصیغۂ مفعول اور فاعل دونون جائز ہے یعنے وہ عورت اپنے حیض اور طہر مین حیران اور گمراہ ہے یا یہ کہ اُسنے فقہا کو حیران کر رکھا ہے اور اُسکو ناسیہ اور ضالہ اور تحیرہ بھی بولتے ہین واضلالها اما بعدد او بمكان او بهما كما بسط فی البحر والحاوی اور اُسکا گم کرنا اور بھول جانا یا تو شمار ایام حیض کا بھولنا ہے کہ کے دن حیض آتا تھا یا مکان کا بھولنا ہے یعنے شمار ایام کا تو یاد ہے مگر تاریخ یاد نہین کہ عشرۂ اولی مین ہوتا تھا یا ثانیہ یا ثالثہ مین یا دونون کا بھولنا ہے یعنے نہ شمار یاد ہے نہ تاریخ چنانچہ بحر الرائق اور حاوی مین شرح مذکور ہے وحاصله انها تتحرى اور حاصل اس بیان شرح کا یہ ہے کہ بھولنے والی اٹکل دوڑاوے اور خوب سوچے یعنی ظن غالب پر عمل کرے یعنی جن دنون کو طہر گمان کرے تو وہ پاک ہے ہر وقت وضو کر کے نماز پڑھا کرے اور جن دنون کو حیض سمجھے اُنمین نماز روزہ ترک کرے خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب اُسکو حیض کا یقین ہو وقت مخصوص مین تو عبادت ترک کرے اور اگر یقین نہو تو گمان غالب پر عمل کرے اور اگر کسی طرح سوا ٹھہرے اور تردد واقع ہو اُسکا حکم شارح بیان کرتا ہے ومتى ترددت بين حيض ودخول فيه وطهر توضأت لكل صلوة اور جبکہ عورت مذکورہ کو تردد واقع ہو حیض مین یا در حیض کے آنے مین اور طاہر ہونے مین تو ہر نماز کیواسطے وضو کرے یعنی جسدن یہ تردد ہو کہ شاید یہ دن حیض کا ہے یا حیض شروع ہوا یا شاید پاکی کا دن ہے تو ہر نماز مین وضو کیا کرے یہی قول صحیح ہے اور واجبات اور سنن موکدہ ادا کرے اور قرآن بقدر مفروض اور واجب کے پڑھے اور مسجد مین نجاوے اور قرآن کا مس نکرے وتمامه فی الطحطاوی

وان بنہا والدخول فیہ تغتسل لکل صلوٰۃ اور اگر تردد ہو حیض اور طہر مین اور طہر کے داخل ہونے یعنے حیض سے خارج ہونے مین تو ہر نماز کے واسطے غسل کرے
اسواسطے کہ شاید حیض سے خارج ہوئی اور طہر مین داخل ہوئی وتترک غیر موکدۃ ومسجدا وجماعًا اور چھوڑے نماز غیر موکدہ کو اور مسجد کے جانے کو اور جماع کو یعنے زوج کو
لئے اوپر قادر نہونے دے کہ شاید حیض مین جماع واقع ہو موم حلبی محشی نے کہا کہ یہ دوسری صورت سے متعلق ہی وتصوم رمضان ثم تقضی عشرین یومًا ان علمت
بدائتہ لیلا اور سارے رمضان مین روزہ رکھے پھر ۲۰ دن قضا کرے اگر جانتی ہو شروع ہونا حیض کا اس بیماری سے پہلی رات کو م اسواسطے کہ اگر حیض رات سے شروع
ہوا تو رات پر ختم ہوگا تو اسکا روزہ رمضان مین سوا دس دن کے فاسد نہوا اور دس دن قضا کے فاسد ہوئے کذا فی الحلبی قضا کے دن فاسد ہوئے حیض کے
احتمال سے تو ۲۰ دن کے قضا کرنے مین دس روزے بالیقین طہر مین واقع ہونگے والا فاثنین وعشرین ورنہ بائیس دن قضا کرے یعنے اگر ابتدا حیض دن سے
جانتی ہو تو ۲۲ دن قضا کرے اسواسطے کہ اگر حیض دن سے شروع ہوا تو دن مین ختم ہوگا گیارھوین دن تو گیارہ روزے اسکے فاسد ہوگئے اور اسی قدر قضا کے
کذا فی الحلبی تو ۲۲ دن کی قضا مین گیارہ روزے بالیقین طہر مین واقع ہونگے وتطوف لرکن ثم تعید بعد عشرۃ اور طواف کرے فرض جسکو طواف الزیارت کہتے
ہین پھر اُسکا اعادہ کرے دس دن کے بعد یعنے اسواسطے کہ طواف الزیارۃ مین طہارۃ واجب ہی اور شاید کہ وہ طواف حیض مین واقع ہوا ہو وللصدر ولا تعید
اور طواف الصدر کرے یعنے کعبہ سے رخصت ہونے کا طواف اور اُسکو اعادہ نکرے اسواسطے کہ حائض پر طواف الصدر ساقط ہی وتعتد لطلاق بسبعۃ اشہر
علی المفتی بہ اور عدت کرے طلاق کی وجہ سے سات مہینے مفتے بہ قول پر یعنے مضللہ اور اسی طرح معتادہ مستمرۃ الدم بقول حاکم شہید سات مہینے کی عدت کرے
کذا فی الحلبی اسلیے کہ تین حیض کے تیس دن اور چھ مہینے کے تین طہر چنانچہ سابق مین گذرا کہ اکثر طہر اُسکا دو مہینے کا ہی وما تراہ من لون للدرۃ والتربیۃ
فی مدۃ المعتادۃ اور حیض کی مدت معتادہ مین جو رنگ کہ دیکھے چنانچہ تیرگی اور خاکستری وہ حیض ہی هم جبکہ تیرہ اور خاکستر خون حیض ٹھہرا تو سرخ اور
سیاہ اور زرد اور سبز بطریق اولے حیض ہوگا سوی بیاض خالص قیل ہو شئی یشبہ الخیط الابیض سفیدی خالص کے سوا کہ وہ حیض نہین ہی بعضون
نے کہا کہ بیاض خالص ایک چیز ہی سفید دھاگے کی مانند یعنی بعد اختتام حیض کے وہ گدی پر ظاہر ہوتی ہی لیکن تحقیق یہ ہی کہ بیاض خالص سے انقطاع حیض
مراد ہی کذا فی نہر الفائق ولو المرئی طہرا متخللا بین الدمین فیہا حیض اگرچہ مدت کے اندر دو خونون کے درمیان طہر معلوم ہو وہ بھی حیض ہی یعنے حیض کے دس
دن کی مدت مین اول خون نظر آیا اور آخر مین بھی نمود ہوا اور اثنا مین خشکی معلوم ہوئی تو یہ طہر متخلل بین الدمین بھی حیض مین داخل ہی لان العبرۃ لاولہ وآخرہ
وعلیہ المتون فلیحفظ طہر متخلل اسواسطے حیض ٹھہرا کہ اُسکے اول اور آخر کا اعتبار ہی اور اسی قول پر متون فقہ کا اتفاق ہی تو اُسکو یاد رکھنا چاہیے هم یعنے جیسے
وجوب زکوۃ مین ابتدا اور انتہا سال مین نصاب کا ہونا کافی ہی اگرچہ سال کے اندر پوری نصاب باقی نہ رہی ہو اسی طرح حیض مین مدت کے اول اور آخر کا
اعتبار ہی درمیان کی خشکی ساقط الاعتبار ہی شارح نے اس قول سے صاحب بحر کے اس کلام کے رد ہونے پر اشارہ کیا اگرچہ اس روایت کو اصحاب متون نے اختیار
کیا ہی لیکن اصحاب شروح نے اُسکی تصحیح نہین کی اسواسطے کہ نصاب پر قیاس صحیح نہین کیونکہ یہان خون اثنا مدت مین منقطع ہی اور زکوۃ مین بقا جز نصاب
اثنا سال مین شرط ہی صاحب نہر الفائق نے اُسکو یون رد کیا ہی کہ یہ قیاس نہین ہی نصاب پر بلکہ اُسکا نظیر بیان کیا ہی ثم ذکر احکامہ بقولہ یمنع صلوٰۃ مطلقًا
ولو سجدۃ شکر پھر مصنف نے احکام حیض کے بیان کیے اپنے اس قول سے کہ حیض منع کرتا ہی نماز کو مطلقًا یعنے خواہ رکوع سجود والی نماز ہو خواہ جنازہ کی اگرچہ سجدہ
شکر کا ہو وصومًا وجماعًا اور حیض مانع ہی روزہ اور جماع کو وتقضیہ لزومًا دونہا للحرج اور عورت روزہ کو قضا کرے بضرورت نہ نماز کو بسبب حرج اور مشقت
کے ہم نماز ہر سال ہر روز فرض ہی اور روزہ سال بھر مین ایک مہینا تو قضاء صوم مین حرج نہین اور نماز کی قضا مین دقت ہی ولو شرعت تطوعًا فیہما
فحاضت قضتہما خلافا لما زعمہ صدر الشریعۃ بحر اور اگر عورت نے نفل نماز روزہ شروع کیا پھر وہ حائض ہوگئی تو نماز روزہ دونون قضا کرے برخلاف
اُس قول کے جو صدر الشریعۃ نے گمان کیا ہی کذا فی البحر یعنے شارح وقایہ نے کہا ہی کہ روزہ قضا کرے نہ نماز وفی الفیض لو نامت طاہرۃ وقامت

حائضة حکم بحیضها منذ قامت اور فیض مین ہی کہ اگر عورت سوئی پاک اور اُٹھی حیض کی حالت مین تو اُسکے ثبوت حیض کا حکم ہوگا جب سے کہ وہ اُٹھی ہم یہ حکم
نظر باحتیاط ہی تو اگر عشا کے وقت بدون نماز پڑھے سوگئی اور صبح کو اُٹھی تو عشا کو قضا کرے اسواسطے کہ اضافت حوادث کی اقرب اوقات کی طرف ہوتی ہی
وبعکسه منذ نامت احتیاطًا اُسکے بالعکس مین یعنے سوئی حائض اور اُٹھی طاہر تو اسکی طہارت کا حکم ہوگا سونے کے وقت سے احتیاط کی راہ سے ہم بعضون نے
کہا قوله احتیاطا عکس کی علت ہی مین کہتا ہون کہ وہ دونون صورتون کی معًا علت ہی چنانچہ عنقریب مذکور ہوگا اور اسپر دلیل بحرالرائق کا کلام ہی کہ اگر عورت نے
گدی رکھی رات کو اور فجر کو پاک اُٹھی تو عشا کی نماز قضا کرے پھر اگر وہ طاہر تھی سو اُسنے تراوٹ دیکھی صبح کو تو بھی عشا کو قضا کرے اگر نماز نہ پڑھی ہو گدی رکھنے
سے پہلے اسکو پاک قرار دینے کی وجہ سے پہلی صورت مین گدی رکھنے کے وقت سے اور حائض قرار دینے کی علت سے دوسری صورت مین گدی کے جدا کرنے کے
وقت سے نظر باحتیاط دونون صورتون مین کذا فی الطحطاوی **ویمنع حلّ دخول مسجد** اور منع کرتا ہی حیض دخول مسجد کے حلال ہونے کو ہم اس سے معلوم
ہوا کہ جسکے بدن پر نجاست لگی ہو وہ مسجد مین نجائے مسجد کی قید سے عیدگاہ خارج ہی اور اسی طرح خانقاہ اور مدرسہ اور جسکے پیٹ مین ریح گھومی وہ اُسکے خارج
کرنے کو باہر مسجد کے نکلجاے یہی قول اصح ہی اور اگر مسجد مین کسی کو احتلام ہو وہ تیمم کرکے باہر نکلے اگر خوف نہو دشمن یا جانور کا اور اگر خوف ہو تو تیمم کرکے وہین
ٹھہرا رہے اگر مسجد سے جلد نکلے تو تیمم کرنا جائز ہی اور اگر خوف سے وہین ٹھہرے تو واجب ہی کذا فی الطحطاوی مختصرا **و حلّ الطواف ولو بعد دخولها المسجد وشروعها فیه** اور حیض حلت طواف کا مانع ہی اگرچہ حیض بعد داخل ہونے مسجد الحرام کے اور طواف مین شروع کرنے کے بعد عارض ہوا ہو **وقربان ماتحت الازار**
یعنے مابین سرة ورکبة ولو بلا شهوة اور منع کرتا ہی حیض تہ بند کے نیچے کی نزدیکی سے یعنی اس بدن کی قربت سے جو ناف اور گھٹنے کے درمیان ہی اگرچہ قربت
بدون شہوت کے ہو یعنے جماع کرنا اور ران دہان لگانا اور بدون شہوة کے ہاتھ لگانا سب حرام ہی ہم یہ حرمت استمتاع ماتحت الازار کی درصورت عدم حیلولت
کے ہی اور اگر بدون جماع کے استمتاع ماتحت الازار ہو حیلولت کے ساتھ یعنے کپڑا درمیان مین حائل ہو تو جائز ہی اگرچہ خون سے آلودگی ہو اور حائض کا کھانا
پکانا اور اُسکے آٹے اور پانی چھوئے کو استعمال کرنا مکروہ نہین اور حائض کے بچھونے سے علٰحدہ رہنا لائق نہین کہ یہ یہودیون کا فعل ہی کذا فی الطحطاوی عن البحر
وحلّ ماعداه مطلقًا اور قربت مذکورہ کے سوا ہر فعل حلال ہی مطلقًا ہم ماسواے قربت مذکورہ نظر ماتحت الازار اور استمتاع بقیہ بدن پر صادق ہی خواہ نظر
کرنا اور استمتاع شہوت کے ساتھ ہو یا بدون شہوت اور یہی مطلب ہی اطلاق کا کذا فی الحلبی **وهل یحل النظر ومباشرتها له فیه تردد** اور کیا نظر کرنا عورت
کی ماتحت الازار کو اور بدن سے بدن لگانا عورت کا مرد کو حلال ہی یا نہین جواب اسکا یہ ہی کہ اسمین تردد ہی ہم شارح کو یہ تردد پیدا ہوا ہی صاحب بحر کے
متردد ہونے سے لیکن تحقیق یہ ہی کہ نظر کے حلال ہونے مین کچھ تردد نہین اسکی تحریم پر کوئی معتمد دلیل نہین وہ داخل ہی اس قول کے تحت مین وحلّ ماعداه مطلقًا
کذا فی الطحطاوی **وقراءة قرآن بقصده** اور حیض منع کرتا ہی قرآن پڑھنے کو قرآن کی نیت سے ہم حائض کو قرآن پڑھنا ممنوع ہی خواہ پوری آیت ہو یا کم
یہی قول ہی کرخی کا اور اکثر کتب مین اسی کی تصحیح ہی کذا فی البحر لیکن اگر قرآن پڑھا بقصد ثنا یا افتتاح امر یا بقصد دعا تو اصح روایت مین ممنوع نہین اور
بسم اللہ پڑھنا بالاتفاق ممنوع نہین اور اذکار کا پڑھنا مباح ہی مطلقًا اور ذکر کے واسطے حائض کو وضو کرنا مستحب ہی اور ترک اُسکا خلاف اولیٰ ہی کذا
فی الطحطاوی **ومسه ولو مکتوبا بالفارسیة فی الاصح** اور حیض منع کرتا ہی قرآن کے چھونے کو اگرچہ قرآن فارسی خط مین لکھا ہو صحیح تر قول مین ہم
مس قرآن جنب اور حائض کو جائز نہین خواہ لوح پر لکھا ہو خواہ درم یا دیوار پر مصحف کا مس کسی طرح جائز نہین نہ حوض کا نہ حاشیہ کا یہی قول معتمد ہی
برخلاف غیر مصحف کہ اُسمین مکتوب کا مس جائز نہین اور غیر مکتوب کا مس جائز ہی کذا فی البحر **الا بغلافه المنفصل** مگر قرآن کا چھونا جدے غلاف سے جائز ہی
چنانچہ گذرا یعنے جزدان کے ساتھ چھونا درست ہی چولی کے ساتھ درست نہین ہم قرآن کے مانند توریت اور انجیل اور زبور ہین جنمین تبدیل اور تحریف واقع
نہین ہوئی فقہا نے کہا ہی کہ تفسیر اور فقہ اور احادیث کی کتابون کا چھونا حائض کو مکروہ ہی کیونکہ آیات قرآنی سے خالی نہین اس تعلیل سے معلوم ہوتا ہی

کہ جمیع شرع محو کا بھی یہی حال ہی کذا فی النہر وکذا یمنع حملہ کلوح وورق فیہ آیۃ اور اسی طرح منع کرتا ہی قرآن کے اُٹھانے کو جیسے اُس تختے اور
ورق کا اُٹھانا ممنوع ہی جسمین آیت قرآنی مکتوب ہو م اور اگر آیت سے کم مکتوب ہی تو اُسکا چھونا مکروہ نہین کذا فی الطحطاوی عن القہستانی ولا باس
لحائض وجنب بقراءۃ ادعیۃ ومسّہا وحملہا وذکر اللہ تعالیٰ وتسبیح وزیارت قبور ودخول مصلے عید اور کچھ مضائقہ نہین حائض اور جنب کو دعاؤن
کے پڑھنے اور چھونے اور اُٹھانے مین اور اللہ تعالیٰ کے ذکر مین اور سبحان اللہ کہنے اور قبرون کی زیارت اور عیدگاہ کے داخل ہونے مین م لاباس کے
لفظ مین اشارہ ہی کہ جنب اور حائض کو ان چیزون مین وضو کر لینا مستحب ہی واکل وشرب بعد مضمضۃ وغسل ید اور کھانے پینے مین کلی کرنے اور ہاتھ
دھونے کے بعد م تو کلی اور ہاتھ دھونے کے بعد کھانا پینا اصلا مکروہ نہین حائض کو تو لفظ لاباس کا خلاف اولے پر جو مرجع ہی کراہت تنزیہی کا دلالت نہین
کرتا بدلیل قول شارح واما قبلہما فیکرہ کذا فی الطحطاوی واما قبلہما فیکرہ لجنب لا حائض مالم تخاطب بغسل ذکرہ الحلبی اور کلی اور ہاتھ دھونے سے پہلے تو کھانا
پینا جنب کو مکروہ ہی نہ حائض کو جبتک کہ حائض کو نہانے کا حکم نہو یعنے طاہر ہونے کے بعد ایسا ذکر کیا ہی حلبی نے م جنب اور حائض مین فرق یہ ہی کہ جنب
کا مُنھ دھونا کلی سے ساقط ہوجاتا ہی تو پانی مستعمل ہوگا اور مستعمل پانی پینا مکروہ ہی ہر چند یہ تعلیل طعام مین جاری نہین برخلاف حائض کہ اُسکا حدث مرتفع
نہین ہوتا قبل از انقطاع حیض ولا یکرہ تحریما مس قرآن بکم عند الجمہور تیسیرا وصحح فی الہدایۃ الکراہۃ وہو احوط اور مکروہ تحریمی نہین چھونا قرآن کا
آستین سے اکثر عالمون کے نزدیک آسانی کے واسطے اور ہدایہ مین اسکے مکروہ ہونے کو صحیح کہا اور اُسمین زیادہ تر احتیاط ہی م آستین سے مراد وہ کپڑا جو چھونے والے
کے بدن سے متصل ہی ویحل وطیہا اذا انقطع حیضہا لاکثرہ بلا غسل وجوبا بل ندبا اور حلال ہی عورت سے جماع کرنا جبکہ اُسکا حیض منقطع ہوگیا
حیض کی اکثر مدت کے بعد بدون غسل واجب کے بلکہ قبل جماع کے نہانا مستحب ہی یعنے جبکہ دس رات دن کے بعد حیض بند ہوا تو بدون نہانے کے اس
عورت کا جماع درست ہی اور قبل جماع کے غسل کرنا واجب نہین ہی بلکہ مستحب ہی تو جماع بلا غسل مکروہ تنزیہی ہی وان انقطع لدون اقلہ توضأ وتصلی فی آخر
الوقت اور اگر منقطع ہوا خون حیض کی اقل مدت سے کمتر مین یعنے رات دن سے کم مدت مین بند ہوا تو عورت وضو کرے اور نماز پڑھے نماز کے آخر وقت مین
م یہان غسل نہ ثابت ہوا کیونکہ یہ خون حیض کا نہین ہی طحطاوی نے کہا شارح نے اس صورت مین جماع کا حکم بیان نہین کیا لیکن اُسکا حلال نہونا اگلے مسئلے
سے ظاہر ہوتا ہی یعنے جبکہ عادت سے کم اقل مدت کے بعد منقطع ہونے سے حلت نہین تو یہان بطریق اولے حلت نہوگی وان لاقلہ فان لدون عادتہا
لم یحل اور اگر حیض منقطع ہوا اپنی اقل مدت کے بعد پھر اگر عادت سے کم مدت مین بند ہوگیا تو جماع حلال نہین اگرچہ وہ غسل کر چکی ہو کذا فی البحر وتغتسل وتصلی وتصوم
احتیاطا اور عورت مذکورہ غسل کرے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے احتیاط کی راہ سے م تاخیر کرنا غسل کا آخر وقت تک مستحب ہی جبکہ پوری عادت کے بعد حیض
منقطع ہوا ہو اور اگر عادت سے کم منقطع ہوا ہی تو تاخیر واجب ہی کذا فی النہر وان لعادتہا فان کتابیۃ حل فی الحال اور اگر اقل مدت کے بعد عورت کی عادت پر حیض منقطع
ہوا تو اگر وہ عورت اہل کتاب سے ہی تو اُسکا جماع کرنا فی الحال حلال ہوگیا یعنی اسواسطے کہ اسپر غسل کرنا واجب نہین کیونکہ کفار احکام شرعیہ کے مخاطب نہین
کذا فی البحر والا لا یحل حتی تغتسل او تیمم بشرطہ اور اگر عورت مذکورہ مسلمان ہی تو جماع حلال نہین یہانتک کہ غسل کرے یا تیمم کرے بدلے غسل کے تیمم کی شرط کے
موافق یعنے اگر آب مطلق کافی کے استعمال سے عاجز ہی تب اُسکو تیمم درست ہوگا نہر الفائق مین ہی کہ تیمم کے بعد بدون نماز پڑھے جماع اُسکا حلال نہین بالاجماع بنابر قول
اصح کے او یمضی علیہا زمن یسع الغسل ولبس الثیاب والتحریمۃ یعنے من آخر وقت الصلوۃ لتعلیلہم بوجوبہا فی ذمتہا حتے لو طہرت فی وقت العید لابد ان یمضی
وقت الظہر کما فی السراج یا انقطاع حیض کے بعد اسقدر زمانہ گذر جائے جو گنجائش رکھتا ہو نہانے اور کپڑے پہننے اور تحریمہ باندھنے کی یعنے نماز کے
آخر وقت سے اسقدر زمانہ چاہیے بسبب وجہ بیان کرنے فقہا کے واجب ہونے نماز کے عورت کے ذمہ پر یعنے وجوب نماز کا ثابت نہین بدون خروج وقت
کے تو اگر عورت طاہر ہوگی عید کے وقت تو ضرور ہی کہ ظہر کا وقت گذر جائے چنانچہ سراج وہاج مین مذکور ہی م تو مراد یہ ہی کہ ایسے وقت مین پاک ہو

کہ خروج وقت تک اسقدر باقی ہو کہ نہانا اور کپڑے پہننا اور تحریمہ باندھنا ہوسکتا ہو اور یہ مراد نہین کہ نماز کے اول وقت مین پاک ہوا اور اسقدر زمانہ گذر جاے
جیسا کہ بعضے غلط سمجھے ہین ہر چند مصنف کی عبارت عام ہے لیکن مراد یہی ہے جو مذکور ہو گیا اور جماع کو اسواسطے مخصوص کر کے ذکر کیا تا معلوم ہو کہ حیض اور نفاس
کی طہارت وقت مذکور کے گذر جانے سے جماع کے حق مین ہے نہ قرآن پڑھنے کے حق مین کذا فی الطحطاوی عن الحموی عن البرجندی و در مین ہے کہ اگر حیض
بند ہوا دس دن کے بعد تو وہ پاک ہو گئی اور غسل واجب ہوا اور اگر تین دن سے کم مین خون بند ہوا یا تین دن سے زیادہ عادت سے کم یا عادت کے فوق
بند ہوا اور پھر جاری ہوا دس دن کی مدت مین تو اسکی طہارت کا حکم باطل ہو گیا خواہ وہ مبتداۃ ہو خواہ معتادہ انتہی و هل تعتبر التحريمة في الصوم الاصح لا
اور کیا صوم مین بھی تحریمہ معتبر ہے یا نہین جواب یہ ہے کہ صحیح تر قول مین معتبر نہین یعنے اگر قبل فجر کے طاہر ہوئی تو وجوب صوم کے واسطے اسقدر زمانہ شرط ہے رات
کا جسمین نہانا اور کپڑے پہننا ممکن ہو تو نماز اور صوم مین کچھ فرق نہین سوائے تحریمہ کے تو نماز مین تحریمہ معتبر ہے اور صوم مین معتبر نہین وهي من الطهر مطلقا
اور وہ یعنے تحریمہ طہر اور پاکی مین داخل ہے نہ حیض مین ہر صورت سے خواہ انقطاع اکثر مدت سے ہوا ہو خواہ اقل سے کذا فی الحلبی وكذا الغسل لو لاكثره والا
فمن الحيض فتقضي مطلقا ان بقي قدر الغسل والتحريمة ولو لعشرة فقدر التحريمة فقط لئلا تزيد ايامه على عشرة فليحفظ اور اسی طرح غسل بھی طہر مین داخل ہے اگر
حیض منقطع ہوا ہو اکثر مدت پر اور اگر ایسا نہین تو وہ حیض مین داخل ہے تو عورت نماز قضا کرے مطلقا اگر زمانہ بقدر غسل اور تحریمہ کے باقی ہوتا کہ حیض
کے ایام دس سے زیادہ نہو جاوین سو اسکو یاد رکھنا چاہیے یعنے اگر اکثر مدت مین انقطاع ہوا ہو تو غسل کا زمانہ حیض مین شمار نہوگا ورنہ ایام حیض کے بس
سے زیادہ ٹھہرینگے اور یہ شرع سے ثابت نہین ووطيها يكفر مستحله كما جزم به غير واحد اور جماع کرنا حیض سے کافر ٹھہراتا ہے اسکے حلال سمجھنے والے کو چنانچہ اس
تکفیر پر ایک نے نہین بہت فقہا نے یقین کیا ہے از انجملہ صاحب مبسوط اور صاحب اختیار اور صاحب فتح القدیر ہے کذا فی الطحطاوی وكذا مستحل وطي الدبر عند
الجمهور مجتبی اور اسی طرح وطی دبر کا حلال سمجھنے والا کافر ہے اکثر علما کے نزدیک کذا فی المجتبی اور حلال عورت کی دُبر مراد ہے اور غلام وغیرہ کی دُبر مین ظاہرا
یہ تکفیر کا خلاف جاری نہین کذا فی الطحطاوی وقيل لا يكفر في المسئلتين وهو الصحيح خلاصة وعليه المعول لانه حرام لغيره ولما يجيء في المرتد انه لا يفتي
بتكفير مسلم كان في كفره خلاف ولو رواية ضعيفة اور بعضون نے کہا کہ حلال سمجھنے والے کو کافر کہنا نچاہیے دونون مسئلون مین اور یہی قول صحیح ہے
کذا فی الخلاصہ اور اسی قول پر اعتماد ہے اسواسطے کہ وہ اپنے غیر کے سبب سے حرام ہے یعنی حیض اور براز کی نجاست کے وجہ سے اور اسلیے کہ باب المرتدین
آویگا کہ فتوی نہین دیا جاتا اس مسلمان کی تکفیر کا جسکے کفر مین عالمون کا خلاف واقع ہے اگرچہ ضعیف ہی روایت ہو حرام لغیرہ کے مستحل کی تکفیر پر فتوے
نہین بلکہ حرام لعینہ کے مستحل پر فتوی ہے جبکہ اسکی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو سو اگر حرام لغیرہ دلیل قطعی سے ثابت ہے یا حرام لعینہ احاد سے تو اسکی حلت
کا معتقد کافر نہین کذا فی الطحطاوی عن البحر ثم هو كبيرة لو عامدا مختارا عالما بالحرمة پھر معلوم کرنا چاہیے کہ جماع کرنا حیض مین گناہ کبیرہ ہے اگر دانستہ ہو اپنے
اختیار سے حرمت کو جان بوجھ کر لا جاهلا او مكرها او ناسيا گناہ کبیرہ نہین اگر اسکی حرمت کو نہ جانتا ہو یا بے اختیار ہو کسی کے جبر کرنے سے یا حیض کو بھول کر جماع
کیا ہو فتلزمه التوبة جب گناہ کبیرہ ہوا تو اسکے فاعل کو توبہ اور استغفار لازم ہے ويندب تصدقه بدينار او نصفه اور مستحب ہے اسکو صدقہ دینا ایک دینار
یا نصف دینار کا اور دینار ساڑھے چار ماشہ سونے کا ہوتا ہے اصحاب سُنن کی ابن عباس سے ایک روایت یون ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مرد
نے حائض سے جماع کیا اول خون مین اور حالانکہ خون سرخ ہے تو ایک دینار صدقہ کرے اور اگر انقطاع خون مین جماع کیا اور حالانکہ خون زرد ہے تو نصف
دینار خیرات کرے کذا فی تیسیر جامع الاصول ومصرفه كزكوة اور مصرف اس دینار اور نصف دینار کا زکوۃ کی مانند ہے وهل على المرأة تصدق قال في الضياء الظاهر لا
اور کیا عورت پر بھی خیرات کرنا مستحب ہے ضیا مین کہا کہ ظاہرا عورت پر یہ حکم نہین ہے ودم استحاضة حكمه كرعاف دائم وقتا كاملا اور استحاضہ کے خون کا
حکم نکسیر دائمی کے مانند ہے کہ نماز کے پورے وقت مین جاری ہے اور خون استحاضہ چھ قسم ہے ایک وہ ہے جو اقل حیض سے کم ہو ۲- یہ کہ اکثر حیض سے زیادہ ہو

۳- یہ کہ حیض مبتداۃ سے زیادہ ہوا اور اُسکا حیض دس روز کا ہی ہر مہینہ مین ۴- یہ کہ نفاس مبتداۃ سے زیادہ ہوا اور اُسکا نفاس ۴۰ دن کا ہی ۵- یہ کہ حیض اور نفاس کی عادت سے زیادہ ہوا اور دونون کی اکثر مدت سے تجاوز کرجاے ۶- حاملہ کا خون کذا فی الحموی اور آئسیہ اور صغیرہ اور مریضۃ الرحم کا خون اسی قسم کا ہی کذا ذکرہ ابو السعود اور خون استحاضہ کی علامت یہ ہی کہ اُسمین بو نہین ہوتی اور حیض کے خون مین بدبو ہوتی ہی کذا فی الطحطاوی عن البحر لا یمنع صوما و صلٰوۃ و لو نفلا و جماعا لحدیث توضئی وصلی و ان قطر الدم علی الحصیر خون استحاضہ مانع نہین صوم اور صلٰوۃ کا اگرچہ نفل کی نماز ہو اور جماع کا مانع نہین بدلیل اس حدیث کے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش سے فرمایا کہ وضو کیا کر اور نماز پڑھا کر اگرچہ خون چٹائی پر ٹپکے م حکم نماز کا حدیث کی عبارۃ النص سے ثابت ہی و صوم اور جماع کا دلالۃ النص سے کذا فی المنح والنفاس لغۃ ولادۃ المرأۃ و شرعا دم فلو لم تره هل تكون نفساء المعتمد نعم يخرج من رحم اور نفاس لغت عرب مین عورت کا جننا ہی اور اصطلاح شرع مین نفاس وہ خون ہی جو رحم سے نکلے لڑکا پیدا ہونے کے بعد پھر اگر عورت ولادت کے بعد خون نہ دیکھے کیا وہ نفسا یعنے زچا ٹھہریگی یا نہین جواب یہ ہی کہ ہان معتمد قول یہی ہی کہ وہ زچا ہی م تو اُسپر غسل واجب ہی احتیاط کی راہ سے اسواسطے کہ ولادت قلیل خون سے خالی نہین کذا فی البحر فلو ولدته من سرتها ان سال الدم من الرحم فنفساء و الا فذات جرح و ان ثبت له احكام الولد پھر اگر عورت لڑکا جنی اپنی ناف سے اسطرح کہ ناف مین زخم تھا وہ پھٹ گیا اور بچہ نکل آیا تو اگر خون بچہ دان سے جاری ہوا تو وہ زچا ہی اور اگر خون وہان سے جاری نہین ہوا تو وہ عورت زچا نہوگی زخم والی ٹھہریگی اگرچہ اس مولود کو احکام ولد کے ثابت ہونگے م احکام مولود کے یہ ہین کہ اُسکی ماں کی عدت منقضی ہوگی اور وہ ام ولد ٹھہریگی اور اُسکی طلاق اگر ولادت پر معلق ہوگی تو اُسکے پیدا ہونے سے واقع ہوگی کذا فی الطحطاوی عن الظهيرية عقب ولد او اكثره و لو متقطعا عضوا عضوا نفاس ثابت ہوتا ہی پورا لڑکا پیدا ہونے یا اکثر یعنے نصف سے زیادہ نکلنے کے بعد اگرچہ تمام یا اکثر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر نکلا ہو لا اقله فتتوضأ ان قدرت او تيمم و تومي بصلوة و لا تؤخر فما عذر الصحيح القادر اور نفاس ثابت نہین کمتر مولود کے نکلنے سے یعنے اگر نصف بدن سے کم خارج ہوا تو وہ عورت زچا نہین تو اب وہ اس حالت مین وضو کرے اگر وہ قادر ہو یا تیمم کرے اور اشارہ سے نماز پڑھے اور نماز کو تاخیر نکرے تو اب کون عذر باقی ہی تاخیر یا ترک نماز کا جنگے بھلے تازہ شخص کو یعنے جب ایسی سخت حالت مین عورت کو تاخیر نماز کا حکم نہین تو تندرست توانا مرد کو کہان عذر باقی رہا م عورت مذکورہ کو یون نماز پڑھنا چاہیے کہ اپنے نیچے ہنڈیا رکھے یا گڑھا کھودلے اور پھر نماز پڑھے تاکہ لڑکے کو تکلیف نہو کذا فی الطحطاوی و حكمه كالحيض فی كل شئ الا فی سبعة ذكرتها فی الخزائن و شرحی للملتقی اور نفاس کا حکم حیض کے مانند ہی ہر چیز مین مگر سات چیزون مین جنکو مین نے خزائن الاسرار اور ملتقی الابحر کی اپنی شرح مین ذکر کیا ہی م وہ سات چیزین یہ ہین بلوغ اور استبراء اور عدت اور یہ کہ اقل نفاس کی کچھ حد نہین اور اکثر نفاس ۴۰ دن کا ہوتا ہی اور نفاس صوم کفارہ کے تتابع کا قاطع ہی اور نفاس سے طلاق سنت اور طلاق بدعت مین فصل واقع نہین ہوتا کذا فی الحلبی منها انه لا حد لاقله منجملہ اُن سات چیزون کے ایک چیز یہ ہی کہ اقل نفاس کی کچھ حد مقرر نہین الا اذا احتیج اليه لعدة كقوله اذا ولدت فانت طالق فقالت مضت عدتی فقدره الامام بخمسة و عشرين يوما مع ثلث حيض و الثانی باحد عشر و الثالث بساعة اقل نفاس کی حد نہین مگر جبکہ عدت کے واسطے اُسکی طرف حاجت پڑے چنانچہ مرد کے اس قول مین کہ اُسنے اپنی عورت سے کہا کہ جب تو جنے تو تجھکو طلاق ہی سو اس عورت نے کہا کہ میری عدت طلاق کی گذر گئی تو امام اعظم رح نے اقل مدت نفاس کی اس صورت مین ۲۵- دن کی ٹھہرائی ہی تین حیضون کے ساتھ اور ابو یوسف رح نے گیارہ دن کی اور محمد رح نے ایک ساعت کی مدت ٹھہرائی ہی م یہان امام کے قول پر فتوی ہی کذا فی النہر تو اگر عورت نے ولادت سے ۸۵ دن کے بعد کہا کہ میری عدت گذر گئی تو امام رح کے نزدیک اُسکی تصدیق ہوگی کیونکہ ۲۵ دن نفاس کے اور ۱۵ دن کا طہر نفاس اور حیض کے مابین مین اور تین حیضون کے پندرہ دن ہر حیض پانچ دن کا اور مابین تین حیضون کے دو طہر ۳۰ دن کے اور ابو یوسف رح کے نزدیک ادنے مدت تصدیق کی ۶۵ دن ہین گیارہ دن نفاس کے اور پندرہ دن طہر کے اور تین حیض ۹ دن کے اور اُنکے مابین دو طہر ۳۰ دن کے اور محمد رح کے نزدیک ادنی مدت

تصدیق کی ہے ۵ دن اور ایام [illegible] نفاس کی اور ۱۵ دن طہر کے اور تین حیض ۵ دن کے اور ما بین کے طہر کے ۳۰ دن کذا فی الطحطاوی واکثرہ اربعون
یوما کذا رواہ الترمذی وغیرہ ولان اکثرہ اربعۃ امثال اکثر الحیض اور اکثر مدت نفاس کی ۴۰ دن ہیں اسی طرح ترمذی وغیرہ محدثین نے روایت کی ہے
اور اسواسطے کہ اکثر نفاس اکثر حیض کا چہار چند ہے ۔ اکثر حیض دس دن کا ہے تو اسکا چوگنا ۴۰ دن ہوئے چہار چند ہونے کی یہ وجہ ہے کہ چہار مہینے کے بعد
بچے میں جان پڑتی ہے تو اسوقت سے حیض کا خون اسکی غذا ہوتا ہے اور پہلے جو چار مہینے خون بند رہا وہ نفاس ہو کر نکلتا ہے واللہ اعلم والزائد علی اکثرہ
استحاضۃ لو مبتداۃ اور جو خون کہ زیادہ ہوا اکثر نفاس یعنے ۴۰ دن سے وہ استحاضہ ہے اگر وہ عورت مبتداۃ ہے یعنے پہلے پہل جنی ہے اسکی عادت مقرر نہیں ہوئی
اما المعتادۃ فترد لعادتہا اور عادت والی زچہ تو اپنی عادت کی طرف پھیری جاویگی یعنی اگر اسکی عادت ۳۰ دن کے نفاس کی ہے اور خون ۵۰ دن جاری رہا
تو ۳۰ دن نفاس کے ہیں اور باقی استحاضہ ہے وکذا الحائض اور اسی طرح حائضہ کا حکم ہے یعنے اگر مبتداۃ میں دس دن سے زیادہ خون جاری ہوا تو
زائد استحاضہ ہے اور عادت والی تو اپنی عادت کی طرف پھیری جاویگی کذا فی الطحطاوی فان انقطع علی اکثرہما او قبلہ فالکل نفاس وکذا حیض ان
ولیہ طہر تام پھر اگر خون بند ہو گیا نفاس اور حیض کی اکثر مدت پر یا پہلے اسکے تو سارا خون نفاس میں نفاس ہے اور حیض میں تمام حیض ہے اگر ہر ایک
نفاس اور حیض کے بعد پورے طہر یعنے پندرہ دن کا اتصال ہوا والا فعادتہا اور اگر ایسا نہیں ہے یعنے اگر اس خون کے بعد ۱۵ دن کا طہر نہوا تو عادت
کے موافق نفاس اور حیض ہے اور عادت سے زیادہ استحاضہ ہے حیض کی صورت یہ ہے کہ عورت کی عادت تھی ہر مہینہ میں مثلاً پانچ دن کی سو اسکو
چھ دن خون آیا تو چھٹا دن حیض کا ہے پھر اگر اسکے بعد ۱۴ دن طاہر رہی پھر خون آیا تو اپنی عادت کی طرف پھیری جاویگی اور زائد استحاضہ ہوگا اور
اگر ۱۵ دن طہر رہا تو اب چھ دن کی اسکی عادت ٹھہر گئی اور نفاس کی صورت یہ ہے کہ اسکی عادت تھی ہر نفاس میں ۳۰ دن کی پھر اسکو ایکبار ۳۱ دن خون آیا
پھر ۱۴ دن طہر ہوا پھر خون آیا تو اپنی عادت کی طرف پھیری جاویگی اور یوم زائدہ ۱۵ دن کے طہر میں شمار ہوگا کذا فی الطحطاوی وہی تثبت وتنقل بمرۃ بہ یفتی
وتمامہ فیما علقناہ علی الملتقی اور عادت ثابت ہوتی ہے اور بدل جاتی ہے ایکبار سے اسی قول پر فتوے ہے اور اسکا پورا بیان ملتقی الابحر کی ہماری شرح میں ہے
مثلاً مبتداۃ کو چار دن خون آیا یہ اسکی عادت ٹھہری پھر جبکہ پانچ دن مثلاً خون آیا تو اب یہی عادت ٹھہری پہلی عادت بدل گئی دو بار ایکطرح پر آنا اثبات
اور انتقال عادت میں ابو یوسف کے نزدیک شرط نہیں اسی قول پر فتوی ہے اور طرفین کے نزدیک عادت ثابت نہیں ہوتی بدون دو بار کے والنفاس
لام توامین من الاول ہما ولدان بینہما دون نصف حول اور دو جوڑواں بچوں کی ماں نفاس پہلے بچے کے پیدا ہونے سے ثابت ہوتا ہے توامین وہ دو
بچے ہیں جنکے مابین میں آدھے برس سے کم زمانہ ہے یعنے اسواسطے کہ ولد اول سے انفتاح رحم ظاہر ہوا تو اسکے بعد کا خون نفاس ٹھہریگا وکذا الثلثۃ ولو بین
الاول والثالث اکثر منہ فی الاصح اور اسی طرح کا حکم تین بچوں کا ہے اگرچہ مابین ولد اول اور ولد ثالث کے نصف سال سے زیادہ زمانہ ہو گیا ہو صحیح تر
قول میں یعنی اول اور ثانی میں اور ثانی اور ثالث میں نصف سال سے کم ہو تو اول اور ثالث کے زیادہ ہونے کا اصح قول میں کچھ اعتبار نہیں مصنف نے
اپنی شرح میں بحر الرائق سے نقل کیا کہ جو خون کہ ولد ثانی کے بعد آیا اگر ۴۰ دن سے پہلے ہے تو وہ ولد اول کا نفاس ہے پورے ۴۰ دن تک اور ۴۰ دن کے
بعد استحاضہ ہے تو عورت غسل کرے اور نماز پڑھے بمجرد وضع ثانی کے وہو الصحیح انتہی وانقضاء العدۃ من الاخیر وفاقا التعلقۃ بالفراغ اور عدت کا منقضی
ہونا پچھلے بچے سے ہے بالاتفاق بسبب متعلق ہونے انقضا اور اختتام کے رحم کے خالی ہو جانے سے وسقط مثلث السین ای مسقوط ظہر بعض خلقہ کید
او رجل او اصبع او ظفر او شعر ولا یستبین خلقہ الا بعد مائۃ وعشرین یوما ولد حکما اور سقط یعنے جو پیٹ سے ایسا بچہ ناتمام گر پڑا جسکی بعض خلقت ظاہر ہو گئی جیسے
ہاتھ یا پاؤں یا انگلی یا ناخن یا بال تو وہ بچہ ہے حکم شرع میں شارح نے کہا کہ سقط کے سین میں تینوں حرکات زبر زیر پیش لغت میں جائز ہیں اور وہ بمعنی مسقوط کے ہے
اور ظہور اعضا نہیں ہوتا مگر ایک سو بیس دن کے بعد م بحر الرائق میں ہے کہ سقط کی تعبیر ساقط کے ساتھ حق ہے لفظاً ومعنیً اسواسطے کہ سقط لازم ہے

اسکا مفعول نہین آتا اور مقصود تو سقوط ولد ہی خواہ آپ گرجاے یا اُسکو کوئی گرادے فتصیر المرأۃ بہ نفساء والامۃ ام ولد ویحنث بہ فی تعلیقہ وتنقضی
بہ العدۃ جبکہ ساقط ولد ٹھہرا تو عورت اُسکے سبب سے نفاس والی اور لونڈی ام ولد ہوجاویگی اور مرد اُسکے سبب سے اپنے تعلیق مین قسم توڑنے والا ٹھہریگا
اور اس سے عدت منقضی ہوجاویگی ع لونڈی اُسوقت ام ولد ٹھہریگی جبکہ اُسکا مولی دعوے کرے کہ یہ میرے نطفہ سے ہی اور تعلیق کی یہ صورت ہی کہ طلاق یا عتاق
وغیرہا کو عورت کی ولادت پر معلق کیا تو طلاق اور عتاق واقع ہوگی ساقط کے پیدا ہونے سے اور حاملہ کی عدت آخر ہوگی خواہ وہ بی بی ہو یا لونڈی یا اُسکا شوہر مرگیا ہو
کذا فی الطحطاوی فان لم یظہر لہ شئ فلیس بشئ پھر اگر حمل ساقط مین کچھ اعضا سے ظاہر نہو تو وہ کوئی چیز نہین یعنے نفاس وغیرہ کا حکم اس سے متعلق نہین والمرئی

حیض ان دام ثلثا وتقدمہ طہر تام اور جو خون کہ اُسکے بعد دیکھا جاے وہ حیض ہی اگر جاری رہا تین دن اور اُسکے پہلے پورا طہر گذرا یعنے پندرہ دن کا والا استحاضۃ
اور اگر ایسا نہین یعنے تین دن جاری نہ رہا اور پورا طہر مقدم ہوا یا تین دن جاری رہا اور پورا طہر مقدم نہین ہوا تو وہ خون استحاضہ ہی ولو لم یدر حالہ و

لا عدد ایام حملہا ودام الدم تدع الصلوٰۃ ایام حیضتہا بیقین ثم تغتسل ثم تصلے کمعذور اور اگر حمل ساقط کا حال معلوم نہوا کہ اُسکی بعض خلقت ظاہر ہوئی یا نہین مثلاً
اندھیرے مین گرا اور پھینک دیا گیا اور نہ حمل کے دنون کا شمار دریافت رہا اور خون ہمیشہ جاری ہوگیا تو نماز کو چھوڑے اپنے حیض کے یقینی دنون مین پھر نہاوے
پھر نماز پڑھا کرے معذور کے مانند ولا یحد ایاس بمدۃ بل ہو ان تبلغ من السن ما لا تحیض مثلہا فیہ فاذا بلغت وانقطع ومہا حکم بایاسہا اور محدود
نہین ناامیدی حیض کی پیری کی وجہ سے کسی مدت معین کے ساتھ بلکہ ایاس یعنے ناامیدی یہ ہی کہ عورت اتنی عمر کو پہونچے کہ ویسی عورت کو اتنی عمر مین حیض نہ آتا ہو
پھر عورت جبکہ اس عمر کو پہونچی اور خون اُسکا بند ہوگیا تو اُسکے ایاس کا حکم ہوگا م حلبی محشی نے کہا کہ یہ امام سے روایت ہی اور حکم ایاس کا فائدہ یہ ہی کہ اسکی
عدت مہینون سے ٹھہریگی اگر اثنا عدت مین خون نمود نہوا فما راتہ بعد الانقطاع حیض فیبطل الاعتداد بالاشہر وتفسد الانکحۃ پھر جو خون کہ دیکھا اُسنے
انقطاع کے بعد وہ حیض ہی تو باطل ہوگا عدت کا شمار مہینون سے اور نکاح فاسد ہوجاوینگے م طلاق کی عدت تین حیض سے منقضی ہوتی ہی اور ایاس مین تین
مہینون سے پھر جب بعد انقطاع کے حیض آیا تو مہینون کی عدت باطل ہوگئی اب حیض سے عدت کرنا چاہیے اور نکاح اسواسطے فاسد ہوا کہ عدت کے اندر
نکاح واقع ہوا وہ جائز نہین وقیل یحد بخمسین سنۃ وعلیہ المعول والفتوے فی زماننا مجتبے وغیرہ تیسیرا اور بعضون نے کہا کہ ایاس کی مدت ۵۰ برس کے ساتھ
محدود ہی اور اسی قول پر اعتماد ہی اور اسی پر فتوے ہی ہمارے زمانہ مین چنانچہ مجتبے وغیرہ مین ہی آسانی کے واسطے وحدہ فی العدۃ بخمس وخمسین قال فی الضیاء
وعلیہ الاعتماد اور مصنف نے باب العدۃ مین ۵۵ برس کی حد ایاس بیان کی ہی ضیا مین کہا اور اسی قول پر اعتماد ہی وما راتہ بعدہا ای بعد المدۃ المذکورۃ
فلیس بحیض فی ظاہر المذہب الا اذا کان دما خالصا فحیض حتے یبطل بہ الاعتداد بالاشہر لکن قبل تمامہا لا بعدہ حتے لا تفسد الانکحۃ وہو المختار للفتوے
جوہرہ وغیرہا وتحققہ فی العدۃ اور جو خون کہ عورت دیکھیگی مدت مذکورہ کے بعد یعنے ۵۰ یا ۵۵ برس کے بعد وہ حیض نہین ہی ظاہر مذہب مین مگر جبکہ
خون خالص ہو تو وہ حیض ہی تو باطل ہوجاویگا خون خالص کے نکلنے سے عدت کا شمار کرنا مہینون سے لیکن قبل تمام ہونے عدت کے بطلان ہی نہ بعد
تمام ہونے کے تو نکاح فاسد نہونگے بعد عدت کے خون خالص کے نکلنے سے اور یہی قول فتوی کے واسطے مختار ہی چنانچہ جوہرہ نیرہ وغیرہ مین ہی اور ہم
آگے اسکی تحقیق مذکور کرینگے باب العدۃ مین وصاحب عذر من بہ سلسل بول لا یمکنہ امساکہ او استطلاق بطن وانفلات ریح او استحاضۃ

او بعینہ رمد او عمش او غرب وکذا کل ما یخرج بوجع ولو من اذن وثدی وسرۃ اور صاحب عذر یعنے معذور وہ شخص ہی جسکو سلسل بول کی بیماری ہی یعنے
جسکا پیشاب ہر وقت جاری ہی اسطرح کہ اسکو روک نہین سکتا یا کہ اُسکا پیٹ چلتا ہی یعنے دست آتے ہین یا ریح نہین تھمتی یا استحاضہ ہی یا اُسکی آنکھ مین
جوش ہی یعنے درد کے ساتھ یا آنکھ چوندھی ہی یا کیچڑ بہتا ہی یا گوشۂ چشم مین ناسور ہی اور اسی طرح جو پیپ یا پانی بدن سے نکلے درد کے ساتھ اگرچہ کان
اور پستان اور ناف سے نکلے وہ معذور ہی م جوش چشم اور ناسور وغیرہ مین آنسو اور پانی کا نکلنا درد کے ساتھ شرط ہی عذر کی ان استوعب عذرہ

تمام وقت صلوٰۃ مفروضۃ بان لا یجد فی جمیع وقتہا زمنا یتوضأ ویصلی فیہ خالیا عن الحدث بشرطیکہ گھیر لے عذر اسکا نماز فرض کے تمام وقت کو
اسطرح پر کہ نماز کے سارے وقت مین ایسا زمانہ پایا نجاے جسمین وضو کرے اور نماز پڑھے حدث سے خالی ہوکر ولو حکما لان الانقطاع الیسیر ملحق
بالعدم اگرچہ استیعاب اور احاطہ عذر کا حکمی ہو نہ حقیقی اسواسطے کہ تھوڑا سا منقطع ہو جانا عذر کا عدم انقطاع کے ساتھ ملحق ہے مع استیعاب حکمی کی یہ صورت
ہے کہ اسقدر انقطاع قلیل ہو کہ اسمین اداے نماز اس سے خالی ہوکر نہو سکے کذا فی الطحطاوی وہذا شرط العذر فی حق الابتداء اور یہ یعنے استیعاب
عذر کا نماز کے تمام وقت مین شرط ہے عذر کے شروع ہونے کے حق مین یعنے ثبوت عذر اولا اسی طرح ہوتا ہے وفی حق البقاء کفی وجودہ فی جزء من الوقت
ولو مرۃ اور عذر باقی رہنے کے حق مین عذر کا پایا جانا وقت نماز کے کسی جز مین کفایت کرتا ہے اگرچہ ایک ہی بار ہو یعنے ایک بار کا وجود کافی ہے نہ استیعاب وفی حق
الزوال یشترط استیعاب الانقطاع تمام الوقت حقیقۃ لانہ الانقطاع الکامل اور عذر جاتے رہنے کے حق مین استیعاب انقطاع عذر کا تمام وقت مین حقیقۃ
شرط ہے اسواسطے کہ انقطاع کامل یہی ہے مع انقطاع حقیقی کہ تمام وقت مین اصلا عذر کا اثر معلوم نہو پھر اگر انقطاع کامل کے بعد دوسرے وقت مین موجود
ہو وہ پھر صاحب عذر ٹھہریگا اور نہین تو نہین کذا فی الطحطاوی وحکمہ الوضوء لا غسل ثوب ونحوہ لکل فرض اور حکم معذور کا وضو کرنا ہے ہر نماز فرض کے
وقت نہ دھونا کپڑے کا اور مانند اُسکے یعنے بدن اور مکان کا مع وضو سے مراد طہارت ہے خواہ وضو سے ہو خواہ تیمم سے اور فتوی اسپر ہے کہ اگر یہ حالت ہے کہ جو کپڑا
دھویا جاے تو نماز کے فراغت ہونے سے پہلے وہ ناپاک ہو جاے تو اب کپڑا دھونا لازم نہین اور اسی طرح بدن اور مکان کا کذا فی الطحطاوی اللام للوقت کما فی
لدلوک الشمس حرف لام کا لکل فرض مین وقت کیواسطے ہے چنانچہ قرآن مجید مین لدلوک الشمس کا لام وقت کے واسطے ہے یعنے نماز کو قائم کر سورج کے ڈھلنے کے وقت
چونکہ لکل فرض سے وضو کرنا ہر نماز فرض کے لیے نکلتا تھا اگرچہ ایک وقت مین چند فرض ہون لہذا شارح نے جواب دیا کہ حرف لام کا یہان وقت کیواسطے
ہے ثم یصلی بہ فیہ فرضا ونفلا فدخل الواجب بالاولی پھر نماز پڑھے اس وضو سے وقت کے اندر فرض اور نفل تو واجب نماز بطریق اولے داخل ہے یعنے جبکہ
نفل باوجودیکہ ضرور نہین جائز ہے تو واجب بطریق اولی جائز ہے فان خرج الوقت بطل ای ظہر حدثہ السابق حتی لو توضأ علی الانقطاع ودام الی خروجہ لم یبطل
بالخروج ما لم یطرأ حدث آخر او یسیل پھر جبکہ وقت گیا تو وضو باطل ہو گیا یعنے اگلا حدث ظاہر ہو گیا یعنے ظہور حدث سابق بطلان کا سبب ہے خروج وقت سبب
نہین تو اگر معذور نے وضو کیا عذر کے منقطع ہو جانے کے وقت پھر وہ انقطاع دائم بنا رہا وقت نماز کے نکل جانے تک تو وضو باطل نہوگا وقت کے خارج
ہونے سے جب تک کہ دوسرا حدث اس وضو پر طاری نہو یا عذر سابق جاری نہو مع اس صورت مین خروج وقت سے اسواسطے وضو باطل نہو کہ سیلان نہ
وقت وضو نہین کیا اور نہ سیلان اسکے بعد پایا گیا کمسئلۃ مسح خفہ یہ مسئلہ مانند مسئلہ مسح کرنے موزہ معذور کے ہے یعنے اگر عذر کے وقت وضو کرکے موزہ پہنا
تو وقت کے اندر مسح کرنا جائز ہے اور خروج وقت سے بدون نزع خف مسح روا نہین اور اگر انقطاع عذر مین وضو کیا اور موزہ پہنا تو غیر معذور کے مانند
ایک رات دن مقیم کو اور تین رات دن مسافر کو مسح جائز ہے وافاد انہ لو توضأ بعد الطلوع ولو لعید او ضحی لم یبطل الا بخروج وقت الظہر اور وقت
کے قید نے اسکا فایدہ دیا کہ اگر بعد طلوع کے وضو کیا اگرچہ عید یا چاشت یا عید اضحی کا وضو ہو تو وضو باطل نہ ہوگا مگر ظہر کے وقت کے خارج ہو جانے
سے یعنے یہ جو مصنف نے کہا کہ خروج وقت مبطل ہے سو وقت سے مراد نماز پنجگانہ کا وقت ہے اور طلوع کے بعد تا نصف النہار کوئی نماز فرض
کا وقت نہین تو بدون خروج وقت ظہر بطلان وضو ثابت نہ ہوگا وان سال علی ثوبہ فوق درہم جاز لہ ان لا یغسلہ ان کان لو غسلہ
تنجس قبل الفراغ منہا ای الصلوٰۃ والا یتنجس قبل فراغہ فلا یجوز ترک غسلہ ہو المختار للفتوی اور اگر معذور کے کپڑے پر درم سے زیادہ نجاست
روان ہوئی تو اسکو اسکا نہ دھونا جائز ہے جو اس طرح ہو کہ اگر اسکو دھووے تو کپڑا نجس ہو جاے نماز کے فراغت ہونے سے پہلے اور اگر
ناپاک نہ ہو فارغ ہونے سے پہلے تو دھونا ترک کرنا جائز نہین یہی قول پسندیدہ ہے فتوی دینے کے واسطے وکذا مریض لا یبسط ثوبا الا

لا انجس فوراً الہ ترکہ اور اسی طرح وہ مریض ہے کہ نہین بچھاتا ہی کپڑے کو گر فوراً ناپاک ہوجاتا ہی تو اسکو ترک فرش جائز ہی ہم صورت اُسکی یہہ ہی کہ زمین پر
پاک مکان نہین پاتا ہی نماز کے واسطے اور اگر اپنا پاک کپڑا بچھاتا ہی تو اُسکے زخمون کی نجاست مانعہ سے قبل از نماز ناپاک ہوجاتا ہی تو اب اسکو ترک
بسط تو بجا جائز ہی فوراً اس سے مراد ظاہراً قبل اتمام نماز ہی کذا فی الطحطاوی والمعذور انما تبقی طہارتہ فی الوقت بشرطین اذا توضأ لعذرہ ولم
یطرأ علیہ حدث آخر اور معذور کی طہارت باقی نہین رہتی وقت مین مگر دو شرطون سے ایک یہ کہ جب وضو کیا اپنے عذر کے سبب سے اور دوسرے یہ کہ اسپر
اور حدث طاری نہوا ہو اما اذا توضأ لحدث آخر وعذرہ منقطع ثم سال او توضأ لعذرہ ثم طرأ علیہ حدث آخر بان سال احد منخریہ او جرحیہ او قرحتیہ ولو من
جدری ثم سال الآخر فلا تبقی طہارتہ لیکن جبکہ وضو کیا معذور نے کسی اور حدث کے سبب سے اور اُسکا عذر سابق بند ہی پھر اُسکا عذر روان ہوا یا وضو
کیا اپنے عذر معلوم کے سبب سے پھر اُس وضو پر کوئی اور حدث طاری ہوا اسطرح پر کہ اُسکا ایک نتھنا یا ایک زخم یا ایک قرحہ جاری ہوا اگرچہ وہ چیچک کا ہو
پھر دوسرا نتھنا یا دوسرا زخم یا دوسرا قرحہ جاری ہوگیا تو طہارت اُسکی باقی نرہی ہم پہلی صورت مین نقض وضو عذر سے اسواسطے ہوا کہ وضو عذر کی وجہ سے
نہوا تھا بلکہ اور وجہ سے واقع ہوا تھا چنانچہ منیہ اور اُسکی شرح مین ہی اور اگر دونون نتھنے یا دونون زخم ساتھ ہی جاری ہوئے پھر ایک بند ہوگیا تو اُسکا
وضو باقی ہی جبتک کہ وضو نماز کا باقی ہی کذا فی البحر فرع مسائل ملحقہ شارح کے یجب رد عذرہ او تقلیلہ بقدر قدرتہ ولو بصلوتہ مومیا واجب ہی ہٹانا اور
روکنا اپنے عذر کا یا اُسکا کم کردینا بقدر اپنی طاقت کے اگرچہ اشارہ کرکے نماز پڑھنے سے عذر موقوف ہوسکے ہم یعنے اگر عذر ہٹ سکتا ہو تو اسکو مٹا دے
نہین تو کم کردے بحر الرائق مین ہی کہ جب معذور قادر ہو روک سیلان پر پٹی باندھنے یا روئی اندر کرنے سے یا اگر بیٹھ کر پڑھے تو سیلان بند ہو تو روکنا واجب
ہی یعنے فرض ہی تو بیٹھکر اشارہ سے نماز پڑھے اگر سیلان سے سیلان ہوتا ہی اسواسطے کہ ترک سجدہ آسان تر ہی حدث کے ساتھ نماز پڑھنے سے وبردہ لا
یبقی صاحب عذر اور عذر کے روک دینے سے وہ شخص معذور باقی نہ رہیگا یعنے تندرست کا حکم پیدا کریگا بخلاف الحائض بر خلاف حیض والی عورت
کے یعنے اگر حائض حیض کا سیلان روک دے کسی تدبیر سے تو وہ حائض ہی باقی رہیگی اور مستحاضہ مین اختلاف ہی بعضون نے کہا کہ وہ معذور کے مانند ہی
اور بعضون نے کہا کہ حائض کے مانند طحطاوی نے کہا کہ استحاضہ عذرات مین داخل ہی تو قول ثانی ضعیف ہی ولا یصلی من بہ انفلات ریح خلف من بہ سلس
بول لانہ معہ حدث ونجس اور نماز نہ پڑھے وہ شخص جسکی ریح جاری ہی پیچھے اُس شخص کے جسکا پیشاب نہین تھمتا اسواسطے کہ امام مین دو عذر ہین ایک حدث
اور دوسرا نجاست یعنی مقتدی مین ایک ہی عذر ہی حدث کا نہ نجاست کا

باب الانجاس

یہ باب ہی نجاستون اور ناپاکیون کے حکم مین ہم جبکہ نجاست حکمیہ کے بیان سے فراغت ہوئی تو نجاست حقیقیہ اور اسکے پاک کرنے کا بیان شروع ہوا اور
حکمیہ کو اسواسطے مقدم کیا کہ وہ قوی تر ہی کیونکہ نجاست حکمیہ قلیل بھی نماز کی مانع ہی بالاتفاق اور اُسکا وجوب ازالہ کسی عذر سے ساقط نہین برخلاف
نجاست حقیقیہ کے جمع نجس بفتحتین وہو لغۃ یعم الحقیقی والحکمی وعرفا یختص بالاول الانجاس جمع ہی نجس کی بفتح نون وجیم اور وہ لغت عرب مین شامل ہی ناپاک حقیقی
اور حکمی کو اور عرف مین اول یعنے حقیقی کو خاص ہی ہم نجس بفتح جیم مخصوص نجاست ذاتیہ ہی اور نجس بکسر جیم ذاتیہ اور عرضیہ دونون مین مستعمل ہی تو
وہ عام ہی مطلقاً تو گوہ اور پیشاب کو نجس بالفتح اور بالکسر دونون کہینگے اور جس کپڑے مین نجاست لگ گئی اسکو نجس بفتح جیم نہ کہینگے بلکہ اسکو نجس
بکسر جیم بولینگے اور خبث کا لفظ نجاست حقیقی کے ساتھ اور حدث نجاست حکمی کے ساتھ مخصوص ہی اور ازالہ حقیقی کا بدن اور کپڑے اور مکان سے
فرض ہی اگر بمقدار مانع صلوۃ ہو اور اُسکا ازالہ بلا ارتکاب امر اشد ممکن ہو تو اگر ازالہ بلا کشف عورت ممکن نہو تو نجاست کے ساتھ نماز پڑھے کیونکہ کشف عورت
شدید تر ہی تو اگر کشف عورت لوگون مین کریگا تو فاسق ہوگا اسواسطے کہ جو شخص دو امر قبیح مین مبتلا ہو وہ آسان تر کو اختیار کرے کذا فی الطحطاوی مختصراً یجوز رفع

نجاستہ حقیقیة عن محلها ولو اناء او ماکولا علم محلها اولا بماء ولو مستعملا به یفتی جائز ہی دور کرنا نجاست حقیقی کا اُسکے مقام سے یعنی جہان وہ لگی ہی اگرچہ محل
نجاست برتن یا کھانے کی چیز ہو چنانچہ روٹی یا ککڑی خواہ محل اُسکا معلوم ہو یا نہو پانی سے دھو کر اگرچہ مستعمل پانی ہو اسی کا فتوی دیا گیا ہی م طحطاوی
مین خلاصہ سے منقول ہی کہ کپڑے کا ایک کنارہ نجس ہو گیا سو یاد نرہا کہ کونسا ہی سو اُسنے کوئی کنارہ دھو ڈالا بدون اٹکل کے تو کپڑا پاک ہو گیا یہی قول مختار
ہی **وبکل مائع طاہر قالع للنجاسة ینعصر بالعصر کخل وماء ورد حتی الریق فتطہر اصبع وثدی تنجس للحس ثلثا** اور جائز ہی رفع نجاست ہر ایک بہنے والی پاک نجاست
اُکھاڑنے والی چیز سے کہ نچڑ جاے نچوڑنے سے چنانچہ سرکہ اور گلاب یہانتک کہ منھ کی رال بھی تو جو اُنگلی اور پستان کہ ناپاک ہوئی پاک ہو جاتی ہی تین بار کے
چاٹنے سے م گلاب اور سرکہ کے مانند آب باقلا اور آب زعفران اور اشجار اور اثمار اور تربوز کا پانی بھی نجاست کو دور کرتا ہی اور پستان نجس ہو جاتی ہی شیر
خوار کی قے سے پھر اُسکے تین بار چاٹنے اور ازالہ اثر سے پاک ہو جاتی ہی **بخلاف نحو لبن کزیت لانه غیر قالع** برخلاف مثل دودھ کے چنانچہ تیل اسواسطے کہ وہ نجاست
کو نہین دور کرتا یعنے اپنی چکنائی کے سبب سے **وما قیل ان اللبن وبول ما یوکل مزیل مخالف المختار** اور یہ جو بعضون نے کہا ہی کہ دودھ اور حلال جانور کا پیشاب
نجاست کا دور کرنے والا ہی سو قول مختار کے مخالف ہی م یہ قول غیر مختار ابو یوسف رح کا قول ہی **ویطہر خف ونحوہ کنعل تنجس بذی جرم ہو کل ما یری بعد**
الجفاف ولو من غیرہا کخمر وبول اصابه تراب به یفتی بدلک یزول به اثرہا اور موزہ اور اُسکے مانند چنانچہ جوتا جو ناپاک ہو گیا جسم والی نجاست سے پاک ہو جاتا ہی
ایسے رگڑنے سے کہ اثر اُسکا اس سے دور ہو جاے جسم والی وہ نجاست ہی جو نظر آوے خشکی کے بعد اگرچہ اور چیز سے ملکر خشک ہونے کے بعد نظر پڑے چنانچہ
شراب اور پیشاب جسکو مٹی لگ گئی اسیکا فتوی دیا جاتا ہی م موزہ کی قید اسواسطے لگائی کہ بدن اور کپڑا رگڑنے سے پاک نہین ہوتا مگر منی کے رگڑ ڈالنے
سے کپڑا پاک ہو جاتا ہی شراب اور پیشاب اگرچہ بعد خشکی کے نظر نہین آتا مگر مٹی سے ملکر جرم دار ٹھہریگا تو وہ بھی رگڑنے سے پاک ہو جائیگا اثر سے مراد
اوصاف ثلثہ مین یعنے رنگ اور مزا اور بو تو اگر کوئی بھی باقی رہیگا تو پاک نہوگا رگڑنا خواہ زمین پر ہو خواہ ناخن اور لکڑی اور پتھر سے کذا فی الطحطاوی **والا**
جرم لها کبول فیغسل اور اگر نجاست کا جرم نہو تو موزہ اور مانند اُسکے دھویا جاے یعنے تین بار خشک کرنے کے ساتھ ایسا ہی بحر الرائق مین لیکن حلبی مین قہستانی
سے منقول ہی کہ قول مختار یہ ہی کہ تین بار اُسپر پانی ڈالے اور چھوڑ دے یہانتک کہ ٹپکنا بند ہو جاے **ویطہر صیقل لامسام له کمراٰۃ وظفر وعظم وزجاج وآنیة مدہونة**
وخراطی وصفائح فضة غیر منقوشة بمسح یزول به اثرہا مطلقا به یفتی اور پاک ہوتا ہی صیقل دار یعنے گھونٹ والا جسمین مسام نہین چنانچہ آئینہ اور ناخن اور ہڈی
اور شیشہ اور روغنی برتن چنانچہ رکابی اور پیالی چینی اور خرادی سخت لکڑی چکنی اور بے نقش چاندی کے پتر پونچھنے سے اسطرح کہ اثر نجاست کا باقی نرہے
خواہ نجاست تر ہو یا خشک اسی کا فتوی دیا جاتا ہی م پونچھنا صیقلی چیز کا قول متقدمین مطہر ہی خواہ مٹی سے پونچھے خواہ کپڑے اور صوف سے خواہ نجاست
تر ہو یا خشک کذا فی الطحطاوی **وتطہر ارض بخلاف نحو بساط بیبسہا ای جفافها ولو بریح** اور پاک ہو جاتی ہی زمین اُسکے خشک ہو جانے سے اگرچہ حرارت
ہوا سے خشکی حاصل ہو برخلاف فرش اور اُسکے مانند کے کہ وہ پاک نہین ہوتا بدون پانی جاری کرنے کے م اگر زمین تر ہو تو بدون دھونے کے پاک
نہوگی پھر اگر ایسی نرم زمین ہو کہ پانی کو سوکتی ہو تو اتنا پانی اُسپر ڈالے کہ اُسکے پاک ہو جانے کا ظن غالب حاصل ہو اور اگر سخت ہو اور ڈھالو ہو تو اُسکے
اسفل مین گڑھا کھودے اور زمین پر پانی ڈالے جب گڑھے مین پانی جمع ہو تو اُسکو مٹی سے توپ دے اور اگر سخت زمین برابر ہی تو اُسکا دھونا ممکن نہین بلکہ
اُسکو کھود کر نیچے کی مٹی اوپر اور اوپر کی نیچے کر دے اور گچ کی زمین ہو تو اُسپر پانی ڈالے پھر اُسکو رگڑے اور کپڑے یا صوف سے پانی اُسکا خشک کر لے
تین بار اسطرح کرے اور اگر بہت سا پانی اُسپر ڈالے کہ نجاست کا بالکل اثر باقی نرہے پھر اُسکو چھوڑے کہ خشک ہو جاے تو پاک ہو جاویگی کذا فی
الطحطاوی عن السراج والخلاصة والمحیط **وذہاب اثرہا کلون وریح لاجل صلوۃ علیہا لا لتیمم لہا** اور نجاست کا اثر جانا زمین پر نماز پڑھنے کے واسطے
ہی نہ اس سے تیمم کرنے کے لیے م نجاست کا اثر چنانچہ رنگ اور بو اور اسی طرح مزہ **لان المشروط لها الطہارۃ وللتیمم الطہوریة** اسواسطے کہ نماز کے لیے

زمین کا پاک ہونا شرط ہے نہ مطہر ہونا اور تیمم کے واسطے مطہر ہونا شرط ہے نہ فقط پاک ہونا وحکم آجر ونحوہ کلبن مفروش وخص بالخاء المعجمہ سطح وشجر وکلأ قائمین
فی ارض کذٰلک ای کارض فیطہر بجفاف اور حکم پکی اینٹ مفروش اور اُسکے مانند کا چنانچہ کچی اینٹ فرش کی اور بانس ونرکل یا لکڑی کی ٹٹی
کا حکم اور اُس درخت اور گھاس کا جو زمین پر جما ہوا ہے اسی طرح کا ہے یعنے زمین کے مانند ہے کہ پاک ہوجاتی ہین یہ سب چیزین نجاست کے خشک ہوجانے سے
شارح نے کہا کہ خص بخاء معجمہ چھت کی اوٹ ہے ہم خص بضم خاء معجمہ وصاد مہملہ گھر ہے بانس یا نرکل کا اور یہان مراد وہ سُترہ یعنے اوٹ ہے جو چھتون پر
ہوتی ہے یعنے ٹٹیان کھڑی کرکے کذا فی الطحطاوی عن البحر وکذا کل ما کان ثابتا فیہا لاخذہ حکمہا باتصالہ بہا اور اسی طرح خشک ہونے سے طاہر
ہوجاتی ہے وہ چیز جو زمین پر ثابت اور قائم ہے چنانچہ دہلیز اسواسطے کہ اُسکے متصل ہونے سے زمین کے ساتھ اُسنے زمین کا حکم پیدا کیا فالمنفصل
یغسل لا غیر الا حجرا خشنا کرحی فکارض تو جو چیز کہ زمین سے جدا ہے چنانچہ غیر مفروش اینٹ یا زینہ چوبی تو وہ دھونے سے پاک ہوتی ہے نہ اسکے غیر سے
مگر کھردرا پتھر چنانچہ چکی وہ زمین کے مانند خشک ہونے سے پاک ہوتی ہے ہم بحر الرائق مین ہے کہ چکنا پتھر تو بدون دھونے کے پاک نہین ہوتا ویطہر
منی ای محلہ یابس بفرک ولا یضر بقاء اثرہ ان طہر راس حشفۃ کان کان مستنجیا بماء اور خشک منی کا مکان پاک ہوجاتا ہے مل ڈالنے سے
اور اُسکے اثر کا باقی رہنا کچھ ضرر نہین کرتا بشرطیکہ سر ذکر پاک ہو اسطرح پر کہ پانی سے استنجا کیا ہو ہم ملنا اُس صورت مین کافی ہے جبکہ راس ذکر طاہر ہو اسطرح
کہ پیشاب کیا اور مخرج سے متجاوز نہوا یا تجاوز کیا اور پانی سے استنجا کرلیا کذا فی الطحطاوی وفی المجتبی اولج فنزع فانزل لم یطہر الا بغسلہ لتلوثہ
بالنجس انتہیٰ ای برطوبۃ الفرج فیکون متفرعا علی قولہما بنجاستہا اما عندہ فہی طاہرۃ کسائر رطوبات البدن جوہرہ اور مجتبی مین ہے کہ ذکر فرج مین داخل
ہوا پھر خارج کیا پھر انزال ہوا تو یہ خشک منی طاہر نہوگی بدون دھونے کے بسبب بھر جانے ذکر کے نجاست سے انتہی کلام المجتبی یعنے ناپاکی ہولی
فرج کی رطوبت سے تو یہ مجتبی کا قول متفرع ہے صاحبین کے قول پر کہ اُسکی رطوبت ناپاک ہے لیکن امام اعظم رح کے نزدیک تو وہ پاک ہے جیسے بدن کی
باقی رطوبات چنانچہ تھوک اور رینٹ اور پسینا پاک ہین والا یکن یابسا او لا راسہا طاہرا فیغسل کسائر النجاسات ولو دما عبیطا علی المشہور اور اگر منی
خشک نہو یا سر حشفہ پاک نہو تو دھوئی جاے جیسے باقی ناپاک چیزین دھوئی جاتی ہین خشک ہون یا تر اگرچہ تازہ خون ہو بموجب قول مشہور کے ہم غیر مشہور
مجتبی کا یہ قول ہے کہ اگر تازہ خون کپڑے مین لگا اور خشک ہوگیا پھر اُسکو چھیلا اور ملا تو کپڑا پاک ہوگیا جیسے منی سے پاک ہوتا ہے کذا فی الطحطاوی بلا فرق
بین منیہ ولو رقیقا لمرض بہ ومنیہا ولا بین منی آدمی وغیرہ کما بحثہ الباقانی بدون فرق کے درمیان منی مرد کے اگرچہ وہ بیماری سے پتلی ہوگئی ہو اور درمیان
منی عورت کے اور بدون فرق کے درمیان منی آدمی کے اور غیر آدمی کے چنانچہ باقانی نے اُسکو بحث کی راہ سے بیان کیا ہے نہ روایت کی راہ سے ہم اور
اسی طرح قہستانی مین بحث کی راہ سے آدمی اور غیر آدمی کی منی کو برابر کہا ہے اور فیض مین اُسکو مصرح بیان کیا ہے حلبی نے کہا کہ آدمی کی منی مین
خلاف قیاس رخصت وارد ہے تو اُسپر غیر آدمی کا قیاس نہین کذا فی الطحطاوی ولا بین ثوب ولو جدیدا او مبطنا فی الاصح وبدن علی الظاہر
من المذہب اور بدون فرق کے درمیان کپڑے کے اگرچہ کپڑا نیا یا دوہرا ہو صحیح تر قول مین اور درمیان بدن کے بنا بر ظاہر مذہب کے ہم
یعنے در صورت طہارت مخرج خشک منی ملنے اور تر منی دھونے سے پاک ہوتی ہے خواہ مرد کی منی ہو یا عورت کی خواہ کپڑے پر ہو یا بدن پر ہم
ہل یعود نجسا ببلہ بعد فرکہ المعتمد لا پھر دریافت کرنا چاہیے کہ کپڑا وغیرہ خشک منی کے ملنے کے بعد تر ہونے سے پھر ناپاک ہوتا ہے یا نہین جواب
وہ ناپاک نہین ہوتا معتمد قول مین وکذا کل ما حکم بطہارتہ بغیر مائع اور اسی طرح جس چیز کی طہارت کا حکم ہوگیا بدون سائل چیز کے وہ تر
ہونے سے پھر ناپاک نہین ہوجاتی ہے ہم مطہر غیر سائل چنانچہ پونچھنا اور خشک ہونا اور جلنا وغیر ذلک بحر الرائق مین ہے الحاصل التصحیح والاختیار
طہارت کے ہر مسئلہ مین مختلف ہے مگر طہارت کا اعتبار ہر صورت مین اولیٰ ہے جیسا کہ اصحاب متون نے اُسکی تصریح کی ہے ہر مسئلہ مین وقد ایست

نے الخزائن المطہرات الی نیف وثلثین وغیرت النظم ابن وہبان فقلت اور البتہ مین نے پہونچایا ہی خزائن الاسرار مین مطہرات کو کئی اور تیس تک اور
بدل ڈالا مین نے ابن وہبان کی نظم کو سو مین نے یون کہا ہے وغسل ومسح والجفاف مطہر ۞ ونحت وقلب العین والحفر ذکر ۞ اور دھونا
اور پونچھنا اور خشک کرنا پاک کرنے والا ہی اور چھیلنا اور ذات کا بدل جانا اور کھودنا مذکور ہی مطہرات مین م دھونا جیسے مثلاً کپڑے مین اور
پونچھنا صیقل دار مین اور خشکی زمین مین اور چھیلنا لکڑی مین اور ذات کا بدل جانا گدھے اور سور کے نمک ہوجانے مین اور کھودنا زمین مین طلا
کرنا ہی ۞ ودبغ وتخلیل ذکوۃ تخلل ۞ وفرک ودلک والدخول التغور ۞ اور دباغت کرنا چمڑے کا اور سرکہ بنانا شراب کا نمک وغیرہ ڈال کر اور
ذبح کرنا جانور کا اور شراب کا خود بخود سرکہ بنجانا اور خشک منی کا مل ڈالنا اور موزے کا رگڑنا اور حوض نجس مین پاک پانی کا اسقدر داخل ہونا کہ وہ
اُبھر رواں ہوجاے اور کنوئین کے پانی ناپاک کا زمین کے اندر گھسنا اور دھس جانا طاہر کرتا ہی وتصرفہ فی البعض ندف ونزحہا ۞ ونار وغلی
غسل بعض تغور ۞ تصرف کرنا بعض مین اور روئی کا دھننا اور کنوئین کے پانی کا نکال ڈالنا اور ناپاک چیز کا آگ مین جلانا اور اُبالنا اور بعض کا
دھونا اور بستہ چیز مین نجاست نکال کر گڑھا کر دینا م تصرف بعض کا اسطرح مطہر ہی کہ اناج جب بھوسے سے جدا ہوتا ہی بیلون کے روندنے سے
تو اُنکے پیشاب اور گوبر سے ناپاک ہوجاتا ہی تو جب اسمین کچھ خرچ کیا تو سب پاک ہوگیا خرچ کرنا عام ہی خواہ کھانے کے واسطے ہو خواہ بیع خواہ ہبہ
خواہ خیرات کے واسطے فتاوے عالمگیری مین ہی کہ اگر نصف سے کمتر روئی ناپاک ہوئی تو دھننے سے پاک ہوجاویگی اور قہستانی مین ہی کہ تیل اور اُسکے
مانند جیسا نچہ گھی یا شہد ناپاک ہوا پھر اُسمین پانچوان حصہ پانی ڈالکر اُبالا کہ پانی جلگیا تو وہ پاک ہوا اور کپڑا ناپاک ہوا معلوم نہین کہ ناپاکی کہان ہی تو ایک
طرف کے دھونے سے پاک ہوجاتا ہی اور گھی یا شہد یا راب گاڑھی ہی اور اُسمین چوہا گر کے مرگیا تو چوہے کو اور اُسکے گردپیش کے گھی کو نکال ڈالے کہ گڑھا
نجاے تو باقی چیز پاک ہوگئی ویطہر زیت تنجس بجعلہ صابونا بہ یفتی للبلوے کتنور رش بماء نجس لاباس بالخبز فیہ اور پاک ہوجاتا ہی ناپاک تیل اُسکو صابون
بناڈالنے سے اسی قول پر فتوے ہی بوجہ بلوی کے یعنی اس سے بچاؤ دشوار ہی جیسے وہ تنور جو ناپاک پانی سے چھڑکا گیا اُسمین روٹی پکانے کا کچھ ڈر نہین
کطین تنجس فجعل منہ کوز بعد جعلہ فی النار یطہر ان لم یظہر فیہ اثر النجس بعد الطبخ ذکرہ الحلبی چنانچہ وہ مٹی کہ ناپاک ہوگئی سو اُسکا کوزہ بنایا گیا
آگ مین ڈالنے کے بعد پاک ہوجاتا ہی اگر اُسمین نجاست کا اثر پکانے کے بعد ظاہر نہین ہوا ایسا ذکر کیا ہی حلبی نے م یہ حلبی شارح ہی منیۃ المصلی کا
اور دوسرا حلبی ابراہیم ہی درمختار کا محشی وعفا الشارع عن قدر درہم وان کرہ تحریما فیجب غسلہ اور صاحب شرع نے نجاست بقدر درہم کے معاف
کردی ہی اگرچہ اُسکے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہی تو بقدر درم کے نجاست کا دھونا واجب ہی م عفو سے مراد یہ ہی کہ قدر درم کی نجاست کے ساتھ نماز
صحیح ہی بدون اُسکے دھونے کے اور یہ مراد نہین کہ وہ مکروہ بھی نہین کیونکہ اُسکی کراہت ثابت ہی اور اگر نماز شروع کرچکا تو اُسکے دھونے کے واسطے نماز کا توڑنا
جائز ہی کذا فی الطحطاوی وما دونہ تنزیہا فیسن اور مکروہ تنزیہی ہی درم سے کم نجاست تو اُسکا دھونا مسنون ہی نہ واجب اور فرض م یہی قول معتمد ہی پھر اگر
درم سے کم نجاست کے ساتھ نماز شروع کرچکا تو تامل کرے اگر وقت مین وسعت ہو تو دھونا افضل ہی پھر نماز پڑھنا اور اگر جماعت فوت ہوتی ہو تو اگر پانی
ملسکتا ہو اور دوسری جماعت پاسکتا ہو دوسرے مقام مین تو بھی دھونا افضل ہی ورنہ نماز قطع نکرے وفوقہ مبطل فیفرض اور درم سے زیادہ نجاست
نماز کو باطل کرتی ہی تو اُسکا دھونا فرض ہی والعبرۃ لوقت الصلوۃ لا الاصابۃ علی الاکثر نہر اور اعتبار نجاست کی مقدار مین نماز پڑھنے کے وقت کا ہی نہ نجاست
لگ جانے کے وقت کا اکثر علما کے نزدیک چنانچہ نہر الفائق مین ہی وہو مثقال وزنہ عشرون قیراطا فی نجس کثیف لہ جرم وعرض مقعر الکف وہو داخل مفاصل
الاصابع فی رقیق من مغلظۃ کعذرۃ آدمی اور وہ یعنی درم بوزن ایک مثقال کے ہی یعنی ۲۰ قیراط کی گاڑھی نجاست جرم دار مین اور بقدر چوڑائی قعر
کف دست کے ہی تپلی نجاست مین اور قعر کف دست اندر ہی انگلیون کے جوڑون کا غلیظ نجاست سے جیسے آدمی کا گوہ م نجاست غلیظہ ایک درم

معاف ہے بعضوں نے درم کے وزن کا اعتبار کیا مطلقا اور بعضوں نے مساحت کا ہندوانی نے دونوں قولوں میں توفیق دی اسطرح کہ اگر نجاست گاڑھی ہے
تو درم کے وزن کا اعتبار ہے اور اگر پتلی ہے تو مساحت درم کا اعتبار ہے بدائع میں کہا یہی قول مشائخ ماوراء النہر کے نزدیک مختار ہے اور زاہدی اور زیلعی
نے اسی کو صحیح کہا ہے امام اعظم کے نزدیک نجاست غلیظہ جسمیں دو نص متعارض نہوں صاحبین نے کہا اور اُسکے ساتھ مجتہدین معاصرین و لاحقین
کا اسمیں اختلاف نہو اور نجاست خفیفہ امام کے نزدیک یہ ہے جسمیں دو نص متعارض ہوں صاحبین نے کہا اور اُسکے ساتھ مجتہدین کا اختلاف بھی ہو اور غلیظہ کی
تعریف میں اتنا زائد اور ہے کہ اُسکے اجتناب میں بلوی یعنی حرج واقع نہو کذا فی الطحطاوی مختصرا و کذا کل ما خرج منہ موجبا لوضوء او غسل مغلظ اور اسیطرح جو چیز
کہ آدمی کے بدن سے نکلے وضو یا غسل کی موجب ہو کر وہ نجاست غلیظہ ہے م چنانچہ پیشاب اور منی اور مذی اور ودی اور پیپ اور مُنھ بھر کے قے اور خون حیض
کا یہ سب نجس نجاست غلیظہ ہیں لیکن اس کلیہ پر ریح کا اعتراض وارد ہوتا ہے کہ باوجودیکہ ناقض وضو ہے پر طاہر ہے و بول غیر ماکول ولو من صغیر لم یطعم الا
بول الخفاش و خرءہ فطاہر اور چنانچہ جاندار غیر ماکول کا پیشاب آدمی ہو یا غیر آدمی اگرچہ شیرخوار بچے کا پیشاب ہو مگر چمگادڑ کا پیشاب اور اسکی بیٹ پاک ہے
و کذا بول الفارۃ لتعذر التحرز عنہ و علیہ الفتوی کما فی التاتارخانیہ اور اسیطرح چوہے کا پیشاب پاک ہے یعنے معاف ہے بسبب نہو سکنے بچاؤ کے اُس سے اور
اسی پر فتوی ہے چنانچہ تاتارخانیہ میں ہے م حلبی نے کہا یہ معافی کپڑوں اور طعام میں ہے نہ پانی میں بزازیہ اور فتاوی قاضیخان میں چوہے کی نجاست کو
ظاہر الروایۃ کہا ہے لیکن ظاہر الروایۃ پر فتوے مقدم ہے کذا فی الطحطاوی و سیجئ فی آخر الکتاب ان خرءہا لا یفسد ما لم یظہر اثرہ اور آخر کتاب میں آویگا کہ چوہے کی
مینگنی ناپاک نہیں کرتی جبتک اُسکا اثر ظاہر نہو یعنی رنگ یا بو م روٹی کے اندر چوہے کی مینگنی نکلی اگر وہ سخت ہو تو اُسکو نکال ڈالے اور روٹی کو کھالے کہ وہ
پاک ہے کذا فی البحر و فی الاشباہ بول السنور فی غیر اوانی الماء عفو و علیہ الفتوی اور اشباہ میں ہے کہ بلی کا پیشاب پانی کے برتنوں کے سوا معاف ہے اسی پر
فتوی ہے و دم مسفوح من سائر الحیوانات الا دم شہید ما دام علیہ و ما بقی فی لحم مہزول و عروق و کبد و طحال و قلب و ما لم یسل و دم سمک و قمل و برغوث و
بق اور نجاست غلیظہ ہے خون رواں تمام حیوانات کا مگر شہید کا خون پاک ہے جبتک اُسکے جسم پر ہے اور جو خون کہ دبلے گوشت اور رگوں اور کلیجی اور تلی اور
دل میں باقی رہا یعنی ذبح کے بعد اور جو خون کہ جاری نہیں اور مچھلی اور جوں اور پسو اور مچھر کا خون کہ یہ سب پاک ہیں م جو خون کہ کلیجی وغیرہ میں باقی
رہتا ہے وہ جاری نہیں تو وہ دم مسفوح کی قید سے خارج ہو گیا تو استثنا کی کچھ حاجت نہیں زاد فی السراج و کتان وہی کما فی القاموس کرمان دویبۃ حمراء لساعۃ
اور سراج وہاج میں ہے اور خون کتان بروزن رمان کا چنانچہ قاموس میں ہے چھوٹا سا کیڑا ہے سرخ رنگ بسیار گزندہ م شاید کہ کتان مذکور کھٹمل ہے واللہ اعلم
فالمستثنی اثنا عشر تو حیوانات سے بارہ خون مذکور مستثنی ہیں کہ وہ ناپاک نہیں و خمر و فی باقی الاشربۃ روایات التغلیظ و التخفیف و الطہارۃ رجح فی البحر
الاول و فی النہر الاوسط اور جیسے خمر یعنی شراب انگوری کہ وہ نجس مغلظ ہے اور باقی مسکر شرابوں میں تغلیظ اور تخفیف اور طہارت کی روایات مختلف
ہیں بحر الرائق میں اول یعنے تغلیظ کی روایت کی ترجیح ہے اور نہر الفائق میں یعنے تخفیف کی ترجیح ہے م صاحب نہر نے منیہ کے اس مسئلہ سے
استدلال کیا ہے کہ اگر نماز پڑھے اور اسکے کپڑے میں شراب مسکر سے کثیر فاحش نہیں تو قول اصح میں وہ کافی ہے حلبی نے کہا یہ انص ہے تخفیف نجاست میں
تو صاحب نہر ہی کا قول ہے اسواسطے کہ فرع منصوص کی طرف رجوع ہے اور صاحب بحر کی ترجیح تو فقط بحث کی راہ سے ہے و خرء کل طیر لا یذرق فی الہواء کبط
اہلی و دجاج اور نجاست غلیظ جیسے بیخال ہر ایک اُس پرندہ کی جو ہوا میں نہیں اُڑتا چنانچہ خانگی پالو بطا اور مرغی واما ما یذرق فیہ فان ماکولا فطاہر والا فمخفف لیکن
جو پرندہ کہ ہوا میں اُڑا کرتا ہے تو اگر وہ حلال ہے جیسے کبوتر اور گنجشک تو اُسکی بیٹ پاک ہے اور اگر حرام ہے تو اُسکی بیخال ناپاک نجاست خفیفہ ہے چنانچہ باز اور شکرا اور
چیل لیکن اُنکی بیٹ سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا عموم بلوی کی جہت سے یعنی اس سے بچنا مشکل ہے کذا فی الطحطاوی و روث و خثی اور نجاست غلیظ جیسے لید
اور گوبر م بحر الرائق میں ہے کہ فضلہ فرس اور حمار کو عرب میں روث یعنی لید کہتے ہیں اور گائے بیل بھینس کو خثی یعنے گوبر کہتے ہیں اور فضلہ اونٹ کو بعر یعنی مینگنی و فضلہ

ف
سرخ اور چیل کی
بیٹ سے کنواں
ناپاک نہیں ہوتا ۱۲

انسان کو غائط یعنی گوہ بولتے ہیں افاد بہا نجاسۃ خرء کل حیوان غیر الطیور مصنف نے لید اور گوبر کے لفظ سے ہر حیوان کے فضلے کی نجاست کو جتا دیا سوائے
چڑیوں کے م بہتر یہ تھا کہ شارح کہتا کہ تغلیظ نجاست پر آگاہ کر دیا جب افادہ یہ ہے کہ تغلیظ نجاست حلال جانور کے فضلے میں ثابت ہوئی تو حرام جانور میں بھی ثابت
ہوگی بلکہ بطریق اولی کذا فی الطحطاوی وقالا مخففۃ اور صاحبین نے کہا کہ لید اور گوبر نجس نجاست خفیفہ ہیں م صاحب بحر نے کافی سے نقل کیا ہے کہ اور درندے
جانوروں کے گوہ کی نجاست غلیظہ ہونے میں امام اور صاحبین کا اتفاق ہے تو اختلاف نہیں مگر لید اور گوبر میں کذا فی الطحطاوی وفی الشرنبلالیۃ قولہما اظہر اور
شرنبلالیہ میں ہے کہ صاحبین کا قول ظاہر تر ہے اسواسطے کہ علما کا اختلاف ہے نجاست اور طہارت میں تو یہ اختلاف خفت کا مورث ہے اور عموم بلوے کے سبب سے
بھی کہ راہیں اس سے پر رہتی ہیں برخلاف حمار وغیرہ غیر ماکول اللحم کے پیشاب کے کہ زمین اسکو سوک جاتی ہے کذا فی الزیلعی وطہرہما محمد آخرا للبلوی وبہ قال مالک و محمد بن
حسن نے لید اور گوبر کو آخر حال میں پاک کہا عموم بلوی اور مزید مشقت کی وجہ سے اور یہی قول ہے امام مالک کا م جبکہ امام محمد رح خلیفہ کے ساتھ رے میں داخل ہوئے اور
تکلیف اور مشقت لوگوں کی دیکھی کہ راہیں اور سرائیں اس سے پر ہیں تو مجبور ہو کر تخفیف کا پہلا قول ترک کر کے طہارت کے قائل ہوئے ولو اصابہ من نجاسۃ غلیظۃ
ونجاسۃ خفیفۃ جعلت الخفیفۃ تبعاً للغلیظۃ احتیاطاً کما فی الظہیریۃ اور اگر بدن یا کپڑے کو نجاست غلیظہ اور نجاست خفیفہ لگ گئی تو خفیفہ تابع غلیظہ کے ٹھہرائی جاویگی
احتیاط کی راہ سے چنانچہ ظہیریہ میں ہے یعنے خفیفہ اس صورت میں بمنزلہ غلیظہ کے ہوگی تو اگر دونوں ملکر قدر درم سے زائد ہوں تو نماز جائز نہو گی ثم متی اطلقوا
النجاسۃ فظاہرہ التغلیظ پھر جاننا چاہیے کہ جب فقہا نجاست کو مطلق بلا قید بولیں تو ظاہر اطلاق کا تغلیظ نجاست پر دلالت کرتا ہے وعفی دون ربع جمیع بدن
وثوب ولو کبیرا ہو المختار ذکرہ الحلبی ورجحہ فی النہر علی التقدیر بربع المصاب کذیل وکم وان قال فی الحقائق وعلیہ الفتوی اور نجاست خفیفہ معاف ہے تمام بدن
اور کپڑے کی چوتھائی سے کم اگرچہ کپڑا بڑا ہو چنانچہ جامہ اور پگڑی ایسا ذکر کیا ہے حلبی نے اور اس قول کو نہر الفائق میں راجح کہا ہے اس چیز کی چوتھائی تقدیر پر جسکو
نجاست لگ گئی ہے چنانچہ دامن اور آستین اگرچہ حقائق میں کہا ہے وعلیہ الفتوی یعنی بدن یا کپڑے کے جس ٹکڑے کو نجاست لگی اسی کی چوتھائی سے کم ہونے کی معافی کا
فتوی ہے حقائق میں نہ تمام بدن اور جمیع ثوب کی چوتھائی پر فتاوی عالمگیری میں ہے کہ اسی قول کو صاحب تحفہ اور محیط اور بدائع اور مجتبی اور سراج وہاج نے صحیح کہا ہے
حلبی محشی در المختار نے کہا کہ فتوی کا لفظ مقدم ہے مختار اور راجح کے لفظ پر من نجاسۃ مخففۃ کبول ماکول ومنہ الفرس وطہرہ محمد کم از چہارم کی معافی ہے نجاست
خفیفہ سے جیسے جانور ماکول اللحم کا پیشاب اور اسی قسم سے ہے گھوڑے کا پیشاب اور ماکول اللحم کے پیشاب کو محمد رح نے پاک کہا ہے م شیخین کے نزدیک گھوڑے کے پیشاب کی نجاست
خفیفہ ہے اور امام نے اسکے گوشت کو مکروہ جو کہا ہے تو اسواسطے کہ وہ جہاد کا سامان ہے نہ اسواسطے کہ اسکا گوشت ناپاک ہے وخرء طیر من السباع او غیرہا غیر ماکول
اور چنانچہ بیٹ غیر ماکول اللحم چڑیوں کی خفیف نجس ہے خواہ وہ چڑیاں درندہ ہوں مثل باز جرہ یا درندہ نہوں وقیل طاہر وصحح اور بعضوں نے اسکو پاک کہا ہے
اور اسکی تصحیح بھی بعضوں نے کی ہے ثم الخفۃ انما تظہر فی غیر الماء فلیحفظ پھر جاننا چاہیے کہ نجاست کی خفت میں پانی کے غیر میں ظاہر ہوتی ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے
یعنے نجاست خفیفہ کے پڑنے سے پانی ناپاک ہوجاتا ہے حلبی نے کہا مگر طیر غیر ماکول کی بیٹ سے کنواں نجس نہیں ہوتا تو یہ مستثنی ہے چنانچہ سابق مذکور ہو چکا
وعفی دم سمک ولعاب بغل وحمار والمذہب طہارتہا اور معاف ہے خون مچھلی کا اور رال خچر اور گدھے کی اور صحیح مذہب انکے طاہر ہونے کا ہے وبول انتضح
کرؤس الابر اور معاف ہے پیشاب چھینٹیں ہو کر لگا سوئیوں کے سروں کے مانند یعنی ہر چھینٹ سوئی کے نوک کے برابر ہو اگرچہ سیکڑوں ہوں وکذا جانبہا الآخر اور
اسی طرح ہر سوزن کے مانند سوئی کی دوسری طرف ہے جدھر سوئی کا ناکا ہوتا ہے وان کثر باصابۃ الماء للضرورۃ اگرچہ پیشاب کی چھینٹیں بہت ہو جاویں پانی
لگجانے سے یہ معافی ہے ضرورت کے سبب سے یعنی اس سے بچاو دشوار ہے لکن لو وقع فی ماء قلیل نجسہ فی الاصح لان طہارۃ الماء اکد جوہرہ لیکن اگر پیشاب کی
چھینٹ تھوڑے پانی میں پڑیگی تو اسکو ناپاک کریگی صحیح تر قول میں اسواسطے کہ پانی کی طہارت میں زیادہ تر تاکید ہے کذا فی الجوہرۃ م پانی اس صورت سے
نجس ہوگا جبکہ چھینٹ کا اثر پانی پر ظاہر ہو اسطرح کہ گرنے کے وقت پانی میں فرجہ ہوجاے یا پانی ملجائے ورنہ اسکا کچھ اعتبار نہیں چنانچہ قہستانی نے تمرتاشی سے

نقل کیا باوجود اسکے اگر کنوین مین پیشاب کی چھینٹ گر گئی تو ناپاک نہوگا کذا فی الحلبی و فی القنیۃ لو انتضح وانبسط وزاد علی قدر الدرہم ینبغی ان یکون کالدہن
النجس اذا انبسط اور قنیہ مین ہی کہ اگر پیشاب کی چھینٹین باہم ملگئین اور پھیل گئین اور درم کے مقدار سے زائد ہوگئین تو چاہیے کہ ناپاک تیل کے مانند مانع
نماز ہون جبکہ وہ تیل پھیل جاوے م یہ اُس صورت مین ہی جب گرنے کے وقت کپڑے پر نمودار ہو چنانچہ قہستانی مین ہی کرانی سے کذا فی الطحطاوی
عن الحلبی وطین شارع وبخار نجس وغبار سرقین ومحل کلاب وانتضاح غسالۃ لا تظہر مواقع قطرہا فی الانا عفو اور کیچڑ شارع عام یعنے بڑے راستہ کی اور
ناپاک چیز کی بھاپ اور گوبر کا بخار اور کتون کے مقام اور چھینٹین وضو یا غسل کے پانی کی کہ انکے قطرات کے مقامات نمودار نہین برتن مین یہ سب معاف
ہین یعنے ضرورت کی وجہ سے م اصح قول یہ ہی کہ اگر میت کے بدن پر نجاست نہو تو اُسکا غسالہ ناپاک نہین ہی مگر محمد نے جو نجس کہا ہی تو اس وجہ سے کہ
غالباً میت کا بدن نجاست سے خالی نہین ہوتا اگر پانی سے استنجا کیا اور اسکو نہ پونچھا اور ریح کا اخراج ہوا تو اسکی نجاست مین اختلاف ہی لیکن اکثر
علما کے نزدیک وہ ناپاک نہین ہوتا اور نجاست کا دھوان اگر کپڑے مین لگا یا بدن مین اسمین بھی اختلاف ہی صحیح یہ ہی کہ وہ ناپاک نہین کرتا کذا
فی الطحطاوی عن البحر وماء بالمدور دای جری علی نجس نجس اذا ورد کلہ او اکثرہ ولو اقلہ لا کمیتۃ فی نہر او نجاسۃ علی سطح لکن قدمنا ان العبرۃ للاثر او رجو
پانی کہ وارد ہوا یعنی جاری ہوا ناپاک پر وہ ناپاک ہی بشرطیکہ سارا پانی یا اکثر نجاست پر گذرا ہو اور اگر تھوڑا پانی نجاست کو لگا اور بہت علیحدہ اس سے
گذر گیا تو وہ ناپاک نہین چنانچہ مردار جانور نہر مین پڑا ہی یا نجاست چھت پر ہی اور پانی بہتا جاتا ہی تو یہان تھوڑا پانی نجاست کا ملاقی ہوگا تو ناپاک
نہوگا لیکن ہمنے باب المیاہ مین مقدم ذکر کیا ہی کہ اثر نجاست کا اعتبار ہی یعنے جبکہ تھوڑا پانی نجاست پر گذرے م ورود عام ہی جریان اور رکنگی سے اور
یہان حکم بھی عام ہی تو بہتر یہ تھا کہ شارح ورود کی تفسیر جریان نکرتا متن کو عام رہنے دیتا پانی کا گذرنا نجاست پر اسطرح ہی کہ ساری زمین ناپاک ہو یا پرنالہ
کے پاس نجاست پڑی ہو بحر الرائق مین ہی کہ آب باران جبکہ نجاسات پر گذرا ناپاک نہین ہوتا جبتک کہ نجاست پاک زمین سے زیادہ تر نہو یا پرنالے
کے پاس ہو کذا فی الطحطاوی کعکسہ ای اذا وردت النجاسۃ علی الماء تنجس الماء اجماعاً لکن لا نحکم بنجاستہ اذا لاقی المتنجس ما لم ینفصل فلیحفظ جیسے اُسکے
عکس مین ناپاک ہوتا ہی یعنی جبکہ نجاست پانی پر پڑے تو پانی ناپاک ہوجاتا ہی باجماع حنفی و شافعی لیکن اُسکے نجاست کا حکم نہین کیا جاتا جبکہ ناپاک چیز
اُسکو ملے تاوقتیکہ نجاست سے جدا نہین ہوا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے م بحر الرائق مین ہی کہ قیاس اسکا مقتضی ہی کہ پانی ناپاک پانی ہوجاے نجاست کی اول
ملاقات سے لیکن یہ قیاس ضرورت کے سبب سے ساقط الاعتبار ہی خواہ نجس کپڑا نغارے مین ہو اور پانی اُسپر ڈالا جاے یا پانی نغارے مین ہو اور ناپاک کپڑا
اُسمین ڈالا جاے ہم حنفیون کے نزدیک تو وہ اپنے محل مین طاہر ہی اور نجس ہی جبکہ وہان سے جدا ہو اور ناپاک کپڑے دھونے مین بہتر یہ ہی کہ کپڑے نغارے
مین رکھے بدون پانی کے پھر پانی اُسپر ڈالے نہ یون کہ پانی نغارے مین اول رکھے پھر ناپاک کپڑا اُسمین ڈالے تاکہ امام شافعی کے مخالف نہو اسواسطے کہ اُنکے
نزدیک پانی مین ناپاک کپڑا ڈالنے سے ناپاک ہوجاتا ہی انتہی مختصراً لا یکون نجساً رماد قذر والا لزم نجاسۃ الخبز فی سائر الامصار ناپاک نہین ہوتی نجاست
کی راکھ چنانچہ گوبر اور لید اور گندگی آدمی کی ورنہ لازم آوے ناپاک ہونا روٹی کا اکثر شہرون مین یعنی جہان لکڑی میسر نہین یا کمیاب گران قیمت ہی
ولا ملح کان حماراً او خنزیراً اور نہ وہ نمک ناپاک ہی جو اول گدھا یا سور تھا جو نمکسار مین پڑکر نمک بنگیا ولا قذر وقع فی بئر فصار حماۃ لانقلاب العین
بہ یفتی اور نہ وہ گندگی ناپاک ہی جو کنوئین مین گری پھر کالی مٹی ہوکر کیچڑ بنگئی بسبب بدلجانے اُسکی ذات کے اسی کا فتوی دیا جاتا ہی م انقلاب ذات
تینون مسئلون کی دلیل ہی یعنی گندگی کی راکھ کا اور گدھے اور سور کے نمک کا اور گندگی کی کیچڑ کا ناپاک نہونا اسواسطے ہی کہ انکی حقیقت بدلگئی اور چیز بنگئی
وغسل طرف ثوب او بدن اصابت نجاسۃ محلاً منہ ونسی المحل مطہر لہ وان وقع الغسل بغیر تحر ہو المختار اور اُس کپڑے یا بدن کا دھونا جسکے ایک
مکان پر نجاست لگ گئی اور وہ مکان بھول گیا ہو اُس کپڑے کا پاک کرنیوالا ہی اگرچہ بدون ظن غالب کے دھویا ہو یہی قول مختار ہی م یہ رد ہی بدائع

اور اسبیجابی کے قول کا بدائع مین سارے کپڑے کے دھونے کو دلجب کہا ہو اور اسبیجابی نے اٹکل کرکے دھونا شرط کیا ہو کذا فی الطحطاوی ثم لو ظہر انہا فی
طرف آخر بل بعید فی الخلاصۃ نعم وفی الظہیریۃ المختار انہ لا یعید الا الصلوۃ التی ہو فیہا پھر اگر دھونے کے بعد ظاہر ہوا کہ نجاست دوسری طرف ہو جدھر نہین
دھویا تو دھونے کا اعادہ کرے یا نکرے خلاصہ مین ہو کہ ہان دھووے اور ظہیریہ مین قول مختار یہ ہو کہ اعادہ نکرے مگر اُس نماز کا جسمین اُسنے نجاست کو
دیکھا م یہ غفلت ہو شارح سے صاحب نہر الفائق کے اتباع سے اسواسطے کہ ظہیریہ کا یہ مسئلہ مغائر ہو مسئلہ خلاصہ کے چنانچہ بحر الرائق کی عبارت مین صریح
ظہیریہ مین یون ہو کہ نماز پڑھنے والے نے اپنے کپڑے پر نجاست دیکھی اور معلوم نہین کہ کب سے لگی ہو تو امام کی روایات مختلفہ سے قول مختار یہ ہو کہ اعادہ
نکرے مگر اُس نماز کا جسمین وہ مشغول ہو کذا فی الحلبی کما لو بال حمر علی نحو حنطۃ تدوسہا فقسم او غسل بعضہ او ذہب بہبۃ او اکل
او بیع کما مر چنانچہ اگر گدھون نے پیشاب کیا مثلاً اُس گیہون پر جسکو وہ ماڑتے ہین یعنے روندکر بھوسے سے جدا کرتے ہین پھر گیہون بانٹے گئے یا تھوڑے
سے دھوئے گئے یا کچھ جاتے رہے بخشش یا کھانے یا بیع کی وجہ سے چنانچہ ابیات سابقہ مین اسکا بیان گذرا مصنف نے گدھون کو خاص کرکے
اسواسطے بیان کیا کہ اُنکے پیشاب کی نجاست بالاتفاق ہو حیث یطہر الباقی وکذا الذاہب لاحتمال وقوع النجس فی کل طرف کمسئلۃ الثوب اسواسطے
کہ باقی گیہون پاک ہوجاتے ہین اور اسی طرح وہ گیہون بھی پاک ہو جاتے ہین جو صرف ہو گئے بسبب احتمال واقع ہونے ناپاک کے ہر طرف مین یعنے
ہوسکتا ہو کہ جسقدر گیہون بعد تصرف کے باقی رہے ناپاک گیہون انھین مین ہون تو اس صورت مین جدا ہوے پاک ٹھہرینگے اور یہ بھی ممکن ہو کہ ناپاک
گیہون اُنہین جاتے رہے ہون جو تصرف ہو گئے ہین تو اس صورت مین باقی پاک ٹھہرینگے جیسے کپڑے کا مسئلہ کہ ایک طرف کے دھونے سے پاک ٹھہرا نجاست
دھو جانے کے احتمال سے وکذا یطہر محل نجاسۃ اما عینہا فلا تقبل الطہارۃ مرئیۃ بعد جفاف کدم یقلعہا ای بزوال عینہا واثرہا ولو بمرۃ او بما فوق الثلث
فی الاصح اور اسی طرح خشکی کے بعد نمودار نجاست چنانچہ خون پاک ہو جاتی ہو اُسکے اکھاڑنے اور بالکل دور کرڈالنے سے یعنی عین نجاست اور اُسکا اثر کے زائل
ہوجانے سے اگرچہ زوال ایکبار کے ازالہ سے ہو یا تین بار سے زیادہ صحیح تر قول مین مصنف نے طہارت کے محل کو اسواسطے ذکر کیا کہ عین نجاست تو طہارت کو قبول
نہین کرتی م نہایۃ البیان مین کہا نمودار نجاست سے مراد وہ نجاست ہو جو خشک ہو جانے سے نظر آوے چنانچہ خون اور گوہ اور جو خشکی کے بعد نظر نہ آوے وہ نمودار
نہین اصح یہی ہو کہ ایکبار کے دھونے سے بھی بشرط ازالہ کلی طہارت حاصل ہوتی ہو خواہ گرم پانی سے ہو خواہ آب کثیر بستہ سے خواہ آب ریختہ سے خواہ تغار مین
تین بار سے زیادہ دھونا اُسوقت ہو جبکہ اقل کافی نہوا اور غیر صحیح یہ قول ہو کہ بعد زوال عین دو بار دھونا واجب ہو یا تین بار یا ایکبار اصطلاح کذا فی الطحطاوی
لم یقل بغسلہا لیعم نحو ذلک دذک اور مصنف نے قلع نجاست کہا نہ اُسکے دھونے کو تاکہ رگڑنے اور رلنے وغیرہ کو بھی شامل رہے یعنے تطہیر فقط دھونے پر منحصر
نہین بلکہ رگڑنے سے چنانچہ موزے مین اور رلنے سے چنانچہ منی مین بھی طہارت حاصل ہوتی ہو ولا یضر بقاء اثر کلون وریح لازم فلا یکلف فی ازالتہ الی
ماء حار او صابون ونحوہ اور طہارت مین ضرر نہین کرتا باقی رہنا نجاست کے اثر لازم کا یعنے جسکا زوال دشوار ہو اثر نجاست چنانچہ رنگ اور بو تو مسلمان
مکلف نہین اثر لازم کے دور کرنے مین گرم پانی یا صابون اور اُسکے مانند اور چیز کی طرف م مانند اُسکے وہ برتن ہو جسمین شراب تھی خواہ برتن نیا ہو یا پرانا
تو بو کا باقی رہنا مضر طہارت نہین یعنے دھونے کے بعد کذا فی الطحطاوی عن البحر عن الفتح بل یطہر ما صبغ او خضب بنجس بغسلہ ثلثا بلکہ پاک ہو جاتا ہو وہ
جو رنگا گیا یا خضاب کیا گیا ناپاک چیز چنانچہ مہندی اور کسم ناپاک سے اُسکے تین بار دھو ڈالنے سے م نجس سے مراد یہان متنجس ہو نہ نجس العین بدلیل مسئلہ چربی
مردار تو اگر رنگ یا خضاب کیا گیا نجس العین سے چنانچہ خون سے تو اُسکی عین اور مزہ اور بو کا ازالہ واجب ہو رنگ کا باقی رہنا مضر نہین م والاولی غسلہ الی ان یصفو
الماء اور بہتر ہو اُسکا دھونا یہانتک کہ دھونے کا پانی صاف بیرنگ نکلے ولا یضر اثر دہن الا دہن ودک میتۃ لانہ عین النجاسۃ حتی لا یدبغ بہ جلد
بل یستصبح بہ فی غیر مسجد اور ضرر نہین کرتا طاہر ہونے مین ناپاک تیل کی چکنائی کا رہنا مگر مردار جانور کی چربی کی چکنائی مضر طہارت ہو کیونکہ عین

نجاست ہی یہانتک کہ اُس سے چمڑے کو دباغت نکیجیے بلکہ مسجد کے سوا اور جگہ اُسکا چراغ مین جلانا چاہیے و یطہر محل غیرہا ای غیر مرئیۃ بغلبۃ ظن غاسل

لو سکلفاً و الا فمستعمل طہارۃ محلہا بلا عدد بہ یفتی اور جو نجاست نمودار نہین اُسکا محل پاک ہوتا ہی دھونے والے کے گمان غالب سے اُسکے محل کے پاک

ہوجانیکو بلا تعیین عدد اسی کا فتویٰ ہی یعنے جبکہ غاسل کو طہارت محل کا ظن غالب حاصل ہوا تو محل نجاست پاک ہی بشرطیکہ دھونے والا مکلف یعنے

عاقل بالغ مسلم ہوا اور جو وہ مکلف نہین یعنی صغیر یا مجنون ہو تو اُسکے استعمال کرانے والے کے ظن غالب کا اعتبار ہی م دھونے کی حالت مین جبکہ طہارت

محل کا گمان غالب حاصل ہوا اگرچہ ایک ہی بار دھونے سے یہ بات حاصل ہو تو کفایت کرتا ہی چنانچہ کرخی نے اسکی تصریح کی ہی اور اسبیجابی نے اسکو اختیار

کیا ہی کذا فی الطحطاوی و قدر ذلک لموسوس بغسل و عصر ثلثا او سبعا فیما ینعصر مبالغا بحیث لا یقطر اور یہ دھونا وسواس والے کے حق مین اندازہ کیا گیا ہی یعنی

دھونے اور نچوڑنے کے تین بار یا سات بار اُس چیز مین جو نچڑ سکتی ہی بحالت مبالغہ اسطرح پر کہ پھر نچوڑنے سے بوند نہ ٹپکے م ازبسکہ موسوس کو ظن غالب کثرت

اوہام سے حاصل نہین لہذا اسکے حق مین یہ اندازہ شرع مین مقرر ہوا فقہاء عراق کا قول ظن غالب کا اعتبار تھا اور فقہاء بخارا کا تین بار دھونے کا صاحب

سراج نے دونون قولوں مین توفیق کی کہ اگر شخص وسواسی نہین تو ظن غالب معتبر ہی اور اگر وسواسی ہی تو تین بار کا دھونا کافی ہی سات بار کا دھونا واجب

نہین مستحب ہی تاخلاف شافعی کا نہو اور اشتراط عصر علے العموم نہین کہ بعضے برتنون مین نہین ہوتا بحر الرائق مین حاوی قدسی سے منقول ہی کہ برتن تین طرح کے

مین مٹی کے اور لکڑی کے اور لوہے وغیرہ کے اور اُنکی تطہیر چار طرح پر ہی جلانا اور چھیلنا اور پونچھنا اور دھونا تو اگر برتن مٹی یا پتھر کا ہی اور نجاست اُسکے اجزا

مین گھس گئی تو جلایا جاوے اور اگر پُرانا ہو تو دھویا جاوے اور اگر نئی لکڑی کا برتن ہی تو چھیل ڈالا جاوے اور اگر پُرانی کا ہی تو دھویا جاوے اور اگر لوہے یا پیتل

یا رانگا یا کانچ کا ہی اور چکنا صیقلدار ہی تو پونچھ ڈالا جاوے اور اگر چکنا نہین کھرڈرا ہی تو دھویا جاوے اور ذخیرہ مین ہی کہ اگر بدن مین نجاست لگی تو تین بار پے درپے

دھویا جاوے اسلیے کہ نچوڑنا متعذر ہی تو پے درپے دھونا قائم مقام نچوڑنے کے ہی کذا فی الطحطاوی و لو کان لو عصرہ غیرہ قطر طہر بالنسبۃ الیہ دون ذلک الغیر اور اگر یہ

حال ہو کہ اگر دھونے والے کے سوا غیر شخص اُسکو نچوڑے تو وہ ٹپکے تو وہ پاک ہو گیا دھونے والے کی نسبت نہ غیر شخص کی نسبت م وجہ اسکی یہ ہی کہ ہر شخص

مخاطب ہی بقدر اپنی طاقت کے تو دوسرے کی قدرت سے یہ شخص قادر نہ ٹھہریگا و لو لم یبالغ لرقتہ ہل یطہر الاظہر نعم للضرورۃ اور اگر نچوڑنے مین مبالغہ نکیا

کپڑے کے باریک ہونے کی وجہ سے تو پاک ہوگا یا نہین ظاہر تر جواب یہ ہی کہ ہان پاک ہوگا ضرورت کے سبب سے م فتاوی قاضیخان مین عدم طہارت

کو پسند کیا ہی و قدر بتثلیث جفاف ای انقطاع تقاطر فی غیرہ ای غیر منعصر مما یتشرب النجاسۃ و الا فبقلعہا کما مر اور ٹھہرایا گیا ہی دھونے مین تین بار کا

خشک ہوجانا یعنے تقاطر کا بند ہونا اُسکے غیر مین یعنے جو چیز نچڑ نہین سکتی اُس قسم سے کہ نجاست کو سوکتی ہی اور اگر سوکتی نہین تو ازالہ نجاست سے پاک ہوجاتی ہی

یعنے اسمین خشک کرنا شرط نہین کذا فی الطحطاوی و ہذا کلہ اذا غسل فی اجانۃ اما لو غسل فی غدیر او صب علیہ ماء کثیر او جری علیہ الماء طہر مطلقاً

بلا شرط عصر و تجفیف و تکرار غمس ہو المختار اور یہ سب یعنی تین بار دھونا اور نچوڑنا نچڑنے والی چیز مین اور دھونا تین بار خشکی کے ساتھ اُسکے غیر مین اُسوقت

ہی جبکہ دھویا جاوے طاش اور طغاری مین لیکن اگر جھیل اور تالاب مین دھویا جاوے یا اُسپر پانی بہت سا ڈالا جاوے یا اُسپر پانی جاری ہو تو وہ پاک

ہوجاتا ہی مطلقاً بلا شرط نچوڑنے اور سکھانے اور چند بار غوطہ دینے کے یہی قول مختار اور پسندیدہ ہی م فرش ناپاک پر جب پانی جاری ہوا اسقدر کہ زوال نجاست

کا گمان آیا تو وہ پاک ہوگیا کیونکہ پانی کا جاری کرنا قائم مقام نچوڑنے کے ہی کذا فی الطحطاوی عن المحیط و یطہر لبن و عسل و دبس و دہن یغلی ثلثاً اور پاک

ہوتا ہی دودھ اور شہد اور شیرہ خرما اور تیل تین بار کے جوش دینے سے م ان چیزون کے پاک کرنے کا یہ طریقہ ہی کہ مثلاً شہد کا ہم حصہ پانی اسمین ڈالکر

جوش دے کہ پانی جلجاوے اسیطرح تین بار کرے کذا فی الطحطاوی عن البحر و القہستانی و لحم طبخ بخمر یغلی و تبرد ثلثاً اور جو گوشت کہ پکایا گیا شراب مین

وہ پاک ہوتا ہی تین بار جوش دینے اور سرد کرنے سے اور سرد کرنے سے مراد خشک کرنا ہی یہ قول ہی ابو یوسف کا اور امام کا قول مفتیٰ بہ عدم طہارت ہی دائما کذا فی الطحطاوی

ف برتن چار طرح کے
تین دھونے کا
۱۲

عن ابیہ وکذا دجاجۃ ملقاۃ حالۃ غلی الماء للنتف قبل شقہا فتح اور اسی طرح پاک ہوتی ہے تین بار دھونے اور خشک کرنے سے وہ مرغی جو پانی کے جوش میں ڈالی گئی
پر اکھاڑنے کے واسطے پیٹ پھاڑنے سے پہلے کذا فی الفتح م یہ مرغی امام کے قول پر کبھی پاک نہوگی ابو یوسف کے نزدیک پاک ہے چنانچہ فتح القدیر میں ہے تو بہتر یہ ہے
کہ پہلے گرم پانی میں ڈالنے سے اسکے پیٹ کی آلایش نکال ڈالے اور محل ذبح میں جو خون کہ جما ہو دھو ڈالے کذا فی الطحطاوی وفی التجنیس حنطۃ طبخت فی خمر
لا تطہر ابدا بہ یفتی اور تجنیس میں ہے کہ جو گیہوں کہ پکایا گیا شراب میں وہ کبھی پاک نہیں ہوتا اسی کا فتوی ہے م یہ امام کا قول ہے اور ابو یوسف کے نزدیک کئی بار
جوش دینے اور خشک کرنے سے پاک ہوتا ہے ولو انتفخت من بول نقعت وجففت ثلثا اور جو گیہوں پیشاب میں پھولا وہ پانی میں تین بار خشک کیا جاے
اور سکھایا جاوے ولو عجن خبز بخمر صب فیہ خل حتی یذہب اثرہا فیطہر اور جو گوندا گیا آٹا شراب میں اور روٹی پکی تو اسمیں سرکہ ڈالا جاے یہانتک کہ
شراب کا اثر جاتا رہے تو پاک ہوجاے م یہ روٹی دھونے سے پاک نہیں ہوتی بدون سرکہ کے اسطرح کہ ٹکڑے ٹکڑے کرکے اسمین ڈالی جاے **فروع**
چھری بجھائی گئی ناپاک پانی میں وہ تین بار پاک چیز میں بجھائی جاے گوشت کے شوربے میں نجاست گری جوش کی حالت میں وہ تین بار ابالا جاے
تو پاک ہوا اور اگر جوش کی حالت میں نہیں گری تو تین بار گوشت دھویا جاے کذا فی الطحطاوی **فصل** یہ فصل ہے استنجا کے احکام میں م ایک
نسخہ میں فصل ہے تنوین کے ساتھ اور دوسرے نسخہ میں فصل فی الاستنجا ہے **الاستنجا ازالۃ نجس عن سبیل** فلا یسن من ریح وحصاۃ ونوم وفصد استنجا
دور کرنا ہے نجاست کا نجاست کی راہ سے یعنی قبل اور دبر سے تو استنجا کرنا مسنون نہیں ریح اور پتھر اور نیند سے اور فصد کے خون سے م اسواسطے کہ ریح اور پتھری
اور نیند نجاست نہیں اور خون فصد کا قبل اور دبر سے نہیں جو اسکا ازالہ مسنون ہو وہو سنۃ موکدۃ مطلقا اور استنجا سنت موکدہ ہے ہر حال میں یعنی خواہ
نجاست حسب عادت ہو یا نہو تر یا خشک خواہ استنجا پانی سے ہو یا ڈھیلوں سے خواہ ہو وضو کرے یا جنب یا حائض وما قیل من افتراضہ لنحو حیض ومجاوزۃ مخرج
فتسامح اور وہ جو کسی نے استنجا فرض ہونا کہا ہے مانند حیض اور مخرج سے بڑھجانے میں سو قول تحقیقی نہیں م حیض کے مانند چنانچہ جنابت اور نفاس **وارکانہ اربعۃ**
شخص مستنج وشئی مستنجی بہ کماء وحجر ونجس **خارج من** احد السبیلین وکذا لو اصابہ من خارج وان قام من موضعہ علی المعتمد **ومخرج** دبر او قبل اور ارکان استنجا کے
چار ہیں ایک تو شخص استنجا کرنے والا دوسرے وہ چیز جس سے استنجا کیا جاتا ہے چنانچہ پانی اور پتھر تیسرے نجاست نکلنے والی بول یا براز کی راہ سے اور اسیطرح
مسنون ہے استنجا اگر احد السبیلین کو باہر سے نجاست لگجاے اگرچہ وہ شخص قضاے حاجت کے مکان سے اٹھ کھڑا ہو قول معتمد پر چوتھا رکن ہے نجاست نکلنے کا مقام
دبر یا قبل **نجو حجر** ماہو مین طاہرۃ قالعۃ لا قیمۃ لہا کمدر منق استنجا سنت ہے پتھر ایسی چیز سے اس قسم سے کہ وہ چیز پاک نجاست کی دور کرنے والی ہے جسکی کچھ قیمت نہیں
چنانچہ صاف کرنے والا ڈھیلا م ڈھیلے کے مانند خاک اور لکڑی اور کپڑا اور روئی اور پرانی کھال ہے اور دیوار اور زمین سے رگڑنا لیکن خانۂ غیر ملوک بدون کرایہ
استنجا جائز نہیں بہتر طریقہ استنجا کا یہ ہے کہ بدن کو نہایت ڈھیلا کرکے بیٹھے مگر جبکہ روزہ دار ہو اور استنجا پانی سے کرتا ہو اور مناسب ہے کہ بعد استنجا کے اٹھنے
سے کپڑے سے موضع استنجا کو پونچھ ڈالے اور کپڑوں کو آب مستعمل سے بچاوے اور قبل از استنجا اور بعد از استنجا دونوں ہاتھوں کو دھووے کذا فی الطحطاوی
لانہ ہو المقصود فیختار الابلغ والاسلم عن التلویث اسواسطے کہ یہی پاک صاف کرنا استنجا کرنے سے مقصود ہے تو استنجا کرنے کو وہ چیز اختیار کرے جو بہت پاک صاف کرنے
والی اور نہایت سلامت رکھنے والی ہو آلودہ کرنے سے ولا تقید باقبال وادبار شتاء وصیفا اور استنجا مقید نہیں اقبال اور ادبار کے ساتھ جاڑے اور گرمی میں
م اقبال یہ کہ پیچھے کی طرف سے آگے ڈھیلا لاوے اور ادبار یہ کہ آگے سے پیچھے لیجاوے یعنی استنجا سے مقصود ازالہ نجاست ہے یہ مسنون نہیں کہ مرد جاڑے دن میں پہلا
ڈھیلا پیچھے سے آگے لاوے اور دوسرا آگے سے پیچھے اور تیسرا اول کے مانند اور گرمی میں اسکے بالعکس کرے اور عورت ہر موسم میں اول اقبال کرے
یہ اقبال اور ادبار کا قول قاضیخان کا ہے اور زیلعی اور شمنی نے اسکو اختیار کیا ہے ولیس العدد ثلثا **بمسنون فیہ بل مستحب** اور تین ڈھیلوں کا شمار
استنجا میں مسنون نہیں بلکہ مستحب ہے م استنجا کرنے سے مقصود پاک صاف کرنا ہے خواہ ایک ڈھیلے سے ہو یا تین یا پانچ یا زیادہ سے اور تین ڈھیلوں کا ذکر

جو بعضے احادیث مین ہر بنا بر غالب عادت کے ہر یعنی غالبًا اسیقدر سے پاکی حاصل ہوتی ہر وتغسل بالماء الی ان یقع فی قلبہ انہ طہر مالم یکن موسوسا فیقدر بثلث کما مرّ اور پانی سے دھونا یہانتک کہ استنجا کرنیوالے کے دل مین یہ گمان حاصل ہو کہ موضع استنجا کا پاک صاف ہو گیا یہ حد اُسکے حق مین ہر جو شخص وسواسی نہین تو وسواسی کے حق مین تین بار کا دھونا ٹھہرایا جاے جیساکہ نجاست غیر مرئیہ مین گذرا بعدہ ای الحجر بلا کشف عورۃ عند احد پانی سے دھونا ڈھیلون کے بعد بدون شرمگاہ کھولنے کے کیسکے روبرو جس سے جماع مستنجی کو حرام ہر ہم عمدہ مرتبہ یہ ہر کہ ڈھیلون کے بعد پانی سے دھونا پھر اسکے بعد فقط پانی پر اکتفا کرنا پھر اسکے بعد فقط ڈھیلون پر کفایت کرنا کذا فی الطحطاوی اما معہ فیترکہ کما مر اور کشف عورت کے ساتھ تو دھونے کو ترک کرے چنانچہ غسل کی سنتون سے پہلے مذکور ہو چکا فلو کشف لہ صار فاسقًا تو اگر دھونے کے واسطے اُسنے بدن کھولا تو گنہگار ہو جاویگا م بحر الرائق مین ہر کہ ایسی صورت مین ڈھیلون پر کفایت کرے پانی سے استنجا نکرے نہین تو گنہگار ہوگا اور عوام نمازی اکثر ایسا کرتے ہین لا لو کشف لاغتسال وتغوط کما بحثہ ابن الشحنہ گنہگار نہوگا اگر غسل واجب یا ہگنے کے واسطے شرمگاہ کھولی چنانچہ ابن شحنہ شارح وہبانیہ نے اُسکو بحث کی راہ سے نہ روایت کی راہ سے بیان کیا ہر سنۃ مطلقًا به یفتی سراج ڈھیلون کے بعد پانی سے دھونا سنت ہر ہر زمانہ مین اسی کا فتوی ہر کذا فی السراج م یعنے ہمارے زمانے اور صحابہ کرام کے زمانے مین یکسان سنت ہر اور قول ضعیف یہ ہر کہ ہمارے زمانے مین سنت ہر صحابہ کرام کے وقت مین مستحب تھا ویجب ای یفرض غسلہ ان جاوز المخرج نجس مانع اور واجب یعنی فرض ہر محل استنجا کا دھونا اگر مخرج سے تجاوز کر گئی ہو وہ نجاست جو نماز کی مانع ہر یعنے اگر قدر درم سے زائد ہر مخرج عام ہر قبل ہو یا دبر ویعتبر القدر المانع لصلوۃ فیما وراء موضع الاستنجاء لان ما علی المخرج ساقط شرعًا وان کثر ولہذا لا تکرہ الصلوۃ معہ اور مانع نماز کی مقدار نجاست اور ماورا موضع استنجا مین معتبر ہر اسواسطے کہ جو نجاست کہ مخرج پہ ہر وہ شرعًا ساقط الاعتبار ہر اگرچہ وہان بکثرت ہو یعنے درم سے زیادہ ہو ولہذا اُس نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ نہین م قدر درم سے زیادہ نجاست کا ہونا مخرج پر اسواسطے ممکن ہر کہ ایک شخص کی مقعد بڑی ہو اور عدم کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہر نہین تو ترک استنجا مکروہ تنزیہی ہر کیونکہ استنجا سنت ہر کذا فی الطحطاوی وکرہ تحریمًا بعظم وطعام وروث یابس کعذرۃ یابسۃ وحجر استنجی بہ الا بحرف آخر اور مکروہ تحریمی ہر استنجا کرنا ہڈی اور کھانے کی چیز اور خشک لید سے جیسے مکروہ ہر آدمی کے خشک گوہ سے اور اُس ڈھیلے سے جس سے ایکبار استنجا کیا گیا مگر اُسکی دوسری نوک سے کہ آلودہ نجاست سے نہین استنجا کرنا مکروہ نہین وآجر وخزف وزجاج وشیٔ محترم کخرقۃ دیباج ویمین ولا عذر بیسراہ اور مکروہ تحریمی ہر پکی اینٹ اور ٹھیکری اور کانچ اور حرمت والی چیز جیسے ریشمی کپڑے سے اور داہنے ہاتھ سے اس حالت مین کہ اُسکے بائین ہاتھ مین کچھ عذر نہین م اینٹ وغیرہ سے استنجا کرنے مین جراحت موضع کا ضرر ہر اور محترم چیز سے اسکی تضییع بمحل ہر اور داہنے ہاتھ سے استنجا اور مس ذکر حدیث مین منع ہر تو چاہیے کہ پیشاب کے بعد ذکر کو بائین ہاتھ سے پکڑے اور دیوار یا زمین سے رگڑے اور اگر نہو سکے تو داہنے ہاتھ مین ڈھیلا لے اور اسکو حرکت نہ دے بلکہ ذکر کو اُسپر رگڑے بائین ہاتھ سے کذا فی البحر فلو مشلولۃ ولم یجد ماء جاریًا ولا صابًا ترک الماء پھر اگر بایان ہاتھ لنجا ہو اور وہ شخص جاری پانی نپاوے اور نہ اُس شخص کو جو اُسپر پانی ڈالے تو پانی سے استنجا کرنا ترک کرے م اور اگر جاری پانی ہو یا پانی کا ڈالنے والا جس سے شرعًا پردہ نہین تو داہنے ہاتھ سے استنجا کر لے ولو شلتا سقط اصلًا کمریض ومریضۃ لم یجدا من یحل جماعہ اور اگر دونون ہاتھ لنجے ہون تو استنجا بالکل ساقط ہو گیا یعنی ڈھیلون سے بھی اور پانی سے بھی اُس بیمار مرد اور عورت کے مانند جنھون نے اُس شخص کو نپایا جسکا جماع کرنا حلال ہر کہ اُنسے بھی استنجا مطلقًا ساقط ہر یعنے اگر بیمار مرد کو زوجہ یا حلال لونڈی اور بیمار عورت کو زوج میسر ہو تو اُنسے استنجا کروالے وفحم وعلف حیوان وحق غیر وکل ما ینتفع بہ اور مکروہ تحریمی ہر استنجا کرنا کوئیلے سے اور جانور کے چارے سے اور غیر شخص کے حق سے چنانچہ غیر کی دیوار بدون کرایہ اور جو چیز قابل انتفاع ہو اُس سے چنانچہ کاغذ اور پتا اور نرکل اور بانس اور روئی اور کپڑا ان سب سے استنجا مکروہ ہر کذا فی الطحطاوی عن البحر فلو فعل اجزاہ مع الکراہۃ لحصول الانقاء پھر اگر ہڈی وغیرہ سے استنجا کیا تو کفایت کرتا ہر کراہت تحریمی کے ساتھ بسبب حاصل ہوجانے

صفائی کے م قہستانی مین نظم سے منقول ہی یون کرنا چاہیے کہ تین ڈھیلون سے استنجا کرے پھر اگر نہ پاوے تو پتھر سے کرے پھر اگر اسکو بھی نہ پاوے تو مٹھی بھر خاک
سے ان تین چیزون کے سوا استنجا کرے کہ بموجب حدیث کے مورث فقیری ہی اور کیفیت استنجا کرنے کی یون ہی کہ انگشت وسطی کو تھوڑا سا اونچا کرے اور اس کا
موضع دھووے پھر بنصر کو اونچا کرے اور دھووے پھر خنصر کو پھر سبابہ کو اونچا کرکے دھووے یہانتک کہ اطمینان حاصل ہو یہ صحیح قول ہی اور بعضون نے کہا یہانتک
دھووے کہ وہان سے چکنائی دور ہو کر کھردرا ہوجاوے اور عورت اول بنصر اور وسطی کو اونچا کرکے دھووے پھر مرد کیطرح دھووے اور موسم سرما مین زیادہ تر مبالغہ کرے اگر
ٹھنڈا پانی ہو اور اگر گرم پانی ہو تو موسم گرما کے مانند مبالغہ کی حاجت نہین لیکن آب سرد کا ثواب زیادہ تر ہی آب گرم سے کذا فی الطحطاوی وفیہ نظر لما مر انہ سنۃ لا غیر فینبغی
ان لا یکون مقیدا بالنہی عنہ اور مصنف کے اس قول مین کہ ہڈی وغیرہ سے استنجا کرنا کافی ہی خلل ہی اسواسطے کہ مذکور ہوچکا کہ استنجا سنت ہی تو پھر اور تو لائق یہ ہی کہ نہی
ادی قائم کرنے والا سنت کا ممنوع چیز سے م صاحب نہر الفائق نے اسکا یون جواب دیا کہ مسنون تو ازالہ ہی نجاست کا اور ڈھیلا وغیرہ مقصود بالذات مین
بلکہ اس جہت سے کہ وہ مزیل ہی غایۃ الامر یہ ہی کہ اس شی مخصوص سے ازالہ ممنوع ہی اس سے نفی ازالہ نہین ہوتی چنانچہ غصب کے مکان مین سنت پڑھنے سے سنت
ادا ہوگی لیکن ارتکاب منہی عنہ لازم آویگا **کما کرہ تحریما استقبال قبلۃ واستدبارہا لاجل بول او غائط** جیسے مکروہ تحریمی ہی قبلہ کا سامنا اور اسکو پیٹھ دینا پیشاب کرنے
یا ہگنے کے واسطے م قبلہ کسی جہت مین ہو اسکا استقبال اور ادبار ممنوع ہی اور یہ جو حدیث مین وارد ہی کہ مشرق مغرب کی طرف بول براز کے واسطے بیٹھا کرو تو انکے
حق مین ہی جنکا قبلہ مشرق اور مغرب کی طرف نہین چنانچہ اہل مدینہ کا قبلہ جنوب کی طرف ہی **فلو للاستنجاء لم یکرہ** پھر اگر استنجا کرنے کے وقت استقبال یا استدبار
قبلہ ہو تو مکروہ نہین یعنی مکروہ تحریمی نہین یعنی کراہت تنزیہی ثابت ہی کیونکہ ترک ادب ہی کذا فی الطحطاوی **ولو فی بنیان** لاطلاق النہی اور استقبال و استدبار
قبلہ مکروہ ہی اگرچہ عمارت کے اندر ہو جیسے میدان مین مکروہ ہی بسبب مطلق ہونے نہی کے یعنی حدیث شریف مین عمارت اور میدان کی قید نہین تو ہر مقام مین
کراہت ثابت ہی **فلو جلس مستقبلا لہا غافلا ثم ذکرہ انحرف ندبا** لحدیث الطبری من جلس یبول قبالۃ القبلۃ فذکرہا فانحرف عنہا اجلالا لہا لم یقم من مجلسہ حتی
یغفر لہ سو اگر قبلہ کے سامنے بیٹھا غفلت سے پھر اسکو یاد آیا تو پھر جاوے اسکی طرف سے استحباب کی راہ سے بدلیل حدیث طبرانی کہ جو بیٹھا پیشاب کرنے کو قبلہ کے سامنے
پھر اسکو یاد پڑا سو پھر گیا اسکی طرف سے قبلہ کی تعظیم اور تکریم کی وجہ سے تو کھڑا نہو گا اپنی نشست گاہ سے یہانتک کہ بخشا جاویگا **ان امکنہ والا فلا باس**
اگر ممکن ہو قبلہ کی طرف سے پھرنا اور اگر ممکن نہو تو کچھ ڈر نہین عدم انحراف سے **وکذا یکرہ** ہذہ تعم التحریمیۃ والتنزیہیۃ **للمرأۃ امساک صغیر لبول او غائط**
نحو القبلۃ اور اسی طرح عورت کو مکروہ ہی تھامنا صغیر کا پیشاب یا ہگنے کے واسطے قبلہ کی طرف شارح نے کہا کہ یہ کراہت کے اقسام شامل ہین کراہت تحریمی
اور تنزیہی دونون کو **وکذا مد رجلیہ الیہا** اور اسی طرح پانو پھیلانا قبلہ کی طرف مکروہ ہی م طحطاوی نے کہا کہ یہ کراہت تنزیہی ہی **واستقبال شمس وقمر**
لہما ای لاجل بول او غائط اور مکروہ ہی سامنا سورج اور چاند کا پیشاب یا ہگنے کے واسطے **وبول وغائط فی ماء ولو جاریا** فی الاصح وفی البحر انہا
فی الراکد تحریمیۃ وفی الجاری تنزیہیۃ اور مکروہ ہی بول اور براز پانی مین اگرچہ جاری پانی ہو صحیح تر قول مین اور بحر الرائق مین ہی کہ آب بستہ مین کراہت تحریمی
ہی اور آب روان مین کراہت تنزیہی ہی م طحطاوی نے کہا اگر عذر سے مکروہ نہین چنانچہ کشتی اور جہاز سے اترنا ممکن نہو **وعلی طرف نہر او بئر او حوض**
او عین او تحت شجرۃ مثمرۃ او فی زرع او فی ظل ینتفع بالجلوس فیہ اور مکروہ ہی بول یا براز نہر یا کنوئین یا حوض یا چشمہ کے کنارے پر یا پھلے درخت
کے نیچے یا کھیت مین یا اس سایہ مین جس سے لوگ فائدہ پاتے ہین اسمین بیٹھ کر م یہ سب کراہت تحریمی ہی کیونکہ اسکی نہی احادیث مین وارد ہی کذا فی الطحطاوی
انتفاع جلوس کی قید سے معلوم ہو کہ جو سایہ آبادی سے دور ہو اسکے نیچے بول اور براز مکروہ نہین **وبجنب مسجد ومصلی عید وفی مقابر وبین دواب**
وفی طریق الناس اور مکروہ ہی مسجد اور عیدگاہ کے آس پاس اور قبرستان مین اور چارپایون کے درمیان اور لوگون کی راہ مین م قبرستان مین وجہ
کراہت یہ ہی کہ میت کو تکلیف ہوتی ہی جس سے زندہ کو تکلیف ہوتی ہی اور ظاہر ایہ کراہت تحریمی ہی اسواسطے کہ فقہا نے تصریح کی ہی کہ جو قبرستان مین جدید راہ حادث

ہوئی ہو اسمین چلنا حرام ہے تو بول و براز بطریق اولی ممنوع ہوگا کذا فی الطحطاوی وفی مہب ریح وجحر فارۃ او حیۃ او نملۃ وثقب اور ہوا چلنے کے مکان
مین اور جو ہے یا سانپ یا چیونٹی کے بل مین اور ہر سوراخ مین زاد العینی وفی موضع یعبر علیہ احد او یقعد علیہ وبجنب طریق او قافلۃ او خیمۃ وفی اسفل الارض الی
اعلاہا عینی مین اتنا زیادہ کیا ہے اور مکروہ ہے اُس مکان مین جہان کوئی گذرتا ہو یا وہان بیٹھتا ہو اور راہ یا قافلہ یا خیمہ کے برابر اور پست زمین پر بیٹھکر بلند زمین
کی طرف پیشاب کرنا مکروہ ہے یعنے عود نجاست کی وجہ سے والتکلم علیہما اور مکروہ ہے بولنا بول و براز کرتے ہم اسواسطے کہ حق تعالی اُسپر ناخوش ہوتا ہے اور بول براز
کرتے خدا کا ذکر نکرے اور چھینک پر الحمد للہ نکہے اور چھینکنے والے کو دعا نکرے اور سلام کا جواب نہ دے اور نہ اذان کا جواب دے اور بلا ضرورت شرمگاہ اور
بول و براز کو نہ دیکھے اور نہ وہان تھوکے نہ ناک کو جھاڑے اور نہ کھنکھارے اور جیبا در است نہ دیکھے اور اپنے بدن سے عبث فعل نکرے اور آسمان کی طرف منہ
اٹھاوے اور وہان بہت نہ بیٹھے کہ بواسیر پیدا ہوتی ہے اور درد جگر حادث ہوتا ہے چنانچہ لقمان علیہ السلام سے مروی ہے اور مستحب ہے کہ ننگی کپڑون کو وہان لیجائے اگر
مقدور ہو نہین تو خوب حفاظت کرے نجاست کے لگجانے سے اور آب مستعمل سے اور سر برہنہ نجاوے اور وہان داخل ہوتے کہے اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ
وَالْخَبَائِثِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِیْثِ الْمُخْبِثِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور وہان وہ انگوٹھی لیجانا جسپر خدا کا نام یا قرآن لکھا ہوا اور وہان داخل ہوتے بایان
پانون اول بڑھاوے اور کھڑے ہو کر شرمگاہ کو نہ کھولے اور دونون پانون کو کشادہ کر کے بیٹھے اور بائین پانون پر جھکا رہے پھر جب فراغت پاوے تو کہے
الحمد للہ الذی دفع عنی الاذی وعافانی کذا فی الطحطاوی وان یبول قائما او مضطجعا او متجردا من ثوبہ بلا عذر اور مکروہ ہے پیشاب کرنا کھڑے ہو کر یا لیٹے یا
کپڑون سے برہنہ ہو کر بدون عذر کے بلا عذر کی قید سب سے متعلق ہے اسواسطے کہ عذر سے کھڑے وغیرہ پیشاب کرنا جائز ہے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کھڑے پیشاب کیا پیٹھ کے درد کی وجہ سے کذا فی البحر او یبول فی موضع یتوضا ہو او یغتسل فیہ لحدیث لا یبولن احدکم فی مستحمہ فان عامۃ الوسواس منہ
یا مکروہ ہے پیشاب کرنا اس مکان مین جہان وہ شخص وضو کرتا ہے یا اسمین غسل کرتا ہے اس حدیث کی دلیل سے کہ ہرگز پیشاب نکرے کوئی شخص تم لوگون مین سے
اپنے غسل خانہ مین اسواسطے کہ اکثر وسواس اسی سے پیدا ہوتا ہے فروع مسائل ملحقہ شارح کے یجب الاستبراء بمشی او تنحنح او نوم علی شقہ الایسر واجب یعنے
فرض ہے استبراء یعنے پیشاب کے بعد خوب پاکیزگی اور صفائی حاصل کرنا پیادہ پا چل کر اور کھنکھار کر اور بائین پہلو پر لیٹ کر ہم حدیث مین وارد ہے کہ خوب پاکیزگی
حاصل کرو پیشاب سے کہ اکثر عذاب قبر اسی سے یعنی عدم پاکیزگی سے ہوتا ہے ہم استبراء عبارت ہے ازالہ خارج سے تا اینکہ منقطع ہو جاوے کذا فی الطحطاوی ویختلف بطباع
الناس اور استبراء مختلف ہوتا ہے لوگون کے اختلاف طبائع کے سبب سے یعنی کسی کو جلد پاکیزگی حاصل ہوتی ہے کسی کو دیر سے کسی کو چلنے سے کسی کو کھنکھارنے وغیرہ سے
ومع طہارۃ المغسول تطہر الید اور مغسول کی طہارت کے ساتھ ہاتھ بھی پاک ہو جاتا ہے یعنی جب دھونے کا محل پاک ہوا ہاتھ بھی اُسکے ساتھ پاک ہو گیا اُسکے
علیحدہ دھونے کی حاجت نہین خواہ محل دھونے کا استنجا ہو یا سواے اُسکے ویشترط ازالۃ الرائحۃ عنہا وعن المخرج الا اذا عجز والناس عنہا غافلون اور طہارت
مین شرط ہے دور کرنا بدبو کا ہاتھ سے اور مخرج نجاست سے مگر جبکہ عاجز ہو آدمی بو کے دفع کرنے سے یعنی ہر چند دھوتا ہے بدبو دفع نہین ہوتی تو اب معاف ہے اور لوگ
اس شرط سے غافل اور بےخبر ہین ہم ہاتھ سے بدبو کا دفع ہونا سونگھنے سے معلوم ہوتا ہے اور مخرج سے معلوم ہونا ظن غالب کے حاصل ہونے سے کذا فی الطحطاوی
استنجی المتوضی ان علی وجہ السنۃ بان ارخی انتقض والا لا باوضو شخص نے استنجا کیا اگر استنجا مسنون وجہ سے کیا اسطرح کہ مخرج کو ڈھیلا کر کے استنجا کیا تو وضو
ٹوٹ گیا اور اگر بطریق سنت کے استنجا نہ کیا تو وضو نہ ٹوٹا نام ادمشی علی نجاسۃ ان ظہر عینہا تنجس والا لا سویا چلا نجاست پر اگر نجاست کی ذات ظاہر ہوئی
بدن یا کپڑے یا پانون یا موزہ یا جوتی پر تو ناپاک ہوا ورنہ ناپاک نہوا ہم نور الایضاح مین لفظ عین کے عوض مین اثر کا لفظ وارد ہے اور یہی بہتر ہے
کہ بو وغیرہ کو بھی شامل ہے کذا فی الطحطاوی ولو وقعت فی نہر فاصاب ثوبہ ان ظہر اثرہا تنجس والا لا اور اگر نجاست گری نہر مین پھر آدمی کے کپڑے
پر وہ پانی پڑا اگر نجاست کا اثر یعنے رنگ یا بو ظاہر ہوا تو کپڑا ناپاک ہوا اور اگر ایسا نہین تو ناپاک نہین لف طاہر فی نجس مبتل بماء ان بحیث لو عصر قطر

ع
یعنی مین پناہ مانگتا ہون تجھسے ناپاکی سے اور تمام پلیدی سے اور ناپاک کرنے والے شیطان مردود سے ۱۲
ے حمد ہے اُس اللہ کو جس نے مجھ سے تکلیف دور کی اور مجھکو سلامتی عنایت کی ۱۲

نجس والا پاک کپڑا لپیٹا گیا اُس ناپاک کپڑے مین جو تر ہو گیا ہی پانی سے اگر پاک کپڑا اسقدر تر ہی کہ جو اُسکو نچوڑیے تو ٹپکے تو وہ ناپاک ہو گیا اور اگر ایسا نہین تو
ناپاک نہین اگرچہ نم ہو گیا ہو و لو لف فی مبتل ببول ان ظہر نداوتہ او اثرہ تنجس والا لا اور اگر پاک کپڑا لپیٹا گیا اُس ناپاک کپڑے مین جو تر ہو گیا ہی
پیشاب کے مانند نجس العین سے تو اگر اُسکی تراوت یا اثر اُسکا ظاہر ہوا تو پاک کپڑا ناپاک ہو گیا اور اگر تراوت یا اثر ظاہر نہین تو ناپاک نہین فارۃ وجدت
فے خمر فرمیت فخلل ان منتفخۃ فنجس والا لا چوہا نکلا شراب مین سو پھینکا گیا پھر وہ شراب سرکہ بنگئی اگرچہ پھٹا پھولا تھا تو سرکہ ناپاک ہی اور اگر ایسا نہین تو ناپاک
نہین م تفسخ سے اجزا چوہے کے شراب مین ملگئے تو شراب کے منقلب ہو جانے سے چوہے کے اجزا نجسہ منقلب بطہارت نہین ہو سکتے وقع خمر فی خل
ان قطرۃ لم یحل الا بعد ساعۃ وان کوزا حل فی الحال شراب گری سرکہ مین اگر ایک قطرہ گرا تو سرکہ کھانا حلال نہین مگر ایک ساعت کے بعد اور اگر شراب
کوزہ بھر ہو تو وہ سرکہ فی الحال حلال ہی م وجہ اسکی یہ ہی کہ ایک قطرہ مین نہ مزہ ہی نہ بو جس سے انقلاب مین پر استدلال کیجیے تو کچھ توقف کرنا چاہیے اور
اگر کوزہ بھر شراب سرکہ مین گری اور اُسکا مزہ اور بو باقی نرہا تو صاف معلوم ہو گیا کہ وہ منقلب بسرکا ہو گئی کذا فی الحلبی فارۃ وجدت فی قمقمۃ ولم یدر
ماتت فیہا ام فی جرۃ ام فی بئر یحمل علی قمقمۃ مردہ چوہا پایا گیا لوٹے مین اور معلوم نہین کہ وہ لوٹے مین مرا یا گھڑے مین یا کنوئین مین تو اُسکا مرنا لوٹے مین
محمول ہو گا یعنی اسواسطے کہ حادث کی اضافت اُسکی اقرب اوقات کی طرف ہوتی ہی کذا فی الحلبی تمت قرب من سمن وعسل و دبس اخذ من کل حصۃ ثم
خلط فوجد فیہ فارۃ تضعہا فی الشمس فان خرج منہا الدہن فسمن والا فان بقی بحال الجمد فالعسل او متلطخا فالدبس تین مشکین مین گھی اور شہد اور شیرۂ خرما
تھی ہر ایک سے حصہ لیا گیا اور باہم مخلوط کیا گیا سو اُسمین مردہ چوہا نکلا تو اے مخاطب تو اُس چوہے کو آفتاب مین رکھ پھر اگر اُس چوہے سے چکنائی نکلے تو
گھی ناپاک ہی اور اگر چکنائی نہین نکلی تو اگر بحال آب بستہ جما ہوا باقی رہا تو شہد ناپاک ہی یا لتھڑا چپ چپا تا رہا تو شیرۂ خرما ناپاک ہی یعنے اسلیے کہ دھوپ سے
گھی گھل جاتا ہی اور شہد سمٹتا ہی اور شیرۂ خرما نرم ہو جاتا ہی یعمل بخبر الحرمۃ فی الذبیحۃ وبخبر الحل فی ماء وطعام عمل کیا جاوے حرمت کی خبر پر ذبیحہ مین
اور حلت کی خبر پر پانی اور کھانے مین م یعنے ذبیحہ اور پانی اور طعام کی حرمت اور حلت مین دو خبرین متعارض مسموع ہوئین یعنے ایک متقی کہتا ہی
کہ یہ حلال ہی دوسرا کہتا ہی کہ حرام ہی تو ذبیحہ مین اُسکو حرام سمجھنا چاہیے اسواسطے کہ ذبیحہ مین اصل حرمت ہی کیونکہ ذبح حیوان کی تعذیب ہی اور پانی اور
طعام مین اصل حلت ہی تو دونون خبرون کو ساقط الاعتبار کر کے اصل پر عمل کرنا چاہیے تحری فی ثیاب اقلہا طاہر تحری کرے یعنے سوچے اور اٹکل دوڑاوے
پاک کے دریافت کرنے مین اُن کپڑون مین جو آدھے سے کم پاک ہین اور اکثر ناپاک ہین م جب سوچنے سے ایک کپڑا پاک ٹھہرا تو اُسی مین نماز
پڑھا کرے نفقض تحری جائز نہین مگر قبلہ مین ہان اگر اُسمین نجاست ظاہر ہو تو دوسرا کپڑا سوچ کر اختیار کرے کذا فی الطحطاوی وفی اوان اکثرہا
طاہر لا اقلہا بل یحکم بالاغلب الا لضرورۃ شرب اور سوچ کرے پانی کے اُن برتنون مین جنمین اکثر یعنے آدھے سے زیادہ پاک ہین نہ اُن برتنون مین جو
آدھے سے کم پاک ہین بلکہ غالب پر حکم کرنا چاہیے یعنی سب کو ناپاک جانیے مگر پینے کی ضرورت سے اقل مین بھی سوچ پر عمل کرے یحرم اکل لحم انتن
لا نحو سمن ولبن حرام ہی کھانا اُس گوشت کا جو سڑ گیا نہ گھی اور دودھ ایسی سڑی چیز کا م طحطاوی نے کہا اسواسطے کہ سڑا گھی ضرر نہین کرتا یعنی برخلاف
سڑے گوشت کے تغیر نے بعر اور روث صلب یوکل بعد غسلہ وفی ضخے لا جو نکلے سوکھی مینگنی یا لید مین تو دھونے کے بعد کھائے جاوین اور اگر گوبر مین
نکلے تو کھائے جاوین مرارۃ کل حیوان کبولہ وجرتہ کزبلہ پتا ہر جانور کا اُسکے پیشاب کے مانند ہی اور جگالی ہر جانور کی اُسکے سرگین کے مانند ہی یعنی جو بول
ماکول اللحم کی طہارت کا قائل ہی وہ اُسکے پتے کو بھی طاہر کہتا ہی حکم العصیر حکم الماء ابھل اور گھاس کے رس کا حکم پانی کے مانند ہی یعنے جیسے نجاست حقیقی
پانی سے دور ہوتی ہی ویسے ہی رس سے اور جیسا آب کثیر وقوع نجاست سے ناپاک نہین ہوتا ویسا ہی وہ بھی اگر دہ در دہ ہو تو ناپاک نہو گا رطوبۃ الفرج
طاہرۃ خلافا لہما عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہی امام کے نزدیک ناپاک ہی صاحبین کے نزدیک العبرۃ للطاہر من تراب او ماء اختلطا بہ یفتی اعتبار پاک کا ہی مٹی یا پانی سے

کہ باہم مخلوط ہوگئی اسی کا فتویٰ ہی یعنی پانی اور مٹی سے جو گارا بنا اگر اُنمین سے ایک بھی پاک ہی تو گارا پاک ہی م یہ قول ضعیف ہی بحر الرائق مین ہی کہ جب گارا بنا ناپاک پانی سے یا ناپاک مٹی سے تو صحیح قول یہ ہی کہ گارا ناپاک ہی دونون مین کوئی ناپاک ہو یہی قول مختار ہی قاضیخان اور فقیہ ابو اللیث کا اور خلاصہ مین جو طہارت کی توجیہ کی ہی کہ ترکیب سے وہ دوسری چیز بنگئی وہ ظاہر الفہم نہین اسواسطے کہ اس سے لازم آتا ہی کہ جن کھانون کا پانی یا گھی نجس ہو وہ پاک ہون کیونکہ ترکیب سے اور شی ہوگئی وعلی ہذا سب مرکبات جبکہ اُنکے بعض مفردات ناپاک ہون حالانکہ یہ ظاہر الفساد ہی کذا فی الحلبی مشی فی حمام ونحوہ لا ینجس ما لم یعلم انہ غسالۃ نجس پیادہ پا چلا حمام اور اُسکے مانند اور مکان مین چنانچہ غسل خانہ مین تو ناپاک نہو گا جبتک یہ معلوم نہو جاے کہ جو پانی پانون مین لگا وہ نجاست کا دھودن ہی م مراد یہ ہی کہ برہنہ پانون چلا تو بدون پانون دھوے نماز جائز ہی اور احتیاط یہ ہی کہ نماز کا اعادہ کرے کذا فی البحر لا ینبغی اخذ الماء من الانبوبۃ لانہ یصیر الماء راکدا پانی لینا اُس نالی سے جسکا پانی حوض مین گرتا ہی نچاہیے اسواسطے کہ حوض کا پانی بستہ غیر جاری ہو جائیگا م شاید کہ ہاتھ مین نجاست ہو تو پانی لینے سے حوض مین نجاست واقع ہو گی یا مستعمل اُسمین گریگا تو ناپاک ہو گا آب مستعمل کی نجاست کے قول پر طحطاوی نے کہا یہ قول ظاہر اعلے سبیل الاولویۃ کے ہی یا آب مستعمل کی نجاست پر مبنی ہی التبکیر الی الحمام لیس من المروۃ لان فیہ اظہار مقلوب الکنایۃ علے الصباح حمام مین غسل کے واسطے جانا مروت کے افعال سے نہین ہی یعنے بے شرمی ہی اسواسطے کہ اسمین مقلوب کنایہ کا اظہار ہی م مقلوب کنایہ نیک ہی بمعنی جماع یعنے لوگون کے سامنے حمام مین جانا صبح کے وقت ظاہر کرنا ہی رات کے جماع کا اور یہ بے شرمی ہی طحطاوی نے کہا بہتر یون تھا کہ شارح بجاے مقلوب کنایہ مقلوب کان کہتا اور وہ مقلوب ناک ہی بمعنی جماع ثیاب الفسقۃ واہل الذمۃ طاہرۃ فاسقون اور ذمیون کے کپڑے پاک ہین م یعنے اُنکے مستعمل کپڑون مین نماز درست ہی تاوقتیکہ نجاست کا یقین نہو اور تجنیس مین ہی کہ ذمیون کے پاجامون مین نماز مکروہ ہی حلبی نے کہا شاید اسوجہ سے کہ وہ استبرا اور استنجا نہین کرتے دیباج اہل فارس نجس لجعلہم فیہ البول لبریقہ اہل فارس کا دیبا یعنی ریشمی کپڑا ناپاک ہی اُسمین پیشاب ڈالنے کی وجہ سے چمک کیواسطے م فارسیون کا پیشاب ڈالنا بالیقین معلوم ہی لہذا اُسکو ناپاک کہا اسی طرح جب انگریزی کپڑے مین نجاست کا پڑنا بالیقین معلوم ہوا اُسکو ترک کرنا چاہیے اور فقط احتمال سے ترک کرنا ضرور نہین اسواسطے کہ کپڑون مین اصل طہارت ہی رای فی ثوب غیرہ نجسا مانعا ان غلب علی ظنہ انہ لو اخبرہ ازالہا وجب والا لا فالامر بالمعروف علی ہذا ایک شخص نے دوسرے کے کپڑے مین نجاست دیکھی کہ وہ نماز کی مانع ہی یعنی درم سے زیادہ ہی اگر اسکو اسکا ظن غالب حاصل ہو کہ اگر اسکو خبر کریگا تو وہ نجاست کو دور کریگا تو خبر دینا واجب ہی یعنی فرض ہی اور اگر اسکا ظن غالب نہو تو بتانا فرض نہین تو امر بالمعروف کا فرض ہونا بھی اسی تفصیل پر ہی م یعنی اگر ظن غالب ہو اسکا کہ وہ شخص عمل کریگا تو امر بالمعروف فرض ہی ورنہ فرض نہین اور یہ بھی امر بالمعروف مین شرط ہی کہ اپنی ذات پر ضرر کا خوف نہ ہو ورنہ وہ شخص مختار ہی چاہے کرے چاہے نکرے اور نہی عن المنکر مین یہ بھی ہی کہ خود مرتکب نہوتا ہو اُس فعل کا جو منہی عنہ سے اعظم ہی اور وجوب فاسق پر بھی ثابت ہی اگرچہ اُسکا امر اور نہی فائدہ بخش نہین کذا فی الطحطاوی حمل السجادۃ فی زماننا اولی احتیاطا لما ورد اول ما یسال عنہ فی القبر الطہارۃ وفی الموقف الصلوٰۃ جانماز کا لیے رہنا ہمارے زمانہ مین بہتر ہی احتیاط کی راہ سے اسواسطے کہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ قبر مین پہلے طہارت کا سوال ہوگا اور قیامت مین نماز کی اول پرسش ہو گی م شارح رحمۃ اللہ علیہ کے حسن بیان کو غور کرنا چاہیے کہ اختتام کتاب الطہارۃ اور آغاز کتاب الصلوٰۃ مین اس حدیث کو لایا غفر اللہ لہ ولنا بجاہ صاحب ہذا الحدیث صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب الصلوٰۃ

یہ کتاب ہی نماز کے احکام اور مسائل کے بیان مین شروع فی المقصود بعد بیان الوسیلۃ یہ شروع ہی اصل مقصد مین کہ نماز ہی بعد بیان کرنے وسیلہ کے طہارت ہی م ولم تخل عنہا شریعۃ مرسل نماز سے خالی نہین رہی کسی رسول کی شریعت یعنی یہ عبادت دائمی قدیمی ہی کبھی منسوخ نہین ہوئی ولما صارت قربۃ بواسطۃ الکعبۃ کانت دون الایمان لانہ بل من فروعہ اور جبکہ شریعت محمدی مین نماز عبادت ٹھہری بواسطہ کعبہ معظمہ کے تو کمتر ہوئی ایمان سے ایمان کے

آغاز کتاب الصلوٰۃ

اجزاء سے بلکہ وہ ایمان کے فروع سے ہے م یعنی چونکہ ایمان بلاواسطہ عبادت ہے اور نماز بواسطہ استقبال قبلہ عبادت ہے بلاواسطہ عبادت نہین لہذا نماز ایمان
مین داخل نہین بلکہ اسکی شاخ ہے باعتبار فعل کے اور باعتبار اسکے حکم کے یعنی اسکے فرض ہونے کی راہ سے تو وہ ایمان مین داخل ہے اسواسطے کہ ایمان عبارت
ہے جمیع ارشادات قطعیہ نبویہ کی تصدیق سے کذافی الطحطاوی وہی لغۃ الدعاء فنقلت شرعا الی الافعال المعلومۃ وہو الظاہر لوجودہا بدون الدعاء فی الامی الاخرس او
نماز لغت عرب مین یعنی دعا ہے پھر شرع مین منقول ہوئے افعال معلومہ یعنی رکوع اور سجود وغیرہ کی طرف اور یہی منقول ہونا ظاہر الفہم ہے بسبب موجود ہونے نماز کے
بدون دعا کے جاہل اور گونگے کی نماز مین م شارح نے اشارہ کیا کہ صلوٰۃ منقول شرعی ہے اور منقول شرعی وہ ہے جسمین معنی وضعی باقی نہو اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ صلوٰۃ دعا مین حقیقت ہے افعال
مخصوصہ کو صلوٰۃ اسواسطے کہا کہ انمین دعا بھی داخل ہے کذافی الطحطاوی ہی فرض عین علی کل مکلف بالاجماع نماز یعنے پنجگانہ نماز فرض عین ہے ہر مسلمان عاقل بالغ پر
باجماع اہل اسلام م اجتماع نماز پنجگانہ اسی امت کو مخصوص ہے کسی امت کو یہ اجتماع حاصل نہوا اور عشا کی نماز بھی اسی امت کو خاص ہے کسی نے نہین پڑھی اور اذان
اور اقامت اور شروع نماز مین اللہ اکبر کہنا اور آمین اور رکوع کرنا بھی امت محمدی کو مخصوص ہے چنانچہ ایک جماعت مفسرین نے اسکو ذکر کیا ہے اور نماز مین
اللہم ربنا ولک الحمد کہنا اور نماز مین گفتگو کا حرام ہونا بھی اسی امت کو خاص ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی نے انموذج مین بیان کیا ہے اور بعضون نے کہا کہ عشا کی نماز اول
حضرت موسی علیہ السلام نے پڑھی جبکہ مدین سے نکلے اور راہ بھول گئے تھے کذافی الطحطاوی عینی شرح ہدایہ مین ہے کہ فجر کی نماز حضرت آدم علیہ السلام نے پڑھی
جبکہ بہشت سے نکلے اور اندھیرا ہو کر صبح ہوئی اور ظہر کی نماز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پڑھی جبکہ انکو ذبح فرزند کا حکم ہوا زوال آفتاب کے بعد اور عصر کی
نماز حضرت یونس علیہ السلام نے پڑھی جبکہ انکو مچھلی کے پیٹ سے نجات حاصل ہوئی اور مغرب کی نماز حضرت عیسی علیہ السلام نے اور عشا کی نماز حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے پڑھی ان حضرات نے شکرانہ نماز نفل پڑھی اور ہمپر فرض ہے انتہی مختصرا اور فرضیت اجماعی نماز کی سند یہ آیت ہے قرآن مجید کی کہ (اقیموا الصلوٰۃ)
یعنی اے مسلمانون قائم کرو نماز کو وغیر ذلک من الآیات والاحادیث المشہورۃ فرضت فی الاسراء لیلۃ السبت سابع عشر رمضان قبل الہجرۃ بسنۃ ونصف و
کانت قبلہ صلوتین قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا شمنی نماز فرض ہوئی معراج مین شب شنبہ رمضان شریف کی سترھوین تاریخ ڈیڑھ برس ہجرت سے پہلے اور
معراج سے پہلے دو نمازین تھین ایک تو آفتاب کے نکلنے سے پہلے اور دوسری اسکے ڈوبنے سے پہلے کذافی الشمنی م یہ جو شارح نے معراج کا ہونا رمضان شریف مین
ذکر کیا سو ایک قول ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ معراج رجب مین ہوئی تھی اور یہی لوگون مین مشہور ہے اور امام نووی نے سیر روضہ مین اسی کو ذکر کیا ہے ویجب
ضرب ابن عشر علیہا بید لابخشبۃ لحدیث مروا اولادکم بالصلوٰۃ وہم ابناء سبع واضربوہم وہم ابناء عشر نماز فرض ہے عاقل بالغ مسلمان پر اگرچہ واجب ہے دس برس
والے لڑکے کو ترک نماز پر مارنا ہاتھ سے نہ لکڑی سے اس حدیث کی دلیل سے کہ اپنی اولاد کو نماز کا حکم کرو جس حال مین کہ وہ سات برس کے ہون اور انکو مارو جبکہ وہ
دس برس کے ہون م ہرچند حدیث مین مطلق ضرب مذکور ہے لیکن چونکہ لکڑی کی مار مکلف کی جنایت مین وارد ہے اور صغیر محل جنایت نہین لہذا اسکی ضرب ہاتھ پر محمول
ہوئی نہ لکڑی پر اور صغیر کی ضرب باوجود عدم فرضیت نماز کے اسواسطے مشروع ہوئی تاکہ اسکو نماز کی اسی عمر سے عادت پڑ جائے طحطاوی نے کہا کہ صغیر کو تین بار
ضرب متوسط سلیم مارنا چاہیے قلت والصوم کالصلوٰۃ علی الصحیح کما فی صوم القہستانی معزیا للزاہدی وفی حظر الاختیار انہ یومر بالصوم والصلوٰۃ وینہی عن
شرب الخمر لیالف الخیر ویترک الشر مین کہتا ہون اور روزہ نماز کے مانند ہے حکم کرنے اور مارنے مین بنابر صحیح قول کے چنانچہ قہستانی کی کتاب الصوم مین
زاہدی سے منقول ہے اور اختیار شرح مختار کی کتاب الحظر مین ہے کہ صغیر کو امر کرنا چاہیے روزہ اور نماز کا اور روکنا چاہیے شراب پینے سے تاکہ اسکو
نیکی کی عادت پڑے اور بدی کو چھوڑے م مراد یہ ہے کہ صغیر کو تمام مامورات کا امر کرنا اور جمیع منہیات سے روکنا چاہیے تو صوم اور صلوٰۃ اور شراب کی
کچھ خصوصیت نہین ویکفر جاحدہا لثبوتہا بدلیل قطعی اور نماز کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے بسبب ثابت ہونے نماز کے دلیل قطعی سے یعنے قرآن و احادیث
اور اجماع کی یقینی دلیل سے نماز ثابت ہے جسمین کچھ احتمال نہین فتح الغفار مین ہے کہ منکر نماز کا حکم مرتد کا حکم ہے و تارکہا عمدا مجانۃ ای تکاسلا

فاسق یحبس حتے یصلی لانہ یحبس لحق العبد فحق الحق احق وقیل یضرب حتے یسیل منہ الدم وعند الشافعی یقتل بصلوٰۃ واحدۃ حدا وقیل کفرا اور نماز کا
قصداً چھوڑنے والا سستی اور کاہلی کی راہ سے گنہگار ہی قید کیا جاے یہان تک کہ نماز پڑھے اسواسطے کہ مکلف محبوس ہوتا ہی حق العبد کے سبب سے
تو خدا کے حق مین حبس کرنا زیادہ یعنے سزاوار ہی اور بعض امام محبوبی نے کہا کہ تارک الصلوٰۃ مارا جاے یہانتک کہ اسکا خون جاری ہو اور امام شافعی رح
کے نزدیک تارک الصلوٰۃ قتل کیا جاتا ہی ایک نماز کے چھوڑنے سے یہ قتل ہی حد کی راہ سے اور دوسرا قول یہ ہی کہ قتل ہی کفر کی راہ سے م اسی طرح رمضان کا
تارک الصوم واجب الحبس ہی اور شافعی کے مانند مالک اور احمد کے نزدیک بھی متوتارک الصلوٰۃ متکاسل لازم القتل ہی مگر کسی کے نزدیک وہ کافر نہین
سواے امام احمد کے کذا فی الطحطاوی ویحکم باسلام فاعلہا بشروط اربعۃ ان یصلی فی الوقت مع جماعۃ مؤتما متما اور حکم کیا جاتا ہی نماز پڑھنے والے کے
مسلمان ہونے کا چار شرطون کے ساتھ یہ کہ نماز پڑھے عین وقت مین جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے نماز کو پورا کرکے م اسطرح نماز پڑھنا امت محمدی
مین مخصوص ہی لہذا اسکے فاعل پر اسلام کا حکم ہوا وقت کی قید اسواسطے لگائی کہ وہ دلیل ہی فرضیت نماز کی اعتقاد کے برخلاف قضا کہ اسمین نفل کا
احتمال ہی یا اعتقاد و فرضیت وقت قضا کا اور چونکہ جماعت مقتدی اور امام دونون کو شامل تھی لہذا شارح نے اقتدا کی قید زیادہ کی اسواسطے کہ اقتدا
اتباع سبیل مومنین پر دلالت کرتا ہی برخلاف امام ہونے کے کہ اسمین نیت انفراد کا بھی احتمال ہی تو جماعت ثابت نہوگی اور اتمام صلوٰۃ سے مراد یہ ہی
کہ اسکو فاسد نکرے کذا فی الطحطاوی وکذا لو اذن فی الوقت او سجد للتلاوۃ وزکی السائمۃ صار مسلما اور اسی طرح اگر اسنے وقت نماز مین اذان دی یا تلاوت
قرآن کا سجدہ کیا یا چرندے جانورون کی زکوٰۃ ادا کی تو وہ مسلمان ٹھہریگا م اسواسطے کہ یہ امور خصوصیات اہل اسلام سے ہین لا لو صلی فی غیر الوقت
او منفردا او اماما او افسدہا او فعل بقیۃ العبادات لانہا لا تخص شریعتنا مسلمان نہ ٹھہریگا اگر ایک شخص نے غیر وقت مین نماز پڑھی یا تنہا یا امام ہوکر
نماز پڑھی یا نماز کو فاسد کر ڈالا یا ان مذکورات کے سوا باقی عبادات اسنے کیے اسواسطے کہ امور مذکورہ ہماری شریعت محمدی کے ساتھ مخصوص نہین م
باقی عبادات چنانچہ زکوٰۃ اموال غیر سوائم اور روزہ اور حج غیر کامل اور صدقات امت محمدی مین مخصوص نہین لیکن ہیئت کاملہ پر حج کرنا اور قرآن کا پڑھنا
بھی اس امت کی خصوصیات سے ہی تو انکو بھی مستثنیٰ کرنا چاہیے کذا فی المنح ونظمہا صاحب النہر فقال ؎ وکافر فی الوقت صلی باقتدار ؞ متمما صلوٰتہ
لا مفسدا ؞ او اذن ایضا معلنا او زکی ؞ سوائما کان سجدۃ تزکی ؞ فمسلم لا بالصلوٰۃ منفرد ؞ ولا الزکوٰۃ والصیام الحج زد ؞ اور خصوصیات مذکورہ
اسلام کو صاحب نہر الفائق نے نظم مین یون کہا ہی اور کافر نے عین وقت مین نماز پڑھی امام کے پیچھے اپنی نماز کو پورا کرکے نہ فاسد کرکے یا اذان
بھی دی آشکارا یا چرندے جانورون کی زکوٰۃ ادا کی مانند سجدۂ تلاوت کرنے کے پاک ہوکر تو وہ کافر ان افعال سے مسلمان ٹھہریگا نہ تنہا نماز پڑھنے
سے اور نہ اور اموال کی زکوٰۃ دینے سے اور نہ روزہ رکھنے سے اور نہ حج غیر کامل کرنے سے وہی عبادۃ بدنیۃ محضۃ فلا نیابۃ فیہا اصلا اے بالنفس
کما صحت فی الحج ولا بالمال کما صحت فی الصوم بالفدیۃ للفانی لانہا انما تجوز باذن الشارع ولم یوجد اور وہ یعنے نماز صرف بدن کی عبادت ہی تو اسمین نیابت
نہین کسی طرح یعنی نہ جان کی نیابت جیسے حج مین صحیح ہی نہ مال کی نیابت جیسے کہ روزے مین درست ہی فدیہ دے کر شیخ فانی کو اسواسطے کہ نیابت یا فدیہ
توفقط شارع کے اذن سے جائز ہوتا ہی سو وہ اذن نماز مین پایا نہین گیا م نماز محض عبادت بدنی ہی یعنے مرکب نہین مال اور بدن سے جیسے کہ حج مرکب
ہی اور حج نفل مین دوسرے شخص کو نائب کرنا ہر طرح درست ہی اور حج فرض مین بشرط عجز دائمی صحیح ہی اور صوم کے فدیہ مین بھی عجز دائمی تا موت
شرط ہی منح الغفار مین ہی کہ نماز مین نیابت اسواسطے بھی درست نہین کہ تکالیف شرعیہ سے مقصود ابتلا اور مشقت ہی سو وہ عبادات بدنیہ مین جان
اور اعضا کی محنت کشی مین افعال مخصوصہ کے کرنے سے حاصل ہی اور نائب کے کرنے سے منیب کے نفس پر مشقت متحقق نہین ہوتی تو نیابت مطلقاً جائز
نہین نہ عجز مین نہ قدرت مین انتہی سببہا ترادف النعم ثم الخطاب ثم الوقت نماز کا سبب پے در پے ہونا ہی احسانات ربانی کا پھر حکم قرآنی پھر وقت نماز کا آنا م سبب عبارت ہی

مفضی الی الحکم سے بدون تاثیر کے کذا فی البحر تو نماز کا سبب حقیقی اوقات پنجگانہ مین تواتر نعمات ہی پھر حکم قرآن مجید کا چنانچہ (اقیموا الصلوٰۃ وان الصلوٰۃ کانت علے المؤمنین کتابا موقوتا) پھر سبب ظاہری وقت ہی اسواسطے کہ وجوب متجدد ہوتا ہی اوقات کے تجدد سے یہی علامت ہی سبب ہونے کی کذا فی الطحطاوی ای الجزء الاول منہ ان اتصل بہ الاداء والا فما ای جزء من الوقت یتصل بہ الاداء والا فما یتصل الاداء الجزء فالسبب ہو الجزء الاخیر وقت سبب کے یعنے اسکا پہلا جز سبب ہی اگر اُسکے ساتھ اداے نماز متصل ہوا اور اگر جز اول مین نماز نہ پڑھے تو وقت کے جس جز سے اداے نماز کا اتصال ہوگا وہی جز سبب ٹھہریگا اور اگر وقت کے کسی جز سے ادا متصل نہوئی تو وقت کا پچھلا جز سبب ہوگا م خلاصہ مقام یہ ہی کہ وجوب نماز مین وسعت ہی بجز اول و ثانی اور ثالث کی تاخیر سے مثلا گنہگار نہوگا حلبی نے کہا مختصر بیان یہ ہی کہ نماز کا سبب وقت کا وہ جز ہی جس سے ادا متصل ہو والا جملہ وقت سبب ہی کذا فے الطحطاوی ولو ناقصا حتے تجب علے مجنون ومغمی علیہ افاقا وحائض ونفساء طہرتا وصبی بلغ ومرتد اسلم وان صلیا فی اول الوقت وقت کا پچھلا جز سبب ہی اگرچہ ناقص ہو چنانچہ عصر مین دھوپ کا زرد ہو جانا تو واجب ہوگی نماز مجنون اور غشی والے پر کہ دونون ہوش مین آگئے پچھلے جز مین اور حیض والی اور نفاس والی عورت پر کہ دونون پاک ہوگئین اور صغیر پر کہ وہ بالغ ہوگیا اور مرتد پر کہ جز اخیر مین مسلمان ہوا اگرچہ صغیر اور مرتد نے اول وقت مین نماز پڑھی ہو م جز اخیر سے مراد وہ جز ہی جو تکبیر تحریمہ کی گنجائش رکھتا ہو نہ وہ آن اور لحظہ جسمین اللہ اکبر کہنا نہو سکے تو اگر بعد افاقہ اور طہارت اور بلوغ اور اسلام کے بقدر تحریمہ وقت باقی ہی تو اُسوقت کی نماز اُنپر واجب ہوگی اور نہین تو نہین اور کافر اصلی کا حکم مرتد کا حکم ہی اور نماز مرتد کی صورت یہ ہی کہ وہ مسلمان تھا اول وقت ظہر مین مثلا اُسنے فرض نماز ادا کی پھر وہ معاذ اللہ مرتد ہوگیا پھر ظہر کے آخر وقت مین اسلام لایا تو وہ ظہر کی نماز کا اعادہ کرے کیونکہ پہلی نماز ارتداد سے باطل ہوگئی کذا فی الطحطاوی مختصرا وبعد خروجہ یضاف السبب الی جملتہ لیثبت الواجب بصفۃ الکمال وانہ الاصل حتے یلزمہ القضاء فی کامل ہو الصحیح اور بعد نکل جانے وقت کے مضاف ہوتا ہی سبب جمیع وقت کی طرف تاکہ واجب ثابت ہو کمال کی صفت پر اور حالانکہ ثبوت وجوب علی صفۃ الکمال بھی اصل ہی تو مجنون وغیرہ کو قضا کرنا لازم ہوگا کامل وقت مین نہ ناقص مین یہی قول صحیح ہی م تو اگر آج کی عصر فوت ہوئی اور کل یاد پڑی آخر وقت عصر مین غروب سے پہلے تو اُسوقت قضا نکرے اسواسطے کہ وہ ناقص وقت ہی وقت صلوٰۃ الفجر قدمہ لانہ لاخلاف فی طرفیہ نماز فجر کا وقت شارح نے کہا مصنف نے فجر کے وقت کو مقدم کیا اسواسطے کہ اسکے دونو طرفون مین یعنی اُسکے اول اور آخر مین خلاف نہین اتفاق ہی امت کا برخلاف ظہر وغیرہ کے م اور یہ جو بعضون نے اول فجر مین اختلاف کیا ہی کہ اول صبح ہی انتشار اُسکا اور آخر وقت تقدیر سے آفتاب کی کرن کے طلوع تک ہی یا تیر انداز کو تیر گرنے کے مقام کے نظر آنے تک سو بسبب ضعیف ہونے اس قول کے لائق اعتماد کے نہین کذا فی الطحطاوی واول من صلاہ آدم ولول الخمس وجوبا اور اسواسطے فجر کو مقدم کیا کہ اول اُسکو آدم علیہ السلام نے ادا کیا اور وہ پنجگانہ نماز کے پہلے ہی واجب ہو نکلی راہ سے یعنی پنجگانہ نماز شب معراج مین فرض ہوئی تو اُس رات کے بعد پہلے نماز فجر کی ٹھہری انس بن مالک سے روایت ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر شب معراج مین ۵۰ نمازین فرض ہوئین پھر کم ہوئین یہانتک کہ پانچ ٹھہر گئین پھر ندا ہوئی یا محمد ہمارے نزدیک بات نہین بدلتی تمکو پانچ وقت کی نماز مین ۵۰ وقت کا ثواب ملیگا اس حدیث کو نسائی اور احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہی کذا فی العینی شرح الہدایۃ وقدم محمد الظہر لانہ اولہا ظہورا و بیانا اور امام محمد بن حسن شیبانی نے جامع صغیر مین ظہر کو اول مذکور کیا ہی اسواسطے کہ وہ نماز پنجگانہ کے پہلی ہی باعتبار ظاہر ہونے اور بیان کرنے جبرئیل علیہ السلام کے م یہ قول مبنی ہی اسپر کہ جبرئیل علیہ السلام کی امامت اول ظہر کے وقت ہوئی تھی شب معراج کے بعد اور صبح کی امامت دوسرے دن ہوئی تھی اسمین دو روایتین ہین شہور تر یہی روایت ہی کہ ابتدا امامت ظہر سے ہوئی کذا فی الطحطاوی ولا یخفی توقف وجوب الاداء علے العلم بالکیفیۃ فلذا لم یقض نبینا صلے اللہ علیہ وسلم الفجر صبیحۃ لیلۃ الاسراء اور پوشیدہ نہین موقوف ہونا وجوب ادا کا کیفیت نماز کی دانست پر تو اسیواسطے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کی قضا نہ کی شب معراج کی صبح کو م یہ جواب ہی سوال مقدر کا حاصل سوال یہ ہی کہ جب فجر کی نماز پنجگانہ نماز کے اول ٹھہری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیونکر ترک کی شب معراج کی صبح کو باوجودیکہ وہ واجب

ہو گئی تھی رات کو خلاصہ جواب یہ ہی کہ طریقہ ادا نماز کا معلوم نہ تھا اور بدون اُسکے ادا کرنا واجب نہین اور یہ سوال وارد ہوتا ہی مشہور روایت پر نہ غیر مشہور پر اگر کوئی کہے کہ وجوب کیونکر ثابت ہوگا بدون وجوب ادا کے ہم جواب دینگے کہ اسمین کچھ استبعاد نہین اسواسطے کہ جو شخص دار الحرب مین اسلام لایا اور شرائع کو اُسنے مجملاً معلوم کیا تو اسپر وجوب ثابت ہوگا اور ادا کرنا بلا علم کیفیت واجب نہوگا کذا فی الطحطاوی ثم ہل کان قبل البعثۃ متعبدا بشرع

احد المختار عندنا لا بل کان یعمل بما ظہر لہ من الکشف الصادق من شریعۃ ابراہیم وغیرہ پھر اُسکو دریافت کرنا چاہیے کہ ہمارے حضرت نبوت سے پہلے کسی نبی کی شریعت پر عبادت کرتے تھے یا نہین جواب پسندیدہ ہم حنفیون کے نزدیک یہ ہی کہ کسی شریعت خاص پر عمل نکرتے تھے بلکہ اسپر عمل کرتے تھے جو کشف صادق سے آپکو ظاہر ہوتا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہ کی شریعت سے وصح تعبدہ فی حراء اور صحیح ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا عبادت کرنا غار مین جسکا حرا نام ہی کذا فی البحر ابن اسحٰق وغیرہ نے مذکور کیا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سال ایک مہینے حرا مین تشریف لیجاتے تھے عبادت کرنے کو بعضون نے کہا عبادت آپکی ذکر تھی اور بعضون نے کہا فکر تھی واللہ اعلم کذا فی الطحطاوی من اول طلوع الفجر الثانی وہو

البیاض المنتشر المستطیر لا المستطیل نماز فجر کا وقت ابتدا طلوع کرنے فجر ثانی سے اور وہ یعنی فجر ثانی سفیدی ہی پھیلی کنارہ آسمان مین عریض اور چوڑی نہ لنبی م فجر دو قسم ہی اول اور ثانی فجر اول طویل ہوتی ہی جسکو حدیث مین فرمایا جیسے بھیڑیے کی دُم وہ سفیدی مٹ کر سیاہی وہان ہوجاتی ہی لہذا اُسکو صبح کاذب کہتے ہین اُسوقت تک عشا کی نماز کا وقت ہی اور صائم کو سحر کھانا درست ہی صبح کی نماز اُسوقت جائز نہین اور فجر ثانی افق مین معترض اور منتشر یعنے داہنے اور بائین پھیلی اور چوڑی ہوتی ہی دمبدم اُسکی روشنی زیادہ ہوتی جاتی ہی اُسکو صبح صادق بولتے ہین وہی وقت ابتدا نماز فجر کا اُسوقت صائم کو سحر کھانا درست نہین الی قبیل طلوع ذکاء بالضم غیر منصرف اسم الشمس نماز فجر کا وقت شروع فجر ثانی سے ہی آفتاب کے نکلنے تک تھوڑا سا پہلے شارح نے کہا ذکاء بضم ذال معجمہ غیر منصرف آفتاب کا نام ہی م چونکہ حدیث امامت جبرئیل مواقیت نماز مین اصل ہی اور مشہور لہذا اُسکا ذکر کرنا عینی شرح ہدایہ سے مناسب مقام ہی اور موجب برکت معلوم کرنا چاہیے کہ اُس حدیث کو بہت صحابیون نے روایت کیا ہی ازانجملہ ابن عباس رضؓ اور عبداللہ بن مسعود رضؓ اور ابو ہریرہ رضؓ اور عمرو بن حزم اور ابو سعید خدری اور انس بن مالک اور ابن عمر اور بریدہ اور ابو موسے اشعری اور براء بن عازب اور جابر ہین رضی اللہ عنہم سو ابن عباس کی حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اُنسے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امامت کی جبرئیل علیہ السلام نے بیت اللہ کے نزدیک دو بار تو ظہر ادا کی پہلی بار جسوقت کہ سایہ اصلی مثل شراک یعنے بند نعلین کے مانند تھا پھر عصر پڑھی جبکہ سایہ ہر چیز کا اُسکے برابر تھا پھر مغرب پڑھی جبکہ آفتاب ڈوبا اور روزہ کھولنے کا وقت آیا پھر عشا پڑھی جبکہ شفق ڈوبا پھر فجر کی نماز پڑھی جبکہ فجر چمکی اور صائم پر کھانا حرام ہوا اور دوسری بار ظہر پڑھی جبکہ سایہ ہر چیز کا اُسی چیز کے برابر ہوگیا کل کے عصر کے وقت پھر عصر پڑھی جبکہ سایہ ہر شی کا اُسکے دوچند تھا پھر مغرب پڑھی پہلے دن کے وقت پر پھر عشا پڑھی جبکہ تہائی رات گئی پھر صبح پڑھی جبکہ زمین روشن ہوگئی پھر جبرئیل علیہ السلام میری طرف ملتفت ہوے اور کہا اے محمدؐ یہ وقت ہی تجھسے پہلے انبیا کا اور وقت ہی ما بین ان دونون وقتون کے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہی اور اُسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور حاکم نے اپنی مستدرک مین اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح مین روایت کیا ہی کذا فی البنایۃ شرح الہدایۃ للعینی ووقت الظہر من زوالہ ای میل ذکاء عن کبد السماء الی بلوغ الظل مثلیہ اور ظہر کا وقت آفتاب کے زوال سے یعنے آفتاب کے ڈھلنے سے وسط آسمان سے ہر شی کے سایہ کے دوچند پہونچنے تک م ظہر کے اول وقت مین خلاف نہین آخر وقت مین اختلاف ہی امام اعظم کے نزدیک مثلین تک ہی یعنے دونا سایہ ہونے تک محمد کی روایت مین بدائع مین کہا کہ یہی قول صحیح اور ظاہر الروایۃ ہی اور محیط مین ہی کہ امام ہی کا قول صحیح ہی اور محبوبی نے اسی کو مختار کہا اور نسفی نے اسی پر اعتماد کیا اور صدر الشریعہ نے اسی کو ترجیح دی اور غیاثیہ مین کہا وہو المختار اور شرح مجمع مین کہا کہ

ف صادق اسلیے کہتے ہین کہ صبح دلیل ہوتی ہے طلوع آفتاب کی کہ طلوع کی دلیل خبر ہونا افق کا دلیل ہی اسکی تو گویا اس صبح کے ساتھ گواہ بھی موجود ہی کہ آفتاب قریب ہی ۱۲ م

اصحاب متون نے اسی کو پسند کیا اور شارحین اسی پر راضی ہوئے کذا فی الطحطاوی عن البحر وعنہ مثلہ وہو قولہما وزفر والائمۃ الثلثۃ قال الامام الطحاوی وبہ

ناخذ وفی غرر الاذکار وہو الماخوذ بہ وفی البرہان وہو الاظہر لبیان جبرئیل وہو نص فی الباب وفی الفیض وعلیہ عمل الناس الیوم وبہ یفتی اور امام سے

ایک مثل کی روایت ہے یعنی حسن نے امام سے روایت کی کہ جب سایہ ہر چیز کا برابر اس چیز کے ہوگیا ظہر کا وقت آخر ہوگیا اور یہی صاحبین کا قول ہے اور

زفر اور تینوں اماموں کا یعنی امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد کا امام طحاوی نے کہا اور اسی قول کو ہم لیتے ہیں اور غرر الاذکار میں ہے کہ

یہی قول لیا گیا ہے یعنی اسی پر عمل ہے اور برہان میں ہے کہ یہی قول ظاہر تر ہے جبرئیل علیہ السلام کے بیان کر دینے سے اور قول جبرئیل باب مواقیت میں نص

صریح ہے اور فیض میں ہے کہ اسی پر لوگوں کا آج عمل ہے اور اسی کا فتویٰ ہے م بحر الرائق میں ہے کہ طحاوی کا قول اسپر دلالت نہیں کرتا کہ یہی مذہب صحیح ہے

تصحیحات متقدمہ کے مذکور ہونے کے بعد اور سراج وہاج میں ہے کہ شیخ الاسلام نے کہا کہ احتیاط اسمین ہے کہ ظہر کی نماز مثل تک تاخیر نکرے اور عصر کی نماز

نہ پڑھے جبتک شلین تک سایہ نہ پہونچے تاکہ دونوں نمازیں اپنے وقتوں پر بالاتفاق ادا ہوں کذا فی الطحطاوی سوی فی یکون للاشیاء قبیل الزوال

سوا اُس سایہ کے جو سب چیزوں کا ہوتا ہے زوال آفتاب سے پہلے تھوڑا سا م یعنے ٹھیک دوپہر میں آفتاب ڈھلنے سے پہلے جو ہر چیز کا سایہ باقی رہتا ہے

وہ ظہر اور عصر کے وقت سے خارج ہے مثل اور مثلین کے حساب میں داخل نہیں اُسی سایہ کو فے بر وزن شے اور سایہ اصلی کہتے ہیں طحطاوی نے کہا فی الزوال

کو اسواسطے استثنا کیا کہ گاہے سایہ اصلی برابر ہوتا ہے ہر چیز کے بعضے مواضع میں ایام سرما میں اور گاہے دونا ہوتا ہے تو اگر مثل کو اعتبار کیجیے ذی الظل کے

پاس سے تو ظہر کا وقت نہ صاحبین کے نزدیک پایا جاوے نہ امام کے نزدیک یہ حال ہے وہاں کے لوگوں کا جنکے سروں پر آفتاب سامنے نہیں آتا لیکن

جن لوگوں کے سروں کے اوپر آفتاب آجاتا ہے وہاں مثل کا اعتبار نوی الظل کے پاس سے ہوتا ہے یعنی اسواسطے کہ وہاں سایہ اصلی منعدم ہوتا ہے ویختلف

باختلاف الزمان والمکان اور فی الزوال اور سایہ اصلی مختلف ہوتا ہے زمان اور مکان کے اختلاف سے م یعنے سرما میں سایہ اصلی بڑا ہوتا ہے اور گرما میں چھوٹا

اور جو ملک معدل النہار اور خط استوا سے قریب ہیں وہاں سایہ چھوٹا ہے اور جو بعید ہیں وہاں بڑا ہے اور جن بلاد کا عرض میل کلی کے مانند ہے وہاں سایہ اصلی

ایک دن بالکل منعدم ہوتا ہے یعنی جبکہ آفتاب نقطۂ سرطان میں داخل ہوا اور سال بھر میں یہی دن بہت بڑا ہوتا ہے اور جن بلاد کا عرض میل کلی

سے کم ہوتا ہے وہاں کا سایہ اصلی سال میں دو بار بالکل نابود ہو جاتا ہے چنانچہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کذا فی الحلبی ولو لم یجد ما یغرز اعتبر بقامتہ وہی ستۃ اقدام

ونصف بقدمہ من طرف ابہامہ اور اگر نمازی سایہ شناسی کے واسطے وہ چیز نپاوے جسکو زمین پر گاڑ کر سایہ دریافت کرے تو اپنے قد کا اعتبار کرے

اور قد ہر آدمی کا ساڑھے چھ قدم کا ہوتا ہے اُسی شخص کے قدم سے انگوٹھے کی طرف سے م یہ کلام محذوف پر مرتب ہے اور معلوم ہوتا ہے بحر الرائق وغیرہ

کی عبارت سے اسمیں یوں ہے کہ زوال کی شناخت میں چند روایات ہیں اُنمیں صحیح تر یہ ہے یعنے ابو شجاع کی روایت کہ سیدھی لکڑی برابر زمین میں چاشت

کے وقت گاڑے اور سایہ کے سرے پر نشان کرے پھر اگر سایہ کم ہوجاتا ہو نشان مذکور سے تو آفتاب نہیں ڈھلا پھر اگر سایہ ٹھہر گیا زیادتی اور نقصان

سے تو یہ وقت ہے ٹھیک دوپہر کا اور جسقدر سایہ اسوقت باقی رہا وہ فی الزوال اور سایہ اصلی ہے اور جبکہ سایہ فی الزوال کے خط سے بڑھا اور لنبا ہوا تو

معلوم ہوا کہ آفتاب ڈھلگیا چنانچہ ظہیریہ میں ہے اور مجتبیٰ میں ہے کہ اگر کوئی لکڑی گاڑنے کو نہ ملے فی الزوال اور امثال کی شناخت کو تو اپنے قد سے

قیاس کرے ساڑھے چھ قدم طحاوی نے کہا جمہور مشائخ سات قدم کہتے ہیں اور جمع بین القولین یوں ہو سکتا ہے کہ آدمی کا قد سات قدم ساق کی سمت سے

ہوتا ہے اور ساڑھے چھ قدم انگوٹھے کیطرف سے انتہی اور محمد سے وہ قول منقول ہے جو اُس سے بھی زیادہ تر آسان ہے وہ یہ ہے کہ آدمی قبلہ کے سامنے کھڑا ہو پھر

آفتاب بروے راست پر آیا ڈھلگیا کذا فی الطحطاوی متصرفاً عینی میں یوں ہے کہ جب آفتاب بائیں طرف سے ڈھلا تو بھی زوال کا وقت ہے انتہی م یہیں اور یہ سا کا

اختلاف باعتبار اختلاف بلاد کے ہوتا ہے کما فی حاشیۃ العینی عن السراج ووقت العصر منہ الی قبیل الغروب اور عصر کا وقت سایہ مثلین سے ہے آفتاب کے ڈوبنے تک

لطہ پھر پہلے طحطاوی نے کہا یہی قول معتمد ہی اور قول ضعیف یہ ہی کہ آفتاب کے زرد ہونے تک ہی طوعربت ثم عادت ہل یعود الوقت الظاہر نعم سو اگر
آفتاب ڈوبا پھر نکل آیا تو عصر کا وقت دوسری بار عود کریگا یا نہین جواب ظاہر یہ ہی کہ ہان وقت پھر آویگا ام یہ بحث ہی صاحب نہر کی بدلیل حدیث
ردشمس یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی گود مین سو گئے جب آپ جاگے تو معلوم ہوا کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز نہین پڑھی تو فرمایا کہ
الٰہی علی رضی تیری اور تیرے رسول کی طاعت مین تھا تو آفتاب کو پھیر دے سو آفتاب پھر نکل آیا یہانتک کہ اُنھون نے عصر کی نماز پڑھ لی اور یہ واقعہ
خیبر مین ہوا تھا اس حدیث کو طحاوی اور قاضی عیاض نے صحیح کہا ہی اور چند محدثین نے اسکو روایت کیا ہی ازانجملہ طبرانی نے سند حسن سے اسکو روایت
کیا ہی اور جسنے اسکو موضوع کہا چنانچہ ابن جوزی نے اُسنے خطا کی اور ہمارے قواعد بھی اُسکے مخالف نہین کذا فی الطحطاوی وہی الوسطی علی المذہب
اور یہی عصر کی نماز وسطی ہی بنا بر مذہب صحیح کے قرآن مجید مین فرمایا (حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی) یعنے محافظت کرو نمازون پر اور نماز وسطی
پر یعنی درمیان کی افضل نماز پر سو نماز وسطی کی تعیین پر تیس[۲۳] قول ہین جو وہبانیہ اور اُسکی شرح مین مذکور ہین ازانجملہ ایک قول یہ ہی جو شارح نے ذکر کیا

واللہ اعلم ووقت المغرب منہ الی غروب الشفق وہو الحمرۃ عندہما وبہ قالت الثلثۃ والیہ رجع الامام کما فی شروح المجمع وغیرہا فکان ہو المذہب
اور مغرب کا وقت آفتاب کے غروب ہونے سے ہی شفق کے ڈوبنے تک اور شفق سے وہ سرخی مراد ہی جو غروب آفتاب کے بعد مغرب کی طرف رہتی ہی صاحبین کے
نزدیک اور یہی کہا ہی تینون امامون نے اور اس قول کی طرف امام اعظم نے رجوع کیا ہی چنانچہ مجمع وغیرہ کی شرحون مین مذکور ہی تو یہی صاحبین کا قول
صحیح مذہب ٹھہریگا ام امام اعظم کے نزدیک وہ سفیدی ہی جو سرخی کے بعد افق مین ہوتی ہی اور یہی قول ہی صدیق اکبر اور انس اور معاذ اور عائشہ صدیقہ کا
اور ایک روایت ہی ابن عباس رض اور ابوہریرہ رض سے اور یہی مذہب عمر بن عبدالعزیز اور اوزاعی اور زفر اور مزنی اور ابن منذر اور خطابی کا اور یہی مختار ہی
مبرد اور ثعلب ائمہ لغت کا ابوداؤد مین حدیث ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نے نزول کیا اور فرمایا کہ نماز عشا کا وقت وہ ہی جبکہ افق سیاہ ہو جاے ابن حبان نے اسکو اپنے
صحیح مین روایت کیا ہی اور ابوداؤد اور نسائی اور احمد نے نعمان بن بشیر سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز اُسوقت پڑھتے تھے جبکہ تیسری
تاریخ کا چاند ساقط ہوتا تھا کذا فی العینی اور محقق نے فتح القدیر مین امام کے قول کو ترجیح دی ہی اور کہا کہ شفق کو حمرت کہنا نہ امام کی روایت سے ثابت ہی نہ درایت
سے اول تو اسواسطے کہ امام کی ظاہر الروایۃ کے مخالف ہی اور ثانی تو بدلیل حدیث ابن فضیل کے کہ آخر وقت مغرب کا یہانتک ہی کہ افق غائب ہو جاے اور
غائب ہونا افق یعنی کنارہ سے آسمان کا اُس سفیدی کے ساقط ہونے سے ہوتا ہی جو سرخی کے بعد ہوتی ہی اور محقق کے شاگرد شیخ قاسم نے تصحیح قدوری مین کہا تو ثابت
ہوا کہ امام ہی کا قول صحیح تر ہی انتہی تو اس سے ظاہر ہوا کہ فتوی اور عمل نہین مگر امام اعظم رح کے قول پر اور اسکو چھوڑ کر صاحبین کے قول کو یا کسی اور کے
قول کو لینا نہ چاہیے الا بضرورت ضعیف دلیل یا تعامل کے اگرچہ مشائخ نے صاحبین کے قول پر فتوی دیا ہو چنانچہ اسی مسئلہ مین اور سراج مین ہی کہ
صاحبین کا قول اوسع ہی اور امام کا قول احوط کما فی البحر اور یہ جو درر مین ہی کہ یہان صاحبین کے قول پر فتوی ہی نوح افندی نے اسکو یون رد کیا ہی کہ اُسپر اعتماد
جائز نہین اور امام کے قول پر صاحبین کے قول کو ترجیح دینا درست نہین مگر بموجب ضعیف دلیل کے بالضرورت یا بسبب تعامل یا اختلاف زمان کے حالانکہ ان
چارون امور سے کوئی متحقق نہین تو امام ہی کے قول پر عمل کرنا علی الخصوص جبکہ احتیاط بھی امام ہی کے مذہب پر ہو چنانچہ اس مسئلہ مین لازم ٹھہرا انتہی وفیہ ان التعامل

ملے خلاصہ اگر کوئی کہے کہ جب امام ایک جانب ہون اور صاحبین دوسری جانب تو مفتی مختار ہی جسپر چاہے عمل کرے اُسکے دو جواب ہین ایک یہ کہ یہ حکم مفتی مجتہد کیلئے
ہی اور جو مجتہد نہین تو اصح یہ ہی کہ امام ہی کے قول پر فتوی دے چنانچہ سراجیہ مین مصرح ہی اور دوسرا جواب یہ ہی کہ وہ بعض مشائخ کا قول ہی اور بعضون کے
نزدیک تو امام کے قول کے ہوتے صاحبین کے قول پر عمل نچاہیے ازانجملہ صاحب ہدایہ ہی اُسنے تجنیس مین کہا کہ میرے نزدیک واجب یہ ہی کہ امام کے قول پر ہر حال
مین فتوی دیا جاے کذا فی الطحطاوی لمخصًا ووقت العشاء والوتر منہ الی الصبح اور نماز عشا اور وتر کا وقت غروب شفق سے ہی صبح تک ولکن لا یصح ان یقدم علیہا الوتر الا

ناسیا لوجوب الترتیب لانہما فرضان عند الامام ولیکن صحیح نہین عشا پر وتر کا مقدم کرنا اگر بھولکر بسبب واجب ہونے ترتیب کے اسواسطے کہ عشا اور وتر دونون
فرض ہین امام کے نزدیک م لیکن عشا فرض قطعی ہے اور وتر فرض عملی ہے اور صاحبین اور ائمہ ثلثہ کے نزدیک وتر سنت ہے والدلائل فی المبسوطات وفاقد
وقتہما کبلغار فان فیہا یطلع الفجر قبل غروب الشفق فی اربعینیۃ الشتاء اور نہ پانے والا عشا اور وتر کے وقت کے جیسے بلغار کے ساکن اسواسطے کہ بلغار
مین فجر طلوع کرتی ہے شفق کے غروب ہونے سے پہلے چلہ سرما مین م قاموس مین ہے کہ بلغار ایک شہر ہے ملک صقالیہ کے نہایت مین جانب شمال کے شدید البرد
اور یہ جو شارح نے چلہ سرما کو ذکر کیا سو سہو ہے اور ٹھیک یہ ہے کہ اقصر لیالی سال مین وہان عشا کا وقت نہین ہوتا چنانچہ بحر الرائق اور امداد الفتاح مین مذکور ہے
یعنے اول صیف مین جبکہ آفتاب حلول کرتا ہے راس سرطان مین تو اُسوقت آفتاب زمین پر ۲۳ گھنٹے ٹھہرتا ہے اور ایک ساعت یعنے گھنٹہ بھر غروب
ہوتا ہے عرض بلد کے حساب پر چنانچہ علم ہیئت مین اسکی تفصیل مذکور ہے کذا فی الطحطاوی عن الحلبی مکلف بہما فیقدر لہما نہ پانے والا عشا اور وتر کا مکلف
اُن دونون کا یعنی اُسپر عشا اور وتر کا پڑھنا فرض ہے تو اندازہ کرے اُن دونون نمازون کے واسطے یعنی جسقدر مدت کے بعد غروب ہونے سے پیچھے عشا اور
وتر ہوتی تھی اُسیقدر مدت کے بعد دونون کو پڑھے یا بلاد قریبہ پر قیاس کرے ولا ینوی القضاء لفقد وقت الاداء بہ افتی البرہان الکبیر اور عشا اور وتر کے قضا کی
نیت نکرے وقت اداء نہونے کے سبب سے اسی کا فتوی دیا ہے برہان الدین کبیر نے م قضا کی نیت اسواسطے نکرے کہ قضا اسکو کہتے ہین جسکا وقت ہو اور فوت
ہو جاوے اور یہان وقت ہی نہین تو قضا بھی نہین واختارہ الکمال وتبعہ ابن الشحنۃ فی الغازہ وصححہ فزعم المصنف انہ المذہب اور فرضیت عشا اور وتر کو اختیار
کیا ہے کمال الدین صاحب فتح القدیر نے اور ابن شحنہ شارح وہبانیہ نے اُسکی پیروی کی ہے اپنے الغاز مین سو اسی کی تصحیح کی ہے تو مصنف اس متن نے اسی
قول کو مذہب صحیح گمان کیا یعنی ولہذا اسکو متن مین داخل کیا برخلاف کنز کے اور کنز کے قول کی تضعیف کی چنانچہ اسکو اُسکے بعد بصیغہ تمریض ذکر کر کے کام شارح
نے اسمین تضعیف قول مصنف پر اشارہ کیا اور شرنبلالی نے امداد الفتاح مین اُسکے ضعیف ہونے کی تصریح کی ہے کذا فی الطحطاوی وقیل لا یکلف بہما لعدم سببہما
اور بعضون نے کہا کہ عشا اور وتر کے وقت کا نپانے والا اسکلف اُن دونون نمازون کا نہین اُنکے سبب کے نہونے کی وجہ سے یعنی وجوب نماز کا سبب وقت
ہے اور انتفاء سبب مستلزم انتفاء مسبب ہے وبہ جزم فی الکنز والدرر والملتقی اور اسی عدم وجوب کا یقین کیا ہے متون ثلثہ یعنے کنز الدقائق اور درر اور ملتقی الابحر
مین وبہ افتی البقالی ووافقہ الحلوانی والمرغینانی اور اسیکا فتوی دیا علامہ بقالی نے اور اُنکی موافقت کی بعد مخالفت کے حلوانی اور مرغینانی نے م مجتبی مین ہے
کہ برہان الائمہ کے وقت مین استفتا وارد ہوا کہ ہملوگ اپنے شہر مین عشا کا وقت نہین پاتے تو ہمپر عشا کی نماز واجب ہے یا نہین تو جواب یہ لکھا کہ تمپر واجب
نہین اور اسیکا ظہیر الدین مرغینانی نے فتوی دیا اور اسی کا استفتا بلغار سے وارد ہوا شمس الائمہ حلوانی پر تو قضا کرنے عشا کا فتوی دیا پھر خوارزم مین
سیف السنۃ بقالی سے بھی استفتا ہوا تو اُنھون نے عدم وجوب کا فتوی دیا سو اُنکا جواب حلوانی کو پہونچا تو ایک شخص کو بھیجا اُنکے پاس خوارزم مین کہ مجمع مین اُنسے
سوال کرے کہ کیا کہتے ہو اُس شخص کے حق مین جو پانچ فرضون مین سے ایک فرض کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے یا نہین تو شیخ بقالی مطلب سوال کا سمجھ گئے تو جواب دیا
کہ تم کیا کہتے ہو اُس شخص کی نسبت جسکے دونون ہاتھ کہنیون سمیت یا دونون پانوُن ٹخنون سمیت کاٹے گئے اُسکے وضو مین کتنے فرض ہین سائل نے جواب
دیا کہ تین فرض ہین بسبب نہونے محل چوتھے فرض کے بقالی نے کہا کہ اسی طرح پانچوین نماز بھی فرض نہین اُسکے وقت کے نہونے سے پھر جبکہ یہ جواب حلوانی
کو پہونچا تو پسند کیا اور اس مسئلہ مین اُنکے موافق ہو گئے کذا فی النہر ورجحہ الشرنبلالی والحلبی واوسعا المقال ومنعا ما ذکرہ الکمال اور عدم وجوب عشا کی
ترجیح دی شرنبلالی اور ابراہیم حلبی شارح منیہ نے اور اسمین بہت گفتگو کی ہے اور نہین مانا اُس قول کو جو کمال الدین محقق نے فتح القدیر مین ذکر کیا ہے م
خلاصہ کلام محقق یہ ہے کہ قیاس عدم وجوب عشا سقوط غسل یدین مقطوعین پر قیاس مع الفارق ہے کیونکہ عدم محل فرض مین اور عدم سبب جعلی مین جو وجوب
نفس الامری کی علامت ہے فرق صریح ہے علاوہ اُسکے اخبار متواترہ شب معراج سے فرضیت صلوٰۃ خمسہ جمیع آفاق پر بلا تفصیل شریعت عام ہے

اور اسی طرح حدیث صحیح مسلم دلیل مدعا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا صحابہ نے کہا کہ وہ زمین مین کتنا ٹھہریگا فرمایا بہم دن ایک دن سال
کے برابر اور ایک دن مہینے کے برابر اور ایک دن ہفتے کے برابر اور باقی دن تمھارے دنون کے مانند صحابہ نے کہا یا رسول اللہ سو جو دن کہ سال کے
برابر ہوگا اُسمین ہمکو ایک دن کی نماز کفایت کریگی فرمایا نہین اُسکے واسطے اندازہ کرلیا کرنا انتہی تو اُسدن مین ۳۰۰ سے زیادہ عصر کی نماز واجب ہونی مثل یا ثلین
کے سایہ ہو جانے سے پہلے انتہی کلام الکمال خلاصہ جواب حلبی یہ ہو کہ جیسے صلوات خمسہ ٹھہر چکی ہین اُسی طرح وجوب کے واسطے اسباب اور شروط ٹھہر گئے ہین
کہ بدون انکے وجوب نہین پایا جاتا ہو تو اگر صلوات خمسہ کا حکم عام اسباب اور شروط کے ساتھ مراد ہو تو مسلم ہو اور تمکو مفید نہین اور اگر ہر فرد مکلف کا عموم مطلقاً
مراد ہو تو باطل ہو اسلیے کہ حائض اگر بعد طلوع آفتاب کے طاہر ہو مثلاً تو اُسپر اُسدن فقط چار نمازین واجب ہین نہ پانچ اور حدیث دجال کی مخالف قیاس ہو
تو اُسپر غیر کو قیاس نہین کر سکتے وتمامہ فی الطحطاوی وغیرہ من المبسوطات قلت ولا یساعدہ حدیث الدجال لانہ وان وجب اکثر من ثلثمائۃ ظہر مثلاً قبل
الزوال لیس کمسئلتنا لان المفقود فیہ العلامۃ لا الزمان واما فیہا فقد فقد الامران مین کہتا ہون اور کمال الدین کو مساعدت نہین کرتی دجال کی حدیث
اسواسطے کہ اگرچہ وہان تین سو ظہرے مثلاً زیادہ تر واجب ہوئے زوال آفتاب سے پہلے ہمارے اس مسئلہ کے مانند وہ دن نہین اسواسطے کہ یوم
دجال مین فقط علامت اوقات مفقود ہو زمانہ مفقود نہین اور بلغار کی عشا اور وتر مین علامت اوقات اور زمانہ دونون امر مفقود ہین یعنے نہ علامت عشا
کی موجود ہو اور نہ اسقدر زمانہ ممتد ہو کہ مغرب اور عشا اور صبح کے اوقات کے برابر ہو بلکہ مابین غروب اور طلوع آفتاب کے فقط بقدر مغرب اور صبح کے
زمانہ ہوتا ہو مترجم شارح کا یہ کلام مسلم نہین اسواسطے کہ یوم دجال سال بھر کا ہو تو چوبیس چوبیس ساعت یعنی ۲۴ گھنٹے مین پانچ نمازین ادا ہونگی اور بلغار کا دن
بھی اپنی رات کے ساتھ ۲۴ گھنٹے کا ہو تو اُسمین بھی پانچ نمازین واجب ہونگی تو زمانہ پایا گیا اور بمنزلہ یوم دجال کے ہو گیا مین کہتا ہون الحاصل وجوب اور عدم
وجوب عشا مین دونون قولون کی تصحیح ثابت ہو مگر یہ کہ دلیل تقدیر کی مرجح ہو اور مجکو بلغار کے رہنے والے نے خبر دی کہ جلیہ ایام گرما مین شفق سرخ کے غائب
ہونے سے پہلے فجر طلوع کرتی ہو اور وہان کے لوگ صوم مین رات کی مدت مین ایکبار یا دو بار کھاتے ہین قبل ظاہر ہونے فجر کے اور وہان سے بھی دور کے
رہنے والے شخص نے مجھسے حکایت کی کہ وہان مطلق اندھیرا نہین ہوتا اور بعضے اور بلاد مین ہمیشہ اندھیرا رہتا ہو وہان روشنی نہین مگر چراغ کی فسبحان العلیم
بحقائق الاحوال کذا فی الطحطاوی والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر باسفار والختم بہ ہو المختار بحیث یرتل اربعین آیۃ ثم یعیدہ بطہارۃ لو فسد اور مرد کو مستحب ہو
شروع کرنا نماز فجر کا روشنی مین اور ختم کرنا روشنی مین یہی قول مختار ہو اسطرح پر کہ ۴۰ آیت کو ادا ے حروف کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کے دونون رکعتون مین پڑھے
پھر نماز کو اعادہ کرے طہارت کے ساتھ اگر فساد نماز کا ظاہر ہو مترجم فساد کی صورت یہ ہو کہ بدون طہارت کے سہو سے نماز پڑھے یا نماز مین کوئی فساد واقع ہوا وقیل یوخر
جدا لان الفساد موہوم اور قول ضعیف یہ ہو کہ فجر کی نماز کو بہت تاخیر کرے اسواسطے کہ فاسد ہو جانا نماز کا امر موہوم ہو مترجم بحرالرائق مین ہو لیکن اسقدر تاخیر کرے
کہ طلوع آفتاب مین شک واقع ہو الا الحاج بمزدلفۃ فالتغلیس افضل کمراۃ مطلقاً مگر حاجی کو مزدلفہ مین روز روشن مین نماز پڑھنا مستحب نہین تو وہان اندھیرے مین
نماز افضل ہو جیسے عورت کو مطلقاً خواہ حج مین یا غیر حج مین اندھیرے مین نماز بہتر ہو اسواسطے کہ بناء حال نسوان پردہ داری مین ہو سو وہ اندھیرے مین حاصل ہو وفی
غیر الفجر الافضل لہا انتظار فراغ الجماعۃ اور فجر کے سوا اور نمازون مین عورت کو فراغت جماعت کا انتظار کرنا افضل ہو یعنے جب مردون کی جماعت ہو چکے تب
عورت مسجد مین نماز پڑھے وتاخیر ظہر الصیف بحیث یمشی فی الظل مطلقاً کذا فی المجمع وغیرہ ای بلا اشتراط شدۃ حر وحرارۃ بلد وقصد جماعۃ اور مستحب ہو دیر
کرنا گرمی کی ظہر کا اسطرح کہ دیوارون کے سایہ مین چلے مسجد جانے کے وقت مطلقاً ایسا ہو مجمع وغیرہ مین مطلقاً کی تفسیر یہ ہو کہ تاخیر مذکور مین شرط نہین
شدت موسم گرما کی اور نہ گرمی شہر کی اور نہ قصد جماعت کا مترجم صیف کی قید مین اشارہ ہو کہ ربیع اور خریف کے موسم مین تعجیل ظہر کی مستحب ہو اور تاخیر کی
حد یہ ہو کہ قبل از مثل نماز ہو اسواسطے کہ خزانہ مین ہو کہ وقت مکروہ وہ ہو جو اختلاف کی حد مین داخل ہو اور جبکہ سایہ ہر شے کا اُسکے برابر ہو تو اختلاف مین

داخل ہوا اور یہ قول شارح کے کلام سے بہتر ہے اسواسطے کہ عصر کی دیواروں کا سایہ انکی بلندی کے سبب سے جلد حاصل ہوتا ہے کذا فی الطحطاوی عن الحلبی وما
فی الجوہرۃ وغیرہا من اشتراط ذلک منظور فیہ اور جو کہ جوہرہ وغیرہ میں ہے شرط ہونا تاخیر کے واسطے امور مذکورہ کا یعنی شدت حرارت وغیرہ کا جو مسلم نہیں ہے
وجمعۃ کظہر اصلا واستحبابا فی الزمانین لانہا خلفہ اور جمعہ ظہر کے مانند ہے اصل اور استحباب کی راہ سے دونوں موسم گرمی اور جاڑے میں اسواسطے کہ
جمعہ خلیفہ ہے ظہر کا م یعنی اصل وقت جو ظہر کا ہے وہی جمعہ کا ہے اور جیسے صیف میں ظہر کی تاخیر مستحب ہے اور تعجیل اور ایام میں ویسا ہی جمعہ میں ہے اور اشباہ میں ہے
کہ جمعہ کو سرد وقت میں پڑھنا مسنون نہیں سو شاید اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں اور جو یہ کہا کہ جمعہ خلیفہ ہے ظہر کا سو احد القولین ہے اور دوسرا قول مشہور یہ ہے کہ جمعہ
فرض مستقل ہے ظہر سے زیادہ تر موکد ہے کذا فی الطحطاوی وتاخیر عصر صیفا وشتاء توسعۃ للنوافل اور مستحب ہے تاخیر کرنا عصر کا گرمی اور جاڑے میں نوافل کی گنجائش
کے واسطے م ابوداؤد میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کو تاخیر کرتے تھے جبتک کہ آفتاب سفید اور صاف رہتا تھا کذا فی البحر مالم تتغیر ذکاء
بان لاتحار العین فیہا فی الاصح تاخیر عصر کی مستحب ہے جبتک کہ آفتاب متغیر نہو اسطرح پر کہ آنکھ قرص آفتاب میں حیران نہو صحیح تر قول میں م مراد یہ ہے کہ آفتاب
کی روشنی کی چمک جاتی رہے تو بصارت کو اس سے حیرت حاصل نہو اور تغیر روشنی کا اعتبار نہیں اسلیے کہ وہ تو زوال کے بعد حاصل ہوتا ہے اور قول ضعیف یہ ہے
کہ شعاع دیواروں پر بدل جاے اور بعضوں نے کہا قرص آفتاب متغیر ہوجاے کذا فی الطحطاوی عن السراج وتاخیر عشاء الی ثلث اللیل قیدہ فی الخانیۃ وغیرہا
بالشتاء اما الصیف فیندب تعجیلہا اور مستحب ہے دیر کر کے پڑھنا عشا کا تہائی رات تک خانیہ وغیرہا میں اس تاخیر کو مقید کیا ہے جاڑوں کے ساتھ اور گرمیوں میں تو
جلد پڑھنا عشا کا مستحب ہے یعنی اس خوف سے کہ عشا کا وقت خارج نہو جاے غلبہ خواب سے کیونکہ رات بہت کم ہوتی ہے فان اخرہا الی مازاد علی
النصف کرہ لتقلیل الجماعۃ اما الیہ فمباح پھر اگر عشا کی تاخیر کی یہانتک کہ آدھی رات سے زیادہ ہوگئی تو یہ تاخیر مکروہ ہے تقلیل جماعت کی وجہ سے اور آدھی رات
تک تو تاخیر مباح ہے م نصف شب سے زیادہ تر تاخیر مکروہ تحریمی ہے کذا فی الطحطاوی عن النہر والبحر تتمہ عشا کی تاخیر اسواسطے مستحب ہے تا قصہ خوانی مکروہ قطع ہو
اور نامہ اعمال نماز پر ختم ہو جیسے شروع ہوا تھا صبح کی نماز سے تاکہ درمیان کی خطائیں مٹ جاویں حقتعالی نے فرمایا (ان الحسنات یذہبن السیئات) نیکیاں
برائیوں کو دفع کرتی ہیں اور عشا سے پہلے سونا مکروہ ہے فوت جماعت کے خوف سے اور بعد نماز کے بے حاجت گفتگو مکروہ ہے ورنہ مکروہ نہیں چنانچہ قرآن
پڑھنا اور ذکر کرنا اور حکایات صالحین اور مذاکرہ فقہ اور گفتگو کرنا مہمان اور اپنی جورو سے اور مکروہ ہے کلام بعد فجر ہونے کے پھر نماز پڑھ چکے تو مکروہ نہیں
کذا فی الطحطاوی واخر العصر الی اصفرار ذکاء اور عصر کی تاخیر کی آفتاب کے زرد ہوجانے تک تو مکروہ ہے فلو شرع فیہ قبل التغیر فمدہ الیہ لایکرہ پھر اگر عصر
شروع کی آفتاب کے متغیر ہونے سے پہلے پھر نماز کو بڑھایا زردی آفتاب تک تو مکروہ نہیں والمغرب الی اشتباک النجوم ای کثرتہا کرہ ای التاخیر لا الفعل
لانہ مامور بہ اور اگر مغرب کی تاخیر کی تاروں کے چمک جانے تک یعنے انکے بکثرت نمود ہونے تک تو یہ تاخیر کرنا مکروہ ہے نہ نماز پڑھنا اسوقت کا اسواسطے
کہ نماز خوانی کا تو حکم ہے وہ کیونکر مکروہ ہوسکے تحریما الا بعذر کسفر وکونہ علی اکل تاخیر عشاء زائد از نصف شب اور تاخیر عصر تا زردی آفتاب اور تاخیر مغرب
تا ظہور نجوم مکروہ تحریمی ہے مگر سفر اور کھانا کھانے کے عذر سے تاخیر مکروہ نہیں م کراہت تحریمی تینوں مسئلوں سے متعلق ہے کذا فی الطحطاوی لہذا ترجمہ
میں اسکی تصریح کردی وتاخیر الوتر الی آخر اللیل لواثق بالانتباہ اور تاخیر کرنا وتر کا آخر شب تک مستحب ہے اسکو جو اسوقت کے جاگنے پر بھروسا رکھتا
ہے والا فقبل النوم اور اگر جاگنے پر اعتماد نہو تو سونے سے پہلے وتر کا پڑھنا افضل ہے فان افاق فانہ الافضل پھر اگر اول وقت وتر پڑھ کر سونے کے بعد
جاگا تو امر مستحب فوت ہوگیا م ظاہرا غیر واثق کے جاگنے سے استحباب فوت نہیں ہوتا بدلیل قول قاضیخان کہ جسکو وثوق نہو تو اسکو مطلقا تعجیل افضل ہے
کذا فی الطحطاوی والمستحب تعجیل ظہر شتاء اور مستحب ہے جلد پڑھنا ظہر کی نماز کا جاڑے میں م شتا وہ زمانہ ہے جسمیں سردی شدید ہو اور صیف وہ ہے جسمیں
گرمی سخت ہو اور بعضوں نے کہا کہ شتا وہ ہے جسمیں دو چیز کی حاجت ہو تاپنے کی اور روئی بھرے کپڑے کی اور صیف وہ ہے جسمیں دونوں چیزوں کی حاجت نہو ربیع اور خریف

وہ ہی جسمین ایک چیز کی حاجت ہو نہ دونون چیز دن کی کذا فی الطحطاوی عن الخلاصۃ یلحق بہ الربیع و بالصیف الخریف موسم سرما کے ساتھ ربیع ملحق ہی اور
موسم گرما کے ساتھ خریف ملحق ہی م یہ بحث ہی صاحب بحر کی اور منقول مذہب کے مخالف ہی اسواسطے کہ شرنبلالی نے مجمع الروایات سے نقل کیا کہ ربیع اور خریف
مین تعجیل ظہر کی مستحب ہی حالانکہ نقل کے ہوتے بحث کا کچھ اعتبار نہین کذا فی الطحطاوی و تعجیل عصر و عشاء یوم غیم اور مستحب ہی تعجیل عصر اور عشا کی ابر کے
دن مین یعنی اسواسطے کہ تاخیر عصر مین احتمال ہی مکروہ وقت کے آجانے کا اور عشا کی تاخیر مین تقلیل جماعت کا احتمال ہی پانی برسنے اور کیچڑ کے خوف سے
و تعجیل مغرب مطلقاً اور جلد پڑھنا مغرب کا ہر موسم شتا اور صیف مین مستحب ہی م اور اطلاق سے یہ مراد نہین کہ ابر ہو یا نہو تعجیل مغرب کی مستحب ہی اسواسطے کہ ابر
کے دن تاخیر مغرب کی مصرح ہی و تاخیرہ قدر رکعتین یکرہ تنزیہا اور مغرب کی تاخیر کرنا بقدر دو رکعت کے مکروہ تنزیہی ہی و تاخیر غیرہا فیہ اور عصر اور عشا کے سوا کے
اور نمازون مین ابر کے دن تاخیر کرنا مستحب ہی یعنی فجر اور ظہر اور مغرب مین تاخیر ابر کے دن مین افضل ہی اسواسطے کہ فجر اور ظہر کے وقت مین کراہت نہین
تو تاخیر مضر نہین اور مغرب کی تعجیل مین یہ خوف ہی کہ قبل از غروب مبادا واقع ہو وہذا فی دیارہم لکثرۃ الشتاء و قلۃ رعایۃ اوقاتہا یہ حکم تعجیل عصر اور عشا کا اور تاخیر
انکے سوا کا ابر کے دن اُن ملکون مین ہی جسمین جاڑا اکثرت ہوتا ہی اور رعایت اوقات نماز ابر کے سبب سے کم ہوتی ہی جیسا کہ بخارا وغیرہ اور ماوراء النہر کے ملک مین
اما فی دیارنا فیراعی الحکم الاول اور ہمارے ملک مین یعنی مصر اور شام مین تو پہلا حکم مرعی ہی یعنی تاخیر عصر کی مطلقاً اور عشا کی تا ثلث لیل اور تعجیل ظہر سرما
اور ابراد ظہر صیف الی آخر ما تقدم یہ بحث ہی عینی کی اور صاحب نہر نے اُسکو پسند کیا ہی کذا فی الطحطاوی و حکم الاذان کالصلوٰۃ تعجیلا و تاخیرا اور اذان کا حکم
نماز کے مانند ہی تعجیل اور تاخیر مین تفصیل سابق کے موافق ذکرہ تحریا و کل ما لا یجوز مکروہ صلوٰۃ مطلقاً ولو قضاء او واجبۃ او نافلۃ او علی جنازۃ و سجدۃ تلاوۃ و سہو
لا شکر قنیۃ مع شروق اور طلوع آفتاب کے ساتھ مکروہ تحریمی ہی مطلقاً نماز اگرچہ قضا ہو یا واجب یا نفل یا جنازہ پر کی نماز اور سجدہ تلاوت اور سجدہ سہو کا شارح
نے کہا شکر کا سجدہ اُسوقت مکروہ نہین کذا فی القنیہ اور جو چیز جائز نہین وہ مکروہ ہی م یہ جواب ہی سوال مقدر کا وہ یہ ہی کہ مصنف نے مکروہ مین مطلق نماز کو
جو غیر منعقد کو بھی شامل ہی ذکر کیا اور غیر منعقد باطل ہی نہ مکروہ خلاصہ جواب یہ ہی کہ مصنف نے کراہت لغوی کا ارادہ کیا اور شارع غیر جائز کو مکروہ رکھتا ہی خواہ
غیر جائز حرام ہو یا باطل یا مکروہ باصطلاح فقہ پھر معلوم کرنا چاہیے کہ اصل مین مذکور ہی کہ جبتک آفتاب بقدر نیزہ بلند نہو تو وہ در حکم طلوع ہی اور امام فضلی کا یہ قول
مختار ہی کہ جبتک آدمی آفتاب کے دیکھنے پہ قدرت رکھتا ہی وہ طلوع مین داخل ہی اُسمین نماز حلال نہین پھر جب عاجز ہو اسکے نظر کرنے سے تو نماز حلال ہو گئی یہی تفسیر تعبیر
صحیح کی مناسب ہی جیسا کہ سابق مین گذر گیا کذا فی الطحطاوی الا العوام فلا یمنعون من فعلہا لانہم یترکونہا والاداء الجائز عند البعض اولی من الترک اصلا کما فی
القنیۃ وغیرہا مگر عوام لوگ روکے نجاوین اسوقت کی نماز سے اسواسطے کہ وہ نماز چھوڑ دینگے اور جو ادا کہ بعضون کے نزدیک جائز ہی وہ بالکل چھوڑ دینے سے
اولے ہی جیسا کہ قنیہ وغیرہا مین ہی م بعض سے یہان امام شافعی رح مراد ہین کذا فی الطحطاوی و استواء الا النفل یوم الجمعۃ علی قول الثانی المصحح المعتمد کذا فی
الاشباہ ونقل الحلبی عن الحاوی ان علیہ الفتوی اور نماز مطلق مکروہ تحریمی ہی آفتاب کے متوسط ہونے کے وقت آسمان مین یعنے ٹھیک دوپہر کو مگر روز
جمعہ کے نفل مکروہ نہین ابو یوسف رح کے قول مصحح معتمد پر جیسا کہ اشباہ مین ہی اور حلبی شارح منیہ نے حاوی سے نقل کیا کہ ابو یوسف رح کے قول پر
فتوے ہی و غروب الا عصر یومہ فلا یکرہ فعلہ لادائہ کما وجب بخلاف الفجر والاحادیث تعارضت فتساقطت کما بسطہ صدر الشریعۃ اور نماز مکروہ تحریمی
ہی آفتاب کے غروب ہونے کے ساتھ مگر روز غروب کی عصر تو اُسکا پڑھنا اسوقت مکروہ نہین بسبب اُسکے ادا ہو جانے کے جسطرح کہ وہ ناقص واجب
ہوئی تھی برخلاف فجر کے اور احادیث اسمین متعارض ہین تو ساقط الادا ہو گئی جیسا کہ شرح وقایہ مین صدر الشریعہ نے اُسکو مشرح بیان کیا ہی م اُسی
دن کی عصر جائز ہی یعنے کل کی عصر غروب کے وقت جائز نہین وجوب ناقص کی وجہ یہ ہی کہ وجوب عصر کا سبب آخر وقت ہی یعنے تغیر آفتاب کا
وقت اور وہ ناقص ہی یعنے عبادت کفار کا وقت ہی برخلاف فجر کے کہ اُسکا تمام وقت کامل ہی تو وجوب بھی کامل ہی تو طلوع ہونے سے وہ باطل

ہوجاوے گی وقت اداکے ناقص ہونے سے تعارض احادیث کا یہ بیان ہی کہ جماعۂ محدثین نے حدیث مرفوع ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ جس شخص نے عصر کی ایک
رکعت قبل غروب کے پائی اُسے پوری نماز پائی اور جسنے ایک رکعت صبح کی پائی قبل طلوع آفتاب کے تو اُسنے پوری صبح کی نماز پائی چونکہ اس حدیث مین
اور اُس حدیث مین جسمین اوقات ثلثہ مین نماز ممنوع ہی تعارض واقع ہوا تو ہمنے قیاس کی طرف رجوع کیا دفع تعارض کے واسطے چنانچہ تعارض کا یہی حکم ہی
تو ہمنے اس حدیث کے حکم کو ترجیح دی عصر کی نماز مین کذا فی الطحطاوی عن البحر وینعقد نفل بشروع فیہا بکراہۃ التحریم کراہت تحریمی کے ساتھ منعقد ہوتی ہی
نفل اوقات ثلثہ مین شروع کرنے سے یعنے تو اُسکا قطع کرنا اور اسکو کامل وقت مین قضا کرنا واجب ہی م جسکا نماز نام ہی اگرچہ مجازاً اسکو نماز بولتے ہین تین
قسم ہی فرض واجب نفل اول قسم علمی ہی اور قطعی تو فرض علمی وتر ہی اور فرض قطعی کفایہ ہی اور عین سو فرض کفایہ نماز جنازہ ہی اور فرض عین نماز پنجگانہ اور
جمعہ اور سجدہ صلبیہ ہی اور قسم ثانی یا واجب لعینہ ہی یعنے جو خدا کے واجب کردینے سے ہو یا واجب لغیرہ ہی یعنے جو بندہ نے اپنے اوپر اپنے فعل سے واجب کرلیا
ہو سو واجب لعینہ وتر اور نماز عیدین اور سجدۂ تلاوت ہی اور واجب لغیرہ سجدۂ سہو اور دو رکعتین طواف کی اور اُس نفل کی قضا جسکو اُسنے فاسد کردیا
اور نذر کی نماز اور قسم ثالث یعنی نفل یا سنت موکدہ ہی یا غیر موکدہ اور اسکو دریافت کرکہ اوقات مکروہہ دو نوع ہین نوع اول طلوع اور استوا اور غروب ہی
اور نوع ثانی مابین فجر اور آفتاب کے اور مابین نماز عصر کے آفتاب کے زرد ہونے تک تو اوقات کے نوع اول مین جمیع اقسام مذکورۂ نماز کی منعقد نہین ہوتی
مگر نفل اور نذر مقید باوقات مذکورہ اور قضا اُس نفل کی جسکو اُنھین اوقات مین فاسد کیا اور نماز اُس جنازہ کی جو اُنھین وقتون مین آیا اور سجدۂ تلاوت
اُس آیت کا جو اُنھین مین پڑھی گئی اور عصر اُسی دن کی منعقد ہوتی ہین یہ چھ نماز ین کراہت کے ساتھ تو اُنکو قطع کرنا اور کامل وقت مین قضا کرنا واجب ہی
مگر اُسی دن کی عصر کو قطع کرنا جائز نہین اور نوع ثانی مین تمام اقسام مذکورہ نماز کی منعقد ہوجاتی ہین سوا ے نفل اور واجب لغیرہ کے کہ اُسکا انعقاد کراہت
کے ساتھ ہوتا ہی تو اُسکا قطع اور قضا کامل وقت مین واجب ہی کذا فی الحلبی لاینعقد الفرض وما ہو ملحق بہ کواجب لعینہ کوتر وسجدۃ تلاوۃ وصلوٰۃ
جنازۃ تلیت الآیۃ فی کامل وحضرت الجنازۃ قبل لوجوبہ کاملا فلا یتادی ناقصاً اوقات ثلثہ مین منعقد نہین ہوتا ہی فرض اور جو فرض کے ساتھ
ملحق ہی چنانچہ واجب لعینہ مانند وتر کے اور سجدہ اُس آیت کا جو کامل وقت مین پڑھی گئی اور نماز اُس جنازہ کی جو حاضر ہوا ان وقتون سے پہلے
بسبب اُسکے واجب ہونے کے کامل ہوکر تو ادا نہوگا ناقص ہوکر فلو وجبتا فیہا لم یکرہ فعلہما ای تحریماً اور اگر سجدۂ تلاوت اور نماز جنازہ اُنھین اوقات مین
واجب ہوئی تو اُنکا فعل مکروہ نہین یعنے مکروہ بکراہت تحریمی نہین م تحریمی کی قید سے معلوم ہوا کہ کراہت تنزیہی ثابت ہی وفی التحفۃ الافضل ان لا توخر الجنازۃ
اور تحفہ مین ہی کہ بہتر یہ ہی کہ اوقات ثلثہ مین جنازہ کی نماز کی تاخیر نکرے م صاحب بحر اور نہر نے بھی اسی قول کو ثابت رکھا ہی کذا فی الطحطاوی و
صح مع الکراہۃ تطوع بدا بہ فیہا ونذر اداہ فیہا وقد نذرہ فیہا وقضاء تطوع بدا بہ فیہا فاسدہ لوجوبہ ناقصاً اور صحیح ہی کراہت کے ساتھ
وہ نفل جسکو شروع کیا اُنھین اوقات مین اور وہ نذر کی نماز جسکو ادا کیا اُنھین وقتون مین اور حالانکہ نذر بھی اُنھین مین کی اور اس نفل کی قضا
جسکو اُنھین اوقات مین شروع کیا پھر اسکو فاسد کردیا وجہ صحت نقصان وجوب ہی ثم ظاہر الروایۃ وجوب القطع والقضاء فی کامل کما فی البحر پھر
معلوم کر کہ ظاہر الروایۃ وجوب قطع اور وجوب قضا ہی کامل وقت مین چنانچہ بحر الرائق مین ہی وفیہ عن البغیۃ الصلوٰۃ فیہا علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم
افضل من قراءۃ القرآن وکانہ لانہا من ارکان الصلوٰۃ فالاولی ترک ماکان رکنا لہا اور بحر الرائق مین بغیہ سے منقول ہی کہ اوقات مذکورہ مین نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا افضل ہی قرآن کے پڑھنے سے اور شاید کہ وہ اسواسطے ہی کہ قرآن خوانی نماز کے ارکان سے ہی تو جو نماز کا رکن ہی اُسکا
ترک اولے ہی م بغیہ بالضم وبالکسر بمعنی مطلوب ہی اور یہان کتاب کا نام ہی جو قنیہ کا مختصر ہی کذا فی الحلبی عن البحر وکرہ نفل قصداً ولو تحیۃ مسجد وکل ماکان
واجبا لا لعینہ بل لغیرہ وہو ما یتوقف وجوبہ علی فعلہ کمنذور ورکعتی طواف وسجدتی سہو والذی شرع فیہ فی وقت مستحب او مکروہ ثم افسدہ

و بوسنۃ الفجر بعد صلوٰۃ الفجر وصلوٰۃ عصر اور بعد فجر اور عصر کی نماز کے قصداً نفل مکروہ ہو اگرچہ تحیۃ المسجد ہو اور جو نماز کہ واجب لعینہ نہین بلکہ واجب
لغیرہ ہو واجب لغیرہ وہ ہو جسکا وجوب عبد کے فعل پر موقوف ہو چنانچہ نذر کی نماز اور طواف کی دو رکعتین اور دو سجدہ سہو کے اور جس نماز کو
شروع کیا مستحب یا مکروہ وقت مین پھر اسکو فاسد کر دیا اگرچہ فجر کی سنت ہو م یہ رد ہو اُس قول کا کہ جب فجر کی اقامت ہو اور فوت ہونے فرض کا
خوف ہو تو سنت کو شروع کرکے قطع کرے پھر اسکو قضا کرے طلوع سے پہلے وجہ رد یہ ہو کہ جس نفل کو فاسد کیا اسکی قضا اُسوقت مین مکروہ ہو علاوہ
ہو کہ قطع کے واسطے شروع کرنا شرعاً قبیح ہو نفل مین قصد کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر تہجد کی نماز پڑھتا ہو اور ایک رکعت کے بعد فجر طالع ہو تو افضل
یہ ہو کہ دوسری پڑھ لے کیونکہ نفل بعد فجر کے بدون قصد کے واقع ہوئی اور یہ نماز سنت فجر کے قائم مقام نہین ہو سکتی صحیح تر قول مین کذا فی
الطحطاوی ولو المجموعۃ بعرفۃ نفل وغیرہ عصر کے بعد مکروہ ہو اگر عصر ظہر کے ساتھ ملائی گئی ہو عرفات مین کذا فی النہر عن المعراج والقنیہ لا یکرہ قضاء
فائتۃ ولو وترا او لا سجدۃ تلاوۃ وصلوٰۃ جنازۃ مکروہ نہین قضا فوت ہو گئی نماز کی اگرچہ فائتہ وتر ہو اور نہ سجدہ تلاوت کا اور نہ نماز جنازہ بعد
نماز فجر اور عصر کے وکذا الحکم من کراہۃ نفل وواجب لغیرہ لا فرض وواجب لعینہ بعد طلوع فجر سوے سنتہ لتشغل الوقت بہ تقدیراً اور اسیطرح حکم ہو مکروہ
ہونے نفل اور واجب لغیرہ کا نہ فرض اور واجب لعینہ کا بعد طلوع ہونے فجر کے سواے سنت فجر کے بسبب مشغول ہونے اُسوقت یعنے فجر کی نماز فجر کے
ساتھ تقدیراً یعنے شارع نے اُسوقت مین نوافل اور واجب کی گنجائش نہین رکھی سواے سنت فجر کے م کراہت نفل کی دلیل صحیح مسلم کی وہ حدیث ہو جو
ام المومنین حفصہؓ سے مروی ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر طلوع کرتی تھی نہین پڑھتے تھے مگر ہلکی دو رکعتین اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو
رکعت سنت سے زیادہ نہین پڑھتے تھے باوجود شوق کثرت نوافل اور مجتبیٰ مین ہو کہ سنت فجر مین خفیف قرات چاہیے بدلیل قول ابن عمرؓ کہ مین نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ دونون رکعتون مین (قل یا ایہا الکافرون) اور (قل ہو اللہ) پڑھتے تھے کذا فی العینی حتے لو نوی تطوعاً کان سنۃ الفجر بلا تعیین
یہانتک کہ اگر بعد طلوع فجر کے کسی نفل کی نیت کی تو وہ سنت فجر کی ہو جاویگی بدون تعیین کرنے کے م یہ مبنی ہو اس قول راجح پر کہ تعیین نیت شرط
نہین سنت اور مستحب مین بلکہ اسکو مطلق نیت نماز کی کافی ہو کذا فی الطحطاوی وقبل صلوٰۃ مغرب لکراہۃ تاخیرہ الا یسیرا اور مکروہ ہو نفل اور واجب
لغیرہ نماز مغرب سے پہلے بسبب مکروہ ہونے تاخیر مغرب کے مگر تھوڑی تاخیر مکروہ نہین م قضا فائتہ اور نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت اُسوقت بلا کراہت جائز
ہو اور پہلے مغرب کی نماز پڑھے پھر جنازہ کی نماز پھر سنت مغرب کی اور شاید کہ یہ افضلیت کا بیان ہو اور شرح منیہ مین ہو کہ فتویٰ اسپر ہو کہ جمعہ کی سنت کے
بعد نماز جنازہ کی پڑھے تو بموجب اسکے مغرب کی سنت سے بھی تاخیر جنازہ چاہیے اسواسطے کہ موکد تر ہو کذا فی الطحطاوی عن البحر وعند خروج امام
من الحجرۃ او قیامہ للصعود ان لم یکن لہ حجرۃ لخطبۃ ما وسیجی انہا عشر الی تمام صلوتہ اور مکروہ ہو نفل اور واجب لغیرہ وقت نکلنے امام کے حجرہ سے کوئی خطبہ
پڑھنے کے واسطے یا امام کے کھڑے ہونے کے وقت منبر پر چڑھنے کے لیے اگر امام کا حجرہ نہو آخر نماز امام تک اور آگے باب العیدین مین آویگا کہ سب خطبے دس ہین
یعنی خطبہ جمعہ اور خطبہ عید الفطر اور خطبہ عید الضحی اور تین خطبہ حج کے اور خطبہ ختم قرآن اور خطبہ نکاح اور خطبہ استسقا اور خطبہ کسوف بخلاف فائتۃ فانہا
لا تکرہ برخلاف نماز فائتہ کہ اسکی قضا وقت خطبہ مکروہ نہین وقیدہ المصنف فی الجمعۃ بواجبۃ الترتیب والا فیکرہ وبہ یحصل التوفیق بین کلامی النہایۃ والصدر
اور مصنف نے فائتہ مین باب الجمعہ مین لازم الترتیب کی قید لگائی اور اگر وہ نماز فائتہ لازم الترتیب نہین تو اسکی قضا خطبہ کے وقت مکروہ ہو اور
اس قید سے موافقت حاصل ہوتی ہو نہایہ اور صدر الشریعہ کے دونون کلام بین م صاحب نہایہ کہتا ہو کہ وقت خطبہ فائتہ مکروہ نہین اور
شرح وقایہ مین صدر الشریعہ کا یہ قول ہو کہ مکروہ ہو تو صاحب نہایہ کا قول لازم الترتیب پر محمول ہو اور صدر الشریعہ کا کلام غیر لازم الترتیب
پر وکذا یکرہ تطوع عند اقامۃ صلوٰۃ مکتوبۃ الا سنۃ فجر ان امن فوت جماعتہا امام مذہبہ بحدیث اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ اور اسی طرح نفل مکروہ ہو

نماز فرض کی اقامت کے وقت بدلیل اس حدیث کے کہ جب اقامت ہو نماز کی تو سوائے فرض کے کوئی نماز نہین شارح نے کہا اقامت سے مراد اپنے
ہم مذہب امام کی اقامت ہے م مفہوم کلام شارح یہ ہے کہ مخالف مذہب کے اقامت مین نفل مکروہ نہین خواہ معلوم ہو کہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت
کرتا ہے یا معلوم نہو اور بحر الرائق مین یون ہے کہ جب مراعات معلوم ہو تو اقتدا مکروہ نہین اور یہ مستلزم کراہت نفل ہے کذا فی الطحطاوی **الاسنۃ فجر ان لم
یخف فوت الجماعۃ ولو بادراک تشہدہا فان خاف ترکہا اصلا** اقامت فرض مین نفل مکروہ ہے مگر سنت فجر کی مکروہ نہین اگر جماعت کے فوت ہوجانے کا
خوف نہو اگرچہ حصول اسکے التحیات کے پاجانے سے ہو پھر اگر ڈرے فوت جماعت سے تو سنتون کو ترک کرے اصل سے یعنی انکو قضا بھی نکرے قبل طلوع
کے اور نہ بعد طلوع کے بلکہ اسی دن قبل از زوال قضا کرے اور یہ جو شارح نے ادراک تشہد کو ذکر کیا سو مصنف اور شرنبلالی اور صاحب بحر کے کلام کا
اعتبار کیا ہے لیکن صاحب نہر الفائق نے اسکی تضعیف کی اور ظاہر مذہب کو اختیار کیا یعنے بعد اقامت کے سنت فجر نہ پڑھے جبکہ یہ جانے کہ ایک رکعت جماعت
کے ساتھ پاویگا کذا فی الطحطاوی **وما ذکر من الحیل مردود** اور جو حیلے کہ قضاء سنت فجر کے واسطے مذکور کیے ہین سو مردود ہین مقبول نہین م از انجملہ یہ حیلہ ہے کہ سنت
کو شروع کرے پھر قطع کرے تو اب سنت واجب ہو گئی تو اسکو قضا کرے قبل طلوع آفتاب کے یا سنت مین شروع کرے پھر فرض مین شروع کرے بدون قطع
کے پھر اسکو قضا کرے قبل طلوع کے وجہ رد یہ ہے کہ شروع کسی امر کا کرنا قطع کے واسطے شرعاً قبیح ہے اور دونون حیلون مین قطع ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ اسمین
واجب لغیرہ کو فجر کے وقت مین ادا کیا اور حالانکہ وہ مکروہ ہے چنانچہ مذکور ہو چکا **وکذا یکرہ غیر المکتوبۃ عند ضیق الوقت** اور اسی طرح مکروہ ہے نفل وغیرہ سوائے
وقتی فرض کے وقت کی تنگی کے وقت م مکتوبہ سے فرض وقتی مراد ہے تو نفل اور سنت اور واجب اور فائتہ سب مکروہ ٹھہرین اور ضیق وقت سے وقت مستحب مراد ہے
کیونکہ ترتیب ساقط ہوجاتی ہے وقت مستحب کی تنگی سے تو اگر شارح یون کہتا وکذا یکرہ غیر الوقتیۃ عند ضیق الوقت المستحب تو بہتر ہوتا کذا فی الحلبی یعنے غیر
وقتیہ مکروہ ہے وقت مستحب کے تنگ ہونے کے وقت **وقبل صلوۃ العیدین مطلقاً** اور مکروہ ہے نفل عیدین کی نماز سے پہلے ہر طرح یعنے مسجد مین
بھی اور گھر مین بھی **وبعدہا بالمسجد لا ببیت فی الاصح** اور بعد نماز عیدین کے مسجد مین نفل مکروہ ہے نہ گھر مین صحیح تر قول مین م یہ رد ہے اس قول کا کہ گھر
مین نفل مکروہ نہین نہ قبل عید کے نہ بعد عید کے اور اس قول کا کہ عید کے بعد نفل مکروہ نہین نہ گھر مین نہ مسجد مین کذا فی الحلبی **وبین صلوتی الجمع
بعرفۃ ومزدلفۃ** اور مکروہ ہے نفل مابین دو نمازون کے جو ملائی جاتی ہین عرفہ اور مزدلفہ مین م یعنے عرفات مین ظہر کے وقت ظہر اور عصر ملا کر پڑھتے ہین اور
مزدلفہ مین مغرب اور عشا پڑھتے ہین عشا کے وقت سو ان دو دو نمازون کے درمیان نفل پڑھنا مکروہ ہے **وکذا بعدہا کما مر** اور اسی طرح نفل مکروہ ہے
عرفات کی دو نمازون کے بعد چنانچہ مذکور ہو چکا عند قولہ ولو المجموعۃ بعرفۃ م ضمیر تثنیہ کی عرفات کی دو نمازون کی طرف راجع ہے فقط نہ مزدلفہ کی نمازون
کی طرف بھی اگرچہ کلام شارح اسکا بھی موہم ہے اسواسطے کہ مزدلفہ کی نمازون کے بعد نفل مکروہ نہین کذا فی الحلبی **وعند مدافعۃ الاخبثین او احدہما او الریح**
اور مکروہ ہے نماز بول اور براز یا فقط بول یا فقط براز یا ریح کے دبانے کے وقت **ووقت حضور طعام تاقت نفسہ الیہ** اور نماز مکروہ ہے اس کھانے کے حاضر ہونے
کے وقت جسکی طرف آدمی کا دل مشتاق ہے م بطریق مفہوم معلوم ہوتا ہے کہ اگر طعام کی طرف طبیعت حریص نہو تو نماز مکروہ نہین کذا فی الطحطاوی
وکذا کل ما یشغل بالہ عن افعالہا ویخل بخشوعہا کائنا ما کان اور طعام کے مانند ہر ایک وہ چیز ہے جو نمازی آدمی کے دل کو نماز کے افعال سے باز رکھے
اور نماز کے خشوع وخضوع مین خلل ڈالے کوئی چیز ہو یعنے ایسی چیز کے ہونے کے وقت جو حضور دل کی مانع ہے نماز مکروہ ہے اور حضور دل اہل دل کے
نزدیک فرض ہے حدیث مین وارد ہے کہ انسان کو نماز سے فائدہ نہین مگر بقدر حضور دل تو کا ہے نماز کا دسوان حصہ اسکو ملتا ہے یا کم یا زیادہ کذا فی الطحطاوی
فہذہ نیف وثلثون وقتا تو یہ چند اور تیس وقت ہین جنمین نماز مکروہ ہے یعنے طلوع آفتاب اور استوا اور غروب اور بعد نماز فجر اور بعد نماز عصر اور قبل
نماز فجر اور قبل نماز مغرب کے اور دس خطبون کے وقت اور اقامت فرض کے وقت اور ضیق وقت مین اور عید الفطر کی نماز سے پہلے اور اسکے بعد

مسجد مین اور عید اضحیٰ کی نماز سے پہلے اور اُسکے بعد مسجد مین اور مابین جمع تقدیم کے عرفات مین اور مابین جمع تاخیر کے مزدلفہ مین اور مدافعت بول کے وقت اور مدافعت براز کے وقت اور دونون کی مدافعت کے وقت اور مدافعت ریح کے وقت اور اُس طعام کے حضور کے وقت جسکی طرف طبیعت مشتاق ہی اور اُس چیز کے حضور کے وقت جو مانع حضور قلب ہی اور عشا پڑھنا آدھی رات کے بعد اور تاخیر مغرب کی تارون کے چھٹکنے تک اور اگر عرفہ کی نمازون کے بعد کا اور اوقات مستحبہ کے مقابل کا اعتبار کیجیے چنانچہ مقابل اسفار کا صبح مین اور مقابل ابراد کا ظہر صیف مین تو انپر زیادہ ہو جادین **فائدہ** طلوع اور استوا اور غروب کی کراہت ان اوقات کے نقصان کے سبب سے ہی یعنے عبادت کفار کے وقت مین اور انکے سوا اور اوقات مین وجہ کراہت نقصان وقت نہین

بلکہ اور وجوہ ہین کذا فی الطحطاوی وکذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبۃ وفی طریق ومزبلۃ ومجزرۃ ومقبرۃ ومغتسل وحمام وبطن واد ومعاطن ابل وغنم وبقر اور اسی طرح اوقات مذکورہ کے مانند نماز مکروہ ہی چند مکانون مین چنانچہ کعبہ معظمہ پر اور راہ مین اور سرگین گاہ اور جہان جانور ذبح ہوتے ہین اور قبرستان مین اور غسل خانہ مین اور حمام مین اور نالے کے اندر اور اونٹ اور بھیڑ بکری اور گاے بیل کے گھاٹ پر یعنے جہان پانی پی کر اُسکے پاس چوپائے بیٹھے ہین

زاد فی الکافی ومرابط دواب واصطبل وطاحون وکنیف وسطوحہا ومسیل واد وارض مغصوبۃ اوللغیر لو مزرعۃ او مکروبۃ وصحراء بلا سترۃ نماز کافی مین اتنا زیادہ کہا اور نماز مکروہ ہی چوپایون کے بندھنے کے مقامون مین اور گھوڑون کے اصطبل مین اور اُس چکی کے پاس جسکو بیل یا گدھے گھماتے ہین اور پاخانہ مین اور انکی چھتون پر اور نالہ بہنے کے مقام مین یا چھینی ہوئی زمین مین یا بیگانی زمین مین بشرطیکہ بوئی یا جوتی ہو اور جنگل مین بدون سترہ یعنے جبکہ چلنے والے کیواسطے کوئی چیز اوٹ نہو ویکرہ النوم قبل العشاء اور مکروہ ہی سونا نماز عشا سے پہلے م یہ اُسکے حق مین محمول ہی جسکو نماز کے واسطے جاگنے کا اعتماد نہو کذا فی البحر والکلام المباح بعدہا اور مکروہ ہی مباح کلام کرنا عشا کے بعد م مباح کلام سے مراد وہ کلام ہی جسکی حاجت نہو اور حاجت والے کلام سے کراہت لازم نہین آتی چنانچہ قرآن پڑھنا اور ذکر کرنا اور حکایات صالحین اور مذاکرہ فقہ اور حدیث کا اور گفتگو کرنا مہمان کے ساتھ کذا فی البحر

وبعد طلوع الفجر الی ادائہ ثم لا باس بمشیہ لحاجتہ وقیل یکرہ الی طلوع ذکار وقیل الی ارتفاعہا فیض اور مکروہ ہی بات چیت کرنا بعد طلوع ہونے فجر کے نماز فجر کے ادا کرنے تک پھر نماز کے بعد کچھ ڈر نہین چلنے پھرنے مین اپنی حاجت کے لیے اور بعضون نے کہا طلوع فجر سے تا طلوع آفتاب مکروہ ہی یعنے وہی کلام جسکی طرف متکلم کی حاجت نہو اور بعضون نے کہا آفتاب کے بلند ہونے تک کلام مکروہ ہی کذا فی الفیض م اور سنت فجر کے بعد کلام کرنے سے سنت باطل نہین ہو جاتی بقول معتمد لیکن ثواب کم ہو جاتا ہی چنانچہ آگے معلوم ہوگا **ولا جمع بین فرضین فی وقت بعذر**

سفر ومطر خلافا للشافعی اور جمع کرنا دو فرض نمازون کا ایک فرض کے وقت مین جائز نہین سفر اور بارش کے عذر سے برخلاف امام شافعی رح کے کہ انکے نزدیک سفر اور مطر کے عذر سے جمع کرنا درست ہی م بخاری اور مسلم مین ابن مسعود رض سے مروی ہی کہ اُسکی قسم جسکے سوائے کوئی معبود برحق نہین کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز کبھی نہین پڑھی مگر اُسکے وقت مین لیکن دو نمازون کو جمع کیا ظہر اور عصر کو عرفات مین اور مغرب اور عشا کو مزدلفہ مین کذا فی النہر وما رواہ محمول علی الجمع فعلا لا وقتا اور جو کہ امام شافعی نے جمع بین الصلوتین کی احادیث کی روایت کی ہی وہ جمع فعلی پر محمول ہی نہ جمع وقتی پر م جمع فعلی کی صورت یہ ہی کہ پہلی نماز مثلاً ظہر کی تاخیر کی اور دوسری نماز مثلاً عصر کی تعجیل کی تو درحقیقت یہ جمع حقیقی نہین بلکہ صوری اور ظاہری ہی اور جو صریح خروج وقت کی روایت ہی وہ قرب خروج پر محمول ہی چنانچہ فی قولہ تعالے فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ اے فَاِذَا قَارَبْنَ بُلُوْغَ الْاَجَلِ چنانچہ زیلعی مین ہی اور اس حل سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر مغرب کو سفر مین آخر وقت تک تاخیر کرے تو اسمین کراہت نہین کذا فی الطحطاوی **فان جمع فسد لو قدم الفرض علی وقتہ** پھر اگر دو فرضون کو جمع کیا ایک وقت مین تو وہ فرض فاسد ہی جسکو اُسکے وقت پر مقدم کیا یعنے اگر ظہر کے وقت عصر پڑھی تو عصر کی نماز فاسد ہو گئی **وحرم لو عکس ای اخرہ عنہ وان صح بطریق القضاء** اور حرام ہی تاخیر اگر اُسکے برعکس کیا

یعنے فرض کی تاخیر کی وقت سے چنانچہ مغرب عشا کے ساتھ ملاکر پڑھے اگرچہ تاخیر سے فرض صحیح ہی بطریق قضا کے الا لحاج بعرفۃ ومزدلفۃ کما سیجی

اگر حاجی کو جمع کرنا ظہر اور عصر کا عرفات مین اور مغرب اور عشا کا مزدلفہ مین ثابت ہی چنانچہ کتاب الحج مین آویگا ولا باس بالتقلید عند الضرورۃ اور کچھ مضائقہ نہین اپنے امام کے سوا دوسرے امام کی تقلید کرنے مین ضرورت کے وقت یعنے اگر امام شافعی کی سفر کی ضرورت سے جمع بین الصلوٰتین مین مثلاً تقلید کرے تو جائز ہی علے الخصوص سفر حجاز مین کہ وہان اہل قافلہ نہین ٹھہرتے اور تنہا رہنے مین جان ومال کا خوف ہی طحطاوی نے کہا کہ ظاہرا ضرورت کی قید سے معلوم ہوتا ہی کہ بدون ضرورت کے تقلید غیر امام جائز نہین اور یہ ایک قول ہی مذہب مین اور دوسرا قول مختار یہی ہی کہ تقلید دوسرے امام کی جائز ہی اگرچہ بدون ضرورت کے ہو گو کہ بعد وقوع اور نزول کے ہو چنانچہ خطبہ اس کتاب مین ہم مذکور کر چکے ہین اور البتہ مسائل

تقلید مین چند رسائل جداگانہ تصنیف ہوے ہین دونون قولون پر انتہی ما فی الطحطاوی ولکن بشرط ان یلتزم جمیع ما یوجبہ ذلک الامام لما قدمنا ان الحکم الملفق باطل بالاجماع لیکن دوسرے امام کی تقلید مین شرط ہی کہ لازم پکڑلے سب اُن احکام کو جنکو اس عمل کے واسطے اس امام نے واجب ٹھہرایا ہی اسواسطے کہ ہم آگے مذکور کر چکے ہین کہ جو حکم دو مذہب سے مخلوط ہی وہ بالاجماع باطل ہی م جمع بین الصلوٰتین مین امام شافعی رح کے احکام یہ ہین کہ اگر جمع تقدیم ہی تو اسمین شرط ہی پہلے نماز کی تقدیم اور جمع کی نیت کر لینا پہلی نماز کے فارغ ہونے سے پہلے اور دونون نمازون مین اسقدر جدائی نکرے جسکو عرف مین جدائی جانتے ہون اور جمع تاخیر مین اُسکے سوا کوئی شرط نہین کہ نیت کرے جمع بین الصلوٰتین پہلی نماز کے وقت خارج ہونے سے پہلے اور جمع تقدیم افضل ہی مسافر کو منزل پر اور جمع تاخیر بہتر ہی چلنے کی حالت مین اور مسافر اکثر مبتلا ہوتا ہی ایسے فعل کا خصوصاً حاجی اور تقلید مین کچھ ڈر نہین کذا فی النہر الفائق

باب الاذان

یہ باب ہی اذان کے بیان مین م اذان بروزن زمان مصدر ہی اور بعضون نے کہا اسم مصدر ہی اسلیے کہ ماضی اُسکی اذّن بالتشدید ہی اور مصدر تاذین آتا ہی ہو لغۃ الاعلام کذان لغت مین بمعنی اعلام ہی یعنے آگاہ وخبردار کرنا وشرعا اعلام مخصوص لم یقل بدخول الوقت لیعم الفائتۃ وبین یدی الخطیب علی وجہ مخصوص بالفاظ کذلک ای مخصوصۃ اور شریعت مین اذان ایک مخصوص خبردار کرنا ہی یعنے نماز کے لیے بطریق مخصوص چند الفاظ معینہ ترتیب سے مصنف نے اذان کو اعلام مخصوص بدخول وقت نکہا تھا کہ اذان کی تعریف قضا کی اذان اور خطیب کے سامنے کی اذان کو بھی شامل ہے یعنی قضا کی اذان مین وقت نہین ہوتا اور خطیب والی اذان مین اگرچہ وقت ہی مگر اُسکی آگاہی تو اذان سے پہلے ہو چکی م جن لوگون نے دخول وقت کی قید لگائی ہی تو اُنھون نے اصل مشروعیت اذان کا لحاظ کیا ہی اور اس صورت مین اذان فائتہ اور خطیب کے سامنے کی بھی داخل رہیگی اور الفاظ مخصوصہ کی قید سے یہ اشارہ ہوا کہ فارسی مین اذان درست نہین گو لوگ جان لین کہ اذان ہوتی ہی کذا فی الشامی ناقلا عن السراج سببہ ابتداء اذان جبرئیل لیلۃ الاسراء واقامتہ حین اماسہ علیہ السلام ثم رویا عبد اللہ بن زید اذان الملک النازل من السماء فی السنۃ الاولی من الہجرۃ شروع مین اذان کا سبب جبرئیل علیہ السلام کی اذان ہی اور اقامت اُنکی شب معراج مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے امام ہونے کے وقت یعنی جب بیت المقدس مین آپ امام ہوے تھے حضرات انبیا علیہم السلام کے دو رکعت نفل مین پھر اسکے بعد خواب مین دیکھنا عبد اللہ بن زید انصاری کا اول سال ہجری مین اس فرشتے کی اذان جو آسمان سے اُترا تھا م یہان یہ اعتراض ہوتا ہی کہ غیر انبیا کے خواب پر بناء احکام شرعی نہین ہوتی پھر عبد اللہ وغیرہ کے خواب سے اذان کیسے مشروع ہوئی تو اُسکا جواب یہ ہی کہ ثبوت اذان کا فقط عبد اللہ وغیرہ کے خواب سے نہین ہوا بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوا بعد وحی کے اسواسطے کہ عبد الرزاق اور ابوداؤد نے مراسیل مین روایت کی کہ عمرؓ نے جب اذان خواب مین دیکھی اور حضرتؐ کو خبر دینے کو آئے تو معلوم ہوا کہ وحی مین اسکا حکم ہو چکا اور بلالؓ کی اذان کان مین پہونچی پس سوخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

باب الاذان

بیان سے ابتدائی مترجم شامی سے ترجمہ کی

فرمایا کہ اذان میں وحی تجھسے سبقت کر گئی ابن حجر مکی نے شرح بخاری میں ذکر کیا ہی کہ کچھ حدیثیں اس بات پر دال ہین کہ اذان مکہ معظمہ مین قبل ہجرت شروع
ہوئی چنانچہ طبرانی اور دارقطنی اور بزار نے اس مضمون کی حدیثیں روایت کی ہین مگر حق یہ ہی کہ اُن احادیث مین سے کوئی صحیح نہین خبر صحیح یہ ہی کہ شروع اذان
کا مدینہ پاک مین ہوا جیسا کہ مسلم مین مذکور ہی کذا فی الشامی وقیل ہو جبرئیل وقیل سوال اذان کا فرشتہ جبرئیل تھے یا کوئی اور جواب بعضون نے کہا جبرئیل
تھے اور بعضون نے کہا غیر جبرئیل علیہ السلام سببہ لقاء دخول الوقت اور اذان کا سبب بقا کی راہ سے نماز کے وقت کا داخل ہونا ہی م شامی نے کہا
کہ لقاء تمیز ہی جسکا مضاف الیہ پھیر دیا گیا ہی یعنی سبب اُسکے باقی رہنے کا اس سے یہ مراد ہی کہ جس سبب کے حادث ہونے سے اذان از سر نو کہنی پڑے وہ
دخول وقت ہی وہو سنۃ للرجال فی مکان عالٍ موکدۃ ہی کالواجب فی لحوق الاثم للفرائض الخمس اور اذان مردون کے واسطے اونچے مکان مین سنت
موکدہ ہی فرائض پنجگانہ کے لیے سنت موکدہ واجب کے مانند ہی گنہگار ہونے مین اُسکے چھوڑ دینے سے م محمد نے کہا کہ اگر اہل شہر ترک اذان پر اتفاق کرین
تو انکا قتال حلال ہی اور ابو یوسف رح نے کہا کہ وہ لوگ مارنے اور قید کرنے کے لائق ہین اور وہ سنت کفایہ ہی یعنے شہر مین ایک شخص کی اذان کفایت کرتی ہی
کذا فی الطحطاوی فی وقتہا ولو قضاء لانہ سنۃ للصلوٰۃ حتے یبرد بہ لا للوقت اذان سنت ہی فرائض کے وقت مین اگرچہ فرض قضا ہوا سواسطے کہ اذان نماز کی
سنت ہی نہ وقت کی یہانتک کہ گرمیون کے ظہر کی ٹھنڈے وقت اذان دیجاتی ہی یعنے تقدیم و تاخیر مین اذان نماز کی تابع ہی کذا فی الطحطاوی لا لسین بغیرہا
کعید اذان مسنون نہین سوائے فرض نماز ون کے لیے مانند عید کے م عید کے مانند نماز جنازہ اور نماز کسوف اور نماز استسقا اور تراویح اور سنن رواتب
مین اور وتر ہرچند امام اعظم کے نزدیک واجب ہی مگر چونکہ وقت عشا مین ادا کیا جاتا ہی تو عشا ہی کی اذان پر اکتفا کیا گیا کذا فی الشامی فیعاد اذان وقع
بعضہ قبلہ کالاقامۃ خلافا للثانی فی الفجر تو دوسری بار اذان کہی جائے اگر بعضے کلمات اذان کے فرض کے وقت سے پہلے واقع ہوئے ہین اقامت کے مانند
برخلاف ابو یوسف رح کے فجر مین یعنے اُنکے نزدیک آدھی رات کے بعد فجر کی اذان درست ہی م اقامت اگر قبل وقت ہو تو اُسکا اعادہ بالاتفاق ہی اور اگر
امام حاضر ہوا قامت کے بعد ساعت بھر پیچھے اور اُسنے فجر کی سنت پڑھی تو اقامت کو دوسری بار کہنا واجب نہین تو صریحًا معلوم ہو گیا کہ اگر اقامت کے بعد
فی الفور نماز نہ پڑھے تو اقامت باطل نہین ہوتی کذا فی الطحطاوی عن المنح بتربیع تکبیر فی ابتدائہ وعن الثانی مثنیٰ اذان سنت ہی چار بار تکبیر یعنی اللہ اکبر
کہنے کے ساتھ شروع اذان مین اور ابو یوسف سے ایک روایت مین دو بار تکبیر ہی م پہلے اذان مین چار بار اللہ اکبر کہے اسطرح کہ ایک آواز مین دو بار اور دوسری
آواز مین بھی دو بار اللہ اکبر کہے یعنی چار آواز دن سے چار ون تکبیر کو علیحدہ علیحدہ نکہے کذا فی الطحطاوی ویفتح راء اکبر والعوام یضمونہا روضۃ اکبر کی رے
کو زبر کے ساتھ کہے اور عوام لوگ اُسکو پیش دیتے ہین کذا فی روضہ م مضمرات مین ہی کہ موذن کو اختیار ہی چاہے اللہ اکبر کی رے کو ضمہ یعنی پیش دے چاہے جزم
اور اگر آتش زدگی مین اللہ اکبر چند بار مکرر کہے تو اسم ذات مرفوع ہی ہر بار اور اکبر کا لفظ پچھلی بار کے سوا چاہے پیش کے ساتھ کہے چاہے جزم کے ساتھ
کذا فی الطحطاوی عن ابی المسعود ولکن فی الطلبۃ معنی قولہ علیہ السلام الاذان جزم ای مقطوع المد فلا یقول اٰللہ اکبر لانہ استفہام وانہ لحن شرعی لیکن طلبہ
مین ہی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول الاذان جزم کا یہ مطلب ہی کہ اذان مقطوع المد ہی یعنے اللہ کے لفظ مین الف کو کشش نہین تو اُسکے الف کو بڑھا کر
نبولے کہ وہ پوچھنا ہی کہ کیا اللہ بڑا ہی اور یون کہنا شرعًا غلط ہی م جبکہ یہ شرعًا غلط ہوا تو اسطرح اذان مکروہ ہی اگر استفہام کا ارادہ کریگا تو کافر ہوگا کذا فی
الطحطاوی اور شامی مین ہی کہ سیوطی سے اس حدیث کا حال پوچھا گیا تو کہا کہ یہ حدیث ثابت نہین بلکہ ابراہیم نخعی کا قول ہی او مقطوع حرکۃ الآخر للوقف
فلا یقف بالرفع فانہ لحن لغوی فتاوی الصیرفیہ من الباب السادس والثلثین یا حدیث مذکور کا یہ مطلب کہ آخر کی حرکت مقطوع ہی تو وقف کرے پیش نہ دے
کہ وہ لغت عرب مین غلط ہی چنانچہ فتاوی صیرفیہ کے چھتیسوین باب مین ہی یعنے اذان مین جتنے جملے ہین سکے آخر حرف پر وقف کرے حرکت نہ دے لیکن
بنہ اللہ اکبر جو اذان مین ہین اُنمین سے اول اور تیسرے اور پانچوین مین اکبر کی رے کو چاہے ساکن ادا کرے چاہے فتحہ کے ساتھ آگے لا دے اور اگر

قولہ نفخ اول [illegible] ١٢

بیس سے ملادیگا تو خلاف سنت ہوگا کذا فی الطحطاوی والشامی ملخصًا ولا ترجیع فانہ مکروہ ملتقی اور اذان مین ترجیع نہین اسلیے کہ ترجیع مکروہ ہی کذا فی
الملتقی م ترجیع یہ ہی کہ شہادتین یعنی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ کو پہلے آہستہ کہے پھر
چارون کلمات کو زور سے کہے یہ شافعی مذہب مین سنت ہی اور ہمارے نزدیک مکروہ تنزیہی ہی کذا فی الحلبی اور ابی محذورہ کی اذان مین جو ترجیع حدیث مین
مذکور ہی وہ اس بات پر محمول ہی کہ بطریق تعلیم کے تھی کیونکہ جمیع روایات متفق ہین اسپر کہ بلال اذان مین ترجیع نکرتے تھے اسکے سوا طبرانی مین ابی محذورہ کی اذان
مین بھی ترجیع نہین تو عدم ترجیع ہی ثابت ہوا اور وجہ کراہت یہ ہی کہ اذان اعلام کے لیے مشروع ہی اور آہستہ کہنے سے اعلام نہین ہوتا کذا فی الشامی ولا لحن فیہ
ای تغنی بغیر کلماتہ فانہ لا یحل فعلہ وسماعہ کالتغنی بالقرآن اور اذان مین یعنے وہ راگنی جو اذان کے کلمات متغیر کردے کہ اسکا کرنا اور سننا حلال نہین جیسے قرآن کے
تغنی کا فعل اور سماع حلال نہین م لحن یہ ہی کہ حروف کے ادا مین اور انکی حرکات اور سکنات مین کمی بیشی واقع ہو چنانچہ گانے مین ایسا ہوتا ہی اور خطا اعرابی
کو بھی لحن بولتے ہین وبلا تغیر حسن اور خوش آوازی بغیر متغیر کرنے کلمات اور حرکات اور سکنات کے خوب ہی اذان اور قرآن مین م تغنی بلا تغیر خوب ہی اسواسطے
کہ تحسین صوت مطلوب ہی اور تحسین صوت کو تغیر لازم نہین کذا فی البحر وقیل لا باس بہ فی الحیعلتین اور قول ضعیف یہ ہی کہ کچھ ڈر نہین حی علی الصلوٰۃ اور حی
علی الفلاح کی لحن مین م قائل اس قول کا حلوانی ہی اور وجہ یہ بیان کی ہی کہ یہ دونون کلمات ذکر نہین اور لفظ لا باس بہ سے اشارہ ہی اسطرف کہ اولیٰ یہ ہی کہ
انمین بھی لحن نکرے کذا فی الشامی ویترسل فیہ بسکتۃ بین کل کلمتین ویکرہ ترکہ ویندب اعادتہ اور موذن اذان کو ٹھہر ٹھہر کہے اندک سکوت کرکے دو دو کلمے
کے درمیان مین اور ترسل یعنے سکتہ کا ترک کرنا مکروہ ہی اور اُسکے ترک سے اذان کو پھر کہنا مستحب ہی کذا فی الطحطاوی عن الظہیریۃ ویلتفت فیہ وکذا فیہا مطلقًا وقیل
ان المحل متسعًا یمینًا وشمالًا فقط لئلا یستدبر القبلۃ بصلاۃ وفلاح اور اذان مین مُنہ پھیرے داہنے اور بائین حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہنے کے
ساتھ اور اسی طرح اقامت مین التفات کرے ہر حال مین یعنی جگہ مین وسعت ہو یا نہو اور بعضون نے کہا کہ اگر جماعت کا مکان کشادہ ہو تو التفات کرے
التفات فقط داہنے اور بائین ہی تاکہ پشت واقع ہو قبلہ کیطرف ولو وحدہ او لمولود لانہ سنۃ الاذان مطلقًا التفات مذکور ترک نکرے اگرچہ موذن تنہا ہو یا بچہ
ہونے کے وقت اذان کہتا ہو اسواسطے کہ التفات اذان کی سنت ہی ہر طرح ویستدیر فی المنارۃ لو متسعۃ ویخرج راسہ منہا اور موذن گردش کرے اذان گاہ
منارہ مین اگر وہ کشادہ ہو اور اپنا سر اسکے طاقچے سے نکالے لوگون کے خبردار کرنے کو م آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت منارہ اذان کے لیے نہ تھا
حضرت بلال مسجد کی چھت پر اذان کہا کرتے تھے بعد کو امیر معاویہ رض کے حکم سے منارہ بنا گیا ویقول ندبًا بعد فلاح اذان الفجر الصلوٰۃ خیر من النوم
مرتین لانہ وقت نوم اور استحباب کے طریق سے دو بار کہے اذان فجر کی حی علی الفلاح کے بعد الصلوٰۃ خیر من النوم یعنی نماز بہتر ہی نیند سے اسواسطے کہ یہ نیند کا وقت
ہی ویجعل ندبًا اصبعیہ فی صماخ اذنیہ فاذانہ بدونہ حسن وبہ احسن اور بطریق استحباب کے کرے اپنی دونون اُنگلیان اپنے دونون کانون کے سوراخ مین
کیونکہ ان بغیر انگلی رکھنے کے خوب ہی اور انگلی رکھکر بہت خوب ہی م کان مین انگلی رکھنے کا فائدہ یہ ہی کہ اس فعل سے آواز بلند ہوتی ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت بلال رض کو فرمایا کہ دونون کانون مین انگلیان کرلو کہ اس سے تمھاری آواز زیادہ بلند ہوگی اور دوسرا فائدہ یہ ہی کہ بہرا اور دور کا آدمی آواز نہین سُنتا اس فعل کو
دیکھکر آگاہ ہوجاتا ہی کہ اذان ہی والاقامۃ کالاذان فیما مر اور اقامت جسکو عوام تکبیر بولتے ہین اذان کے مانند ہی احکام مذکورہ مین م اذان کے احکام جو متن
مین مذکور کیے دس ہین یعنی مسنون ہونا فرائض کیواسطے اور اعادہ اسکا اگر وقت سے پہلے ہوئی اور شروع کرنا چار تکبیر سے اور ترجیع نکرنا اور لحن نکرنا اور ٹھہر ٹھہر کے کہنا اور
التفات اور گردش اور فجر مین الصلوٰۃ خیر من النوم کا زیادہ کرنا اور کانون مین انگلیان رکھنا لیکن مصنف نے تین احکام کو ان احکام عشرہ سے نکال ڈالا تو ٹھہر ٹھہر کہنے
کے بدلے جلد جلد کہنا اور الصلوٰۃ خیر من النوم کے عوض قد قامت الصلوٰۃ کہنا اور کان مین انگلی نرکھنا مذکور کیا تو سات حکم مشترک باقی رہے حلبی نے کہا تو مصنف کو گردش
کا نفی کرنا بھی لازم تھا لکن ہی ای الاقامۃ کذا الامامۃ افضل منہ فتح لیکن اقامت اور اسیطرح امامت افضل ہی اذان سے کذا فی الفتح ولا یضع المقیم اصبعیہ فی اذنیہ لانہا اخفض اور اقامت

کہنے والا اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں نرکھے اسواسطے کہ اقامت کی آواز پست تر ہوتی ہی اذان کی آواز سے ویحدر بضم الدال ای یسرع فیہا اور اقامت کہنے میں جلدی کرے یعنی بین الکلمتین سکتہ نکرے شارح نے کہا کہ یحدر بضم دال بمعنی یسرع یعنے سرعت کرے فلو ترسل لم یعدہا فی الاصح تو اگر اقامت ٹھہر ٹھہر کہا اذان کے مانند تو اسکا اعادہ نکرے صحیح تر قول میں م لیکن اگر اذان کو جلد جلد تکبیر کیطرح کہیگا تو اسکا دوبارہ کہنا مستحب ہی کیونکہ اذان میں تکرار شروع ہی چنانچہ جمعہ کے روز اور تکبیر میں تکرار شریعت میں ثابت نہیں ویزید قد قامت الصلوة بعد فلاحیہا مرتین اور اقامت کی حی علی الفلاح کے بعد دوبار کہنے قد قامت الصلوة وعند الثلثة ہی فرادی اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد تینوں کے نزدیک اقامت ایک ایک کلمہ ہو ویستقبل غیر الراکب القبلة بہما اور سوار کے سوا اور شخص اذان اور اقامت میں قبلہ رخ ہو جائے م جماعت کے واسطے سوار ہو کر اذان کہے سفر کے حال میں سوار کو اپنے واسطے اذان اور اقامت درست ہی اور استقبال قبلہ شرط نہیں ویکرہ ترکہ تنزیہا اور ترک استقبال قبلہ مکروہ تنزیہی ہی م صاحب محیط نے استقبال قبلہ کو احسن کہا ہیں صاحب بحر نے اس سے نکالا کہ اسکا ترک مکروہ تنزیہی ہی کذا فی الطحطاوی ولو قدم فیہا مؤخرا اعاد ما قدم فقط اور اگر اذان اور اقامت میں موخر لفظ کو مقدم کیا تو فقط مقدم لفظ کو پھر کہے یعنے اسی لفظ کا اسی کے محل میں اعادہ کرے مثلا حی علی الفلاح کو حی علی الصلوة سے پہلے کہدیا تو اعادہ صرف انہین دونوں کلموں کا صحیح طور پر کر دے تمام اذان کا اعادہ ضرور نہیں ولا یتکلم فیہما اصلا ولو رد سلام اور اذان اور اقامت میں اصلا کلام نکرے اگرچہ ہو وہ کلام جواب سلام کا م یعنے سلام کا جواب نہ دے نہ اپنے دل میں اور نہ اذان اور اقامت کے بعد یہی قول صحیح ہی اور کھکھارنا بھی کلام میں داخل ہی مگر تحسین صوت کے واسطے جائز ہی کذا فی البحر فان تکلم استأنفہ م اگر اذان اور اقامت میں بولا تو پھر سرے سے شروع کرے ویثوب بین الاذان والاقامة فی الکل للکل بما تعارفوہ اور موذن اذان اور اقامت میں بلادے سب نمازیوں کو بدون تخصیص امیر وغیرہ کے سب نمازوں میں جسطرح کہ انکے بلانے کی عادت ہو م تثویب یعنی اعلام بعد الاذان کا طریقہ یہ ہی کہ بعد اذان بقدر بیس آیت پڑھنے کے ٹھہر جائے پھر بلادے اسطرح کہ الصلوة الصلوة یا کہے کہ چلو نماز تیار ہی یا جسطرح کا رواج ہو پھر اسکے بعد بقدر بیس آیت کے توقف کرے پھر اقامت کہے کذا فی البحر مگر مغرب میں تثویب نہیں چنانچہ نقایہ کی شرح میں مصرح ہی اور ماتن کے اگلے کلام سے بھی نکلتا ہی ویجلس بینہما بقدر ما یحضر الملازمون مراعیا لوقت الندب اور موذن بیٹھ جائے اذان اور اقامت میں بقدر آنے ہمیشہ آنیوالوں کے وقت مستحب کی رعایت کر کے م جیسے صبح میں اسفار کا اور ظہر صیف میں ابراد کا ملاحظہ موذن کو لازم ہی الا فی المغرب فیسکت قائما قدر ثلث آیات قصار مگر مغرب میں تثویب اور جلوس نچاہیے تو موذن چپکا کھڑا رہے چھوٹی تین آیتوں کی مقدار ویکرہ الوصل اجماعا اور بلا توقف ملا دینا اذان اور اقامت کا بالاتفاق مکروہ ہی م بدلیل اس حدیث کے کہ تو اپنی اذان اور اقامت میں توقف کر اسقدر کہ کھانے والا اپنے کھانے سے فراغت حاصل کرے فائدہ فائدہ ملحقہ شارح کا التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنة سبعمائة واحدی وثمانین فی عشاء لیلة الاثنین ثم یوم الجمعة ثم بعد عشر سنین احدث فی الکل الا المغرب ثم فیہا مرتین وہو بدعة حسنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہنا نیا پیدا ہوا ربیع الآخر ۷۸۱ سال ہجری میں دوشنبہ کی رات پھر جمعہ کے دن پھر دس برس کے بعد پیدا ہوا سب نمازوں میں سوائے مغرب کے پھر مغرب میں بھی دوبار سلام کہنا رائج ہو گیا اور یہ امر بدعت حسنہ ہی م یہ فائدہ شارح نے جلال الدین سیوطی شافعی رح کے حسن المحاضرہ سے نقل کیا اور سخاوی کے قول بدیع میں ہی کہ اسکی ابتدا احداث سلطان صلاح الدین بن المظفر بن ایوب کے حکم سے ہوئی ۷۹۱ ہجری میں طحطاوی نے کہا کہ مغرب کا سلام ہمارے وقت میں رائج نہیں اور نہ سیوطی کی اس عبارت میں ہی جو نہر الفائق میں منقول ہی انتہی بدعت حسنہ وہ ہی جو قواعد شریعت کے مخالف نہو ویسن ان یؤذن ویقیم لفائتة رافعا صوتہ لو بجماعة او صحراء لا ببیتہ منفردا اور مسنون ہی اذان دینا اور اقامت کہنا قضا کی نماز کے واسطے آواز بلند کر کے اگر جماعت سے قضا کرتا ہو یا جنگل میں نہ اپنے گھر میں اکیلے اگر گھر میں بھی جماعت کے ساتھ قضا کرے تو بلند آواز سے اذان کہے وکذا یسنان لاولی الفوائت لا لفاسدة اور اسیطرح اذان اور اقامت مسنون ہی چند قضا نمازوں میں سے پہلی نماز کیواسطے نہ ناقص نماز کیواسطے یعنی

جسکا اعادہ کیا وقت مین ویخیر فیہ للباقی لوفی مجلس وفعلہ اولیٰ ویقیم للکل اور آدمی اذان اور اقامت مین مختار ہر قضا کی باقی نمازون کے واسطے اگر ایک مجلس مین ہو اور اگر چند مجالس مین قضاؤن کو ادا کرے تو ہر مجلس مین اذان واقامت کہے کذا فی الشامی اور باقی مین اذان کہنا بہتر ہو اور اقامت کہے سب نمازون قضا مین اسواسطے کہ جنگ خندق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار نمازون کی قضا مین اذان اور اقامت کا حکم کیا کذا فی الطحطاوی ولا یسن ذلک فیما تصلیہ النساء اداءً او قضاءً ولو جماعۃ کجماعۃ صبیان وعبید اور یہ یعنی اذان اور اقامت سنون نہین اُس نماز مین جسکو عورتین پڑھتی ہین ادا اور قضا اگرچہ جماعت سے پڑھتی ہون جیسے لڑکے اور غلامون کی جماعت مین اذان اور اقامت سنون نہین م اگر شارح بجاے ولو جماعۃ کے ولو منفردۃ کہتا تو بہتر تھا اسلیے کہ عورتون کی جماعت مشروع نہین رہی کذا فی الشامی ولا یسنان ایضاً لظہر یوم الجمعۃ فی مصر اور نہین اذان اور اقامت سنت نہین جمعہ کے دن ظہر کی نماز کیواسطے شہر مین م اسواسطے کہ اسمین شبہہ پڑتا ہے مخالفت جمعہ کا اور شہر کی قید سے معلوم ہوا کہ گانؤن مین اذان جمعہ کے روز مکروہ نہین ولا فیما یقضے من الفوائت فی مسجد لان فیہ تشویشاً وتغلیطاً اور نہین سنون اذان اور اقامت اُس نماز مین فوایت سے جسکو قضا کرتے ہون مسجد مین اسواسطے کہ اسمین لوگون کی پریشان خاطری اور غلط اندازی ہے یعنے وہ وقت کی اذان سمجھینگے ویکرہ قضاؤہا فیہ لان التاخیر معصیۃ فلا یظہرہا بزازیہ اور نماز فائتہ کا قضا کرنا مسجد مین مکروہ ہے اسواسطے کہ وقت سے نماز کا تاخیر کرنا گناہ ہے تو گناہ کو ظاہر کرے کذا فی البزازیہ م یہ وجہ جماعت مین ظاہر ہے نہ منفرد مین اسلیے کہ منفرد اذان آہستہ کہتا ہے مگر تعلیل مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قضا کو جا کر ادا کرنا مکروہ ہے خواہ جماعت مین ہو خواہ اکیلے ویجوز بلا کراہۃ اذان صبی مراہق وعبد اور بلا کراہت جائز ہے اذان صغیر مراہق یعنی عاقل اور غلام کی م کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہے ورنہ کراہت تنزیہی تو ثابت ہے جیسا کہ بحر الرائق مین خلاصہ سے منقول ہے کہ سوا انکے اور شخص اولیٰ ہے تو انکی اذان مین ترک اولیٰ ہوا کذا فی الشامی ولا یحل الا باذن کاجیر خاص اور غلام کو اذان جماعت کی حلال نہین مگر مولی کے اذن سے خاص مزدور کے مانند کہ اسکو بھی اذان حلال نہین بلا اذن مستاجر کیونکہ مراعات اوقات سے نقصان مولی اور مستاجر کا لازم آویگا اور اسیوجہ سے مزدور خاص کو نوافل کا پڑھنا درست نہین واعمی وولد زنا واعرابی اور جائز ہے اذان اندھے اور ولد الزنا اور دہقانی کی والا یستحق ثواب المؤذنین اذا کان عالماً بالسنۃ والاوقات ولو غیر محتسب بحر اور اذان کہنے والا موذنون کے ثواب کا مستحق نہین ہوتا مگر جبکہ وہ اذان کے طریقہ مسنونہ کو جانتا ہو اور نماز کے اوقات کو پہچانتا ہو اگرچہ غیر محتسب ہو کذا فی البحر یعنی اگرچہ صرف بہ نیت ثواب نہ کہتا ہو بلکہ اجرت لیکر اذان کہتا ہو طحطاوی نے کہا ولو غیر محتسب یقین کرنے کے لائق نہین اسواسطے کہ صاحب بحر نے اسکو بطریق احتمال کے بیان کیا ہے ویکرہ اذان جنب واقامتہ محدث لا اذانہ علی المذہب اور مکروہ ہے اذان نہانے کی حاجت والے کی اور اسکی اقامت اور بے وضو آدمی کی اقامت نہ اذان محدث کی مذہب درست پر م مکروہ سے مراد ظاہرا تحریمی ہے اور وجہ کراہت جنب کی اذان کی یہ ہے کہ وہ لوگون کو نماز کے لیے بلاتا ہے اور خود اسکی اجابت نہین کرتا کذا فی الشامی واذان امرأۃ وخنثی وفاسق ولو عالماً لکنہ اولیٰ بامامۃ واذان من جاہل تقی اور مکروہ ہے اذان عورت اور خنثی اور فاسق کی اگرچہ فاسق عالم ہو لیکن امامت اور اذان مین فاسق عالم اولیٰ ہے جاہل پرہیزگار سے یعنی جہان سوا اُس فاسق کے دوسرا عالم نہو کذا فی حاشیۃ الحلبی وسکران ولو بمباح اور اذان مکروہ ہے متوالے کی اگرچہ مباح چیز سے مست ہو گیا ہو جیسا کہ خراسانی اجوائن سے کمعتوہ وصبی لا یعقل جیسے مدہوش اور صغیر غیر عاقل کی اذان مکروہ ہے وقاعد الا اذا اذن لنفسہ اور مرد نشستہ کی اذان مکروہ ہے مگر جبکہ وہ اپنے واسطے اذان کہے تو مکروہ نہین وراکب الا لمسافر اور سوار کی اذان مکروہ ہے مگر مسافر سوار کی اذان مکروہ نہین ویعاد اذان جنب ندباً وقیل وجوباً اور پھر کہی جاے اذان جنب کی استحباب کی راہ سے اور بعضون نے کہا کہ وجوب کی راہ سے لا اقامتہ لمشروعیۃ تکرارہ فی الجمعۃ دون تکرارہا دوبارہ نہی جاے اقامت جنب کی بسبب مشروع ہونے تکرار اذان کے جمعہ مین اور نہ مشروع ہونے اقامت کی تکرار کے یعنے جمعہ کی اذان مکرر ہونے سے معلوم ہوا کہ عدد سے تکرار اذان درست ہے وکذا یعاد اذان امرأۃ ومجنون ومعتوہ وسکران وصبی لا یعقل لا اقامتہم لما مر اور اسی طرح اعادہ کیا جاے عورت

اور دیوانہ اور مدہوش اور مست اور صغیر غیر عاقل کی اذان کا نہ اُنکی اقامت کا بدلیل گذشتہ یعنے تکرار اذان شرعًا ثابت ہی نہ تکرار اقامت ویجب استقبالہما
لموت موذن وغشیہ وخرسہ وحصرہ ولاملقن وذہابہ للوضوء لسبق حدث خلاصہ اور واجب ہی شروع سے کہنا اذان اور اقامت کا بسبب مرجانے مؤذن
کے اذان کہنے مین اور مرجانے مقیم کے اقامت کہنے مین اور بسبب اُسکے غش مین آجانے اور گونگا ہوجانے اور رُک جانے اور بند ہونے کے اور حالانکہ وہان
کوئی بتلانے والا نہین اور بسبب اُسکے جانے کے وضو کے واسطے وضو کے ٹوٹ جانے سے کذا فی الخلاصہ م موذن اور مقیم کا پانچون صورتون مین یکسان
حکم ہی شارح نے فقط موذن پر اسواسطے اکتفا کیا کہ اقامت کہنا مؤذن ہی کا حق ہی شامی مین کہا کہ پچھلی صورت مین یعنی اثنار اذان و اقامت مین بے وضو
ہوجانے مین مؤذن اور مقیم کو چاہیے کہ بعد اذان اور اقامت کے وضو کو جاے کیونکہ جب ابتدا بے وضو پوری اذان کہہ سکتا ہی تو ناقص کو بطریق اولی
تمام کرسکتا ہی لکن غیر فی السراج بندب لیکن سراج وہاج مین بلفظ یندب بیان کیا ہی یعنے کہا کہ پانچون صورتون مین شروع سے اذان اور اقامت کو کہنا
مستحب اور مندوب ہی واجب نہین وجزم المصنف بعدم صحۃ اذان مجنون ومعتوہ وصبی لایعقل اور یقین کیا ہی مصنف نے نہ صحیح ہونے اذان مجنون اور
مدہوش اور صغیر غیر عاقل کا قلت وکافر وفاسق لعدم قبول قولہ فی الدیانات مین کہتا ہون اور کافر اور فاسق کی بھی اذان صحیح نہین بسبب مقبول نہونے
اُنکے قول کے دین کے کامون مین شامی مین کہا کہ اوپر گذر چکا کہ فاسق کی اذان مکروہ ہی اور یہان شارح نے عدم صحت کو بیان کیا تو یہ برابری فاسق کی
کافر کے ساتھ شارح کیطرف سے مناسب نہوئی وکرہ ترکہما معا لمسافر ولو منفردًا اور مکروہ ہی مسافر کو اذان اور اقامت کا یکبارگی چھوڑ دینا اگرچہ مسافر اکیلا ہو م
یہان چار صورتین ہین سو دو صورتین مکروہ ہین ایک یہ کہ اذان اور اقامت دونون کو چھوڑنا دوسرے یہ کہ فقط اقامت کو چھوڑنا اور دو صورتین مکروہ نہین ایک یہ کہ
اذان اور اقامت دونون کہنا دوسری یہ کہ فقط اقامت کہنا مسافر کو اذان اور اقامت مین دو فائدے ہین ایک تو ثواب دوسرے حاضر ہونا نماز مین اُن بندگان
خدا کا جو نظر نہین آتے وکذا ترکہا لا ترکہ لحضور الرفقۃ اور اسی طرح مسافر کو مکروہ ہی چھوڑنا اقامت کا نہ اذان کا بسبب موجود ہونے سب رفیقون کے یعنی اذان
تو اعلام کے واسطے مشروع ہی پھر جب سفر کے رفیق ساتھ ہوے تو اعلام کی چندان ضرورت نہین بخلاف مصل ولو بجماعۃ فی بیتہ بمصر او قریۃ لہا مسجد فلا یکرہ
ترکہما اذ اذان الحی یکفیہ برخلاف اُس نمازی کے جو اپنے گھر مین شہر کے اندر نماز پڑھتا ہی اگرچہ بجماعت نماز ہو یا اُس گانوٴن مین نماز پڑھتا ہی جسمین مسجد ہی
تو وہان اذان یا اقامت کا ترک کرنا مکروہ نہین اسواسطے کہ اذان محلہ اُسکو کفایت کرتی ہی م اور اگر گانوٴن مین مسجد نہو یا ہو مگر اُسمین اذان و اقامت نہوتی
ہو تو وہان کا نمازی اذان اور اقامت ترک نکرے بلکہ اُسکا حکم مسافر کا سا ہی او مصل فی مسجد بعد صلوٰۃ جماعۃ فیہ بل یکرہ فعلہما وتکرار الجماعۃ الا فی مسجد
علی طریق فلا باس بذلک جوہرۃ یا برخلاف اُس نمازی کے جو مسجد مین نماز پڑھتا ہی اُسمین جماعت ہوجانے کے بعد بلکہ مسجد مذکور مین اذان اور اقامت کہنا
اور دوسری جماعت کرنا مکروہ ہی مگر راہ کی مسجد مین اُسکا کچھ مضائقہ نہین کذا فی الجوہرۃ یعنی راہ کی مسجد مین تکرار جماعت اذان اور اقامت کے ساتھ درست ہی
لا باس کے لفظ سے یہ نکلا کہ اسکا نکرنا اولی ہی کذا فی الطحطاوی اقام غیر من اذن بغیبتہ ای المؤذن لا یکرہ مطلقًا اقامت کہی اور شخص نے سواے اذان
کہنے والے کے موذن کی غیبت مین تو مطلقًا مکروہ نہین یعنے خواہ مؤذن خوش ہو یا ناخوش وان بحضورہ کرہ ان لحقہ وحشۃ اور اگر غیر شخص نے اقامت کہی
موذن کے سامنے تو مکروہ ہی اگر اُسکو وحشت اور ناخوشی ہو م اقامت کہنا مؤذن کا حق ہی بدلیل حدیث (من اذن فہو یقیم) یعنی جو اذان کہے وہی اقامت
کہے کما کرہ مشیہ فی اقامتہ جیسے مکروہ ہی اقامت کہنے مین چلنا ویجیب وجوبًا وقال الحلوانی ندبا والواجب الاجابۃ بالقدم من سمع الاذان ولو جنبا اور
واجب ہی جواب دینا زبان سے اُسکو جسنے اذان کو سنا اگرچہ وہ جنب ہو اور حلوانی نے کہا کہ زبان سے جواب دینا مستحب ہی اور قدم سے اجابت واجب ہی یعنی
اذان سنتے ہی مسجد مین جماعت کے لیے حاضر ہوجانا چاہیے لا حائضًا ونفساء وسامع خطبۃ وفی صلوٰۃ وجنازۃ وجماع ومستراح واکل وتعلیم علم وتعلمہ بخلاف
قرآن نہ جواب دے اذان کا اگر سامع ہو حائض اور زچا اور سامع کسی خطبہ کا اور نہ جواب دے نماز مین اور جنازہ مین اور صحبت کرنے مین اور پاخانہ مین اور کھانے

اور علم سکھانے اور علم کے سیکھنے مین بر خلاف قرآن کے یعنی اگر قرآن پڑھتا ہو تو موقوف کرکے اذان کا جواب دے **بان یقول بلسانہ کمقالتہ ان سمع المسنون منہ**
وہو ما کان عربیا لا لحن فیہ جواب دے اسطرح کہ کہے اپنی زبان سے مؤذن کے کلام کے مانند بشرطیکہ مؤذن سے مسنون اذان سنے مسنون اذان وہ ہے
جو بطور عرب کے ہو اسمین لحن نہو یعنی تغیر کلمات نہو مراذان عربی ہو یعنے مغیر الالفاظ ہو حروف کے حق ادا ہوے ہون سواے جو اذان بعض لوگ کہتے ہین حروف
اور حرکات کو بڑھا گھٹا کر وہ حرام ہے اُس اذان کا جواب دینا نچاہیے کذا فی الطحطاوی لمخصا **ولو تکرر اجاب الاول** اور اگر اذان مکرر ہو تو پہلی اذان کا جواب سنخواہ وہ
مسجد کی اذان ہو یا اور مقام کی کذا فی الحلبی **الا فی الحیعلتین فیحوقل** جو مؤذن کہے وہی جواب دینے والا کہے مگر حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح مین کہ لاحول
ولا قوۃ الا باللہ کہے **وفی الصلوۃ خیر من النوم فیقول صدقت وبررت** اور الصلوۃ خیر من النوم مین یون کہے صدقت وبررت یعنی تو صادق اور نیکو کار ہے
اس کہنے مین کہ نماز نیند سے بہتر ہو **وندب القیام عند سماع الاذان بزازیۃ** اور مستحب ہے کھڑا ہو جانا اذان کے سننے کے وقت کذا فی البزازیۃ **ولم یذکر ہل یستمر الی**
فراغہ او یجلس اور بزازی نے یہ ذکر نہین کیا کہ کھڑا رہے اذان کی فراغت ہونے تک یا بیٹھ جاے **ولو لم یجبہ حتی فرغ لم ارہ وینبغی تدارکہ ان قصر الفصل** اور
اگر سامع نے مؤذن کا جواب نہ دیا یہان تک کہ وہ اذان سے فارغ ہوا اُسکا حکم مین نے نہین دیکھا کتاب مین اور مناسب یہ ہے کہ اسکا تدارک کرلے اگر فصل
تھوڑا ہو یعنے اگر بہت عرصہ گذر گیا ہو مہ یہ بحث صاحب بحر کی ہے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ جواب دینے والا مؤذن سے پیشتر کلمات جواب کے نکہے بلکہ ہر کلمے کے
تمام ہونے پر اسکا جواب کہے کہ حدیث عمر ابن ابی امامہ مین اسکی تصریح موجود ہے اور اس سے ظاہرا یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ساتھ ساتھ جواب دینا بھی کافی نہین کذا
فی الشامی **ویدعو عند فراغہ بالوسیلۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** اور اذان کی فراغت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وسیلہ مانگے م
دعاء وسیلہ مستحب ہے اسواسطے کہ صحیح مسلم مین عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مؤذن کو سنو تو کہو مثل اس
قول کے جو وہ کہتا ہے پھر مجھپر درود پڑھو اسواسطے کہ جو مجھپر درود پڑھیگا حقتعالی اُسکے بدلے اُسپر دس بار رحمت کریگا پھر اللہ سے میرے لیے وسیلہ مانگو اسواسطے کہ وسیلہ
ایک مرتبہ ہے بہشت مین کہ وہ لائق نہین مگر ایک بندے کیواسطے خدا کے بندون سے اور مین امید رکھتا ہون کہ وہ بندہ مین ہون سو جو شخص میرے لیے وسیلہ مانگیگا تو میری
شفاعت اُسکے لیے ضرور ہوگی انتہی یعنی اُسکی شفاعت واجب ہوگی الت سے زیادہ تر بسبب اس مناسبت کے کذا فی الطحطاوی عن المواہب و ترجمہ اور دعاء وسیلہ
کا طریقہ صحیح مسلم وغیرہ مین جابر سے یون مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہے اذان کو سنکر (اللہم رب ہذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ آت محمد
ن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودن الذی وعدتہ) تو اسکے واسطے میری شفاعت حلول کریگی یعنے واجب ہوگی کذا فی تیسیر الوصول الی الجامع الاصول اور
بیہقی نے وعدتہ کے بعد انک لا تخلف المیعاد اس دعا مین زیادہ روایت کیا ہے ابن حجر نے شرح منہاج مین کہا کہ الفضیلۃ کے بعد جو درجۃ الرفیعۃ کہتے ہین اور تامی پر یا ارحم
الراحمین تو ان دونون کی کچھ اصل نہین اور اسیطرح وعدتہ کے بعد وارزقنا شفاعتہ کی زیادتی کا حال ہے کذا فی الشامی **ولو کان فی المسجد حین سمعہ لیس علیہ**
الاجابۃ ولو کان خارجہ اجاب بالمشی الیہ بالقدم اور اگر اذان کا سننے والا مسجد مین ہو جبکہ اُسنے اذان سُنی تو اُسپر جواب دینا لازم نہین اور اگر مسجد کے باہر ہو تو
جواب دے اُسکی طرف قدم سے چلکر **ولو اجاب باللسان لا بہ لا یکون مجیبا** وہذا بناء علی ان الاجابۃ المطلوبۃ بقدمہ لا بلسانہ کما ہو قول الحلوانی اور
اگر اذان کا جواب دیا زبان سے نہ قدم سے چلکر تو وہ شخص مجیب نہوگا اور اس قول کی بنا اسپر ہے کہ اجابت مطلوبہ شرع مین قدم سے ہے نہ زبان سے چنانچہ
یہی قول ہے حلوانی کا **فیقطع قراءۃ القران لو کان یقرء بمنزلہ ویجیب لو اذان مسجدہ کما یاتی ولو بمسجد لا** لانہ اجاب بالحضور اور بموجب اسی قول
کے قطع کرے قرآن کا پڑھنا اگر پڑھتا ہو اپنے گھر مین اور جواب دے قدم سے چلکر اگر اُسکی مسجد محلہ کی اذان ہو چنانچہ آگے مذکور ہوگا تاتارخانیہ سے اور اگر
مسجد مین قرآن پڑھتا ہو تو پڑھنا قطع نکرے اسواسطے کہ وہ مجیب ہوگا مسجد کے حاضر ہونے سے وہذا متفرع علی قول الحلوانی والظاہر وجوبہا باللسان لظاہر
الامر فی حدیث اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول کما بسط فی البحر واقرہ المصنف وقواہ فی النہر ناقلا عن المحیط وغیرہ بانہ علی الاول لا

لا یرد السلام ولا یسلم ولا یقرأ بل یقطعها ویجیب ولا یشتغل بغیر الاجابة اور یہ جو ماتن نے اجابت بالقدم کو ذکر کیا متفرع اور مستخرج ہی حلوانی کے قول پر اور ظاہر قول پر واجب ہوتا ہی اجابت کرنا زبان سے بدلیل ظاہر امر کے جو اس حدیث مین ہی کہ جب تم موذن کی اذان سنو تو کہو مثل اُس قول کے جو موذن کہتا ہی چنانچہ اسکو مشرح بیان کیا ہی بحر الرائق مین اور ثابت رکھا اسکو مصنف نے اپنی شرح مین اور زبان سے جواب دینے کو قوی کہا ہی نہر الفائق مین محیط وغیرہ سے نقل کرکے اسطرح کہا کہ اول قول پر یعنی وجوب اجابت زبانی پر اذان کا سامع سلام کا جواب ندے اور نہ کسی کو سلام کرے اور نہ قرآن پڑھے بلکہ قرأت کو قطع کرے اور اذان کا جواب دے اور مشغول نہو کسی فعل مین بجز اجابت کے قال وینبغی ان لا یجیب بلسانه اتفاقا فی الاذان بین یدی الخطیب وان یجیب بقدمه اتفاقا فی الاذان الاول یوم الجمعة لوجوب السعی بالنص صاحب نہر نے کہا اور یہ چاہیے کہ زبان سے جواب ندے باتفاق قولین خطیب کے سامنے کی اذان مین جمعہ کے دن اور یہ کہ اجابت بالقدم کرے باتفاق قولین روز جمعہ کی پہلی اذان مین بسبب واجب ہونے سعی کے نص قرآنی سے م عدم اجابت لسانی کی یہ وجہ ہی کہ جب خطیب منبر پر چڑھے تو امام کے نزدیک مطلقاً کلام مکروہ ہی لیکن باب الجمعہ مین آویگا کہ صحیح تر قول یہ ہی کہ امام کے نزدیک اذکار جائز ہین خطبہ شروع ہونے سے پہلے تو اب کون مانع ہی اجابت کا کذا فی الطحطاوی وفی التتارخانیة [illegible] اذان سجدہ اور تاتارخانیہ مین ہی کہ جواب ندے مگر اپنی مسجد کی اذان کا م یعنے جواب قدم سے چلکر اپنی مسجد کو مخصوص ہی یہ متفرع ہی حلوانی کے قول پر چنانچہ شارح نے اسپر پہلے اشارہ کردیا کما یاتی کہکر کذا فی الطحطاوی وسئل ظهیر الدین عمن سمعه فی ان من جهات ما ذا یجب علیه قال اجابة اذان مسجده بالفعل اور ظہیر الدین سے سوال ہوا کہ جس شخص نے ایک آن مین اذان سنی کئی طرف سے اسپر کیا واجب ہی کہا کہ اُسپر اپنی مسجد کی اذان کی اجابت فعلی یعنے قدم سے چلکر واجب ہی ویجیب الاقامة ندبا اجماعا کالاذان ویقول عند قد قامت الصلوٰة اقامها الله وادامها اور جواب لسانی دے اقامت کا استحباب کی راہ سے بالاتفاق اذان کے مانند اور کہے قد قامت الصلوٰۃ کے وقت اقامها الله وادامها ان الفاظ کو ابو داؤد نے روایت کیا ہی اسقدر زیادتی کے ساتھ ما دامت السموات والارض وجعلنی من صالحی اهلها یعنی اللہ تعالی نماز کو قائم و دائم رکھے جبتک آسمان و زمین ہین اور مجکو زمین کے نیکبخت باشندون مین کرے وقیل لا یجیبها وبه جزم الشمنی اور بعضون نے کہا کہ اقامت کا جواب نکہے اور اسی قول کا یقین کیا ہی شمنی شارح نقایہ نے م یہ نفی اجماع سابق کی مخل نہین کیونکہ یہ نفی نفی وجوب پر محمول ہی اور انعقاد اجماع استحباب پر ہی فروع مسائل ملحقہ شارح کے صلی السنة بعد الاقامة او حضر الامام بعدها لا یعیدها بزازیة مقیم نے سنت نماز پڑھی اقامت کے بعد یا امام آیا اقامت کے بعد تو اقامت کا اعادہ نکرے کذا فی البزازیہ وینبغی ان طال الفصل او وجد ما یعد قاطعا کاکل ان تعاد اور لائق یعنے مستحب ہی کہ اگر اقامت اور نماز مین مدت زیادہ ہوجاے یا پایا جاے وہ عمل جو قاطع اور فاصل گنا جاے درمیان اقامت اور نماز کے چنانچہ کھانا تو اقامت پھر سے کہی جاے دخل المسجد والموذن یقیم قعد الی قیام الامام فی مصلاه ایک شخص مسجد مین داخل ہوا اس حال مین کہ موذن اقامت کہتا ہی تو بیٹھ جاے امام کے کھڑے ہونے تک اپنی جاے نماز پر رئیس المحلة لا ینتظر ما لم یکن شریرا والوقت متسع رئیس محلہ کا انتظار نہ کیا جاے جبتک کہ وہ شریر نہو اور نماز کا وقت فراخ ہی یعنی اگر وقت وسیع اور رئیس شریر ہی تو اسکی انتظاری جائز ہی اور اگر وقت تنگ ہی تو انتظار نچاہیے اگرچہ رئیس بدذات ہو یکره له ان یوذن فی مسجدین موذن کو مکروہ ہی اذان کہنا دو مسجدون مین م یہ کراہت اُسوقت ہی جبکہ موذن پہلے مسجد مین نماز پڑھ چکا ہو کذا فی الجوہرہ ولایة الاذان والاقامة لبانی المسجد مطلقاً اذان اور اقامت کا اختیار مسجد کے بنانے والے کیواسطے ہی ہر طرح یعنی خواہ عادل ہو یا غیر عادل اگرچہ لوگون کو پسند نہو کذا فی البحر وکذا الامامة لو عدلا اور اسیطرح مسجد کے بنانے والے کو امامت کا اختیار ہی اگر عادل ہو یعنی فاسق نہو الافضل کون الامام هو الموذن امام ہی کا موذن ہونا بہتر ہی م امام ابو حنیفہؓ یہی کیا کرتے تھے کذا فی الطحطاوی وفی الضیاء انه علیه الصلوٰة والسلام اذن فی سفر بنفسه فاقام وصلی الظهر وقد حققناه فی الخزائن اور ضیاء مقدسی مین ہی کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفر مین بذات مقدس اذان اور اقامت کہی اور ظہر کی نماز پڑھی اور الفقیہ نے اسکو محقق بیان کیا ہی خزائن الاسرار مین م سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اذان کہی جبکہ آپ سوار تھے کذا فی الطحطاوی عن قاضی عیاض

اور آپ کا اذان کہنا سفر میں ترمذی کی حدیث میں مروی ہی اور نووی نے اُسپر یقین کیا ہی مگر سند احمد میں اُسی طریق سے جو حدیث کی تخریج کی ہی اُسمین یون ہی
کہ بلال کو حکم اذان کا دیا تو معلوم ہوا کہ اذان کہنا آپ کا صرف حکم دینا تھا ان عطا وغیرہ تابعین نے ایسا کیا ہی کذا فی الشامی

باب شروط الصلوٰۃ

یہ باب ہی نماز کی شرطون کے بیان مین م شرط تین قسم ہی شرط عقلی جیسے بسولا بڑھئی کے واسطے اور شرط شرعی جیسے طہارت نماز کیواسطے اور شرط جعلی جیسے کہ جا
جا نماز وجہ کا جسکے ساتھ طلاق مشروط ہو کذا فی العینی تو یہان شروط شرعیہ مراد ہین نہ عقلیہ اور جعلیہ اور شروط شرعیہ سے وہ شروط مقصود ہین جو صحت نماز کی
شرطین ہین نہ نماز کے واجب ہونے کی منجملہ شرائط وجوب ایک تکلیف ہی یعنے مسلمان ہونا اور عاقل و بالغ ہونا و از انجملہ طاہر ہونا نماز سے و از انجملہ وقت ہی ہی ثلثۃ انواع
شرطین تین قسم ہین شرط انعقاد ایک قسم شرط ہی انعقاد نماز کی م شرط انعقاد وہ ہی جسکا وجود ضروری ہی ابتدا نماز مین پیشتر سے موجود ہو کر آخر نماز تک موجود رہے
یا نرہے کذا فی الحلبی کنیۃ وتحریمۃ ووقت وخطبۃ جیسے نیت اور تکبیر تحریمہ اور وقت نماز کا اور خطبہ جمعہ کے واسطے تو جبتک امور مذکورہ اول نہونگے نماز کا وجود نہوگا
انمین نیت تو آخر نماز تک موجود رہسکتی ہی اور تحریمہ اور خطبہ ایسا نہین وشرط دوام کطہارۃ وستر عورۃ واستقبال قبلۃ اور دوسری قسم شرط ہی دوام نماز کی جیسے طہارت
اور ستر عورت اور استقبال قبلہ م شرط دوام وہ ہی جسکا وجود مشروط ہی اول نماز سے آخر تک وشرط بقاء فلا یشترط فیہ تقدم ولا مقارنۃ بابتداء وھو القراءۃ اور
تیسری قسم شرط ہی باقی رہنے نماز کی بعد موجود ہو جانے نماز کے تو اُسمین آگے ہونا اُس شرط کا مشروط نہین اور نہ ابتدا نماز سے اسکا متصل رہنا اور وہ یعنی بقا
نماز کی شرط قرات ہی م شرط بقا نماز وہ ہی جو اثنا نماز مین پائی جاے بطریق استمرار کے اور قرات اسیطرح کی ہی کہ اثنا نماز مین اسکا وجود ہوتا ہی استمرار کے طور پر اور یہ
تینون شرطین ایک دوسری مین متداخل ہین کیونکہ انمین عموم وخصوص مطلق ہی شرط دوام خاص ہی اور شرط انعقاد اور بقا عام مثلاً طہارت جو شرط دوام
ہی اگر ابتدا نماز مین اسکے وجود کا لحاظ کرین تو شرط انعقاد ہو جائیگی اور اگر حالت بقا مین اسکے وجود کو مشروط سمجھین تو شرط بقا ہوگی اور سواے وقت صبح کے
اور وقت نماز کے لیے صرف شرط انعقاد ہی کہ نہ اسکا دوام شرط ہی اور نہ بقا اور صرف شرط بقا کی مثال قرات ہی کہ اثنا نماز مین حادث ہو کر انتہا تک رہتی ہی
گو وجود حکمی ہو جیسے مقتدی کی قرات کہ امام کی قرات گویا اُسی کی قرات ہی کذا فی الشامی بتصرف فانہ رکن فی نفسہ شرط فی غیرہ لوجودہ فی کل الارکان تقدیرا اسواسطے
کہ قرات بذات خود تو رکن ہی اور اپنے غیر کے حق مین شرط ہی بسبب پائے جانے قرات کے تمام ارکان مین تقدیرًا یعنی اگرچہ سب ارکان مین قرات حقیقی موجود
نہین لیکن گویا کہ موجود ہی م رکن اسکو کہتے ہین جو ماہیت مین داخل ہو اور شرط وہ ہی جو ماہیت سے خارج ہو اور یہ دونون ایک دوسرے کے مخالف
ہین مگر چونکہ رکن دو طرح کا ہوتا ہی ایک اصلی جو کبھی ساقط نہین ہوتا دوسرا زائد جو کبھی ساقط بھی ہو جاتا ہی جیسے قرات کہ مقتدی سے ساقط ہو جاتی ہی تو
اس لحاظ سے ایک حالت مین اسکو رکن کہا اور دوسری مین شرط سے تعبیر کیا کذا فی الشامی بتصرف ولذا لم یجز استخلاف الامی اور اسواسطے کہ وجود
قرات کا سب ارکان مین ضروری ہی اُمی شخص کا خلیفہ کرنا نماز مین اگرچہ تشہد اخیر ہو جائز نہین ثم الشرط لغۃ العلامۃ اللازمۃ پھر معلوم کرنا چاہیے کہ
شرط بفتح اول وسکون ثانی لغت مین علامت لازمہ کو کہتے ہین یعنی جو نشانی کہ ایک ہی چیز مین پائی جاے دوسری چیز مین نہو وشرعًا ما یتوقف علیہ الشی ولا یدخل
فیہ اور اصطلاح شرع مین شرط وہ ہی جسپر کوئی چیز موقوف ہو اور وہ اُس چیز مین داخل نہو یعنے اسکا جز نہو خارج ہو اُس سے م کسی چیز کا متعلق اگر اسکی ماہیت
مین داخل ہوتا ہی تو رکن کہلاتا ہی جیسے رکوع نماز کے اندر اور اگر خارج ہو تو حال سے خالی نہین یا چیز مین موثر ہوگا یا نہوگا اگر موثر ہی تو اسکو علت کہتے ہین
جیسے عقد نکاح حلت کے لیے اور اگر موثر نہین تو پھر چیز کیطرف فی الجملہ موصل ہی یا نہین اگر ہی تو اسکو سبب کہتے ہین جیسے وقت ہی اور اگر موصل نہین تو چیز اُسپر
موقوف ہوگی یا نہوگی اگر موقوف ہوگی تو اسکو شرط کہتے ہین جیسے وضو ہی نماز کے حق مین اور اگر چیز اُسپر موقوف بھی نہین تو اسکو علامت بولتے ہین تو شارح
کی تعریف سے رکن اور علامت نکلگئی مگر سبب اور علت شرط مین داخل رہی اسلیے چاہیے تھا کہ شرط کی تعریف مین اتنا اور زیادہ کرتا کہ ولا یوثر فیہ ولا یوصل الیہ

باب شروط الصلوٰۃ

کی تعریف

فی الجملۃ یعنے نہ چیز مین موثر ہو اور نہ اسکی طرف کسیقدر موصل ہو کذا فی الشامی عینی نے کہا اور بعضون نے شرط کی یون تعریف کی ہو کہ شرط وہ ہی جسکے نہونے
سے مشروط کا نہونا لازم ہووے اور شرط کے وجود سے مشروط کا وجود لازم نہو ہی **ستہ طہارۃ بدنہ** ای جسدہ لدخول الاطراف فی الجسد دون البدن فلیحفظ
شرطین نماز کی چھ ہین پہلی شرط پاک ہونا ہی نمازی کے بدن کا بدن سے مراد جسد ہی بسبب داخل ہونے ہاتھ پانون کے جسد مین نہ بدن مین تو اسکو یاد رکھنا چاہیے
م چونکہ لغت عرب کی راہ سے ہاتھ پانون بدن مین داخل نہ تھے لہذا شارح نے بدن کی تفسیر جسد کی تاکہ ہاتھ پانون کی بھی طہارت ثابت ہو اگرچہ اردو زبان
مین بدن سارے جسم کو کہتے ہین **من حدث** نوعیہ طہارت بدن کی شرط ہی دونون قسم کے حدث یعنی حکمی ناپاکی سے م دونون قسم سے مراد حدث اصغر اور
حدث اکبر مین اول مقتضی وضو کا ہی اور دوم موجب غسل کا وقدمہ لانہ اغلظ اور مصنف نے مقدم کیا حدث یعنی نجاست حکمی کو نجاست حقیقی پر اسواسطے کہ وہ
غلیظ تر اور سخت تر ہی نجاست حقیقی سے م یعنی اسواسطے کہ نجاست حکمی تھوڑی بھی معاف نہین برخلاف نجاست حقیقی کے کہ وہ قلیل معاف ہی **و خبث مانع**
کذلک اور طہارت شرط ہی اسیطرح دونون قسم کی نجاست حقیقی سے جو نماز کی مانع ہی م دونون قسم کی نجاست یعنی مغلظہ اور مخففہ سو مغلظہ زائد از درم مانع نماز ہی
اور مخففہ زائد از ربع ثوب **و ثوبہ** وکذا ما یتحرک بحرکتہ دوسری شرط نماز کی پاک ہونا نمازی کے کپڑے کا ہی اور اسیطرح پاک ہونا اُس چیز کا جو ہلے نمازی کے ہلنے سے
م یعنے ایسی چیز جو نمازی کے بدن سے متصل ہو مثلاً ایک چادر کا آنچل اُسکے بدن پر ہی اور دوسرے آنچل پر ایسی نجاست ہی جو مانع نماز ہی تو اگر نمازی کی
حرکت سے ناپاک آنچل بھی حرکت کرے تو نماز کا مانع ہی اور نہین تو نہین اور اگر وہ چیز اُسکے بدن سے متصل نہین مثلاً چٹائی کا ایک کنارہ ناپاک ہی اور یہ دوسرے
کنارہ پر نماز پڑھتا ہی تو یہ نجاست نماز کی مانع نہین خواہ چٹائی بڑی ہو یا چھوٹی کذا فی الشامی او یعد حاملا لہ کصبی علیہ نجاستہ ان لم یستمسک بنفسہ منع والا لا یا
نمازی اُس چیز کا اُٹھانے والا گنا جاے جیسے وہ لڑکا جسپر نجاست ہی بشرطیکہ وہ آپ نہ تھم سکے بدون تھامنے نمازی کے تو نماز کا مانع ہی اور اگر لڑکا نمازی
کے تھامنے کا محتاج نہو خود اسکو چمٹا ہو تو نمازی اُسکا حامل نہ ٹھہریگا تو نماز کا بھی مانع نہوگا م اور یہی حکم ناپاک چھت اور چھپر اور خیمہ نجس کا ہی
جبکہ نمازی کا سر کھڑے ہونے سے ان چیزون مین لگتا ہو کذا فی الطحطاوی کجنب وکلب ان سد فمہ فی الاصح جسطرح مانع نماز نہین اگر نمازی پر جنب
آدمی اور کتا ہو اگر اسکا مُنھ باندھا ہو صحیح تر قول مین م اگر شارح یون کہتا کہ کتا بشرطیکہ اُس سے لعاب وغیرہ مانع نماز نہ بہے تو بہتر ہی کذا فی الشامی بحر الرائق
مین ہی کہ اگر نمازی کے پاس وہ انڈا ہی جو اندر سے خون ہو گیا تو نماز جائز ہی کیونکہ وہ اپنے معدن مین ہی برخلاف اُس شیشے کے جسمین پیشاب ہی یعنی وہ
مانع نماز ہی **و مکانہ** ای موضع قدمیہ او احدہما ان رفع الاخری وموضع سجودہ اتفاقا فی الاصح اور تیسری شرط پاک ہونا مصلی کے مکان کا ہی یعنی اسکے
دونون قدمون کی جگہ کا یا ایک قدم کی جگہ کا اگر نمازی نے دوسرا قدم اُٹھا لیا اور سجدہ کی جگہ کا بالاتفاق صحیح تر قول مین م موضع قدمین کی طہارت امام
اور صاحبین کے نزدیک شرط ہی بالاتفاق بلا نقل خلاف اور موضع سجود مین خلاف ہی مگر صحیح تر یہی قول ہی کہ امام کے نزدیک اسکی طہارت بھی شرط ہی اگر
نمازی کے کپڑون کی اطراف پر نجاست پڑی اور نماز پڑھی تو کچھ ضرر نہین کذا فی الطحطاوی لا موضع یدیہ و رکبتیہ علی الظاہر الا اذا سجد علی کفہ کما سیجی
شرط نہین پاک ہونا دونون ہاتھون اور دونون گھٹنون کے مکان کا ظاہر الروایۃ مین مگر جبکہ سجدہ کیا مصلی نے اپنی ہتھیلی پر چنانچہ آگے آویگا یعنے
اُسوقت ہاتھ کے مکان کی طہارت شرط ہوگی کیونکہ یہ سجود کا مکان ٹھہرا م فقیہ ابو اللیث کے نزدیک ہاتھون کے مکان کی عدم طہارت سے نماز فاسد ہوتی
ہی اور اسی کی تصحیح کی ہی عیون مین اور اطلاق متون بھی اسی پر دلالت کرتا ہی اور شیخ الاسلام ابو سعود مفتی روم نے کہا کہ جس عضو کا رکھنا واجب ہی اگرچہ
دونون ہاتھ ہون تو اُسکے مکان کی طہارت شرط ہی کذا فی الطحطاوی من الثانی ای الخبث لقولہ تعالی وثیابک فطہر فبدنہ ومکانہ بالاولی
لا نہما الزم کپڑے اور مکان کی طہارت شرط ہی ثانی یعنے نجاست حقیقی سے بدلیل قول حقتعالی وثیابک فطہر اور اپنے کپڑون کو پاک کر تو جب کپڑے
پاک کرنے لازم ہوے تو مصلی کے بدن اور مکان کا پاک ہونا بطریق اولی لازم ہوا اسواسطے کہ بدن اور مکان بہ نسبت کپڑون کے زیادہ لازم ہین یعنی سوا اسکے

کہ کپڑون کا جدا ہونا متصور ہی برخلاف بدن اور مکان کے م اظہر یہ ہی کہ آیت کریمہ مین نماز کے ثیاب ملبوسہ مراد ہین اور نجاست سے انکا پاک کرنا قول ہی
جمیع فقہا کا اور ارجح تفاسیر کذا فی الطحطاوی **والرابع ستر عورتہ** ووجوبہ عام ولو فی الخلوۃ علی الصحیح الالغرض صحیح اور نماز کی چوتھی شرط ڈھکنا اور اوڑھنا
ہی اپنی عورت یعنی شرمگاہ کا اور ستر عورت کا واجب ہونا علی العموم ہی اگرچہ آدمی خالی مکان مین ہو بنا بر قول صحیح کے مگر غرض صحیح کے واسطے شرمگاہ
کھولنا جائز ہی چنانچہ دفع بول و براز یا ختنہ یا علاج یا جماع حلال م ستر عورت غیر سے واجب ہی نہ اپنی ذات سے جمہور کے نزدیک یہی قول صحیح ہی
کذا فی الزیلعی لیکن ادب نہین تو تصحیح مین اختلاف واقع ہوا اور ڈھکنا برہنگی کا چار طرف سے ہی نہ اسفل سے تو اگر کوئی انسان نیچے سے برہنگی دوسرے
کی دیکھ لے تو نماز فاسد نہو گی کذا فی الطحطاوی وله لبس ثوب نجس فی غیر صلوۃ اور مسلمان کو ناپاک کپڑا پہننا جائز ہی اور حال مین سوائے نماز کے **وہی للرجل
ماتحت سرتہ الی ماتحت رکبتیہ** اور عورت یعنی مرد کی شرمگاہ ناف کے نیچے سے ہی دونون گھٹنون کے نیچے تک م عورت کا لفظ نکلا ہی عور سے جو
بمعنی نقصان اور عیب کے ہی تو شرمگاہ کو عورت کہا اسواسطے کہ اسکا کھولنا اور ظاہر کرنا عار اور قبیح اور عیب اور بیحیائی ہی کذا فی الطحطاوی اردو مین عورت
مرد کے مقابل کو کہتے ہین فارسی مین زن اور ہندی مین لگائی اور جورو بولتے ہین و شرط احمد ستر احد منکبیہ ایضا اور امام احمد بن حنبل نے ڈھکنا ایک
کندھے کا بھی نماز مین شرط کیا ہی وعن مالک ہی القبل والدبر فقط اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہی کہ عورت یعنے شرمگاہ فقط فرج اور مقعد ہی
م امام اعظم کے مذہب مین شرمگاہ کی جو یہ حد ہی کہ زیر ناف سے زیر زانو تک یہ جوان کے حق مین ہی نہ صغیر کے حق مین کہ اسکا چھونا اور دیکھنا جائز ہی
اور جو انہین حکم زانو کا خفیف تر ہی ران سے تو جو شخص اپنا زانو کھولے ہو اسپر انکار نرمی سے کرنا چاہیے اور اگر اصرار کرتا ہو تو اس سے نزاع کرنا لائق نہین
اور جو اپنی ران کھولے ہو اسپر انکار درشتی اور سختی کے ساتھ کرنا چاہیے بدون ضرب کے اگر اصرار کرتا ہو کذا فی الطحطاوی وما ہو عورۃ منہ عورۃ من
الامۃ ولو خنثی او مدبرۃ او مکاتبۃ او ام ولد **مع ظہرہا وبطنہا** اور جسقدر کہ مرد کا بدن شرمگاہ ہی اتنا لونڈی کا بھی شرمگاہ ہی اسکی پیٹھ اور پیٹ کے ساتھ اگرچہ
لونڈی خنثی یا مدبرہ یا مکاتبہ یا ام ولد ہو م مدبرہ وہ لونڈی ہی جسکو آقا نے کہدیا ہو کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہی اور مکاتبہ وہ جسکو یہ کہا ہو کہ اگر تو اتنا
مال دے تو آزاد ہی اور ام ولد وہ لونڈی جسکے آقا سے اولاد ہوئی ہو واما جنبہا فتبع لہا اور لونڈی کا پہلو اسکی پیٹھ اور پیٹ کا تابع ہی یعنی جسقدر پہلو
پیٹ سے متصل ہی وہ پیٹ کا تابع ہی اور جسقدر پیٹھ سے ملا ہی وہ پیٹھ کا تابع ہی یعنے اسکے پہلو بھی شرمگاہ ہین ولو اعتقہا مصلیۃ ان استرت کما قدرت صحت
والا لا علمت بعتقہا ولا علی المذہب اور اگر مولی نے لونڈی کو آزاد کیا نماز کی حالت مین اگر اسنے اپنا بدن ڈھک لیا فوراً جبکہ وہ قادر ہوئی تو نماز
صحیح ہی اور اگر فوراً باوجود قدرت بدن نہ چھپایا تو نماز درست نہوئی مولی کے آزاد کرنے کو اسنے جانا ہو یا نہ جانا ہو بنا بر مذہب درست کے م پردہ سازی سے
اسقدر مراد ہی جسقدر حرہ یعنی بی بی کو پردہ چاہیے اور استتار مین یہ شرط ہی کہ بعمل قلیل ہو اور قبل ادائے رکن ہو اور اگر استتار سے عاجز ہو گی تو نماز باطل
نہوگی قال ان صلیت صلوۃ صحیحۃ فانت حرۃ قبلہا فصلت بلا قناع فینبغی العار القبلیۃ ووقوع العتق کما رجحہ بالطلاق الدوری سولی نے کہا اپنی لونڈی سے کہ اگر تو
صحیح نماز پڑھیگی تو آزاد ہی نماز سے پہلے پس اسنے بدون اوڑھنی کے نماز پڑھی تو قبلیت کا لغو کر دینا اور طلاق کا واقع ہونا لائق ہی چنانچہ فقہا نے قبلیت
کے لغو کرنے کو طلاق دوری مین ترجیح دی ہی م یہ مسئلہ روایت مذہب نہین بلکہ صاحب بحر الرائق کی تجویز ہی طلاق دوری پر قیاس کرکے طلاق دوری کی
یہ صورت ہی کہ زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر مین تجکو طلاق دون تو تجکو تین طلاق ہین قبل از طلاق پھر اسنے بلا شرط طلاق دی تو شرط پائی گئی تو تین طلاقین اس طلاق
سے پہلے واقع ہونگی اور انکا واقع ہونا یہ چاہتا ہی کہ پچھلی طلاق واقع نہو کیونکہ تین طلاق کے بعد عورت محل طلاق نہین رہتی تو جب نیتے قبلیت کو لغو کردیا تو ایسا
ہوگیا کہ گویا اسنے یون کہا کہ اگر مین تجکو طلاق دون تو تجکو تین بار طلاق ہی تو ایک طلاق اسکے واقع کرنے سے واقع ہو گی اور دو طلاقین تعلیق سے واقع ہونگی
اور تیسری طلاق باطل ہو جاویگی عدم محل کے سبب سے وللحرۃ ولو خنثی جمیع بدنہا حتی شعرہا النازل فی الاصح اور حرہ یعنی بی بی کا تمام بدن شرمگاہ ہی

تنبیہ

جسکا چھپانا واجب ہی یہانتک کہ اُسکے لٹکے بال بھی عورت ہین صحیح تر قول مین اگرچہ حرہ خنثی ہو ہم نے لٹکے بالون کی قید اسواسطے لگائی کہ جو بال سر پر ہین وہ
بالاتفاق عورت ہین خلا الوجہ والکفین فظہر الکف عورۃ علی المذہب والقدمین علی المعتمد یعنی کا تمام بدن عورت ہی مگر اُسکا چہرہ اور دونون
ہتھیلیان اور دونون قدم عورت نہین قول معتمد پر تو پشت کف دست کا چھپانا واجب ہی مذہب درست پر ہم اور اقوال نا معتمد یہ ہین کہ پشت کف دست نماز
مین عورت نہین اور بعضون نے کہا کہ وہ مطلقاً عورت نہین اور بعضون نے کہا کہ دونون قدم عورت ہین اور کسی نے اسکو صحیح بھی کہا ہی کذا فی الطحطاوی
وصوتہا علی الراجح اور حرہ کی آواز عورت نہین راجح قول پر ہم اور آواز کا بلند کرنا جو حرام ہی تو بخوف فتنہ حرام ہی اور بعضون نے کہا کہ اسکو آواز کا بھی پوشیدہ
کرنا واجب ہی کذا فی الطحطاوی وذراعیہا علی المرجوح اور حرہ کی دونون کلائیان عورت نہین مرجوح یعنی ضعیف قول پر ہم یہ ابو یوسف کا قول ہی اور [illegible]
شرح مختار مین اسی کو راجح کہا ہی لیکن مذہب راجح اور قوی یہ ہی کہ کلائیان عورت ہین کذا فی الطحطاوی وتمنع المرأۃ الشابۃ من کشف الوجہ بین رجال
لا لانہ عورۃ بل لخوف الفتنۃ اور جوان عورت منع کیجاوے چہرہ کھولنے سے درمیان مردون کے نہ اسوجہ سے کہ چہرہ اُسکا عورت ہی بلکہ بخوف فتنہ منع کا
حکم ہی کمسہ وان امن الشہوۃ لانہ اغلظ ولذا ثبت بہ حرمۃ المصاہرۃ کما یاتی فی باب الحظر جیسے مرد کو عورت کا چہرہ چھونا ممنوع ہی اگرچہ شہوت کا خوف
نہو اسواسطے کہ چھونا سخت تر ہی نظر کرنے سے اور اسیواسطے شہوت کے چھونے سے حرمت مصاہرت کی ثابت ہوتی ہی چنانچہ باب الحظر مین آویگا ولا یجوز
النظر الیہ بشہوۃ کوجہ امرد فانہ یحرم النظر الی وجہہا ووجہ الامرد اذا شک فی الشہوۃ اما بدونہا فیباح ولو جمیلا کما اعتمدہ الکمال اور جائز نہین نظر
کرنا عورت کے چہرہ کیطرف شہوت سے مانند چہرہ امرد کے یعنی بے ریش لڑکے کے اسواسطے کہ حرام ہی نظر کرنا عورت کے چہرہ کا اور امرد کے چہرہ کا جبکہ شہوت
کا شک اور تردد ہو اور بدون شہوت کے تو نظر کرنا مباح ہی اگرچہ امرد خوبصورت ہو چنانچہ اسی قول پر کمال الدین صاحب فتح القدیر نے اعتماد کیا ہی
قال فحل النظر منوط بعدم خشیۃ الشہوۃ مع عدم العورۃ کہا کمال الدین نے تو حلت نظر وابستہ بعدم خوف شہوت ہی ساتھ اس امر کے کہ وہ محل واجب الاستتار
نہو یعنی جبکہ محل نظر وہ مقام نہو جسکا چھپانا چاہیے اور شہوت کا خوف نہو تو نظر کرنا حلال ہی والا حلال نہین وفی السراج لا عورۃ للصغیر جدا ثم ما دام لم یشتہ
فقبل ودبر ثم تغلظ الی عشر سنین ثم کبالغ اور سراج وہاج مین ہی کہ نہایت صغیر کا بدن عورت نہین یعنی ڈھکنے کے لائق نہین ہی جبتک کہ وہ قابل خواہش کے
نہین تو بول و براز کی راہ چھپانے کے لائق ہی پھر عورت غلیظہ ہوتی ہی دس برس تک یعنی بول و براز کا مقام مع گرد و نواح کے قابل چھپانیکے ہو جاتا
ہی پھر دس برس کے بعد جوان کے مانند ہی برہنگی کے چھپانے مین ہم نہایت صغیر سے مراد چار برس کا بچہ ہی لڑکا ہو یا لڑکی کذا فی الطحطاوی عن الحلبی عن
النہر وفی الاشباہ یدخل علی النساء الی خمسۃ عشر سنۃ حسب اور اشباہ مین ہی کہ اندر جاوے لڑکا عورتون مین فقط پندرہ برس کی عمر تک ہم یہ اس صورت
مین ہی کہ اسکا بلوغ بجز عمر کے ثابت نہو اور اگر احتلام وغیرہ سے اسکا بلوغ ثابت ہوا ہو تو پندرہ برس سے پہلے بھی اُسکا عورتون مین جانا منع ہوگا اور جو
عضو کہ عورت ہی بدن مین ملا ہوا اسکا دیکھنا بدن سے جدا ہونے کے بعد بھی درست نہین کذا فی الطحطاوی شامی نے کہا کہ شارح کو خمس عشرۃ کہنا مناسب
تھا اسلیے کہ لفظ سنۃ مونث ہی ویمنع حتی انعقادہا کشف ربع عضو قدر اداء رکن بلا صنعہ من عورۃ غلیظۃ او خفیفۃ علی المعتمد اور منع کرتا ہی نماز کو
یہانتک کہ انعقاد نماز کو کھل جانا چوتھائی عضو کا بقدر ادا کرنے رکن کے بدون فعل مصلی کے عورت غلیظہ یا خفیفہ سے معتمد قول پر ہم کشف ربع عورت مانع انعقاد
نماز اُسوقت ہوگا جبکہ تکبیر تحریمہ کی حالت مین ہو اگرچہ ادائے رکن سے کم مدت ہو اور ادائے رکن کی مقدار تین بار سبحان اللہ کہنا ہی اور اگر کشف عورت
بفعل مصلی ہوگا تو فی الحال نماز فاسد ہو جائیگی اگرچہ کمتر ہو ادائے رکن کی مقدار سے والغلیظۃ قبل ودبر وما حولہما والخفیفۃ ما عدا ذلک من الرجل
والمرأۃ اور عورت غلیظہ مرد اور عورت مین بول و براز کا محل ہی اور جو مکان کہ اُن دونون کے آس پاس ہی اور عورت خفیفہ وہ ہی جو اسکے سوا ہی وتجمع بالاجزاء
لو فی عضو واحد اور چند جگہ سے کھلی ہوئی برہنگی جمع کیجائیگی اجزا سے اگر ایک عضو مین ہو ہم اجزا سے مراد کسور حسابیہ ہین مثلاً پانچوان اور چھٹا اور آٹھوان

حصہ تو اگر مثلاً ران ایک جگہ سے آٹھواں حصہ اور دوسری جگہ سے بھی اُسیقدر کھُلی ہو تو دونوں کو جمع کرینگے تو چہارم حصہ ٹھہریگا اور نماز کا مانع ہوگا اور اگر
جمع کرنے سے اُس عضو کا چہارم نہوگا تو مانع نماز کا نہوگا والا فبالقدر اور اگر عورت مکشوفہ متفرق ایک عضو مین نہین بلکہ چند اعضا مین ہو تو وہ پیمائش
سے جمع کیجائیگی نہ اجزاء سے فان بلغ ربع ادناہا کاذن منع سو اگر کھُلے اعضا مین سے کمتر عضو کی چہارم کو پیمائش پہونچ جائیگی چنانچہ کان تو یہ کھُلجانا
نماز کا مانع ہوگا مثلاً سولھواں حصہ ران کا اور کچھ کان عورت کا کھُل گیا تو اُسکی نماز جائز نہوگی اسواسطے کہ دونون کا مجموعہ کان کی چہارم سے زیادہ ہے
اور یہی قول حق ہے برخلاف بحر الرائق کے کہ اُسمین مجموع اعضاء منکشفہ کے چہارم کو معتبر رکھا ہے کذا فی الطحطاوی والشرط سترہا عن غیرہ ولو حکما کمکان
مظلم اور شرط ہے ڈھکنا برہنگی کا غیر شخص سے اگرچہ ستر حکمی ہو چنانچہ نمازی ہو اندھیرے مکان مین یعنے اگرچہ وہ مستور ہے باعتبار حس کے یا یعنی کہ وہ نظر نہین
آتا لیکن وہ حکم شرع مین مستور نہین تو اُسپر چھپانا کپڑے وغیرہ سے واجب ہے کذا فی الحلبی لا سترہا عن نفسہ وبہ یفتی شرط نہین چھپانا برہنگی کا اپنی ذات سے
اُسیکا فتوی دیا ہے فلو رآہا من زیقہ لم تفسد وان کرہ پھر اگر نمازی نے شرمگاہ کو دیکھا اپنے گریبان کی راہ سے تو نماز فاسد نہوگی اگرچہ یہ نظر کرنا مکروہ ہی
ہے کذا فی الطحطاوی وعادم ساتر لا یصف ما تحتہ اور نہ پانیوالا اُس چھپانیوالی چیز کا جو اپنے اندر کی چیز کو ظاہر نکردے یعنی جسمین بدن نظر نہ آوے عادم
مبتدا ہے اُسکی خبر آگے آتی ہے یعنی یصلی قاعدًا ساتر مین یہ قید اسواسطے لگائی کہ اگر ایسا کپڑا ہے جس سے نیچے کا بدن معلوم ہوتا ہے چنانچہ باریک ململ یا جالی تو
وہ بمنزلہ معدوم کے ہے ولا یضر التصاقہ وتشکلہ اور ضرر نہین کرتا ساتر کے بدن مین چپٹنا اور عضو کی شکل پکڑنا یعنی نماز ایسے کپڑے سے درست ہوجائیگی ولو
حریرًا او طینًا یعنی الی تمام صلوٰۃ او ماء کدرًا اگرچہ ساتر شرمگاہ کا ریشمی کپڑا یا گیلی مٹی ہو جو پوری نماز تک بدن پر باقی رہے یا گدلا پانی ہو مرد اگرچہ ریشمی کپڑا مرد کو
حرام ہے اور اُسکے ساتھ نماز مکروہ لیکن اگر کوئی چیز ساتر نپاوے تو ریشمی سے بدن چھپاکر نماز پڑھے اُسکے ہوتے نماز برہنہ جائز نہین لا صافیا ان وجد غیرہ نہ صاف پانی
اگر اُسکے سوا کوئی چیز ساتر پاوے یعنے صاف پانی مین بیٹھ کر برہنہ آدمی نماز نہ پڑھے اگر دوسری چیز ملسکتی ہو اور اگر نہ ملی تو اُسمین نماز واجب ہے بوجہ تھوڑا کھلنے کے
کذا فی الطحطاوی وہل یکفیہ الظلمۃ فی مجمع الانہر بحثا نعم فی الاضطرار لا الاختیار سوال اور کیا برہنہ شخص کو اندھیرے مین نماز کفایت کرتی ہے مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر
مین بحث کرکے یون جواب دیا ہے کہ ہان اضطرار مین کافی ہے نہ اختیار مین ہم اس کلام کا ثمرہ کچھ معلوم نہین ہوتا اسواسطے کہ جب ساتر مفقود ہوا تو ہر حال مین نماز
پڑھے خواہ اندھیرا ہو یا روشنی اور شاید کہ اسمین اشارہ ہے بعضے مشائخ کے اس قول کا کہ برہنہ دن کو بیٹھ کر نماز پڑھے اور رات کو کھڑے نماز پڑھے اسواسطے کہ رات کا اندھیرا
اُسکی شرمگاہ کا ساتر ہے کذا فی الطحطاوی یصلی قاعدًا کما فی الصلوٰۃ نہ پانیوالا کسی چیز ساتر کا نماز پڑھے بیٹھ کر جیسے نماز مین بیٹھتے ہین یعنے مرد بائین پانون پر بیٹھے داہنا
پانون کھڑا کرکے اور عورت سرین پر بیٹھے وقیل مادا رجلیہ اور بعضون نے کہا دونون پانون پھیلاکر بیٹھے ہم اور عورت غلیظہ پر ہاتھ رکھلے اور راجح پہلا قول ہے
کہ اُسمین کثرت استتار ہے باوجود خالی ہونے کے قبلہ کیطرف پانون پھیلانے سے جو بہتر نہین کذا فی البحر مومیا برکوع وسجود بیٹھ کے نماز پڑھے رکوع اور سجود کا
اشارہ کرکے تاکہ برہنگی نہ کھلے وہو افضل من صلوٰتہ قاعدًا برکوع وسجود وقائمًا بایماء او برکوع وسجود لان الستر اہم من اداء الارکان اور وہ یعنے برہنہ شخص
کو بیٹھ کے رکوع سجود کا اشارہ کرکے نماز پڑھنا افضل ہے اُسکی نماز سے بیٹھ کر اور رکوع اور سجود کرکے اور کھڑے ہوکر اشارہ سے یا رکوع سجود کرکے اسواسطے کہ شرمگاہ
کا چھپانا زیادہ تر مقصود ہے ارکان کے ادا کرنے سے ہم اسواسطے کہ ستر عورت مطلقًا فرض ہے نماز اور غیر نماز مین اور ارکان یعنے قیام اور رکوع اور سجود نماز مین فرض
ہین ولو ابیح لہ ثوب ولو باعارۃ ثبتت قدرتہ ہو الاصح اور اگر برہنہ کو مباح کیا جاوے کپڑا اگرچہ اباحت بطور عاریت کے ہو تو اُسکا قادر ہونا ساتر پر ثابت
ہوگیا یہی قول صحیح تر ہے یعنی اگر اس صورت مین برہنہ نماز پڑھیگا تو نماز جائز نہوگی ولو وعد بہ ینتظر ما لم یخف فوت الوقت ہو الاظہر کراجی ماء وثوب وطہارۃ مکان اور
اگر اباحت یا عاریت کا کوئی شخص اس سے وعدہ کرے تو اُسکا انتظار کرے جبتک فوت وقت کا خوف نہو یہی قول ظاہر تر ہے جیسے انتظار کرے پانی اور
کپڑے اور طہارت مکان کا امیدوار ہم یعنی اگر مکان نجس مین مثلاً قید ہو اور توقع قوی وہان سے نکلنے کی ہو تو نماز مین تاخیر کرے جب تک کہ فوت وقت کا خوف ہو ولو

یلزمہ الشراء بثمن مثلہ ینبغی ذلک سوال اور کیا برہنہ شخص کو لازم اور ضرور ہی خرید کرنا کپڑے کا اسکی برابر قیمت سے جواب لائق یہ ہی کہ خرید نا ضرور ہو ہم یہ بحث ہی صاحب بحر الرائق کی مذہب کی روایت نہین ولو وجد ہا ای ساترا کلہ نجس لیس باصلی کجلد میتۃ لم یدبغ فانہ لایستتر بہ مہا اتفاقا فلا بل خارجہا ذکرہ الوانی او اقل من ربعہ طاہر ندب صلوتہ فیہ وجاز الایماء کما مر اور جو پایا برہنہ نے وہ ساتر کہ اُسکا کل نجاست کے لگنے سے ناپاک ہی اصلی ناپاک نہین اصلی ناپاک جیسے مردار کی کھال جسکی دباغت نہین ہوئی تو یہ شخص ستر عورت نکرے اس اصلی ناپاک سے نماز مین بالاتفاق بلکہ خارج نماز کے اُس سے شرمگاہ چھپاوے ایسا ذکر کیا ہی علامہ وانی محشی دُرر نے یا ایسا ساتر پایا جو چوتھائی سے کمتر پاک ہی تو اسکو اسمین نماز پڑھنا مستحب ہی اور جائز ہی برہنہ نماز پڑھنا اشارہ سے چنانچہ نماز کا پڑھنا اشارے سے گذر گیا وحتم محمد لبسہ واستحسنہ فی الاسرار وبہ قالت الثلثۃ اور محمد بن حسن نے اُس ساتر کا جو تمام ناپاک ہی یا چہارم سے کمتر طاہر ہی پہننا لازم کیا ہی نہ مستحب اور اسرار مین اس قول کو اچھا سمجھا ہی اور یہی قول ہی ائمہ ثلثہ کا ولو کان ربعہ طاہرا صلی فیہ حتما اذ الربع کالکل اور اگر ساتر کا چوتھائی حصہ پاک ہو تو اُسی ساتر مین بالضرور نماز پڑھے اسواسطے کہ چہارم کل کے برابر ہی یعنے چوتھائی کا حکم کل کا سا ہی مثلاً محرم کو چوتھائی سر کا منڈانا کل کے برابر ہی اور چوتھائی برہنگی کا کھلنا نماز کا مانع ہی کذا فی الشامی وہذا اذا لم یجد مایزیل بہ النجاسۃ او یقللہا اور یہ حکم مذکور اسوقت ہی جبکہ نپاوے اُس چیز کو جو نجاست کو دور کرے یا اُسکو کم کر ڈالے یعنے اگر مزیل نجاست پاوے تو ازالہ واجب ہی کذا فی البحر فیتحتم لبس اقل ثوبیہ نجاسۃ جب تقلیل نجاست کا حکم ہوا تو لازم ہی نماز مین پہننا اپنے دونون ناپاک کپڑون سے اُس کپڑے کا جسکی نجاست کمتر ہی دوسرے سے والضابط ان من ابتلی ببلیتین فان تساویا خیر وان اختلفا اختار الاخف اور قاعدہ کلیہ اس مسئلہ کا یہ ہی کہ جو شخص مبتلا ہو دو بلاؤن مین مثلاً دو ناپاک کپڑون مین سو اگر دونون برابر ہون نسبتاً نماز مین تو اُسکو اختیار ہی چاہے اسکو اور چاہے اُسکو لے اور اگر دونون مختلف ہین یعنے ایک بلا کم ہی اور دوسری زیادہ تو ہلکی کو اختیار کرے ہم مثلاً زخمی اگر سجدہ کرتا ہی تو زخم سیلان کرتا ہی اور نہین تو نہین وہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے اسواسطے کہ ترک سجدہ ہلکا ہی بے وضو ہونے کے ساتھ نماز سے اور ترک سجدہ حالت اختیار مین بھی کرسکتا ہی مثلاً سواری پر نماز نفل اشارہ سے درست ہی تو حالت عذر مین ترک سجدہ کا مضائقہ نہین کذا فی البحر ولو وجدت الحرۃ البالغۃ ساترا یستر بدنہا مع ربع راسہا یجب سترہا فلو ترکت ستر راسہا عادت بخلاف المراہقۃ لانہ لما سقط بعذر الرق فبعذر الصبی اولی اور اگر آزاد جوان عورت نے پایا ایسا ساتر جو ڈھکتا ہی اُسکے بدن کو اُسکے چوتھائی سر کے ساتھ تو بدن اور چہارم سر کا ڈھکنا واجب ہی یعنی فرض ہی دونون کا ڈھکنا تو اگر اپنے سر کا ڈھکنا چھوڑیگی تو نماز کا اعادہ کرے برخلاف قریب البلوغ عورت کے یعنے اگر وہ بدون سر ڈھکنے کے نماز پڑھیگی تو اعادہ نماز کا ضرور نہین اسواسطے کہ سر کا ڈھکنا جبکہ ساقط ہو گیا تو لونڈی ہونے کے عذر سے تو لڑکپن کے عذر سے ساقط ہونا اولی ہی ہم شارح کو علت بیان کرنا اس حدیث سے مناسب تھا کہ کوئی بالغ عورت نماز بدون سر ڈھانکنے کے نہ پڑھے کیونکہ شارح کے قول سے مفہوم ہوتا ہی کہ جن اعضا کا ڈھکنا لونڈی ہونے کی جہت سے ساقط ہی اُنکا ڈھکنا لڑکپن سے ساقط ہو حالانکہ یہ کلیہ نہین کذا فی الشامی ولو کان یستر اقل من ربع الراس لا یجب بل یندب اور اگر ساتر ڈھکتا ہو کمتر چوتھائی سر سے تو اُسکو ڈھکنا واجب نہین بلکہ مستحب ہی لکن قولہ ولو وجد المکلف مایستر بہ بعض العورۃ وجب استعمالہ ذکرہ الکمال زاد الحلبی وان قل یقتضی وجوبہ مطلقا فتامل لیکن مصنف کا یہ قول اور اگر پاوے مکلف وہ چیز جس سے بعض برہنگی کو چھپاوے تو اُسکا استعمال واجب ہی ذکر کیا ہی اسکو کمال الدین نے فتح القدیر مین حلبی شارح منیہ نے اتنا زیادہ کیا ہی وان قل یعنے اگرچہ وہ ساتر قلیل ہو چاہتا ہی ساتر کے استعمال کو مطلقاً خواہ چوتھائی کا ساتر ہو یا کمتر کا سو تامل کر اے مخاطب ہم یعنی مصنف کے دونون قولون مین تناقض ہی پہلا قول یہ ہی کہ چہارم سر سے کمتر کا ڈھکنا واجب نہین اور دوسرا قول یہ ہی کہ بعض عورت کا ڈھکنا واجب ہی خواہ چہارم ہو یا کمتر حلبی محشی در المختار نے کہا کہ اگر کمال الدین کے کلام کو سر کے سوا محمول کیجیے اسواسطے کہ سر کا عورت ہونا خفیف تر ہی باقی عورت سے اس دلیل سے کہ صلوۃ مراہقہ سر کھلی کی صحیح ہی تو اب تناقض باقی نرہیگا ویستر

القبل والدبر اولا اور ڈھکے پیشاب کی راہ کو اور پاخانہ کی راہ کو پہلے فان وجد ما یستر احدہما قیل یستر الدبر لانہ افحش فی الرکوع والسجود وقیل
القبل حکاہا فی البحر بلا ترجیح پھر اگر پاوے وہ چیز جو ایک شرمگاہ کو چھپاوے بعضون نے کہا دبر کو چھپاوے اسواسطے کہ اُسکا کھلنا رکوع اور سجدہ مین
فاحش تر اور قبیح تر ہے اور بعضون نے کہا قبل کو چھپاوے یعنے اسلیے کہ وہ قبلہ رخ ہے اور کوئی عضو اُسکی آڑ نہین جیسے سرین مقعد کا حجاب ہین کذا
فی الشامی نقل کیا ہے دونون قولون کو بحر الرائق مین بدون ترجیح کے وفی النہر الظاہر ان الخلاف فی الاولویۃ والتعلیل یفید انہ لو صلی بالایماء تعین
ستر القبل ثم فخذہ ثم بطن المرأۃ وظہرہا ثم الرکبۃ ثم الباقی علی السواء اور نہر الفائق مین ہے کہ ظاہراً دونون قولون کا خلاف اولی ہونے مین ہے اور تعلیل
یعنی کشف دبر کا قبیح ہونا رکوع اور سجود مین اسکا مفید ہے کہ اگر بدون رکوع اور سجود کے اشارہ سے نماز پڑھے تو قبل کا چھپانا متعین ہوگا پھر اسکے بعد ران
کا پھر عورت کے پیٹ اور پیٹھ کا پھر زانو کا پھر باقی بدن برابر ہے ہم ران وغیرہ کا ذکر حلبی کے کلام سے ہے نہ نہر الفائق سے یعنی اگر زیادہ ہووے کپڑا تو قبل
کے بعد ران کو پھر عورت اپنے پیٹ اور پیٹھ کو پھر زانو کو چھپاوے کذا فی الطحطاوی واذا لم یجد المکلف المسافر ما یزیل بہ نجاستہ او یقللہا لبعدہ میلا او
لعطش صلی معہا او عاریا ولا اعادۃ علیہ اور اگر عاقل بالغ مسافر نہ پاوے اُس چیز کو جس سے نجاست کو دور کرے یا اُسکو کم کر ڈالے بسبب دور ہونے
مزیل کے کوس بھر یا پیاس کے سبب سے تو نماز پڑھے نجاست کے ساتھ یا برہنہ ہو کر اور اسپر اعادہ نماز کا نہین وینبغی لزومہا لو العجز عن مزیل وساتر بفعل العباد کما
فی التیمم اور لزوم اعادہ نماز لائق ہے اگر عاجز ہونا مزیل نجاست اور ساتر سے بندون کے فعل سے ہو چنانچہ تیمم مین گذر گیا ہم یہ بحث ہے صاحب بحر الرائق کی
اور مصنف نے اپنی شرح مین اسکو ثابت رکھا ہے ثم ہذا للمسافر لان المقیم یشترط طہارۃ الساتر فان لم یملکہ قہستانی پھر معلوم کر کہ یہ نماز کا برہنہ جائز ہونا مسافر کے
حق مین ہے اسلیے کہ مقیم کے واسطے طہارت ساتر کی شرط ہے اگرچہ ساتر کا وہ مالک نہو چنانچہ قہستانی مین ہے ہم طحطاوی نے کہا کہ اس حکم کی تخصیص مقیم کے
ساتھ بلا وجہ ہے والخامس النیۃ بالاجماع اور پانچوین شرط نماز کی نیت یعنی پختہ ارادہ ہے بدلیل اجماع واتفاق ہم یعنی اشتراط نیت کی دلیل اجماع ہے نہ آیت
(وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ) اسواسطے کہ عبادت سے یہان توحید مراد ہے تو یہ اخلاص یعنے خلوص ارادہ ونیت اس آیت سے توحید مین پایا گیا
نہ عبادت مین اور یہ حدیث بھی دلیل نہین ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اسواسطے کہ اسمین تو نیت کا ثواب مراد ہے اور صحت سے تعرض نہین کذا فی الطحطاوی
وہی الارادۃ المرجحۃ لاحد المتساویین اور نیت ارادہ ہے ترجیح دینے والا ایک چیز کا دو برابر چیزون سے ہم دو چیزین برابر چنانچہ کرنا اور نکرنا افعال اختیاریہ کا مثلاً نماز
پڑھنا اور نہ پڑھنا دونون برابر ہین کہ بذات خود نہ فعل اسکا لازم اور محال ہے نہ ترک اسکا پھر جبکہ ارادہ متعلق ہوا فعل سے تو نماز واقع ہوئی تو ترجیح فعل کی ترک پر صرف
ارادہ سے ہوئی اسی ارادہ مرجحہ کو نیت کہتے ہین طحطاوی نے کہا کہ نیت مطلق ارادہ کا نام نہین بلکہ عبارت ہے اُس ارادہ فعل سے جو فعل کے ساتھ ہو اور علم مین اُس
سے پہلے ہو ای ارادۃ الصلوٰۃ للہ تعالی علی الخلوص یعنی نماز کا ارادہ خالص اللہ تعالی کیواسطے ہم شارح نے اشارہ کیا کہ الارادۃ کا الف لام عہد کا ہے یعنی نیت ہر ارادہ کا
نام نہین بلکہ یہان ارادہ نماز کا مراد ہے خلوص کے ساتھ یعنی اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نکرے عبادت مین نہ شرک جلی مشرکون کے مانند نہ شرک خفی ریاکارون کے
طور پر لامطلق العلم فی الاصح الا تری ان من علم الکفر لا یکفر ولو نواہ یکفر نیت عبارت ہے ارادہ مذکور سے نہ مطلق دانست سے صحیح تر قول مین کیا تو نہین دیکھتا کہ جسنے
کفر کو جانا وہ کافر نہین ہوتا اور اگر کفر کی نیت کی تو کافر ہو جاتا ہے ہم غیر اصح عبد الواحد کا یہ قول ہے کہ نیت دانست کا نام ہے حالانکہ دونونکے مفہوم متباین ہین
ارادہ کو علم یعنے دانست لازم ہے اور دانست کو ارادہ لازم نہین کذا فی الطحطاوی والمعتبر فیہا عمل القلب اللازم للارادۃ فلا عبرۃ للذکر باللسان
ان خالف القلب لانہ کلام لا نیۃ اور نیت مین معتبر دل کا عمل ہے جسکو ارادہ لازم ہے تو کچھ اعتبار نہین زبان کے ذکر کا اگرچہ وہ دل کے مخالف ہو اسواسطے
کہ زبانی ذکر کلام ہے نیت نہین ہے ہم جب عمل دل معتبر ہوا نہ عمل زبان تو اگر زبان نے خطا کی تو کچھ ضرر نہین مثلاً دل مین ارادہ ہو ظہر کا اور
زبان سے عصر نکلا تو نیت صحیح ہے اور عدد رکعات مین خطا قلبی بھی مضرت نہین کرتی اسواسطے کہ تعیین عدد شرط نہین تو اسکی خطا بھی مضر نہین

کذا فی الاشباہ الا اذا عجز عن احضارہ لہموم اصابتہ فیکفیہ اللسان مجتبی مگر جبکہ آدمی عاجز ہو دل کے حاضر کرنے سے افکار اور تشویشات کے لاحق ہونے سے تو اب اسکو زبان کا عمل بجاے عمل دل کے کفایت کرتا ہی کذا فی المجتبی وہو ای عمل القلب ان یعلم عند الارادۃ بداہتہ بلا تامل ای صلوٰۃ یصلی فلو لم یعلم الا بتامل لم یجز اور وہ یعنی دل کا عمل یہ ہی کہ جانے آدمی نماز کے وقت فوراً بدون غور اور تامل لگے کہ کون سی نماز پڑھتا ہی سو اگر بجانے اگر تامل کرنے سے تو نماز جائز نہین ہم یہ استحضار فقط نیت کے وقت شرط ہی تمام نماز مین شرط نہین یعنے اگر اثنا نماز مین نہو گا تو کچھ حرج نہین اور اسہین کسی کو اختلاف نہین کذا فی الطحطاوی مختصراً والتلفظ عند الارادۃ بہا مستحب ہو المختار اور ارادہ نماز کے وقت زبان سے نیت کرنا مستحب ہی یہی قول مختار ہی وتکون بلفظ الماضی ولو فارسیاً لانہ الاغلب فی الانشارات وتصح بالحال قہستانی اور ہووے زبان سے کہنا ماضی کے لفظ کے ساتھ جو زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہی اگرچہ فارسی بولی مین ہو اسواسطے کہ ماضی کا لفظ اکثر مستعمل ہی انشارات مین یعنے ان الفاظ مین جو ایجاد اشیا مین بولے جاتے ہین چنانچہ معاملات مین اور صحیح ہی نیت کرنا حال کے لفظ کے ساتھ جو زمانہ موجود پر دلالت کرتا ہی کذا فی القہستانی شرح النقایہ لفظ حال سے صیغہ مضارع کا مراد ہی جس سے فقط حال مقصود ہو نہ استقبال اسواسطے کہ ارادہ استقبال سے وعدہ ٹھہر یگا نہ وقوع تو عربی مین نیت بہ لفظ ماضی اس طرح ہی کہ نویت ان اصلی الفجر اور فارسی مین یون کہ نیت کردم کہ نماز فجر گذارم اور ہندی مین یون کہ نماز فجر کی مین نے نیت کی اور بلفظ حال اسطرح کہ ارید ان اصلی الفجر اور فارسی مین یون کہ نماز فجر را نیت میکنم اور ہندی مین یون کہ نماز فجر کی نیت کرتا ہون وقیل سنۃ راتبۃ یعنے احبہ او سنۃ علمائنا اذ لم ینقل عن المصطفٰی ولا الصحابۃ ولا التابعین بل قیل بدعۃ اور بعضون نے کہا کہ زبان سے نیت کرنا سنت مؤکدہ دائم العمل ہی یعنے یہان سنت سے مراد یہ ہی کہ پسند کیا ہی اسکو یا اسکو طریقہ قرار دیا ہی ہمارے عالمون نے سنت شرعی یہان مراد نہین اسلیے کہ زبان سے نیت کرنا جناب مصطفٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور اصحاب اور تابعین رضی اللہ عنہم سے منقول نہین بلکہ بعضے عالمون نے اسکو بدعت کہا ہی ہم بدعت سے یہان بدعت حسنہ مراد بقول معتمد ہی نہ بدعت سیئہ بحر الرائق مین کہا کہ زبان سے نیت کرنا مستحسن ہی اطمینان کے سبب سے نہ اور وجہ سے یعنی انسان کبھی پریشان خاطر ہوتا ہی اور زبان کے کہنے سے ارادہ دلی کو جمعیت ہو جاتی ہی اسلیے زبان سے کہنا مستحسن ہوا کذا فی الطحطاوی وفی المحیط انہ یقول اللہم انی ارید ان اصلی صلوٰۃ کذا فیسرلی او تقبلہا منی وسیجی فی الحج اور محیط مین ہی کہ نماز کا پڑھنے والا یون کہے کہ اے اللہ مین ارادہ کرتا ہون فلانی نماز کے پڑھنے کا سو اسکو میرے لیے آسان کر دے اور میری طرف سے اسکو قبول کر اور عنقریب اسکا بیان کتاب الحج مین آویگا ہم یہ مثال جو نیت کی بلفظ حال نہر الفائق مین کہا کہ اکثر علما نے کہا ہی کہ یہ نیت حج کے واسطے مخصوص ہے اسواسطے کہ حج زمانہ دراز مین پورا ہوتا ہی اور اسمین مشقتین بہت ہوتی ہین برخلاف نماز کے کذا فی الطحطاوی وجاز تقدیمہا علی التکبیرۃ ولو قبل الوقت اور جائز ہی مقدم کرنا نیت کا تکبیر تحریمہ پر اگرچہ تقدم نیت کی نماز کے وقت سے پہلے ہو ہم اور نماز کے مانند جمیع عبادات پر تقدم نیت کی جائز ہی صحیح قول مین وفی البدائع خرج من منزلہ یرید الجماعۃ فلما انتہی الی الامام کبر ولم تحضرہ النیۃ جاز ومفادہ جواز تقدیم نیۃ الاقتداء ایضاً فلیحفظ اور بدائع مین ہی کہ ایک شخص نکلا اپنے گھر سے جماعت کی نماز کے قصد سے پھر جب امام تک پہونچا تو اسنے تکبیر تحریمہ کی اور نیت اقتدا کی اسکو اسوقت حاضر نہوئی تو جائز ہی اور بدائع کے اس کلام سے مستفاد ہوتا ہی کہ نیت اقتدا کی بھی تقدیم جائز ہی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے لیکن قہستانی مین ہی کہ نیت اقتدا کی تقدیم امام کی تحریمہ پر صحیح نہین ما لم یوجد بینہما قاطعہا من عمل غیر لائق بصلوٰۃ تقدیم نیت کی جائز ہی جب تک کہ نیت اور نماز کے درمیان کوئی عمل قطع کرنے والا نیت کا جو نماز کے مناسب نہین ہی پایا نجاے ہم عمل قاطع نیت چنانچہ کھانا اور پینا اور لکڑی خرید کرنا کذا فی البحر وہو کل ما یمنع البناء اور وہ یعنی عمل غیر مناسب نماز وہ عمل ہی جو بنا نماز کا مانع ہی ہم اگر اثنا نماز مین

نمازی کا وضو جاتا رہے تو وہ چپ چاپ جاے اور دوسرا وضو کرکے بقیۂ نماز پڑہے اس بقیہ کے پڑہنے کو بنا کہتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ چلنا اور
وضو کرنا قاطع نیت نہوگا کیونکہ یہ دونون کام نماز کے اندر قاطع نہین ہوتے تو نماز کے خارج بطریق اولے قاطع نہونگے وشرط الشافعی قرانہا
فیندب عندنا اور امام شافعی نے نیت کا متصل کرنا تحریمہ کے ساتھ شرط کیا ہی تو نیت کا ملانا تحریمہ کے ساتھ ہمارے نزدیک مستحب ہوگا اسواسطے
کہ محل اختلاف سے بچنا مستحب ہی اگرچہ ہمارے نزدیک قرآن شرط نہین ولاعبرۃ بنیۃ متاخرۃ عنہا علے المذہب وجوزہ الکرخی الی الرکوع اور اُس
نیت کا اعتبار نہین جو تحریمہ کے بعد ہو بنا بر صحیح مذہب کے اور کرخی نے رکوع تک تاخیر نیت کو جائز کہا ہی م شامی نے کہا کہ رکوع وغیرہ کی تصریح کرخی
نے نہین کی بلکہ علمانے اُنکے مذہب کے بموجب تاخیر کا جواز نکالا ہی کسی نے ثنا تک کسی نے رکوع تک کسی نے قعدہ تک وکفی مطلق نیۃ
الصلوۃ وان لم یقل للہ تعالی لنفل وسنۃ راتبۃ وتراویح علے المعتمد اذ تعینہا بوقوعہا وقت الشروع اور کفایت کرتی ہی مطلق نیت نماز کی
نفل اور سنت مؤکدہ اور تراویح کے واسطے معتمد قول پر اگرچہ اُسنے نکہا ہو کہ اللہ تعالی کیواسطے نیت کرتا ہون اسلیے کہ نفل اور سنت اور تراویح کا تعین
ہونا ثابت ہوجاتا ہی اُنکے واقع ہونے سے شروع کرنے کے وقت م یعنے یون کہنا یا ارادہ کرنا کہ نیت کرتا ہون نفل کی یا سنت فجر کی مثلاً
یا تراویح کی ضرور نہین بلکہ بلاقید نیت کرنا کافی ہی پھر جبکہ فجر کے وقت مطلق نیت سے نماز پڑہیگا تو سنت کا تعین حاصل ہوگا وقولہ وان لم یقل
للہ بیان ہی اطلاق نیت کا والتعیین احوط اور نفل یا سنت کا متعین کرلینا احوط ہی یعنے تعیین مین زیادہ تر احتیاط ہی اسواسطے کہ اطلاق
اور تعیین کی تصحیح مین اختلاف ہی کذا فی البحر ولابد من التعیین عند النیۃ فلو جہل الفرضیۃ لم یجز اور فرض نماز مین متعین کرلینا نیت کے وقت
ضرور ہی تو اگر نماز کے فرض ہونے سے ناواقف ہوگا تو نماز اسکی جائز نہوگی م ایک شخص پانچ وقت کی فرض نماز پڑہتا ہی لیکن اُنکا فرض ہونا نہین
جانتا ہی تو اسکی نماز جائز نہین اُسپر قضا کرنا واجب ہی کیونکہ اُسنے فرض معین کی نیت نہین کی کذا فی الطحطاوی ولو علم ولم یمیز الفرض من غیرہ ان
نوی الفرض فے الکل جاز اور اگر اُسنے بعضی نمازون کو فرض اور بعض کو نفل جانا اور جدا نکیا فرض کو غیر فرض سے تو اگر سب نمازون مین فرض کی
نیت کی تو جائز ہی یعنے بقدر فرض کے فرض ہوگی اور باقی نفل وکذا الوام غیرہ فیما لا سنۃ قبلہا اور اسی طرح نماز جائز ہی اگر غیر ممیز نے غیر شخص کی امامت
کی فرض کی نیت سے اُس نماز مین جسکے پہلے سنت نہین ہی م یعنے جو شخص فرض اور نفل کو ممتاز نہین کرتا وہ غیر کی امامت کرے فرض کی نیت سے
مغرب اور عصر اور عشا مین جنکے پہلے سنت مؤکدہ نہین تو مقتدیون اور امام کی نماز صحیح ہی اشباہ مین قنیہ سے منقول ہی کہ نمازی چھ قسم ہین پہلی قسم وہ
نمازی ہی جو فرض اور نفل نماز کو جانتا ہی یعنی جانتا ہی کہ فرض وہ ہی جسکے کرنے مین ثواب اور نکرنے مین عذاب ہی اور سنت وہ ہی جسکے کرنے مین ثواب
ہی اور نکرنے مین عذاب نہین سو اُسنے ظہر یا فجر کی نیت کی تو کافی ہی ۲ وہ نمازی ہی جو فرض اور نفل کو جانتا ہی اور فرض کی نیت سے نماز پڑہتا ہی مگر یہ
نہین جانتا کہ فرض کسقدر ہی اور سنت کتنی اُسکی بھی نماز درست ہی ۳ وہ نمازی ہی جو فرض کی نیت سے نماز پڑہتا ہی مگر فرض کے معنی نہین جانتا تو
اُسکی نماز کفایت نہین کرتی ۴ وہ نمازی ہی جو یہ جانتا ہی کہ آدمی جو نماز پڑہتے ہین اُنہین بعض نماز فرض ہی اور بعض نفل اور امتیاز نہین کرتا فرض اور
نفل مین تو اُسکی نماز جائز نہین اسواسطے کہ فرض مین نیت کا معین کرنا شرط ہی اور بعضون نے کہا کہ اُسنے جو نماز کہ جماعت سے پڑہی اور امام کی
نماز کی نیت کی تو درست ہی ۵ وہ نمازی ہی جسنے یہ اعتقاد کیا کہ ہر نماز فرض ہی تو اسکی نماز جائز ہی ۶ وہ نمازی ہی جو یہ نہین جانتا ہی کہ خدا کی نماز بندون پر
فرض ہی ولیکن وہ پنجگانہ نماز پڑہتا ہی اُسکی نماز جائز نہین ہی انتہی ملخصاً الفرض انہ ظہر او عصر قرنہ بالیوم والوقت اولا ہو الاصح یعنے ضرور ہی نیت کی تعیین
فرض کیواسطے اسطرح پر کہ وہ نماز ظہر کی ہی یا عصر کی خواہ ظہر یا عصر کے ساتھ دن اور وقت کو ملاوے یا نملاوے یہی قول صحیح تر ہی م یعنی یون کہنا یا نیت
کرنا کہ اصلی ظہر الیوم یا ظہر الوقت یعنی آج کی ظہر یا اسوقت کی ظہر ادا کرتا ہون کچھ ضرور نہین فقط ظہر یا عصر کی نیت کرنا بلا اضافت کافی ہی اصح قول مین

اسواسطے کہ وہ وقت تو اُسی کے واسطے متعین ہوگیا ہی ولو الفرض قضا نیت فرض کے تعین کی ضرور رہی اگرچہ فرض قضا ہو لکنہ یعین ظہر یوم کذا علے المعتمد لیکن قضا کا پڑھنے والا معین کرلے فلانے دن کی ظہر یا عصر کو بنا بر قول معتمد کے م یعنی قضا مین فقط ظہر یا عصر کا کہنا کفایت نہین کرتا بلکہ معتمد قول یہ ہی کہ کہے فلانے دن کی ظہر پڑھتا ہون خواہ کثرت فوائت سے ترتیب ساقط ہوگئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور غیر معتمد قول یہ ہی کہ نیت تعیین کی کثرت فوائت سے ساقط ہی کذا فی الطحطاوی والاسہل نیۃ اول ظہر علیہ او آخر ظہر اور تعیین نیت مین در صورت بہت سی قضا نمازون کے آسان تر طریقہ یہ ہی کہ کہے کہ مین نیت کرتا ہون پہلی ظہر کی جو مجھپر واجب ہی یا پچھلی ظہر کی جو مجھپر واجب ہی م آسانی کی وجہ اس نیت مین یہ ہی کہ شاید تاریخ اور دن قضا کے یاد نہون وفی القہستانی عن المنیۃ لا یشترط ذلک فی الاصح ویجیٔ فی آخر الکتاب اور قہستانی مین منیۃ المصلی سے منقول ہی کہ قضا مین معین کرنا نیت کا شرط نہین صحیح تر قول مین اور اس مسئلہ کا ذکر آخر کتاب مین یعنی مسائل شتے مین آویگا وواجب انہ وترا ونذرا وسجود تلاوۃ اور ضرور ہی نیت کا معین کرنا واجب نماز کیواسطے اسطرح کہ وہ وتر کی نماز ہی یا نذر کی یا سجدہ ہی تلاوت کا م وتر کی تعیین ضرور ہی لیکن اُسکو واجب یا سنت کہنا لازم نہین کیونکہ اسمین اختلاف ہی اور نذر نماز مین یون کہے کہ وہ نماز پڑھتا ہون جو شفا کیواسطے یا فلانی حاجت کیواسطے مین نے نذر مانی تھی اسواسطے کہ تعیین نذر کی نہین بدون ذکر کرنے اُسکے اسباب کے کذا فی الطحطاوی وکذا شکر بخلاف سہوا اور اسی طرح ضرور ہی معین کرنا سجدۂ شکر کی نیت کا بخلاف سجدۂ سہو کے کہ اُسمین تعیین ضرور نہین م سجدۂ شکر اور سجدۂ سہو مین شارح سے سہو واقع ہوا یون کہنا ٹھیک تھا وکذا سہو بخلاف شکر یعنے اسی طرح ضرور ہی معین کرنا سجدۂ سہو کا نہ سجدۂ شکر کا اسواسطے کہ سجدہ سہو کا واجب ہی اور سجدہ شکر کا نفل ہی حالانکہ نفل مین تعیین نیت ضرور نہین یہ بحث ہی صاحب نہر الفائق کی کہ تعیین نیت سہو مین واجب ہی نہ شکر مین کذا فی الطحطاوی مختصراً دون تعیین عدد رکعاتہ لحصولہا ضمنا فلا یضر الخطاء فی عددہا ضرور نہین معین کرنا شمار رکعات کا فرض اور واجب مین کیونکہ رکعات تو ضمنا حاصل ہین یعنے تعیین رکعات تو حقتعالی کیطرف سے حاصل ہوچکی اُس مین تو احتمال کمی بیشی کا نہین تو عدد رکعات مین چوکنا کچھ ضرر نہین کرتا یعنی جسکی تعیین ضرور نہین تو اُسمین خطا واقع ہونے سے کچھ ضرر نہین تو اگر ظہر مین مثلاً تین رکعت کی اور فجر مین چار رکعت کی نیت کی تو نماز جائز ہی وینوی المقتدی المتابعۃ اور نیت کرے امام کے پیچھے پڑھنے والا امام کے پیچھے ہونے کی یعنی یون ارادہ کرے کہ امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہون لم یقل ایضا لانہ لو نوی الاقتداء بالامام او الشروع فی صلوۃ الامام ولم یعین الصلوۃ صح فی الاصح وان لم یعلم بہا لجعلہ نفسہ تبعا لصلوۃ الامام مصنف نے لفظ ایضا نہ کہا یعنی کنز وغیرہ کیطرح یون نہ کہا کہ علاوہ نیت سابقہ کے مقتدی نیت متابعت کی بھی کرے اسلیے کہ اگر نمازی امام کی اقتدا کی نیت کرے یا امام کی نماز شروع کرنے کی نیت کرلے اور نماز کو معین نکرے تو صحیح تر قول مین اقتدا درست ہوجائیگا گو مقتدی امام کی نماز کو نجانتا ہو کیونکہ اُسنے تو اپنے آپ کو امام کا تابع کردیا ہی تو اُسکے لیے نماز کے معین کرنے وغیرہ کی حاجت نہین م شامی نے کہا کہ تبعا لصلوۃ الامام کی جگہ اگر شارح تبعا للامام کہتا تو بہتر تھا جیسے زیلعی نے کہا ہی اسلیے مترجم نے دوسری لفظ کا ترجمہ کیا بخلاف ما لو نوی صلوۃ الامام وان انتظر تکبیرہ فی الاصح لعدم نیۃ الاقتداء بخلاف اُس صورت کے کہ نیت کرے امام کی نماز کی اگرچہ اُسکے اللہ اکبر کہنے کا منتظر رہے صحیح تر قول مین اور یہ صورت حکم سابق کے خلاف ہی بسبب نہونے اقتدا کی نیت کے م یعنی اس صورت مین اقتدا درست نہوگا کیونکہ نیت اقتدا مفقود ہی اسلیے کہ جب امام کی نیت کی تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اقتدا کی نیت بھی کی ہو اسیطرح جب امام کی تکبیر کا انتظار کیا تو انتظار بھی کبھی اقتدا کے لیے ہوتا ہی اور کبھی عادت کی وجہ سے تو دونو وجہ ہو تو نہین شک کی وجہ سے مقتدی نہوگا کذا فی الشامی الا فی جمعۃ وجنازۃ وعید علی المختار لاختصاصہا بالجماعۃ مگر جمعہ اور جنازہ اور عید کی نماز مین مذہب مختار پر نیت اقتدا ضرور نہین اسلیے کہ یہ نماز مین جماعت کے ساتھ مخصوص ہین م یعنی تنہا نہین پڑھی جاتین تو جسوقت آدمی انکی نیت کریگا تو نیت اقتدا ضمنا ثابت ہوگی ولو نوی فرض الوقت مع بقائہ جاز اور اگر نمازی نے فرض وقت کی نیت کی وقت کے باقی ہوتے ہوئے تو یہ نیت کرنا جائز ہی یعنی اگر نماز مین صرف یہ

نیت کرے کہ فرض وقت پڑھتا ہون تو اس نیت سے نماز درست ہوگی الا فی الجمعۃ فانہا بدل مگر جمعہ کی نماز مین فرض وقت کی جائز نہین اسلیے کہ جمعہ کی نماز عوض ہے اُس روز کے ظہر کا یعنی فرض وقت ظہر ہے نہ جمعہ الا ان یکون عندہ فی اعتقادہ انہا فرض الوقت کما ہو رای البعض فتصح مگر یہ کہ نمازی کے عندیہ اور اعتقاد مین ہو کہ جمعہ فرض وقت ہے ظہر کا بدل نہین چنانچہ بعض فقہا کی تجویز یہی ہے تو اُس صورت مین جمعہ فرض وقت کی نیت سے درست ہوگا ولو نوی ظہر الوقت فلو مع بقائہ ای الوقت جاز ولو فی الجمعۃ اور اگر وقت ظہر کی نیت کی تو اگر وقت کے باقی رہنے کے ساتھ ہوگی تو جائز ہے اگرچہ جمعہ مین ہو م فیض الغفار شرح المختار مین ہے کہ اگر نیت ظہر کے وقت کی جمعہ کے سوا مین کریگا تو اگر وقت کے اندر ہوگی تو درست ہے اسلیے شارح نے شرنبلالیہ کی تبعیت سے ولو فی الجمعۃ کی قید لگائی تاکہ معلوم ہو کہ اس حکم مین جمعہ اور غیر جمعہ برابر ہین کذا فی الشامی ملتقطا ولو مع عدمہ بان کان قد خرج وہو لا یعلمہ لا یصح فی الاصح اور اگر ظہر الوقت کی نیت وقت کے نہونے کے ساتھ ہو اسطرح کہ وقت نکل چکا ہو اور نمازی اُسکے نکلنے کو نجانتا ہو تو صحیح تر قول مین درست نہوگی م وقت کے نکلنے کو نہ جاننے کی قید اسلیے لگائی کہ اگر وقت کے نکلنے کو جانکر ایسی نیت کریگا تو درست ہوگی کذا فی الشامی ومثلہ فرض الوقت اور ظہر الوقت کی مثل ہی حکم فرض الوقت کا یعنی اگر وقت کے نکلنے پر نیت وقت کے فرض کی کریگا اور وقت کے گذر جانے کو نجانتا ہوگا تو یہ بھی اول مسئلہ کی طرح صحیح تر قول مین درست نہوگی اور اشباہ مین جو درستی کا قول منقول ہے وہ اصح کے خلاف ہے کذا فی الشامی فالاولی نیۃ ظہر الیوم لجوازہ مطلقا لصحۃ القضاء بنیۃ الاداء کعکسہ ہو المختار پس بہتر یہ ہے کہ نیت آج کے ظہر کی کرے واسطے اُسکے جائز ہونے کے ہر طرح سے یعنی اگرچہ عین وقت مین پڑھے یا وقت نکل گیا ہو بسبب درست ہونے قضا کے ادا کی نیت سے مثل اُسکے عکس کے یعنے صحیح ہونے ادا کے قضا کی نیت سے یہی قول مختار ہے م یعنی اگر آج کے ظہر کی نیت ہوگی تو ہرچند وقت گذر بھی گیا ہوگا تب بھی وہ نماز اُس روز کے ظہر کی ہوگی اور وقت کے ظہر کی نیت سے وقت نکلنے پر اُسوقت کا ظہر نہ ٹھہریگا اور شارح نے جو یہ کہا کہ بسبب درست ہونے قضا بہ نیت ادا اُسکا مطلب یہ ہے کہ وقت کے گذرنے پر اگر بے علمی مین ظہر الیوم کی نیت کریگا تو گویا قضا کو بہ نیت ادا پڑھیگا حالانکہ یہ جائز ہے جیسے کوئی قیدی اٹکل سے رمضان کے روزے رکھے اور بعد کو معلوم ہو کہ رمضان ہو چکا تھا تو اُسکے روزے درست ہونگے مگر اس تعلیل مین یہ خلل ہے کہ یہ اُسوقت مبنی ہے کہ نمازی ادا کی نیت سے پڑھے اور اگر اُسکی نیت کچھ نہو نہ ادا کی نہ قضا کی تو اُسوقت یہ تعلیل نہ بنے گی کذا فی الطحطاوی وتمامہ فی الشامی ومصلی الجنازۃ ینوی الصلوٰۃ للہ تعالیٰ وینوی ایضا الدعاء للمیت اور جنازہ کی نماز پڑھنے والا نیت کرے نماز کی خاص اللہ تعالیٰ کے لیے اور نیز دعا کی نیت کرے مردہ کے لیے لانہ الواجب علیہ اسلیے کہ نیت نماز اور دعا نمازی پر واجب ہے م طحطاوی نے کہا کہ اگر مرجع ضمیر لانہ کا نماز و دعا دونون کی طرف ہو تو یہ خلل رہیگا کہ دعا جنازہ مسنون ہے نہ واجب اسلیے حلبی نے مرجع ضمیر صرف نیت صلوٰۃ قرار دیا ہے جو ینوی الصلاۃ سے سمجھا جاتا ہے اور شامی نے کہا کہ مرجع ضمیر نیت دعا اس اعتبار سے ہے کہ نماز جنازہ خود دعا ہے کیونکہ اسمین قرات اور رکوع اور سجدہ اور تشہد نہین اور اُسکا مؤید وہ قول ہے جو متن مین مذکور ہے کہ نماز جنازہ امام اعظم اور اُنکے اصحاب کے قول مین درحقیقت دعا ہے نماز فیقول اصلی للہ داعیا للمیت تو جنازہ کی نماز پڑھنے والا یون کہے کہ مین نماز پڑھتا ہون اللہ تعالیٰ کے لیے دعا مانگنے والا مردہ کیواسطے وان اشتبہ علیہ المیت ذکر ام انثی یقول نویت ان اصلی مع الامام علی من یصلی علیہ الامام اور اگر میت نمازی پر مشتبہ ہو جاوے معلوم نہو کہ مرد ہے یا عورت تو وہ یون کہے کہ مین نیت کرتا ہون کہ نماز پڑھون امام کے ساتھ جس شخص پر کہ امام نماز پڑھتا ہے وافاد فی الاشباہ بحثا انہ لو نوی المیت الذکر فبان انہ انثی او عکسہ لم یجز اور اشباہ مین بحث کرکے یہ افادہ کیا ہے کہ اگر نیت کی مذکر مردہ کی پھر معلوم ہوا کہ وہ عورت ہے یا اسکا عکس کیا مردہ عورت کی نیت کی پھر ظاہر ہوا کہ مرد ہے تو نماز درست نہوگی م وجہ عدم جواز کی یہ ہے کہ میت مثل امام کے ہے اسکی تعیین مین چوک جانا ایسا ہے جیسا امام کی تعیین مین چوکنا تو جیسے امام کی تعیین مین چوکنے سے نماز درست نہین ہوتی ویسے ہی میت کی تعیین مین خطا ہونے سے درست نہوگی مثلاً اگر نیت کی کہ زید پر نماز پڑھتا ہون پھر معلوم ہوا کہ وہ عمرو ہے تو نماز درست نہوگی ہان اگر اشارہ کرکے کہے کہ مین مردہ پر پڑھتا ہون جو زید ہے پھر ظاہر ہو کہ وہ عمرو ہے تو نماز درست ہوگی کیونکہ اشارہ کرنے سے نام مین خطا کرنا لغو ہو جاتا ہے کذا فی الشامی انہ لا یضر تعیین عدد الموتی الا اذا بان

انہ اکثر لعدم نیۃ الزائد اور اشباہ مین یہ بھی مذکور ہے مردون کے عددون کا معین کرنا مضر نہین مگر جس صورت مین ظاہر ہو کہ شمار اُنکا نمازی کی تعیین سے
زیادہ ہے بسبب نہ پائے جانے نیت زائد از شمار کے یعنی اگر نمازی نے نیت دس جنازون کی کی اور وہ درحقیقت دس ہین یا کمتر تو نماز درست ہوگی اور اگر گیارہ
یا زیادہ ہونگے تو درست نہوگی کیونکہ جسقدر زیادہ ہین اُنکی نیت نہین پائی گئی طحطاوی نے کہا کہ اس صورت مین دس کی جو نیت کی ہے اُنکی بھی درست
نہوویگی کیونکہ دس غیر معین کی نیت کی ہے تو ہر جنازہ زائد ہو سکتا ہے اور زائد نیت مین داخل نہین اسی لیے سبکی نماز باطل ہوگی **والامام ینوی صلوٰتہ فقط**
اور امام صرف اپنی نماز کی نیت کرے ہم یعنی کسی کے امام ہونے کی نیت نکرے اسلیے کہ وہ خاص اپنے حق مین تنہا پڑھنے والے کی طرح ہے اب یہان ایک
وہم ہوتا ہے کہ امام کا حال مثل مقتدی کے ہونا چاہیے یعنے جیسے مقتدی کو نیت اقتدا شرط ہے ویسے ہی امام کو امامت کی نیت شرط ہونی چاہیے اس وہم کو مصنف
اور شارح نے آیندہ قول مین دفع کیا **ولا یشترط لصحۃ الاقتداء نیۃ امامۃ المقتدی بل لنیل الثواب عند اقتداء احد بہ لا قبلہ کما بحثہ فی الاشباہ لو ام رجالا**
اور مشروط نہین اقتدا کی درستی کے لیے امام کو مقتدی کی امامت کی نیت کرنی جس صورت مین کہ مردون کا امام ہو بلکہ ثواب جماعت کا حاصل کرنے
کے لیے امامت مقتدی کی نیت شرط ہے جبکہ کوئی امام کا اقتدا کرے نہ پیشتر اقتدا کے چنانچہ اسکو اشباہ مین بیان کیا ہے ہم یعنے اقتدا کے صحیح ہونے کے لیے ضروری
نہین کہ امام نیت امامت کی کرے بلکہ جماعت کا ثواب حاصل کرنے کو امامت کی نیت چاہیے اور یہ نیت اسوقت ہو جب کوئی امام کی اقتدا کرے پہلے سے
یہ بھی ضرور نہین اگرچہ پہلے سے نیت کر لینی بھی جائز ہے **فلا یحنث فی لا یؤم احدا کالم ینو الامامۃ** تو آدمی قسم مین جھوٹا نہوگا اس قسم مین کہ کسی کا امام نہونگا جبتک
کہ امامت کی نیت نکرونگا ہم شارح نے یہ مسئلہ اپنے اس قول پر متفرع کیا کہ صحت اقتدا کے لیے امام کو نیت امامت کی ضروری نہین اور صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ ایک
شخص نے قسم کھائی کہ مین کسی کی امامت نکرونگا پھر جب وہ نماز کو بدون نیت امامت کے کھڑا ہوا تو لوگ اُسکے پیچھے نماز پڑھنے لگے پس اس صورت مین اُسکی قسم نہ ٹوٹیگی
اسلیے کہ قسم ٹوٹنے کی شرط یہ تھی کہ امامت کا قصد کرتا اور یہ شرط بدون نیت امامت کے موجود نہین ہوئی اسلیے قسم نہ ٹوٹی کذا فی الشامی بتصرف **وان ام نساء**
فان اقتدت بہ المراۃ محاذیۃ لرجل فی غیر صلوٰۃ جنازۃ فلا بد لصحۃ صلوٰتہا من نیۃ امامتہا لئلا یلزم الفساد بالمحاذاۃ بلا التزام اور اگر نمازی عورتون کا
امام ہو تو اگر کوئی عورت اُسکا اقتدا کسی مرد کے برابر کھڑے ہو کر جنازہ کی نماز کے سوا مین کریگی تو اُس عورت کی نماز درست ہونے کے لیے اُسکی امامت کی
نیت ضرور ہوگی تاکہ عورت کی برابری سے نماز کی خرابی بدون لازم پکڑنے کے لازم نہ آوے ہم صلوٰۃ جنازہ کو اسلیے استثنا کیا کہ اُسکے اندر نیت عورتون کی
امامت کی بالاتفاق شرط نہین اور محاذاۃ سے وہ برابری مُراد ہے جو اُن شروط کے ساتھ ہو جو آگے باب الامامۃ مین مذکور ہونگی اور التزام سے غرض نیت
امامت ہے اور حاصل شارح کی تعلیل کا یہ ہے کہ اگر عورت کا اقتدا بدون نیت کے درست ہو جاوے تو امام پر خراب کرنا مرد کی نماز کا بدون لازم پکڑنے کے لازم آویگا
یعنے اگر بالفرض عورت مرد کے برابر کھڑی ہوگئی اور بدون نیت امامت کے اُسکا اقتدا صحیح ہو گیا تو چاہیے کہ امام کی جہت سے اس مرد کی نماز فاسد ہو جاوے
حالانکہ لازم آنا کسی چیز کا امام پر بدون اُسکے لازم پکڑنے کے جائز نہین اسلیے عورت کی اقتدا کے لیے نیت اُسکی امامت کی شرط ہوئی **وان لم تقتد محاذیۃ**
اختلف فیہ فقیل یشترط وقیل لا کجنازۃ اجماعا وکجمعۃ وعید علی الاصح خلاصہ واشباہ اور اگر عورت نے محاذی مرد کے ہو کر اقتدا نکیا تو اسمین اختلاف ہے بعض
نے کہا کہ صحت اقتدا کے لیے نیت امامت کی شرط ہے اور بعضون نے کہا کہ شرط نہین جیسے جنازہ مین بالاتفاق شرط نہین اور جیسے جمعہ اور عیدین مین اصح
قول پر شرط نہین ہم جمعہ اور عیدین مین اصح کی قید اسواسطے لگائی کہ جمہور کے نزدیک اُن دونون مین نیت امامت عورت کی شرط ہے کذا فی الطحطاوی **وعلیہ**
ان لم تحاذ احدا تمت صلوٰتہا والا لا اور اس قول پر کہ عورت کی اقتدا کے لیے اُسکی امامت کی نیت شرط نہین یہ ہے کہ عورت کسیکی محاذی یعنے برابر آگے بڑھی ہوئی
نہوگی تب تو اُسکی نماز پوری ہوگی اور آگے بڑھ جاویگی یا برابر ہوگی تو اُسکا اقتدا باقی نرہیگا اور نماز تمام نہوگی **ونیۃ استقبال القبلۃ لیست بشرط**
مطلقا علی الراجح اور نیت قبلہ کیطرف مُنہ کرنے کی شرط نہین ہر حال مین یعنی خواہ نمازی کعبہ کے قریب ہو یا دور جنگل مین ہو یا مسجد مین بنا بر قول قوی کہ مقابل

قول قوی یہ کہ قول ضعیف ہے کہ چونکہ قریب شخص کے لیے کعبہ کا سامنے ہونا فرض ہے بالاتفاق اور دور والے کو یہ امر ممکن نہیں ہے اسلیے کہ دل میں نیت کرلے
اسلیے دور والے کو نیت قبلہ کیطرف منھ کرنے کی شرط کی گئی فاقیل لو نوی بناء الکعبۃ او المقام او محراب مسجدہ لم یجز یتفرع علی المرجوح تو یہ جو کسی نے کہا ہے کہ اگر نمازی
عمارت کعبہ کی نیت کریگا یا مقام ابراہیم کی یا اپنی مسجد کی محراب کی تو درست نہو گی یہ مسئلہ قول ضعیف پر متفرع ہے م یعنے جو لوگ نیت قبلہ رخ ہونے کی شرط
کہتے ہیں اُنکے نزدیک اگر کعبہ کے سوا اور طرف منھ کرنے کی نیت ہو گی تو درست نہو گی مثلاً نیت کعبہ کی عمارت کی جائز نہو گی اسلیے کہ کعبہ میدان خاص ہوا کا نام ہے
نہ عمارت کا اور مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ بنانے کے وقت کھڑے ہوتے تھے اور محراب مسجد علامت سمت کعبہ کی ہے غرض کہ
ان صورتوں میں عین کعبہ کیطرف منھ کرنے کی نیت نہیں پائی جاتی اسلیے اُنکے نزدیک نماز بھی درست نہو گی اور یہ قول ضعیف ہے اور قول قوی کے بموجب
نماز درست ہو گی اسلیے کہ جب نیت کعبہ شرط نہیں تو غیر کعبہ کی نیت سے کچھ نقصان نہو گا کذا فی الشامی ملتقطاً کنیۃ تعیین الامام فی صحۃ الاقتداء فانہا لیست
بشرط جیسے نیت امام کی تعیین کی اقتدا کی درستی میں کہ وہ بھی شرط نہیں فلو اءتم بہ یظنہ زیداً فاذا ہو بکر صح مثلاً اگر امام کا اقتدا کیا اسکو زید سمجھکر پس وہ بکر نکلا تو اقتدا
درست ہو گا اسلیے کہ اُسنے امام موجود کے اقتدا کی نیت کی تھی تو اب اگر اُسکا نام کچھ اور سمجھ لیا تو کیا نقصان ہے کیونکہ اعتبار نیت کا ہے نہ سمجھ کا کذا فی الحلیۃ
الا اذا عینہ باسمہ فبان غیرہ مگر اس صورت میں اقتدا درست نہیں کہ امام کو اُسکے نام سے معین کیا پھر کوئی غیر نکلا اسنے اقتدا میں امام موجود کی نیت نہ کی
بلکہ اقتدا زید کی نیت کی خواہ اُسکا نام زبان سے کہا یا نہ کہا تو اب اگر وہ عمرو ہو گا تو اقتدا درست نہو گا کیونکہ نیت کا اعتبار ہے اور اسنے امام حاضر کے غیر کے
اقتدا کی نیت کی اسلیے صحیح نہو ئی الا اذا عرفہ بمکان کالقائم فی المحراب او اشارۃ کہذا الامام الذی ہو زید مگر نام کے ساتھ تعیین میں اُسوقت اقتدا درست ہو گی
کہ امام کا پتا درست بتادے مثلاً یوں کہے کہ زید جو محراب میں کھڑا ہے یا اشارہ سے اسکو بتادے کہ یہ امام جو زید ہے تو اب اگر کوئی اور امام نکلیگا تو کچھ مضائقہ نہیں
اسلیے کہ اشارہ کر دینے سے نام لینے کا اعتبار جاتا رہا کذا فی الشامی الا اذا اشار بصفۃ مختصۃ کہذا الشاب فاذا ہو شیخ فلا یصح ہاں اگر کسی صفت خاص سے
اشارہ کریگا اور وہ صفت امام میں نپائی جایگی تو اقتدا صحیح نہو گا مثلاً یوں کہا کہ اس جوان کے پیچھے اور وہ بوڑھا ہے تو اقتدا صحیح نہیں و بعکسہ یصح لان الشاب
یدعی شیخا لعلمہ اور اسکے عکس میں اقتدا درست ہے یعنی اگر نیت کی کہ اس بوڑھے کے پیچھے اور وہ جوان نکلا تو اقتدا صحیح ہے کیونکہ جوان کو اُسکے علم کی جہت سے
شیخ کہا کرتے ہیں وفی المجتبی نوی ان لا یصلی الا خلف من ہو علی مذہبہ فاذا ہو غیرہ لم یجز اہ مجتبی میں ہے کہ مقتدی نے نیت کی کہ اُسکے پیچھے نماز پڑھتا ہوں
جو میرے طریق پر ہے اور پھر وہ اُس طریق کا نہ تھا تو اقتدا درست نہو گا م وجہ عدم جواز کی یہ ہے کہ جب اُسنے اپنے مذہب کے امام کی نیت کی اور امام غیر مذہب کا نکلا
تو گویا اُسنے امام معدوم کی اقتدا کی نیت کی کذا فی الشامی عن المنیۃ فائدہ یہ ایک کام کی بات ہے لما کان الاعتبار بالتسمیۃ عندنا لم یختص ثواب الصلوٰۃ فی مسجدہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام بما کان فی زمنہ فلیحفظ چونکہ ہم حنفیوں کے نزدیک اعتبار نام لینے کا ہے (یعنے اُس صورت میں کہ اشارہ نہو) اسلیے ثواب نماز کا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں مخصوص اُس مقدار پر نہو گا جو آپ کے عہد مبارک میں تھی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے م یعنی یہ جو بخاری اور مسلم نے حضرت
ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک نماز میری اس مسجد میں بہتر ہے ہزار نمازوں سے اُسکے سوا دوسری مسجد میں سوائے
مسجد حرام کے تو یہ ہزار گنا ہونا نماز کا صرف اُسقدر مسجد پر مخصوص نہیں جو حضرت کے وقت مبارک میں تھی بلکہ مسجد شریف میں جو حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور ولید
اور مہدی نے اضافہ کیا ہے اُس زیادہ کی ہوئی میں بھی ایک نماز ہزار کے برابر ہو گی اسلیے کہ حدیث میں میری مسجد ارشاد فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ جو مسجد اب موجود ہے
وہ سب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتی ہے تو بڑھی ہوئی مقدار میں بھی ثواب ہزار گنا ہو گا اور امام نووی نے اس ثواب کو خاص اسی مقدار کے ساتھ کیا ہے
جو آپ کے عہد مبارک میں تھی وہ یہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں سوائے نام لینے کے اشارہ بھی ہے کہ فی مسجدی ہذا فرمایا ہے یعنے میری اس مسجد میں جس سے جگہ خاص
جو اُس روز موجود تھی مراد ہے پس بڑھی ہوئی مقدار اُسمیں داخل نہو گی اُسکے داخل ہونے کو کوئی دلیل چاہیے اور حنفیہ جواب دیتے ہیں کہ یہ اشارہ جگہ کے خاص

کرنے کے لیے نہین بلکہ اسلیے ہی کہ مسجد مدینہ مطہرہ کے سوا اور مساجد جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب ہین وہ اس فضیلت مین داخل نہین کذا فی
الشامی بتصرف والسادس استقبال القبلۃ حقیقۃ او حکما العاجز اور چھٹی شرط نماز کی کعبہ کیطرف مُنھ کرنا ہی خواہ حقیقت مین ہو یا حکما ہو جیسے عاجز یعنے وہ شخص کہ مرض یا
دشمن کے ڈر سے یا قبلہ کے نہ معلوم ہونے کی جہت سے قبلہ رخ نہین ہو سکتا تو جسطرف کہ مریض و خائف اپنا مُنھ کر سکتے ہین یا قبلہ کا نجاننے والا اٹکل سے کسیطرف
کو قبلہ ٹھہراتا ہی وہ انکا قبلہ حکمی ہی والشرط حصولہ لا طلبہ اور شرط قبلہ رخ ہونا ہی نہ اُسکا طلب کرنا یعنے شرط صرف اسقدر ہی کہ مقابلہ کعبہ کا پایا جاے اس
مقابلہ کا طلب کرنا شرط نہین یعنی سین اور تا استقبال مین بمعنی طلب نہین ہان جس صورت مین کہ حصول قبلہ طلب پر موقوف ہو تو اسوقت طلب شرط
ہو گی کذا فی الشامی عن الحلیۃ وہو شرط زائد للابتلاء یسقط للعجز اور کعبہ کیطرف مُنھ کا ہونا ایک زائد شرط ہی بندون کے امتحان کے لیے ساقط ہو جاتی ہی
عاجزی کے سبب سے م زائد شرط یہ ہی یعنی عبادت مین مقصود نہین اور امتحان سے یہ مراد ہی کہ عاقل بالغ شخص جو خدا تعالی پر جہت کو محال جانتا ہی اُسکی اصل
پیدائش اُسکی مقتضی ہی کہ نماز مین کسی خاص طرف کو مُنھ نہ کرے اسلیے اللہ تعالی نے مکلف بندون کو ایسی بات کا حکم کیا جو اُنکی مقتضاے اصل پیدائش کے خلاف
ہو تاکہ امتحان کرے کہ کہنا مانتے ہین یا نہین کذا فی الحلبی حتے لو سجد للکعبۃ نفسہا کفر یہانتک کہ اگر خود کعبہ کو سجدہ کریگا تو کافر ہو جائیگا م یعنے جب کعبہ کیطرف
مُنھ کرنا شرط زائد ٹھہرا اور مقصود سجدہ کا اللہ تعالی ہی تو عین کعبہ کو سجدہ کرنا کفر ہو گا کذا فی الشامی فللمکی وکذا المدنی لثبوت قبلتہا بالوحی اصابۃ عینہا
یعم المعاین وغیرہ لکن فی البحر انہ ضعیف والاصح ان من بینہ وبینہا حائل کالغائب واقرہ المصنف قائلا فالمراد بقولی فللمکی مکی یعاین الکعبۃ تو مکہ کے
رہنے والے کا قبلہ اور اسیطرح مدینہ کے باشندہ کا کیونکہ مدینہ کا قبلہ وحی سے ثابت ہوا ہی عین کعبہ کی سیدھ ہی یہ قول ماتن کا عام ہی کعبہ کے دیکھنے والیکو
یعنے سب اہل مکہ اور مدینہ کو نماز مین عین کعبہ کی سیدھ پہ نماز پڑھنی چاہیے شامی نے کہا کہ لام للمکی کا بمعنی علے ہی یعنے مکی پر واجب ہی سیدھ باندھنی کعبہ کی مگر
بحر الرائق مین ہی کہ یہ قول ضعیف ہی اور صحیح تر قول یہ ہی کہ جس شخص کے اور کعبہ کے درمیان مین آڑ ہو مثل دیوار یا پہاڑ کے تو اُسکا حال مثل غائب کے ہی یعنی
اُسکا قبلہ جہت کعبہ ہی نہ عین کعبہ اور ثابت رکھا ہی اس قول کو مصنف نے یہ لکھکر کہ مراد میرے قول فللمکی سے وہ مکہ کا رہنے والا ہی جو کعبہ کو دیکھتا ہو ولغیرہ ای
غیر معاینہا اصابۃ جہتہا اور مکی کے سوا کا قبلہ یعنے اُس شخص کا جو کعبہ کو دیکھتا نہو سیدھ ہی کعبہ کی جہت کی بان یبقی شیء من سطح الوجہ مسامتا للکعبۃ او لہوائہا
بان یفرض من تلقاء وجہ مستقبلہا حقیقۃ فی بعض البلاد خط علی زاویۃ قائمۃ الی الافق مارا علی الکعبۃ وخط اخر یقطعہ علی زاویتین قائمتین یمنۃ ویسرۃ منح یعنی کچھ
چہرہ کی سطح مقابل کعبہ کے یا ہوا کعبہ کے باقی رہے اسطرح کہ جو شخص بعض شہرون مین حقیقت مین کعبہ کیطرف کو مُنھ کیے ہی اُسکے چہرہ کی سیدھ سے ایک خط زاویہ
قائمہ پر افق تک کعبہ پر گذرتا ہوا فرض کیا جاے اور ایک دوسرا خط اس خط کو دو زاویہ قائمہ پر اُس شخص کے داہنے بائین قطع کرے تو یہ خط دوسرا جو کعبہ
کے مقابل ہو گا جہت کعبہ کی ہو گی کذا فی المنح م جہت کے معنون مین شارح نے اختصار کو کام فرمایا جس سے مراد کا سمجھنا دشوار ہو گیا اسلیے تعریف جہت کی
ایسی طرح پر کرنی جس سے مقصود معلوم ہو جاے ضروری ہی معراج مین جہت کی تعریف یہ لکھی ہی کہ جہت کعبہ وہ طرف ہی کہ جب آدمی اُسکی طرف مُنھ کرے تو کعبہ
کا یا اُسکی ہوا کا مقابلہ تحقیقا ہو جاے یا تقریبا اور مقابلہ تحقیقی سے یہ غرض ہی کہ اگر ایک خط اُسکے چہرہ کی سیدھ سے افق پر عمود کھینچا جاے تو وہ کعبہ پر یا اُسکی
ہوا پر گذرے اور تقریبی مقابلہ یہ ہی کہ خط مذکور کعبہ یا اُسکی ہوا سے منحرف ہو مگر نہ اسقدر کہ اُس سے بالکل مقابلہ جاتا رہے بلکہ کسیقدر چہرہ کی سطح کعبہ کے یا اُسکی ہوا
کے مقابل باقی رہے اب جہت کے معلوم کرنے کے دو طریق ہین ایک وہ کہ شارح نے مختصر طور پر ذکر کیا جسکو ہم تشریح سے لکھتے ہین فرض کرو کہ نقطہ د یہ
ایک نمازی ہی جسکی پیشانی سے اگر عمود افق پر نکالا جاتا ہی تو وہ کعبہ کی دیوار خواہ اُسکی ہوا پر نقطہ ج مین ملاقی ہوتا ہی اس خط د ج پر اگر ایک عمود نمازی
کے داہنے بائین نکالو مثلا اب تو خط اب جہت کعبہ کی ہو گی یعنی جو شخص اس خط پر سواے نقطہ د کے کسی جگہ دہنے یا بائین ہو جائیگا تو وہ تقریبا
مقابل کعبہ کا یا اُسکی ہوا کا ہو گا اسلیے کہ تھوڑے فاصلہ مین تو ذرا سا دہنے بائین سرکنے سے مقابلہ جاتا رہتا ہی اور جب فاصلہ زیادہ ہوتا ہی تو اُسی کے

مناسب سرکنے سے مقابلہ جاتا ہی تھوڑا سا دہنے بائین ہونے سے نہین جاتا مثلاً چاند جو لوگون سے بہت دور ہی تمام شہر کے آدمیون کو یکسان معلوم ہوگا یعنی اگر ایک کے سر پر ایک جگہ ہوگا تو اسوقت سب شہر کے لوگون کو ہر جگہ سر ہی پر معلوم ہوگا اسیطرح کعبہ کا فاصلہ جب بہت دور ہوتا ہی تو مقابلہ تحقیقی کے مقام سے اِدھر اُدھر ٹل جانے سے مقابلہ زائل نہین ہوتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ ہندوستان کے اکثر شہرون کی مسجدین ایک سمت کو ہین ❖

دوسرا طریق جہت معلوم ہونے کا یہ ہی کہ نمازی کی آنکھون کے بیچ کے نقطہ سے دو خط ایسے کھینچے جائین کہ وہ ایک دوسرے سے ملکر زاویہ قائمہ سے کم بنائین تو اگر کعبہ اِن دونون خطون کے درمیان مین واقع ہوگا تو مقابلہ زائل نہوگا ورنہ زائل ہوگا اسکی صورت یہ ہی کذا فی الشامی بتصرف

قلت فہذا معنی التیامن والتیاسر فی عبارۃ الدرر فتبصر مین کہتا ہون کہ یہی معنی ہین دہنے بائین ہٹنے کے درر کی عبارت مین تو اِسکو خوب دیکھ بھال لے کہ مطلب دقیق ہی م یعنے درر کا یہ مطلب نہین کہ کعبہ کو دہنی طرف کرلے یا بائین طرف کہ اِسصورت مین قطعاً مقابلہ جاتا رہیگا بلکہ مراد یہ ہی کہ خط جہت پر دا ہنے بائین ہونے سے مقابلہ بنا رہتا ہی جیسا ہمنے اوپر بیان کیا جہت کے طریق اول مین

كعبه
ج
ب د ا
مقام نمازی

كعبه
نمازی

وتعرف بالدلیل اور قبلہ پہچانا جاتا ہی اُس علامت سے جو قبلہ کو بتائے وہو فی القری والامصار محاریب الصحابۃ والتابعین وفی المفاوز والبحار النجوم کالقطب اور علامت قبلہ شہرون اور گانون مین مسجدین صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کی ہین اور جنگلون اور سمندرون مین ستارے ہین جیسے قطب یعنی جس جگہ مسجدین قدیم موجود ہون وہان سمت قبلہ کی اُنسے معلوم ہوسکتی ہی ورنہ قطب وغیرہ ستارون سے مثلاً ہندوستان کے اکثر شہرون مین قطب نمازی کے دہنے شانہ پر رہتا ہی تو رات کو ہر جگہ اُس سے سمت قبلہ معلوم ہوسکتی ہی

والا من الاہل العالم بہا ممن لو صاح بہ سمعہ اور نہین تو اُس جگہ کے باشندہ قبلہ کے جاننے والے سے پوچھا جاے اور باشندہ اُنہین سے ہو کہ اگر نمازی اسکو زور سے پکارے تو وہ اسکی پکار سن لے م یعنی اگر نہ مسجدین ہون نہ قطب سے حال کھلے نہ کوئی آلہ مثل قبلہ نما کے پاس ہو تو سمت قبلہ کو اُس جگہ کے باشندے سے پوچھنا چاہیے اُس سے پوچھنے مین دو شرطین ہین ایک یہ کہ قبلہ کا جاننے والا ہو نہر الفائق مین کہا کہ اسکے ساتھ یہ بھی چاہیے کہ مقبول الشہادۃ ہو تو اُس سے معلوم ہوا کہ ذمی اور جاہل کا کہنا اس باب مین مفید نہین دوسرے یہ کہ نمازی کی پکار سنے طحطاوی نے کہا کہ ممن لو صاح بدل پڑا ہی اہل سے والمعتبر فی القبلۃ العرصۃ لا البناء فہی من الارض السابعۃ الی العرش اور قبلہ کے باب مین معتبر کشادگی اور میدان کعبہ ہی نہ اسکی عمارت تو وہ کشادگی ساتوین زمین سے لیکر عرش تک ہی طحطاوی نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص زمین کے اندر گہرے کنوئین یا اونچے پہاڑون پر نماز پڑھیگا تو اسکی نماز درست ہوگی جیسے کعبہ کی چھت پر نماز جائز ہی پس اگر قبلہ عمارت ہوتی تو نماز صحیح نہوتی وقبلۃ العاجز عنہا لمرض وان وجد موجہا عند الامام او خوف مال وکذا کل من سقط عنہ الارکان جہتہ قدرتہ ولو مضطجعا بایماء لخوف عدو یہ عدو اور قبلہ اُس شخص کا جو کسی مرض کے سبب سے قبلہ رخ ہونے سے عاجز ہو گو کسی قبلہ رخ کردینے والیکو پاوے امام کے نزدیک یا مال کے چوری جانے وغیرہ کے خوف سے قبلہ کیطرف ہونے سے عاجز ہو اسیطرح ہر شخص جس سے ارکان نماز ساقط ہوگئی ہون ہر ایک کا قبلہ اسکی قدرت کی جہت ہی لیٹے جدھر کو پڑھسکتا ہو دشمن کے خوف سے نماز لیٹ کر اشارہ سے پڑھے م امام کے نزدیک اسلیے کہا کہ صاحبین کے نزدیک اگر دوسرے کی مدد سے قبلہ رخ ہوسکتا ہو اور دوسرا اسکے پاس موجود ہو تو انکو جہت قدرت کیطرف نماز درست نہوگی اور جس سے ارکان نماز کے ساقط ہوگئے ہون اُنکی مثال بوڑھا آدمی ہی جو پیری کے ضعف سے قیام و قعود نہین کرسکتا
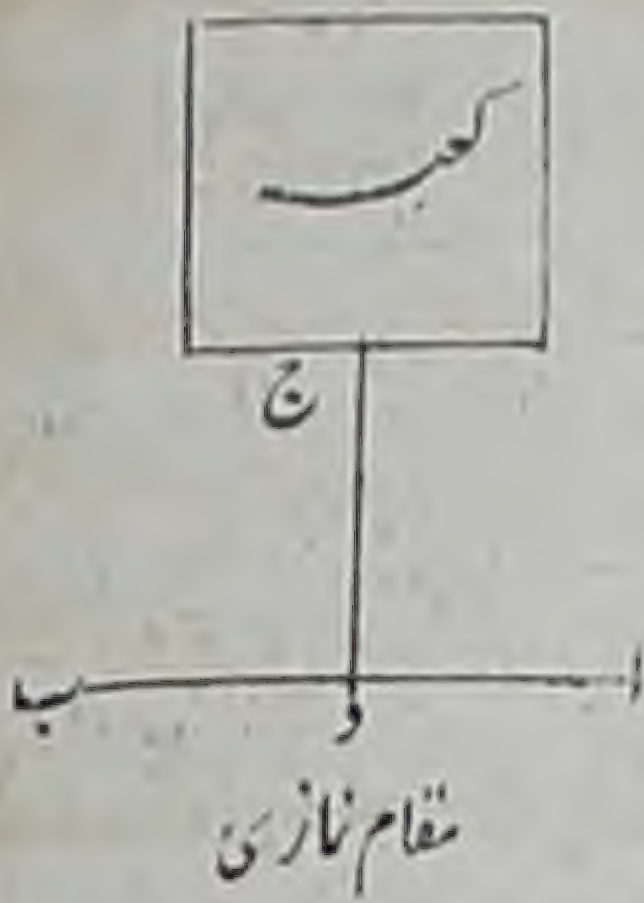
تو اس سے قبلہ رخ ہونا بھی ساقط ہے اور ایک مثال شارح نے سقوط ارکان کی دشمن کے دیکھ پانے کے خوف سے بیان کی ہے یعنی اگر آدمی کو خوف ہو کہ کھڑا ہونے یا بیٹھنے سے دشمن دیکھ لیگا تو اسپر سے ارکان ساقط ہو جائینگے لیکر اشارہ سے نماز درست ہو گی تو ایسے شخص سے استقبال قبلہ بھی ایسی صورتوں میں معاف ہو گا کذا فی البحر ولم یعد لان الطاعۃ بحسب الطاقۃ اور اس نماز کا اعادہ نکرے اسلیے کہ طاعت موافق طاقت کے ہوتی ہے یعنی یہ عذر آسمانی ہیں کسی مخلوق کی جہت سے نہیں یعنے مرض اور پیری وغیرہ کسی کے کرنے سے نہیں ہوتی ہے یہانتک کہ خوف بھی کسی کے کرنے سے پیدا نہیں ہوتا اسلیے ان عذروں میں نماز کا دوبارہ پڑھنا نہیں کذا فی الشامی ویتحری ہو بذل المجہود لنیل المقصود عاجز عن معرفۃ القبلۃ بما مر اور تحری کرے وہ شخص جو عاجز ہو قبلہ معلوم کرنے سے بذریعہ ان امور کے جو پیشتر گذرے یعنی مسجد ہو ستارہ نہ کوئی بتانے والا شارح نے کہا کہ تحری کے معنی ہیں کوشش کا کرنا مقصود حاصل کرنے کے لیے اور مراد تحری سے یہاں اٹکل کرنا اور قیاس دوڑانا ہے یعنی اگر مسجد دغیرہ سے قبلہ کا پتا نہ معلوم ہو تو نمازی اٹکل سے کوئی سمت قبلہ ٹھہرائے فان ظہر خطاؤہ لم یعد لما مر پس اگر نماز کے بعد اٹکل میں خطا ظاہر ہو تو نماز کو دوبارہ نہ پڑھے اسوجہ سے کہ پیشتر گذری یعنی طاعت بحسب طاقت ہوتی ہے اُسنے نماز پڑھنے میں وہ امر کر لیا تھا جو اسکی طاقت میں تھا وان علم بہ فی صلوتہ او تحول رائیہ ولو فی سجود السہو استدار وبنی اور اگر اپنی خطا کو نماز کے اندر جانا یا اسکی رائے بدلگئی اگرچہ سہو کے سجدوں میں بدلی ہو تو اسی وقت پھر جاوے اور بنا کرے یعنے اگر نماز کے اندر رائے بدلگئی کہ قبلہ اسطرف نہیں دوسری طرف ہے تو دوسری طرف فوراً پھر جاوے اگر ایک رکن کے موافق توقف کریگا تو نماز فاسد ہو جائیگی کذا فی الشامی اور بنا کرے کا مطلب یہ ہے کہ بقیہ رکعات کو پورا کرے از سر نو نماز نہ پڑھے یعنی رائے کی غلطی سے پہلے کی نماز جاتی نہیں رہی وہ بھی قائم ہے باقی کو اسی پر بنا کرے حتی لو صلی کل رکعۃ لجہۃ جاز ولو بمکۃ او مسجد مظلم حتے کہ اگر ہر رکعت کو جداگانہ جہت کو پڑھیگا تو نماز درست ہو گی اگرچہ نمازی مکہ میں ہو یا کسی مسجد تاریک میں صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ ایک شخص کو قبلہ معلوم نہ تھا اُسنے ایکطرف اٹکل سے ایک رکعت پڑھی دوسری رکعت میں اسکی اٹکل دوسری طرف ہو گئی تو دوسری رکعت اُسطرف کو ادا کی اسیطرح نماز کے آخر تک تو یہ نماز جائز ہے اور مکہ میں ہونیکی یہ صورت ہے کہ مکہ میں مقید ہو اور ایسا شخص پاس نہو جس سے قبلہ دریافت کرے پھر اٹکل سے نماز پڑھے اور اسمیں خطا ظاہر ہو کذا فی الشامی ولا یلزمہ قرع الابواب ومس الجدران اور لازم نہیں نمازی کو لوگوں کے دروازوں کا ٹھوکنا کہ کوئی قبلہ بتادے اور دیواروں کو ٹٹولنا کہ محراب قبلہ معلوم ہو جاوے یعنی اندھیری رات میں اگر مسجد میں جاوے اور قبلہ نہ سوجھے تو اٹکل کرلے لوگوں کے پاس قبلہ پوچھتا نہ پھرے اور نہ دیواروں کو ٹٹولے صاحب مفتاح نے کہا کہ یہ حکم بعض مسجدوں میں ہو سکتا ہے مگر اکثر میں تو محراب قبلہ اندھیری میں بھی معلوم ہو جاتی ہے تو ایسی مسجدوں میں اٹکل نکرے کذا فی الشامی ولو اعمی فسواہ رجل بنی ولم یقتد الرجل بہ اور اگر نمازی اندھا ہے اور اسکو کسی شخص نے سیدھا قبلہ کیطرف کر دیا تو وہ اندھا نماز کو پہلی ہی نماز پر بنا کرے اور سیدھا کرنیوالا شخص اندھے کا اقتدا نکرے اسلیے کہ اسکو معلوم ہو گیا کہ شروع کی نماز اندھے کی قبلہ رخ نہیں تھی ولا المتحول ورنہ اس اٹکل کرنیوالے کا اقتدا کرے جو ایک طرف کو ترک کرکے نماز کے اندر ہی دوسری طرف پھر گیا ہو شامی نے کہا کہ اسمیں یہ قید ہے کہ مقتدی امام کا پہلا حال جانتا ہو اور اگر پہلا حال اسکو معلوم نہو تو اقتدا میں کچھ خرابی نہیں ولو اتم بتحر بلا تحر لم یجز ان اخطاء الامام اور اگر کسی تحری کرنے والے کا اقتدا کیا بدون تحری کے تو اگر امام نے تحری میں غلطی کی ہو گی تو اقتدا درست نہو گا اسلیے کہ اشتباہ کی صورت میں بدون تحری کی نماز جب ہی درست ہوتی ہے کہ ٹھیک قبلہ کیطرف ہو مگر امام کی نماز درست ہے کہ اُسنے تحری کے بعد پڑھی ولو سلم فتحول رای مسبوق ولاحق استدار المسبوق واستانف اللاحق اور اگر امام نے سلام پھیرا پھر رای مسبوق اور لاحق کی بدلگئی یعنے انکی رائے میں قبلہ اور طرف ٹھہرا تو مسبوق اپنی رائے کی سمت کیطرف پھرے اور نماز پوری کرے اور لاحق نماز از سر نو پڑھے مسبوق وہ مقتدی ہے کہ ایک یا زیادہ رکعت اسکو نہ ملی ہو اسکو پھرنے کا حکم اسلیے ہوا کہ وہ باقی نماز کے پڑھنے میں مثل منفرد کے ہے تو جیسے منفرد کو نماز کے اندر رائے بدل جانے سے پھرنا پڑتا ہے ویسے ہی مسبوق کو پھرنا ہو گا اور لاحق وہ ہے جو شروع نماز سے امام کا شریک تھا بیچ میں مثلاً وضو کے جانے یا اور کسی عذر سے کچھ نماز امام کے ساتھ نہ ملی آخر میں پھر شریک ہو گیا تو اسکا حکم یہ ہے کہ نماز از سر نو پڑھے اسلیے کہ باقی نماز میں یہ حکماً امام کے پیچھے ہے تو جیسے مقتدی امام کے پیچھے ہو اور اسکو معلوم ہو کہ قبلہ امام کے منھ کی

طرف نہین دوسری طرف کو ہو تو وہ اپنی نماز کی اصلاح نہین کر سکتا اسلیے کہ اگر دوسری طرف کو مُنھ پھیرتا ہو تو امام کی مخالفت لازم آتی ہو جو نماز کی مفسد ہو اور
اگر نہین پھیرتا تو جان بوجھکر قبلہ کے سوا اور طرف کو نماز پڑھتا ہو یہ بھی مفسد نماز ہو تو یہی حال لاحق کا بھی ہو جب نماز کی اصلاح گھومنے سے نہین ہو سکتی اسلیے از سر نو
پڑھے کذا فی الشامی ملخصًا ومن لم یقع تحریہ علی شیٔ صلی الکل جھۃ مرۃ احتیاطًا اور جسکی اٹکل کسی طرف کو نہو بلکہ سب طرفین قبلہ ہونے مین اُسکے نزدیک برابر ہون تو وہ
ہر طرف کو ایکبار نماز پڑھے بلحاظ احتیاط کے ہم جب نمازی قبلہ کے لیے چارون طرف اٹکل دوڑاوے اور کسیطرف نہ جمے تو اُسمین تین قول ہین ایک یہ کہ نماز مین تاخیر کرے
جبتک کہ ایکطرف قبلہ اُسکے عندیہ مین ظاہر ہو دوسرے یہ کہ چارون طرف کو ایک ایک نماز پڑھ لے تیسرے یہ کہ اُسکو اختیار ہو چاہے تاخیر کرے چاہے چار نمازین
پڑھے مگر فتاوے عالمگیری مین مضمرات سے نقل کیا ہو کہ زیادہ درست دوسرا قول ہو اسلیے شارح نے اُسکو اختیار کیا اور شرح منیہ مین بھی اُسکو احوط کہا ہو
کذا فی الشامی ملخصًا ومن تحول رایہ لجھۃ الاولی استدار اور جس شخص کی راے پہلی طرف کو پھر جاے وہ اسیطرف کو پھر جاے یعنے کچھ نماز ایک طرف کو تحری کے بعد پڑھی
پھر نماز مین دوسری جانب قبلہ کی معلوم ہوئی اور اُسطرف کو پھر گیا اُسکے بعد پھر اول ہی جانب پر راے آگئی تو اسیطرف کو ہو جاوے اور خلاصہ مین ایک قول یہ ہو کہ
از سر نو پڑھے مگر تاتارخانیہ اور قہستانی نے اول قول کو مقدم کہا ہو اور طحطاوی اور شامی نے بھی اُسکو اوجہ ذکر کیا ہو ومن تذکر ترک سجدۃ من الاولیٰ استانف
اور جس شخص کو پہلی رکعت کا سجدہ چھوٹ جانا یاد آیا وہ از سر نو نماز پڑھے ہم صورت اُسکی یہ ہو کہ ایک شخص نے تحری کے بعد ایک رکعت ایک جانب کو پڑھی پھر
راے بدلگئی دوسری رکعت دوسری طرف کو پڑھنے لگا اُسوقت یاد آیا کہ پہلی رکعت کا سجدہ نہین کیا تو نماز کو پھر سے پڑھا اسلیے کہ اگر سجدۂ مذکور اُس جانب کو کرتا ہو
جدھر دوسری رکعت پڑھتا ہو تو سجدہ قبلہ کیطرف نہوگا اسلیے کہ پہلی رکعت کا قبلہ یہ طرف نہ تھی اور یہ سجدہ رکعت مذکور کا جز ہو اور اگر پہلی رکعت کے قبلہ کیطرف کو کرتا ہو
تو جو طرف اب اسکے نزدیک قبلہ ہو اُس سے پھرنا لازم آتا ہو اسلیے نماز از سر نو پڑھے کذا فی الشامی وان شرع بلا تحر لم یجز وان اصاب لترکہ فرض التحری اور جو شخص
قبلہ معلوم کرنے سے عاجز ہو اگر وہ نماز کو بدون تحری کے شروع کریگا تو شروع درست نہوگا اگرچہ ٹھیک قبلہ کو پڑھتا ہو اسلیے کہ اُسنے فرض تحری کو چھوڑ دیا یعنی
بصورت اشتباہ قبلہ کے تحری فرض تھی اُسکو اُسنے چھوڑ دیا الا اذا علم اصابتہ بعد فراغہ فلا یعید اتفاقًا مگر جب اپنے فارغ ہونے کے بعد ٹھیک قبلہ کو ہونا
جانے تو دوبارہ نماز نہ پڑھے بالاتفاق بخلاف مخالف جھۃ تحریہ فانہ یستانف مطلقًا بخلاف جہت تحری کے سوا اور طرف پڑھنے والے کے کہ وہ از سر نو
پڑھے ہر حال مین یعنی اگر تحری ایک طرف پر ہوئی اور اُسنے دوسری طرف نماز پڑھی تو نماز کو پھر سے پڑھے ہر حال مین یعنے خواہ نماز مین جانے کہ ٹھیک قبلہ
کی طرف پڑھی یا خطا کی یا بعد نماز کے جانے یا کچھ بھی معلوم نہو اور امام اعظم سے مروی ہو کہ اُس شخص پر خوف کفر ہو کذا فی الشامی کمصل علی انہ محدث او ثوبہ نجس
او لا وقت لم یدخل فبان بخلافہ لم یجز جیسے نماز پڑھنے والا اس گمان سے کہ وہ بے وضو ہو یا اُسکا کپڑا ناپاک ہو یا وقت نہین آیا پھر اُسکا خلاف معلوم ہوا
تو اُسکی نماز درست نہوگی وہ بھی نماز از سر نو پڑھے وجہ ناجائز ہونے کی یہ ہو کہ اُسکے عندیہ مین نماز فاسد ہو چکی ہو تو اب خلاف ظاہر ہونے سے جائز نہوگی
کذا فی الطحطاوی صلی جماعۃ عند اشتباہ القبلۃ فلو لم تشتبہ ان اصاب جاز بالتحری مع امام وتبین انہم صلوا الی جھات مختلفۃ ومن تیقن منہم
مخالفۃ امامہ فی الجھۃ او تقدمہ علیہ حالۃ الاداء او ما بعدہ فلا یضر لم تجز صلوتہ ایک جماعت نے نماز پڑھی قبلہ کے مشتبہ ہونے کے وقت تحری سے
ایک امام کے ساتھ اور ظاہر ہوا کہ اُنھون نے مختلف سمتون کیطرف نماز پڑھی تو جس شخص کو اُنمین سے یقین ہوا حالت ادا مین یعنی غلبہ ظن ہوا کذا فی الفیض
کہ اُسنے امام کے مخالف جانب نماز پڑھی یا امام سے آگے بڑھنے کا یقین ہوا تو اُسکی نماز درست نہوگی اور بعد ادا کے مخالفت کا حال معلوم ہونا اُسکو مضر نہین
شارح نے کہا کہ اگر قبلہ مشتبہ نہ تھا تو اگر نمازی ٹھیک طرف کو پڑھیگا تو درست ہوگی یعنی اگر کوئی ایسا شخص موجود تھا جس سے قبلہ پوچھ لینا ممکن تھا مگر بدون
دریافت کے تحری سے نماز پڑھی تو اگر ٹھیک قبلہ کیطرف کو پڑھی ہوگی تو درست ہوگی ورنہ درست نہوگی شامی نے کہا کہ حالۃ الاداء ظرف ہو تیقن مخالفت کا اور تقدم
کا اُس سے کچھ علاقہ نہین اسلیے کہ آگے بڑھنے سے تو نماز ہر صورت سے درست نہین خواہ حالت ادا مین آگے بڑھنا معلوم ہو خواہ ادا کے بعد لااعتقاد خطاء

امامہ ولتر کہ فرض المقام حالت ادابن امام کی مخالفت معلوم کرنے والے کی نماز اسلیے نہو گی کہ اُسکو اپنے امام کے چوکنے کا اعتقاد ہی یعنے اپنے عندیہ مین امام کو
خطا پر سمجھتا ہی پھر اُسکا اقتدا کیسے ہوگا اور آگے بڑھنے کو معلوم کرنے والے کی نماز اسوجہ سے نہو گی کہ اُسنے مقام کے فرض کو ترک کیا یعنی اسکو امام کے پیچھے
کھڑا ہونا فرض تھا آگے بڑھنے سے یہ فرض چھوٹ گیا شامی اور طحطاوی نے کہا کہ لاعتقادہ الخ نشر مرتب ہی ومن لم یعلم ذلک فصلوتہ صحیحۃ اور جس
شخص کو حال مخالفت امام اور آگے بڑھنے کا معلوم نہوا تو اسکی نماز درست ہی کما لو لم یتعین الامام بان رای رجلین یصلیان فائتم بواحد لا بعینہ جیسے امام کو
متعین نکرنے سے نماز درست نہین اسطرح کہ دو شخصون کو نماز پڑھتے دیکھا اور ایک غیر معین کا اقتدا کر لیا تو صحیح نہوگا ظاہر عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہی
کہ تشبیہ صحت نماز کی ہو حالانکہ تشبیہ عدم جواز کی ہی تو شارح کو مناسب تھا کہ اسکو لم تجز صلوتہ کے بعد ذکر کرتا کذا فی الطحطاوی **فروع** مسائل ملحقہ شارح کے
شامی نے کہا کہ اگر شارح ان مسائل کو متصل نیت کے بیان کرتا یعنی پیشتر استقبال قبلہ سے تو بہتر ہوتا النیۃ عندنا شرط مطلقا نیت ہمارے نزدیک شرط ہی
سب عبادتون مین یعنی کسی عبادت مین نیت رکن نہین بلکہ سب مین شرط ہی النیۃ تکبیر تحریمہ مین اختلاف ہی کہ اسکو بعض نے رکن بھی کہا ہی مگر معتمد یہی ہی
کہ وہ شرط ہی فلو عقبہا بمشیئۃ فلو ما یتعلق باقوال کطلاق وعتاق بطل والالا اور اگر الفاظ نیت کہکر انشاء اللہ کہا تو اگر نیت کی ہوئی چیز ان کامون سے ہوگی
جو زبانی قولون سے متعلق ہین چنانچہ طلاق اور آزادی تو انشاء اللہ کہنے سے وہ باطل ہو جائینگے اور اگر ایسے نہین جو قول سے متعلق ہون جیسے روزے تو
انکی نیت کے بعد انشاء اللہ کہنے سے وہ باطل نہونگے لیس لنا من نوی خلاف ما یودی الا فی قول محمد فی الجمعۃ وہو ضعیف ہم حنفیون کے نزدیک
ایسا کوئی نہین جو نیت کچھ کرے اور ادا کچھ کرے مگر امام محمد کے قول پر جمعہ مین ایسی صورت ممکن ہی اور وہ قول ضعیف ہی صورت جمعہ کے مسئلہ کی اسطرح ہی کہ
انکے نزدیک جمعہ نہین ہوتا جبتک کہ نمازی کو ایک رکعت نہ ملے تو اگر کسی شخص نے دوسری رکعت کے رکوع کے بعد جمعہ مین امام کا اقتدا کیا تو وہ یہ فرماتے ہین
کہ مقتدی جمعہ کی نیت کرے اور بعد امام کے فارغ ہونے کے ظہر کی نماز پوری کرے پس اس صورت مین نیت تو کچھ اور تھی یعنے جمعہ کی اور ادا دوسری چیز کی یعنی
نماز ظہر اس صورت کے سوا دوسری ایسی نہین کہ نیت اور کچھ ہو اور ادا اور کچھ کذا فی الشامی المعتمد ان العبادۃ ذات الافعال تنسحب نیتہا علی کلہا قول معتمد یہ
ہی کہ عبادت بہت سے فعلون والی کی نیت اُن سب افعال پر پہنچ جاتی ہی یعنے انکے ہر فعل ورکن کے لیے جدا جدا نیت ضرور نہین ایک نیت شروع مین
کافی ہی جیسے اُس عبادت مین کہ ایک ہی فعل ہو چنانچہ روزہ کہ بلا خلاف اسکے اول مین نیت کر لینا کافی ہی افتتح خالصا ثم خالطہ الریاء اعتبر السابق شروع کیا
عمل کو اخلاص کے ساتھ پھر اس عمل مین ریا کا یعنی نمود کا خلط ہو گیا تو اعتبار سابق کا ہوگا یعنی عمل اخلاص کے ساتھ ہی رہیگا شامی نے کہا کہ اسکی وجہ
شاید یہ ہی کہ نماز قابل قسمت نہین تو ایسا نہین ہو سکتا کہ بعض خالص خدا تعالی کے لیے ہو اور بعض غیر کے لیے ہان اگر بعض کو دکھانے کے لیے بنا سنوار کر
پڑھیگا تو اُس بنانے اور سنوارنے کا کچھ ثواب نپاویگا والریاء انہ لو خلا عن الناس لا یصلی اور ریا کامل یہ ہی کہ اگر نمازی لوگون سے علحدہ ہوتا تو نماز نہ پڑھتا
فلو معہم یحسنہا ووحدہ لا فلہ ثواب اصل الصلوۃ پس اگر لوگون کے ساتھ ہو کر نماز کو اچھی طرح پڑھے اور تنہا اچھی طرح نہ ادا کرے تو اُسکو اصل نماز کا ثواب ملیگا
اچھی طرح پڑھنے کا ثواب نہ پائیگا بظاہر یہ حکم فرض اور نفل دونون کو شامل ہی کذا فی الطحطاوی ولا یترک لخوف دخول الریاء لانہ امر موہوم اور نماز یا دوسرے
نیک کام کو نہ چھوڑے ریا کے داخل ہونے کے خوف سے اسلیے کہ ریا کا داخل ہونا ایک وہمی بات ہی تو وہمی بات کے لیے نیک کام کیون چھوڑا جاوے
ولا ریاء فی الفرائض فی حق سقوط الواجب اور نمود نہین ہی فرضون مین واجب کے ساقط ہونے کے باب مین یعنی ریا فرض کو باطل نہین کرتا اور فقیہ ابو اللیث نے
نوازل مین اپنے بعض اساتذہ کا قول نقل کیا ہی کہ مذہب مستقیم یہ ہی کہ ریا اصل ثواب کو نہین کھوتا بلکہ زیادتی ثواب کو فوت کرتا ہی تو اگر کوئی شخص ریا کے ساتھ
نماز پڑھیگا تو اُسکے ذمہ سے واجب ساقط ہو جائیگا بسبب پائے جانے شرائط وارکان نماز کے کذا فی الشامی قیل لشخص صل الظہر ولک دینار فصلی بہذہ النیۃ
ینبغی ان تجزیہ ولا یستحق الدینار ایک شخص سے کہا گیا کہ ظہر کی نماز پڑھ لے تجھکو ایک دینار ملیگا سو اُسنے اسی ارادہ سے نماز پڑھی تو چاہیے کہ یہ نماز اُسکو کافی ہو

اور وہ مستحق دینار کا نہو مزار کا کافی ہونا تو اسوجہ سے ہے کہ فرض مین ریا کو دخل نہین اور دینار کا استحقاق اسوجہ سے نرہا کہ نماز اسکے ذمہ واجب تھی واجب چیز پر
اجرت کا استحقاق نہین ہوتا مثلاً باپ اپنے بیٹے کو اپنی خدمت کے لیے نوکر رکھے تو بیٹا کچھ نوکری کا مستحق نہوگا اسلیے کہ باپ کی خدمت اسپر واجب ہے کذا فی الشامی
الصلوۃ لارضاء الخصوم لا یفید بل یصلی للہ تعالی فان لم یعف خصمہ اخذ من حسناتہ نماز کا پڑھنا دشمنون کے راضی کرنیکے لیے مفید نہین بلکہ نماز اللہ تعالے
کیواسطے پڑھے پھر اگر اُسکا دشمن اپنا حق معاف نکریگا تو آخرت مین اُسکی نیکیون مین سے لیکر حقدار کو حوالہ کیا جائیگا مُ شارح نے اس نماز کے جواز اور عدم جواز کو
ذکر نکیا بلکہ یہ کہا کہ مفید نہین لیکن مختارات النوازل مین کہا کہ ایسی نماز درست نہین یعنے اگر نماز اس نیت سے پڑھے کہ خدا کیواسطے پڑھتا ہون تاکہ وہ حقدارون
کو مجھسے راضی کردے تو درست نہوگی اسلیے کہ بدعت ہے کذا فی الشامی جاء انہ یوخذ لدانق ثواب سبعمائۃ صلوۃ بالجماعۃ بعض کتب آسمانی مین آیا ہے کہ ایک دانگ
کے لیے ثواب سات سو نماز باجماعت کا لیا جائیگا مُ دانگ درم کے چھٹے حصے کو کہتے ہین اور نماز باجماعت سے غرض فرائض ہین کہ جماعت انھین مین
ہوتی ہے یعنی اگر کسی کا حق ایک دانگ دوسرے کے ذمہ ہوگا جو حال کے سکہ کے اعتبار سے پون آنے کے قریب ہوتا ہو تو اُسکے عوض آخرت مین سات سو فرضون
کا ثواب ظالم سے حقدار کو دلایا جائیگا ولو ادرک القوم فی الصلوۃ ولم یدر فرض ام تراویح ینوی الفرض فان ہم فیہ صح والا تقع نفلا اور اگر نمازی نے لوگون کو نماز مین
پایا اور یہ نجانا کہ نماز فرض پڑھتے ہین یا تراویح تو یہ شخص فرض کی نیت سے انکا شریک ہوجائے پھر اگر وہ فرض ہی مین ہونگے تو اُسکا فرض بھی درست ہوگا ورنہ نماز
نفل ہوجائیگی یعنی تراویح نہوگی کیونکہ تراویح بعد فرض عشا کے ہوتی ہے کذا فی الشامی ولو نوی فرضین کمکتوبۃ وجنازۃ فللمکتوبۃ اور اگر نمازی نے نیت کی دو فرضون
کی یعنی فرض عین اور فرض کفایہ کی ایک ساتھ نیت کی چنانچہ فرض وقت اور جنازہ کی نیت تو یہ نیت صرف فرض وقت کی ہوگی اسلیے کہ فرض وقت قوی ہے
اور حقیقت مین نماز اسی کا نام ہے کہ اسمین رکوع اور سجدہ سب ارکان ہین بخلاف جنازہ کے مُ قاعدہ کلیہ اس طرح کی نیت کا یہ ہے کہ جب دو
عبادتون کو ایک نیت کے ساتھ جمع کریگا تو اگر ان دونون مین سے ایک قوی ہوگی تو نیت اُسی کی ہوجائیگی اور اگر دونون برابر ہونگی تو نیت لغو
ہوگی اور کسی مین شروع کرنیوالا نہوگا کذا فی الطحطاوی ولو مکتوبتین فللوقتیۃ اور اگر دو فرض کی نیت کی یعنے ایک جسکا وقت موجود ہے اور ایک جسکا وقت
ابھی نہین ہوا مثلاً ظہر کے وقت مین عصر کے ساتھ نیت کی تو نیت اُسکی ہوگی جسکا وقت ہے اسلیے کہ عصر کی نیت ظہر کے وقت مین درست نہین اگرچہ نمازی
عرفات مین ہو کیونکہ ظہر کا مقدم کرنا عصر پر واجب ہے بسبب ترتیب کے کذا فی الطحطاوی عن الحلبی ولو فائتتین فللاولی لو من اہل الترتیب اور اگر دو قضا نمازون کی
نیت کی تو اُسمین سے پہلی کی نیت ہوگی بشرطیکہ نمازی اہل ترتیب سے ہو مُ اہل ترتیب اسکو کہتے ہین جسکے ذمہ شروع فرضیت نماز سے پانچ نمازین متصل باقی نہون
تو ایسا شخص اگر دو قضا نمازون کی ایک ساتھ نیت کریگا تو یہ نیت پہلی کی ہوگی اسلیے کہ ترتیب والے کی دوسری نماز نہین ہوتی جبتک پہلی کو ادا نکرلے کذا فی الشامی
والا لغا فلیحفظ اور اگر صاحب ترتیب نہو اور دو قضا نمازون کی ایک ساتھ نیت کرے تو یہ نیت لغو ہوگی کوئی سی نماز صحیح نہوگی تو اسکو یاد کرنا چاہیے مُ وجہ لغو ہونیکی
یہ ہے کہ ایک ساتھ تو دونون کا ادا ممکن نہین کیونکہ ہر ایک کو ایک فعل علحدہ چاہیے اور خاص ایک کا ادا ہونا ترجیح بلا مرجح ہے اور صاحب ترتیب نہونے سے اولیت
ترتیب معتبر نہین رہی کہ اول کی نیت ہوجاتی ہے اسلیے نیت لغو ہوگئی کذا فی الطحطاوی عن الحلبی ولو فائتۃ ووقتیۃ فللفائتۃ لو فی الوقت سعۃ اور اگر ایک قضا نماز
اور ایک وقت کی نماز کی نیت اکٹھی کی تو نیت قضا کی ہوگی بشرطیکہ وقت مین گنجایش ہو یعنی بعد قضا پڑھنے کے وقتی کو ادا کر سکے طحطاوی نے کہا کہ وقت
مین گنجایش ہونے کے سوا یہ بھی شرط ہے کہ نمازی صاحب ترتیب ہو اگر صاحب ترتیب نہوگا تو نیت لغو ہوجائیگی اور اگر وقت تنگ ہوگا تو نیت وقتی ہی کیلیے
ہوگی خواہ صاحب ترتیب ہو یا نہو ولو فرضا ونفلا فللفرض اور اگر فرض اور نفل کی ایک ساتھ نیت کریگا تو نیت فرض کی ہوگی بسبب قوی ہونے فرض کے
ولو نافلتین کسنۃ فجر وتحیۃ مسجد فعنہما اور اگر دو نفل نمازون کی نیت کریگا جیسے سنت فجر اور تحیۃ المسجد کی تو نیت دونون کی طرف سے کافی
ہوگی یعنے دونون کا ثواب پاویگا ولو نافلۃ وجنازۃ فنافلۃ اور اگر نفل اور جنازہ کی نیت کریگا تو نفل ہوگی اسلیے کہ نفل حقیقت مین

نماز ہو اور نماز جنازہ و عا ہو ولاتبطل بنیۃ القطع مالم یکبر بنیۃ مغایرۃ اور نماز باطل نہین ہوتی قطع کی نیت سے جبتک دوسری نیت سے تکبیر کہے م یعنی ایک شخص نے فرض شروع کیا پھر یہ نیت کی کہ فرض کو قطع کرتا ہون نفل پڑھتا ہون تو جبتک نیت نفل کے بعد اللہ اکبر نہ کہیگا تب تک اسکا فرض باطل نہوگا اور نیت مین جو غیر ہونے کی قید لگائی اس سے یہ نکلا کہ اگر پہلی نیت کے موافق نیت کریگا مثلاً ظہر کی ایک رکعت پڑہ کر پھر اُسنے ظہر کی نیت بدون زبان سے کچھ کہنے کے کرلی تو پہلی رکعت باطل نہوگی کذا فی الطحطاوی ولو نوی فی صلوٰتہ الصوم صح اور اگر اپنی نماز مین روزہ کی نیت کی تو درست ہو طحطاوی نے کہا کہ بہتر یہ ہو کہ جس فعل مین مشغول ہو اُسکے اندر دوسری چیز مین مصروف نہو

باب صفۃ الصلوٰۃ

یہ باب ہو نماز کی کیفیت مین شرع فی المشروط بعد بیان الشرط شروع ہو مشروط کے بیان مین بعد شرط کے بیان کے یعنی اول نماز کی شرط کا بیان ہوا اب خود نماز کا بیان شروع ہوتا ہو ہی لغۃ مصدر وعرفاً کیفیۃ مشتملۃ علے فرض وواجب وسنۃ ومندوب صفت لغت مین مصدر ہو یعنے جسکے معنی ہین بیان کرنا اُس چیز کا جو موصوف مین ہو اور عرف مین صفت وہ کیفیت ہو جو شامل ہو فرض اور واجب اور سنت اور مستحب پر م یہ تعریف عرفی مطلق صفت کی نہین بلکہ خاص صفت نماز کی ہو اور نیز اس سے مفہوم ہوتا ہو کہ صفت نماز سے مراد صفت اجزار نماز ہو کہ بعض اجزا فرض ہین اور بعض واجب اور بعض مسنون اور بعض مستحب من فرائضہا التی لاتصح بدونہا التحریمۃ قائماً نماز کے ان فرضون مین سے جنکے بدون نماز درست نہین ہوتی ایک تکبیر تحریمہ ہو حالت قیام مین م تحریمہ سے مراد ذکر خالص ہو مثل اللہ اکبر تحریم کے معنی ہین کسی چیز کا حرام کرنا اور چونکہ تحریمہ کے بعد نمازی پر کلام وغیرہ مباح چیزین حرام ہوجاتی ہین اسلیے اسکا نام تحریمہ ہوا اور فرائض مین یہ قید جو شارح نے لگائی کہ جنکے بدون نماز درست نہین ہوتی یہ ظاہر کرنیوالی صفت ہو کیونکہ فرضون مین ایسا کوئی نہین جسکے بدون نماز صحیح ہوتی ہو اور تحریمہ حالت قیام مین چاہیے اس سے معلوم ہوا کہ اگر امام کو رکوع مین پایا اور اللہ اکبر کہا تو اگر کھڑے ہونیکے قریب تھا تو نماز صحیح ہوگی اور جھکے ہوئے کہیگا تو درست نہوگی اور اسکو پہلی شرطون کے ساتھ اسلیے ذکر کیا کہ تحریمہ نماز کے ساتھ ایسی ملی ہو جیسے دروازہ گھر سے کذا فی الشامی والطحطاوی وہی شرط فی غیر جنازۃ علے القادر بہ یفتی اور تکبیر تحریمہ شرط ہو جنازے کے سوا اور نمازون مین اور فرض ہو قدرت والے پر یعنے گونگے اور امی پر اللہ اکبر کہنا فرض نہین بلکہ جو کہسکتا ہو اسپر فرض ہو اسی پر یعنے تحریمہ کی شرط ہونے پر فتوی ہو نہ رکن ہونے پر جو قول ہو امام محمد رح کا جنازے کو اسلیے استثنا کیا کہ اسمین یہ تکبیر رکن ہو مثل اور تکبیرون کے کذا فی الشامی فیجوز بناء النفل علے النفل وعلے الفرض وان کرہ جب تحریمہ شرط ہو تو درست ہو ایک نفل کی بنا دوسری پر اور نفل کی بنا فرض پر اگرچہ مکروہ تحریمی ہو م یعنے چونکہ تکبیر تحریمہ رکن نہین تو اگر ایک دوگانہ نفل کے بعد دوسرے کے لیے کھڑا ہوگیا تو دونون صحیح ہونگے اگر تکبیر تحریمہ رکن ہوتی تو دوسری نفل بسبب فوت ہونے رکن کے جائز نہوتی اور فرض پر بناء نفل اسلیے جائز ہوئی کہ فرض قوی ہو قوی پر بنا ضعیف کی ہوسکتی ہو اسکا عکس صحیح نہین اور وجہ مکروہ ہونے ان دونون صورتون کی یہ ہو کہ اول تو سلام مین تاخیر ہوتی ہو دوسرے ابتدا دوسرے نفل کی تحریمہ سے نہین ہوتی کذا فی الشامی والطحطاوی لافرض علے فرض او نفل علے الظاہر نہین جائز ہو بنا فرض کی دوسری فرض پر یا نفل پر بموجب ظاہر مذہب کے م اسمین یہ بحث ہو کہ جب تکبیر تحریمہ شرط ہو تو چاہیے یون تھا کہ ہر نماز کی بنا دوسرے پر جائز ہوتی جیسے کسی نماز کی طہارت سے مثلاً دوسری نماز درست ہو اسیطرح اور شرطون کا حال ہو کہ انمین خصوصیت خاص نماز کی نہین پھر تحریمہ ایک فرض کی دوسری کے لیے کافی کیسلیے نہین اسکا جواب یہ ہو کہ فرضون مین تعین اور جدا ہونا مطلوب ہو تاکہ عبادت علیحدہ ہو تو اگر ایک کی بنا دوسرے پر ہو تو دونون مل کر ایک عبادت ہوجائینگی جو خلاف مقصود ہو وللاتصالہا بالارکان روعی لہا الشروط اور بسبب متصل ہونے تکبیر تحریمہ کے ارکان نماز کے ساتھ مراعات کی گئی ہین اُسکے لیے شرطین م یہ جواب ہو ایک سوال مقدر کا اسکی تقریر یہ ہو کہ اگر تکبیر تحریمہ شرط ہو تو اسکے لیے شرطون کی رعایت کیون کی گئی ہو شرطین تو ارکان مین ہوتی ہین شارح نے جواب دیا کہ تکبیر مین طہارت اور استقبال قبلہ وغیرہ شرطون کی رعایت اسلیے ہو کہ تکبیر متصل ہو قیام سے جو رکن ہو نماز کا یعنے جو شرطین رکن مین ملحوظ نہین وہ

بوجہ اتصال تکبیر مین ملحوظ ہوں مین یہ نہین کہ خود تکبیر کے رکن ہونے کی جہت سے ملحوظ ہوئی ہون وقد منعہ الزیلعی اور زیلعی نے تکبیر تحریمہ کے لیے شرائط کی مراعات کا انکار کیا ہے یعنی امام شافعی جو اسکے رکن ہونے کے قائل ہین اور کہتے ہین کہ جو شرطین نماز کی ہین وہی تکبیر کے لیے ہین انکے جواب مین زیلعی نے کہا ہے کہ یہ کہان ہے کہ جو شرطین نماز کے لیے ضرور ہین وہی تکبیر کے لیے ہون شلاً ایک شخص نے نجاست کو اٹھائے تکبیر تحریمہ کی اور تحریمہ سے فارغ ہوکر نجاست ڈال دی یا شرمگاہ کھولے تحریمہ کی اور تحریمہ کے بعد تھوڑی سی حرکت سے شرمگاہ چھپالی تو نماز درست ہوگی حالانکہ نماز مین یہ امور مفسد نماز ہین تو شرائط نماز کی رعایت تحریمہ مین نہین ثم رجع لیہ

تقولہ ولئن سلم پھر زیلعی نے مراعات شروط کی طرف رجوع کیا اپنے اس قول مین کہ اگر مراعات شروط نماز تحریمہ مین مان لیجاے تو ہم یہ کہینگے کہ یہ مراعات اسلیے نہین کہ تحریمہ رکن نماز ہے بلکہ اسوجہ سے ہے کہ ادا رنماز تحریمہ سے متصل ہے طحطاوی نے کہا کہ شارح نے جو زیلعی کا رجوع قرار دیا تو اسمین کلام ہے اسلیے کہ یہ قول بر سبیل فرض و تنزل ہے نہ بطور یقین اور جزم اور رجوع دوسرا کہلاتا ہے یہ بیان تم نے التلویح تقدیم المنع علے التسلیم اوسنے ہان تلویح مین ہے کہ مراعات شروط کے نکرنے کو رعایت شرائط کے ان لینے پر ترجیح دینا بہتر ہے یعنے یہی اچھا ہے کہ تحریمہ مین مراعات شروط نماز کا انکار کیا جاے ورنہ جو صورتین زیلعی نے لکھی ہین وہ بن نہ سکینگی طحطاوی نے کہا کہ جب شارح نے زیلعی کے قول کو بلفظ رجوع بیان کیا تو اس سے یہ نکلتا تھا کہ شاید وہی قول معتمد ہوگا اسلیے تلویح کے اس جملے سے اس وہم کو دور کردیا لکن تقول الاحتیاط خلافہ مگر ہم یہ کہتے ہین کہ احتیاط اسکے خلاف ہے یعنے ہرچند تلویح کے قول سے ترجیح عدم مراعات کی معلوم ہوتی ہے مگر احتیاط کی صورت یہ ہے کہ مراعات شروط کو مان لیا جاے طحطاوی نے کہا کہ ظاہر عبارت بحر الرائق اور نہر الفائق اور منح الغفار سے یہی ہے کہ عدم مراعات پر اعتماد ہو وعبارۃ البرہان وانما اشترط لہا ما اشترط للصلوۃ لا باعتبار کنہا بل باعتبار اتصالہا بالقیام الذی ہو رکنہا اور عبارت برہان کی یہ ہے کہ تحریمہ کے لیے جو وہ چیز شرط ہوئی جو نماز کے لیے ہے تو وہ باعتبار تحریمہ کے رکن ہونے کی نہین بلکہ اس لحاظ سے ہے کہ تحریمہ قیام سے متصل ہے جو نماز کا رکن ہے ومنہا القیام بحیث لو مد یدیہ لا ینال رکبتیہ اور ایک فرض نماز جسکے بدون نماز نہین ہوتی کھڑا ہونا ہے اسطرح کہ اگر کھڑا ہوا اپنے دونون ہاتھ پھیلاوے تو اسکے دونون گھٹنون کو نہ پہونچین یعنے اگر نماز مین خوب سیدھا نہوگا کسیقدر جھکا ہوگا تو فرض ادا ہوجاےگا لیکن جب اتنا جھکیگا کہ ہاتھ گھٹنون کو لگجائین تو فرض ادا نہوگا ومفروضہ وواجبہ ومسنونہ ومندوبہ بقدر القراءۃ فیہ اور مقدار قیام کے فرض اور واجب اور مسنون اور مستحب ہونے کی منحصر اسکے اندر قرات کی مقدار پر یعنے قیام مقدار ایک آیت کی فرض ہے اور بقدر سورۂ فاتحہ اور دوسری صورت یا تین چھوٹی آیتون کے واجب ہے اور وتر مین اتنا قیام جسمین سورۂ اعلے اور کافرون اور اخلاص پڑھی جاے مسنون ہے اور صبح مین طوال مفصل کے پڑھنے کی قدر مستحب ہے غرضکہ نماز مین جسقدر قرات فرض یا واجب وغیرہ ہے اسیقدر قیام بھی فرض و واجب وغیرہ ہے فلو کبر قائما فرکع ولم یقف صح لان ما اتے بہ من القیام الی ان یبلغ الرکوع یکفیہ قنیہ پس اگر کھڑے ہوکر اللہ اکبر کہا اور رکوع کیا اور اللہ اکبر اور رکوع کے درمیان مین وقفہ نہین کیا تو قیام صحیح ہوگیا اسلیے کہ جتنا قیام اسنے رکوع مین پہونچنے تک کیا اسی قدر کافی ہے کذا فی القنیہ یعنے رکوع مین جھکنے کے وقت بھی جب تک گھٹنون تک ہاتھ نہ پہونچینگے قیام ہی مین داخل ہے طحطاوی نے کہا کہ یہ صورت اس شخص کے حق مین ممکن ہے جسپر قرات نہو جیسے امی یا مقتدی جو امام کو رکوع مین پاوے یا کہ وہ اوسنے قرات پر اقتصار کرے مثلاً ثم نظر کہے فی فرض وملحق بہ کنذر وسنۃ فجر فی الاصح قیام فرض ہے فرض نماز مین اور جو فرض سے ملحق ہے جیسے نماز نذر سنت فجر صحیح تر قول مین یعنے فجر کی سنتین بعضون کے نزدیک واجب ہین تو انکے وجوب کی رعایت سے جو انکو مسنون کہتے ہین وہ بھی قیام کو انین فرض کہتے ہین خلاصہ مین ہے کہ فجر کی سنتین بدون عذر کے بیٹھ کر جائز نہین بالاجماع چنانچہ یہی روایت ہے حسن کی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے

لقادر علیہ وعلے السجود قیام فرض ہے اس شخص پر جو قادر ہو قیام پر اور سجدہ پر فلو قدر علیہ دون السجود ندب ایماءہ قاعدا پھر اگر صرف قیام پر قادر ہو نہ سجدہ پر تو مستحب ہے اشارہ سے پڑھنا بیٹھ کر اسلیے کہ قیام ذریعہ ہے سجدہ کا جب اصل پر قدرت نہین

تو وہ ربعہ کو بھی ترک کرے طحطاوی نے کہا کہ اس مسئلہ مین اشارہ سے کھڑے ہو کر پڑھنا بھی جائز ہو وکذا من یسیل جرحہ لو سجد اور اسی طرح اشارہ سے بیٹھ کر پڑھنا مستحب ہو اُس شخص کو کہ اگر سجدہ کرے تو اُسکا زخم بہنے لگے کیونکہ یہ شخص بھی گویا سجدہ سے عاجز ہو اسلیے کہ سجدہ کرنے سے وضو ٹوٹتا ہو تو جب سجدہ ساقط ہوا تو قیام بھی ساقط ہوا کذا فی الحلبی وقد تحم القعود کمن یسیل جرحہ اذا قام او یسلسل بولہ او یبدو ربع عورتہ او یضعف عن القراءۃ اصلا او عن صوم رمضان اور کبھی لازم ہوتا ہو بیٹھ کر پڑھنا مثلاً کھڑے ہونے سے کسی شخص کا زخم بہنے لگے یا پیشاب جاری ہو جاوے یا چوتھائی شرمگاہ کھلجاوے یا قراءت سے بالکل عاجز ہو جاوے یعنے قدر فرض بھی نہ پڑھ سکے یا قیام کی جہت سے رمضان کے روزہ سے عاجز ہو تو ان صورتون مین بیٹھ کر پڑھے کیونکہ کھڑے ہونے سے یا طہارت جاتی رہیگی یا ستر یا قراءت یا روزہ اور انکا کوئی بدل نہوگا اور قیام کو ترک کرنے سے بیٹھنا اُسکا خلیفہ ہو جائیگا ولو اضعفہ عن القیام الخروج الی جماعۃ صلے فی بیتہ قائما بہ یفتے خلافا للاشباہ اور اگر جماعت کے لیے نکلنا نمازی کو قیام سے عاجز کر دے یعنے جماعت مین جانے سے اتنی طاقت نہین رہتی کہ پھر کھڑا ہو کر جماعت کا شریک ہو تو اپنے گھر مین کھڑا ہو کر نماز پڑھ لے جماعت مین نجاوے اسی کا فتوے ہو اسلیے کہ قیام فرض ہو اور جماعت سنت موکدہ تو اُسکے لیے فرض کو نہ چھوڑنا چاہیے بخلاف قول اشباہ کے ہم اشباہ مین مجتبی سے اُسکی تصحیح کی ہو کہ جماعت کے لیے جاوے اور بیٹھ کر شریک ہو ومنہا القراءۃ لقادر علیہا کما سیجی اور ایک فرض نماز کا قراءت ہو اُس شخص کے لیے جو قراءت پر قادر ہو چنانچہ فصل آیندہ مین مذکور ہوگا وہی رکن زائد عند الاکثر اور قراءت رکن زائد ہو اکثر فقہا کے نزدیک ہم رکن کی دو قسمین ہین ایک اصلی اور ایک زائد رکن اصلی وہ ہو کہ بدون ضرورت اور بدون عوض کے ساقط نہین ہوتا مثل قیام کے اور زائد وہ ہو کہ بدون موجود ہونے ضرورت کے بھی بعض صورتون مین ساقط ہو جاتا ہو اور اُسکا کوئی قائم مقام بھی نہین ہوتا جیسے قراءت لسقوطہ بالاقتدا بلا خلف بسبب ساقط ہونے اس رکن کے مقتدی ہونے سے بدون نائب کے یعنے مقتدی سے قراءت ساقط ہو جاتی ہو اور اسکا خلیفہ کچھ نہین ہوتا بخلاف اور ارکان کے کہ اگر وہ ساقط ہوتے ہین تو دوسری چیز اُنکا عوض ہوتی ہو مثلاً جس شخص پر سے رکوع اور سجدہ ساقط ہو جاتا ہو تو اشارہ ان دونون کا قائم مقام ہوتا ہو ہم یہان یہ اعتراض ہو کہ رکن وہ ہو جو داخل ماہیت ہو تو وہ زائد کیسے ہو سکتا ہو اسکا جواب یہ ہو کہ رکن ہونا اور حالتین ہو اور زائد ہونا دوسری حالت مین یعنے جب ایسی حالت ہو کہ قراءت ہونے سے نماز ہوتی ہو اور نہونے سے نہوتی ہو تب تو اسکو رکن کہینگے جیسے تنہا نماز پڑھنا اور جب ایسی حالت ہو کہ قراءت کے نہونے سے نماز ہو جاتی ہو تو اُسوقت اُسکو زائد کہینگے کذا فی الطحطاوی والشامی ومنہا الرکوع بحیث لو مد یدیہ نال رکبتیہ اور ایک فرض نماز کا رکوع ہو یعنے اسطرح جھکنا کہ اگر اپنے دونون ہاتھ پھیلا دے تو دونون زانو کو پکڑ لے اس سے معلوم ہوا کہ صرف سر کا جھکانا رکوع مین کافی نہین اور یہ صورت کھڑے ہو کر رکوع کرنے کی ہو اور اگر بیٹھ کر رکوع ہو تو پیشانی مقابل زانو کے آجانی چاہیے کذا ذکرہ ابو السعود ومنہا السجود بجبہتہ وقدمیہ ووضع اصبع واحدۃ منہا شرط اور ایک فرض نماز کا سجدہ کرنا ہو اپنی پیشانی اور دونون قدمون سے اور ایک اُنگلی کا لگانا دونون پانون سے شرط ہو سجدہ کے درست ہونے کے لیے یعنے اگر دونون پانون زمین سے بالکل اُٹھے رہینگے تو سجدہ درست نہوگا وتکرارہ تعبد ثابت بالسنۃ کعدد الرکعات اور مکرر کرنا سجدہ کا متعلق عبادت ہو حدیث سے ثابت ہو مثل رکعتون کے شمار کے ہم یعنے سجدہ کے دوبارہ کرنے کی کوئی وجہ عقلی نہین صرف متعلق بعبادت ہو اور بعضون نے کہا کہ دو بار سجدہ شیطان کی مخالفت کرنے کے لیے ہوا کہ اُسنے ایکبار نکیا ہم دو بار کرتے ہین بحر الرائق مین کہا کہ آیت قرآنی سے سجدہ کا تکرار نہین مفہوم ہوتا مگر حدیث اور اجماع سے ثابت ہوا جیسے شمار رکعات انھین دونون سے ثابت ہو ومنہا القعود الاخیر اور ایک فرض نماز کا قعدہ اخیرہ ہو والذی یظہر انہ شرط لانہ شرع للخروج کالتحریمۃ للشروع اور جو بات ظاہر ہو وہ یہ ہو کہ قعدہ اخیرہ شرط ہو اسلیے کہ وہ مشروع ہوا ہو نماز سے خارج ہونے کو جیسے تکبیر تحریمہ مشروع ہوئی ہو نماز کے شروع کرنے کو یعنی قعدہ اخیرہ مقصود

بالذات نہین ذریعہ خروج ہی طحطاوی نے کہا کہ یہ علت شرط ہونے کے لیے کافی نہین کیونکہ قیام بھی ذریعہ سجدہ کا ہی حالانکہ وہ رکن ہی نہ شرط م قعدہ
اخیرہ مین اختلاف ہی بعض کے نزدیک رکن اصلی ہی اور بعض کے نزدیک شرط اور بعض کے نزدیک رکن زائد پھر اسمین بھی اختلاف ہی کہ فرض ہی یا واجب
مگر اصح یہی ہی کہ فرض ہی اور رکن ہی وصحح فی البدائع انہ رکن زائد یحنث من حلف لا یصلی بالرفع من السجود اور بدائع مین تصحیح کی ہی اس بات کی کہ قعدہ اخیرہ
رکن زائد ہی اسوجہ سے کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ نماز نہ پڑھونگا تو اسکی قسم سجدہ سے سر اٹھانے پر ٹوٹ جاتی ہی اگر قعدہ اخیرہ رکن اصلی ہوتا تو جبتک وہ نہو چکتا
قسم نہ ٹوٹتی وفی السراجیۃ لا یکفر منکرہ اور سراجیہ مین ہی کہ قعدہ اخیرہ کا منکر کافر نہین شامی نے کہا کہ مراد منکر سے اسکی فرضیت کا منکر ہی اسلیے کہ بعض کے نزدیک
قعدہ اخیرہ واجب ہی اور اگر اسکی اصل مشروع ہونے کا منکر ہوگا تو کافر ہوجانا چاہیے کیونکہ اسکا ثبوت حق ہی بالاجماع قدر ادنی قراءۃ التشہد الی عبدہ ورسولہ
بلا شرط موالاۃ وعدم فاصل قعدہ اخیرہ فرض ہی مقدار کم سے کم تشہد پڑھنے کی عبدہ ورسولہ تک بدون شرط پیہم بیٹھنے اور فاصلہ نکرنے کے م یعنی قعدہ
اخیرہ اتنی دیر کا صحیح ہوگا جسمین جلد جلد صحت الفاظ کے ساتھ التحیات پوری عبدہ ورسولہ تک پڑھ سکے اور اسقدر بیٹھنے مین پیہم ہونا اور فاصلہ نکرنا شرط
نہین لما فی الولوالجیۃ صلے اربعا وجلس لحظۃ فظنہا ثلثا فقام ثم تذکر فجلس ثم تکلم فان کان الجلستین قدر التشہد صحت والا لا موالات کی شرط اسلیے
نہین کہ ولوالجیہ مین یہ مسئلہ ہی کہ ایک شخص چار رکعتین پڑھ کر ایک لحظہ بیٹھا پھر انکو تین رکعتین سمجھکر اٹھا پھر یاد کرکے بیٹھ گیا پھر بول پڑا تو اگر دونون بار کا
بیٹھنا مقدار التحیات کے ہوگا تو نماز اسکی صحیح ہوگی اور اگر اسقدر نہوگا تو صحیح نہوگی تو دیکھو اس صورت مین بیٹھنا پیہم نہین بیچ مین اٹھنا بھی
موجود ہی ومنہا الخروج بصنعہ کفعل المنافی لہا بعد تمامہا وان کرہ تحریما اور ایک فرض نماز کا باہر ہونا نمازی کا ہی اپنے کام سے جنانچہ اسکا کرنا وہ
کام جو مخالف ہی نماز کے بعد پورا ہونے ارکان نماز کے اگرچہ ایسا کام کرنا مکروہ تحریمی ہی م مراد خروج سے بذریعہ اپنے فعل کے سلام پھیرنا ہی
لفظ السلام کہنا واجب ہی اور اسکی جگہ دوسرا فعل قصدا مخالف نماز کرنا مثل کھانے اور پینے اور باتین کرنے کے مکروہ تحریمی ہی بسبب ترک کرنے
واجب یعنی لفظ سلام کے اگرچہ نماز فاسد نہین ہوتی اور نماز کی تمامی کی قید اسلیے لگائی کہ اگر ایسا فعل قبل تمامی کے ہوگا مثلاً قعدہ سے پیشتر تو وہ بالاتفاق
نماز کا مفسد ہوگا کذا فی الطحطاوی والشامی والصحیح انہ لیس بفرض اتفاقا قال الزیلعی وغیرہ واقرہ المصنف وفی المجتبی وعلیہ المحققون اور صحیح یہی
ہی کہ خروج بصنعہ فرض نہین باتفاق امام اور صاحبین کے کہا ہی اسکو زیلعی وغیرہ نے اور ثابت رکھا ہی اسکو مصنف نے اور مجتبی مین ہی کہ اسی پر
ہین تحقیق والے م اپنے فعل کے ساتھ نماز سے باہر آنا امام اعظم رح سے صراحۃً نہین ثابت ہی کہ فرض ہی بلکہ احمد بن حسین بردعی نے ان بارہ مسئلون
سے جو مفسدات نماز کے پیشتر مذکور ہین اور جنمین بعد تمامی ارکان نماز کے امام اعظم کے نزدیک نماز باطل ہوتی ہی اور صاحبین کے نزدیک نہین ہوتی یہ
نکالا کہ خروج بصنعہ امام کے نزدیک فرض ہی حالانکہ بردعی کی رائے غلط ہی کیونکہ ان مسائل مین نماز کا باطل ہونا اسوجہ سے نہین کہ خروج بصنعہ پایا
گیا تو ایک فرض چھوٹ گیا بلکہ اسوجہ سے ابطال ہی کہ نماز کے اندر ایسے عوارض پیش ہوتے ہین جنسے فرض اور کا اور ہو جاتا ہی جنانچہ معلوم ہوگا کذا
فی الشامی وبقے من الفروض تمییز المفروض اور ماتن نے جو فرض مذکور کیے انمین اتنے فرض اور باقی رہے اول جدا کرنا مفروض کا م حلبی نے کہا کہ تمییز مفروض سے
یہ غرض ہی کہ جتنی نمازین اسپر فرض ہین انکو تمیز کرے انسے جو فرض نہین یہانتک کہ اگر کوئی شخص پانچ نمازون کے فرض ہونے کو نجانتا ہو مگر انکے
اوقات مین انکو پڑھ لیا کرتا ہو تو یہ پڑھنا اسکو کافی نہوگا اور طحطاوی نے تمییز مفروض کے یہ معنی کیے ہین کہ سجدہ ثانیہ کو پہلے سجدہ سے جدا کرے
یعنے سجدہ اول فرض ہی تو دوسرے کو اس سے جدا کرنا چاہیے اسطرح کہ دونون کے بیچ مین سر اٹھا دے اگر بدون سر اٹھانے کے سجدہ ثانیہ ادا
کریگا تو نماز نہوگی و ترتیب القیام علی الرکوع والرکوع علی السجود والقعود الاخیر علی ما قبلہ دوسرا فرض جو ماتن نے بیان نہ کیا ترتیب ہی نماز کے
ارکان مین یعنے مقدم کرنا قیام کا رکوع پر اور رکوع کا سجدہ پر اور موخر کرنا قعدہ اخیرہ کا اسکے پیشتر کے ارکان سے حلبی نے کہا کہ اگر شارح

سب کو ایک طرح پر بیان کرتا تو اچھا ہوتا یعنی یون کہتا کہ تقدیم قیام کی رکوع پر اور رکوع کی سجدہ پر اور سجدہ کی قعدہ اخیرہ پر پس اگر اس ترتیب کے خلاف کریگا تو نماز فاسد ہوجائیگی کذا فی الطحطاوی واتمام الصلوٰۃ تیسرا فرض جو اتن کے بیان سے رہگیا نماز کا پورا کرنا ہی یعنی ایسی طرح ادا کرنا کہ اُسکا کوئی فرض نہ چھوٹے م طحطاوی نے ابو السعود سے نقل کیا کہ شارح کے اس قول کے بعد کہ قعدہ اخیرہ کو ماقبل کے ارکان سے موخر کرنا اُسکی حاجت نہین کہ نماز کے اتمام کو جدا فرض کہا جاسے کیونکہ اُس سے اتمام نماز کا خود لازم آتا ہی والانتقال من رکن الی آخر چوتھا فرض ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف جانا ہی ومتابعتہ لامامہ فی الفرض پانچوان فرض اپنے امام کی پیروی ہی فرضون کے اندر یعنی ہر رکن مین امام کے ساتھ یا اُسکے بعد شریک ہو اُس سے پیشتر ادا نکرے ورنہ نماز نہوگی اور فرضون کی قید اسلیے لگائی کہ اگر واجب اور سنت نمازون مین متابعت ترک کریگا تو نماز فاسد نہوگی کذا فی الشامی وصحۃ صلوٰۃ امامہ فی رائیہ چھٹا فرض یہ ہی کہ اپنے عندیہ مین اپنے امام کی نماز کو صحیح جانتا ہو مثلاً شافعی مذہب امام نے اپنی نائرہ یا عورت کو چھو لیا اور اُسکے پیچھے کسی حنفی نے اقتدا کیا تو حنفی کی نماز درست ہوگی کیونکہ اُسکے نزدیک یہ دونون باتین ناقض وضو نہین وعدم تقدمہ علیہ ساتوان فرض مقتدی کا آگے نہ بڑھنا ہی امام پر یعنے ایڑیان امام سے آگے قبلہ کی جانب نہ بڑھین وعدم مخالفتہ فی الجہۃ آٹھوان فرض جہت مین امام کے مخالف نہونا یعنے اقتدا اور اداکے وقت یہ نجانتا ہو کہ امام کا مُنہ اور طرف ہی ورنہ نماز نہوگی چنانچہ پہلے گذرچکا وعدم تذکر فائتۃ نوان فرض نہ یاد ہونا قضا نماز کا ہی اور عدم محاذاۃ امراۃ بشرطہما دسوان فرض نہ برابر ہونا کسی عورت کا بموجب شرطان دونون کے یعنے قضا کے نہ یاد ہونے کی فرضیت مین یہ شرط ہی کہ نمازی صاحب ترتیب ہو اور وقت مین گنجائش ہو اور عورت کے برابر نہونے مین وہ شرط ہی جو امامت کے بیان مین مذکور ہوگی وتعدیل الارکان عند الثانی والائمۃ الثلاثۃ گیارھوان فرض ارکان نماز مین تعدیل ہی امام ابو یوسف اور باقی تین امامون شافعی اور مالک اور احمد کے نزدیک م تعدیل لغت مین برابر کرنے کو کہتے ہین اور شرعاً اعضا کا ساکن کرنا رکوع اور سجدہ اور قومہ اور جلسہ مین یعنے اُن ارکان کو اطمینان کے ساتھ ادا کرنا چنانچہ اسکا بیان آگے آویگا قال العینی وہو المختار واقرہ المصنف وبسطناہ فی الخزائن عینی نے کہا اور تعدیل ارکان کا فرض ہونا ہی مختار ہی اور اُسکو مصنف نے ثابت رکھا ہی اور ہمنے خزائن الاسرار مین مفصل لکھا ہی وشرطی اداۓہا اے ہذہ الفرائض اور شروط ہی ان فرائض یعنی ارکان کے ادا کے لیے اختیار یعنے بیداری م شرط بصیغہ مجہول ماضی ہی اسکا نائب فاعل لفظ الاختیار بعد نظم کے مذکور ہی قلت بہ بلغت ینفا عشرین وقد نظم الشرنبلالی فی شرحہ للوہبانیۃ للتحریمۃ عشرین شرطاً ولغیرہا ثلاثۃ عشر فقال مین کہتا ہون کہ اس شرط اختیار کے ساتھ شرطین کچھ اوپر بیس یعنے اکیس ہوگئین اور شرنبلالی نے اپنی شرح وہبانیہ مین تحریمہ کے لیے بیس شرطین اور اُسکے سوا باقی نماز کے لیے تیرہ شرطین نظم کی ہین چنانچہ کہا ہی ٭ شروط التحریم حظیت الجمہا ٭ مہذبۃ حسناء مدی الدہر تزہر ٭ کچھ شرطین ہین تکبیر تحریمہ کی بہرہ در ہوا مین اُنکے اکٹھا کر دینے سے حالانکہ وہ شرطین آراستہ ہین خوبی سے اور زمانہ بھر چمکتی ہین ٭ دخول لوقت واعتقاد دخولہ ٭ وستر وطہر والقیام المحرر ٭ وہ شرطین یہ ہین داخل ہونا وقت فرض کا اور اعتقاد یا غلبہ ظن وقت کے داخل ہونے کا کیونکہ دخول وقت مین شک کرکے شروع کریگا تو کافی نہوگا اور ستر عورت اور طہارت حدث سے اور بدن اور کپڑے اور مکان کی نجاست سے اور قیام تنقیح کیا ہوا یعنے قدرت والے کے لیے اسطرح کھڑا ہونا کہ ہاتھون سے گھٹنے نہ پکڑ سکے ٭ ونیۃ اتباع الامام ولطقۃ ٭ وتعیین فرض او وجوب فیذکر ٭ اور نیت امام کی متابعت کی مقتدی کے حق مین اور بولنا تکبیر کا ایسی طرح کہ اپنے آپ اچھی طرح سن لے اور معین کرنا فرض یا واجب کا نیت مین کہ ظہر ہی یا عصر ادا ہی یا قضا پھر نمازی ذکر کرے یعنی اگلے شعر مین جو ذکر خالص مذکور ہی اُسکو مُنہ سے ادا کرے ٭ بجملۃ ذکر خالص عن مرادہ ٭ وبسملۃ عربا ان ہو یقدر ٭ بولے ایک جملہ ذکر کا جو خالص ہو اُسکی حاجت سے جیسے اللہ اکبر ہی اس سے معلوم ہوا کہ اگر اللہم اغفرلی کہیگا تو تحریمہ درست نہوگی کیونکہ یہ جملہ خالی حاجت سے نہین اور خالص ہو وہ جملہ بسم اللہ سے کہ بسم اللہ سے بھی

تحریمہ صحیح نہیں چنانچہ بنایہ میں ہے اور شرط وہ جملہ عربی ہے اگر نمازی عربی پر قادر ہو اور اگر عاجز ہوگا تو فارسی جملے سے بھی تحریمہ صحیح ہے شامی نے کہا کہ آگے آویگا کہ شروع
کرنا نماز کا سوائے عربی زبان کے بھی درست ہے بالاتفاق اگرچہ نمازی عربی پر قادر ہو ہاں فارسی میں قرأت صحیح نہیں ہے وعن ترک با وا الھار جلالہ :: وعن
مد ہمزات و باء اکبر :: اور خالی ہو لفظ اللہ اکبر چھوڑنے سے ہا کی یعنی الف دوم لفظ اللہ کے اور خالی ہو چھوڑنے ہا لفظ اللہ سے اور خالی ہو دونوں ہمزوں
کے مد سے یعنی نہ اللہ کے ہمزہ پر مد ہو نہ اکبر کے اور خالی ہو اکبر کی ب کے مد سے کہ ان باتوں سے معنی بگڑ جاتے ہیں ۔ وعن فاصل فعل کلام بساین :: وعن
سبق تکبیرہ شلک بعذرہ :: اور خالی ہو وہ باہر سے آنے والے فعل نماز کے مخالف سے جیسے اگر نیت کے بعد کپڑے یا بدن سے کھیل کیا پھر تحریمہ کی تو درست نہوگی
اور خالی ہو کلام فاصل نماز کے مخالف سے مثلاً نیت کر کے کچھ کلام دنیاوی کیا پھر اللہ اکبر کہا تو درست نہوگا اور خالی ہو اللہ اکبر کے پیشتر کہنے سے یعنی ایسا نہو کہ اول
اللہ اکبر کہے پھر نیت کرے ورنہ نیت صحیح نہوگی اور شل تیرا اے مخاطب معذور رکھتا ہے یہ جملہ ناظم نے اپنے انکسار سے کہا کہ مخاطب اگر کوئی خلل الفاظ میں دیکھے تو ناظم کا عذر
قبول کرے کہ نظم میں تنگی الفاظ کی مجبوری ہو جاتی ہے ۔ فدونک ذی ستۃ قبالقبلۃ :: العلک تحظی بالقبول وتشکر :: پس ان باتوں کو لے سیدھ باندھنے والا قبلہ
کیطرف یعنی شرط اخیر قبلہ رخ ہونا ہے معذور رہ والے کے حق میں تاکہ تو بہرہ پاوے ان اشعار کے قبول کا اور شکر گذار ہو اللہ تعالی کا کہ اُسنے ایسی نعمت دی یا شکر گزار ہو ناظم
کا کہ شروط متفرق کو نظم سے ایک جا کر دیا ۔ فجملتہا العشرون بل زید غیرہا :: وما نظمہا جوا ابجاد وتیفر :: تو مجموعہ ان شرطوں کا بیس ہوا بلکہ اُنکے سوا زیادہ بھی
کی گئی ہیں مثلاً مطلق نماز کی نیت اور اعتقاد طہارت کا اور تمیز مفروض اور نظم کرنے والا ان شرطوں کا توقع رکھتا ہے اللہ تعالی بہت جود کرنے والے سے کہ وہی
اسکی مغفرت فرمائیگا ۔ وار کی صلوٰۃ مع سلام لمصطفےٰ :: وخیرۃ خلق باللہ للدین ینصر :: اور عادہ درود و سلام کے ساتھ مخصوص ہے سرور کائنات حضرت
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو رلیعہ ہیں اللہ تعالی کی مخلوق کے اور دین کے مددگار ہیں ۔ والحقہا من بعد ذلک غیرہا :: ثلثۃ عشر للمصلین تظہر ::
اور اضافہ کیا میں نے بعد بیان ان شرطوں کے تحریمہ کے سوا اور نماز کے لیے تیرہ شرطوں کو جو نمازیوں کے لیے ظاہر ہوتی ہیں ۔ فتلک فی الفروض مقدار آیۃ
تو اقرافی ثنتین منہ تخیر :: اور وہ شرطیں یہ ہیں کھڑا ہونا بقدر ایک آیت کے فرض نماز میں اور جو فرض سے ملحق ہو یعنی واجب اور سنت فجر میں اور فرض کی دو
رکعتوں میں تیری قرأت لیکن تجھکو اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہے اول کی دو میں پڑھ چاہے پچھلی دو میں ۔ فی رکعات النفل والوتر فرضہا :: ومن کان موتما
فمن ملک یحظر :: اور نفل اور وتر کی سب رکعتوں میں قرأت فرض ہے اور جو مقتدی ہو وہ اس قرأت سے منع کیا جاتا ہے یعنے اسکے حق میں قرأت مکروہ تحریمی
ہے کیونکہ امام کی قرأت اسکی قرأت ہے موجب حدیث کے ہم نفل کی سب رکعتوں میں قرأت اسلیے فرض ہوئی کہ ہر ایک دوگانہ اُسکا نماز علیحدہ ہے اور وتر
بھی مشابہ سنتوں کے ہے اس اعتبار سے کہ اُسکے لیے اذان وتکبیر نہیں ہوتی کذا فی الشامی ۔ وشرط سجود فالقرار لجبہۃ :: وقرب قعود حد فصل محرر :: اور
سجدہ کی شرط پیشانی کا ٹھہر جانا ہے یعنے ایسی طرح کہ اگر نمازی مبالغہ کرے تو اسکا سر نیچے نہو جاوے جیسا رکھا تھا اُسی حالت پر رہے اس سے معلوم ہوا کہ
اگر چاول یا مسور وغیرہ کے ڈھیر پر سجدہ کریگا تو جائز نہوگا ہاں اگر تھیلہ گون میں بھرا ہوگا تو درست ہوگا کیونکہ اس صورت میں قرار ممکن ہے اسیطرح روئی اور
گدیلے پر درست نہوگا لیکن اگر سر رکھنے سے زمین کی سختی محسوس ہوگی تو درست ہوگا اور بیٹھنے کے قریب ہو جانا حد فاصل دونوں سجدوں کی منقح ہوئی
ہے یعنے ایک سجدہ کے بعد دوسرے کے لیے اتنا اٹھے کہ بیٹھنے کے قریب ہو جاوے تب نماز درست ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ بعض فقہا نے جو ادنی اٹھانے
کو حد ٹھہرایا ہے وہ قول متبع نہیں ہے ۔ وبعد قیام فالرکوع فسجدۃ :: وثانیۃ قد صح عنہا توخر :: اور بعد قیام کے فرض رکوع ہے پھر سجدہ اور ساتواں فرض
ترتیب ہے جو ناظم کے قول بعد اور حرف ف سے سمجھی جاتی ہے اور دوسرا سجدہ پہلے سجدہ سے موخر کرنا صحیح ہے یعنے دونوں سجدوں میں ترتیب فرض
نہیں بلکہ واجب ہے اور دوسرے سجدہ کی تاخیر آخر نماز تک صحیح ہے ۔ علی ظہر کف اوعلی فضل ثوبہ :: اذا اطہر الارض الجواز مقرر :: جبکہ زمین پاک ہو تو اپنی
ہتھیلی پر یا اپنے کپڑے کی زیادتی پر مثلاً آستین یا دامن وغیرہ پر سجدہ کرنیکا جواز ثابت ہے ہم خلاصہ اس شعر کا آٹھویں فرض کا بیان کرتا ہے یعنی آٹھواں فرض

سجدہ کی جگہ کا پاک ہونا ہی گو سجدہ ہتھیلی یا زائد کپڑے پر ہوے وسجود کی عال مظہر مشارک ؛ سجدہ تہا عند از دحام یفعل ؛ سجدہ کرنا تیرا اونچی جگہ مین اور اُس شخص کی پشت پر جو نماز کے سجدہ مین تیرا شریک ہو وقت انبوہ اور بھیڑ کے معاف ہی م یہ بیان ہی نویں فرض کا یعنی سجدہ بالشت بھر زمین سے اونچی جگہ پر ہو اور اگر بھیڑ کی جہت سے یا اور کسی عذر سے ہو تو معاف ہی اسی طرح اگر کثرت آدمیوں کی جہت سے نمازی کسی شخص کی پشت پر سجدہ کرے بشرطیکہ وہ شخص بھی وہی نماز پڑھتا ہو جو نمازی پڑھتا ہی تو یہ بھی معاف ہی کذا فی الشامی سے وادراک افعال الصلوٰۃ بیقظۃ ؛ وتمیز مفروض علیک تقرر ؛ ادا کرنا دسویں نماز کے افعال کو بیداری مین اور گیارہویں تمیز مفروض کی تجھ پر مقرر ہی وختم افعال الصلوٰۃ قعودہ ؛ وفی نسخہ عنہا الخروج محررۃ ؛ اور ختم کرنا ہی نماز کے افعال کو قعدہ کرنا نمازی کا اور باہر آنا نماز سے بسبب اپنے فعل کے منقح ہی شامی نے کہا کہ فی بمعنی ب ہی اور عنہا متعلق خروج ہی اور ضمیر صلوٰۃ کی طرف ہی الاختیار اسے الاستیقاظ ادائے فرائض کے لیے اختیار شرط ہی یعنی ہوش مین ہونا اور جاگنا ہم ایک نسخہ مین (وشرطی اداءہا الاختیار) ہی چونکہ ماتن کے قول مین (وشرطی داءہا) گذرچکا ہی تو شارح کا مکرر لانا فضول ہی لیکن البتہ بسبب دور پڑ جانے قول ماتن کے اعادہ اسکا خالی فائدہ سے نہین الاوہ رکع اوسجد ذاہلا کل الذہول اجزاہ تو اگر رکوع کیا یا سجدہ کیا بالکل غفلت کی حالت مین تو اسکو کافی ہوگا یعنے غفلت اور بھول مخالف اختیار کے نہین بلکہ سونا اسکے مخالف ہی چنانچہ ماتن کہتا ہی فان اتی بہا

او باحدہا بان قام اوقرأ او رکع اوسجد اوقعد الاخیر نائما لا یعتد باتٰیہ بل یعیدہ ولو القراۃ او القعدۃ علی الاصح پس اگر ادا کیا سب فرائض کو یا انمین سے ایک کو سونے کی حالت مین اسطرح کہ سونے مین قیام کیا یا قراءت کی یا رکوع یا سجدہ یا قعدہ اخیرہ کیا تو جو رکن سونے مین ادا کیا وہ معتبر نہوگا بلکہ اسکو دوبارہ ادا کرے اگرچہ قراءت یا قعدہ ہو صحیح تر قول کے بموجب م قول غیر اصح قراءت اور قعدہ کے باب مین فقیہ ابو اللیث کا قول ہی کہ انکے نزدیک یہ دونون رکن سونے کی حالت مین بھی معتبر ہوتے ہین کذا فی الشامی وان لم یعدہ تفسد لصدورہ لا عن اختیار فکان وجودہ کعدمہ والناس عنہ غافلون اور اگر جس رکن کو سوتے ہوے ادا کیا اسکو نہ دہرا دیگا تو نماز فاسد ہو جاویگی بسبب صادر ہونے اس رکن کے بے اختیاری سے تو اسکا وجود اور عدم برابر ہوگیا اور لوگ اس سے غافل ہین یعنے ایسے ارکان کو دوبارہ نہین پڑھتے جنکو سونے کی حالت مین ادا کیا ہو فلو اتی النائم برکعۃ تامۃ تفسد صلوتہ لانہ زاد رکعۃ وہی لا تقبل الرفض پھر اگر سونے والے نے ایک رکعت پوری ادا کی تو اسکی نماز فاسد ہو جائیگی اسلیے کہ اسنے ایک رکعت زیادہ کر دی حالانکہ وہ رکعت ترک کو قبول نہین کرتی یعنی سونے مین جو رکعت ادا کی وہ غیر معتبر ہوئی اسکے عوض دوسری رکعت ادا کی تو اب پوری نماز مین ایک رکعت بڑھ گئی اور ایسا ہو نہین سکتا کہ قدر غیر معتبر کو ترک کرکے باقی کو صحیح کہا جاسے جیسے چار رکعتون کی جگہ کوئی پانچ پڑھ دے تو نماز درست نہین ہو سکتی اسی طرح یہ نماز بھی درست نہین ولو رکع

او سجد فنام فیہ اجزاہ لحصول الرفع والوضع بالاختیار اور اگر نمازی نے رکوع کیا یا سجدہ کیا اور رکوع یا سجدہ مین سو گیا تو اسکو کافی ہوگا واسطے پائے جانے سر اٹھانے اور رکھنے کے اختیار کے ساتھ یعنی رکوع کے لیے جھکنا اور سر اٹھانا اور سجدہ کے لیے زمین پہ سر رکھنا اور اٹھانا افعال اختیاری ہین انکے بیچ مین سو جانا مضر نہین ولہا واجبات لا تفسد بترکہا اور نماز کے کچھ واجب ہین جنکے ترک سے نماز فاسد یعنی باطل نہین ہوتی م شارح نے لا تفسد سے قہستانی کے قول کو رد کیا کہ اسنے ذکر کیا ہی کہ واجب کے ترک سے نماز فاسد ہوتی ہی مگر باطل نہین ہوتی وجہ رد یہ ہی کہ ائمہ فقہا عبادات مین فاسد اور باطل کو ایک ہی معنے مین بولتے ہین تو پھر اسکے کیا معنی کہ فاسد ہوتی ہی باطل نہین ہوتی البتہ معاملات مین فاسد اور باطل جدا جدا معنی مین مستعمل ہین فاسد اسکو کہتے ہین جس سے کوئی وصف مرغوب جاتا رہے اور باطل وہ ہی جسمین سے کوئی رکن مفقود ہو جاے وتعاد وجوبا فی العمد والسہو ان لم یسجد لہ اور جس نماز مین واجب ترک ہوا ہو وہ دوبارہ پڑھی جاے بطور وجوب کے دانستگی مین اور بھول مین بشرطیکہ بھول کا سجدہ نہ کیا ہو یعنے اگر دانستہ واجب ترک کیا ہو یا سہو سے کیا مگر سجدہ سہو نہین کیا تو دونون صورتون مین اس نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہی وان لم یعدہا یکون فاسقا آثما اور اگر اس نماز کو نہ دہراویگا تو فاسق اور گناہگار ہوگا اسلیے کہ ترک واجب مکروہ تحریمی ہی اور مکروہ تحریمی کے ارتکاب سے فاسق اور گناہگار ہوتا ہی وکذا کل صلوٰۃ ادیت مع کراہۃ التحریم تجب اعادتہا اور اسیطرح جو نماز کہ کراہت تحریمی کے ساتھ

واجبات نماز

اور کبھی شلا بول یا براز کو بدقت روک کر یا جس کپڑے مین تصویر ہو اسکو پہنکر نماز ادا کی تو ایسی نماز کا دُہرانا واجب ہے والمختار انہ جابر للاول لان الفرض لا یتکرر اور مختار یہ ہے کہ دوبارہ پڑھنا اس نماز کا پہلی نماز کے نقصان کا پورا کرنے والا ہے اسلیے کہ فرض مکرر نہین ہوتا مقول مختار کا مقابل قول ابی الیسر کا ہے کہ دوبارہ کی نماز کو فرض کہتا ہے نہ اول کو شارح کہتا ہے کہ نماز دوم اول کے نقصان کو زائل کرتی ہے جیسے سجدہ سہو سے نقصان دور ہوتا ہے تو وہ نماز فرض نہین ہے کیونکہ اگر اسکو فرض قرار دین تو اول نماز بھی فرض ہی تھی اسلیے کہ اسکے سب ارکان و فرائض ادا ہوے تو کیا وجہ کہ فرض نہو علاوہ اسکے فرض وقت اسکے سبب سے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ نماز اول فرض ہے تو ایک وقت مین دو فرض جمع ہو جاینگے حالانکہ ایک ہی فرض دو بار ایک وقت مین نہین ہو سکتا کذا فی الشامی تبصرف اس سے معلوم ہوا کہ اگر امام ترک واجب کی جہت سے نماز کو دہراوے تو اگر کوئی نیا مقتدی دوسری بار مین جماعت کا شریک ہوگا تو اسکی نماز نہوگی کیونکہ جب امام کی نماز فرض نہین تو اقتدا فرض والیکا اسکے پیچھے درست نہوگا وہی علی ما ذکرہ اربعۃ عشر اور نماز کے واجبات بموجب اس بیان کے جو مصنف نے بیان کیے ہین چودہ ہین یعنے واقع کے اعتبار سے یہ شمار نہین بلکہ اس سے بہت زائد ہین قراءۃ فاتحۃ الکتاب فیسجد للسہو بترک اکثرہا لا اقلہا اول واجب الحمد کا پڑھنا ہے تو نمازی اسکے اکثر کو چھوڑنے سے سجدہ سہو کرے نہ اسکے کمتر کے چھوڑنے سے م قہستانی مین ہے کہ امام اعظم کے نزدیک بالکل الحمد واجب ہے اور صاحبین کے نزدیک نصف سے زائد واجب ہے اسلیے باقی کو بھولنے سے سجدہ سہو واجب نہین تو شارح کا قول صاحبین کے مذہب پر ہے کذا فی الطحطاوی لکن فی المجتبی یسجد بترک آیۃ منہا وہو اولی لیکن مجتبی مین ہے کہ سجدہ سہو کرے الحمد کی ایک آیت چھوڑنے سے اور یہ بہتر ہے طحطاوی نے کہا کہ وجہ اولویت کی شاید الحمد کی مواظبت ہے اور مواظبت مفید ہے واجب ہونے کو قلت وعلیہ فکل آیۃ واجبۃ لکل تکبیرۃ عید و تعدیل رکن و اتیان کل مین کہتا ہون اور مجتبی کے قول پر تو ہر آیت واجب ہے مثل ہر ایک تکبیر کے عید کی چھہ تکبیرون سے اور مثل اطمینان سے ادا کرنے رکن کے اور مثل بجالانے ہر واجب کے م طحطاوی نے کہا کہ تعدیل رکن کی برابر ہے تعدیل قومہ اور جلسہ کے کذا فی الحلبی اور اتیان کل کے یا یہ معنی ہین کہ واجبات مین سے ہر ایک واجب کا ادا کرنا واجب ہے یا یہ کہ ہر واجب کو اپنی جگہ پر ادا کرنا واجب ہے و ترک تکریر کل کما یاتی فلیحفظ اور مثل ترک کرنے ہر واجب کے مکرر کرنے کے چنانچہ آگے آویگا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے طحطاوی نے کہا کہ مکرر کرنا واجب کا واجب ہے مگر الحمد اس سے مستثنے ہے یعنے اگر سورہ کے بعد پھر الحمد کو مکرر پڑھیگا تو سجدہ سہو لازم نہوگا و ضم اقصر سورۃ کالکوثر او ما قام مقامہا وہو ثلاث آیات قصار نحو ثم نظر ثم عبس و بسر ثم ادبر و استکبر و کذا لو کانت الآیۃ او الآیتان تعدل ثلاثا قصارا ذکرہ الحلبی اور واجب ہے ملانا الحمد کے ساتھ بہت چھوٹی سورۃ کا مثل سورۂ کوثر کے یا جو قائم مقام ہو چھوٹی سورہ کے اور اسکا قائم مقام تین چھوٹی آیتین ہین جیسے یہ تین آیتین سورۂ مدثر کی (ثم نظر ثم عبس و بسر ثم ادبر و استکبر) اور اسی طرح قائم مقام چھوٹی سورہ کے ہے اگر ایک آیت یا دو آیتین تین چھوٹی آیتون کے برابر ہون ذکر کیا ہے اسکو حلبی نے م چھوٹی تین آیتون سے کم ملانا مکروہ تحریمی ہے کذا فی الشامی فی الاولیین من الفرض وہل یکرہ فی الاخریین المختار لا ملانا سورہ کا واجب ہے فرض کی دو پہلی رکعتون مین اور کیا ملانا سورہ کا پچھلی دو رکعتون مین مکروہ ہے مذہب مختار یہ ہے کہ مکروہ نہین یعنے مکروہ تحریمی نہین بلکہ خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہے و فی جمیع رکعات النفل لان کل شفع منہ صلوۃ اور ملانا سورہ کا واجب ہے نفل کی سب رکعتون مین اسلیے کہ ہر ایک دوگانہ اسکا نماز جداگانہ ہے م تو اگر نمازی نے چار رکعت کی نیت کی تو اس تحریمہ سے صرف دو رکعت اُسپر واجب ہونگی اور جب تیسری کو اٹھیگا تو گویا نئی تحریمہ ہوگی اور اگر ان دوگانون مین کسی مین فساد ہوگا تو صرف وہی فاسد ہوگا نہ دوسرا دکل الوتر احتیاطا اور ملانا سورہ کا واجب ہے وتر کی ہر رکعت مین براہ احتیاط م یعنی جب وتر مین آثار سنت ہونیکے ظاہر ہوئے کہ ثنا کے لیے اذان دیجاتی ہے نہ تکبیر کہی جاتی ہے تو احتیاط اسی کی مقتضی ہے کہ قراءت کے باب مین اُسپر سنت کا حکم جاری کیا جاوے کذا فی الشامی و تعیین القراءۃ فی الاولیین من الفرض علی المذہب اور واجب ہے معین کرنا قراءت کا فرض کی پہلی دو رکعتون مین مذہب مشہور کے بموجب م فرض سے مراد یہان وہ ہے جو تین رکعتون یا چار کا ہو اور تعیین اور چیز ہے اور سورہ ملانا دوسری چیز تو یہ قول شارح کا مکرر نہین اب معلوم کرنا چاہیے کہ فرض قراءت کے باب مین تین قول ہین اول یہ ہے کہ قراءت کی جگہ خاص پہلی دو رکعتین ہین بدائع مین اسکی تصحیح کی ہے دوسرا قول یہ ہے کہ محل

قرأت فرض کی دو رکعتین ہین بلا تعیین تو اس صورت مین تعیین پہلی دو رکعتون مین واجب ہی اور مذہب مشہور یہی ہی تیسرا قول یہ ہی کہ پہلی دو رکعتونکو قرأت کے لیے
معین کرنا افضل ہی نہ واجب اور یہ قول ضعیف ہی وتقدیم الفاتحۃ علی کل السورۃ اور واجب ہی مقدم کرنا الحمد کا تمام سورہ پر یعنے اگر دوسرے سورہ کا حرف بھی
الحمد سے پہلے پڑھے تو سجدہ سہو کرے کذا فی الطحطاوی شامی نے کہا کہ حرف سے مراد اتنی دیر پڑھنا ہی جسمین ایک رکن ادا ہو تو اگر ادائے رکن سے کم دیر لگیگی تو سجدہ
سہو لازم نہ آویگا وکذا ترک تکریرہا قبل سورۃ الاولیین اور اسیطرح واجب ہی مکرر نہ پڑھنا الحمد کا پہلی دو رکعتون مین سورہ سے پیشتر تو اگر سورہ سے پیشتر الحمد مکرر
پڑھیگا تو سجدہ سہو واجب ہوگا بسبب تاخیر سورہ ملانے کے اور پہلی رکعتون کی اسلیے قید لگائی کہ اگر پچھلی رکعتونمین سورہ سے پیشتر مکرر پڑھیگا تو سجدہ سہو نکریگا کذا فی الطحطاوی
ورعایۃ الترتیب بین القراءۃ والرکوع وفیما یتکرر اما فیما لا یتکرر ففرض کما مر فی کل رکعۃ کالسجدۃ وفی کل الصلوۃ کعدد رکعاتہا اور واجب ہی لحاظ رکھنا ترتیب کا درمیان قرأت
اور رکوع کے اور درمیان اُن افعال کے جو ہر رکعت مین مکرر ہوتے ہین جیسے سجدہ ہی اور جو افعال ہر رکعت مین مکرر نہین ہوتے تو انمین ترتیب فرض ہی جیسا کہ
انکی ترتیب کا بیان گذر چکا یا ترتیب واجب ہی اُن افعال مین جو کل نماز مین مکرر ہوتے ہین مثل عدد نماز کی رکعتون کے مگر ترتیب رکعات کی صورت مسبوق مین ظاہر ہوتی ہی
مثلاً چار رکعتون مین اگر اُسکو ایک رکعت آخر کی ملی تو اب وہ کھڑا ہو کر اول قرأت والی دو رکعتکو ادا کریگا پھر بلا قرأت والی کو طحطاوی نے کہا کہ سجدہ کی مثال اتفاقی ہی
یعنی بجز اسکے اور کوئی فعل ہر رکعت مین مکرر نہین ہوتا حتی لو نسی سجدۃ من الاولی قضاہا ولو بعد السلام قبل الکلام لکنہ یتشہد ثم یسجد للسہو ثم یتشہد یہانتک کہ اگر
ایک سجدہ پہلی رکعت کا بھول گیا تو اُسکو قضا کرے اگرچہ بعد سلام پھیرنے کے قضا ہو لیکن کلام سے پیشتر قضا کرے یعنی اُسوقت تک کوئی مفسد نماز کا نہ کیا ہو لیکن
اس سجدہ کی قضا کے بعد فقط التحیات پڑھے پھر سجدہ سہو کرے پھر التحیات اور درود اور دعا پڑھکر سلام پھیرے لانہ یبطل بالعود الی الصلبیۃ والتلاویۃ تشہد
اسلیے پڑھے کہ التحیات مع قعدہ باطل ہو جاتی ہی سجدہ صلبی اور سجدہ تلاوت کیطرف عود کرنے سے ہم سجدہ صلبی خود نماز کے سجدہ کو کہتے ہین جو اُسکا جز ہی اور وجہ
باطل ہونے قعدہ کی یہ ہی کہ قعدہ اخیرہ اور ارکان نماز مین ترتیب شرط ہی یعنے جب کل ارکان ہو چکین اُسوقت قعدہ اخیرہ ہونا چاہیے تو جب سجدہ صلبی چھوٹ گیا
اور قعدہ کے بعد اُسکو ادا کیا تو قعدہ مذکور اخیرہ نہوا تو وہ اور اُسکا تشہد باطل ٹھہرے اسلیے دوسرا تشہد واجب ہوا اور سجدہ تلاوت سے قعدہ کے باطل
ہونے کی یہ وجہ ہی کہ جب سجدہ تلاوت نماز کے اندر واقع ہوا تو اُسکا حکم سجدہ صلبی کا دیا گیا کذا فی الشامی اما السہویۃ فترفع التشہد لا القعدۃ حتی لو سلم بمجرد رفعہ منہا
لم تفسد بخلاف تلک السجدتین لیکن سجدہ سہو التحیات کو باطل کرتا ہی نہ قعدہ کو یہانتک کہ اگر بمجرد سر اُٹھانے کے سجدہ سہو سے سلام پھیریگا تو نماز فاسد نہو گی بخلاف
ان دو سجدون کے کہ اُنکے بعد سلام پھیرنے سے نماز فاسد ہو جائیگی بسبب نہ پائے جانے قعدہ اخیرہ کے جو فرض ہی طحطاوی نے کہا کہ بہتر یہ تھا
کہ شارح تلک کی جگہ تینک کہتا بصیغہ تثنیہ وتعدیل الارکان اے تسکین الجوارح قدر تسبیحۃ فی الرکوع والسجود وکذا فی الرفع منہما علے ما اختارہ الکمال
اور واجب ہی تعدیل ارکان کی یعنے ساکن کرنا اعضا کا بقدر سبحان اللہ کہنے کے رکوع مین اور سجدہ مین اور اسی طرح واجب ہی تعدیل سر اُٹھانے
مین رکوع اور سجدہ سے یعنی قومہ اور جلسہ مین بنا بر اُس قول کے کہ پسند کیا ہی اُسکو کمال الدین محقق نے ہم بحر الرائق مین کہا کہ علت تعدیل کی مواظبت ہی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی اُسپر تو وہ چارون چیزون یعنے رکوع اور سجدہ اور قومہ اور جلسہ مین یکسان ہی کذا فی الشامی لکن المشہور ان مکمل الفرض
واجب ومکمل الواجب سنۃ لیکن مشہور یہ قاعدہ ہی کہ فرض کی تکمیل کرنے والی چیز واجب ہی اور واجب کی تکمیل کرنے والی سنت ہی
یعنے چونکہ تعدیل سے تکمیل ہوتی ہی تو رکوع اور سجدہ جو فرض ہین اُنمین تعدیل واجب ہونی چاہیے اور قومہ اور جلسہ جو واجب ہین اُنمین تعدیل
مسنون ہونی چاہیے ہم یہ شارح کا اعتراض ہی کمال الدین پر حلبی نے اُسکا یہ جواب دیا ہی کہ جب دلیل کی اقتضا کے موافق تعدیل واجب ہوئی
تو قاعدہ کی مخالفت کچھ مضر نہین کذا فی الشامی وعند الثانی الاربعۃ فرض اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک چارون فرض ہین یعنے فرض
عملی ہین کہ اُنکے نہونے سے نماز درست نہین ہوتی والقعود الاول ولو فی نفل فی الاصح اور واجب ہی اول قعدہ گو نفل مین ہو صحیح تر قول مین ہم

امام محمد نفل مین ہر دوگانہ کے بعد قعدہ فرض کہتے ہین اسوجہ سے کہ ہر دوگانہ نماز علیحدہ ہے تو اسکا قعدہ وہی اخیرہ ہوا اور صحیح تر قول یہ ہے کہ نفلون مین بھی قعدہ
اول واجب ہے کیونکہ جب قعدہ کے تیسری رکعت کو اٹھا تو معلوم ہو گیا کہ وہ قعدہ اخیرہ نہین اسلیئے فرض نہ رہا کذا فی الشامی ولذا ترک الزیادۃ فیہ علے التشہد
اور اسی طرح واجب ہے قعدہ اول مین التحیات سے زیادہ نہ پڑھنا شامی نے کہا کہ اگر قعدہ اول مین التحیات تمام کرکے بقدر اللھم صلی علی محمد کے بغیر خیر پڑھیگا
تو واجب فوت ہو جائیگا واراد بالاول غیر الاخیر اور مصنف نے قعدہ اول سے وہ مراد لیا جو اخیر نہو مع یہ شارح نے اسلیئے کہا کہ اگر آٹھ یا دس یا زیادہ نفل رکعتون کو
ایک تحریمہ سے پڑھیگا تو سوائے قعدہ اخیرہ کے سب بیشتر کے قعدون کا یہی حکم ہے یعنے واجب ہونگے لکن یرد علیہ لو استخلف مسافر سبقہ الحدث مقیما فان القعود الاول
فرض علیہ وقد یجاب بانہ عارض لیکن اول سے غیر اخیرہ مراد لینے پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر کوئی مسافر امام بے وضو ہو کر مقیم کو اپنا خلیفہ کر دے تو اس صورت
مین اس مقیم پر پہلا قاعدہ امام کی نیابت کی وجہ سے فرض ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ یہ فرضیت عارضی ہے اسیطرح اگر کوئی مسبوق مغرب کی تیسری یا دوسری
رکعت مین ملا تو بوجہ متابعت امام کے اسپر وہ قعدہ فرض ہوگا جو اسکے حق مین اخیر ہین والتشہد ان یسجد للسہو بترک بعضہ ککلہ وکذا فی کل قعدۃ فی الاصح
اور واجب ہین دونون تشہد یعنے دونون قعدون مین التحیات کا پڑھنا اور سجدہ کرے سہو کا بعض تشہد چھوڑنے سے یعنے اگرچہ نصف سے کم چھوڑا ہو کذا
فی الطحطاوی مثل کل تشہد کے چھوڑنے کے اور اسیطرح واجب ہے تشہد ہر قعدہ مین صحیح تر قول مین م اور قول ضعیف یہ ہے کہ سوائے اخیر قعدہ کے اور قعدون مین
تشہد سنت ہے اس قول سے شارح نے تعریض کی کہ مصنف اگر تشہد کو بصیغہ تثنیہ نہ کہتا تو اچھا تھا کیونکہ اگر مفرد لاتا تو اسم جنس ہوتا اور ہر تشہد کو شامل ہو تا چنانچہ
بحر الرائق مین اسکی طرف اشارہ کیا ہے کذا فی الحلبی وقد یتکرر عشرا کمن ادرک الامام فی تشہدی المغرب وعلیہ سہو فسجد معہ وتشہد معہ ثم تذکر سجود تلاوۃ
فسجد معہ وتشہد ثم سجد للسہو وتشہد معہ ثم قضی الرکعتین بتشہدین وقد وقع لہ کذلک وجوب تشہد کی قید ہر قعدہ مین اسلیئے لگائی کہ بعض اوقات
تشہد دس بار مکرر ہوتا ہے مثلا ایک شخص نے مغرب کی دو تشہدون مین امام کا اقتدا کیا یعنے پہلے قعدہ مین اسکا شریک ہوا حالانکہ امام پر سہو تھا
تو اسنے امام کے ساتھ سجدہ سہو کیا اور تیسرا تشہد پڑھا پھر امام کو سجدہ تلاوت یاد پڑا اور سجدہ کیا تو مقتدی نے بھی اسکے ساتھ سجدہ کرکے تشہد چہارم پڑھا
اب چونکہ سجدہ تلاوت سے پیشتر کے قعدے اور تشہد باطل ہوگئے تو امام نے پھر سجدہ سہو کو دوہرایا اور مقتدی نے اسکے ساتھ تشہد پنجم پڑھا پھر مقتدی
نے اپنی باقی دو رکعتون کو دو تشہدون سے پڑھا تو سات تشہد ہوئے اب جو امام کو پیش ہوا تھا وہی مقتدی کو پیش آیا یعنے ان دو رکعتون مین اسکو سہو
ہوا تو سجدہ سہو کرکے آٹھوان تشہد پڑھا پھر معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت بھی اسکے ذمہ ہو گیا تھا تو اسکو ادا کرکے نوان تشہد پڑھا اور چونکہ اس سجدہ سے پہلے کے
قعدے اور تشہد بیکار ہوگئے اور سجدہ سہو بعد قعدہ اخیرہ کے چاہیئے اسلیئے سجدہ سہو کرکے دسوان تشہد پڑھا تو یہ سب تشہد واجب ہین خصوصیت دو تشہد
کی نہین قلت وبشمل التلاوتیۃ تذکر الصلبیۃ فلو فرضنا تذکرہا ایضا لہما زید اربع اخر لما مر مین کہتا ہون اور سجدہ تلاوت کی مثل ہے یاد ہونا سجدہ صلبی کا
تو اگر ہم فرض کرین اسکا بھی یاد پڑنا امام ومقتدی دونون کو تو چار تشہد اور بڑھ جاوینگے اسی وجہ سے جو گذر چکی کہ صلبی سجدہ کے بعد پھر سجدہ
سہو کرنا پڑیگا م صورت اسکی یہ ہے کہ امام نے صورت مذکورہ بالا مین پانچوین تشہد کے بعد سجدہ صلبی کو یاد کیا اور اسکو ادا کرکے چھٹا تشہد پڑھا پھر سجدہ
سہو کرکے ساتوان تشہد پڑھا تو امام کے سات تشہد ہوئے اور چونکہ مقتدی کو اپنی باقی نماز مین بھی اسی طرح سات تشہد پڑھنے پڑے اور سات امام کے
ساتھ پڑھ چکا ہے تو اسکے چودہ تشہد ہوئے اسلیئے شارح نے کہا کہ چار اور بڑھ جاوینگے یعنے پہلے دس تھے اور اس صورت مین چودہ ہونگے ولو فرضنا
تعدد التلاوتیۃ والصلبیۃ لہما ایضا زیدت ایضا اور اگر فرض کرین تعدد سجدہ تلاوت اور سجدہ صلبی کا بھی امام اور مقتدی کے لیئے تو بھی تشہد
اور بھی بڑھ جاوینگے م صورت اسکی یہ ہے کہ صورت مفروضہ بالا مین امام کو ساتوین تشہد کے بعد ایک سجدہ صلبی اور یاد پڑا تو اسنے اسکو ادا کرکے
آٹھوان تشہد پڑھا پھر قبل سجدہ سہو کے ایک سجدہ تلاوۃ دوسرا یاد کیا تو اسکو بھی ادا کیا اور نوان تشہد پڑھا اب سب کے بعد سجدہ سہو کیا

اور دسوان تشہد پڑھا تو اُس صورت مین جیسے وہ تشہد امام کے ہوے اُسیطرح مقتدی کے ہونگے تو مقتدی کو ۲۰ تشہد ہوجاوینگے حلبی نے کہا کہ اگر اس صورت مین امام دوسرے سجدۂ صلبی کے بعد تشہد پڑھکر سجدہ سہو بھی کرلے اور تشہد نوان پڑھ کر دوسرا سجدہ تلاوت ادا کرے اور دسوان تشہد پڑھے پھر سجدہ سہو کرے اور گیارھوان تشہد پڑھے تو کل تشہد مقتدی کے بائیس ہونگے یعنے پہلے کی نسبت کر آٹھ تشہد زیادہ ہونگے۔ شامی نے کہا کہ درمختار کے اکثر نسخون مین ست کی جگہ ثمان ہی یعنے ساٹھ تشہد زیادہ ہوجاینگے ساٹھ ہونے کی صورت یہ ہی کہ امام نے ساتوین تشہد کے بعد ایک سجدہ صلبی یاد کیا اُسکو ادا کرکے ایک تشہد پڑھا پھر سجدہ سہو کرکے دوسرا تشہد پڑھا اور سجدہ صلبی یاد کرکے اسیطرح دو تشہد پڑھے تو چار تشہد ہوے اب سجدۂ تلاوت تمام قرأت سے ایک ایک یاد کرتا گیا اور ہر ایک مین مع سجدہ سہو دو دو تشہد پڑھتا گیا تو چونکہ ایک سجدہ تلاوت اول ادا کرچکا تھا باقی رہے تیرہ تو تیرہ سجدہ ان مین اس حساب سے ۲۶ تشہد ہونگے اور چار پہلے ہوچکے تھے تو امام کے کل تشہد ۳۰ ہوے اور اسیطرح مقتدی کے ۳۰ ہونگے تو مقتدی کے کل ساٹھ تشہد ہوجاینگے اور جب ان ساٹھ پر چودہ وہ بڑھاؤ جو پیشتر ہوچکے تھے شارح کے پہلے قول مین تو کل ۷۴ ہونگے اور انپر چار اور بڑھاؤ جنکو شارح اگلے قول مین ذکر کرتا ہی تو کل تشہد ۷۸ ہونگے اور انھین ۷۸ کا حوالہ شارح نے واجبات کی تمامی پر کیا ہی جہان کہا ہی کہ ۵ کو ضرب دو ۸ ۷ مین جیسا اُنکا بیان گذر چکا تو معلوم ہوا کہ جن نسخون مین ستون ہی وہی صحیح ہی ولو فرضنا اورکہ للامام ساجداً ولم یسجد ہما معہ فمقتضے القواعد انہ یقضیہما فیزاد اربع اخر فقد براور اگر ہم فرض کرین اقتدا کرنا مقتدی کا امام سے سجدہ کی حالت مین اور مقتدی نے اُن دونون سجدون کو امام کے ساتھ نہ ادا کیا تو مقتضاے قواعد یہ ہی کہ مقتدی انکو ادا کرے تو اس صورت مین چار تشہد اور ہوجاینگے سو اسکو سمجھ لے م طحطاوی نے کہا کہ صورت اسکی یہ ہی کہ امام مغرب کی دوسری رکعت کے اول سجدہ مین تھا کہ مقتدی نے اقتدا کیا مگر دونون سجدہ مین شریک نہوا بلکہ بیٹھکر تشہد مین شریک ہوا اور مراد شارح کے قواعد سے صرف ایک قاعدہ ہی وہ یہ ہی کہ جس شخص کو بعد اقتدا کے نماز مین کچھ فوت ہوجاے تو وہ فوت ہوے ارکان کا اعادہ کرے جیسے لاحق کہ وہ بھی جتنی نماز رہجاتی ہی اسکو دوہراتا ہی لیکن شامی نے کہا کہ یہ صورت اسطرح ہے کہ طحطاوی نے فرض کی نہین یعنے اسلیے کہ مقتدی پر ہرچند متابعت امام کی دونون سجدون مین واجب تھی مگر اب جو اسنے وہ سجدہ نکیے اور بعد فراغت امام کے دوسری رکعت کو مع اسکے دونون سجدون کے پڑھ لیا تو اسکی نماز مین کسی طرح کا نقصان نہین رہا چنانچہ تجنیس مین یہ تصریح موجود ہی کہ اگر امام کو سجدہ مین پایا اور اقتدا کرکے سجدہ مین شریک نہوا بلکہ باقی نماز مین شریک رہا اور بعد فراغت امام کے وہ رکعت پڑھ لی تو نماز درست ہی پھر اُن دونون سجدون کو مکرر ادا کرنے کے کیا معنی کسی نے یہ ذکر نہین کیا کہ ایسی صورت مین مقتدی اُس رکعت مین تین یا چار سجدے کرے تو بدون نقل فقہاے معتبر کے کیسے کہا جاوے کہ ان دونون سجدون کا ادا کرنا علاوہ رکعت کے لازم ہی ہان اگر امام کا اقتدا سجدہ سہو مین کیا اور امام کا شریک اُنمین نہوا تو اپنی نماز پڑھنے کے بعد اُنکو استحسان کی روسے ادا کرلے انتہی بتصرف ولم ار من نبہ علے ذلک واللہ اعلم اور مین نے کسی کو نہ دیکھا کہ اس تفصیل پر آگاہ کیا ہو واللہ اعلم م اگر کثرت تشہد کے لیے شارح اتنا بکھیڑا نہ کرتا اور صرف اسقدر کہدیتا کہ تشہد زیادہ بھی ہوسکتے ہین چنانچہ کوئی ہزار رکعت نفل ادا کرے ایک سلام سے تو اتنی ہی پانسو تشہد ہوسکتے ہین تو نہایت آسان اور مبالغہ سے خالی ہوتا ولفظ السلام مرتین فالثانی واجب علے الاصح برہان دون علیکم وتنقضے قدوۃ بالاول قبل علیکم علے المشہور عندنا وعلیہ الشافعیۃ خلافا للتکملۃ اور واجب ہی لفظ السلام دو بار یعنے دوسرا واجب ہی صحیح تر قول مین کذا فے البرہان نہین واجب ہی لفظ علیکم اور ہوچکتا ہی اقتدا پہلے سلام پر پیشتر علیکم سے مذہب مشہور پر ہمارے نزدیک اور اسی پر ہین شافعی مذہب والے بخلاف شارح تکملہ کے کہ اُسنے دوسرے سلام پر اقتدا کا تمام ہونا صحیح کہا ہی م ماتن نے جو لفظ السلام کہا اسمین اشارہ ہی کہ اور کوئی لفظ اُسکے قائم مقام نہین ہوتا بشرطیکہ نمازی اسکے بولنے پر قادر ہو اور دوسرے سلام کو بعضون نے

مسنون کہا ہی اسلیے شارح نے اصح کی قید لگائی کذا فی الشامی فلو اتم به بعده قبل قوله علیکم لم یجز وبل تنقطع التحریمة بالاول ام بالثانی جزم فی الجوهرة

والبرهان وغیرهما بالاول وصحح شارح التکملة الثانی وعلیه فیصح الاقتداء قبله المعتمد عند الشافعیة انه لو اقتدی به بعد شروعه فی السلام وقبل علیکم لم یصح

القدوة ذکره الرملی الشافعی ہم نے باب سجود السہو میں اگر اقتدا کیا امام کا بعد لفظ سلام کے اور پیشتر علیکم کہنے کے تو جائز نہوگا اور نماز کی تحریمہ سلام
اول پر منقطع ہوجاتی ہی یا دوسرے پر جوہرہ اور برہان اور ان دونون کے سوا اور کتابون مین تو اول پر یقین کیا ہی یعنے سلام اول پر تحریمہ
تمام ہوجاتی ہی اور شارح تکملہ نے دوسرے کی تصحیح کی ہی کہ دوسرے سلام پر تحریمہ کا انقطاع ہوتا ہی اور اس قول پر اقتدا دوسرے سلام سے پیشتر درست
ہوگا اور شافعی مذہب والون کے نزدیک معتمد یہ ہی کہ اگر اقتدا کیا امام کا بعد شروع کرنے امام کے سلام کو اور پیشتر علیکم کہنے سے تو اقتدا صحیح نہوگا ذکر
کیا ہی اسکا رملی شافعی نے سجدہ سہو کے باب مین ہم شامی نے کہا کہ یہ عبارت فلو اتم سے آخر تک درالمختار کے بعض نسخون مین ہی وقراءة قنوت الوتر وهو
مطلق الدعاء وکذا تکبیرة قنوته اور واجب ہی پڑھنا قنوت وتر کا اور قنوت مطلق دعا ہی یعنے ہر ایک دعا سے حاصل ہوتا ہی خصوصیت اللهم انا نستعینك
الخ کی نہین کہ اس خاص دعا کا پڑھنا سنت ہی اور اسی طرح واجب ہی قنوت وتر کے لیے الله اکبر کہنا ہم بعضون نے اس الله اکبر کہنے کو سنت کہا ہی
کذا فی الحلبی اور زیلعی نے کہا ہی کہ اسکے ترک کرنے سے سجدہ سہو واجب ہی کذا فی الشامی وتکبیرة رکوع الثالثة زیلعی اور واجب ہی الله اکبر کہنا تیسری
رکعت وتر کے رکوع کا کذا فی الزیلعی ہم زیلعی مین اس مسئلہ کا وجود نہ اسجگہ ہی نہ سجدہ سہو کے بیان مین اس سے معلوم ہوا کہ شارح کا بیان صحیح نہین یعنے
یہ تکبیر رکوع کی واجب نہین بلکہ سنت ہی وتکبیرات العیدین وکذا احدها اور واجب ہین تکبیرین دونون عید کی چھ چھ بار الله اکبر کہنا ہی ہر رکعت مین تین بار
اور اسیطرح واجب ہی انمین سے ایک یعنی ہر تکبیر واجب جداگانہ ہی یہ نہین کہ چھؤن ملکر واجب ہون طحطاوی نے کہا کہ اسیطرح واجب ہین تکبیرین ایام
تشریق کی چنانچہ انکا بیان آگے آویگا وتکبیر رکوع رکعة الثانیة کلفظ التکبیر فی افتتاحه اور واجب ہی تکبیر عید کی دوسری رکعت کے رکوع کی جیسے
واجب ہی الله اکبر کہنا عید کی نماز کے شروع مین یعنے اگر سواے الله اکبر کے اور کسی لفظ سے شروع کریگا تو مکروہ تحریمی ہوگا کذا فی الشامی لکن الاشبه
وجوبه فی کل صلوٰة بحر فلیحفظ لیکن مشابہ ترجیح یہ ہی کہ الله اکبر کہنا ہر نماز کے شروع مین واجب ہو کذا فی البحر تو اسکو یاد رکھنا چاہیے والجهر للامام
والاسرار للکل فیما یجهر فیه ویسر اور واجب ہی پکار کر پڑھنا امام کو ان نمازون مین کہ پکار کر پڑھا جاتا ہی یعنے صبح اور مغرب اور عشا اور جمعہ وغیرہ مین
اور واجب ہی آہستہ پڑھنا سبکو یعنی امام کو بالاتفاق اور تنہا کو صحیح تر قول مین ان نمازون مین کہ آہستہ پڑھی جاتی ہین چنانچہ ظہر اور عصر اور پچھلی رکعت مغرب کی
وغیرہ وبقی من الواجبات اتیان کل واجب او فرض فی محله اور باقی رہے واجبات مین سے واجبات آئندہ یعنی ایک واجب ادا کرنا ہی ہر واجب یا فرض کا
اسکے محل مین فلو اتم القراءة فمکث متفکرا سهوا ثم رکع او تذکر السورة راکعا فضمها قائما اعاد الرکوع وسجد للسهو تو اگر نمازی قراءت کو تمام کرکے
بھولے سے سوچتا رہگیا پھر رکوع کیا تو سجدہ سہو کرے یا یہ صورت ہوئی کہ سورہ کو ملانا بھول گیا اور رکوع کرنے مین اسکو یاد ہوا سو اسنے سورہ
کو کھڑے ہوکر ملایا تو رکوع دوبارہ کرے اور سجدہ سہو کرے ہم پہلی صورت مثال ہی فرض کی تاخیر کی اسکی موقع سے یعنے بعد قراءت کے رکوع فورًا
فرض تھا تو اسنے رکوع کو اسکے محل سے ٹلا دیا اور دوسری مثال ہی واجب کو اسکی جگہ سے ٹالنی کی یعنے ضم سورہ واجب تھا بعد الحمد کے اسمین ایک
رکوع زائد حائل ہوگیا شامی نے کہا کہ شارح کی عبارت مین ضعف ہی (اعاد الرکوع سجد للسهو) کہتا تو خوب تھا یعنے اس عبارت سے وہم یہ ہوتا ہی کہ اعادہ رکوع علاوہ
سجدہ سہو دونون مسئلون سے متعلق ہی حالانکہ اعادہ رکوع صرف مسئلہ دوم سے متعلق ہی اور سجدہ سہو دونون سے وترک تکریر رکوع وتثلیث سجود اور واجب ہی
ترک کرنا رکوع کے مکرر کرنے کو اور سجدہ کے سہ بارہ کرنے کو یعنے اگر ایکبار رکوع کرکے پھر اعادہ اسکا کریگا یا دو سجدون کی جگہ تین کریگا تو سجدہ سہو
لازم ہوگا وترک قعود قبل ثانیة او رابعة اور واجب ہی ترک کرنا قعدہ کا دوسری یا چوتھی رکعت سے پہلے تو اگر پہلی رکعت مین قعدہ کریگا

تو مکروہ اُس صورت مین ہو کہ حاجت زیادتی نہایت درجہ کو ہو شلاً اُسکے پیچھے ایک صف ہو اور وہ اتنا چنچتا ہو کہ دس صفون مین آواز جاوے تو مکروہ
ہوگا پھر یہ معلوم کرنا چاہیے کہ جب امام شروع مین اللہ اکبر کہے تو اگر اُسکی نیت صرف لوگون کو خبردار کرنے کی ہوگی تو اُسکی نماز نہوگی اور نہ کسی مقتدی کی
ہوگی بلکہ خبردار کرنے کے ساتھ نیت اپنی نماز کی تحریمہ کی بھی کرے اسیطرح مکبر جو امام کی آواز دوسرے لوگون کو پہونچاتا ہو وہ بھی اگر فقط خبردار کرنے کی نیت سے
اللہ اکبر کہیگا تو نماز نہ اُسکی ہوگی اور نہ اُس شخص کی جو اُسکی آواز پر اقتدا کریگا بلکہ پکار کر کہنے کے ساتھ تکبیر تحریمہ کا قصد کریگا تو نماز ہوگی اور بدون حاجت کے مکبر کا
اللہ اکبر پکار کر کہنا مکروہ ہو والا المؤتم والمنفرد فیسمع نفسہ اور مقتدی اور تنہا پڑھنے والا اللہ اکبر اتنی آواز سے کہے کہ اپنی آپ سن لے والثناء والتعوذ
والتسمیۃ والتامین وکونھن سراً اور مسنون ہو سبحانک اللھم پڑھنا اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا اور بسم اللہ کہنا اور الحمد کے بعد آمین کہنا اور ان سبکا
آہستہ ہونا یعنے آہستہ کہنا سنت علیحدہ ہو اور ہر ایک کا پڑھنا سنت جداگانہ ووضع یمینہ علی یسارہ وکونہ تحت السرۃ للرجال لقول علی
رضی اللہ عنہ من السنۃ وضعھما تحت السرۃ ولخوف اجتماع الدم فی رؤس الاصابع اور مسنون ہو رکھنا اپنے داہنے ہاتھ کا بائین پر اور مسنون ہو مردون کو
رکھنا اُنکا ناف کے نیچے بسبب فرمانے علی مرتضےٰ کے کہ سنت ہو رکھنا دونون ہاتھون کا ناف کے نیچے اور بسبب خوف خون جمع ہو جانے کے انگلیونکے
پورون مین یعنے حکمت ہاتھون کے کھلے نہ رکھنے مین یہ ہو کہ زیادہ کھڑے رہنے سے انگلیون مین خون نہ اُتر آوے وتکبیر الرکوع وکذا الرفع منہ بحیث
یستوی قائما والتسبیح فیہ ثلاثاً والصاق کعبیہ واخذ رکبتیہ بیدیہ فی الرکوع وتفریج اصابعہ للرجل ولا یندب التفریج الا ھنا ولا الضم
الا فی السجود اور مسنون ہو رکوع کے لیے اللہ اکبر کہنا اور اسی طرح مسنون ہو رکوع سے سر اُٹھانا اسطرح پر کہ برابر کھڑا ہو جاوے اور مسنون ہو رکوع مین
تین بار سبحان ربی العظیم کہنا یعنے تین بار سے کم کہنا مکروہ تنزیہی ہو اور مسنون ہو دونون ٹخنون کا ملانا یعنی اگر بلا عذر ہو سکے اور مسنون ہو پکڑنا اپنے دونون زانو
کا اپنے دونون ہاتھون سے رکوع کے اندر اور مسنون ہو پھیلانا اپنی انگلیون کا مرد کو اور نہین مستحب ہو کشادہ رکھنا انگلیون کا مگر رکوع کے اندر اور
نہ ملا ہوا رکھنا مگر سجدہ کے اندر وتکبیر السجود وکذا الفرض الرفع منہ بحیث یستوی جالسا وکذا التکبیرہ والتسبیح فیہ ثلاثاً ووضع یدیہ ورکبتیہ فی السجود
اور مسنون ہو سجدہ کے لیے اللہ اکبر کہنا اور اسی طرح مسنون ہی سجدہ سے اُٹھنا اسطرح کہ برابر بیٹھ جاوے اور ایسے ہی مسنون ہو سجدہ سے اُٹھنے کو اللہ اکبر
کہنا اور مسنون ہو سجدہ مین تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنا اور مسنون ہو دونون ہاتھون اور زانو ون کا رکھنا سجدہ مین م اکثر فقہا نے ہاتھون اور زانون
کا زمین پر رکھنا مسنون کہا ہو اور فقیہ ابو اللیث نے فرض کہا ہو اور فتوی عدم فرضیت پر ہو اور فتح القدیر مین اُسکو واجب کہا ہو اسوجہ سے کہ مطابق حدیث
کے ہو اور اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت فرمائی ہو بحر الرائق مین کہا کہ انشاء اللہ وجوب کا قول سب اقوال سے بہتر اور متوسط ہو بسبب اُسکے
موافق ہونے کے اصول سے کذا فی الشامی فلا تلزم طہارۃ مکانھما عندنا ح پس لازم نہین پاک ہونا ہاتھ اور زانو کی جگہ کا ہم حنفیون کے نزدیک کذا فی البحر
یعنے جب انکا رکھنا سجدہ مین فرض نہین تو اگر ناپاک جگہ پر رکھے جاوینگے تو نماز فاسد نہوگی م شامی نے کہا کہ ان دونون اعضا کے مکان کی طہارت
کا شرط نہونا روایت ضعیفہ ہو صحیح یہ ہو کہ اگر اُنکی جگہ بھی ناپاک ہوگی تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ اعضا کا نجاست سے لگنا ایسا ہو جیسے نجاست کا اُٹھانا
الا اذا سجد علی کفہ کما مر مگر جس صورت مین کہ سجدہ اپنی ہتھیلی پر کریگا اُسوقت پاک ہونا اُسکی جگہ کا شرط ہو جیسا کہ پہلے بیان ہوا وافتراش
رجلہ الیسرٰی فی تشہد الرجل اور مسنون ہو بچھانا اپنے بائین پانون کا مرد کے تشہد مین یعنے التحیات پڑھنے مین مرد بائین پانون
کو بچھالے والجلسۃ بین السجدتین اور مسنون ہو بیٹھنا دونون سجدون کے درمیان مین طحطاوی نے کہا کہ ماتن نے ادنی سر اُٹھانا
سجدہ سے مسنون کہا تھا شارح نے اُسمین یہ قید لگائی کہ اسطرح سر اُٹھاوے کہ برابر بیٹھ جاوے تو اس قید سے بیٹھنا مکرر ٹھہرا لیکن اگر
شارح کی قید کا لحاظ نکرو تو سر اُٹھانا جدا سنت ہو اور جلسہ جدا ووضع یدیہ فیھا علی فخذیہ کالتشہد للتوارث اور مسنون ہو رکھنا اپنے

دونون ہاتھون کا جلسہ مین اپنے دونون زانوون پر جیسے التحیات مین ہاتھون کا رکھنا زانوون پر مسنون ہی بسبب توارث کے یعنے اکابر سے
اسی طرح پہونچا ہی طحطاوی نے کہا کہ ہاتھ ایسی طرح رکھے کہ انگلیون کی پورین گھٹنون کے پاس ہون وہذا مما اغفلہ اہل المتون والشروح
کما فی امداد الفتاح للشرنبلالی اور یہ یعنی جلسہ کا مثل التحیات کے بیٹھنے کے ہونا اُس قسم سے ہی کہ متن اور شرح والون نے اسکا ذکر نہین کیا چنانچہ
شرنبلالی کی امداد الفتاح مین ہی قلت یاتی معزیا للمنیۃ فافہم مین کہتا ہون اور یہ ذکر منسوب منیہ کی طرف آگے آویگا تو اسکو سمجھ لے م شاید نافہم
سے یہ اشارہ ہی کہ کلام فقہا سے اس جلسہ کا حال مثل تشہد کے جلسہ کے نکلسکتا ہی اسطرح کہ اگر ان دونون مین کچھ مخالفت ہوتی تو اسکو
بیان کر دیتے جیسے جلسہ اخیرہ مین دونون پانون کے ایکطرف نکالنے کو بیان کرتے ہین تو جب مطلق بیان کیا تو معلوم ہوا کہ یہ جلسہ مثل جلسہ
تشہد کے ہی کذا فی الشامی والصلوۃ علی النبی فی القعدۃ الاخیرۃ وفرض الشافعی قول اللہم صل علی محمد اور مسنون ہی درود پڑھنا نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر قعدہ اخیرہ مین اور فرض کہا ہی امام شافعی نے کہنا اللہم صل علی محمد کا یعنے اُنکے نزدیک قعدہ اخیرہ مین درود اسقدر فرض ہی
ونسبوہ الی الشذوذ ومخالفۃ الاجماع اور محدثین نے اس قول کو شاذ اور مخالف اجماع کے کہا ہی م طحاوی اور ابوبکر رازی اور خطابی اور بغوی اور
ابن منذر اور ابن جریر طبری نے اسکو شاذ کہا ہی لیکن بحر الرائق مین منقول ہی کہ بعض صحابہ اور تابعین سے روایت موافق امام شافعی کے پائی جاتی ہی
تو اس صورت مین شاذ کہنا بلا وجہ ہی کذا فی الشامی والدعاء بالیستحیل سوالہ من العباد اور مسنون ہی درود کے بعد اور قبل سلام کے ایسی چیز
کی دعا جسکا مانگنا بندون سے محال ہو جو دعا کہ اس باب مین مسنون ہی اسکا ذکر فصل آئندہ مین آویگا وبقی بقیۃ تکبیرات الانتقالات حتی
تکبیرۃ القنوت علی قول اور مسنون مین سے باقی رہی اور تکبیرین ایک رکن سے دوسرے رکن مین جانے کی یعنے رکن کے بدلنے کے لیے
اللہ اکبر کہنا مسنون ہی یہان تک کہ قنوت کے لیے اللہ اکبر کہنا ایک قول کے بموجب طحطاوی نے کہا کہ اس تکبیر کے مسنون ہونے کا قول ضعیف
ہی بلکہ وہ واجب ہی جیسا پہلے بیان ہوا والتسمیع للامام والتحمید لغیرہ اور مسنون ہی سمع اللہ لمن حمدہ کہنا امام کو اور ربنا ولک الحمد کہنا
امام کے غیر کو یعنے مقتدی اور تنہا پڑھنے والے کو وتحویل الوجہ یمنۃ ویسرۃ للسلام اور پھیرنا مُنھ کا داہنے اور بائین سلام کے وقت م اور مسنون
ہی سلام مین ابتدا کرنا داہنے سے اور امام کو نیت مردون اور فرشتون کی کرنی اور پست کہنا دوسرے سلام کا بہ نسبت اول کے کذا فی الشامی
ولہا آداب اور نماز کے کچھ آداب ہین ترکہ لا یوجب اساءۃ ولا عتابا کترک سنۃ الزوائد لکن فعلہ افضل آداب کا ترک کرنا نہ مکروہ تنزیہی ہونیکا
موجب ہی اور عتاب کا باعث جیسے چھوڑنا سنت زوائد کا عتاب وکراہت کا موجب نہین لیکن کرنا ادب کا افضل ہی م نماز مین ادب اسکو کہتے ہین
جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یا دو بار کیا ہو اور اُسپر مداومت نفرمائی ہو جیسے رکوع اور سجدہ مین تین بار سے زیادہ تسبیح کہنا اور
حلیہ مین کئی تعریفین ادب کی کرکے آخر کو کہا کہ ظاہر ادب اور مستحب ایک ہی چیز ہین اور سنت زائدہ اُسکو کہتے ہین جو موکد نہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے اسکو بطور عادت کے کیا ہو جیسے آپ کی سیرت لباس اور نشست و برخاست مین یا نماز چاشت اور اسکا مقابل سنت ہدی ہی یعنی سنت موکدہ
جیسے اذان اور جماعت ہی کذا فی الشامی نظرہ الی موضع سجودہ حال قیامہ والی ظہر قدمیہ حال رکوعہ والی ارنبۃ انفہ حال
سجودہ والی حجرہ حال قعودہ والی منکبیہ الایمن والایسر عند التسلیمۃ الاولی والثانیۃ لتحصیل الخشوع مستحب ہی دیکھنا نمازی کا
کھڑے ہونیکے وقت اپنے سجدہ گاہ کیطرف اور رکوع کے وقت اپنے دونون پانون کی پشت کیطرف اور سجدہ کرنے مین اپنی ناک کی نوک کی طرف اور قعود کی
حالت مین اپنی گود کی طرف اور پہلے سلام پھیرنے کے وقت اپنے داہنے شانے کی طرف اور دوسرے سلام کے وقت اپنے بائین شانہ کیطرف
یہ سب آداب ہین واسطے حاصل کرنے خشوع اور انکسار کے طحطاوی نے کہا کہ ظاہر اگر ان جگہون مین کوئی ایسی چیز ہوگی جس سے دل ہٹے تو اُسکی طرف دیکھنا

یا چار رکعت والی نماز مین تیسری رکعت پر قعدہ کریگا تو سجدہ سہو لازم ہوگا وکل زیادۃ تخلل بین فرضین اور واجب ہی ترک کرنا ہر زیادتی کا جو دو فرضون
کے بیچ مین پڑے شامی نے کہا کہ دو فرضون کی کچھ قید نہین فرض اور واجب کے بیچ مین بھی زیادتی کا یہی حکم ہی مثلاً قعدہ اول کے تشہد مین زیادتی کی اور تیسری
رکعت کو نہ اٹھا تب بھی سجدہ سہو لازم ہوگا اور زیادتی مین چپ رہنا بھی داخل ہی والانصات للمقتدی اور واجب ہی چپ رہنا مقتدی کا تو اگر مقتدی امام کے
پیچھے قرارت پڑھیگا تو قرارت مکروہ تحریمی ہوگی مگر اصح قول مین نماز فاسد نہوگی اور اگر بھول کر پڑھیگا تو سجدہ سہو لازم نہوگا کیونکہ مقتدی پر سہو نہین ہے
ومتابعۃ الامام یعنی فی المجتہد فیہ اور واجب ہی امام کی پیروی اُن افعال مین جنمین اختلاف مجتہدین ہی م مجتہد فیہ سے یہ مراد ہی کہ جسکی بنا دلیل
معتبر شرعی پر ہو جسکی روسے مجتہد کو غیر کی مخالفت جائز ہو مثلاً امام نے عید کی تکبیرین تین سے زیادہ کہین جیسے شافعی پانچ کہتے ہین یا دو سجدے
سہو کے سلام سے پیشتر کیے یا وتر مین قنوت بعد رکوع کے پڑھا تو ایسے امور مین پیروی امام کی واجب ہی اسی طرح جن امور مین اتفاق ہی اُنمین متابعت
بطریق اولی واجب ہی لا فی المقطوع بنسخہ نہین واجب ہی متابعت اس فعل مین جسکا منسوخ ہونا قطعی ہی جیسے نماز جنازہ مین امام نے پانچ تکبیرین
کہین تو پانچوین مین اتباع نکرے اسلیے کہ ہرچند آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پانچ اور سات اور نو اور زیادہ تکبیرین مروی ہین مگر آخر فعل آپ کا
چار تکبیرین تھین تو یہ فعل پیشتر کے افعال کا ناسخ ہوا کذا فی الشامی عن الامداد او لعدم سنیتہ کقنوت فجر یا یقین ہوا اس فعل کے نہ مسنون ہونے کا تو
اسمین بھی متابعت امام کی واجب نہین جیسے فجر کا قنوت یعنے اُس صورت مین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پر بددعا ایک مہینے تک
کی تھی پھر اُسکا مسنون ہونا منسوخ ہوگیا تو اسمین بھی متابعت امام کی نکرے طحطاوی نے کہا کہ اس تقدیر پر کہ قنوت فجر پہلے سنت تھا اب منسوخ ہوگیا
یہی مثال مقطوع النسخ کی بھی ہوسکتی ہی وانما تفسد بمخالفتہ فی الفروض کما بسطناہ فی الخزائن اور نماز صرف فرض مین امام کی مخالفت کرنے سے فاسد
ہوتی ہی چنانچہ ہمنے اُسکو خزائن الاسرار مین مشرح بیان کیا ہی شامی نے کہا کہ فساد نماز واقع مین فرض کے ترک سے ہوتا ہی نہ متابعت کے ترک سے
مگر چونکہ ترک متابعت سے ترک فرض لازم آتا ہی اسلیے نماز کے فساد کو مخالفت کیطرف منسوب کیا اور فرض کی قید سے معلوم ہوا کہ واجب یا سنت
کے ترک سے نماز فاسد نہین ہوتی قلت فبلغت اصولہا نیفا واربعین مین کہتا ہون کہ اصول واجبات کے کچھ اوپر ۴۰ ہوگئے م یعنے چودہ[14] واجب
مصنف نے بیان کیے تھے اور ۲۸ شارح نے زاید کیے تو کل ۴۲ ہوگئے اور اُنکی تفصیل شامی نے یون بیان کی ہی کہ الحمد کو ماتن نے ایک واجب
کہا شارح نے چھوٹون آیتون کو جدا جدا واجب بیان کیا تو پانچ واجب اسمین بڑھے اسی طرح عیدین کی چھوٹون تکبیرون کو ماتن نے ایک کہا اور
شارح نے ہر ایک کو علیحدہ کہا تو پانچ اسمین زیادہ ہوے اور تعدیل ارکان کو ایک واجب ماتن نے شمار کیا اور شارح نے رکوع اور سجدہ اور قومہ اور
جلسہ مین چارون جگہ تعدیل کو واجب کہا تو تین واجب اسمین زیادہ ہوے تو کل تیرہ[13] ہوے چودھوان[14] نہ مکرر پڑھنا فاتحہ کا پہلے سورہ کے پندرھوان[15]
ترتیب قرارت اور رکوع مین سولھوان[16] ترتیب عدد رکعات مین سترھوان[17] بیچ کی التحیات پر زیادتی نکرنی اٹھارھوان[18] تکبیر قنوت اُنیسوان[19] تکبیر قنوت کے
رکوع کی بیسوان[20] تکبیر رکوع دوم دوگانہ عید کی اکیسوان[21] عید کے دوگانہ کے شروع مین اللہ اکبر کہنا بائیسوان[22] ہر فرض و واجب کو اپنے محل پر
ادا کرنا تئیسوان[23] ترک کرنا تکرار رکوع چوبیسوان[24] ترک کرنا تثلیث سجدہ کا پچیسوان[25] ترک کرنا قعدہ کا دوسری یا چوتھی رکعت سے پیشتر
چھبیسوان[26] ترک کرنا زیادتی کا بیچ مین دو فرضون کے ستائیسوان[27] چپ رہنا مقتدی کا اٹھائیسوان[28] پیروی امام کی اور چونکہ ان واجبات مین
حاجت ضرب اور تفصیل کی نہین اسلیے شارح نے اُنکو اصول واجبات کہا انتہی د بالبسط اکثر من مایۃ الف اذا اخذ ہا تیج ۹۰ ۳ من ضرب خمستہ قعدۃ
المغرب فیتہ تشہدہا او ترک النقص منہ والزیادۃ فیہ الہ علیہ فی ۷ء کما مر اور پھیلانے سے تعداد واجبات کی ایک لاکھ سے زیادہ ہوجائیگی اسلیے
کہ ایک واجب یعنے تشہد ۹ ۲۰ واجب پیدا کرتا ہی یعنی پانچ واجب مفصلۂ ذیل کے ضرب کرنے سے ۷ء تشہدون مین جنکا بیان اوپر گذر الغنی جہان شارح

نے کہا ہر کہ تشہد کبھی دس بار مکرر ہوتا ہر الخ اور وہ پانچ واجب یہ ہین اول قعدہ مغرب دوم اسکی التحیات سوم التحیات کو ناقص نہ پڑھنا چہارم اسکے
کلمات کے اثنا مین زیادتی نکرنی پنجم اسکے تمام کرنے پر کچھ زیادہ نہ کرنا تو چونکہ ہر تشہد مین ۱۰ تشہدون سے یہ پانچون واجب ضرور ہونے چاہئین اسلیے
پانچ کو ۱۰ مین ضرب کیا ۵۰ ہوے م شامی نے کہا کہ ان واجبات مذکورۂ بالا مین سو سے زیادہ سجدہ ہین اور ہر سجدہ مین تین واجب ہین تعدیل اور
دونون ہاتھون کا زمین پر رکھنا اور دونون زانو کا رکھنا ان تین کو سو مین ضرب کرنے سے تین سو ہوتے ہین اور پہلے واجبات مین ملانے سے ۷۰۰ کے
قریب ہوجاتے ہین اور جب اس رقم کو بقیہ ۴۲ واجبات مین ضرب کروگے تو ۲۵ ہزار سے زائد ہونگے اور چونکہ مقتدی کی متابعت کچھ اوپر ۲۰ فرض مین اور
کچھ اوپر ۴۰ واجبات مین واجب ہر یعنے کچھ اوپر ۶۰ جگہ واجب ہر تو اب اگر اوپر کے مجموعہ کو ۶۰ مین ضرب کرو تو ۱۵ لاکھ سے زائد واجب ہوسکتے ہین حالانکہ ابھی
اور واجبات باقی ہین مثلاً آک پر سجدہ کرنا اور رکوع مین قراءت نہ پڑھنا اور التحیات اور سلام سے پیشتر کھڑا ہونا وغیرہ پس انہین ضرب دینے سے تعداد
اور بھی بڑھ جائیگی اسلیے شارح نے کہا والتتبع یقتضی الحصر فتبصر اور تلاش واجبات کی نفی کرتی ہر حصر کو یعنے تلاش سے معلوم ہوتا ہر کہ لا تعد ولا تحصی
ہین تو اسکو خوب دیکھ بھال لو م شامی نے کہا کہ ان واجبات مین اکثر صورتین فرضی اور عقلی ہین کہ کبھی خارج مین نہین پائی جاتی اور اُنکی تلاش
سے بجز تضییع اوقات اور کچھ فائدہ نہین اور اگر ضرورت شارح کے کلام کے بیان کی نہوتی تو بہتر تھا کہ اس سے پہلو تہی کیجاتی انتہی مترجم نے بھی اسلیے مختصر
ترجمہ پر کفایت کی اور شامی کی عبارت مین بہت کچھ تصرف کیا تاکہ صرف مطلب عبارت شارح کا ظاہر ہوجاے جو کوئی تفصیل اس مقام کی چاہے شامی
کو دیکھے فیلغز ای واجب لیستوجب ۳۹۰ واجبا تو چیستان پوچھی جاتی ہر کہ وہ کونسا واجب ہر جو ۳۹۰ واجبون کا مستوجب ہوتا ہر جس سے ۳۹۰ واجب
لازم آتے ہین م جواب اس چیستان کا وہی قاعدہ اول مغرب کا ہر مقتدی کے حق مین تفصیل مذکورۂ بالا وسننہا اور نماز کی سنتین یہ ہین جو آگے مذکور ہوتی ہین
ترک السنۃ لا یوجب فسادا ولا سہوا بل اساءۃ لو عامدا غیر مستخف ترک کرنا سنت کا نہ تو نماز کے فساد کا موجب ہوتا ہر نہ سجدۂ سہو کا بلکہ اساءت یعنے
برا کرنے کا موجب ہر اگر نمازی نے دانستہ ترک کیا ہو اور سنت کو ہلکا نہ سمجھا ہو م یعنے اگر سنت نادانستگی مین ہوا تو کچھ برائی بھی نہوگی اور اگر سنت کو
حقیر جانیگا تو کافر ہوگا چنانچہ نہر الفائق مین بزازیہ سے منقول ہر کہ اگر سنت کو حق نجانیگا تو کافر ہوگا اسلیے کہ حق نجاننا حقیر سمجھنا ہر وقالوا الاساءۃ
ادون من الکراہۃ اور فقہانے کہا ہر کہ اساءت کم ہر بہ نسبت کراہت کے م شامی نے کہا کہ مراد کراہت سے تحریمی کراہت ہر یعنے اساءت مین ملامت
بہ نسبت مکروہ تحریمی فعل کے کمتر ہر اور مکروہ تنزیہی سے زیادہ ہر اسلیے کہ تلویح مین ہر کہ سنت موکدہ کا چھوڑنا حرام سے قریب ہر اور نہر الفائق مین ہر کہ حکم
سنت کا یہ ہر کہ اسکے ترک پر ملامت کیجاے اور کسی قدر گناہ بھی لاحق ہو اور طحطاوی نے کہا کہ اساءت کے معنے ترک اولی ہین تو وہ اور کراہت تنزیہی ایک
ہوئی ثم ہی علی ما ذکرہ ثلاثۃ وعشرون پھر یہ سنتین بموجب مصنف کے بیان کے ۲۳ ہین اور واقع مین زیادہ ہین چنانچہ شارح بیان کریگا رفع الیدین
للتحریمۃ فی الخلاصۃ ان اعتاد ترکہ اثم سنت ہر اٹھانا دونون ہاتھون کا تحریمہ کے لیے یعنے تکبیر سے پیشتر اور بعضون نے کہا کہ تکبیر کے ساتھ اٹھاوے
خلاصہ مین ہر کہ اگر ہاتھ نہ اٹھانے کا عادی ہوگا تو گناہگار ہوگا اور اگر کبھی ایسا ہوجاوے تو گناہگار نہوگا ونشر الاصابع ای ترکہا بحالہا اور سنت ہر
تکبیر کے وقت پھیلا رکھنا انگلیون کا یعنے انکو بحال خود چھوڑنا کہ نہ بہت ملی ہون نہ بہت پھیلی وان لا یطاطئ راسہ عند التکبیر فانہ بدعۃ اور سنت ہر
تکبیر کے وقت اپنے سر کو نہ جھکانا کیونکہ سر جھکانا اُسوقت بدعت ہر طحطاوی نے کہا کہ ظاہرا تمام قیام مین سر جھکانا ایسا ہی ہر وجہر الامام بالتکبیر بقدر
حاجۃ للاعلام بالدخول والانتقال وکذا بالتسمیع والسلام اور سنت ہر پکار کر کہنا امام کا اللہ اکبر کو بقدر اسکی حاجت کے خبردار کرنے کے لیے
دخول اور انتقال پر یعنے اسقدر پکار کر کہے کہ مقتدیون کو نماز مین داخل ہونے اور ایک رکن سے دوسرے کی طرف جانے کی خبر ہوجاوے اور
اسیطرح سنت ہر پکار کر کہنا سمع اللہ لمن حمدہ اور سلام کا م طحطاوی نے کہا کہ اگر امام حاجت سے زیادہ پکار کر کہیگا تو مکروہ ہوگا شامی نے کہا

مستحب نہ رہیگا کیونکہ اُس سے انکسار جاتا رہیگا جو مستحب سے بڑھکر ہو وامساک فمہ عند التثاؤب ولو باخذ شفتہ بسنہ فان لم یقدر غطاہ بظہر
یدہ الیسری وقیل بالیمنی لو قائما والا فبیسراہ مجتبیٰ اور مستحب ہی اپنا مُنہ بند کرنا جمائی لینے کے وقت اگرچہ ہونٹھ کو دانت کے پکڑنے سے بند کیا ہو پھر اگر منہ بند
نہو سکے تو اُسکو اپنے بائین ہاتھ کی پیٹھ سے چھپادے اور بعضون نے کہا کہ اگر کھڑا ہو تو داہنے کی پیٹھ سے چھپادے اور نہین تو بائین کی پیٹھ سے کذا
فی المجتبیٰ م وجہ مُنہ کے بند کرنے کی یہ ہی کہ جمائی لینا نماز مین اور خارج نماز کے مکروہ ہی اور کھڑے ہونے مین داہنا ہاتھ اسلیے کہا کہ حرکت ایک ہاتھ کی ہو
ورنہ بائین ہاتھ کو داہنے کے نیچے سے نکالنے مین دونون ہاتھون کو حرکت ہوگی اور بعض نسخون مین لفظ شفتیہ بصیغہ تثنیہ ہی مگر چونکہ دونون ہونٹھ کا دبانا جمائی
کے دفع کے لیے دانت سے دشوار ہی اسلیے صیغہ مفرد درست ہی کذا فی الشامی او کمہ یا مُنہ کو چھپادے اپنی آستین سے لان التغطیۃ بلا ضرورۃ مکروھۃ ہاتھ یا آستین
سے مُنہ اُسوقت چھپادے کہ جب بلا دبائے ہاتھ اور آستین کے مُنہ بند ہو اسلیے کہ مُنہ کا چھپانا بدون ضرورت کے مکروہ ہی اگر ہونٹھ کو دانت سے دباکر جمائی
روک سکتا تھا اگر اسطرح نہ روکا بلکہ ہاتھ یا آستین سے مُنہ کو چھپایا تو مکروہ ہوگا کذا فی الخلاصہ فائدہ ترکیب جمائی کے دور کرنے کی یہ بہت عمدہ ہی کہ اپنے
دل مین سوچے کہ انبیا علیہم السلام نے جمائی نہین لی قدوری اور شامی نے ذکر کیا کہ ہمنے اسکا بارہا امتحان کیا فوراً جمائی دور ہوگئی واخراج کفیہ من کمیہ
عند التکبیر للرجل الا لضرورۃ کبرد اور مستحب ہی اپنی دونون آستینون مین سے دونون ہاتھون کا باہر کرنا مرد کو اللہ اکبر کہنے کے وقت یعنے شروع نماز
مین مگر کسی ضرورت سے مثل سردی کے باہر نکالنا ہاتھون کا مستحب نہین رہتا ودفع السعال ما استطاع لانہ بلا عذر مفسد فیجتنبہ اور مستحب ہی رفع کرنا
کھانسی کا اپنے مقدور بھر اسلیے کہ کھانسنا بلا عذر مفسد نماز ہی یعنے جبکہ اِس سے حروف پیدا ہون کذا فی العینی تو اُس سے اجتناب کرے والقیام للامام
و موتم حین قیل حی علی الفلاح خلافا لزفر فعندہ حی علی الصلوٰۃ ابن کمال اور مستحب ہی کھڑا ہونا امام اور مقتدی کو جبکہ تکبیر مین حی علی الفلاح
کہا جاوے بخلاف قول زفر کے کہ اُنکے نزدیک حی علی الصلوٰۃ کہنے کے وقت کھڑا ہونا مستحب ہی کذا ذکرہ ابن کمال شامی نے کہا کہ یہ نقل قول زفر کی
درست نہین بلکہ حسن بن زیاد اور زفر کا قول یہ ہی کہ قد قامت الصلوٰۃ کہنے کے وقت کھڑا ہو ان کان الامام بقرب المحراب والا فیقوم کل صف ینتہی
الیہ الامام علی الاظہر حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہونا اُسوقت مستحب ہی کہ امام محراب کے پاس ہو اور اگر محراب سے دور ہو یعنے صفون کے پیچھے سے
اپنی جگہ جانا چاہئے تو جس صف مین امام پہونچے وہی کھڑی ہو جاوے ظاہر قول مین وان دخل من قدام قاموا حین یقع بصرہم علیہ اور اگر امام آگے
کی جانب سے داخل ہو تو لوگ اُسوقت کھڑے ہون جب اُنکی نظر امام پر پڑے الا اذا اقام الامام بنفسہ فی مسجد فلا یقفوا حتے یتم اقامتہ ظہیریہ
جبکہ امام خود مسجد مین تکبیر کہے تو مقتدی کھڑے نہون یہانتک کہ امام اقامت پوری کرے کذا فی الظہیریہ شامی نے کہا کہ شارح کو فی المسجد
الف لام کے ساتھ اور فلا یقفون کہنا مناسب تھا بصیغہ نفی وان خارجہ قام کل صف ینتہی الیہ بحر اور اگر امام مسجد کے باہر ہو تو جس صف تک
پہونچے وہ کھڑی ہو کذا فی البحر شامی نے کہا کہ اس قول کو مین نے بحر الرائق مین نپایا بلکہ نہر الفائق مین مذکور ہی وشروع الامام فی الصلوٰۃ
مذ قیل قد قامت الصلوٰۃ ولو اخر حتے اتمہا لا بأس بہ اجماعا وہو قول الثانی والثلاثۃ وہو اعدل المذاہب کما فی شرح المجمع لمصنفہ وفی القہستانی
معزیا للخلاصۃ انہ الاصح اور مستحب ہی نماز شروع کرنا امام کا جبکہ قد قامت الصلوٰۃ کہا جاوے اور اگر نماز کے شروع کرنے مین تاخیر کی یہانتک
کہ موذن نے اقامت تمام کر لی تو اسکا کچھ مضائقہ نہین بالاتفاق اور وہ یعنی تاخیر کرنا امام ابو یوسف اور ائمہ ثلاثہ کا قول ہی اور وہی عدہ تر
مذاہب کا ہی جیسا کہ شرح مجمع مین اُسکے مصنف نے ذکر کیا ہی اور قہستانی مین منسوب بخلاصہ یون ہی کہ تاخیر کرنا ہی صحیح تر قول ہی اسلیے کہ اس
سے نمازیون پر اشتباہ نرہیگا اور موذن بھی امام کے ساتھ نماز شروع کر سکیگا فرع ملحقہ شارح کا لو لم یعلم ما فی الصلوٰۃ من فرائض
وسنن اجزاہ قنیہ اور اگر نمازی نے یہ نہ جانا کہ جو فرض مثلاً ادا کرتا ہی اُسمین فرض کیا افعال ہین اور سنت کیا تو یہ نماز اُسکو کافی ہوگی کذا فی القنیہ

ترکیب جمائی دفع کرنیکی

فصل

اس فصل مین نماز کے ادا کرنے کا بیان شروع سے آخر تک اس طریق پر ہی جو سلف سے منقول چلا آیا ہی **واذا اراد الشروع فی الصلوۃ کبر لو قادرا**
للافتتاح ای قال وجوبا اللہ اکبر اور جب نمازی نماز شروع کرنا چاہے تو شروع نماز کے لیے تکبیر کہے اگر کہنے پر قادر ہو یعنے براہ وجوب لفظ اللہ اکبر کہے طحطاوی
نے کہا کہ قادر کی قید سے عاجز نکل گیا اور اللہ اکبر کہنے کے وجوب سے یہ نکلا کہ اگر اللہ کبیر یا اللہ اکبر یا اللہ الکبیر کہیگا تو واجب ادا نہوگا **ولا یصیر شارعا بالمبتدا**
فقط کاللہ ولا باکبر فقط ہو المختار اور نماز کا شروع کرنے والا نہوگا صرف مبتدا کہنے سے جیسے فقط اللہ کہے اور خبر کچھ نہ کہے اور نہ صرف اکبر کہنے سے شروع
کرنے والا ہوگا یہی قول مختار ہی شامی نے کہا کہ یہی قول امام محمد کا ہی اور یہی ظاہر الروایۃ ہی امام اعظم سے اور وجہ شروع کرنیوالا نہونے کی یہ ہی کہ شروع
نماز کی شرط پورا جملہ ہی تو صرف مبتدا یا خبر کہنے سے شرط نپائی جاویگی **فلو قال اللہ مع الامام واکبر قبلہ او ادرک الامام راکعا فقال اللہ قائما واکبر راکعا لم یصح**
فی الاصح پس اگر مقتدی نے لفظ اللہ امام کے ساتھ کہا اور لفظ اکبر کو امام کے فارغ ہونے سے پیشتر کہہ لیا یعنے ہنوز امام نے اکبر کو پورا نہین کیا تھا کہ مقتدی کہہ چکا یا
مقتدی نے امام کو رکوع مین پایا تو لفظ اللہ تو کھڑے ہوے کہا اور اکبر رکوع مین تو دونون صورتون مین اسکا اقتدا درست نہوگا صحیح تر قول مین م پہلی صورت مین اقتدا
اسلیے صحیح نہوا کہ امام بوجہ ناتمام ہونے اللہ اکبر کے ابھی نماز کا شروع کرنے والا نہین ہوا تھا کہ مقتدی نے اسکا اقتدا کر لیا تو خارج نماز کا اقتدا ہوا اور دوسری
صورت مین شرط تحریمہ مفقود ہی یعنے حالت قیام مین پورا جملہ چاہیے تھا وہ نہوا اسلیے اقتدا ابھی صحیح نہوا شامی نے کہا کہ جیسے اقتدا صحیح نہین ویسے ہی مقتدی
خود اپنی نماز کا شروع کرنے والا بھی نہوگا کیونکہ اُسنے قصد شریک ہو کر پڑھنے کا کیا تھا یعنے تنہا پڑھنے کی نیت پہلے ہی نہ تھی **کما لو فرغ من اللہ قبل الامام**
جیسے اقتدا صحیح نہین جبکہ فارغ ہوا مقتدی لفظ اللہ کے کہنے سے پہلے شروع کرنے امام کے یعنے امام نے تکبیر تحریمہ ابھی شروع نہین کی کہ مقتدی
اللہ کہہ چکا تو اقتدا صحیح نہوگا **ولو ذکر الاسم بلا صفۃ صح عند الامام خلافا لمحمد رح** اور اگر صرف اسم ذات کو یعنے لفظ اللہ کو ذکر کیا بدون صفت یعنی اکبر کے تو صحیح ہی
امام کے نزدیک برخلاف محمد کے طحطاوی نے کہا کہ یہ مسئلہ مکرر ہو گیا اور باوجود مکرر ہونے کے ضعیف ہی کیونکہ ظاہر الروایت پر مبنی نہین کذا ذکرہ الحلبی م
اگر پہلی صورت کو یعنے صرف مبتدا کے ذکر کرنے سے شروع کرنیوالا نہونے کو منفرد یا امام کے لیے محمول کرین اور اس صورت کو حالت اقتدا پر تو مکرر نہین ہی
بالحذف اذ مد احدی الہمزتین مفسد وتعمدہ کفر وکذا الباء فی الاصح اللہ اکبر وجوبا کہے ہمزون کے حذف کرنے کے ساتھ یعنے اللہ اور اکبر کے ہمزون کو
بڑھا کر نہ کہے اسلیے کہ کھینچکر پڑھنا ان دو ہمزون مین سے ایک کا مفسد ہی شروع نماز کا اگر نادانستگی مین بڑھا کر پڑھا ہو اور جانکر انکو مد کرنا کفر ہی اور
اسیطرح ب کا بڑھانا لفظ اکبر سے صحیح تر قول مین مفسد ہی م مقابل اُسکا وہ ہی جو حلبی نے شرح منیہ مین ذکر کیا ہی کہ ب کا بڑھانا مفسد نہین کذا فی الطحطاوی
ویشترط کونہ قائما فلو وجد الامام راکعا فکبر منحنیا ان الی القیام اقرب صح ولغت نیۃ تکبیرۃ الرکوع اور شرط ہی اللہ اکبر کہنا کھڑے ہو کر یعنے فرض
نماز مین باوجود قدرت کھڑے ہو کر تحریمہ کرنا چاہیے پس اگر امام کو رکوع مین پایا اور جھکے ہوے اللہ اکبر کہا تو اگر یہ جھکنا قیام سے قریب ہوگا
یعنے اسقدر جھکا ہوگا کہ ہاتھون سے گھٹنون کو نہ پکڑ سکے تو شروع صحیح ہوگا اور تکبیر رکوع کی نیت لغو ہوگی م صورت اُسکی یہ ہی کہ مقتدی نے جو
اللہ اکبر کہا اس سے رکوع کی نیت کی نہ نماز کے شروع کی تو یہ تکبیر تحریمہ کی ہو جائیگی اور رکوع کی نیت لغو ہوگی اسلیے کہ تکبیر تحریمہ فرض در شرط ہی اور رکوع
کی تکبیر نفل ہی اور چونکہ یہ نفل فرض کے محل مین واقع ہوئی اسلیے فرض کی طرف پھیری گئی کذا فی الشامی مختصرا **فروع مسائل ملحقۃ شتاج کے کبر غیر عالم**
بتکبیر امامہ ان اکبر رایہ انہ کبر قبلہ لم یجز والا جاز محیط مقتدی نے اللہ اکبر کہا اور یہ نہین جانتا کہ امام اللہ اکبر کہہ چکا ہی یا نہین تو اگر اسکی راے غالب
یہ ہی کہ مین نے امام سے پہلے اللہ اکبر کہا ہی تب تو اقتدا درست نہوگا ورنہ جائز ہوگا کذا فی المحیط یعنے اگر گمان غالب یہ ہوگا کہ امام کے ساتھ یا
اسکے بعد اللہ اکبر کہا ہی یا کچھ گمان ہی نہو کہ پہلے کہا یا پیچھے تو اقتدا درست ہوگا کذا فی الشامی **ولو اراد بتکبیرہ التعجب او متابعۃ المؤذن**

لم یصر شارعًا اور اگر نمازی نے اللہ اکبر کہنے سے قصد تعجب کا کیا یا موذن کے جواب دینے کا ارادہ کیا تو شروع کرنیوالا نماز کا نہوگا کیونکہ تعجب کرنا اور
جواب اذان کا دینا اجنبی باتین ہین اور نماز کی مفسد ہین تو انسے شروع درست نہوگا ویجزم الراء لقوله صلے اللہ علیہ وسلم الاذان جزم والاقامة
جزمٌ والتکبیر جزم نہر ومر فی الاذان اور اللہ اکبر کی رکو جزم کرے بسبب فرمانے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ اذان جزم ہی
اور اقامت جزم ہی اور اللہ اکبر کہنا جزم ہی کذا فی النہر اور یہ حدیث باب الاذان مین گذری م اذان جزم ہی یعنے اسکے کلمات کے آخر پر کچھ حرکت نہین یہ
حدیث ابراہیم نخعی سے موقوفًا اور مرفوعًا مروی ہی وانما یصیر شارعًا بالنیة عند التکبیر لا به وحده ولا بها وحدها بل بهما اور یہ بات یون ہی کہ شروع
کرنے والا نیت سے ہوتا ہی اللہ اکبر کہنے کے وقت نہ صرف اللہ اکبر کہنے سے اور نہ صرف نیت سے بلکہ دونون چیزون سے م یعنے چونکہ نیت بھی
صحت نماز کی شرط ہی اور تحریمہ بھی اور نیت تحریمہ سے پیشتر بھی جائز ہی بشرطیکہ کوئی اجنبی فعل مثل کھانے پینے کے بیچ مین واقع نہو تو اس سے یہ
وہم ہوتا ہی کہ شاید صرف نیت کافی ہو اسلیے ماتن نے تصریح کردی کہ نیت تحریمہ کے وقت ہونی چاہیے کذا فی الشامی ولا یلزم العاجز عن النطق
کاخرس وامی تحریک لسانه وکذا فی حق القراءة ہو الصحیح لتعذر الواجب فلا یلزم غیرہ الا بدلیل فتکفی النیة اور جو شخص کہ بولنے سے عاجز ہو جیسے گونگا
اور امی اسکو اللہ اکبر کہنے کے لیے اپنی زبان کا ہلانا ضرور نہین اور اسی طرح قرارت کے حق مین زبان کا ہلانا ضرور نہین یہی صحیح ہی زبان کا ہلانا لازم
نہین بسبب دشوار ہونے واجب کے تو نہین لازم ہوگا واجب کا غیر بدون دلیل کے اسلیے نیت کافی ہوگی م یعنی اللہ اکبر کہنا اور قرارت واجب ہی اور
یہ واجب عاجز سے ادا نہین ہو سکتا تو دوسری چیز یعنے زبان ہلانے کو اسپر لازم کرنا بدون دلیل کے کیسے درست ہو اسلیے عاجز کی نیت ہی نماز مین کافی
ہی لکن ینبغی ان یشترط فیها القیام وعدم تقدیمها لقیامها مقام التحریمة ولم اره لیکن سزاوار یہ ہی کہ عاجز کی نیت مین قیام شرط ہو اور نماز سے پیشتر نہو کیونکہ
نیت اس صورت مین قائم مقام تحریمہ کی ہی اور مین نے اسکو دیکھا نہین م یعنے چونکہ عاجز کے حق مین نیت کافی ہی تحریمہ کی کچھ ضرورت نہین اس سے
یہ نکلا کہ نیت قائم مقام تحریمہ کے ہوگئی تو شارح بہ تبعیت مصنف نہر الفائق کے کہتا ہی کہ تحریمہ کی شرطین یعنے قیام اور مقدم نہونا عاجز کی نیت مین ملحوظ
ہونا چاہیے مگر مین نے اسکی تصریح نہین دیکھی شامی نے کہا کہ عاجز کی نیت کا قائم مقام تحریمہ کے ہونا بدون دلیل کیسے مانا جاوے کیونکہ نیت اور تحریمہ دونون
شرطین علیحدہ ہین تو جب ایک شرط کسی عذر سے ساقط ہوگئی اور دوسری پر اکتفا کی گئی تو اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ دوسری شرط ساقط کے قائم مقام ہوگئی
ثم فی الاشباه فی قاعدة التابع تابع فالمفتی به لزومه فی تکبیرة وتلبیة لا قراءة پھر اشباہ مین اس قاعدہ کے بیان مین کہ تابع تابع رہتا ہی یہ ہی کہ فتوے
اسپر ہی کہ زبان ہلانا عاجز پر لازم ہی اللہ اکبر کہنے اور لبیک کہنے مین اور لازم نہین قرارت مین م شامی مین محیط سے منقول ہی کہ قرارت فرض قطعی ہی اور
تلبیہ فرض ظنی تو چاہیے کہ تلبیہ مین بطریق اولے لازم نہو ورفع یدیه قبل التکبیر وقیل معه ماسا بابهامیه شحمتی اذنیه اور اٹھاوے اپنے دونون ہاتھ اللہ اکبر
کہنے سے پہلے اور بعضون نے کہا کہ اللہ اکبر کے ساتھ ہی اٹھاوے لگانے والا دونون انگوٹھون کو دونون کانون کی لو سے م اللہ اکبر سے پہلے
ہاتھون کا اٹھانا منسوب ہی طرفین کیطرف اور صاحب ہدایہ نے اسکی تصحیح کی ہی اور خلاصہ اور محیط وغیرہ مین ہی کہ جب اللہ اکبر کہنا شروع کرے اسیوقت ہاتھون
کا اٹھانا شروع کرے اور جب اسکو تمام کرے اسیوقت اسکو تمام کرے اور تیسرا قول یہ ہی کہ بعد اللہ اکبر کے اٹھاوے اور یہ سب اقوال حدیث شریف مین مروی
ہین کذا فی الشامی ہو المراد بالمحاذاة لانها لا تتیقن الا بذلک کانون تک ہاتھون کا اٹھانا ہی مراد ہی محاذات سے جو ظاہر الروایة اور بعض احادیث
مین وارد ہی اسلیے کہ محاذات بدون اسطرح اٹھانے کے یقینی نہوگی م یعنے بعض احادیث مین جو حذو اذنیه آیا ہی یعنے دونون کانون کے برابر ہاتھ
اٹھاوے اس سے مراد یہی ہی کہ انگوٹھے کانون کی لو کو لگین اور شانون تک اٹھانے مین برابری کانون کی ثابت نہین اور جن حدیثون مین شانون تک
اٹھانا مروی ہی اس حالت پر محمول ہی کہ ہاتھ سردی کے سبب کپڑون کے اندر ہون اور ابن ہمام نے دونون حدیثون مین توفیق اسطرح کی ہی کہ کلائیون کو

مونڈھون کے برابر کرنے سے کانون کی محاذات انگوٹھون سے ہوجاتی ہے کذا فی الشامی تبصرف ویستقبل بکفیہ القبلۃ وقیل خدیہ اور اپنی دونون ہتھیلیون
کو قبلہ کی طرف متوجہ کرے اور قول ضعیف یہ ہے کہ ہتھیلیون کا رخ دونون رخسارون کی طرف کو رکھے والمرأۃ ولو امۃ کما فی البحر لکن فی النہر عن السراج
انہا ہنا کالرجل وفی غیرہ کالحرۃ اور عورت اگر لونڈی ہو چنانچہ بحر الرائق مین ہے لیکن نہر الفائق مین سراج سے منقول ہے کہ لونڈی اس مقام مین یعنے
رفع یدین مین مرد کے برابر ہے اور دوسرے افعال مثل رکوع اور سجدہ مین مثل آزاد بی بی کے ہے ترفع بحیث یکون رؤس اصابعہا حذاء منکبیہا وقیل
کالرجل عورت اپنے ہاتھ اسطرح اٹھادے کہ اسکی انگلیون کے برابر اسکے دونون شانون کے ہوجائین اور حسن نے امام اعظم سے روایت کی
کہ عورت مثل مرد کے ہے ہاتھ اٹھانے مین مگر اول قول کو ہدایہ مین صحیح کہا ہے وصح شروعہ ایضا مع کراہۃ التحریم بتسبیح وتہلیل وتحمید وسائر کلم التعظیم
الخالصۃ تعالے ولو مشترکۃ کرحیم وکریم فی الاصح اور نیز صحیح ہے شروع کرنا نمازی کا نماز کو کراہت تحریمی کے ساتھ سبحان اللہ کہنے اور لا الہ الا اللہ
کہنے اور الحمد للہ کہنے سے اور سب اللہ تعالے کے خالص تعظیم کے کلمات سے اگرچہ مشترک ہون مثل رحیم اور کریم کے صحیح تر قول مین م تعظیم مین
خالص کی قید اسلیے لگائی کہ جو کلمات شامل ہون دعا اور حاجت پر وہ نکل جائین شامی نے کہا کہ لہ تعالی متعلق تعظیم سے ہے نہ خالص سے ورنہ
اسکے بعد ولو مشترکۃ نہ بیگا اور اصح قول کا مخالف ذخیرہ اور خانیہ مین ہے کہ شروع نماز کو خالص لفظ اللہ اکبر سے مخصوص کیا ہے وخصہ الثانی باکبر وکبیر منکرا
ومعرفا زاد فی الخلاصۃ والکبار مخففا ومثقلا اور مخصوص کیا ہے شروع کو امام ابو یوسف نے لفظ اللہ اکبر اور کبیر سے خواہ انکو نکرہ بے الف لام کے بولے یا الف
لام کے ساتھ خلاصہ مین کبار کو بھی تخفیف اور تشدید کے ساتھ زیادہ کیا ہے م کبار بضم اول وتخفیف موحدہ خواہ تشدید آن بمعنی کبیر ہے یعنے ابو یوسف رح
کے نزدیک اللہ اکبر یا اللہ الاکبر یا اللہ کبیر یا اللہ الکبیر یا اللہ کبار یا اللہ الکبار کہنے سے شروع نماز صحیح ہو جائیگا اور الفاظ سے صحیح نہوگا شامی نے کہا کہ
باب مین صحیح طرفین کا قول ہے چنانچہ نہر الفائق مین ہے کما صح لو شرع بغیر عربیۃ ای لسان کان جیسے کہ صحیح ہے اگر نماز کو شروع کیا عربی کے سوا دوسری
زبان مین کوئی سی زبان ہو وخصہ البردعی بالفارسیۃ لمزیتہا بحدیث لسان اہل الجنۃ العربیۃ والفارسیۃ الدریۃ بتشدید الراء قہستانی اور خاص
کیا ہے دوسری زبان کو احمد بن حسین بردعی نے فارسی کے ساتھ بسبب اسکے فائق ہونے کے اس حدیث سے کہ زبان جنت والونکی عربی ہے اور دری
فارسی اور لفظ دری راء مہملہ کی تشدید سے ہے کذا فی القہستانی م محشی اس حدیث کی تخریج کے درپے نہین ہوے اور دری منسوب ہے درکیطرف بمعنی دروازہ کا
یہ زبان ان لوگون کی ہے جو بادشاہی دروازون پر رہتے ہین اور فارس نام ایک قلعہ کا ہے جسکی طرف ایک قوم منسوب ہے ان لوگون کی زبان عربی کے
بعد اشرف اور مشہور تر ہے کذا فی الطحطاوی عن ابی السعود وشرطا عجزہ اور صاحبین نے دوسری زبان مین شروع نماز کے صحیح ہونے کے لیے عاجز ہونا
نمازی کا عربی مین تکبیر کہنے سے شرط کیا ہے وعلی ہذا الخلاف الخطبۃ وجمیع اذکار الصلوۃ اور اسی خلاف پر ہین خطبہ اور سب ذکر نماز کے یعنی امام اعظم رح کے نزدیک
اور زبانون مین خطبہ اور ثنا اور دوسری دعائین درست ہین اور صاحبین کے نزدیک عربی سے عاجز ہونے کی صورت مین درست ہین طحطاوی نے
کہا کہ معتمد امام کا قول ہے واما ما ذکرہ بقولہ او امن او لبی او سمی عند ذبح او شہد عند حاکم او رد سلاما ولم ار لو شمت عاطسا او قرأ بہا عاجزا فجائز اجماعا
اور جو امور کہ نماز کے ذکر مین داخل نہین اور انکو مصنف نے اپنے قول مین ذکر کیا ہے یعنے خواہ ایمان لایا یا لبیک کہا یا سلام کیا یا ذبح کے
وقت خدا تعالے کا نام لیا یا کسی حاکم کے سامنے گواہی دی یا جواب سلام کا دیا یا قراءت پڑھی عربی سے عاجز ہو کر تو یہ سب باتین باتفاق امام اور
صاحبین کے غیر زبان مین جائز ہین شارح نے کہا کہ اگر چھینک کا جواب غیر زبان مین دیا تو اسکا حکم مین نے نہین دیکھا شامی نے
حلبی سے نقل کیا کہ سلام کے جواب اور چھینک کے جواب مین کچھ فرق نہین معلوم ہوتا قید القراءۃ بالعجز لان الاصح رجوعہ الی قولہما
وعلیہ الفتوی مصنف نے قراءت مین عربی سے عاجز ہونے کی قید لگائی اسلیے کہ صحیح تر ہے رجوع کرنا امام کا صاحبین کے قول کی طرف اور

اسی پر فتوی ہو قلت وجعل العینی الشروع کالقراءة لاسلف له فیه ولا سند یقویه بل جعله فی التاتارخانیة کالتلبیة تجوز اتفاقا فظاهره کالمتن رجوعهما
الیه لاهو الیهما فاحفظ فقد اشتبه علی الکثیر من القاصرین حتی الشرنبلالی فی کل کتبه قنیہ اور عینی نے شروع نماز کی تکبیر کو قراءت کے مانند کیا ہی یعنی
غیر زبان مین اُسکے صحیح ہونے کے لیے بھی قید عربی سے عاجز ہونے کی لگائی ہو نہ تو اس باب مین عینی کا کوئی سلف ہو جسنے پیشتر ایسا کہا ہو اور نہ کوئی
سند اُسکے دعوے کو قوت دیتی ہو بلکہ شروع کو تاتارخانیہ مین تلبیہ کے مانند ٹھہرایا ہو کہ غیر زبان مین باتفاق جائز ہو پس ظاہر تجویز تاتارخانیہ کا مثل
متن تنویر الابصار کے یہ ہو کہ صاحبین نے امام کے قول کیطرف رجوع کیا ہو نہ یہ کہ امام نے صاحبین کیطرف رجوع کیا ہو تو اُسکو یاد کر لے کہ بہت
سی کم توجہ کرنے والون پر یہ امر مشتبہ ہو گیا ہو یہانتک کہ شرنبلالی پر بھی اُسکی سب کتابون مین مشتبہ ہو گیا ہو سو خبردار ہو جا م صاحبین کے نزدیک نماز کے
سب ذکر اور تکبیر تحریمہ دوسری زبان مین اُسوقت درست ہوتے ہین کہ نمازی عربی سے عاجز ہو اور امام کے نزدیک سوا قراءت کے سب اذکار و تحریمہ
باوجود قدرت عربی کے غیر زبان مین جائز ہین تو فقط امام صاحب نے قراءت کے باب مین صاحبین کے قول کیطرف رجوع کیا ہو اسوجہ سے کہ قرآن ایک
خاص عربی منظوم کا نام ہو جو بنقل متواتر ہم تک پہونچا ہو تو فارسی وغیرہ مین وہ منقول خاص باقی نرہیگا باقی رہا شروع کا حال تو اُسمین امام صاحب کی دلیل
قوی ہو یعنے وہ یہ فرماتے ہین کہ شروع مین مطلوب ذکر اور تعظیم ہو یہ ہر زبان مین حاصل ہو سکتا ہو خصوصیت عربی کی نہین پس عینی نے جو شروع کو
قراءت کے مانند ٹھہرایا اِس سے معلوم ہوتا ہو کہ امام نے صاحبین کا قول شروع نماز مین اختیار کیا حالانکہ ایسا نہین کیونکہ تاتارخانیہ مین شروع نماز
کو تلبیہ کے موافق کہا ہو جو بالاتفاق دوسری زبان مین درست ہو اور اس متن مین بھی شروع نماز مین قید عاجزی کی نہین لگائی جیسے قراءت مین
لگائی ہو تو تاتارخانیہ کی ظاہر عبارت اور اس متن کی عدم تقیید اس بات کی دلیل ہین کہ صاحبین نے شروع نماز مین امام کا قول اختیار کیا ہو نہ یہ کہ امام
نے صاحبین کا قول لیا ہو جیسا عینی نے سمجھا کذا فی الشامی بتصرف لا یصح ان اذن بها علی الاصح وان علم انه اذان ذکره الحدادی واعتبر
الزیلعی التعارف نہین صحیح ہو اگر اذان دی غیر عربی مین صحیح تر قول کے بموجب اگرچہ لوگ یہ جانین کہ وہ اذان ہو ذکر کیا ہو اُسکو حدادی نے اور
زیلعی نے تعارف کا اعتبار کیا ہو یعنے اذان فارسی مین ہو اور لوگ جان جاوین کہ اذان ہوتی ہو تو درست ہوگی ورنہ جائز نہوگی کیونکہ اذان سے
مقصود خبر کرنا نماز کا ہو وہ حاصل نہین ہوا فروع مسائل ملحقہ شارح کے قرء بالفارسیة او التوریة او الانجیل ان قصة تفسد وان ذکرا لا قراءت پڑھے
فارسی مین یا قرآن کی جگہ توریت یا انجیل پڑھے اگر کوئی قصہ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر ذکر پڑھا تو فاسد نہوگی م ہدایہ مین کہا کہ فارسی
مین قراءت سے نماز فاسد نہین بلا اختلاف بشرطیکہ جسقدر قراءت سے نماز درست ہو جاے اُسقدر عربی مین پڑھلی ہو اور قاضیخان نے کہا کہ صاحبین
کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہو فتح القدیر مین ان دونون قول مین یون توفیق کی کہ اگر فارسی مین قصون کی جگہ یا امر و نہی کی جگہ سے پڑھیگا تو فاسد
ہو جائیگی اور اگر ذکر اور تنزیہ کے مقام کو پڑھیگا اور اسی پر اکتفا کریگا تب بھی فاسد ہوگی کہ نماز قراءت سے خالی رہجائیگی اور کسی قدر قرآن
اُسکے ساتھ ملالیگا تو فاسد نہوگی کذا فی الشامی والحق به فی البحر الشاذ اور بحر الرائق مین فارسی مین قراءت پڑھنے کے ساتھ قرآن کی روایت شاذ
کو ملحق کیا ہو یعنے روایت شاذ کا حکم بھی اسی تفصیل سے ہو جیسا فارسی قراءت مین مذکور ہوا لکن فی النهر الاوجه انه لا یفسد ولا یجزی کالتهجی لیکن نہر الفائق
مین ہو کہ موجہ تر یہ ہو کہ روایت شاذ نماز کو فاسد نہین کرتی اور نہ قراءت واجب سے کافی ہوتی ہو جیسا ہجے کرکے پڑھنا قرآن کا مثلاً یون کہنا
اَلْ حَ مْ دُ لِ لّٰ ل اہ کہ وہ بھی مفسد نہین اور نہ مقدار واجب کو کافی ہو م قرآن مجید کی روایات مشہور سات ہین اور ائمہ قراءت و نحو
مین تو متواتر روایتین دس تک ہو سکتی ہین پس جو روایت کہ ان دسون روایتون سے خالی ہوگی وہ شاذ ہو نہر الفائق مین کہا کہ وجہ اُسکے مفسد
نہونے کی یہ ہو کہ روایت شاذ کے قرآن ہونے مین شک ہو تو شک سے نماز فاسد نہین بخلاف فارسی کے کہ وہ ہرگز قرآن نہین کیونکہ عرف مین قرآن عربی

زبان ہی کو کہتے ہین ویجوز کتابۃ آیۃ او آیتین بالفارسیۃ لا اکثر اور درست ہو لکھنا ایک آیت یا دو آیتون کا فارسی مین نہ زیادہ کا طحطاوی نے حلبی سے
نقل کیا کہ اسکی وجہ یہ ہو کہ ایک یا دو آیت قلیل ہو اور قلیل معاف ہو نہ کثیر تو بدون ضرورت کے کثیر معاف نہوگا اور ضرورت کی صورت مین زیادہ کے
لکھنے مین بھی کچھ مضائقہ نہین ویکرہ کتب تفسیرہ تحتہ بہا اور مکروہ ہو لکھنا قرآن کی تفسیر کا قرآن کے نیچے فارسی مین طحطاوی نے کہا کہ اسکی وجہ یہ ہو کہ شریعت
مین حکم ہو قرآن کے خالی رکھنے کا غیر قرآن سے اور فتح القدیر مین کافی سے منقول ہو کہ لکھنا قرآن کا اور تفسیر ہر حرف کی اور ترجمہ اسکے نیچے لکھنا جائز ہو اس سے
معلوم ہوا کہ کراہت سے تنزیہی کراہت مراد ہو اور فارسی کی کچھ قید نہین ہر زبان کا یہی حکم ہو تو مترجم کے نزدیک بہتر طریق یہ ہو کہ قرآن مجید متن مین اور ترجمہ
حاشیہ پر لکھے تا کہ اس کراہت سے بچے ولو شرع بمشوب حاجتہ کتعوذ و بسملۃ و حوقلۃ و اللہم اغفرلی او ذکرہا عند الذبح لم یجز اور اگر نماز کو شروع کیا ان
لفظون سے جو مخلوط ہین نمازی کی حاجت کے ساتھ تو شروع درست نہوگا جیسے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا کہ یہ قائم مقام دعا کے ہو گویا کہ یہ کہا کہ الٰہی مجکو پناہ
دے شیطان سے اور جیسے بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کرنا کہ یہ بھی برکت کے واسطے ہو تو گویا یون کہا کہ الٰہی تو میرے واسطے برکت کر اور جیسے لاحول و لا قوۃ
الا باللہ سے شروع کرنا کہ واقع مین یہ بھی دعا ہو تو گویا یون کہیگا کہ الٰہی مجکو اپنی معصیت سے پھیر دے اور اپنی طاعت پر قوت دے کہ سوا تیرے اور کسیکو
یہ طاقت نہین اور جیسے اللہم اغفرلی کہنا کہ صریح دعا ہو مغفرت کی پس ان سب سے نماز کا شروع جائز نہین یا ذکر کیا اللہم اغفرلی کو ذبح کے وقت تو ذبح درست
نہوگا بخلاف اللہم فقط فانہ یجوز فیہما فی الاصح کیا اللہ بخلاف صرف لفظ اللہم کے کہ شروع اور ذبح دونون مین جائز ہو صحیح تر قول مین مثل
یا اللہ کے کہ وہ بھی شروع اور ذبح مین درست ہو باتفاق شامی اور طحطاوی نے کہا کہ اصح کی قید سے ان لوگون کا قول نکل گیا جو عدم صحت شروع اور
ذبح کے قائل ہین چنانچہ جوہرہ مین اس قول کی تصحیح کی ہو اور اللہم بمعنی یا اللہ ہو و وضع الرجل یمینہ علی یسارہ تحت سرتہ آخذا رسغہا بخنصرہ
و ابہامہ ہو المختار اور رکھے مرد یعنے بعد تحریمہ کے اپنا داہنا ہاتھ بائین پر نیچے اپنی ناف کے پکڑنے والا بائین ہاتھ کی کلائی کو داہنی چھنگلی اور انگوٹھے
سے یہی مختار ہو یعنے چھنگلی اور انگوٹھے کا حلقہ کر کے بائین ہاتھ کی کلائی کو پکڑ لے اور باقی تین انگلیان اسپر پھیلا دے اور بعضون نے کہا کہ خنصر اور
بنصر اور ابہام سے حلقہ کرے دو کو پہونچے پر رکھے مگر مختار اول طور ہو اور وجہ مختار ہونے کی یہ ہو کہ بعض احادیث مین ہاتھ رکھنا دوسرے ہاتھ پر وارد
ہو اور بعض مین پکڑنا تو اسطرح رکھنے مین دونون باتین حاصل ہین کذا فی الشامی بتصرف و تضع المرأۃ و الخنثی الکف علی الکف تحت ثدیہا اور
رکھے عورت اور خنثی مشکل داہنی ہتھیلی کو بائین ہتھیلی پر اپنی دونون پستان کے نیچے شامی نے کہا کہ منیہ کے بعض نسخون مین تحت ہو اور بعضون مین علی
یعنی پستان کے اوپر رکھے مگر بہتر تھا کہ یون کہتا کہ سینہ پر رکھے کہ اکثر فقہا نے سینہ پر رکھنا لکھا ہو نہ پستان پر م خنثی اسکو کہتے ہین جسمین مرد اور عورت
دونون کی علامت ہو پس اگر مرد کی علامت کو قوت ہوگی تو اسکو حکم مردون کا ہوگا اور اگر عورت کی علامت کو غلبہ ہوگا تو اسکا حکم عورتون کا سا ہو اور
اگر کسی علامت کو غلبہ اور قوت نہو تو وہ خنثی مشکل ہو کما فرغ من التکبیر بلا ارسال فی الاصح ہاتھ رکھے بمجرد فارغ ہونے کے اللہ اکبر کہنے سے بدون ہاتھ
لٹکانے کے صحیح تر قول مین شامی نے کہا کہ ظاہر الروایت یہی ہو اور اسکا مقابل نوادر مین امام محمد سے مروی ہو کہ ثنا پڑھنے کے وقت دونون ہاتھون
کو لٹکا رکھے جب سبحانک اللہم الخ سے فارغ ہو جائے تو ہاتھ باندھ لے م کاف کما فرغ کا مبادرت کا کاف کہلاتا ہو و ہو سنۃ قیام اور ہاتھونکا باندھنا سنت
ہو قیام کی یعنی شیخین کے نزدیک اور امام محمد کے نزدیک قرأت کی سنت ہو اسلیئے ثنا مین انکے نزدیک ہاتھون کا لٹکانا اور انکو نہ باندھنا اسوقت تک درست
ہو کہ قرأت شروع کرے ظاہرہ ان القاعد لا یضع ولم ارہ اور ہاتھون کے باندھنے کو سنت قیام ٹھہرانے سے ایسا ظاہر ہوتا ہو کہ بیٹھنے والا اپنے ہاتھ
باندھے اور مین نے اسکو مصرح نہین دیکھا ثم رایت فی مجمع الانہر المراد من القیام ما ہو الاعم لان القاعد یفعل کذلک پھر مین نے مجمع الانہر مین دیکھا
کہ مراد قیام سے وہ ہو جو عام ہو حقیقی اور حکمی سے اسلیئے کہ بیٹھنے والا بھی ایسا ہی کرتا ہو یعنے ہاتھ وہ بھی باندھتا ہو تو معلوم ہوا کہ قیام خواہ حقیقی ہو یا

حکمی ہاتھونکا باندھنا سکی سنت ہو حکمی قیام جیسے نفل مین بیٹھنا اور فرضون مین عذر کی جہت سے بیٹھنا کیونکہ نشست قائم مقام قیام کے ہو لہ قرار فیہ ذکر مسنون فیضع حالۃ الثناء وفی القنوت وتکبیرات الجنازۃ ہاتھون کا باندھنا اُس قیام کی سنت ہو جسمین طول ہوا ور اسمین کوئی ذکر شروع ہو یعنی جسکے پڑھنے کا حکم ہو خواہ وہ ذکر فرض ہو یا واجب یا سنت اس سے یہ نکلا کہ ہاتھ باندھے ثنا پڑھنے کے وقت اور قنوت کے اندر اور جنازہ کی تکبیرون مین کیونکہ ان قیامون مین ذکر مشروع پایا جاتا ہو ہم اسیطرح خطبہ پڑھنے کے وقت ہاتھ باندھنے چاہئین کہ وہ بھی ذکر مشروع سے خالی نہین لا لیس فی قیام تخلل بین رکوع وسجود لعدم القرار ولا بین تکبیرات العیدین لعدم الذکر مالم یطل القیام فیضع سراج نہین مسنون ہو ہاتھ باندھنا رکوع اور سجدہ کے درمیانکے قیام مین بسبب ثابت نہ ہونے قیام سکے یعنی اگرچہ قومہ مین ذکر مسنون موجود ہو کہ سمع اللہ لمن حمدہ یا ربنا ولک الحمد کہنا پڑتا ہو مگر چونکہ اس قیام مین طول نہین تو ہاتھ باندھنا مسنون نہین اور نہین مسنون عیدین کی تکبیرون مین ہاتھونکا باندھنا بسبب نہونے ذکر کے جبتک کہ قیام کو طول نہ دے اور اگر طول دے تو ہاتھ باندھ لے کذا فی السراج طحطاوی نے کہا تو ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہو کہ صلوٰۃ التسبیح کے قومہ مین ہاتھونکا باندھنا مسنون ہوا سوجہ سے کہ اسمین طول اور ذکر مسنون دونون ہین ویقرا کما کبر سبحانک اللہم تارکا وجل ثناءک الا فی الجنازۃ مقتصرا علیہ فلا یضم وجہت وجہی الا فی النافلۃ ولا تفسد بقولہ وانا اول المسلمین فی الاصح اور پڑھے بعد تکبیر کہنے کے (سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا الہ غیرک) کلمہ وجل ثناءک چھوڑ کر یعنے بعد تعالی جدک کے وجل ثناءک نکہے سوائے نماز جنازہ کے کہ اسمین اس لفظ کا زیادہ کرنا مسنون ہو در حالیکہ اکتفا کرنیوالا ہو اسی ثنا پر یعنے اسمین وجہت وجہی الخ نہ ملاوے بجز نماز نفل کے کہ اسمین اسکا ملانا ثنا رکے ساتھ جائز ہو اور نہ نماز فاسد نہین ہوتی صحیح تر قول مین نمازی کے اس کہنے سے وانا اول المسلمین یعنے مین پہلا ہون سب مسلمانون کا م منیہ مین کہا کہ اگر جل ثناءک بھی کہیگا تو نماز مین کچھ حرج نہوگا اور وجہت وجہی پوری اسطرح ہو (وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین) اسکو نفل نماز مین ثنا کے ساتھ ملا لے اور متاخرین نے اسکو اختیار کیا ہو کہ تحریمہ سے پیشتر اسکو کہہ لے اور اصح قول کا مقابل وہ ضعیف قول ہو کہ نماز فاسد ہوجاتی ہو اسلیے کہ انا اول المسلمین اُسکی طرف سے جھوٹ ہوتا ہو بحر الرائق مین کہا کہ احادیث صحیحہ مین اسکا پڑھا جانا ثابت ہو تو مفسد نماز نہین ہوسکتا علاوہ اسکے جھوٹ اُسوقت ہو کہ نمازی اپنے حال کی خبر دیتا ہوا سکی غرض تو صرف قصد تلاوت ہو تو جھوٹ کیسے ہوگا کذا فی الشامی ملتقطا الا اذا شرع الامام فی القراءۃ سواء کان مسبوقا او مدرکا وسواء کان امامہ یجہر بالقراءۃ اولا فانہ لا یاتی بہ لما فی النہر عن الصغری ادرک الامام فی القیام یثنی مالم یبدء بالقراءۃ تکبیر تحریمہ کہتے ہی ثنا پڑھے مگر جب امام قرارت پڑھنے لگا ہو تو اُسوقت مقتدی ثنا نہ پڑھے خواہ مقتدی کچھ نماز ہوجانے کے بعد ملا ہو یا شروع سے امام کا شریک ہوا ور برابر ہو کہ اُسکا امام قرارت پکار کر پڑھتا ہو یا نہین اسلیے کہ نہر الفائق مین صغری سے منقول ہو کہ امام کو مقتدی نے قیام مین پایا تو ثنا پڑھے جبتک کہ امام نے قرارت شروع نکی طحطاوی نے حلبی سے نقل کیا کہ عبارت متن سے معلوم ہوتا تھا کہ جب امام آہستہ پڑھنے کی صورت مین قرارت شروع کر دے تب بھی ثنا کا پڑھنا جائز ہو اسلیے شارح نے متن کی عبارت کو قول صحیح کیطرف پھیر دیا وقیل فی المخافتۃ یثنی اور بعضون نے کہا کہ امام کے آہستہ پڑھنے کی صورت مین ثنا پڑھ لے م حلبی نے اس قول کے ضعیف کی وجہ یہ بیان کی ہو کہ جب مقتدی سے امام کے پیچھے قرارت ساقط ہو گئی جو فرض تھی تو ثنا جو نفل ہو بطریق اولی ساقط ہونی چاہیے ولو ادرکہ راکعا او ساجدا ان اکبر رایہ انہ یدرکہ اتی بہ اور اگر امام کو رکوع یا سجدہ کرتے پایا تو اگر مقتدی کا گمان غالب ہو کہ ثنا پڑھ کر امام سے ملجائیگا تو ثنا پڑھ لے طحطاوی نے شرنبلالی سے نقل کیا کہ اگر امام کو رکوع مین پایا تو تحریمہ کہکے رکوع کرے اور ثنا کو ترک کرے اور اگر سجدہ مین پاوے تو بعد تحریمہ کے ثنا پڑھے اور سجدہ مین شریک ہو اور یہی حال قعدہ کا ہو وکما استفتح تعوذ بلفظ اعوذ علی المذہب اور جب کہ دعا شروع یعنے ثنا کی پڑھ چکے شیطان سے پناہ مانگے اعوذ کی لفظ سے بنا بر مذہب قوی کے یعنی اعوذ پڑھے بدون اس بات کے کہ ثنا مین اور اسمین تاخیر کرے یا کوئی اور چیز پڑھے اور اعوذ باللہ کہے استعیذ باللہ نہ کہے اگرچہ ہدایہ مین استعیذ لکھا ہو سرا قید للاستفتاح ایضا فہو کالتنازع اعوذ پڑھے آہستہ شارح نے کہا کہ سرا ثنا پڑھنے کی بھی قید ہو یعنے دونون کو آہستہ پڑھے

۱؎ یعنی پاکی بیان کرتا ہون تیری اے اللہ اور تعریف کرتا ہون تیری اور برکت والا ہے نام تیرا اور بڑی ہے بزرگی تیری اور کوئی معبود سوا تیرے نہین ہے ۱۲

۲؎ مین نے پھیرا اپنا منہ اُسکی طرف جس نے پیدا کیا آسمانون اور زمین کو ایک طرف کا ہو کر اور نہین ہون مین شرک کرنے والون سے بیشک میری نماز اور میری عبادت اور جینا اور مرنا اللہ کے لیے ہے جو پروردگار عالمون کا کوئی اسکا ساجھی نہین اور اسی کا مجھکو حکم ہوا اور مین اول ہون مسلمانون کا ۱۲

تو یہ لفظ مثل تنازع کے ہوا یعنی جیسے دو فعل ایک اسم مین تنازع کرتے ہین فاعل اور مفعول ہونے مین ویسے لفظ سر اور دو فعلون تعوذ اور قراءۃ کے بعد
دونون کی قید واقع ہوا ہی تو تنازع کے مشابہ ہوا اور خود تنازع اسلیے نکہا کہ تنازع مفعول لہ اور تمیز اور حال مین ہوتا اور سر یہان حال ہی یا مفعول
مطلق فعل محذوف کا القراءۃ فلو تذکرہ بعد الفاتحۃ ترکہ ولو قبل اکمالہا تعوذ وینبغی ان یستانفہا ذکرہ الحلبی اعوذ پڑہے قرات کے لیے اس سے یہ نکلا کہ اگر بعد الحمد کے اعوذ کا نہ پڑھنا
یاد پڑا تو اسکو ترک کرے اور اگر الحمد کے پورا کرنے کے پیشتر یاد ہوا تو اعوذ پڑھ لے اور چاہیے یون کہ الحمد کو از سر نو پڑھے ذکر کیا ہی اسکو حلبی نے م شامی نے
کہا کہ اصل مسئلہ خلاصہ مین مذکور ہی حلبی نے اسکو بے موقع سمجھ لیا اسلیے ایسا لکھا یہ کیسے ہو سکتا ہی کہ قرارت کو جو فرض ہی چھوڑ کر اعوذ پڑھے جو سنت ہی پس تحقیق اس
باب مین وہ ہی جو فقیہ ابو جعفر نے نوادر مین بیان کی ہی کہ اگر تکبیر کے بعد قرارت شروع کر دے اور ثنا اور تعوذ کو بھول گیا تو انکو ترک کرے اسلیے کہ انکے پڑھنے کا موقع
جاتا رہا ولا یتعوذ التلمیذ اذا قرا علی استاذہ ذخیرہ ای لا یسن فلیحفظ اور اعوذ نہ پڑھے شاگرد جب اپنے استادو کے پاس سبق پڑھے کذا فی الذخیرہ یعنے اعوذ پڑھنا اسکو
مسنون نہین تو اسکو یاد رکھنا چاہیے یعنی چونکہ اعوذ پڑھنا قرارت قرآن کے لیے مسنون ہی اسلیے اور عبارت کے پہلے پڑھنا مسنون نہو گا فیاتی بہ المسبوق عند
قیامہ لقضاء ما فاتہ لقراءتہ لا المقتدی لعدمہا پس اعوذ پڑھے مسبوق جسوقت کھڑا ہو اپنی باقی نماز پورا کرنے کو اعوذ پڑھے اسلیے کہ اسکو باقی نماز مین قرارت
پڑھنی ہو گی نہ اعوذ پڑھے مقتدی بسبب نہ پڑھنے قرارت کے ویوخر الامام التعوذ عن تکبیرات العید لقراءتہ بعدہا اور امام اعوذ کو عید کی تکبیرون سے پیچھے
پڑھے بوجہ قرارت پڑھنے کے بعد تکبیرون کے م طرفین کے نزدیک اعوذ قرارت کا تابع ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک ثنا کا تابع تو انکے نزدیک ثنا کے بعد پڑھنا
چاہیے اس صورت مین تکبیرون سے پہلے اعوذ پڑھنا ہو گا اور خلاصہ مین اسکو اصح کہا ہی مگر قاضی خان اور ہدایہ و کافی وغیرہا کا مختار طرفین کا قول ہی اور شرح
منیہ مین کہا کہ اسکو ہم لیتے ہین کذا فی الشامی وکما تعوذ سمی غیر المؤتم بلفظ البسملۃ لا مطلق الذکر کما فی ذبیحۃ و وضوء سرا فی اول کل رکعۃ ولو جہریۃ اور بطور اعوذ پڑھنے کے
غیر مقتدی یعنے امام اور تنہا پڑھنے والا اللہ کا نام لے بلفظ بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ مطلق ذکر جیسے ذبیحہ اور وضو مین مطلق ذکر کافی ہی خصوصیت بسم اللہ کی نہین
بسم اللہ کہے ہر رکعت کے شروع مین آہستہ سے اگرچہ رکعت جہری ہو م غیر مقتدی کی قید اسلیے لگائی کہ مقتدی قرارت نہین پڑھتا اور ہر رکعت کے شروع
مین اسلیے بسم اللہ پڑھے کہ ہر رکعت نماز مستقل کی جگہ ہی اور جہری کی قید منیہ کے قول کے رد کرنے کے لیے ہی کہ بسم اللہ سری نماز مین پڑھے نہ جہری مین حالانکہ یہ
قول غلط ہی کذا فی الطحطاوی لا تسن بین الفاتحۃ والسورۃ مطلقا ولو سریۃ ولا تکرہ اتفاقا نہین مسنون ہی بسم اللہ کہنا الحمد اور سورہ کے درمیان مین مطلق خواہ
پہلی رکعت ہو یا اور کوئی اگرچہ نماز سری ہو اور نہین مکروہ ہی بسم اللہ کہنا سورہ پر بالاتفاق م شامی نے کہا کہ وجہ نہ مکروہ ہونیکی یہ ہی کہ بعض کے نزدیک بسم اللہ
ہر سورہ کی آیت ہی تو بسم اللہ کہہ لینے سے شبہہ اختلاف جاتا رہیگا بلکہ ذخیرہ اور مجتبی مین تصریح کی کہ سورہ سے پیشتر اسکا کہہ لینا اچھا ہی وما صححہ الزاہدی من وجوبہا
ضعفہ فی البحر اور زاہدی نے جو بسم اللہ کے واجب ہونے کی یعنے الحمد کے شروع مین تصحیح کی ہی اسکو بحر الرائق مین ضعیف کہا ہی اسوجہ سے کہ مخالف ظاہر مذہب
کے ہی جو متون اور شروح اور فتاوی مین مذکور ہی اور نہر الفائق مین کہا کہ حق یہ ہی کہ دونون قول مرجح ہین وہی آیۃ واحدۃ من القرآن کلہ انزلت للفصل
بین السور اور بسم اللہ ایک آیت ہی تمام قرآن مین سے اتری ہی سورتون مین جدائی کرنے کو شامی نے کہا کہ تو الحمد کے شروع مین تبرک کے لیے مذکور ہی فما فی النمل
بعض آیۃ اجماعا تو جو سورہ نمل مین بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی وہ آیت کا ٹکڑا ہی بالاتفاق یعنے شروع آیت انہ من سلیمان سے ہی اور انتہا واتونی مسلمین پر ولیست من
الفاتحۃ ولا من کل سورۃ فی الاصح اور بسم اللہ الحمد کا جز نہین اور نہ ہر سورۃ کا صحیح تر قول مین م شارح کو مناسب تھا کہ من الفاتحۃ کے بعد فی الاصح کو ذکر کرتا تا
کہ حلوانی کے قول کا رد ہوتا کہ انسے لکھا ہی کہ اکثر مشائخ کے نزدیک بسم اللہ فاتحہ کا جز ہی اور ہر سورہ کا جز سوا سورہ توبہ کے تو امام شافعی فرماتے ہین تو انکے
خلاف دفع کرنیکو فی الاصح کہنا فقہا کا دستور نہین فتحرم علی الجنب ولم تجز الصلوۃ بہا احتیاطا کا پس بسم اللہ پڑھنا حرام ہی جنب کو اور اسیطرح حائض اور نفسا کو اور نہین
جائز ہی صرف بسم اللہ سے نماز احتیاط کی راہ سے م شامی نے کہا کہ احتیاطا دونون مسئلونکی علت ہی یعنے چونکہ بسم اللہ بوجہ متواتر لکھے جانے کے قرآن ہی اسکا جز معلوم ہوتی ہی

اسلیے احتیاطاً اسکا پڑھنا جنب کو حرام ہوا اور اسوجہ سے کہ امام مالک اُسکو قرآن نہین کہتے تو قرآن ہونا اُسکا مشکوک ٹھہرا اسلیے احتیاط آمین ہوئی کہ
اس سے نماز جائز نہو کیونکہ فرضیت قراءت یقینی ہو وہ مشکوک چیز کے پڑھنے سے ادا نہوگی **ولم یکفر جاحدہا بشبہۃ** اختلاف مالک فیہا اور بسم اللہ کا منکر
کافر نہین اسوجہ سے کہ آمین امام مالک کے اختلاف کا شبہہ ہو یعنی اس شبہہ سے قطعی قرآن نرہا کہ اُسکا منکر کافر ہوتا **وکما سمی قرأ المصلی لو اماما او منفردا**
الفاتحۃ اور بسم اللہ پڑھتے ہی نمازی اگر امام یا اکیلا ہو تو فاتحہ پڑھے یعنی مقتدی ہو تو نہ پڑھے **وقرأ بعدہا وجوبا سورۃ او ثلث آیات ولو کانت الآیۃ او**
الآیتان تعدل ثلث آیات قصار انتفت کراہۃ التحریم ذکرہ الحلبی ولا تنتفی التنزیہیۃ الا بالمسنون اور پڑھے بعد الحمد کے واجب ہونے کی راہ سے کوئی سورۃ
قرآن کی یا تین آیتین اور اگر ایک آیت یا دو آیتین برابر ہون تین چھوٹی آیتون کے تو کراہت تحریمی زائل ہو جائیگی ذکر کیا ہو اُسکو حلبی نے اور کراہت
تنزیہی دور نہوگی مگر مسنون قراءت سے ہم سورۃ کہنے سے اشارہ ہوا کہ الحمد کے بعد فرضون مین افضل ایک ہی سورہ کا پڑھنا ہو اور اگر دو یا زیادہ پڑھیگا
تب بھی کراہت نہین اور قراءت مسنون یہ ہو کہ فجر اور ظہر مین طوالِ مفصل پڑھے اور عصر اور عشا مین اوساط مفصل اور مغرب مین قصار مفصل کذا فی الشامی
وامن بمد وقصر وامالۃ اور آمین کہے الف کی مد کے ساتھ اور قصر کے ساتھ اور امالہ کے ساتھ ہم آمین مد کے ساتھ بروزن یاسین ہو اور قصر کے ساتھ امین
بروزن قرین ہو اور امالہ کے ساتھ ایمین بروزن بے کین ہو ان تینون طرح سے کہنا جائز ہو **ولا تفسد بمد مع تشدید او حذف یاء بل بقصر مع احدہما او بمد معہما**
وہذا مما تفردت بتحریرہ اور نماز فاسد نہین ہوتی مد الف سے تشدید میم کے ساتھ یا حذف ی کے ساتھ بلکہ فاسد ہوتی ہو قصر سے تشدید یا حذف کے ساتھ اور
مد سے دونون کے ساتھ اور یہ وہ تنقیح ہو کہ آمین مین ہی تنہا ہون اور کسی نے نہین بیان کی ہم حاصل یہ ہو کہ آمین کی آٹھ صورتین شارح نے بیان کین پانچ سے
نماز فاسد نہین ہوتی اور تین سے فاسد ہو جاتی ہو جنسے نہین ہوتی اُنمین سے تین تو اوپر بیان کر دین مع اُنکے وزن کے چوتھی صورت الف کو مد کے
ساتھ اور میم کو مشدد پڑھنا یعنی آمّین بروزن ضالین پانچوین صورت الف کو ممدود پڑھنا اور ی کو دور کر دینا جیسے آمن بروزن ضامن تو ان پانچون
صورتون مین نماز فاسد نہوگی اسلیے کہ قرآن مین یہ الفاظ یعنے امین اور آمین اور آمن موجود ہین اور امالہ بھی جائز ہو اور تین صورتین نماز کی مفسد ہین
اول الف مقصور پڑھنا مع تشدید میم یعنی امّین دوسرے الف کو مقصور پڑھنا مع حذف ی یعنے امن تیسرے الف کو مد پڑھنا تشدید اور حذف
دونون کے ساتھ یعنے آمّن یہ الفاظ قرآن مین نہین ہین اسلیے مفسد ہین حلبی نے کہا کہ ایک صورت مفسد نماز اور رہگئی یعنے الف کو مقصور پڑھنا مع تشدید
اور حذف دونون کے یعنے امّن تو اگر شارح یون کہتا (او بمد او بقصر معہما) تو سب آجاتے **الامام سرا کمأموم ومنفرد ولو فی الجہریۃ اذا سمعہ ولو من مثلہ فی**
نحو جمعۃ وعید آمین کہے امام آہستہ مثل مقتدی اور تنہا پڑھنے والے کے اگرچہ مقتدی نماز سری مین ہو بشرطیکہ مقتدی امام کی آمین سنے گو خود جیسے مقتدی
سے یا بواسطہ سنے مثل جمعہ اور عیدین مین یعنے انبوہ کثیر کی جماعت مین امام کی آمین بلا واسطہ نہ سنے بلکہ دوسرے مقتدی سے سُنے ہم امام مالک کے نزدیک
آمین صرف مقتدی کہے نہ امام اور امام شافعی کے نزدیک امام و مقتدی دونون پکار کر کہین اسلیے مصنف نے کہا کہ سب آمین آہستہ کہین اور بعضون نے کہا
مقتدی نماز سری مین آمین نہ کہے اگرچہ امام کی آمین سُنے کذا فی الشامی واما حدیث اذا امن الامام فامنوا فمن التعلیق بمعلوم الوجود فلا یتوقف علی سماعہ منہ بل
یحصل بتمام الفاتحۃ بدلیل اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین اور یہ جو صحیحین کی حدیث مین آیا ہو کہ جب امام آمین کہے تو آمین کہو کہ جسکا آمین کہنا
فرشتون کے آمین کہنے سے موافق پڑیگا اُسکے پیشتر کے گناہ بخشے جاوینگے تو آمین مقتدیون کا آمین کہنا شرط معلوم الوجود پر معلق ہو اسلیے امام سے سننے پر
موقوف نہ رہیگا بلکہ فاتحہ کے تمام ہونے پر حاصل ہوگا دوسری حدیث کی دلیل سے کہ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو کہ فرشتے آمین کہتے ہین سو جسکی آمین
موافق ہوگی فرشتون کی آمین کے اُسکے پیشتر کے گناہ بخشے جاوینگے اس حدیث کو عبد الرزاق اور نسائی اور ابن حبان نے روایت کیا ہو ہم یعنے صحیحین کی حدیث
سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہو کہ مقتدی امام سے سنکر آمین کہین اور شارح کے بیان سے پایا جاتا ہو کہ دوسرے مقتدی سے سنکر آمین کہین حالانکہ یہ حدیث کے

۱؎ اِنکا بیان آگے آویگا
۲؎ الف کے پہلے زیر دینا جیسا کہ الف بے ثمانی میں کسرہ طرف مائل ہو جاوے امالہ کہلاتا ہو یعنے الف کو یاے مجہول کر دینا اور اُسکے پہلے کے فتحہ کو کسرہ سے بدل لینا ۱۲

مخالف ہے تو شارح اسکا جواب دیتا ہے کہ حدیث میں آمین کہنے کو ایک شرط معلوم الوجود پر مشروط کیا ہے یعنے جگہ آمین کہنے کی مقرر کردی ہے بدلیل دوسری حدیث کے
کہ جب امام ولا الضالین کہے تو آمین کہو اس سے یہ غرض ہے کہ جب الحمد کا تمام ہونا معلوم کرو تو آمین کہو پس آمین کہنا امام سے سننے پر موقوف نہیں بلکہ الحمد کی تمامی
معلوم کرنے پر ہے خواہ امام سے سنکر تمامی کا علم ہو یا مقتدی سے سنکر کذا فی الطحطاوی ملتقطا **ثم کما فرغ یکبر مع الانحطاط للرکوع** پھر قرات سے فارغ ہوتے ہی رکوع
کے لیے اللہ اکبر کہے جھکنے کے ساتھ ہی یعنی مسنون یہ ہے کہ جھکنا اور اللہ اکبر کہنا ایک ساتھ شروع ہوں **ولا یکرہ وصل القراءۃ بتکبیرۃ** اور مکروہ نہیں قرات کا ملا دینا
رکوع کے اللہ اکبر میں یعنی آخر حرف قراءت کر لام اللہ اکبر میں ملانا مکروہ نہیں مثلاً سورہ نشرح کا خاتمہ فارغب پر ہے تو اگر اسکی ب کو اللہ اکبر میں زیر سے ملا کر پڑھیگا تو
مکروہ نہوگا شامی نے تاتارخانیہ سے اس باب میں یہ تفصیل ذکر کی ہے کہ اگر آخر سورہ میں ثنا ہو مثلاً کبرہ تکبیرا تو ایسی صورتمیں ملانا بہتر ہے ورنہ جدا کرنا بہتر ہے جیسے
سورہ کوثر کا اخیر کہ اسکو ملانا بہتر نہیں **ولو بقی حرف او کلمۃ فاتمہ حالۃ الانحطاط لا باس بہ عند البعض منیۃ المصلی** اور اگر قرات میں سے کوئی حرف یا کلمہ باقی رہا اور
اسکو جھکنے کی حالت میں پورا کیا تو بعض کے نزدیک کچھ مضائقہ نہیں کذا فی منیۃ المصلی شامی نے کہا کہ یہ قول ضعیف ہے معتمد وہی ہے کہ سب قرات کو پوری کرکے رکوع
کرے **ویضع یدیہ معتمدا بہما علی رکبتیہ ویفرج اصابعہ للتمکن** اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں زانو پر سہارا دیکر رکھے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو پھیلا دے
تمکن کے لیے یعنی تاکہ گھٹنوں کو اچھی طرح پکڑ سکے طحطاوی نے کہا کہ ہاتھوں کا رکھنا اور انسے گھٹنوں کا پکڑنا اور انگلیوں کا کشادہ رکھنا سنت ہے **ویسن ان یلصق
کعبیہ وینصب ساقیہ ویبسط ظہرہ ویسوی ظہرہ بعجزہ غیر رافع ولا منکس راسہ** اور مسنون ہے رکوع میں اپنے دونوں ٹخنوں کا ملانا اور دونوں پنڈلیوں کا سیدھا
کھڑا رکھنا اور اپنی پشت کا پھیلانا اور پشت کو سرین کے برابر رکھنا بدون سر کے ابھارنے یا نیچے ڈالنے کے یعنی سر بھی کمر کے برابر رہے نہ اونچا ہو نہ نیچا شامی نے کہا
کہ پنڈلیوں کو کمان کیطرح کرنا جیسے اکثر عوام کرتے ہیں مکروہ ہے اور شارح کو مناسب تھا کہ لفظ یلصق کو یضع کے پیشتر لاتا تاکہ وضع اور زانو کے پکڑنے وغیرہ مسنون
کو شامل ہوتا اور یہ سب سنتیں مردوں کے حق میں ہیں اور عورتیں رکوع میں تھوڑا جھکیں اور انگلیاں نہ پھیلادیں بلکہ ملی رکھیں اور ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لیں یعنی
پکڑنا انکو مسنون نہیں اور اپنے گھٹنوں کو جھکا لیں اور بازوؤں کو علیحدہ نکریں **ویسبح فیہ واقلہ ثلثا فلو ترکہ او نقصہ کرہ تنزیہا** اور رکوع میں تسبیح کہے اور کمتر
تسبیح تین بار ہے پس اگر تسبیح کو ترک کریگا یا کم کریگا تو مکروہ تنزیہی ہوگا امام احمد کے نزدیک ایکبار تسبیح واجب ہے اور حلبی بھی وجوب کیطرف مائل ہے تو تسبیح
ضرور کہنی چاہیے تاکہ اختلاف سے بچا رہے **وکرہ تحریما اطالۃ رکوع او قراءۃ لادراک الجائی ای ان عرفہ والا فلا باس بہ** اور مکروہ تحریمی ہے رکوع یا قرات کا
دراز کرنا اس غرض سے کہ آنیوالا نماز میں ملجاے یعنے اگر امام اسکو پہچان کر طول دے تو مکروہ ہوگا ورنہ کچھ مضائقہ نہیں شامی نے کہا کہ اس صورتمیں طول بقدر
ہو کہ دوسرے مقتدیوں پر بار نہو اور لفظ لا باس سے معلوم ہوا کہ طول نہ دینا افضل ہے **ولو اراد التقرب الی اللہ تعالی لم یکرہ اتفاقا لکنہ نادر وتسمی مسئلۃ الریاء فینبغی
التحرز عنہا** اور اگر امام نے طول قرات یا رکوع سے صرف اللہ تعالی کا تقرب ارادہ کیا نہ آنیوالے کا ملجانا تو مکروہ نہوگا بالاتفاق مگر خالص تقرب الہی کی نیت
ہونی کمیاب ہے اور یہ مسئلہ مسمی بہ مسئلہ ریا ہے تو اس سے احتراز چاہیے **واعلم ان مما یبتنی علی لزوم المتابعۃ فی الارکان انہ لو رفع الامام راسہ من الرکوع او السجود
قبل ان یتم المأموم التسبیحات الثلاث وجب متابعتہ وکذا عکسہ فیعود ولا یصیر ذلک رکوعین** اور جان کہ ارکان میں امام کی پیروی لازم ہونے پر
یہ مسئلہ مبنی ہے کہ اگر امام نے اپنا سر رکوع یا سجدہ سے اٹھایا پیشتر اس سے کہ مقتدی تین بار تسبیح پوری کرے تو مقتدی کو امام کی متابعت واجب ہے یعنی
جسقدر تسبیح رہگئی ہو اسکو ترک کرکے امام کے ساتھ ہی سر اٹھالے اور اسی طرح حکم ہے اسکے عکس کا یعنی اگر مقتدی نے امام کی تسبیحیں پوری ہونے سے پیشتر سر
اٹھا لیا مثلاً رکوع سے تو متابعت امام کی واجب ہے یعنی پھر رکوع میں چلا جاے اگر نجائیگا تو مکروہ تحریمی کا مرتکب ہوگا اور یہ دو رکوع نہونگے کیونکہ دوبارہ کا
رکوع پہلے کی تکمیل کے لیے ہے نہ جداگانہ مستقل کذا فی الحلبی **بخلاف سلامہ او قیامہ لثالثۃ قبل اتمام المؤتم التشہد فانہ لا یتابعہ بل یتمہ لوجوبہ ولو لم یتم جاز**
بخلاف امام کے سلام پھیرنے اور تیسری رکعت کے لیے اٹھنے کے کہ پیشتر مقتدی کی التحیات پوری کرنے کے کہ مقتدی متابعت امام کی نکرے بلکہ التحیات کر

ردالمحتار

تمام کرے بسبب واجب ہونے التحیات کے اور اگر التحیات پوری نکریگا اور امام کے ساتھ سلام پھیر دیگا یا تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گا تو جائز ہو گا اسوجہ سے
کہ جیسے التحیات واجب ہے متابعت بھی واجب ہے تو ایک واجب کو ترک کر کے دوسرے کا کرنا بلا کراہت درست ہو گا کذا فی الطحطاوی مگر حلبی نے کہا کہ نماز درست ہو گی
کراہت تحریمی کے ساتھ کیونکہ التحیات کے پورا کرنے سے متابعت بالکل نجائیگی بلکہ اُسمین تاخیر واقع ہو گی اور متابعت کرنے سے التحیات کا بقیہ فوت
ہو جائیگا اور پوری تقریر شامی مین ہے ولو سلم والمؤتم فی ادعیۃ التشہد تابعہ لانہا سنۃ والناس عنہ غافلون اور اگر امام سلام پھیرے اور مقتدی تشہد کی
دعائین پڑھتا ہو تو امام کی متابعت کرے کیونکہ وہ مسنون ہین واجب نہین کہ اُنکا پورا کرنا ضرور ہو اور لوگ اس امر سے غافل ہین یعنے دعائین پڑھتے
رہجاتے ہین امام کے ساتھ سلام نہین پھیرتے سنت کے لیے واجب مین تاخیر کرتے ہین شامی نے کہا کہ دعامین درود بھی داخل ہے **ثم یرفع راسہ
من رکوعہ سمعا** پھر رکوع سے اپنا سر اُٹھاوے سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا یعنی سر اُٹھانے کے ساتھ ہی یہ الفاظ شروع کرے نہ جھکے ہوے نہ سیدھا ہو کر
فی الولوالجیۃ لو ابدل النون لاما تفسد ولوالجیہ مین ہے کہ اگر نون کو لام سے بدلا کریگا یعنی لمن حمدہ کی جگہ لل حمدہ کہیگا تو نماز فاسد ہو گی اسلیے کہ بےمعنی لفظ ہو گیا
شامی نے کہا کہ منیۃ المصلی مین ہے کہ غالبا فاسد نہو گی حلبی شارح منیہ نے کہا کہ اُسکا حکم توتلے آدمی کا سا ہے یعنے اگر قادر نہو گا صحیح کہنے پر تو فاسد نہو گی وہل یقف بجزم
اوتحریک قولان اور کیا وقف کرے حمدہ کی ہٖ پر جزم یا حرکت سے اسمین دو قول ہین یعنی جو لوگ اِس ہٖ کو سکوت کے لیے کہتے ہین وہ جزم پر وقف کرتے ہین اور
جو ضمیر کہتے ہین وہ ضمہ اشباع کے ساتھ کہتے ہین کذا فی الشامی **ویکتفی بہ الامام** وقالا یضم التحمید سرا **ویکتفی بالتحمید المؤتم** اور کفایت کرے سمع اللہ لمن
حمدہ پر امام اور صاحبین نے کہا کہ اُسمین ربنا ولک الحمد آہستہ سے ملا وے اور کفایت کرے ربنا ولک الحمد پر مقتدی طحطاوی نے کہا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ حدیث
مین وارد ہوا ہے کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو وافضلہ اللہم ربنا ولک الحمد ثم حذف الواو ثم حذف اللہم فقط اور تحمید کے کلمات مین سے افضل اللہم
ربنا ولک الحمد ہے پھر حذف کرنا واو کا یعنے اللہم ربنا لک الحمد پھر حذف کرنا صرف اللہم کا بدون حذف واو کے یعنی ربنا ولک الحمد شامی نے کہا کہ اسکے بعد چوتھی صورت
یہ ہے کہ اللہم اور واو دونون محذوف ہون یعنے ربنا لک الحمد اور واو مین اختلاف ہے بعض زائد کہتے ہین اور بعض واو عطف **ویجمع بینہما لو منفرد** علی المعتمد
یسمع رافعا ویحمد مستویا اور ان دونون کو جمع کرے اگر تنہا پڑھتا ہو مذہب معتمد پر یعنے سمع اللہ لمن حمدہ کہے سر اُٹھاتے وقت اور تحمید کہے سیدھا ہو کر **ویقوم
مستویا** لما مر من انہ سنۃ او واجب او فرض اور کھڑا ہو سیدھا برابر اسوجہ سے کہ پیشتر گذری کہ یہ قیام سنت ہے یا واجب یا فرض یعنی سنت ہے بقول طرفین اور
واجب ہے بموجب اختیار کمال الدین صاحب فتح القدیر کے اور فرض ہے بقول امام ابو یوسف رح کے کذا فی الطحطاوی **ثم یکبر مع الخرور ویسجد واضعا** رکبتیہ اولا
لقربہما من الارض **ثم یدیہ** الا لعذر **ثم وجہہ** مقدما انفہ لما مر بین کفیہ اعتبارا لآخر الرکعۃ باولہا ضاما اصابع یدیہ لتتوجہ للقبلۃ پھر اللہ اکبر کہے جھکنے کے ساتھ ہی اور
سجدہ کرے اسطرح کہ اپنے دونون گھٹنے زمین پر اول رکھے کیونکہ زمین سے قریب وہی ہین پھر اپنے دونون ہاتھ رکھے مگر کسی عذر سے اگر ہاتھ پہلے رکھے گھٹنون سے
تو مضائقہ نہین پھر اپنا مُنھ یعنی پیشانی رکھے اسطرح کہ پہلے ناک ہے اُسی دلیل سے کہ گذری یعنی ناک بہ نسبت پیشانی کے زمین سے قریب ہے پیشانی کو رکھے دونون
ہتھیلیون کے بیچ مین ایسے طور پر کہ انگوٹھے کانون کی لو کے برابر ہو جائین واسطے اعتبار کرنے رکعت کے آخر کے اُسکے اول پر یعنے جیسے شروع رکعت اول مین
تحریمہ کے وقت سر دونون ہتھیلیون کے بیچ مین تھا آخر مین بھی ویسا ہی ہو جاے اور دوسری تیسری وغیرہ رکعتون کو اول پر قیاس کر لیا جسمین تحریمہ ہی
اور اپنے ہاتھون کی انگلیون کو ملی رکھے تاکہ سب قبلہ کیطرف متوجہ رہین وبعکس نہوضہ اور عکس کرے سجدہ سے اُٹھنے مین یعنی سجدہ سے سر اُٹھانے مین اول پیشانی
اُٹھائے پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے **وسجد بانفہ** ای علی ما صلب منہ **وجبہتہ** حدہا طولا من الصدغ الی الصدغ وعرضا من اسفل الحاجبین الی القحف اور سجدہ
کرے اپنی ناک سے یعنی ناک کے اُس مقام سے کہ سخت ہے طحطاوی نے بحرالرائق سے نقل کیا کہ اگر ناک کے نرم مقام پر سجدہ مین اکتفا کریگا تو جائز نہو گا بالاتفاق
اور سجدہ کرے اپنی پیشانی سے پیشانی کی حد طول مین ایک کنپٹی سے دوسری تک اور عرض مین دونون بھوؤن سے لیکر کھوپڑی تک اور بعضون نے حد

پیشانی کی یہ لکھی ہو کہ بھوؤن کے اوپر سے سر کے بال جمنے تک ہو اور یہ حد واضح تر ہو کذا فی الشامی ووضع اکثرہا واجب وقیل فرض کبعضہا وان قل اور رکھنا
اکثر پیشانی کا سجدہ مین واجب ہو اور بعضون نے کہا فرض ہو جیسے بعض پیشانی کا رکھنا فرض ہو اگرچہ قلیل ہو م اسمین اختلاف ہو کہ سجدہ مین اکثر پیشانی کا
رکھنا فرض ہو یا کسیقدر کا اور راجح دوسرا قول ہو مگر اکثر پیشانی کا رکھنا واجب ہو مواظبت کی وجہ سے کذا فی البحر اور معراج مین ہو کہ پیشانی کی سب اطراف کا
رکھنا شرط نہین بالاجماع تو اگر بعض اطراف پر اکتفا کریگا گو قلیل ہو تو سجدہ جائز ہو گا کذا فی الشامی وکرہ اقتصارہ فی السجود علی احدہما ومنعا الاکتفاء
بالانف بلا عذر والیہ صح رجوعہ وعلیہ الفتوی کما حررناہ فی شرح الملتقی اور مکروہ تحریمی ہو اکتفا کرنا سجدہ مین پیشانی اور ناک مین سے ایک پر اور صاحبین نے
منع کیا ہو ناک پر اکتفا کرنے کو بدون عذر کے اور صاحبین کے قول کیطرف صحیح ہوا ہو رجوع کرنا امام کا اور اسی پر فتوی ہو کہ صرف ناک پر سجدہ کرنے سے سجدہ ادا
نہوگا چنانچہ ہمنے شرح ملتقی مین اسکی تنقیح کی ہو وفیہ یفترض وضع اصابع القدم ولو واحدۃ نحو القبلۃ والا لم تجز والناس عنہ غافلون اور شرح ملتقی مین ہو کہ
فرض ہو پاؤن کی انگلیون کا رکھنا اگرچہ ایک ہی ہو قبلہ کیطرف ورنہ سجدہ درست نہوگا اور لوگ اس سے غافل ہین م شامی نے سراج سے نقل کیا کہ اگر سجدہ
مین دونون پاؤن زمین سے اُٹھ جاینگے تو سجدہ درست نہوگا اور اگر ایک اُٹھ جائیگا تو درست ہوجائیگا اور اسی پر فتوی ہو اور برجندی اور قہستانی
مین ہو کہ قبلہ رخ رکھنا پاؤن کی انگلیون کا سنت ہو اور اس سنت کا ترک مکروہ ہو کما یکرہ تنزیہا بکور عمامتہ الا لتعذر وان صح عندنا بشرط کونہ علی جبہتہ
کلہا او بعضہا کما مر جیسے مکروہ تنزیہی ہو سجدہ کرنا اپنی پگڑی کے پیچ پر بدون کسی عذر کے اگرچہ ہمارے نزدیک درست ہو بشرطیکہ پیچ ساری پیشانی پر ہو
یا تھوڑی پر چنانچہ گذر گیا کہ سجدہ بعض پیشانی پر فرض ہو یعنے اگر پیچ ڈھلک کر ماتھے پر آگیا ہو گا تو اُسپر سجدہ کرنا مکروہ تنزیہی ہو نہ یہ کہ سر کے پیچ
پر ہو اسلیے کہ اُسپر تو سجدہ درست نہین چنانچہ مصنف بیان کرتا ہو اما اذا کان الکور علی راسہ فقط وسجد علیہ مقتصرا ای ولم تصب الارض جبہتہ ولا
انفہ علی القول بہ لا یصح لعدم السجود علی محلہ اور جس صورت مین کہ پیچ صرف نمازی کے سر پر ہو اور سجدہ کرے اُسپر اکتفا کر کے یعنے زمین کو نہ اسکی پیشانی
لگے اور نہ ناک اُس قول کے موجب کہ ناک پر اکتفا درست ہو سجدہ درست نہوگا بسبب نہونے سجدہ کے اپنے مقام پر یعنی محل سجدہ ناک اور ماتھا ہو
تو جب یہ دونون یا ایک زمین پر نہ لگے تو سجدہ جائز نہوا وبشرط طہارۃ المکان وان یجد حجم الارض والناس عنہ غافلون اور پیچ پر سجدہ کرنے مین یہ
شرط ہو کہ سجدہ کی جگہ پاک ہو اور یہ کہ پیچ کے نیچے سے زمین کی سختی نمازی کو معلوم ہوتی ہو اور لوگ اس شرط سے غافل ہین م شامی نے کہا کہ زمین کے
حجم معلوم ہونے سے یہ مراد ہو کہ اگر نمازی سجدہ مین زور کرے تو سر زیادہ نیچے کو نہو ولو سجد علی کمہ او فاضل ثوبہ صح لو المکان المبسوط علیہ
ذلک طاہرا والا لا بعد سجودہ علی طاہر فیصح اتفاقا اور اگر سجدہ کرے اپنی آستین پر یا بچے ہوے کپڑے پر تو درست ہو گا بشرطیکہ جس جگہ آستین
یا بچاہوا کپڑا پھیلا ہو وہ پاک ہو اور اگر وہ جگہ پاک نہو گی تو سجدہ درست نہو گا جبتک کہ دوبارہ پاک جگہ پر سجدہ نکرے اور پاک جگہ پر سجدہ دوبارہ
کرنے سے بالاتفاق درست ہو جائیگا طحطاوی نے کہا کہ شارح مفسدات نماز مین ذکر کریگا کہ ناپاک جگہ مین سجدہ کرنا نماز کا مفسد ہو گو دوبارہ
پاک جگہ پر کرے تو یہ بیان اُسکے مخالف ہو اور یہ جو فرق کیا گیا ہو کہ یہان سجدہ کی جگہ مین آڑ ہو اور وہان بدون حائل کے سجدہ ہو تو یہ وجہ بعید ہو
وکذا حکم کل متصل ولو بعضہ ککفہ فی الاصح وفخذہ ولو بعذر لا رکبتیہ لکن صحح الحلبی انہا کفخذہ اور اسی طرح حکم ہو ہر چیز کا جو نمازی سے ملی ہو یعنی اُسپر
سجدہ صحیح ہو بشرطیکہ اُسکے نیچے کی جگہ پاک ہو اگرچہ متصل چیز نمازی کا جز ہو مثل اُسکی ہتھیلی صحیح تر قول مین اور اُسکی ران اگر کسی عذر سے
ران پر سجدہ کرے مثلاً پشت کے درد کی وجہ سے نہین صحیح ہو سجدہ زانو پر لیکن حلبی نے تصحیح کی ہو کہ گھٹنا بھی مثل ران کے ہو یعنے عذر سے
اُسپر سجدہ درست ہو اور بلا عذر دونون پر درست نہین کذا فی الطحطاوی وکرہ بسط ذلک ان لم یکن تحتہ تراب او حصاۃ او حر او
برد لانہ ترفع اور مکروہ ہو بچھانا آستین وغیرہ متصل چیز کا سجدہ کے لیے اگر سجدہ کی جگہ مٹی یا کنکر یا گرمی یا سردی نہو اسلیے کہ یہ فعل تکبر ہو

شامی نے کہا کہ اگر بقصد تکبر بچھائیگا تو مکروہ تحریمی ہوگا **والا** لکن ترفعا فاذالم یخف اذی **لاباس** به فیکره تنزیها وان خافه کان مباحا اور اگر بچھانا بقصد تکبر نہو تو اگر مٹی یا کنکر وغیرہ کی ایذا سے نہ ڈرے تو کچھ مضائقہ نہین اور اُس صورت مین بچھانا مکروہ تنزیہی ہوگا اور اگر ایذا سے خوف کرے تو مباح ہوگا وفی الزیلعی ان دفع التراب عن وجهه کره وعن عمامته لا ۔ زیلعی مین ہو کہ اگر بچھانا واسطے دور کرنے مٹی کے ہو اپنے چہرہ سے تو مکروہ ہو اسلیے کہ علامت تکبر کی ہو اور اگر اپنے عمامہ سے خاک دور کرنے کو ہو تو مکروہ نہین کہ مال کی حفاظت ہو وصحح الحلبی عدم کراهة لبسط الخرقة اور حلبی نے تصحیح کی ہو نہ مکروہ ہونے کپڑا بچھانے کی سجدہ کے لیے ہم یعنی اس دلیل سے کہ حدیث صحیح مین آچکا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک چھوٹا بوریا خرما کا ساتھ رہتا تھا جسپر آپ سجدہ کرتے تھے اور امام اعظم رضہ سے مروی ہو کہ جب وہ مسجد حرام مین آئے تو کپڑے پر سجدہ کیا ایک شخص نے اُنکو منع کیا امام نے پوچھا کہ تو کہان کا ہو اُسنے کہا کہ خوارزم کا آپ نے فرمایا کہ کیا خوب مجھی سے سیکھتے ہو اور مجھی کو سکھلاتے ہو کیا تم چٹائیون پر نماز نہین پڑھتے اُسنے کہا کہ پڑھتے تو ہین آپ نے فرمایا کہ گھاس پر سجدہ جائز بتلاتے ہو اور خرقہ پر ناجائز غرضکہ زمین پر ایسی بچھی ہوئی چیز پر سجدہ مین بالاجماع کراہت نہین جو نمازی کے ہلنے سے نہ ہلے ولو بسط القباء جعل كتفه تحت قدميه وسجد على ذيله لانه اقرب للتواضع اور اگر نماز کے لیے قبا کو بچھاوے تو اسکے شانون کو اپنے پاؤن کے نیچے کرے اور سجدہ اُسکے دامن پر کرے اسلیے کہ یہ فعل تواضع سے زیادہ قریب ہو اور نیز شیطان کا خلاف بھی ہو کہ وہ اکثر دامن آلی نجاست کا وسوسہ ڈالا کرتا ہو کذا فی الطحطاوی **وان سجد للزحام على ظهر** هل هو قيد احترازی لم اره **مصل صلوته** التی هو فیها **جاز للضرورة** اور اگر بھیڑ کے سبب سے سجدہ کرے پشت پر پڑھنے والے اُسکی نماز کے یعنی جس نماز کو وہ خود پڑھ رہا ہو اُسی کے پڑھنے والے کی پشت پر سجدہ کرے تو درست ہوگا ضرورت کی وجہ سے شارح نے کہا کہ پشت کی قید احترازی ہو یا نہین اسکا حکم مین نے نہین دیکھا طحطاوی نے کہا قہستانی سے منقول آگے آتا ہو کہ سجدہ عذر ازدحام کے باعث رانون پر درست ہو یعنی تو قید مذکور اتفاقی ہو **وان لم یصلها** بل صلی غیرها او لم یصل اصلا او کان فرجة **لا یصح** اور اگر دوسرا شخص وہی نماز نہ پڑھتا ہو بلکہ اُسکے سوا دوسری پڑھتا ہو یا سرے سے نماز ہی نہ پڑھتا ہو یا فرجہ ہو یعنی ازدحام بہت ہو مگر نمازی کے سامنے کشادگی سجدہ کے لیے موجود ہو تو ان صورتون مین دوسرے شخص کی پشت پر سجدہ صحیح نہوگا وشرط فی الکفایة کون رکبتی الساجد علی الارض وشرط فی المجتبی سجود المسجود علیه علی الارض فالشروط خمسة اور شرط کیا ہو کفایہ مین سجدہ کرنے والے کے دونون گھٹنون کا ہونا زمین پر اور مجتبی مین شرط کیا ہو سجدہ کرنا اُس شخص کا زمین پر جسپر سجدہ کیا جاے تو کل شرطین جواز سجدہ کی پانچ ہوئین یعنے اول انبوہ کثیر ہونا کہ فرجہ سجدہ کے لیے نہو دوم سجدہ دوسرے نمازی کی پشت پر ہونا سوم سجدہ کرنے والے اور سجدہ کیے گئے کا ایک نماز مین شریک ہونا چوتھے سجدہ کرنے والے کے گھٹنون کا زمین پر ہونا پانچوین مسجود علیہ کا سجدہ زمین پر ہونا لکن نقل القهستانی الجواز ولو الثانی علی ظهر الثالث وعلی ظهر غیر المصلی بل علی ظهر کل ماکول بل علی غیر الظهر کالفخذین للعذر لیکن قہستانی نے جواز سجدہ کا نقل کیا ہو گو دوسرا شخص تیسرے کی پشت پر سجدہ کرے اور اگرچہ نماز نہ پڑھنے والے کی پشت پر کرے بلکہ ہر ماکول کی پشت پر سجدہ کا جواز بلکہ پشت کے سوا اور چیز پر مثلا اپنی دونون رانون پر عذر انبوہ کی جہت سے جواز نقل کیا ہو غرضکہ قہستانی کے نزدیک سجدہ اونچی جگہ پر کرنے والے کے لیے صرف کثرت ازدحام شرط ہو اور قہستانی نے جلابی سے نقل کیا ہو کہ مستحب یہ ہو کہ نماز مین تاخیر کرے یہانتک کہ ازدحام کم ہو مگر یہ اُس صورت مین ممکن ہو کہ نماز جماعت نہو **ولو کان موضع سجوده ارفع من موضع القدمین بمقدار لبنتین منصوبتین جاز سجوده وان اکثر لا** الا لزحمة کما مر اور اگر نمازی کے سجدہ کی جگہ قدمون کی جگہ کی نسبت کردو کھڑی اینٹون کے برابر اونچی ہو تو اُسکا سجدہ درست ہوگا اور اگر اسقدر سے سجدہ کی جگہ زیادہ بلند ہوگی تو سجدہ درست نہوگا مگر انبوہ کے باعث سے چنانچہ مذکور ہوا کہ انبوہ کی حالت مین پشت پر سجدہ درست ہو حالانکہ پشت دو اینٹون کی بلندی سے زیادہ اونچی ہوتی ہو المراد لبنة بخاری وهی ربع ذراع عرض ستة اصابع فمقدار ارتفاعهما نصف ذراع ثنتا عشرة اصبعا ذکره الحلبی اور اینٹ سے مراد بخارا کی اینٹ ہو یعنے چوتھائی ایک ہاتھ کی کہ چھ

انگشت ہوتی ہے تو مقدار دونون کی اونچائی کی نصف ہاتھ ہوا یعنی بارہ انگشت ذکر کیا ہے اسکو حلبی نے ام یہ بلندی ایک بالشت کی ہوتی ہے متوسط ہاتھ سے
ویظہر عضدیہ فی غیر زحمۃ ویباعد بطنہ عن فخذیہ لیظہر کل عضو بنفسہ بخلاف الصفوف فان المقصود اتحادہم حتی کانہم جسد واحد اور ظاہر کرے
اپنے دونون بازؤن کو بدون ازدحام ہونے کی صورت مین اور دور رکھے اپنے پیٹ کو دونون زانوؤن سے تاکہ ہر عضو خود بخود ظاہر ہو جاوے
یعنے ایک کو دوسرے پر سہارا نہ رہے بخلاف صفون کے کہ تنگی اندر اپنے بازو چھپائے رکھے علیحدہ نکرے اسلیے کہ مقصود صفون سے سب لوگون کا ایک
ہو جانا ہے یہانتک کہ گویا ایک ہی جسم ہین اور یہ مقصود بازوون کے ملے رہنے سے خوب حاصل ہوتا ہے ویستقبل باطراف اصابع رجلیہ القبلۃ ویکرہ
ان لم یفعل ذلک اور متوجہ کرے اپنے پاؤن کی انگلیون کے سرون کو قبلہ کیطرف اور مکروہ تنزیہی ہے اگر قبلہ رخ نہ کریگا اسلیے کہ قبلہ رخ کرنا سنت ہے
کذا فی الشامی کما یکرہ لو وضع قدما ورفع اخری بلا عذر جیسے مکروہ ہے اگر ایک پاؤن کو رکھا اور دوسرے کو بدون عذر اٹھا لیا امام طحطاوی نے کہا کہ
ظاہر یہ کراہت تحریمی ہے اسلیے کہ یہ فعل عبث اور لغو ہے تو اسکا کرنا مکروہ تحریمی ہوگا ویسبح فیہ ثلاثا کما مر اور تسبیح پڑھے یعنے سبحان ربی الاعلی سکے
سجدہ مین تین بار چنانچہ اوپر گذرا رکوع کے بیان مین کہ اگر بالکل تسبیح کو ترک کریگا یا تین بار سے کم کہیگا تو مکروہ تنزیہی ہوگا والمرأۃ تخفض فلا تبدی
عضدیہا وتلصق بطنہا بفخذیہا لانہ استر وحررنا فی الخزائن انہا تخالف الرجل فی خمسۃ وعشرین اور عورت سجدہ مین پست ہو یعنی اپنے بازوؤن کو
ظاہر نکرے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانون سے ملا رکھے اسلیے کہ یہ امر اسکے لیے زیادہ پردہ کا ہے اور ہمنے خزائن الاسرار مین لکھا ہے کہ عورت مرد کے
مخالف ہے پچیس باتون مین ہم شامی مین ان مواضع کو خزائن سے مع اپنی تحقیق کے اسطرح ضبط کیا ہے ١ عورت تحریمہ مین ہاتھ اٹھاوے اپنے
شانون کے برابر ٢ ہاتھ آستینون سے باہر نہ نکالے ٣ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی دوسری ہتھیلی پر رکھے ۴ ہاتھ پستان کے نیچے باندھے ٥ رکوع مین تھوڑا
جھکے ٦ رکوع مین ہاتھون پر سہارا نہ دے ٧ رکوع مین ہاتھون کی انگلیون کو نہ پھیلاوے بلکہ ملی رکھے ٨ رکوع مین ہاتھ گھٹنون پر رکھ لے
انکو پکڑے نہین ٩ اپنے گھٹنون کو رکوع مین جھکالے ١٠ رکوع مین سمٹی رہے ١١ سجدہ مین اپنی بغلین نہ کھولے یعنی اسمین بھی سمٹی رہے ١٢ سجدہ مین
اپنے دونون ہاتھ بچھاوے ١٣ التحیات مین دونون پاؤن داہنی طرف کو نکالکر سرین پر بیٹھے ١۴ التحیات مین ہاتھون کی انگلیان ملی رکھے ١٥ جب کوئی امر
نماز مین پیش آوے تو تالی بجاوے یعنی مردون کی طرح سبحان اللہ نکہے ١٦ مرد کی امامت نہ کرے ١٧ عورتون کی جماعت مکروہ ہے ١٨ عورتون کی جماعت مین
امام عورت بیچ مین کھڑی ہو نہ آگے بڑھ کر ١٩ اسکا حاضر ہونا جماعت مین مکروہ ہے ٢٠ مردون کے ساتھ مین عورت پیچھے کھڑی ہو ٢١ عورت پر جمعہ فرض
نہین لیکن اگر پڑھ لیگی تو صحیح ہو جائیگا ٢٢ عورت پر عید کی نماز واجب نہین ٢٣ عورت پر ایام تشریق مین نمازون کے بعد تکبیر واجب نہین ٢۴ عورت
کو مستحب نہین کہ نماز فجر خوب اجالا ہونے کے بعد پڑھے ٢٥ نماز جہری مین پکار کر نہ پڑھے بلکہ جن لوگون کے نزدیک عورت کی آواز داخل ستر ہے انکے
نزدیک نماز فاسد ہو جائیگی اور بحر الرائق مین ذکر کیا ہے کہ عورت پاؤن کی انگلیون کو سجدہ مین کھڑی نہ رکھے طحطاوی نے دو باتین اور زیادہ
کی ہین کہ عورت اذان نہ دے نہ مسجد مین اعتکاف کرے اور یہ مخالفت عورتون کی مردون سے صرف نماز مین ہے ورنہ عورت بہت سے مسائل
مین مردون سے علیحدہ ہے جنکا بیان اشباہ کے احکامات مین ہے ثم یرفع راسہ مکبرا ویکفی فیہ مع الکراہۃ ادنی ما یطلق علیہ اسم الرفع
کما صححہ فی المحیط لتعلق الرکنیۃ بالادنی کسائر الارکان پھر نمازی سجدہ سے اپنا سر اٹھاوے اللہ اکبر کہتا ہوا اور کافی ہے سر اٹھانے مین کراہت تحریمی کے
ساتھ اتنا کم سر اٹھانا جسپر نام اٹھانے کا بولا جاوے چنانچہ اسکی تصحیح کی ہے محیط مین اتنا اٹھانا کافی ہے بسبب متعلق ہونے رکنیت کے ادنی کے ساتھ
مثل تمام ارکان کے یعنے ادنی بھی آخر رکن ہی کہلائیگا تو جن لوگون کے نزدیک اٹھانا رکن ہے انکے نزدیک بھی سب رکن پائے جاوینگے بل لو سجد علی
لوح فنزع فسجد بلا رفع اصلا صح بلکہ اگر سجدہ کیا تختی پر پھر وہ نکال لی گئی سر کے نیچے سے پھر سجدہ کیا بدون کچھ بھی سر اٹھانیکے تو صحیح ہے

یعنے کراہت تحریمی ہے کہ ساقط وصحح فی الہدایۃ انہ کان الی القعود اقرب صح والا لا وصححہ فی النہر والشرنبلالیۃ اور ہدایہ مین اسکی تصحیح کی ہو کہ سر اُٹھانے مین اگر نمازی بیٹھنے کے قریب ہو جائیگا تب تو سر اُٹھانا صحیح ہوگا ورنہ درست نہوگا اور نہر الفائق اور شرنبلالیہ مین اسی قول کو ترجیح دی ہو ثم السجدۃ الصلوتیۃ تتم بالرفع عند محمد وعلیہ الفتوی پھر نماز کا سجدہ پورا ہوتا ہو سر اُٹھانے سے امام محمد کے نزدیک اور اسی پر فتویٰ ہو اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک سجدہ پورا ہو جاتا ہو فقط سر رکھنے سے تو اگر سجدہ مین کوئی بے وضو ہو جاے تو بعد وضو کے امام محمد کے نزدیک اس سجدہ کا اعادہ اُسپر چاہیے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک وہ رکن پورا ہو گیا اُسکا اعادہ نہین چاہیے کذا فی الطحطاوی کالتلاوتیۃ اتفاقاً مجمع جیسے سجدۂ تلاوت سر اُٹھانے سے پورا ہوتا ہو باتفاق امام اور صاحبین ہے کذا فی المجمع طحطاوی نے کہا کہ تو فرق تلاش کرنا چاہیے کہ ابو یوسف کے نزدیک سجدۂ تلاوت صرف سر رکھنے سے کیون نہین ہوتا اور نماز کا سجدہ کیون ہو جاتا ہے ویجلس بین السجدتین مطمئنا لما مر ویضع یدیہ علی فخذیہ کالتشہد منیۃ المصلی اور بیٹھے دونون سجدون کے درمیان اطمینان سے یعنی بقدر ایکبار سبحان اللہ کہنے کے اُس دلیل کے باعث کہ مذکور ہو چکی یعنے یہ جلسہ یا سنت ہو یا واجب یا فرض اور رکھے اپنے دونون ہاتھ دونون رانون پر جیسے التحیات مین رکھتے ہین کذا فی منیۃ المصلی ولیس بینہما ذکر مسنون وکذا لیس بعد رفعہ من الرکوع دعاء وکذا لا یاتی فی رکوعہ وسجودہ بغیر التسبیح علی المذہب وما ورد محمول علی النفل اور دونون سجدون کے درمیان مین کوئی ذکر مسنون نہین اور اسیطرح رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد کوئی دعا مسنون نہین اور ایسا ہی اپنے رکوع اور سجدہ مین تسبیح کے سوا اور کچھ نہ کہے بموجب معتمد مذہب کے اور جو ذکر یا دعائین کہ اُن مواضع مین وارد ہین وہ نفل نماز پر محمول ہین ہم دعا دونون سجدون کے درمیان ابو داؤد کی حدیث مین یہ وارد ہو اللّٰھم اغفرلی وارحمنی وعافنی واہدنی وارزقنی اور رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد یہ دعا وارد ہو اللّٰھم ربنا لک الحمد ملأ السموات وملأ الارض وملأ ما بینہما وملأ ما شئت من شئ بعد اہل الثناء والمجد احق ما قال العبد وکلنا لک عبد لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد روایت کیا ہو اسکو مسلم اور ابو داؤد وغیرہ نے اور عین رکوع کی دعا کو مسلم نے روایت کیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تھے تو یہ فرماتے تھے اللّٰھم لک رکعت وبک امنت ولک اسلمت خشع لک سمعی وبصری ومخی وعظمی وعصبی اور اسی حدیث مین دعا سجدہ کو روایت کیا ہو کہ جب آپ سجدہ کرتے تھے تو یہ فرماتے تھے اللّٰھم لک سجدت وبک امنت ولک اسلمت سجد وجہی للذی خلقہ وصورہ وشق سمعہ وبصرہ تبارک اللہ احسن الخالقین تو شارح کہتا ہو کہ یہ دعائین نفل پر محمول ہین یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو نماز تہجد یا دوسری نفلو نمین پڑھا کرتے تھے تو نفل نماز مین یہ دعائین مستحب ہین نہ فرض مین شامی نے حلبہ سے نقل کیا کہ ان دعاؤن کے التزام سے کچھ ضرر بھی نہین گو مشائخ نے اسکی تصریح نہین کی اسلیے کہ قواعد شرعیہ التزام مذکور کے مخالف نہین اور قرارت اور تسبیح اور تکبیر اور فرضون اور نفلو نمین یکسان ہی ہین تو یہ دعائین اگر یکسان ہون تو کیا حرج ہو ویکبر ویسجد ثانیۃ مطمئنا اور جلسہ کے بعد اللہ اکبر کہے اور دوسرا سجدہ اطمینان سے کرے ویکبر للنہوض علی صدور قدمیہ بلا اعتماد وقعود استراحۃ ولو فعل لا باس بہ اور دوسرے سجدہ کے بعد اللہ اکبر کہے اُٹھنے کے لیے اپنے دونون پاؤن کی چھاتی کے بل بدون زمین پر سہارا دینے اور آرام کے لیے بیٹھنے کے اور اگر سہارا دیگا تو کچھ مضائقہ نہین شامی نے کہا کہ لو فعل سے سہارا دینا مراد ہو چنانچہ بحر الرائق مین ہو مگر شارح کی عبارت سے استراحت کا بیٹھنا بھی ہو سکتا ہو لیکن اُسمین یہ خلل ہو کہ جلسہ استراحت سے تاخیر فرض کی یعنی قیام کی لازم آتی ہو ویکرہ تقدیم احدی رجلیہ عند النہوض اور مکروہ ہو اُٹھنے کے وقت اپنا ایک پاؤن آگے بڑھانا والرکعۃ الثانیۃ کالاولی فیما مر غیر انہ لا یاتی بثناء ولا تعوذ فیہما اذ لم یشرعا الا مرۃ اور دوسری رکعت مثل اول کے ہو اُن باتو نمین جو گذر گئین یعنے ارکان اور واجبات اور سنن مین دونون یکسان ہین بجز اسکے کہ دوسری رکعت مین ثنا اور اعوذ نہ پڑھے اسلیے کہ ثنا اور اعوذ صرف ایکبار مشروع ہوے ہین ولا یسن مؤکدا رفع یدیہ الا فی سبع مواطن کما ورد بناء علی ان الصفا والمروۃ واحد نظرا للسعی اور مسنون نہین تاکید کے ساتھ اُٹھانا اپنے دونون ہاتھون کا مگر سات جگہ مین چنانچہ حدیث مین وارد ہوا ہو اس بنا پر کہ صفا اور مروہ بلحاظ سعی کے ایک ہین ہم رفع یدین حدیث مین سات جگہ مذکور ہو اور کلام مصنف اور نظم آیندہ مین آٹھ شمار کیے ہین اسلیے شارح نے دونون مین مطابقت کے لیے کہا کہ صفا اور مروہ کو بلحاظ سعی کے حدیث مین ایک فرمایا ہو اسلیے سات جگہ ہوئین اور مصنف اور ناظم

نے انکو دو شمار کرکے آٹھ کیا ہے اور سنت مین موکدہ کی قید اسواسطے لگائی تاکہ معلوم ہو کہ دعا وغیرہ مین رفع یدین مستحب ہے **وسنت موکدۃ ثلثۃ فی الصلوۃ تکبیرۃ افتتاح وقنوت وعید وخمسۃ فی الحج استلام الحجر والصفا والمروۃ وعرفات والجمرات** تین تو نماز مین ہین یعنی رفع یدین تکبیر تحریمہ کے لیے اور قنوت کے لیے اور عید کی تکبیرون کے لیے اور پانچ حج مین ہین یعنی حجر اسود کے بوسہ دینے کے وقت اور صفا پر اور مروہ پر اور عرفات ومزدلفہ پر اور اولیٰ اور وسطی جمرون پر کنکر مارنے کے وقت **ویجمعہا علی ہذا الترتیب بالنثر فقعس صمعج وبالنظم لابن الفصیح ۔ فتح قنوت عید استلم الصفا ٭ مع مروۃ عرفات والجمرات** ۔ اور جمع کرتا ہے ان مواضع کو یہ ترتیب مذکور پر نثر مین یہ کلمہ فقعس صمعج یعنے آٹھ حرف ہین جنمین سے ہر حرف ہر جگہ کے شروع کا حرف ہے مثلاً ف فتح کا اور ق قنوت کا آخر تک اور نظم مین ان جگہون کو ابن فصیح کا شعر جامع ہے فتح یعنے شروع نماز اور قنوت اور تکبیر عید اور استلام حجر اسود اور صفا مروہ کے ساتھ اور عرفات اور جمرات **والرفع بحذاء اذنیہ کالتحریمۃ فی الثلثۃ الاول واما فی الاستلام والرمی عند الجمرتین الاولی والوسطی فانہ یرفع حذاء منکبیہ ویجعل باطنہما نحو الحجر والکعبۃ** اور ہاتھون کا اٹھانا اول کے تین مقامون مین یعنے تحریمہ اور قنوت اور عید کی تکبیرون مین اپنے دونون کانون کے برابر ہو مثل تحریمہ کے اور حجر اسود کے بوسہ دینے اور اول اور درمیانی جمرون کے کنکر مارنے مین ہاتھون کو اپنے دونون شانون کے برابر اٹھاوے اور ہاتھون کے اندر کیطرف یعنی ہتھیلیان بوسہ مین حجر اسود کیطرف اور کنکر مارنے مین کعبہ کیطرف کرے شارح نے مثل تحریمہ اسواسطے کہا کہ اسکی کیفیت مشہور ہے گو تین مقامون مین وہ بھی داخل ہے اور جمرہ اولی اور وسطی کو اسلیے مخصوص کیا کہ جمرہ اخیرہ کے پاس دعا نہین اسلیے کہ دعا اسی کنکر مارنے کے بعد ہے جسکے بعد کنکر مارنا ہے کذا فی الطحطاوی **واما عند الصفا والمروۃ وعرفات فیرفعہما کالدعاء والرفع فیہ وفی الاستسقاء مستحب** اور صفا اور مروہ پر اور عرفات مین ہاتھون کو اٹھاوے مانند دعا مانگنے کے اور دعا مین ہاتھون کا اٹھانا اور مینھ کی طلب مین ہاتھ اٹھانا مستحب ہے **فیبسط یدیہ حذاء صدرہ نحو السماء لانہا قبلۃ الدعاء ویکون بینہما فرجۃ** تو اپنے دونون ہاتھ اپنے سینہ کے برابر آسمان کیطرف پھیلاوے اسلیے کہ آسمان دعا کا قبلہ ہے یعنے جیسے کعبہ نماز کا قبلہ ہے ویسے ہی آسمان دعا کا قبلہ ہے تو کوئی یہ وہم نہ کرے کہ کریم متعال جس سے دعا مانگتے ہین وہ اوپر کی جانب ہے کذا فی الطحطاوی اور دونون ہاتھون مین دعا کے وقت کسی قدر فرجہ رہے گو تھوڑا ہی ہو **والاشارۃ بمسبحۃ لعذر کبرد یکفی** اور انگشت شہادت سے اشارہ کرنا دعا کے وقت کسی عذر مثل سردی کی جہت سے کافی ہے یعنے ایک طریق دعا کا دعاء تضرع مین جو آگے آتا ہے اسمین خنصر اور بنصر کا بند کرنا اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ کرنا اور صرف انگشت شہادت سے اشارہ کرنا کافی ہے اگر سردی وغیرہ کا عذر ہو **والمسح بعدہ علی وجہہ سنۃ فی الاصح شرنبلالیہ** اور بعد دعا کے ہاتھون کا اپنے منھ پر پھیر لینا سنت ہے صحیح تر قول مین کذا فی الشرنبلالیۃ **وفی الوتر البحر الدعاء اربعۃ دعاء رغبۃ یفعل کما مر ودعاء رہبۃ یجعل کفیہ لوجہہ کالمستغیث من الشیء ودعاء تضرع یعقد الخنصر والبنصر ویحلق ویشیر بمسبحتہ ودعاء الخفیۃ مایفعلہ فی نفسہ** اور بحر الرائق کے باب الوتر مین ہے کہ دعا چار طرح کی ہے اول دعاء رغبت یعنی کسی چیز کی طلب جیسے جنت کی طلب مثلاً تو دعاے رغبت مین کرے جیسا کہ گذرا یعنی ہاتھون کو آسمان کیطرف پھیلاوے دوسری دعاے رہبت یعنی خوف جیسے دوزخ سے بچنے کی دعا اسمین ہتھیلیون کی پشت اپنے منھ کیطرف کرے جیسے کسی چیز سے زیادہ چاہنے والا کرتا ہے شامی نے کہا کہ بحر الرائق مین ظہر کفیہ ہے اور یہی صواب ہے شاید شارح کے قلم سے ظہر کا لفظ رہگیا انتہی اسلیے مترجم نے ترجمہ مین لفظ مذکور کا لحاظ رکھا تیسری دعاے تضرع ہے کہ اسمین نہ کسی چیز کی خواہش ہو نہ کسی چیز کا خوف بلکہ صرف اظہار اپنی عاجزی اور ذلت کا سامنے خدا تعالی کے ہو جیسے یہ کہنا کہ الٰہی مین تیرا بندہ عاجز ومسکین ذلیل وحقیر ہون تو ایسی دعا مین اپنی خنصر اور بنصر کو بند کرے اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ کرے اور اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کرے چوتھی دعا پوشیدہ ہے جو اپنے دل مین دعا مانگے یعنے اس دعا مین ہاتھ اٹھانا نہین اسلیے کہ ہاتھ اٹھانا علامت اعلان کی ہے تو دعا خفیہ نہ رہیگی کذا فی الشامی **وبعد فراغہ من سجدتی الرکعۃ الثانیۃ یفترش الرجل رجلہ الیسری فیجعلہا بین الیتیہ ویجلس علیہا وینصب رجلہ الیمنی ویوجہ اصابعہ فی المنصوبۃ نحو القبلۃ ہو السنۃ فی الفرض والنفل** اور بعد اپنے فراغت ہونیکے دوسری رکعت کے دونون سجدون سے مرد اپنا بایان پانون بچھاوے اور اسکو اپنے دونون سرین کے تلے کرے اور اسپر بیٹھ جاوے اور دہنے پانون کو کھڑا کرے اور اپنی انگلیون کو کھڑے پانون مین قبلہ کیطرف کرے یہی سنت ہے فرض

اور نفل مین م جلبی مین قہستانی سے منقول ہی کہ بچھے پانون کی انگلیون کو بھی حتے الوسع قبلہ رخ رکھے جسقدر ہو سکین اور نفل مین مسنون ہونیکی قید اسلیے لگائی
کہ اسمین ضعیف قول یہ ہی کہ جیسے چاہے اسطرح بیٹھے کذا فی الطحطاوی **ویضع یمناہ علی فخذہ الیمنی ویسراہ علی الیسری ویبسط اصابعہ مفرجۃ قلیلا جاعلا**
اطرافہا عند رکبتیہ ولا یاخذ الرکبۃ ہو الاصح لتتوجہ القبلۃ اور رکھے اپنا داہنا ہاتھ داہنی ران پر اور بایان ہاتھ بائین ران پر اور پھیلا دے اپنی انگلیان
ہاتھون کی تھوڑی سی فرجہ رکھکر اور کرے انگلیون کے سرے دونون گھٹنون کے پاس اور نہ پکڑے زانو کو یہی صحیح تر ہی اسلیے نہ پکڑے تاکہ انگلیان
سب قبلہ رخ رہین کیونکہ پکڑنے کی صورت مین زمین کیطرف متوجہ ہو جائینگی اور ہر چند زانو کا پکڑنا بھی جائز ہی مگر افضل نہ پکڑنا ہی کذا فی الشامی عن البحر
ولا یشیر بسبابتہ عند الشہادۃ وعلیہ الفتوی کما فی الولوالجیۃ والتجنیس وعمدۃ المفتی وعامۃ الفتاوی لکن المعتمد ما صححہ الشراح ولا سیما المتأخرون
کالکمال والحلبی والبہنسی والباقانی وشیخ الاسلام جد وغیرہم انہ یشیر لفعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ونسبوہ لمحمد والامام بل فی متن درر البحار وشرحہ غرر الاذکار
المفتی بہ عندنا انہ یشیر باسطا اصابعہ کلہا اور اشارہ نکرے اپنی سبابہ انگلی سے اشہد ان لا الہ الا اللہ کہنے کے وقت اور اسی پر فتوی ہی چنانچہ ولوالجیہ اور تجنیس
اور عمدۃ المفتی اور اکثر فتاوون مین ہی مگر قول معتمد وہ ہی جسکی تصحیح کی ہی شارحین نے خصوص متاخرین مثل کمال اور حلبی اور بہنسی اور باقانی اور شیخ الاسلام جد
اور انکے سوا اورون نے کہ اشارہ کرے بسبب اشارہ کرنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نسبت کیا ہی اُن لوگون نے اس قول کو امام محمد اور امام اعظم کیطرف
بلکہ درر بحار کے متن اور اُسکی شرح غرر الاذکار مین ہی کہ مفتی بہ ہم حنفیون کے نزدیک یہ ہی کہ اشارہ کرے اپنی سبابہ سے سب اُنگلیون کو کھلا رکھ کر ہم شامی نے
کہا کہ درر بحار اور اُسکی شرح سے یہ نہین پایا جاتا کہ اشارہ کرنے مین انگلیان سب کھلی ہون بلکہ غرر الاذکار مین تصریح ہی کہ مفتی بہ اشارہ کرنا ہی سبابہ سے ترپن
کے عقد کی صورت پر جیسے امام شافعی اور امام احمد فرماتے ہین سبابہ کو لا الہ کہنے کے وقت اُٹھاوے اور الا اللہ کہنے کے وقت رکھدے اور یہی قول ہی امام اعظم
اور محمد ہر کا اور بہت آثار و احادیث اس کیفیت پر دال ہین انتہی تو شارح کا باسطا اصابعہ شرح سے نقل کرنا غلط ہی خلاصہ یہ کہ اس مقام پر حنفیون مین دو ہی
قول ہین ایک یہ کہ تمام التحیات مین اشہد ان لا الہ الا اللہ کے پیشتر تک انگلیان کھلی رکھے اور جب اس کلمے کو کہے تو ترپن کا عقد کر کے اشارہ کرے یعنی
حرف لا پر سبابہ اُٹھاوے اور الا اللہ پر رکھدے یہ دوسرا قول متاخرین کے نزدیک معتمد ہی اسوجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث صحیحہ مین ثابت ہوا ہی
اور ہمارے تینون امامون سے اسکا منقول ہونا صحیح ہی اور یہ جو شارح نے لکھا ہی کہ کھلی انگلیان رکھ کر اشارہ کرے اور اس زمانہ کے عوام مین یہی مروج ہو رہا ہی تو مین نے
کسی کو نہین سنا کہ اس قول کا قائل ہو بجز شارح کے بہ تبعیت شرنبلالی عن البرہان پس جب شارح کا کلام جمہور شارحین اگلون اور پچھلون کے مخالف ٹھہرا تو
جسپر جمہور علما ہین عمل اُسی پر کرنا چاہیے یعنی ترپن کا عقد کر کے اشارہ کرے نہ انگلیون کو کھلی رکھ کر وفی الشرنبلالیۃ عن البرہان الصحیح انہ یشیر بمسبحتہ وحدہا
یرفعہا عند النفی ویضعہا عند الاثبات واحترزنا بالصحیح عما قیل لا یشیر لانہ خلاف الدرایۃ والروایۃ وبقولنا بالمسبحۃ عما قیل یعقد عند الاشارۃ انتہی اور شرنبلالیہ
مین برہان سے منقول ہی کہ صحیح یہ ہی کہ تنہا انگشت شہادت سے اشارہ کرے یعنی دونون سبابہ سے اشارہ نکرے اور اشارہ کرنے مین انگشت شہادت کو
نفی یعنی حرف لا کہنے کے وقت اُٹھاوے اور اثبات یعنی الا اللہ کہنے کے وقت رکھدے اور ہمنے جو اس قول مین صحیح کی قید لگائی تو اُس سے ہمنے اُس
قول غیر صحیح سے احتراز کیا کہ اشارہ نکرے اُسکے صحیح نہونے کی یہ وجہ ہی کہ اشارہ نکرنا خلاف ہی عقل اور نقل کے اور تنہا انگشت شہادت ہمنے اسلیے کہا کہ
اس قول سے احتراز ہو کہ اشارہ کے وقت ترپن کا عقد کرے تمام ہوا قول شرنبلالی کا میں اوپر معلوم ہو چکا کہ اشارہ کرنا بدون عقد کے کتب مذہب کے
خلاف ہی بلکہ ایسی طرح اشارہ کرنیکا کوئی قائل نہین اور اشارہ کا نہ کرنا خلاف عقل ہی یعنی اسلیے کہ اشارہ کرنے سے نفی اور اثبات جو زبان سے نکلتا ہی اُس
نفی اور اثبات کے موافق ہو جاتا ہی جو انگلی کے اشارہ سے کیا جاتا ہی اور یہ امر یعنی مطابقت قولی اور فعلی عقلاً عمدہ ہی اور اشارہ کا نکرنا اسکے خلاف
پڑتا ہی اور مخالف نقل ہونا اسطرح ہی کہ امام محمد نے موطا اور کتاب مشیخت مین روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ کرتے تھے پھر کہا کہ ہم کرتے ہین

جو کچھ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور یہی قول ہی امام ابو حنیفہ رح کا اور کتاب الامالی مین منقول ہی کہ امام ابو یوسف بھی اشارہ کرتے تھے جب تینون امام اشارہ پر متفق ہوگئے اور احادیث صحیحہ سے اسکا ثبوت قرار واقعی ہوگیا تو اب اگر کوئی جاہل اپنے نفس کی شامت سے کسی روایت ضعیف پر عمل کرکے اشارہ نکرے تو وہ قطعاً تارک سنت ہوگا وفی العینی عن التحفۃ الاصح انہا مستحبۃ وفی المحیط انہا سنۃ اور عینی مین تحفہ سے منقول ہی کہ صحیح تر قول یہ ہی کہ اشارہ کرنا مستحب ہی اور محیط مین ہی کہ وہ سنت ہی ہم علامہ نجم الدین زاہدی نے نقل کیا ہی کہ متفق مین روایتین ہمارے تینون اماموں کی کہ اشارہ کرنا سنت ہی اور ایسا ہی معدن شرح کنز مین ہی ویقرء تشہد ابن مسعود وجوبا کما بحثہ فی البحر لکن کلام غیرہ یفید ندبہ وجزم شیخ الاسلام الجد بان الخلاف فی الافضلیۃ ونحوہ فی مجمع الانہر اور پڑھے وہ التحیات جو مروی ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بطور وجوب چنانچہ بحث کیا ہی اسکو بحر الرائق مین لیکن کلام اور ونکا سواے صاحب بحر فائدہ دیتا ہی اُس تشہد کے مستحب ہونیکا اور شیخ الاسلام جد نے یقین کیا ہی کہ خلاف افضل ہونے مین ہی اور اسکے مثل ہی مجمع الانہر مین م التحیات کو تشہد اسلیے کہا کہ مشتمل ہی دو شہادتون پر اور عبداللہ ابن مسعود کا تشہد یہ ہی (التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ) بحر الرائق کی بحث سے معلوم ہوتا ہی کہ اسی تشہد کا پڑھنا واجب ہی مگر اُسکے حواشی مین خیر الدین رملی نے کہا کہ تشہد نماز مین واجب ہی لیکن غیر معین واجب ہی نہ خاص اور نہر الفائق مین ہی کہ اس خاص تشہد کا پڑھنا بہتر ہی جیسے وترون مین دعاء قنوت واجب ہی اور الفاظ مخصوصہ اللہم انا نستعینک الخ سنت مین اور امام ابو حنیفہ کا قول یہ ہی کہ اگر التحیات مین کچھ کمی یا زیادتی کر گیا تو مکروہ ہوگا اسلیے کہ نماز کے ذکر محصور اور معدود ہین اُنسے تجاوز نچاہیے انتہی کذا فی الشامی والطحطاوی ویقصد بالفاظ التشہد معانیہا مرادۃ لہ علی وجہ الانشاء کانہ یحیی اللہ تعالی ویسلم علی نبیہ وعلی نفسہ واولیاءہ لا الاخبار عن ذلک ذکرہ فی المجتبی اور قصد کرے تشہد کے الفاظ سے اُنکے معنی جو بطور انشاء کے نمازی کو مقصود ہون یعنی اُنکا ایجاد اسیوقت تصور کرے اسطرح کہ گویا نمازی اللہ تعالی کو تحیت پہونچاتا ہی اور اپنے نبی اور اپنے نفس اور احباب پر سلام بھیجتا ہی نہ قصد کرے تشہد کے الفاظ سے خبر دینا اور حکایت کرنا اُس حال کا ذکر کیا ہی اسکو مجتبی مین م یعنی جو قصہ معراج مین واقع ہوا تھا اُسکی حکایت کا قصد نکرے اور وہ قصہ یہ ہی کہ شب معراج مین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام قرب پر فائز ہوے تو آپکو بیٹھنے کا ارشاد ہوا آپ نے فرمایا (التحیات للہ والصلوات والطیبات) یعنے جیسے کوئی بادشاہون کے پاس جا کر اول ثنا کرتا ہی پھر خدمت بھر مال نذر کرتا ہی ویسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادتین زبانی اور بدنی اور مالی پیشکش کین جناب احدیت سے بطور خلعت شاہی ارشاد ہوا (السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) یعنی یہ ہمارا سلام خاص تمپر ہوا ہی نبی اور رحمت اور برکتین اللہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس تکریم خاص الخاص کو ملاحظہ فرمایا بمقتضاے جود کریمانہ چاہا کہ ضعفا امت بھی اس سے بے بہرہ نرہین عرض کیا (السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین) یعنی سلام خاص ہم سب پر اور اللہ تعو کے نیک بندون پر ہو علینا مین سب گنہگاران امت کو بھی شامل کر دیا کہ کوئی اس سلام خصوصیت التیام سے محروم نرہے ونعم ما قیل ؎ چہ غم دیوار امت را کہ باشد چون تو پشتیبان ٭ چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان ٭ جب ملائکہ مقربین نے یہ جود وکرم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھا تو بولے (اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ) تو غرض مصنف کی یہ ہی کہ التحیات پڑھنے مین اس قصہ کی حکایت مدنظر نکرے بلکہ یہ ارادہ کرے کہ مین خود اللہ تعالی کے حضور مین تحیت پیش کر رہا ہون اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اپنے اوپر اور دوستون پر سلام بھیجتا ہون وظاہرہ ان ضمیر علینا للحاضرین لا حکایۃ سلام اللہ تعو اور ظاہر کلام مصنف کا یہ ہی کہ ضمیر علینا موجود شخصون یعنی امام اور مقتدی اور ملائکہ کیطرف ہی نہ نقل سلام اللہ تعالی کی طحطاوی نے کہا کہ صواب یہ ہی کہ شارح نقل سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا چنانچہ مترجم نے جو قصہ مذکور کیا اس سے ظاہر ہی کہ السلام علینا مقولہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا وکان علیہ الصلوۃ والسلام یقول فیہ انی رسول اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشہد مین یون فرمایا کرتے تھے انی رسول اللہ یعنی بجاے ان محمدا عبدہ ورسولہ کے انی رسول اللہ کہتے تھے م نقل کیا ہی اسکو رافعی نے شافعی لوگون سے مگر حافظ ابن حجر نے اسکو رد کیا ہی کہ اسکی کچھ اصل نہین بلکہ تشہد کے الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر اسیطرح مروی ہین کہ آپ اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ فرمایا کرتے تھے ہان اگر تشہد سے اذان کی شہادتین مراد ہون تو یہ قول صحیح ہی اسلیے کہ ثابت ہوا ہی کہ آپ نے سفر مین ایکبار اذان کہی تو ایسا فرمایا اور بخاری مین سلمۃ بن الاکوع کی حدیث مین بھی مذکور ہی

کہ آپ نے (اشھد ان لاالہ الا اللہ واشھد انی رسول اللہ) فرمایا اگر یہ نماز کے باہر کا ذکر ہے نہ التحیات مین کذا فی الشامی **ولایزید فی الفرض علی التشھد فی القعدۃ**
الاولی اجماعا اور زیادہ نکرے فرض مین التحیات پر کوئی چیز پہلے قعدہ مین سب کے نزدیک ہم طحطاوی نے کہا کہ یہ قول حنفیون اور امام مالک اور راحمد کا ہے اور امام شافعی
تو قعدہ اولی مین درود کو لازم فرماتے ہین پس شارح کو مناسب تھا کہ اجماعا کی جگہ بالاتفاق کہتا **فان زاد عامدا کرہ فتجب الاعادۃ** پس اگر التحیات مین کچھ جانکر زیادہ
پڑھا دیگا تو تشہد مکروہ ہوگا اور از سرنو پڑھنا واجب ہوگا **او ساھیا وجب علیہ سجود السھو اذا قال اللھم صل علی محمد فقط علی المذھب المفتی بہ لا لخصوص الصلوٰۃ**
بل لتاخیر القیام یا بھولکر التحیات مین زیادہ پڑھ دیا تو اسپر سجدہ سہو واجب ہوگا جبکہ صرف اللھم صل علی محمد کہا ہو مذہب مفتی بہ پر سجدہ سہو کچھ درود کی خصوصیت سے واجب
نہین ہوا بلکہ قیام کے لیے دیر کرنے سے ہم صرف اللھم صل علی محمد اسلیے کہا کہ بعض نے یون کہا ہے کہ جبتک علی آل محمد نہ کہیگا سجدہ سہو واجب نہوگا اور اسکو اختیار کیا ہے قاضی
امام نے اور حلبی نے کہا کہ اسی پر اکثر ہین اور یہی صحیح ہے اور بعضون نے کہا کہ جبتک تاخیر بقدر ادا کرنے ایک رکن کے نہوگی سجدہ سہو واجب نہوگا اور یہ مذہب ہے امام اعظم کا
اور تاتارخانیہ مین ہے کہ صاحبین کے قول پر سجدہ سہو واجب نہین جبتک کہ حمید مجید تک نہ پہونچے کذا فی الشامی **ولو فرغ المؤتم قبل امامہ سکت اتفاقا واما المسبوق**
فیترسل لیفرغ عند سلام امامہ وقیل یتم وقیل یکرر کلمۃ الشھادۃ اور اگر مقتدی اپنے امام سے پیشتر التحیات پڑھ چکے تو چپکا ہو رہے بالاتفاق اور مسبوق قعدہ اخیرہ مین
اتنا ٹھہر کے پڑھے کہ امام کے سلام پھیرنے کے وقت پڑھنے سے فراغت پاوے اور بعض نے کہا ہے کہ التحیات کو پورا کرے اور چپ ہو رہے اور بعضون نے کہا کہ چپ
نرہے کلمہ شہادت کو مکرر پڑھتا رہے شامی نے کہا کہ ان سب اقوال کی تصحیح ہوئی ہے اور قعدہ اگر آخر کا نہو تو انہین مسبوق اور مقتدی برابر ہین **واکتفی المفترض فیما بعد**
الاولیین بالفاتحۃ فانھا سنۃ علی الظاہر ولو زاد لا باس بہ اور فرض پڑھنے والا اکتفا کرے الحمد پر دو پہلی رکعتون کے بعد کی نماز مین یعنی تیسری اور چوتھی رکعت مین
اسلیے کہ الحمد کا پڑھنا اُن رکعتون مین سنت ہے ظاہر روایت پر اور اگر الحمد سے زیادہ انمین پڑھیگا یعنی سورہ ملا دیگا تو کچھ مضائقہ نہین شامی نے کہا کہ اسکی وجہ یہ ہے
کہ پچھلی رکعتون مین قرأت بدون کسی اندازہ کے مشروع ہے اور الحمد پر اکتفا کرنا مسنون ہے واجب نہین تو اسپر زیادہ ملانا سورہ کا خلاف اولی ہوگا **وھو مخیر بین**
قراءۃ الفاتحۃ وصحح العینی وجوبھا وتسبیح ثلثا وسکوت قدرھا وفی النھایۃ قدر تسبیحۃ فلا یکون مسیئا بالسکوت علی المذھب لثبوت التخییر عن علی وابن مسعود اور نمازی
مختار ہے چاہے الحمد پڑھے اور الحمد کے وجوب کی تصحیح کی ہے عینی نے اور چاہے تین بار سبحان اللہ کہے اور چاہے بقدر تین بار سبحان اللہ کہنے کے چپ رہے اور نہایہ مین
چپ رہنا بقدر ایکبار سبحان اللہ کہنے کے ہے اس سے یہ نکلا کہ چپ رہنے سے ظاہر روایت کے بموجب برا کرنیوالا نہوگا مختار اسلیے ہے کہ اختیار دینا حضرت علی مرتضی اور
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما سے ثابت ہے ہم عینی نے وجوب فاتحہ کی تصحیح کی ہے اُسکا مقابل ظاہر الروایہ ہے یعنی اختیار مذکور کہ وہ صحیح ہے **وھو الصارف للمواظبۃ**
عن الوجوب اور یہی تخییر پھیرنے والی ہے مواظبت کو واجب ہونے سے ہم یہ جواب اس سوال کا کہ صحیحین مین ابو قتادہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی
نمازمین پہلی دو رکعتون مین تو الحمد اور دو سورتین پڑھا کرتے تھے اور پچھلی دو مین صرف الحمد تو اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مواظبت الحمد پر پائی جاتی ہے اور
مواظبت بدون ترک کے دلیل ہے واجب ہونیکی اس سے معلوم ہوا کہ الحمد پڑھنا پچھلی دو مین واجب ہے شارح جواب دیتا ہے کہ حضرت علی اور ابن مسعود سے مروی ہے کہ وہ فرمایا کرتے
تھے کہ نمازی کو پچھلی دو رکعتون مین اختیار ہے چاہے قرآن پڑھے چاہے چپ رہے چاہے سبحان اللہ کہے اور یہ اختیار قیاس سے معلوم ہو نہین سکتا تو ان حضرتون سے اسکا مروی
ہونا ایسا ہی ہوا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعا ہو پس تخییر مذکور سے صاف ظاہر ہے کہ حدیث مذکور الصدر مین مواظبت مفید وجوب نہین اگر مفید وجوب ہوتی تو
اختیار ندیا جاتا اور اس جواب سے رد ہوا قول عینی کا کذا فی الشامی **ویفعل فی القعود الثانی الافتراش کالاول وتشھد ایضا وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم** اور دوسرے
قعدہ مین پانون بچھاوے مثل اول قعدہ کے اور التحیات بھی پڑھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے ہم طحطاوی نے کہا بہتر یہ تھا کہ شارح افتراش کی قید نہ لگاتا
تاکہ سب احکام سابقہ ہین دونون قعدے یکسان رہتے اور کیفیت درود کی شرح منیہ مین اسطرح مذکور ہے کہ امام محمد رحمہ سے کسی نے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کسطرح
پڑھین انھون نے فرمایا کہ یون کہے (اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی

الٰہی درود بھیج محمد اور آل محمد پر جیسا تونے درود بھیجا ابراہیم اور آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے الٰہی برکت نازل کر محمد اور انکے آل پر جیسے برکت اتاری تونے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف کیا ہوا بزرگ ہے ۱۲

آل ابراہیم انک حمید مجید) اور یہی طریق درود کا موافق ہی بخاری و مسلم وغیرہما کے کذا فی الشامی وصح زیادۃ فی العالمین وتکرار انک حمید مجید اور درست ہی زیادہ
کرنا فی العالمین کا پہنے بعد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم کے ایکبار جیسے کہ مالک اور مسلم اور ابو داؤد کی روایت مین ہی اور پہلے جملہ مین یعنے کما صلیت کے
بعد یہ لفظ احادیث صحیحہ مین ثابت نہین ہوا کذا فی الشامی اور درست ہی مکرر کرنا انک حمید مجید کا یعنی ایکبار کما صلیت کے بعد اور ایکبار کما بارکت کے بعد جیساکہ
اور مترجم نے دونون جگہ لکھا ہی وعدم کراہۃ الترحم ولو ابتدا ارادو صحیح ہی مکروہ ہونا ترحم کا اگرچہ ابتدا ہی مین ہو مثلاً اگر بدون اللّٰھم صل الخ کے شروع سے اللّٰھم ارحم
محمدا وآل محمد کما رحمت علی ابراہیم الخ کہا تو مکروہ نہوگا اسیطرح اگر دونون جملہ درود مذکور الصدر پر وارحم محمدا وآل محمد زیادہ کیا تو جائز ہوگا فیض مین کہا کہ اس جملہ کا
ترک کرنا بہتر ہی احتیاطاً اور نووی نے اذکار مین کہا کہ اسکا پڑھنا بدعت ہی اور اسکی وجہ غالباً یہ ہی کہ دعا رحمت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تشہد مین کسی معتبر
طریق سے ثابت نہین ہوئی کذا فی الشامی مختصراً وندب السیادۃ لان زیادۃ الاخبار بالواقع عین سلوک الادب فہو افضل من ترکہ ذکرہ الرملی الشافعی وغیرہ اور مستحب ہی
سیدنا کہنا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسم شریف پر اسلیے کہ خبر دینا حقیقت حال کا عین طریق ادب چلنا ہی پس سیدنا
کہنا بہ نسبت اسکے چھوڑنیکے افضل ہی ذکر کیا ہی اسکو رملی شافعی وغیرہ نے ثم طحطاوی نے کہا کہ لفظ زیادت کو حذف کرنا بہتر ہی اسلیے مترجم نے اسکو ترجمہ مین نہین شامل کیا
اور یہ جو کہا کہ خبر دینا واقع کا ادب کی راہ چلنا ہی اس سے یہ غرض ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید الاولین والآخرین ہین تو آپ کے لیے سیدنا پڑھنا مطابق نفس الامر
کے اور مقتضاے ادب ہی اس سے معلوم ہوا کہ درود جو اوپر گذرا اسمین آٹھ جا سیدنا پڑھاوے کیونکہ چار جا آپ کا نام مبارک ہی اور چار جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
کا وما نقل لاتسودونی فی الصلوۃ فکذب وقولہم لاتسیدونی بالیاء لحن ایضا والصواب بالواو اور یہ جو منقول ہی کہ نماز مین مجکو سید مت کہو تو یہ حدیث جھوٹ ہی اور بعض نے جو
لاتسیدونی یا تحتانیہ سے نقل کیا ہی وہ جھوٹ ہونے کے سوا غلط بھی ہی اور صحیح واو سے ہی کیونکہ اسکا مصدر وادی ہی وخص ابراہیم لسلامہ علینا او لانہ سمانا المسلمین او لان
المطلوب صلوۃ یتخذہ بہا خلیلاً اور مخصوص ہوے حضرت ابراہیم علیہ السلام تشبیہ مین بسبب انکے سلام کرنیکے ہم اہل اسلام پر یا اسلیے کہ حضرت ابراہیم نے ہمارا نام مسلمان
رکھا یا اسوجہ سے کہ مطلوب وہ رحمت ہی جس سے خدا تعالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خلیل کرے م یہ جواب ہی سوال مقدر کا تقریر سوال کی یہ ہی کہ صلوۃ و برکت مین تشبیہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیون دی اور انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم کے ساتھ کس وجہ سے نہدی شارح نے اس سوال کے تین جواب دیے اول یہ کہ آپکے ساتھ تشبیہ کا
سبب یہ ہی کہ آپنے معراج کی شب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا کہ اپنی امت کو میرا سلام پہونچانا دوم یہ کہ حضرت ابراہیم نے ہمارا نام مسلمان رکھا چنانچہ خدا تعالی
خبر دیتا ہی (ہو سماکم المسلمین) تو اسکے عوض مین ہماری طرفسے یہ تشبیہ ہوئی سوم یہ کہ مطلوب اس صلوۃ سے یہ ہی کہ اس سے اللہ تعالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خلیل کرے
جیسے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل کیا ہی اور بعض لوگون نے اور جواب بھی دیے ہین منجملہ انکے ایک یہ ہی کہ تشبیہ آپکے ساتھ اسوجہ سے ہی کہ آپ جد امجد ہین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور فضائل مین تشبیہ باپ دادون کے ساتھ مرغوب ہوتی ہی اور ایک یہ کہ آپ باقی رسولون سے افضل ہین اس جہت سے تشبیہ دیگئی اور ایک یہ کہ اہل اسلام کی ملت آپکی ملت
سے ملتی جلتی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی (ملۃ ابیکم ابراہیم) اور ایک یہ کہ آنحضرت صلعم کو آپکی اقتدا کا حکم ہوا جیسے ارشاد ہی ان اتبع ملۃ ابراہیم حنیفا کذا فی الشامی وعلی الاخیر
فالتشبیہ ظاہر او راجع لآل محمد او المشبہ بہ قد یکون ادنی مثل مثل نورہ کمشکوۃ اور وجہ اخیر پر یعنی جب صلوۃ سے مطلوب صلوۃ خاصہ ہو تو تشبیہ ظاہر ہی یعنی وجہ شبہ
خلت ہی یا تشبیہ رجوع کرنیوالی ہی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف یا مشبہ بہ کبھی کمتر ہوتا ہی جیسے قرآن مجید مین ہی کہ کہاوت نور خدا کی جیسے قندیل مین چراغ م یہ بھی جواب
ہی سوال مشہور کا جو علماے قدیم وجدید کرتے ہین اسکی تقریر یہ ہی کہ قاعدہ اکثریہ ہی کہ مشبہ بہ مشبہ سے وجہ شبہ مین اعلی ہوتا ہی اور یہان یہ بات نہین اسلیے کہ جو رحمت و برکت
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی آل کو حاصل ہی وہ حضرت ابراہیم اور انکی آل کی رحمت اور برکت سے اعلی ہی اسلیے کہ حدیث صحیح مین وارد ہی کہ جو کوئی مجھپر ایکبار درود بھیجے
اللہ تعالی اسپر دس بار رحمت بھیجتا ہی اور اسکی دس برائیان دور کرتا ہی اور دس درجہ بلند کرتا ہی اور یہ بات حضرت ابراہیم یا دوسرے پیغمبر کے حق مین وارد نہین تو شارح نے
اسکا جواب یہ دیا کہ یا تو وجہ شبہ صلوۃ خاصہ ہی جو موجب خلت ہی یا یہ کہ تشبیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شریک نہین مشبہ صرف آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی

یا یہ کہ مشبہ بہ کبھی کمتر ہوا کرتا ہی جیسے قرآن مجید مین مشابہت نور الٰہی کی چراغ سے واقع ہوئی ہی حالانکہ نور چراغ کو اس نور سے کچھ نسبت نہین مگر چونکہ نور چراغ محسوس اور واضح تر وجہ شبہ مین ہی اسلیے اُسکو مشبہ بہ کر دیا اسیطرح یہان از بسکہ ابراہیم و آل ابراہیم علیہ السلام پر رحمت و برکت کا ہونا جملہ ملتون مین واضح اور مشہور تھا اسوجہ سے مشبہ بہ کر دیا گیا کذا فی الشامی **وھی فرض عملا بالامر فی شعبان ثانی الہجرۃ مرۃ واحدۃ اتفاقا فی العمر** اور درود فرض ہی عمر بھر مین ایکبار بالاتفاق واسطے عمل کرنیکے امر پر جو شعبان سنہ دو ہجری مین ہوا الطحاوی نے کہا کہ عملا مفعول لہ ہی یعنی فرضیت درود کی اسوجہ سے ہی کہ امر قطعی الثبوت پر عمل ہوا اور اس سے یہ نکلا کہ اسکی فرضیت قطعی ہی صرف عملی نہین تو اسکا منکر کافر ہوگا امر سے مراد یہ آیت ہی (یا ایہا الذین آمنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما) جو دوسرے سال ہجری مین نازل ہوئی اور بعضون نے کہا کہ شب معراج مین **فلو بلغ فی صلوٰۃ ثابتۃ عن الفرض یہر تجابہ** پھر اگر نمازی اپنی نماز مین بالغ ہوا اور قعدہ اخیرہ مین درود پڑھا تو یہ درود قائم مقام فرض کا ہوگا یعنی اسکے بعد درود فرض نرہیگا کذا فی النہر بحثا **و فی المجتبیٰ لایجب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یصلی علے نفسہ** اور مجتبیٰ مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب نہین کہ خود اپنے اوپر صلوٰۃ بھیجین م نہر الفائق مین ہی کہ اسکی وجہ یہ ہی کہ یا ایہا الذین آمنوا مین رسول علیہ السلام شامل نہین بخلاف یا ایہا الناس اور یا عبادی کے کہ اسمین سب شامل ہوتے ہین چنانچہ اصول مین معلوم ہو چکا ہی اور حکمت آپ پر واجب نہونیکی یہ ہی کہ درود دعا ہی اور دعا اپنے نفس کے لیے ہر شخص بالطبع چاہتا ہی اور اپنی خیر منانا ہی تو اسمین کچھ تکلف اور مشقت نہین اور خطاب شرعی کا وجوب اسی امر مین ہوتا ہی جسمین کچھ مشقت اور طبیعت کو کلفت ہو کذا فی الشامی **و اختلف الطحاوی والکرخی فی وجوبہا علی السامع والذاکر کلما ذکر صلے اللہ علیہ وسلم والمختار عند الطحاوی تکرارہ ای الوجوب کلما ذکر ولو اتحد المجلس فی الاصح** اور اختلاف کیا ہی طحاوی اور کرخی نے درود کے واجب ہونے مین سننے والے اور ذکر کرنیوالے پر جتنے بار کہ مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک ہو اور طحاوی کے نزدیک مختار مکرر ہونا وجوب صلوٰۃ کا ہی جتنے بار کہ ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو اگرچہ ایک ہی مجلس مین ہو صحیح تر قول مین ہم شامی نے کہا کہ وجوب صلوٰۃ مین اختلاف ذکر کیا سلام کا ذکر نکیا حالانکہ آیت مین صلوٰۃ اور سلام دونون ہین اسلیے کہ مراد تسلیم سے آیت مین حکم ماننا ہی اور اصح کی قید اسلیے لگائی کہ کافی مین تصحیح اسکی ہی کہ اتحاد مجلس کی صورت مین ایکبار صلوٰۃ کافی ہی اور شرح مقدمہ ابی اللیث مین وجوب کے مکرر ہونے کو طحاوی کے نزدیک بطور کفایہ کہا ہی نہ بطور عین یعنے اگر بعض صلوٰۃ پڑھ لینگے تو کل پر سے وجوب ساقط ہوگا **لا لان الامر یقتضی التکرار بل لانہ تعلق وجوبہا بسبب یتکرر وہو الذکر فیتکرر بتکررہ وتصیر دینا بالترک فیقضے لانہا حق عبد کالتشمیت** بہ وجوب کا مکرر ہونا اسلیے نہین کہ صیغۂ امر تکرار کا مقتضی ہی بلکہ اسلیے ہی کہ وجوب صلوٰۃ ایک سبب مکرر سے متعلق ہی یعنے ذکر سے تو جب سبب مکرر ہوگا وجوب بھی مکرر ہوگا اور درود کے ترک کرنے سے ذمہ پر فرض ہو جائیگا تو اسکی قضا ہوگی اسلیے کہ صلوٰۃ حق عبد ہی جیسے جواب دینا چھینک کا بندہ کا حق ہی اور اسکی قضا ہوتی ہی ہم یہان ایک سوال ہوتا تھا کہ وجوب صلوٰۃ امر کے سبب سے ہی حالانکہ اصول مین ثابت ہو چکا ہی کہ امر کا صیغہ مقتضی تکرار وجوب کا نہین تو مکرر صلوٰۃ کا پڑھنا کسطرح واجب ہوا شارح نے جواب دیا کہ یہ تکرار امر کے تقاضے سے نہین بلکہ سبب کے مکرر ہونے سے اور سبب صلوٰۃ ذکر ہی اسم شریف کا تو جب اسم شریف مکرر ہوگا وجوب صلوٰۃ بھی مکرر ہوگا اور چھینک کے جواب کی تشبیہ صرف قضا مین ہی نہ باقی احکام مین کذا فی الشامی والطحاوی **بخلاف ذکرہ تعالیٰ** بخلاف ذکر اللہ تعالیٰ کے کہ وہ حق پروردگار ہی اسکی قضا نہو گی طحاوی نے کہا کہ یہ کیا ضرور ہی کہ جو حق حقتعالیٰ کا ہو اسکی قضا نہو مثلاً نماز و روزہ حق اللہ مین اور انکی قضا ہوتی ہی تو مراد شارح کی یہ ہی کہ خداوند جلشانہ کا نام سنکر ثنا کرنا واجب ہی اور ایک مجلس مین نام کے مکرر ذکر ہونے سے ایکبار ثنا کافی ہی چنانچہ بحر الرائق مین ہی اھ ملخصا **والمذہب استحبابہ ای التکرار وعلیہ الفتوی** اور مذہب مشہور مستحب ہونا ہی تکرار کا یعنی ایکبار صلوٰۃ واجب ہی اور دوبارہ ذکر شریف ہونے سے صلوٰۃ مستحب ہی اور اسی پر فتوی ہی **والمعتمد من المذہب قول الطحاوی کذا ذکرہ الباقانی تبعا لما صححہ الحلبی وغیرہ** اور مذہب معتمد قول طحاوی کا ہی کہ ہر بار صلوٰۃ واجب ہی ایسا ذکر کیا ہی اسکو باقانی نے بتبعیت تصحیح حلبی وغیرہ کے **ورجحہ فی البحر باحادیث الوعید کرغم والابعاد والشقاء والبخل والجفاء** اور ترجیح دی ہی قول طحاوی کو بحر الرائق مین وعید کی حدیثون سے جیسے وعید ذلیل ہونے اور دور ہونے اور بدبخت ہونے اور بخل اور ستم کی ہم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر صلوٰۃ نہ پڑھنے والے پر ان الفاظ سے وعید احادیث مین آئی ہی اس سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ ہر بار آپکے اسم مبارک کے مذکور ہونے پر واجب ہی وعید رغم کی حدیث اسطرح ہی رغم انف رجل ذکرت عندہ فلم یصل علی

اور ابعاد کی یہ ہی (بعد من ذکرت عندہ فلم یصل علیک) اور شقا کی یون ہی (من ذکرت عندہ فلم یصل علی فقد شقی) اور بخل کی حدیث کے یہ الفاظ ہین (البخیل من ذکرت عندہ فلم یصل علی) اور جفا کے الفاظ یون وارد ہین (من الجفاء ان اذکر عند الرجل فلم یصل علی) کذا فی الطحطاوی عن الحلبی ثم قال فتکون خرجتا فی العمر واجبا کلما ذکر علی الصحیح پھر صاحب بحر نے اس ترجیح کے بعد کہا کہ درود پڑھنا فرض ہی عمر بھر مین اور واجب ہی جتنے بار کہ ذکر نام مبارک کا ہو مذہب صحیح پر وحراما عند فتح التاجر متاعہ ونحوہ اور حرام ہی وقت کھولنے تاجر کے اپنے اسباب کو اور اس جیسے دوسرے وقتو نمین یعنی مکروہ تحریمی ہی شامی نے کہا کہ یہ صورتمین ہی کہ تاجر کو اس درود کے پڑھنے سے خریدار کا جتنانا یا اپنے اسباب کی ترجیح منظور ہو اور اگر اسکا مقصود صرف درود ہوگا تو مکروہ نہوگا اور اسمین ملحق ہی ذکر اللہ تعالی کا جس سے تعظیم مقصود نہو بلکہ دوسرے کو جتانا یا اپنے اسباب کا مروج کرنا مد نظر ہو تو وہ بھی مکروہ تحریمی ہی کذا فی الطحطاوی وسنۃ فی الصلوۃ اور مسنون ہی درود پڑھنا نماز مین یعنی قعدہ اخیرہ کے تشہد کے بعد ومستحبۃ فی کل اوقات الامکان اور درود پڑھنا مستحب ہی سب امکان کے وقتون مین یعنی جسوقت کہ کوئی مانع شرعی نہو اُسمین درود پڑھنا مستحب ہی علمانے اوقات درود کی تصریح اسطرح کی ہی روز جمعہ شب جمعہ روز شنبہ روز یکشنبہ روز پنجشنبہ وقت صبح وقت شام مسجد مین گھسنے کے وقت مسجد سے نکلنے کے وقت قبر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے وقت صفا کے اور مروہ پر جمعہ وغیرہ کے خطبہ مین بعد جواب اذان کے تکبیر کے وقت دعا مانگنے کے شروع اور درمیان اور آخر مین دعاء قنوت کے بعد تلبیہ سے فارغ ہونیکے وقت اجتماع کے وقت جدا ہونیکے وقت وضو کرنیکے وقت کان بولنے کے وقت چیز کے بھول جانیکے وقت وعظ کہنے کے وقت حدیث کے پڑھنے کی ابتدا مین اسکے انتہا کے وقت مسئلہ یا فتوی لکھنے کے وقت تصنیف کے وقت ہر درس دینے والیکو ہر پڑھنے والیکو ہر منگنی کرنیوالیکو ہر نکاح پڑھنے والیکو ہر نکاح پڑھوانے والیکو سب ضروری کامون کے پیشتر آنحضرت صلعم کے نام لکھنے کیوقت کذا فی شرح دلائل الخیرات للفاسی شامی نے کہا کہ ان مواضع مین سے اکثر کی تصریح کتب حنفیہ مین موجود ہی ومکروہۃ فی صلوۃ غیر تشہد اخیر اور درود پڑھنا مکروہ ہی نماز مین بجز اخیر تشہد کے کہ اُسمین مسنون ہی شامی نے کہا کہ استثنا کرنا قنوت وتر کا بھی چاہیے کہ اُسکے آخر مین درود مشروع ہی چنانچہ بحر الرائق مین ہی اور ایسے ہی نماز جنازہ کو استثنا کرنا چاہیے کہ اُسمین بھی درود مسنون ہی تنبیہ درود پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سات جگہ مکروہ ہی حالت جماع حالت بول و براز ترویج مبیع مین لغزش قدم کے وقت تعجب کے وقت ذبح کے وقت چھینکنے کے وقت کذا فی الشرعۃ فلذا استثنی فی النہر من قول الطحاوی مافی تشہد اول اور چونکہ سوا تشہد اخیر کے نماز مین درود مکروہ ہی تو اسلیے نہر الفائق مین طحاوی کے قول سے استثنا کیا ہی اس نام مبارک کو جو تشہد اول مین ہی یعنے بموجب قول طحاوی کے جس جگہ نام مبارک آوے درود واجب ہی مگر قعدہ اول مین باوجود نام پاک آنیکے درود واجب نہین بلکہ مکروہ تحریمی ہی کذا فی الشامی وضمن صلوۃ علیہ لئلا یتسلسل اور مستثنی کیا ہی اس نام کو جو ضمن مین درود شریف کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو تا کہ تسلسل نہو یعنی درود پڑھنا خالی نام مبارک سے نہین تو اگر ہر نام پر درود واجب ہو تو سلسلہ درود کا ختم نہو شامی نے کہا کہ اس صورت کا بھی استثنا کرنا چاہیے کہ نام مبارک قرأت یا خطبہ مین سُنے اسلیے کہ سننا قرأت اور خطبہ کا واجب ہی اور اگر خود قرآن پڑھتا ہو اور نام مبارک آوے تو افضل یہ ہی کہ قرأت نچھوڑے بعد فراغت قرأت کے اختیار ہی چاہے درود پڑھے چاہے نہ پڑھے بل خصہ فی درر البحار بغیر الذاکر لحدیث من ذکرت عندہ فلیحفظ بلکہ درر بحار مین درود کے واجب ہونیکو خاص کیا ہی نام لینے والیکے سوا پر بسبب حدیث من ذکرت عندہ کے تو اُسکو یاد رکھنا چاہیے ہم بعض علمانے طحاوی کے قول پر اعتراض کیا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینے سے درود واجب ہو تو سلسلہ درود کا تمام نہوگا اسلیے کہ درود خالی نام پاک سے نہین ہوتا درر البحار مین طحاوی کیطرف سے یہ جواب دیا کہ وجوب اُسپر ہی جو نام مبارک کو سُنے نہ نام لینے والے پر اسلیے کہ حدیث شریف مین جو وعید وارد ہی وہ نام کو سنکر درود پڑھنے والے پر ہی مثلا (البخیل من ذکرت عندہ فلم یصل علی) یعنی بخیل وہ ہی جسکے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھپر درود نہ پڑھے اس حدیث مین من موصولہ سے سننے والا مراد ہی جسکے روبرو نام لیا گیا تو چاہیے کہ نام لینے والا اور کوئی ہو اور وجہ وجوب کی یہی وعید ہین جو احادیث مین مذکور ہین تو معلوم ہوا کہ وجوب سننے والے ہی پر ہی واز عاج الاعضاء برفع الصوت جہل وانما ہی دعاء لہ والدعاء یکون بین الجہر والمخافتۃ لذا اعتمدہ الباجی فی کنز العفاۃ اور اعضا کا ہلانا آواز کی بلندی کے ساتھ جہالت ہی بلکہ درود تو آدمی کے حق مین دعا ہی اور دعا مانگنا درمیان مین جہر اور اسرار کے ہوتا ہی یعنے نہ چیخ کر نہ بہت آہستہ اسیطرح اعتماد کیا ہی اسپر باجی نے کنز العفاۃ مین ہم یعنی درود پڑھنے مین چیخنا اور ہاتھ پانون یا گردن کا

بلا نا جہالت ہی فتاوی عالمگیری میں کہا کہ قرآن سننے اور وعظ کے وقت میں آواز بلند کرنی مکروہ ہی و صحۃ انہا قد ترد وکلمۃ للتوحید مع انہا اعظم منہا ونقل حدیث الاصفہانی وغیرہ

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی مرۃ واحدۃ فتقبلت منہ محا اللہ عنہ ذنوب ثمانین سنۃ فقید المامول بالقبول اہ رباحی نے تصحیح کی ہی کہ درود شریف بعض اوقات مقبول نہیں ہوتا جیسے کلمہ توحید لا الہ الا اللہ بدون اخلاص کے مقبول نہیں ہوتا باوجودیکہ کلمہ توحید درود شریف سے بزرگی اور افضل ہی کیونکہ جزو ایمان ہی درود شریف کے مقبول نہونیکی وجہ یہ حدیث اصفہانی وغیرہ کی ہی انس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ انھون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے مجھپر ایکبار درود پڑھا اور وہ اُس سے مقبول ہوا تو اللہ اُسکے اسّی برس کے گناہ مٹا دیگا اس حدیث میں ثواب متوقع کو قبول کے ساتھ مقید کیا یعنی اس سے نکلتا ہی کہ کوئی درود نامقبول بھی ہوتا ہی ہم درود پڑھنا بھی ایک عمل ہی تو جیسے اور اعمال مقبول اور نامقبول ہوتے ہین اسیطرح درود شریف کا بھی حال ہی مگر بعض محققین نے فرمایا کہ درود شریف دو تعلق رکھتا ہی ایک ثواب کا ہونا پڑھنے والیکو تو اس سے تعلق مین درود کا حکم اور اعمال کا سا ہی کہ جب موانع اور عوارض سے خالی ہوگا تو موجب ثواب ہوگا اور ایک تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی آپ کے درجات زیادہ کرنیکے حق مین تو اس اعتبار سے درود شریف نامقبول نہین ہوا کرتا کذا فی الطحطاوی بتصرف ودعا بالعربیۃ وحرم بغیرہا نہر لنفسہ وابویہ واستادہ المومنین اور قعدہ اخیرہ مین درود کے بعد دعا پڑھے عربی مین اور حرام ہی دعا پڑھنا عربی کے سوا دوسری زبانمین دعا کرے اپنے لیے اور اپنے مان باپ اور اُستاد کے لیے جو مسلمان ہون ہم دعا درود کے پیچھے اسلیے ہوئی کہ جو کوئی دربار شاہی مین جاتا ہی تو بادشاہ کے خوص کو ضرور سلام کرتا ہی اور شاہنشاہ علی الاطلاق کا خاص الخاص اسکا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور آپ پر درود پڑھنا مقبول ہی تو اس سے توقع ہی کہ اسکے بعد دعا بھی مقبول ہو اور دوسری زبان مین دعا کی حرمت نہر الفائق مین مذکور ہی اس تعلیل سے کہ دوسری زبانمین ایسے الفاظ ہوتے ہین جو منافی تعظیم ہون مفتی ابو السعود نے کہا کہ جب نماز کا شروع کرنا غیر زبانمین جائز ہی تو دعا کیسے حرام ہوگی کذا فی الطحطاوی شامی نے بعد تحقیق کہا کہ غیر زبانمین دعا مکروہ ہی نہ حرام وحرم سوال العافیۃ مدی الدہر او خیر الدارین ودفع شرہما والمستحیلات العادیۃ کنزول المائدۃ قیل والشرعیۃ اور حرام ہی مانگنا تندرستی کا عمر کے سب وقتون مین یعنی سب مرضون سے یا بہتری دونون جہان کی اور دور ہونا دونون جہان کی بُرائیون کا اُن چیزون کا جو عادۃ محال ہین جیسے اُترنا دسترخوان کا آسمان سے اور بعضون نے کہا کہ محال چیزین شرعی بھی مانگنی حرام ہین جیسے دیکھنا پروردگار کا دنیا مین ہم سب مرضون سے عافیت کا مانگنا اسلیے حرام ہوا کہ خدا تعالی نے کسی حکمت کے سبب سے آدمی مین امراض کو پیدا کیا ہی جسکا فائدہ اُسی کیطرف عائد ہوتا ہی تو دعا سے آدمی اُس حکمت کو باطل کیا چاہتا ہی اور خیر دارین کی طلب اسلیے حرام ہوئی کہ بدون شر کے آدمی کو حاصل ہونی محال ہی بعض شر اُسپر ضرور آویگی مثلاً جان کندنی کی سختی ہان اگر خیر سے یہ ارادہ کریگا کہ جو اللہ تعالی کے نزدیک اپنے حق مین خیر ہو تو مضائقہ نہین چنانچہ اس قسم کی دعا حدیث مین وارد ہی اللّٰہم انی اسئلک من الخیر کلہ ما علمت منہ وما لم اعلم واعوذ بک من الشر کلہ ما علمت منہ وما لم اعلم کذا فی الطحطاوی بتصرف والحق حرمۃ الدعاء بالمغفرۃ للکافر لا لکل المومنین کل ذنوبہم بحر اور حق یہ ہی کہ دعا مانگنی کافر کی مغفرت کے لیے حرام ہی نہ سب مومنین کیواسطے اُنکے سب گناہون کے بخشے جانیکی کذا فی البحر یہ رد ہی امام قرافی وغیرہ کا جو یہ کہتے ہین کہ کافر کی مغفرت کی دعا کرنے سے کافر ہوجاتا ہی کیونکہ اللہ تعالی تو اُنکی عدم مغفرت کی خبر دیتا ہی پھر دعائے مغفرت سے اللہ تعالی کا اس خبر مین جھوٹا کرنا ہوا اور وہ یہ بھی کہتے ہین کہ سب ایمانداروں کے سب گناہونکی مغفرت کی دعا حرام ہی اسلیے کہ اس دعا سے تکذیب اُن صحیح حدیثون کی لازم آتی ہی جنمین تصریح ہی کہ کچھ مومنین دوزخ مین اپنے گناہون کے سبب سے بالضرور عذاب پاوینگے تو شارح اس قول کو رد کرتا ہی کہ دعائے مغفرت کافر سے کافر نہین ہوتا بلکہ گنہگار ہوتا ہی کہ دشمنان خدا و رسول کے لیے بہتری چاہتا ہی اسلیے دعا مذکور حرام ہی نہ کفر اور مومنین کے کل گناہون کی مغفرت عقلاً جائز ہی موجب آیت ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء اور ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا کے تو جائز ہی کہ فرط شفقت برادران دینی کی جہت سے اُنکے لیے ایسی دعا مانگے جو جائز الوقوع ہو گو نفس الامر مین واقع نہو کذا یستفاد من الشامی والطحطاوی بالادعیۃ المذکورۃ فی القرآن والسنۃ لا بما یشبہ کلام الناس دعا پڑھے اُن دعاؤن سے جو مذکور ہین قرآن اور حدیث مین نہ اُنسے کہ لوگونکے کلام کے مشابہ ہون طحطاوی نے کہا کہ قرآنکی دعا اگر پڑھے تو نیت قرآن ہونیکی اس سے نکرے اسلیے کہ قرأت قرآن سوائے قیام کے دوسرے رکن مین مکروہ ہی ہم دعا مسنون نماز کے آخر مین پڑھنا بہت اچھا ہی مشکوۃ مین مذکور ہی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے

انتہی مین سوال آیا ہی ہم دعا سب بہتری کا جیکو
مین نہین جانتا اور جسکو نہین
جانتا اور تیری پناہ مانگتا
ہون سب برائیون سے
جنکو مین نہین جانتا اور جنکو
نہین جانتا ۱۲ مسئلہ یہی مضمون
ایت مین ہی ان اللہ لا یغفر ان
یشرک بہ یعنی اللہ تعالی انہین
بخشتا اپنے ساتھ شرک کیے
جانیکو ۱۲ مسئلہ اور بخشتا ہی
اسکے سوا جسکو چاہے ۱۲
مسئلہ بیشک اللہ بخشتا ہی
سب گناہون کو ۱۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مجکو ایک دعا تعلیم فرمایئے کہ نماز مین اُسکو پڑھون آپنے یہ دعا تعلیم فرمائی (اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم) تو امت والونکو چاہیے کہ خاص اسی دعا کو پڑھا کرین فاضطرب فیہ کلامھم ولا سیما المصنف وفی المختار

کما قالہ الحلبی ان ما ھو فی القرآن او فی الحدیث لا یفسد وما لیس فی احدھما ان استحال طلبہ من الخلق لا یفسد والا یفسد لو قبل قدر التشہد دعا کے باب مین فقہا کا کلام پریشان ہو خصوص مصنف کا کہ کہین کچھ ہو اور کہین کچھ اور مختار بموجب قول حلبی کے یہ ہو کہ جو دعا قرآن یا حدیث مین ہو وہ مفسد نماز نہین اور جو دعا کہ قرآن یا حدیث مین سے کسی مین نہین تو اگر اُسکا مانگنا خلق سے محال ہو مثلا اغفر لعمی یعنے میرے چچا کی مغفرت کر تو مفسد نماز نہو گی اور اگر اُسکا مانگنا خلق سے محال نہوگا جیسے یون کہنا کہ آلہی مجکو نمک دے یا تیل دے وغیرہ تو مفسد نماز ہو گی بشرطیکہ دعا مذکورہ مقدار التحیات سے بیشتر ہو ولا تتم بہ ما لم تیذکر سجدۃ فلا تفسد بسوال المغفرۃ مطلقا

ولو لعمی او لعمرو وکذا الرزق ما لم یقیدہ بمال ونحوہ لاستعمالہ فی العباد مجازا اور اگر مقدار التحیات سے بیشتر نہ پڑھے بلکہ اسقدر کے بعد پڑھے تو نماز اس سے پوری ہوجایگی یعنی کراہت تحریمی کے ساتھ کذا فی الطحطاوی نماز پوری ہو گی جبتک کہ سجدہ نماز یا تلاوت یاد نہ پڑے تو فاسد نہو گی دعاے مغفرت سے مطلقا یعنی خواہ وہ دعا قرآن مین ہو یا نہو اگرچہ دعا یون کرے کہ آلہی بخشدے میرے چچا یا عمرو کو اور اسیطرح فاسد نہو گی نماز طلب رزق سے اگر اُسکو مقید بمال وغیرہ سے نکریگا واسطے مستعمل ہونے رزق کے بندون مین بطور مجاز کے م سجدۂ تلاوت اور سجدۂ نماز کے یاد نہ پڑنیکی قید اسلیے لگائی کہ اُنکے یاد ہونے سے قاعدہ اخیرہ باطل ہوجاتا ہو تو دعا نماز کے بیچ مین واقع ہو گی اسلیے مفسد ہو گی اور طلب رزق مین مال کی قید اسلیے لگائی کہ رزق تو خاص خدا تعالی کا کام ہو بندہ صرف اُسکا سبب یعنی مال پہونچا سکتا ہو اسلیے رزق مقید بمال سے نماز فاسد ہو گی مثلا یون کہنے سے کہ آلہی مجکو مال روزی کر اور چونکہ بندے کے اختیار مین سبب رزق کا ہو نہ رزق اسلیے شارح نے بتلا دیا کہ رزق دینے کا استعمال بندون کے حق مین مجازا ہوا کرتا ہو نہ حقیقۃ **ثم یسلم عن یمینہ ویسارہ** حتی یری بیاض خدہ پھر سلام پھیرے منھ پھیر کر داہنے اور بائین کو بقدر کہ سفیدی اُسکے رخسار کی پیچھے کے نماز پڑھنے والیکو دکھائی دیوے یعنی داہنے رخسار کی داہنی طرف کو منھ پھیرنے مین اور بائین کی بائین طرف کو پھیرنے مین ہم کال تر سلام پھیرنے مین یہ کہنا ہو داہنے اور بائین السلام علیک ورحمۃ اللہ تو اگر صرف السلام علیکم یا سلام علیکم کہیگا تو کافی ہو گا مگر تارک سنت ہو گا اور داہنے بائین کو منھ پھیرنا بھی سنت ہو کذا فی الطحطاوی ولو عکس سلم عن یمینہ فقط ولو تلقاء وجہہ سلم عن یسارہ اخری اور اگر اُلٹا کیا یعنی بائین طرف اول سلام پھیرا اور داہنی طرف پیچھے تو سلام پھیرے صرف اپنے داہنی طرف اور اگر سلام پھیرا اپنے سامنے کیطرف تو دوسرا سلام بائین طرف کو پھیر دے یعنی سامنے کا سلام قائم مقام داہنی طرف کے ہوجائیگا ولو نسی الیساری اتی بہ ما لم یستدبر القبلۃ فی الاصح اور اگر بائین کو سلام پھیرنا بھول گیا تو اُسکو ادا کرے جبتک کہ قبلہ کو پشت نہ پھیری ہو صحیح تر قول مین اور نہ کلام کیا ہو شامی نے کہا کہ بحرالرائق مین ہو کہ سلام کو ادا کرے جبتک کہ مسجد سے نہ نکلا ہو گو قبلہ کو پشت کر لی ہو اسلیے شارح نے اصح کی قید لگا دی کہ بحرالرائق کا قول نکلجاوے وینقطع التحریمۃ بتسلیمۃ واحدۃ برہان وقد مر اور منقطع ہوجاتی ہی تحریمہ ایک طرف کے سلام پھیرنے سے کذا فی البرہان اور یہ مسئلہ بیشتر گذرا یعنی واجبات

نماز مین بیان ہو چکا ہو کہ اقتدا اتمام ہوجاتا ہو سلام اول پر بیشتر لفظ علیکم کے وفی التاتارخانیۃ ما شرع فی الصلوۃ مثنی فلواحد حکم المثنی فیحصل التحلیل بسلام واحد کما یحصل بالمثنی وتتقید الرکعۃ بسجدۃ واحدۃ کما تتقید بسجدتین اور تاتارخانیہ مین ہو کہ جو چیز نماز مین دو مشروع ہوئی ہو تو اُنمین سے ایک کے لیے حکم دو کا ہو اس سے یہ نکلا کہ نماز سے حلال ہونا ایک سلام سے حاصل ہوجاتا ہو جیسے دو سے حاصل ہوتا ہو اور رکعت ایک سجدہ سے مقید ہوجاتی ہو جیسے دو سے ہوتی ہو یعنی اگر قعدہ اخیرہ بھول کر مثلا کھڑا ہو گیا اور ایک رکعت زائد پڑھی تو تبھی رکعت مذکور کو ایک سجدہ سے مقید کریگا فرض باطل ہوجاینگے الا مام ان اتم التشہد کما مر اور مقتدی سلام پھیرے امام کے ساتھ ہی اگر التحیات پڑھ چکا ہو چنانچہ گذر گیا یعنی التحیات پوری نکی ہو تو اُسکو پوری کر کے سلام پھیرے اسلیے کہ التحیات بھی واجب ہو اور متابعت امام بھی واجب ہو حالانکہ دوسری ترجیح اول پر نہین کذا فی الحلبی ولا یخرج المؤتم بخروج سلام الامام بل بقھقہۃ وحدثہ عمدا لانتفاء حرمتھا فاالسلام اور نہین نکلتا ہو مقتدی نماز سے امام کے سلام جیسی چیز سے بلکہ اُسکے کھلکھلا کر ہنسنے اور قصدا بیوضو ہوجانے سے مقتدی نماز سے باہر ہوجائیگا بسبب نرہنے حرمت نماز کے تو ان صورتین مقتدی سلام نہ پھیرے م

پہلی صورت اسطرح ہی کہ قعدہ اخیرہ کے بعد امام نے سلام پھیرا یا کلام کیا یا اور کوئی بات کی جس سے نماز پوری ہوگئی فاسد نہوئی تو ایسی صورت مین مقتدی نماز سے باہر نہوگا بلکہ اُسپر سلام پھیرنا واجب ہی اور قہقہہ اور قصداً حدث نماز کے مفسد ہین تو چونکہ بعد تمامی ارکان کے پائے گئے اسلیے کچھ ضرر نکرینگے اور سلام کا پھیرنا بھی واجب نہوگا نہ امام پر نہ مقتدی پر کذا فی الشامی ولو اتمہ قبل امامہ فتکلم جاز و کرہ فلو عرض مناف تفسد صلوۃ الامام فقط اور اگر مقتدی نے تشہد کو اپنے امام سے پہلے پورا کر لیا پھر بول پڑا تو نماز درست ہوئی اور یہ فعل مکروہ ہوگا کیونکہ متابعت امام کی بدون عذر کے ترک کی اب اگر مقتدی کے کلام کرنیکے بعد کوئی نماز کا منافی امام کو درپیش ہوگا تو صرف امام کی نماز فاسد ہوجائیگی مقتدی کی نہوگی کیونکہ وہ تو منافی کے پیش ہونے سے پہلے ہی نماز سے علیحدہ ہوگیا ہی کالتحریمۃ مع الامام وقالا الافضل فیھما بعدہ سلام پھیرے مثل تکبیر تحریمہ کے امام کے ساتھ ہی نہ پیچھے اور صاحبین نے کہا کہ افضل تحریمہ اور سلام مین یہی ہی کہ بعد امام کے ہو قائلا السلام علیکم و رحمۃ اللہ ھو السنۃ سلام پھیرے یہ کہتا ہوا السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہ ان الفاظ کا کہنا سنت ہی وصرح الحدادی بکراھۃ علیکم السلام وانہ لایقول ھنا وبرکاتہ اور حدادی نے تصریح کی ہی علیکم السلام کے مکروہ ہونیکی اور اس بات کی کہ وبرکاتہ بعد رحمۃ اللہ کے نکہے یہان سلام پھیرنے مین بلکہ یہ لفظ التحیات مین کہے وجعلہ النووی بدعۃ وردہ الحلبی اور وبرکاتہ کہنے کو نووی نے بدعت قرار دیا ہی اور حلبی شارح منیہ نے نووی کے قول کو رد کیا ہی یہ کہکر کہ سنن ابی داؤد مین بروایت وائل بن حجر باسناد صحیح یہ لفظ وارد ہی پھر بدعت کیسے ہوسکتا ہی وفی الحاوی انہ حسن اور حاوی قدسی مین ہی کہ یہ لفظ کہنا بہتر ہی وسن جعل الثانی اخفض من الاول وخصہ فی المنیۃ بالامام واقرہ المصنف اور مسنون ہی دوسرے سلام کو بہ نسبت اول کے پست کہنا منیہ مین اس بات کو امام کے لیے خاص کیا ہی یعنی مقتدی اور منفرد دونون طرف یکسان آواز سے سلام پھیرے اور ثابت رکھا ہی منیہ کے قول کو مصنف نے وینوی الامام بخطابہ السلام علی من فی یمینہ ویسارہ ممن معہ فی صلوتہ ولو جنا او نساء اما سلام التشہد فیعم لعدم الخطاب والحفظۃ فیھما بلانیۃ عدد کالایمان بالانبیاء اور نیت کرے امام اپنے خطاب السلام علیکم سے سلام اُن لوگون پر جو اُسکے داہنے اور بائین طرف اُسکے نماز مین شریک ہین گو جن یا عورتین ہون اور سلام تشہد کا یعنی السلام علینا عام ہی سب مسلمانون پر بسبب نہونے خطاب کے اور نیت کرے فرشتون محافظا کے دونون سلامون مین بدون نیت شمار کے جیسا ایمان لانا انبیا علیہم السلام پر بدون شمار کے ہم محافظ فرشتون کی تعداد مین اختلاف ہی بعض کہتے ہین کہ ہر مومن کے ساتھ دو ہین اور بعضون کے نزدیک چار اور کسی کے نزدیک پانچ اور کسی کے دس اور کسی کے ایک سو ساٹھ اور اسکا پورا بیان منیہ کی شرحون مین ہی کذا فی الشامی و قدم القوم لان المختار ان خواص بنی آدم وھم الانبیاء افضل من کل الملئکۃ وعوام بنی آدم وھم الاتقیاء افضل من عوام الملئکۃ والمراد بالاتقیاء من اتقی الشرک فقط کالفسقۃ کما فی البحر عن الروضۃ واقرہ المصنف اور مصنف نے اول قوم کو یعنی آدمیون کو مقدم کیا فرشتون سے اسلیے کہ مختار یہ کہ بنی آدم کے خواص جو انبیا ہین وہ سب فرشتون سے افضل ہین اور بنی آدم مین کے پرہیزگار عوام فرشتون سے افضل ہین اور مراد پرہیزگارون سے وہ لوگ ہین جو صرف شرک سے پرہیز کرتے ہین جیسے فاسق چنانچہ بحر مین روضہ سے منقول ہی اور مصنف نے اُسکو ثابت رکھا ہی ہم کتاب روضۃ العلما امام ابی الحسن بخاری کی تالیف ہی اُسمین لکھا ہی کہ امت کا اجماع ہی اسپر کہ انبیا سب مخلوق سے افضل ہین اور اُنمین سے افضل سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور بعد انبیا کے سب خلق سے افضل خواص ملائکہ ہین یعنے جبریل اور اسرافیل اور میکائیل اور عزرائیل اور حاملین عرش اور روحانی اور رضوان اور مالک علیہم السلام اور صحابہ اور تابعین اور شہدا اور صالحین باقی فرشتون سے افضل ہین اب اسکے بعد اختلاف ہی امام صاحب تو فرماتے ہین کہ سب اہل اسلام باقی فرشتون سے افضل ہین اور صاحبین کہتے ہین کہ باقی فرشتے عوام مسلمانون سے افضل ہین غرضکہ بشر تین قسم ہین خواص مثل انبیا اور اوساط مثل صحابہ وصلحا اور عوام مثل باقی لوگون کے اور فرشتے دو قسم ہین خواص جو اوپر مذکور ہوے اور عوام جو انکے سوا ہین تو فضلیت بالاتفاق تین درجہ تک ہی یعنی سب مین افضل خواص بشر ہین پھر خواص ملائک پھر اوساط بشر اور اسکے بعد اختلاف ہی امام کے نزدیک باقی لوگ افضل ہین عوام ملائک سے اور صاحبین کے نزدیک عوام ملائک افضل ہین کذا فی الشامی بتصرف قلت وفی مجمع الانہر تبعا للقہستانی خواص البشر واوساطہ افضل من خواص الملئکۃ واوساطہ عند اکثر المشائخ مین کہتا ہون اور مجمع الانہر مین بہ تبعیت قہستانی مذکور ہی کہ خواص بشر افضل ہین خواص ملائکہ سے اور اوساط بشر افضل ہین اوساط ملائکہ سے اکثر

٭ انہ انفتا۔ [illegible] سے حدیث مین ہی [illegible] السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین [illegible] کہتا ہی تو ہر بندۂ نیکبخت کو آسمان و زمین مین یہ سلام پہونچتا ہی ۱۲ منہ

مشائخ کے نزدیک م شامی نے کہا کہ اس عبارت مین الف و نشر مرتب ہی تو یمین اور روضہ کی عبارت مین کچھ منافات نہین اتنا فرق ہی کہ یمین ادنی بشر کا ذکر نہین کیا
اسوجہ سے کہ اُنمین اختلاف ہی چنانچہ اوپر بیان ہوا وہل تتغیر الحفظۃ قولان اور کیا محافظ فرشتے بدلتے رہتے ہین یا نہین انمین دو قول ہین م بعض علما فرماتے ہین کہ بدلتے
رہتے ہین کیونکہ حدیث صحیح مین بخاری و مسلم کی وارد ہی کہ تمپر رات کو اور دن کو فرشتے پیاپی آتے ہین اور نماز صبح اور عصر مین جمع ہو جاتے ہین پھر جو تم مین رہے ہوتے ہین
وہ اوپر چڑھ جاتے ہین الحدیث اس حدیث مین قاضی عیاض وغیرہ نے جمہور علما سے نقل کیا ہی کہ مراد ان فرشتون سے محافظ یعنی کرام کاتبین ہین اور دوسرا قول یہ ہی کہ
وہ دونون فرشتے آدمی کی زندگی تک نہین بدلتے اسلیے کہ حضرت انس رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اپنے ایماندار بندہ پر دو فرشتے معین
کیے ہین کہ وہ اُسکا عمل لکھا کرتے ہین جب وہ مرجاتا ہی تو وہ جناب الہی مین عرض کرتے ہین کہ فلان شخص مر گیا ہمکو تو اجازت دے کہ ہم آسمان پر چڑھ آوین اللہ جلشانہ فرماتا ہی کہ میرا
آسمان فرشتون سے پر ہی جو میری تسبیح پڑھتے ہین پھر وہ عرض کرتے ہین کہ تو ہم زمین مین ٹھہرین اللہ تعالی فرماتا ہی کہ میری زمین میرے مخلوق سے پر ہی جو مجکو پاکی سے یاد
کرتے ہین پھر وہ دونون عرض کرتے ہین کہ اب ہم کہان رہین اللہ تعالی فرماتا ہی کہ میرے بندہ کی قبر پر ٹھہرو اور میری تکبیر اور تہلیل اور میرا ذکر کرو اور ان سبکو میرے بندہ کے
لیے قیامت تک لکھتے رہو کذا فی الشامی ویفارقہ کاتب السیئات عند جماع وخلاء وصلوۃ اور علیحدہ ہو جاتا ہی آدمی سے لکھنے والا برائیون کا وقت صحبت کرنے اور پاخانہ پھرنے
اور نماز پڑھنے کے م طحطاوی نے کہا کہ شارح اس عبارت مین بحر الرائق کا تابع ہوا حالانکہ مفارقۃ جماع اور بیت الخلا مین دونون فرشتے کرتے ہین چنانچہ شرح جوہرہ مین ہی تو پھر
تخصیص کاتب سئیات کی کیا ہی ہان نماز مین چونکہ کاتب سئیات اپنے لکھنے کی چیز نہین پاتا تو علیحدہ ہونا خاص اُسکا گنجائش رکھتا ہی والمختار ان کیفیۃ الکتابۃ والمکتوب فیہ
مما استاثر اللہ بعلمہ اور مختار یہ ہی کہ کیفیت فرشتون کے لکھنے کی اور جس چیز مین وہ لکھتے ہین اُسکا حال اُن اشیا مین ہی جنکا علم اللہ تعالی کو مخصوص ہی نعم فی حاشیۃ الاشباہ تکتب
فی رق بلا حرف کثبوتہا فی العقل وہو احد ما قیل فی قولہ تعالی والطور وکتاب مسطور فی رق منشور ہان حاشیہ اشباہ مین ہی کہ کاتب اعمال ورق مین بدون حرفون کے
لکھتے ہین جیسے معلومات عقل مین بدون حرفون کے رہتے ہین اور یہ قول ایک ہی اُن اقوال مین سے جو اس آیت کی تفسیر مین کیے گئے ہین (والطور وکتاب مسطور
فی رق منشور) یعنی قسم ہی طور کی اور قسم ہی کتاب لکھی ہوئی کی کشادہ ورق مین یعنی لوح محفوظ کی م شامی نے کہا کہ جب قول مختار شارح لکھ چکا تھا تو اُسکے مقابل کے لکھنے کی
ضرورت نہ تھی وصحح النیسابوری فی تفسیرہ انہما یکتبان کل شئی حتی الانین اور نیشاپوری نے اپنی تفسیر مین اس امر کی تصحیح کی ہی کہ وہ دونون فرشتے ہر چیز کو لکھتے ہین یہانتک
کہ آدمی کے آہ کرنے اور کراہنے کو بھی لکھتے ہین شامی نے کہا کہ اس سے یہ نکلتا ہی کہ ضروری چیزون کو مثل سانس لینے اور نبض وغیرہ کی حرکت کو بھی لکھتے ہین قلت وفی
تفسیر الدمیاطی یکتب المباح کاتب السیئات ویمحی یوم القیامۃ مین کہتا ہون اور تفسیر دمیاطی مین ہی کہ مباح چیز کو بدیون کا کاتب لکھتا ہی اور قیامت کے دن مٹا دیگا م
اوپر جو بیان کیا تھا کہ دونون کاتب ہر چیز کو لکھتے ہین اب اُسکی تفصیل کی خلاصہ یہ کہ اعمال تین قسم ہین ایک وہ جنمین ثواب ہو دوم وہ جنمین عذاب ہو سوم مباح جنمین
نہ ثواب ہو نہ عذاب تو ثواب کے اعمال کو کاتب حسنات کا لکھتا ہی اور باقی کو کاتب سئیات کذا فی الشامی وفی تفسیر الکازرونی المعروف بالاخوین الاصح ان الکافر ایضا
تکتب اعمالہ الا ان کاتب الیمین کالشاہد لکاتب الیسار اور تفسیر کازرونی محشی بیضاوی مین جو اخوین کے نام سے مشہور ہی لکھا ہی کہ صحیح تر قول یہ ہی کہ کافر کے اعمال بد ہی
لکھے جاتے ہین مگر داہنا کاتب مثل گواہ کے رہتا ہی بائین پر م یعنی جب کافر کے اعمال بد ہی لکھے جاتے ہین تو ضرورت داہنے فرشتے کی کیا ہی اسلیے شارح نے جواب دیا کہ وہ
گویا بائین کا گواہ ہی طحطاوی نے کہا کہ شارح نے یہ قول نہر الفائق سے نقل کیا ہی اور یمین کازرونی کی جگہ خازمی بجا مہملہ ذا معجمہ و میم در آخر ہی اور یہی صحیح ہی وفی البرہان
ان ملئکۃ اللیل غیر ملئکۃ النہار وان ابلیس مع ابن آدم بالنہار وولدہ باللیل اور برہان مین ہی کہ رات کے فرشتے غیر ہین دن کے فرشتون کے بسبب حدیث صحیحین کے جو اوپر گذری
اور یہ کہ ابلیس ہر ابن آدم کے ساتھ رہتا ہی دن کو اور اُسکی اولاد ساتھ رہتی ہی رات کو طحطاوی نے کہا کہ ابلیس کی اولاد مین کئی قول ہین بعضون کے نزدیک اُسکی جورو سے ہوئی ہی
اور بعضون کے نزدیک وہ انڈے دیتا ہی اور بعض کہتے ہین کہ اُسکی ایک ران مین علامت نر ہے اور دوسری مین علامت مادہ وہ خود اپنی ذات سے صحبت کرتا ہی وفی صحیح
مسلم ما منکم من احد الا وقد وکل اللہ بہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملئکۃ قالوا وایاک یا رسول اللہ قال وایای ولکن اللہ اعاننی علیہ فاسلم یروی بفتح المیم وضمہا اور صحیح مسلم مین ہی

کہ تم مین سے کوئی ایسا نہین جسپر خدا تعالی نے مقرر نکیا ہو اُسکا ساتھی شیطانون سے یعنی جو بُرائی پر دلالت کرتا ہی اور اُسکا ساتھی فرشتون سے جو خیر پر دلالت کرتا ہی
لوگون نے عرض کیا اور آپ پر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا کہ مجھپر بھی میرا قرین مقرر ہی لیکن اللہ تعالی نے مجکو اُسپر غالب کر دیا ہی تو وہ مسلمان ہو گیا ہی یعنی
سوا خیر کے اور بات مجھسے نہین کہتا شارح نے کہا کہ اسلم میم کے فتحہ اور ضمہ دونون سے مروی ہی میم کے زبر سے صیغۂ ماضی باب افعال سے اور ضمیر مستتر قرین کیطرف
ہوگی جسکا ترجمہ اوپر لکھا گیا اور میم کے ضمہ سے صیغۂ واحد متکلم مصدر سلامت سے ہوگا تب یہ معنی ہونگے کہ اللہ تعالی نے میری اعانت فرمائی تو مین اُس سے بچا رہتا
ہون **ویزید الموتم السلام علی امامہ فی التسلیمۃ الاولی ان کان الامام فیہما والا ففی الثانیۃ ونواہ فیہما لو محاذیا** اور مقتدی قوم اور فرشتون کی نیت پر
زیادہ کرے سلام اپنے امام پر داہنی طرف کے سلام مین اگر امام اسطرف ہو ورنہ بائین طرف کے سلام مین نیت امام کی کرے اور اگر امام اُسکے سامنے ہو تو دونون سلامون مین امام
کی نیت کرے **وینوی المنفرد الحفظۃ فقط لم یقل الکتبۃ لیعم الممیز اذ لا کتبۃ معہ** اور منفرد صرف محافظ فرشتون کی نیت کرے شارح کہتا ہی کہ مصنف نے کتبہ نکہا حفظہ کہا
تاکہ عام ہو وے تمیز وار لڑکے کو اسلیے کہ اُسکے ساتھ کاتب اعمال نہین شامی نے کہا کہ اس صورت مین مراد محافظون سے محافظین ذات ہین نہ محافظین اعمال لیکن صحیح یہ ہی کہ
لڑکے کے حسنات لکھے جاتے ہین اور اُنکا ثواب اُسیکو ملیگا اور ماں باپ کو ثواب تعلیم کا ہوگا کما فی الاتقانی تو اس سے معلوم ہوتا ہی لڑکے کے لیے کاتب حسنات ہوتا ہی
ولعمری لقد صار ہذا کالشریعۃ المنسوخۃ لا یکاد ینوی احد شیئا الا الفقہاء وفیہم نظر اور قسم ہی اپنی جان کی کہ یہ یعنے سلام مین نیت قوم اور محافظین کی کرنی منسوخ شریعت
کیطرح ہو گئی ہی گویا کوئی کچھ نیت ہی نہین کرتا بجز علما کے اور اُنین بھی کلام ہی یعنی احتمال ہی کہ وہ نیت کرتے ہون یقینی نہین م واقع مین شارح کا قول درست ہی اگر
لاکھ آدمیون سے پوچھو کہ تمنے اپنے سلام مین کیا نیت کی تو کوئی جواب شافی نہ دیگا **ویکرہ تاخیر السنۃ الا بقدر اللہم انت السلام الخ** اور مکروہ ہی فرضون کے بعد سنتونکی تاخیر
کرنی مگر بقدر پڑھنے اللہم انت السلام الخ کے ہم پوری دعا اسطرح ہی (اللّٰہم انت السلام منک السلام تبارکت یاذا الجلال والاکرام) یعنی فرض پڑھنے کے بعد صرف اسقدر
دیر کرے جسمین یہ دعا یا اُسکے برابر کوئی اور پڑھ لے زیادہ دیر کرنی مکروہ ہی اسوجہ سے کہ مسلم اور ترمذی مین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بعد سلام کے اتنا ہی بیٹھتے تھے کہ یہ کلمات فرمالین شامی نے کہا کہ احادیث مین جو وظائف بعد نمازون کے آئے ہین اُن حدیثون مین یہ ذکر نہین کہ سنتون سے پہلے
اُنکو پڑھنا چاہیے بلکہ اسی پر محمول ہین کہ بعد سنتون کے پڑھے جائین کیونکہ سنتین فرضون کی تابع ہین اُنسے اجنبی نہین تو جو ذکر سنتون کے بعد ہوگا وہ فرضون کے بعد
کہلائیگا **وقال الحلوانی لا باس بالفصل بالاوراد واختارہ الکمال قال الحلبی ان ارید بالکراہۃ التنزیہیۃ ارتفع الخلاف** اور حلوانی نے کہا کہ کچھ مضائقہ نہین فرضون اور
سنتون مین وظیفون کے فاصلہ کرنے کا اور پسند کیا ہی اس قول کو کمال الدین محقق نے حلبی نے کہا کہ اگر کراہت سے تنزیہی کراہت مراد لیجاے تو خلاف دور ہو جاے
یعنے جو لوگ فصل کو مکروہ کہتے ہین اُنکے قول اور حلوانی کے قول مین اختلاف جاتا رہے تو دونون قائلون کے نزدیک مقدار (اللہم انت السلام الخ) سے زیادہ
بیٹھنا مکروہ تنزیہی ہوگا **قلت وفی حفظی حملہ علی القلیلۃ** مین کہتا ہون اور میری یاد مین حلوانی کے قول کا محمول کرنا ہی تھوڑے وظائف پر یعنے
حلوانی نے جو فاصلہ اوراد کو لا باس کہا ہی تو اوراد سے مراد تھوڑے وظائف ہین بقدر اللہم انت السلام الخ کے تو اس تقریر سے بھی خلاف جاتا رہا **ویستحب ان یستغفر
ثلثا ویقرا آیۃ الکرسی والمعوذات ویسبح ویحمد ویکبر ثلثا وثلثین ویہلل تمام المائۃ ویدعو ویختم بسبحان ربک** اور مستحب ہی کہ تین بار استغفار پڑھے اور آیۃ الکرسی اور معوذات یعنی
سورۂ ناس اور سورۂ فلق اور سورۂ اخلاص پڑھے اور سبحان اللہ ۳۳ بار اور الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۳ بار کہے یہ تینون کلمہ ملکر ۹۹ ہوے تو سو پورا کرنیکو ایکبار لا الہ
الا اللہ کہے اور دعا مانگے اور دعا کو سبحان ربک الآیہ پر تمام کرے م کیفیت استغفار کی امداد الفتاح مین یون ہی (استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واتوب
الیہ) اور سو پورا کرنے کے لیے بعض احادیث مین یون وارد ہی (لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئ قدیر) اور ان چارون کلمات کو سو بار
پڑھنا تسبیح فاطمی کہلاتا ہی **وفی الجوہرۃ یکرہ للامام التنفل فی مکانہ لا للموتم** اور جوہرہ مین ہی کہ مکروہ ہی امام کو نفل پڑھنا اپنی جگہ مین نہ مقتدی کو یعنی مکروہ تنزیہی ہی
چنانچہ خانیہ کی عبارت اسپر دال ہی کذا فی الشامی **وقیل یستحب کسر الصفوف** اور بعضون نے کہا کہ مستحب ہی امام کو نفل پڑھنے کے لیے صفون کا چیرنا

شامی نے کہا کہ بدائع اور ذخیرہ مین اس قول کو امام محمد سے نقل کیا ہی اور محیط مین تصریح کی ہو کہ صفون کا چیرنا سنت ہی اور حلیہ مین کہا کہ ان سب سے بہتر یہ ہو کہ نفلین اپنے
گھر مین پڑھے اگر کسی مانع کا خوف نہو وفی تاتارخانیہ یستحب للامام التحول لیمین القبلۃ یعنی یسار المصلی لتنفل وودرد اور خانیہ مین ہو کہ مستحب ہی امام کو پھرنا قبلہ کے داہنی طرف یعنی
نمازی کے بائین طرف نفل پڑھنے یا وظیفہ پڑھنے کو وذخیرہ فی المنیۃ بین تحویلہ یمینا وشمالا وامامًا وخلفا وذہابہ لبیتہ واستقبالہ الناس بوجہہ ولو دون عشرۃ مالم یکن بحذائہ
مصل ولو بعیدا علی المذاہب اور منیہ مین امام کو اختیار دیا ہی چاہے داہنے کو پھرے چاہے بائین کو چاہے آگے اور پیچھے کو چاہے گھر کو جاوے چاہے لوگون
کیطرف اپنا منھ کرے اگرچہ جماعت دس سے کم ہووے بشرطیکہ امام کے سامنے کوئی نمازی نہو گو دور نماز پڑھتا ہو ظاہر مذہب کے بموجب منیہ مین اختیار دینے کی وہ صورت
ہی جسمین فرضون کے بعد سنتین ہون اور لوگون کے طرف منھ کرنے کی وہ صورت ہی کہ فرضون کے بعد سنتین نہون اور دس مردون سے کم کی قید اسلیے لگائی کہ جن
لوگون نے یہ کہا ہو کہ دس مردون کی جماعت ہو تو منھ کرے نہین تو نکرے اُن لوگون کا قول بے اصل ہی اور یہ جو کہا کہ امام کے سامنے کوئی نمازی نہو اگرچہ دور ہی
پڑھتا ہو تو یہ ذخیرہ مین مذکور ہی مگر حلیہ مین یون کہا ہو کہ جب امام کے اور نمازی کے بیچ مین کوئی تیسرا شخص ہو جسکی پشت نمازی کی جانب ہو تو امام کے منھ پھیرنے مین
کچھ کراہت نہین تیسرا شخص بجاے سترہ کے ہو جائیگا چنانچہ فقہانے تصریح کی ہو کہ اگر ایک شخص کے منھ کیطرف نماز پڑھے اور دونون کے درمیان تیسرا شخص ہو جسکی
پشت نمازی کیطرف ہو تو مکروہ نہوگا اور شاید ظاہر مذہب مین امام محمد نے تیسرے شخص کے حائل ہونیکی اسلیے قید نہین لگائی کہ اُسکا حال تو معلوم ہی ہی انتہی کذا فی الشامی

فصل

یہ فصل ہی قرارت کے احکام مین چونکہ اور ارکان کے نسبت کر قرات سے زیادہ احکام متعلق تھے اسلیے انکو جداگانہ بیان کیا **ویجہر الامام** وجوبا بحسب الجماعۃ فان
زاد علیہ اساء اور پکار کر پڑھے امام بطور واجب موافق جماعت کے یعنی جسقدر جماعت ہو اُسیقدر آواز بلند کرے پھر اگر حاجت سے زیادہ پکار کر پڑھیگا تو برا کریگا ہم وجہہ
کی مواظبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو جہر پر کذا فی الطحطاوی ولو ائتم بہ بعد الفاتحۃ او بعضہا سرا اعادہا جہرا بحر لکن فی اٰخر شرح المنیۃ ائتم بہ بعد الفاتحۃ یجہر بالسورۃ ان
قصد الامامۃ والا فلا یلزمہ الجہر اور اگر اقتدا کیا نمازی کا کسی نے بعد کل فاتحہ یا تھوڑی سی فاتحہ آہستہ پڑھنے کے تو فاتحہ کو جہر سے اعادہ کرے کذا فی البحر لیکن آخر شرح منیہ مین
ہو کہ اقتدا کیا نمازی کا بعد فاتحہ کے تو وہ سورہ کو پکار کر پڑھے اگر امام ہونیکا قصد کرے ورنہ پکار کر پڑھنا اسکو ضرور نہین م بحر الرائق مین وجہ اعادہ کرنے کی یہ لکھی ہی
کہ دوسرے کے اقتدا کی سبب سے جہر اُسپر واجب ہو گیا اب اگر صرف باقی قرارت کو پکار کر پڑھتا ہی تو ایک ہی رکعت مین آہستہ پڑھنا اور پکار کر پڑھنا جمع ہوا جاتا ہے
حالانکہ یہ امر برا ہی اور اگر آہستہ پڑھتا ہی تو جہر کے واجب ہونیکے بعد آہستہ پڑھنا واجب کا ترک ہی اسلیے اعادہ جہر سے ضرور رہوا اور اس قول کو خلاصہ سے نقل کیا ہی اور
خلاصہ مین اصل سے منقول ہی پس قول شرح منیہ کا جو شارح نے لکھا ضعیف ہی اور یہ جو کہا کہ اگر امامت کا قصد کرے یہ بھی ضعیف ہی کیونکہ نیت امامت کا اعتبار بجز عورتون
کے امام ہونے کے اور کسی جا نہین کذا فی الطحطاوی **فی الفجر واولیی العشائین اداء وقضاء وجمعۃ وعیدین وتراویح** ووتر بعدہا ای فی رمضان فقط للتوارث امام جہر
کرے نماز فجر مین اور مغرب اور عشا کی پہلی دو رکعتون مین ادا پڑھے یا قضا اور جمعہ اور دونون عید کی نماز مین اور تراویح مین اور تراویح کے بعد کے وترون مین یعنی صرف رمضان
کے وتر مین پکار کر پڑھے بسبب توارث کے یعنی سلف سے ایسا ہی منقول چلا آتا ہی قلت فی تقییدہ بعدہا نظر لجہرہ فیہ وان لم یصل التراویح علی الاصح کما فی مجمع الانہر مین کہتا ہون
کہ مصنف نے جو وتر مین بعدہا کی قید لگائی تو اُسمین کلام ہی اسلیے کہ امام وتر مین جہر کریگا اگرچہ اُسنے تراویح نہ پڑھی ہو مذہب صحیح پر چنانچہ مجمع الانہر مین ہی یعنی مصنف کے
قول سے ایسا وہم ہوتا ہی کہ جہر اُس صورت مین ہی کہ وتر بعد تراویح پڑھنے کے پڑھے حالانکہ قبل تراویح اگر وتر جماعت سے پڑھے تو اسمین جہر واجب ہی شامی نے شارح کا جواب یہ دیا
کہ تراویح رمضان مین ہوتی ہی اور اُسکے بعد کے وتر بھی رمضان ہی مین ہونگے تو بعدہا سے یہ مطلب ہوا کہ رمضان کے وتر مین جہر کرے نہ اور وترون مین نعم فی القہستانی تبعا
للقاعدی لاسہو بالمخافتۃ فی غیر الفرائض کعید ووتر نعم الجہر افضل ہان قہستانی مین بتبعیت قاعدی مذکور ہی کہ سواے فرضون کے اور جہری نمازون مین آہستہ پڑھنے سے
سجدۂ سہو نہین ہی مثل عید اور وتر کے ہان جہر افضل ہی م شامی اور طحطاوی نے کہا کہ قہستانی نے بعد اس عبارت کے یہ کہا ہی کہ صحیح یہ ہی کہ عید اور وتر مین بھی جہر کرے یعنی

وجوباً چنانچہ اکثر کتب مروجہ مین ہی **ويسر في غيرها** وكان عليه السلام يجهر في الكل ثم ترك في الظهر والعصر لدفع اذى الكفار كافى اور آہستہ پڑھے نمازون اور رکعتون مذکورہ
بالا کے سوا مین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب نمازون مین جہر کرتے تھے پھر جہر کو ظہر اور عصر کی نماز مین ترک کیا بسبب دور کرنے ایذاء کفار کے کذافی الکافی م آپ شروع مین
سب نمازون مین جہر فرماتے تھے اور مشرک آپکو ایذا دیتے یعنی اللہ جل شانہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیان دیتے تھے تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی (ولا تجہر بصلوتک
ولا تخافت بہا وابتغ بین ذلک سبیلاً) یعنی نہ کل نمازون مین جہر کرو نہ کل مین آہستہ پڑھو بلکہ ان دونون کے درمیان ایک راہ تلاش کرو کہ رات کی نمازون مین جہر کرو اور
دن کی نمازون مین آہستہ پڑھو بعد اسکے آپ ظہر اور عصر مین آہستہ پڑھا کرتے کیونکہ کفار ان دونون وقتون مین ایذا دینے کو مستعد رہتے تھے اور مغرب مین چونکہ کفار
کھانے مین مشغول رہتے اور عشاء اور فجر مین سوتے ہوتے اسلیے ان تین وقتون مین آپ پکار کر پڑھا کرتے اور جمعہ اور عیدین آپنے مدینہ منورہ مین قائم کی ہین وہان کفار کا
زور نہ تھا اسلیے پکار کر پڑھی کذافی الطحطاوی عن الحلبی **كمتنفل بالنهار** فانه يسر جیسے نفل پڑھنے والا دن کو کہ وہ بھی آہستہ پڑھے **ويخير المنفرد في الجهر** وهو افضل ويكتفي
بادناه **ان ادى** اور مختار ہی تنہا پڑھنے والا جہر مین اور جہر کرنا اسکے لیے افضل ہی اسلیے کہ نماز جماعت کی صورت پر ہو جائیگی اور کفایت کرے ادنی جہر پر یعنے زیادہ آواز سے نہ پڑھے
یہ اختیار اُس صورت مین ہی کہ منفرد ادا نماز پڑھے وفي السرية يخافت حتما على المذهب اور نماز سری مین آہستہ پڑھے بطور وجوب کے ظاہر مذہب پر یعنی اگر پکار کر پڑھیگا تو سجدۂ سہو
لازم ہوگا **كمتنفل بالليل** منفرداً فلو ام جهر لتبعية النفل للفرض زيلعي جیسے مختار ہی آہستہ اور پکار کر پڑھنے مین رات کا نفل پڑھنے والا تنہا پس اگر امام ہو یعنے نوافل کو
جماعت سے پڑھے تو جہر کرے بسبب تابع ہونے نفل کے واسطے فرض کے یعنے جہر مین نفل فرضون کی تابع ہی کذافی الزيلعي **ويخافت المنفرد حتما** اي وجوبا **ان قضى الجهرية في وقت**
المخافتة كان صلى العشاء بعد طلوع الشمس كذا ذكره المصنف بعد عد الواجبات قلت وهكذا ذكره ابن الملك في شرح المنار من بحث القضاء **على الاصح** كما في الهداية اور آہستہ پڑھے
منفرد بطور وجوب کے اگر قضا پڑھے جہری نماز کو آہستہ پڑھنے کے وقت مین مثلاً عشا کی نماز سورج نکلنے کے بعد پڑھے ایسا ذکر کیا ہی اسکو مصنف نے بعد واجبات کے شمار کرنیکے
مین کہتا ہون اور اسیطرح ذکر کیا ہی اسکو ابن ملک نے شرح منار مین قضا کی بحث کے ذیل مین آہستہ پڑھے صحیح تر قول کے بموجب چنانچہ ہدایہ مین ہی م وقت مخافتہ کی
قید اسلیے لگائی کہ اگر جہری نماز کو جہر کے وقت مین قضا کرے تو مختار ہی چاہے آہستہ پڑھے چاہے پکار کر کذافی الحلبی لكن تعقبه غير واحد ورجحوا تخييره كمن سبق بركعة من الجمعة
فقام يقضيها تخير لیکن اس قول پر اعتراض کیا ہی بہتون نے اور ترجیح دی ہی منفرد کے اختیار دینے کو آہستہ اور پکار کر پڑھنے مین جیسے وہ شخص کہ جمعہ کی ایک رکعت
نہ پادے اور کھڑا ہو کر اُسکو پڑھنے لگے کہ اُسکو بھی اختیار ہی چاہے آہستہ پڑھے چاہے پکار کر طحطاوی نے کہا کہ مغرب اور عشاء اور فجر کے مسبوق کا بھی یہی حال ہی اسلیے
کہ مسبوق مثل منفرد کے ہی فیما یقضیه کے اقوال مین **وادنى الجهر** اسماع غيره و**ادنى المخافتة** اسماع نفسه ومن بقربه اور ادنی درجہ جہر کا سنانا غیر کا ہی یعنے جو اُسکے قریب نہو
كذا في الشامي اور ادنی درجہ آہستگی کا سنانا ہی اپنے آپ کو اور اپنے قریب کے شخص کو فلو سمع رجل او رجلان فليس بجهر والجهر ان يسمع الكل خلاصة پھر اگر ایک یا دو
آدمیون نے قرارت کو سنا تو جہر نہوگا جہر یہ ہی کہ سب سنین کذافی الخلاصة م قہستانی نے اسپر یہ اعتراض کیا ہی کہ اگر جماعت بہت ہو اور سبکو آواز نہ پہونچے تو چاہیے
کہ جہر نہو شامی نے اسکے جواب مین یہ کہا کہ کل سے مراد کل آدمی صف اول کے ہین اور ظاہر ہی کہ یہ جواب ناتمام ہی کیونکہ صف اول بھی بعض اوقات اتنی طویل
ہوتی ہی کہ کل صف مین آواز نہین پہونچتی تو بہتر یہ ہی کہ کل سے مراد گرد و پیش کے سب آدمی لیے جائین جو نہ بہت دور ہون نہ نزدیک یا یہ کہ کل سے مراد جمع ہو یعنی بہت
سے لوگ سنین نہ صرف ایک یا دو **ويجري ذلك المذكور في كل ما يتعلق بنطق كتسمية على ذبيحة ووجوب سجدة تلاوة وعتاق وطلاق واستثناء**
وغيرها فلو طلق او استثنى ولم يسمع نفسه لم يصح في الاصح اور جاری ہی یہ مذکور یعنے ادنی درجہ آہستہ کہنے کا یہ ہی کہ آپ سنے اور پاس والا سنے ہر ایک بات مین
جو بولنے سے علاقہ رکھتی ہی مثلاً بسم اللہ کہنا ذبیحہ پر اور واجب ہونا سجدۂ تلاوت کا اور آزاد کرنا اور طلاق دینا اور انشاء اللہ کہنا اور سوا اسکے پھر اگر طلاق دی یا انشاء اللہ کہا
طلاق دینے خواہ آزاد کرنے کے بعد کہا اور اپنے آپ نہ سُنا تو طلاق اور استثنا درست نہوگا صحیح تر قول مین م استثنا کی صورت یہ ہی کہ اپنی زوجہ کو کہا انت طالق
انشاء اللہ یعنی تو طالق ہی اگر خدا چاہے یا غلام کو کہا انت حر انشاء اللہ یعنے تو آزاد ہی اگر خدا چاہے اور انشاء اللہ اسی طرح کہا کہ اپنے آپ نہ سُنا تو استثنا صحیح نہوگا اور

زوجہ مطلقہ ہوجائیگی اور غلام آزاد ہوگا اور صحیح کی قید اسلیے لگائی کہ کرخی نے ادنی درجہ کلام کا حروف صحیح کا نکلنا ٹھہرایا ہے گو اپنے آپ سنے یا نہیں تو کرخی کے قول کے
بموجب استثنار مذکور صحیح ہوگا کذا فی الشامی وقیل فی نحو البیع یشترط سماع المشتری اور بعضون نے کہا ہے کہ بیع جیسے تصرفات مین سُننا مشتری کا شرط ہے طحطاوی نے کہا کہ
اس قول کی بھی تصحیح ہوئی ہے اور مثل بیع سے مراد وہ معاملات ہین جنمین مبادلہ ہو یا قبول غیر پر موقوف ہون **ولو ترک السورۃ اولی العشاء مثلا ولو عمدا قرأہا وجوبا**
وقیل ندبا مع الفاتحۃ جہرا فی الاخیرین لان الجمع بین جہر ومخافتۃ فی رکعۃ شنیع اور اگر عشا کی پہلی دو رکعتون مین مثلا سورہ کو چھوڑا اگرچہ دانستہ ترک کیا ہو تو واجب
اور بقول بعض مستحب ہے کہ سورہ کو مع الحمد کے پچھلی دو رکعتون مین جہر سے پڑھے اسلیے کہ اگر صرف سورہ کو پکار کر پڑھیگا اور الحمد کو آہستہ تو ایک رکعت مین جہر اور آہستہ
پڑھنا جمع ہوگا اور جمع کرنا ان دونون کا ایک رکعت مین بُرا ہے شارح نے استحباب کو قیل کر کے بیان کیا تاکہ معلوم ہو کہ اصح قول وجوب ہے کیونکہ وجوب کیطرف جامع
صغیر مین امام محمد نے اشارہ کیا ہے کذا فی الشامی **ولو تذکرہا فی رکوع قرأہا واعاد الرکوع** اور اگر سورہ کو یاد کیا رکوع کے اندر تو کھڑا ہوکر سورہ کو پڑھے اور رکوع دوبارہ
کرے اسلیے کہ ترتیب درمیان اُن ارکان کے جو مکرر نہین فرض ہے تو اگر دوبارہ رکوع نکریگا تو نماز فاسد ہوجائیگی کذا فی الشامی **ولو ترک الفاتحۃ فی الاولیین لا یقضیہا**
فی الاخریین للزوم تکرارہا اور اگر پہلی دو رکعتون مین الحمد کو ترک کیا تو اُسکو پچھلی دو مین قضا نکرے بسبب لازم آنے تکرار فاتحہ کے یعنے پچھلی رکعتون مین فاتحہ دو بار
ہوجائیگی حالانکہ مکرر نہ پڑھنا فاتحہ کا واجب ہے **ولو تذکرہا قبل الرکوع قرأہا واعاد السورۃ** اور اگر فاتحہ کو رکوع کے پیشتر یاد کیا تو فاتحہ پڑھ لے اور سورہ کو دوبارہ
پڑھے بطور وجوب اسلیے کہ ترتیب فاتحہ اور سورہ مین واجب ہے کذا فی الطحطاوی شامی نے کہا کہ قبل رکوع قید نہین اسلیے کہ اگر رکوع کے اندر یاد کرے تب بھی اسکو
وہی کرنا چاہیے جو سورہ کے یاد پڑنے مین کیا تھا کیونکہ جب سورہ کو کھڑے ہوکر پڑھنا واجب ہے تو فاتحہ تو سورہ کی نسبت کر زیادہ موکد ہے **وفرض القراءۃ آیۃ علی المذہب**
ہی لغۃ العلامۃ وعرفا طائفۃ من القرآن مترجمۃ اقلہا ستۃ احرف ولو تقدیرا کلم یلد اور فرض قرأت کا جسکے پڑھنے سے نماز صحیح ہوجاے ایک آیت ہے ظاہر مذہب پر یعنے
بقول امام اعظم اور صاحبین کے نزدیک تین آیتین چھوٹی یا انکے برابر بڑی آیت فرض ہے کذا فی الطحطاوی آیت لغت مین بمعنی علامت ہے اور عرف فقہا مین ایک جملہ ہے
قرآن سے بیان کرنیوالا معنی جسکی ابتدا اور انتہا کا اعتبار کیا گیا ہو کذا فی الحلیہ عن حاشیۃ الکشاف اُس جملہ مین کم سے کم چھ حرف ہون اگرچہ تقدیرا ہون مثل لم یلد کے
کہ بالفعل پانچ حرف ہین مگر چونکہ اصل مین لم یولد تھا اسلیے تقدیرا چھ حرف ہوے **الا اذا کانت کلمۃ فالاصح عدم الصحۃ** وان کررہا مرارا مگر جس صورت مین کہ آیت ایک
کلمہ ہو تو صحیح تر نہ درست ہونا نماز کا ہے گو اُس آیت کو نمازی چندبار کہے مثلا ص یا ق یا ن وغیرہ کہ انکو چندبار کہنے سے بھی نماز صحیح نہوگی **الا اذا حکم حاکم بجوازہ ذکرہ القہستانی**
لیکن اگر کوئی حاکم حکم کر دے تو ایک کلمہ کی آیت سے بھی نماز جائز ہوگی ذکر کیا اسکو قہستانی نے صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو نماز
صحیح پڑھے تو آزاد ہے پھر اُسنے نماز پڑھی جسمین قرأت ایک کلمہ کی آیت پڑھی خواہ اُسکو مکرر پڑھا ہو یا نہین بعد اسکے اس مقدمہ کی نالش ایسے حاکم کے یہان ہوئی جو اس
طرح کی قرأت سے صحت نماز کا قائل ہے تو اسنے اُس غلام کی آزادی کا حکم کیا پس اب نماز کی صحت کا حکم آزادی کے ضمن مین ہوجائیگا کذا فی الشامی **ولو قرأ آیۃ طویلۃ**
فی الرکعتین فالاصح الصحۃ اتفاقا لانہ یزید علی ثلث آیات قصار قالہ الحلبی اور اگر ایک آیت طویل دو رکعتون مین پڑھی تو اصح صحیح ہونا ہے نماز کا باتفاق امام اور صاحبین کے
اسلیے کہ اسقدر پڑھنا زیادہ ہے تین چھوٹی آیتون سے کہا ہے اسکو حلبی نے ہم یعنی نصف آیت طویل جس صورت مین تین آیتون سے زائد ہوگی تو صاحبین کے قول پر
بھی نماز درست ہوگی کذا فی الطحطاوی **وحفظہا فرض عین متعین علی کل مکلف** اور یاد کرنا ایک آیت کا فرض عین ہے یعنے ہر شخص عاقل بالغ مسلمان پر فرض متعین
ہے **وحفظ جمیع القرآن فرض کفایۃ** وسنۃ عین افضل من التنفل اور یاد کرنا سب قرآن کا فرض کفایہ ہے یعنی کچھ مسلمانون کے یاد کرنے سے اور دن کے ذمے یاد کرنا
فرض نرہیگا اور سب قرآن کا یاد کرنا سنت ہے ہر شخص مکلف کے لیے افضل ہے نفل پڑھنے سے ہم شامی نے کہا کہ اسمین اشارہ ہے کہ سنت بھی کبھی عین ہوتی ہے اور کبھی کفایہ
مثلا تراویح کا پڑھنا سنت عین ہے اور اُسکی جماعت ہر محلہ مین سنت کفایہ ہے تنبیہ قرآن کو بھول جانا حرام نہین مگر جبکہ ایسا بھول جاوے کہ قرآن سے دیکھکر بھی
نہ پڑھا جاوے کذا فی شرح المنیہ **وتعلم الفقہ افضل منہا** اور سیکھنا فقہ کا افضل ہے اُن دونون سے یعنی نفل پڑھنے اور باقی قرآن کے یاد کرنے سے ہم فقہ سے مراد وہ

مسائل دینی ہین جو زائد اُس شخص کی حاجت سے ہون ورنہ بقدر حاجت کا سیکھنا تو فرض ہی اور باقی قرآن سے یہ غرض ہی کہ جسقدر قرآن کا یاد کرنا فرض یا واجب ہی اُسکے سوا باقی کو یاد کرنے سے فقہ کا سیکھنا افضل ہی اور اسمین یہ شرط ہی کہ کچھ لوگ سب قرآن کو یاد کرتے ہون اگر کوئی یاد نہ کرتا ہوگا تو اس صورت مین فقہ کا سیکھنا افضل نہوگا **وحفظ فاتحۃ الکتاب وسورۃ واجب علی کل مسلم لکن نقص شیٔ من الواجب** اور یاد کرنا الحمد کا اور ایک چھوٹی سورہ کا واجب ہی ہر مسلمان پر اور مکروہ تحریمی ہی کم کرنا کسی چیز کا واجب مین سے جیسے مکروہ تنزیہی ہی سنت مین سے کسی چیز کا کم کرنا کذا فی الطحطاوی **ویسن فی السفر مطلقاً** ای حالۃ قرار او فرار کذا اطلق فی الجامع الصغیر ورجحہ فی البحر ورد ما فی الہدایۃ وغیرہا من التفصیل وردہ فی النہر وحرر ان ما فی الہدایۃ ہو المحرر **الفاتحۃ وجوباً وای سورۃ شاء** اور مسنون ہی سفر مین بہر حال یعنی خواہ حالت اطمینان ہو یا جلدی کی پڑھنا الحمد کا بطور وجوب اور جس سورہ کو کہ مسافر چاہے شارح نے کہا کہ سفر کو اسیطرح مطلق کہا ہی جامع صغیر مین اور اطلاق کو ترجیح دی ہی بحر الرائق مین اور ہدایہ وغیرہ کی تفصیل کو صاحب بحر الرائق نے رد کیا ہی اور صاحب بحر کے قول کو نہر الفائق مین رد کیا اور قول منقح بیان کیا کہ جو کچھ ہدایہ مین تفصیل ہی وہی منقح ہی ہم ہدایہ مین یہ تفصیل ہی کہ اگر مسافر جلدی مین ہو تو الحمد اور جس سورت کو چاہے پڑھے اور اگر اطمینان سے ہو تو وہ فجر مین مثل سورۂ بروج کے پڑھے اور ظہر مثل فجر کے ہی اور عصر اور عشا مین بروج سے چھوٹی صورتین پڑھے اور مغرب مین بہت چھوٹی صاحب بحر نے اُسکو رد کیا کہ اس تفصیل کی کچھ اصل نہین جامع صغیر مین اطلاق مثل متون کے مذکور ہی علاوہ اسکے مثل سورۂ بروج کے مسافر کے لیے معین کرنے کو کوئی دلیل چاہیے حالانکہ کوئی دلیل منقول نہین تو ظاہر یہی ہی کہ حالت قرار و جلدی دونون مین حکم یکسان ہو صاحب نہر الفائق نے کہا کہ مراد صاحب ہدایہ مثل سورۂ بروج سے طوال مفصل ہین یا تعیین کسی حد خاص کی نہیں جب مراعاۃ سنت کی مسافر سے ممکن ہی تو کیا وجہ کہ اُسکی رعایت نکرے انتہی اور جو باقی قید جو شارح نے لگائی تو اس وہم کے دفع کے لیے ہی کہ کوئی یہ نسمجھے کہ سفر مین الحمد کا پڑھنا سنت ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ بعد الحمد کے قرأت واجبی کی جونسی صورت کو مسافر چاہے اُسکا پڑھنا مسنون ہی کذا فی الطحطاوی والشامی **وفی الضرورۃ بقدر الحال** اور مسنون ہی کہ پڑھے ضرورت مین بقدر گنجائش حال کے مثلاً اگر وقت تنگ ہو کہ قرأت مسنون پڑھنے سے نماز قضا ہوتی ہی تو اتنی قرأت پڑھے جس سے نماز کامل ہو جاے اور یہی حال ہی اگر خوف جان یا مال کا ہو کذا فی الطحطاوی **ویسن فی الحضر لامام ومنفرد** ذکرہ الحلبی والناس عنہ غافلون **طوال المفصل من الحجرات الی البروج فی الفجر والظہر** اور مسنون ہی حضر مین یعنی مقام کرنیکی صورت مین امام اور منفرد کو پڑھنا طوال مفصل کا جو سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک ہین فجر اور ظہر کی نماز مین امام او منفرد دونون کے لیے مسنون ہونیکو حلبی نے ذکر کیا ہی اور لوگ اس سے غافل ہین یعنے انکو خبر نہین کہ منفرد کے حق مین قرأت مسنون امام کے مثل ہی ہم طوال بکسر طا جمع ہی طویل کی اور مفصل کے معنی تفصیل کے ہوئے قرآن کے آخر کے ساتوین حصہ کی سورتین مفصل کہلاتی ہین اسوجہ سے کہ انمین بسم اللہ فصل کے لیے بہت جگہ ہی یا اسوجہ سے کہ انمین منسوخ آیتین بہت کم ہین پھر مفصل کی تین قسمین ہین طوال یعنی لمبی اور اوساط یعنے درمیانی اور قصار یعنی چھوٹی سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک طوال مفصل ہین اور وہان سے آخر لم یکن تک اوساط مفصل اور وہان سے آخر قرآن تک قصار مفصل **و منہا الی آخر لم یکن اوساطہ فی العصر والعشاء وباقیہ قصارہ فی المغرب** اور سورۂ بروج سے آخر لم یکن تک اوساط مفصل نماز عصر اور عشا مین پڑھنا مسنون ہی اور باقی مفصل سورتین یعنی لم یکن سے آخر قرآن تک قصار مفصل مغرب مین پڑھنا مسنون ہی ہم اسطرح کی قرأت کا مسنون ہونا اثر سے ثابت ہی یعنی حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو نامہ لکھا کہ فجر اور ظہر مین طوال مفصل پڑھا کرو اور عصر اور عشا مین اوساط مفصل اور مغرب مین قصار مفصل کذا فی الشامی **ای فی کل رکعۃ سورۃ مما ذکر** ذکرہ الحلبی یعنی ہر رکعت مین ایک سورہ اُن سورتون مین سے کہ مذکور ہوئین پڑھے ذکر کیا ہی اسکو حلبی نے **واختار فی البدائع عدم التقدیر وانہ یختلف بالوقت والقوم والامام** اور بدائع مین نہ اندازہ کرنیکو پسند کیا ہی اور یہ کہ حال قرأت کا مختلف ہوتا ہی وقت اور قوم اور امام کے باعث سے ہم یعنی صاحب بدائع نے کہا ہی کہ قرأت مین کوئی حد مقرر نہوئی مختار ہی تو فجر مین کبھی چھوٹی سورہ پڑھے کبھی بڑی اسیطرح اور نمازون مین اور یہ اختلاف وقت پر منحصر ہی یعنی اگر وقت مین گنجائش ہی تو زیادہ پڑھے ورنہ کم اور قوم پر منحصر ہی کہ اگر مقتدی ملول نہون تو زیادہ پڑھے ورنہ کم اور امام پر منحصر ہی خوش آواز ہو تو لوگون کو زیادہ پڑھنا ناگوار نہین ہوتا ورنہ گھبراتے ہین **وفی الحجۃ یقرأ فی الفرض بالترسل حرفاً حرفاً وفی التراویح بین بین وفی النفل لیلا لہ ان یسرع بعد ان یقرأ کما یفہم** اور فتاوی حجت مین ہی کہ فرض نماز مین قرأت ٹھہر ٹھہر کر ہر حرف کو جدا پڑھے اور تراویح مین نہ ٹھہر کر پڑھے نہ جلد بلکہ متوسط طور پر پڑھے

اور رات کی نفلون یعنی تہجد مین نمازی کو جائز ہو کہ جلد پڑہے لیکن اتنا کہ سمجھ مین آوے شامی نے کہا کہ رات کی قید غالبًا اسلیے لگائی کہ تہجد والون کی عادت زیادہ قرآن
پڑہنے کی ہوتی ہو تو جلد پڑہنے سے انکا ورد پورا ہو سکتا ہو مگر جلدی کے یہ معنی کہ مد زیادہ نہ کھینچے نہ یہ کہ سمجھ مین نہ آوے ورنہ حرام ہوگا بسبب ترک کرنے ترتیل کے

ویجوز بالروایات السبع لکن الاولی ان لا یقرا بالغریبۃ عند العوام صیانۃ لدینہم اور جائز ہو پڑہنا قرآن کا ساتون روایتون مین مگر بہتر یہ ہو کہ روایت غریب عوام کے سامنے
نہ پڑہے واسطے حفاظت انکے دین کے م یعنی ہرچند ساتون روایتین صحیح اور فصیح ہین مگر غریب روایت عوام کے سامنے نہ پڑہنی چاہیے جیسے روایت ابی جعفر اور ابن عامر
اور حمزہ اور کسائی کی کہ اسکو سنکر عوام ہنستے ہین اور ہنستا قرآن پر بیدینی ہو اسلیے انکے دین کے بچانیکے لیے روایت غریب نہ پڑہے وتطال اولی الفجر علی ثانیتہا بقدر الثلث

وقیل النصف ندبا فلو فحش لا باس بہ فقط اور زیادہ کیجاوے پہلی رکعت صرف فجر کی دوسری رکعت پر بقدر سوم حصہ کے اور بعض نے کہا بقدر نصف کے ازراہ استحباب کے پس اگر
پہلی رکعت مین زیادتی بہت کردیگا مثلاً پہلی مین دس گنی رکعت پڑہی بہ نسبت دوسری کے تو کچھ مضائقہ نہین م یعنی پہلی رکعت مین اتنی قرارت پڑہے کہ انکی زیادتی دوسری رکعت
کی قرأت سے بقدر سوم حصہ دونون قرارتون کے ہوجاے مثلاً پہلی رکعت مین ۴۰ آیتین پڑہین اور دوسری مین ۲۰ تو دونون مین ۶۰ آیتین ہوئین اور اول مین ۲۰ زائد مین دوسری سے
اور وہ تہائی ہین ۶۰ کی اور اگر اول مین ۴۵ پڑہین اور دوسری مین ۱۵ تو پہلی مین ۳۰ زائد ہونگی بہ نسبت دوسری کے اور وہ نصف ہین کل قرارت کی اور فقط سے یہ مراد ہو کہ یہ حکم
صرف فجر کی نماز مین ہو نہ دوسری نمازون مین وقال محمد اولی الکل حتی التراویح قیل وعلیہ الفتوی اور امام محمد نے فرمایا ہو کہ سب نمازون کی اول رکعت دوسری سے بڑی کرنا مستحب ہو
یہانتک کہ تراویح کی بھی کہتے ہین کہ فتوی اسی قول پر ہو م طحطاوی نے کہا کہ یہ اختلاف جمعہ اور عیدین کے سوا دوسری نمازون مین ہو اور ان دونون مین بالاتفاق دونون رکعتین برابر
پڑہنی چاہئین اور حلیہ مین امام محمد اور شیخین کی دلیلین نقل کرکے کہا کہ فتوی شیخین کے قول پر ہونا چاہیے واطالۃ الثانیۃ علی الاولی یکرہ تنزیہا اجماعا ان بثلاث آیات
ان تقاربت طولا وقصرا والا اعتبر الحروف والکلمات واعتبر الحلبی فحش الطول لا عدد الآیات اور دوسری رکعت کا زیادہ کرنا اول پر بقدر تین آیتون کے مکروہ تنزیہی ہو بالاتفاق
اگر آیتین دونون رکعتون کی بڑی اور چھوٹی ہونے مین قریب قریب ہون اور اگر ایک سی آیتین نہون تو اعتبار حروف اور کلمات کا ہوگا یعنی اس صورت مین دوسری رکعت کے کلمات اور
حروف اول سے زیادہ نہون اور حلبی نے بہت سی زیادتی کا اعتبار کیا ہو نہ شمار آیتون کا یعنی دوسری رکعت اول سے بہت نہ بڑہنے پاوے واستثنی فی البحر ما وردت بہ السنۃ واطلق فی
الخلاصۃ عدم الکراہۃ مطلقا اور بحر الرائق مین استثنا کیا ہو ان سورتون کو جو حدیث مین وارد ہین یعنی انکے پڑہنے مین کراہت نہین جیسے جمعہ اور عیدین کی اول رکعت مین سبح اسم اور دوسری
مین ہل اتاک پڑہنا حالانکہ پہلی مین انیس آیتین ہین اور دوسری مین چھبیس ۲۶ اور ترجیح دی ہو نقل مین عدم کراہت کی مطلقًا یعنی حدیث مین وارد ہو یا نہو وان باقل لا یکرہ لانہ
علیہ الصلوۃ والسلام صلی بالمعوذتین اور اگر زیادتی دوسری رکعت کی تین آیتون سے کم ہو تو مکروہ نہین اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑہی ہو معوذتین سے یعنی فجر کی اول
رکعت مین سورۂ فلق اور دوسری مین سورۂ ناس پڑہی حالانکہ دوسری مین چھ آیتین ہین اور اول مین پانچ ولا تعیین شی من القرآن لصلوۃ علی طریق الفرض بل
تعین الفاتحۃ علی وجہ الوجوب اور نہین متعین ہو قرآن مین سے کچھ کسی نماز کے لیے بطور فرض کے کہ اسکے بدون نماز درست نہو بلکہ متعین ہو فاتحہ ہر نماز مین بطور واجب ہونے کے

ویکرہ التعیین کالسجدۃ وہل اتی لفجر کل جمعۃ بل ندب قراءتہما احیانا اور مکروہ ہو معین کرنا کسی سورت کا نماز کے لیے جیسے جمعہ کی فجر مین پہلی رکعت مین الم سجدہ اور دوسری مین سورۂ دہر
پڑہنا بلکہ کبھی کبھی ان دونون کا پڑہنا مستحب ہو م طحاوی اور اسبیجابی نے اسمین قید لگائی ہو کہ اگر معین سورہ کے پڑہنے کو واجب جانے اور دوسری کو جائز نہ سمجھے تو اسطرح کی تعیین مکروہ ہی
اور اگر باتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معین کو پڑہے اور بعض اوقات دوسری سورتون کو بھی پڑہے یا سوا معین سورتون کے دوسری اسکو یاد نہون یا انکا پڑہنا اسکو سہل پڑتا ہو تو مکروہ نہین
اور ہدایہ مین وجہ کراہت کی یہ لکھی ہو کہ معین کرنے سے چھوڑنا باقی قرآن کا اور وہم معین سورہ کے افضل ہونے کا لازم آتا ہو کذا فی الشامی مختصرا والموتم لا یقرأ مطلقا ولا الفاتحۃ فی السریۃ
اتفاقا وما نسب لمحمد ضعیف کما بسطہ الکمال اور مقتدی قرأت نہ پڑہے نہ جہری نماز مین نہ سری مین اور نہ الحمد پڑہے سری نماز مین باتفاق امام اور صاحبین کے اور جو قول کہ امام محمد کیطرف منسوب ہی
کہ سری نماز مین مقتدی کو احتیاطًا الحمد کا پڑہنا مستحب ہو وہ ضعیف ہو چنانچہ اسکو کمال نے مشرح بیان کیا ہو م کمال الدین نے فتح القدیر مین کہا کہ امام محمد نے اپنی کتاب آثار مین فرمایا ہو کہ امام کے
پیچھے پڑہنا ہمارے نزدیک کچھ نہین خواہ نماز جہری ہو یا سری فان قرأ کرہ تحریما وتصح فی الاصح پس اگر مقتدی قرارت پڑہیگا تو مکروہ تحریمی ہوگا اور نماز صحیح ہوگی صحیح تر قول مین وفی در البحار عن مبسوط

خواہرزادہ انہا تفسد ویکون فاسقا وہو مروی عن عدۃ من الصحابۃ فالمنع احوط اور درر بحار مین مبسوط خواہرزادہ سے منقول ہی کہ امام کے پیچھے قرارت پڑھنے سے نماز فاسد ہوتی ہی اور پڑھنے والا فاسق ہوتا ہی اور قرارت کا ممنوع ہونا چند صحابہ سے مروی ہی اسلیے منع کرنے مین زیادہ احتیاط ہی ہم خزائن اور کافی مین ہی کہ مقتدی کو قرات سے منع کرنا اسّی صحابہ سے ماثور ہی جنمین حضرات علی مرتضیٰ اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین ہین اور فساد نماز کا قول مقابل ہی صحیح قول کا کہ اصح مین نماز صحیح رہتی ہی **بل یستمع اذا جہر وینصت** اذا اسر لقول ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ کنا نقرأ خلف الامام فنزل واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا بلکہ مقتدی قرارت امام کی سُنے جب وہ پکار کر پڑھے اور چپ رہے جب آہستہ پڑھے بسبب قول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ ہم امام کے پیچھے پڑھا کرتے تھے پس حکم نازل ہوا کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو اسکو سنو اور چپ رہو ہم اس قول سے وجہ استدلال کی یہ ہی کہ آیت مین دو باتین مطلوب ہین ایک قرآن کا سننا دوم سکوت کرنا تو سننا تو جہری نماز کے لیے مخصوص ہی مگر سکوت خاص نہین اسلیے وہ دونون نمازون مین مطلقاً واجب رہیگا کذا فی الشامی **وان وصلہ قرأ الامام آیۃ ترغیب او ترہیب وکذا الامام لا یشتغل بغیر القرآن** وما ورد حمل علی النفل منفردا کما مر مقتدی کچھ نہ پڑھے اگرچہ امام آیت ترغیب پڑھے یعنی جسمین ذکر رحمت اور جنت اور ثواب کا ہو یا آیت ترہیب پڑھے جسمین ذکر دوزخ اور عذاب کا ہو یعنی نہ سوال ثواب کا کرے نہ عذاب سے پناہ مانگے بلکہ سکوت کرے اور اسیطرح امام بھی سوائے قرآن کے آیت ترغیب و ترہیب کے پڑھنے کے دوسری دعا مین مشغول نہو اور جو کچھ اس باب مین حدیث مین وارد ہوا ہی وہ حالت انفراد مین نفل پڑھنے پر محمول ہی جیسے کہ پیشتر اسکی نظیر واجبات کے بیان مین گذری نہ یہ مسئلہ خاص شارح نے کہا کہ ان متصلہ ہی نہ شرطیہ یعنی ابوداؤد مین بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات نماز پڑھی تو جس آیت رحمت پر گذرے وہان توقف فرما کر اپنے لیے سوال کیا اور جس آیت عذاب پر گذرے وہان وقفہ کرکے پناہ مانگی تو یہ نماز نفل پر محمول ہی کذا فی الشامی **وکذا الخطبۃ فلا یاتی بما یفوت الاستماع ولو کتابۃ او رد سلام وان صلی الخطیب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا اذا قرأ آیۃ صلوا علیہ فیصلی المستمع سرا فی نفسہ** وینصت بلسانہ عملا بامری صلوا وانصتوا اور اسیطرح حکم ہی خطبہ کا یعنی امام کے خطبہ پڑھنے کے وقت وہ بات نکرے جس سے سننا جاتا رہے اگرچہ لکھنا یا سلام کا جواب دینا ہی ہو اور اگرچہ خطبہ پڑھنے والا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے یعنی اُسوقت بھی سکوت کرے مگر جبکہ خطیب یہ آیت پڑھے (صلوا علیہ) تو سننے والا خطبہ کا پوشیدہ اپنے دل مین درود پڑھے اور زبان سے سکوت کرے تاکہ دونون امرون پر عمل ہو یعنی ایک حکم صلوا علیہ کا اور دوسرا انصتوا کا تو دل مین درود کہنے سے دونون کی تعمیل ہوجائیگی شامی نے کہا کہ جو امر نماز مین حرام ہی وہ خطبہ مین بھی حرام ہی اور خطبہ جمعہ کا ہو یا نکاح کا یا عید کا سب مین سکوت واجب ہی اور ظالم حاکمون کے نام اور تعریف خطبہ مین داخل نہین **والبعید عن الخطیب والقریب سیان** فی افتراض الانصات اور خطیب سے دور کا شخص اور نزدیک کا برابر ہین سکوت کرنے کے فرض ہونے مین ہم شارح نے سکوت کو فرض کہا بہ تبعیت ہدایہ کے اور نہر الفائق مین اُسکو واجب کہا ہی طحطاوی نے کہا کہ وجوب ہی بہتر ہی اسلیے کہ ترک سکوت مکروہ تحریمی ہی **فروع** مسائل ملحقہ شارح کے **یجب الاستماع للقرأۃ مطلقا لان العبرۃ لعموم اللفظ** واجب ہی سننا قرارت کے قرآن کا ہر حال مین یعنی نماز مین اور خارج نماز سے اسلیے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہی ہم یعنی آیت فاستمعوا ہرچند نماز کے باب مین نازل ہوئی ہی چنانچہ پیشتر بیان ہوا مگر احکام مین اعتبار الفاظ کے عام ہونیکا ہی نہ سبب کے خاص ہونیکا پھر یہ حکم وجوب استماع کا بیعذری مین ہی اور عذر کی صورت مین سننا واجب نہین مثلاً گھر مین لڑکا تلاوت کرتا ہی اور آدمی اپنے کاروبار مین پہلے سے مصروف ہین تو اُنپر سننا واجب نہوگا اسیطرح جو شخص بازار مین تلاوت کرنے لگے تو بازاری اور کاروبار کرنیوالون پر سننا واجب نہوگا کذا فی الشامی **ملتقطا لا باس ان یقرأ سورۃ ویعیدھا فی الثانیۃ** کچھ ڈر نہین اس بات کا کہ پڑھے ایک سورت ایک رکعت مین اور پھر دوبارہ وہی پڑھے دوسری مین ہم لا باس کے لفظ سے معلوم ہوا کہ ایسا کرنا ترک اولی یعنی مکروہ تنزیہی ہی اور اضطرار کی صورت مین بلاکراہت جائز ہی مثلاً پہلی رکعت مین سورۂ ناس ہو سے پڑھ گیا تو دوسری مین پھر اسی کو پڑھے ورنہ اُلٹا پڑھنا لازم آویگا کذا فی الشامی **وان یقرأ فی الاولی من محل وفی الثانیۃ من آخر ولو من سورۃ ان کان بینھما آیتان فاکثر** اور اسکا بھی مضائقہ نہین کہ پہلی رکعت مین ایک جگہ سے پڑھے اور دوسری مین دوسرے مقام سے اگرچہ دونون مقام ایک ہی سورت مین سے ہون بشرطیکہ دونون مقامون مین دو آیتون یا زیادہ کا فاصلہ ہو تو اگر ایک آیت کا فاصلہ ہوگا تو مکروہ ہوگا ویکرہ

الفصل بسورۃ قصیرۃ اور مکروہ ہی دونون رکعتون کی قرأت مین چھوٹے سورہ کا فاصلہ کرنا مثلاً پہلی رکعت مین سورۂ کافرون اور دوسری مین تبت پڑھے اور سورۂ نصر کا فاصلہ رہا تو مکروہ ہوگا ہان اگر بیچ مین بڑے سورہ کا فاصلہ ہوگا تو مکروہ نہین وان یقرأ منکوسا اور مکروہ ہی یہ کہ قرآن کو الٹا پڑھے مثلاً پہلی رکعت مین سورۂ اخلاص اور دوسری مین تبت پڑھے ہم وجہ کراہت یہ ہی کہ ترتیب سورتون کے تلاوت کی واجبات مین سے ہی اور لڑکون کے لیے جو ترتیب بدلکر پڑھاتے ہین تو تعلیم کی ضرورت کے سبب سے ہی کذا فی الشامی الا اذا ختم فیقرء من البقرۃ الٹا پڑھنا مکروہ ہی مگر جبکہ قرآن کو ختم کرے تو سورۂ بقر مین سے پڑھے اسلیئے کہ حدیث مین اسطرح کے ختم کی خوبی وارد ہی وفی القنیۃ قرأ فی الاولی الکافرون وفی الثانیۃ الم تر او تبت ثم ذکر یتم وقیل یقطع ویبدأ اور قنیہ مین ہی کہ اول رکعت مین سورۂ کافرون پڑھے اور دوسری مین سورۂ فیل یعنی خلاف ترتیب یا سورۂ تبت یعنی چھوٹی سورت کا فاصلہ چھوڑکر شروع کی پھر یاد کیا کہ ترتیب بدل گئی یا چھوٹی سورۃ رہگئی تو انھین سورتون کو تمام کرے اور قول ضعیف ہی کہ انکو چھوڑدے اور دوسری سورت پڑھے جسمین بے ترتیبی وغیرہ لازم نہ آوے شامی نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر سہواً ترتیب بدل جاے یا چھوٹی سورۃ کا فاصلہ رہجاے تو مکروہ نہین ولا یکرہ فی النفل شیٔ من ذلک اور نفل مین ان باتون مین سے کوئی مکروہ نہین ہم یعنی بے ترتیب پڑھنا اور چھوٹی سورۃ کا فاصلہ چھوڑنا نفل مین درست ہی حلبی نے اسپر اعتراض کیا کہ ترتیب سورہ کی واجبات تلاوت سے ہی تو جب نماز کے باہر بے ترتیبی مکروہ ہی تو نماز کے اندر کیون نہوگی طحطاوی نے جواب دیا کہ نفل مین چونکہ گنجایش زیادہ ہی اسلیئے اسکی ہر رکعت ایک فعل مستقل ہی تو بے ترتیب پڑھنا ایسا ہوا کہ ایک شخص نے کوئی آیت قرآن کی پڑھی اور چپ ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد دوسری آیت اُسکے اوپر کی پڑھی تو جیسے اسطرح کا پڑھنا مکروہ نہین ایسے ہی نماز نفل مین مکروہ نہین وثلث تبلغ قدر اقصر سورۃ افضل من آیۃ طویلۃ اور تین آیتین کہ بمقدار چھوٹی سورت کے ہوجاین بڑی ایک آیت سے افضل ہین ہم شامی نے کہا کہ فضیلت سے مراد کثرت ثواب ہی اور ثلاث مبتدا ہی بتقدیر مضاف یعنی قرأت ثلاث اور بعض نسخون مین بثلاث ہی تو اُس صورت مین تقدیر الصلوۃ بثلاث ہوگی وفی سورۃ وبعض سورۃ العبرۃ للاکثر وبسطناہ فی الخزائن اور پوری سورت اور تھوڑی سورت پڑھنے مین اعتبار اکثر کا ہی باعتبار آیات کے یعنی اگر اکثر آیتین پڑھی ہونگی تو سورۃ کامل شمار ہوگی ورنہ ناقص اور ہمنے اس ذکر فروع کو خزائن الاسرار مین مشرح بیان کیا ہی

باب الامامۃ

یہ باب ہی امامت کے بیان مین ہی صغری وکبری فالکبری استحقاق تصرف عام علی الانام وتحقیقہ فی علم الکلام امامت دو قسم ہی ایک چھوٹی ایک بڑی بڑی امامت مستحق ہونا تصرف عام کا ہی خلق پر اور اسکی تحقیق علم کلام مین مذکور ہی ہم طحطاوی نے کہا کہ اس تعریف مین یہ خلل ہی کہ استحقاق تصرف امامت کا اثر ہی نہ اسکی حقیقت بلکہ حقیقت اُسکی وہ ہی جو مقاصد مین مذکور ہی کہ امامت ریاست عامہ ہی لوگون کے دین ودنیا کے مصالح کی حفاظت کے لیے بطور نیابت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور ریاست عام کی قید سے قاضی اور امرا نکل گئے کہ اُنکی ریاست اہل اسلام پر عام نہین ہوتی بلکہ خاص مسلمانون پر ہوتی ہی اور خلق سے مراد مسلمان ہین اور جو اُنکے حکم مین ہون مثل ذمی وغیرہ کے ونصبہ اہم الواجبات اور قائم کرنا امام کا مسلمانون پر زیادہ ضروری واجبات مین سے ہی اسلیئے کہ بہت سے واجبات شرعی امامت پر موقوف ہین اور یہین وجہ عقائد نسفیہ مین کہا ہی کہ مسلمانون کے لیے ایک امام ضرور چاہیے کہ اُنمین احکام جاری کرے اور اُن کو سزائین اعمال بد کی دے اور دشمنون کو اُنپر سے روکے اور اُنکے لشکرون کو سامان دے اور اُنسے صدقات وصول کرے اور گردن کشون کے سر دبائے اور چورون اور رہزنون کو زیر کرے اور جمعہ اور عید قائم کرے اور حقوق کے ثابت کرنے کی گواہیان سُنے اور جن بچون کے ولی نہین اُنکے نکاح کردے اور مسلمانون مین غنیمتون کے مال تقسیم کردے انتہی فلذا قدموہ علی دفن صاحب المعجزات صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی وجہ سے کہ امام کا مقرر کرنا اہم واجبات سے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم نے خلیفہ مقرر کرنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن پر مقدم کیا ہم یعنی وفات شریف دوشنبہ کے روز ہوئی اور سہ شنبہ کے دن یا بدھ کی رات خواہ دن مین دفن ہوئے کذا فی الحلبی طحطاوی نے کہا کہ یہ سنت ابھی تک باقی ہی کہ کوئی خلیفہ دفن نہین ہوا جبتک کہ دوسرا اُسکی جگہ قائم نہین ہوچکا ویشترط کونہ مسلماً حراً ذکراً عاقلاً بالغاً قادراً قرشیاً اور شرط ہی ہونا امام یعنی خلیفہ کا مسلمان آزاد مذکر صاحب عقل بالغ قدرت والا قریش کے نسب سے ہم مسلمان اسوجہ سے کہ کافر کو مسلمان پر ولایت نہین اور آزاد بایں وجہ کہ غلام کو خود اپنے نفس پر ولایت نہین تو دوسرے پر کیسے ہوگی اور مرد اسلیئے کہ عورتون کو

گھر مین بیٹھنے کا حکم ہی اور عقل کی ناقص ہین تو اُنسے واجبات شرعی کی تعمیل نہ ہوسکیگی اور عاقل و بالغ اسلیے کہ مجنون اور لڑکے کو اپنے اوپر ولایت نہین اور قادر
سے یہ غرض کہ احکام کے جاری کرنے اور مصالح اہل اسلام کے قائم کرنے پر قدرت رکھتا ہو ورنہ امام کے مقرر کرنے کی غرض فوت ہوجائیگی اور قریشی ہونا ہو جہ سے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ امام قریش مین سے ہین کذا فی الشامی اور جمہور نے امامت کے لیے شجاعت کو بھی شرط کیا ہی اور بعض نے عالم ہونا امام کا شرط
قرار دیا ہی لا ہاشمیا علویا معصوما نہین شرط ہی امام کا ہاشمی ہونا یا اولاد حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی ہونا یا گناہون سے معصوم ہونا یہ قیدین شیعون نے لگائی
ہین کہ امام کو ہاشمی ہونا ضرور ہی اس سے یہ مطلب کہ خلافت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی باطل ٹھہرے اور علوی کہنے سے یہ مدعا
کہ خلافت عباسیون کی باطل ہو اور معصوم اثنا عشری شیعون اور اسماعیلیون کا قول ہی حلبی نے کہا کہ شارح کو مناسب تھا کہ لفظ لا تینون جگہ لاتا یعنی یون کہتا
لا ہاشمیا ولا علویا ولا معصوما اسلیے کہ یہ تین قیدین شیعون کے تین فرقون کے قول جدا جدا ہین نہ یہ ایک ہی قول ہی ویکرہ تقلید الفاسق اور مکروہ ہی حاکم بنانا
بدکار کا مکروہ کہنے سے اشارہ کیا کہ عادل ہونا امام کا شرط نہین ویعزل بہ الالفتنۃ اور امام قابل معزولی ہوجاتا ہی فسق سے یعنی اگر اثنائے حکومت مین اُسپر فسق
طاری ہوگیا تو اس سے معزول نہوجائیگا بلکہ مستحق عزل ہوگا مگر بجہت خوف فساد کے اُسکو معزول نکیا جاے ویجب ان یدعی لہ بالصلاح اور واجب ہی کہ ایسے امام
کے حق مین دعا نیکبخت ہونے کی کیجاوے وتصح سلطنۃ متغلب للضرورۃ اور صحیح ہی سلطنت زبردستی حاکم بننے والیکی بسبب ضرورت کے ہم عقد امامت دو طرح سے
منعقد ہوتا ہی اول یہ کہ خلیفہ خود اپنی جگہ دوسرے امام کو کردے جیسے حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ کیا تھا دوسرے یہ کہ زمرۂ علما اور صاحبان رائے و تدبیر
کسی کے ہاتھ پر بیعت کرین تو اگر یہ دونون صورتین نہون اور کوئی شخص زبردستی والی ہوجاوے تو اُسکی سلطنت صحیح ہوگی ضرورت کی وجہ سے یعنی تاکہ اہل اسلام مین فتنہ نہو
وکذا صبی ویبغی ان یفوض امور التقلید علی وال تابع لہ والسلطان فی الرسم ہو الولد وفی الحقیقۃ ہو الوالی لعدم صحۃ اذنہ بقضاء وجمعۃ کما فی الاشباہ عن البزازیۃ اور اسیطرح
درست ہی سلطنت لڑکے کی ضرورت کی وجہ سے اور چاہیے کہ کاروبار حکومت کے ایک حاکم کے سپرد کیے جاوین جو تابع سلطان کا ہو اور بادشاہ ظاہر مین تو وہ لڑکا ہی
اور حقیقت مین والی مذکور کیونکہ اُسکی اجازت قضا اور جمعہ مین درست نہین چنانچہ اشباہ مین ہی بزازیہ سے ہم یعنی اگر والی مذکور کو حقیقت مین بادشاہ نہ کہین تو اُسکا حکم دینا
قضا اور جمعہ کے لیے درست نہوگا کیونکہ ان دونون مین ایسے شخص کا اذن صحیح نہین جسکو ولایت نہو لیکن یون کہنا چاہیے کہ یہ شخص ایک خاص وقت تک حقیقت مین
سلطان ہی یعنی لڑکے کے بالغ ہونے تک اس مدت کی قید سے یہ فائدہ ہوگا کہ جب وہ لڑکا بالغ ہونے کے بعد حاکم مستقل ہوگا تو اس والی کے معزول کرنے کی حاجت
نہوگی کذا فی الشامی وفیہا لو بلغ السلطان او الوالی یحتاج الی تقلید جدید اور بزازیہ مین ہی کہ اگر سلطان یا والی بالغ ہووے تو حاجت پڑیگی نئے سر سے اُسکو حاکم بنانے کی
والصغری ربط صلوۃ المؤتم بالامام بشروط عشرۃ اور امامت صغری وابستہ ہونا مقتدی کی نماز کا ہی امام کی نماز سے دس شرطون کے ساتھ ہم شارح نے جو دس شرطین مذکور کی
ہین سو اقتدا کی ہین نہ امامت کی البتہ نور الایضاح مین چھ شرطین امامت کی علیحدہ لکھی ہین تندرست مردون کے لیے اول مسلمان ہونا دوم بالغ ہونا سوم عاقل ہونا چہارم
مرد ہونا پنجم عذرون سے سلامت ہونا جیسے نکسیر اور پیشاب کے جاری رہنے اور توتلا ہونے وغیرہ سے ششم موجود ہونا شروط نماز کا مثل طہارت اور ستر عورت وغیرہ کے مگر
چونکہ امامت بغیر اقتدا کے ہو نہین سکتی اسلیے جو شرطین شارح نے اقتدا کی لکھی ہین وہ امامت کی بھی ہوسکتی ہین بلحاظ موقوف ہونے امامت کے اقتدا پر اسیطرح یہ چھ شرطین
اقتدا کی بھی ہوسکتی ہین اس سے معلوم ہوا کہ کل شرطین امامت اور اقتدا کی سولہ ہین مگر چونکہ دس مقتدی کے ساتھ قائم ہین اور چھ امام کی تو بہتر ہی کہ دس کو شرطین اقتدا کی ٹھہرایا جاے
اور چھ کو امامت کی کذا فی الشامی نیۃ المؤتم الاقتداء شرط اول نیت اقتدا کی کرنی مقتدی کو واتحاد مکانہما اور دوسری شرط متحد ہونا امام و مقتدی کے مکان کا تو اگر سوار
پیادہ کا اقتدا کریگا یا بالعکس تو جائز نہوگا اور اگر امام و مقتدی کے بیچ مین آڑ ہو تو کچھ حرج نہین اگر مقتدی پر حال امام مشتبہ نہو وصلوتہما اور تیسری شرط متحد ہونا دونون
کی نماز کا بحر الرائق مین کہا کہ اس سے یہ غرض ہی کہ اگر مقتدی امام کی نماز کی نیت سے اقتدا کرے تو درست ہوجاے یہ تعبیر اسلیے کی کہ اقتدا متنفل کا فرض پڑھنے والے
کے پیچھے اس عبارت مین داخل ہوجاے اس شرط کو نور الایضاح مین خوب لکھا ہی کہ مقتدی سواے امام کے فرض کے اور کوئی فرض پڑھتا ہو کذا فی الشامی عن الحلبی وصحۃ صلوۃ امامہ

اور چوتھی شرط صحیح ہونا امام کی نماز کا مقتدی کے گمان مین تو اگر مقتدی کی دانست مین امام کی نماز فاسد ہوگی تو اُسکا اقتدا صحیح نہوگا وعدم محاذاۃ امراۃ اور پانچوین شرط یہ ہی
نہ برابر ہونا عورت کا کیونکہ عورت کا برابر ہونا ان شرطون کے ساتھ جو آگے مذکور ہونگی مفسد نماز ہی وعدم تقدمہ بعقبہ اور چھٹی شرط ہی نہ آگے بڑھنا مقتدی کا اپنے امام سے بلحاظ
ایڑیون کے تو اگر ایڑیان برابر بھی ہونگی تو اقتدا درست ہوگا اگرچہ پاؤن بڑا ہونے کی جہت سے مقتدی کی انگلیان آگے بڑھی ہوئی ہون وعلمہ بانتقالاتہ اور ساتوین شرط ہی جاننا
مقتدی کا امام کے ایک رکن سے دوسرے مین جانیکو خواہ دیکھنے یا آواز سنکر یا دوسرے مقتدیون کو دیکھ کر یہ علم حاصل ہو وبحالہ من اقامۃ وسفر اور آٹھوین شرط ہی جاننا مقتدی کا
امام کے حال کو یعنی اُسکے مسافر یا مقیم ہونیکو یہ جاننا نماز سے پہلے ہو یا پیچھے تو اگر ایسی صورت ہو کہ امام نے چار رکعت والی نماز مین دو پر سلام پھیر دیا اور لوگون کو معلوم نہ ہوا کہ اُسنے
بھول کر دو پڑھین یا سفر کی جہت سے تو نماز نہوگی ومشارکتہ فی الارکان اور نوین شرط ہی شریک ہونا مقتدی کا امام کے ساتھ ارکان نماز مین یعنی ہر رکن کو اُسکے ساتھ ادا کرنا
تو اگر کسی رکن کو چھوڑ دیگا تو نماز باطل ہو جائیگی پس اقتدا بھی نرہیگا وکونہ مثلہ او دونہ فیہا وفی الشرائط کما بسطہ فی البحر اور دسوین شرط ہی ہونا مقتدی کا امام کے مانند یا اُس سے
کمتر ارکان مین اور نماز کی شرطون مین چنانچہ شرح مذکور ہی بحرالرائق مین ہم ارکان مین برابری ہونے سے یہ غرض کہ اُنکی بجاآوری مین برابر ہو مثلاً اگر امام اشارے سے ارکان
ادا کرتا ہو اور مقتدی بھی اشارہ ہی سے کرتا ہو تو اقتدا درست ہی کیونکہ دونون ارکان کے ادا کرنے مین یکسان ہین اور کمتر کی مثال یہ کہ اشارے سے نماز پڑھنے والا رکوع اور سجود
کرنیوالے کا اقتدا کرے اور شرائط مین یکسان ہونیکی یہ صورت ہی کہ ننگا آدمی دوسرے ننگے کا اقتدا کرے یا سب شرطون کا جامع شخص کسی اپنے جیسے کا اقتدا کرے اور شرطون مین
کم ہونے کی یہ مثال ہی کہ امام مین سب شرطین ہون اور مقتدی مثلاً ننگا ہو شامی نے کہا کہ دسون شرطین اصل نسخہ بحرالرائق مین نہین بلکہ بعض نسخون کے حاشیہ پر بخط مؤلف
پائی جاتی ہین قیل وثبوتہا بارکعوا مع الراکعین کہتے ہین کہ امامت وجماعت کا ثبوت اس آیت سے ہی (ارکعوا مع الراکعین) یعنی رکوع کرو رکوع کرنیوالون کے ساتھ یعنی شریک جماعت ہو
اس صورت مین جماعت سنت موکدہ نرہیگی بلکہ واجب یا فرض ہوگی اور بعضون نے مثل قاضی بیضاوی کے اُسکے معنی یہ کہے ہین کہ خضوع کرو عاجزی کرنیوالون کے ساتھ
تو اس صورت مین ثبوت امامت کا اس آیت سے نہوگا ومن حکمہا نظام الالفۃ وتعلم الجاہل من العالم اور جماعت کی حکمتون مین سے ہی الفت کا منتظم رہنا اور جاہل کا عالم سے
سیکھنا یعنی جماعت کے مشروع ہونے مین یہ حکمت ہی کہ پانچ وقت محلہ والون اور ہمسایون سے ملاقات ہوگی تو باہم الفت مستحکم ہوگی اور جو شخص افعال نماز کو نہ جانتا ہوگا وہ
دوسرے واقفکار سے سیکھ لیگا اور ایک حکمت یہ بھی ہی کہ تنہا پڑھنا نفس پر شاق ہوتا ہی جماعت مین دل نہین گھبراتا کذا فی الطحطاوی **ہی افضل من الاذان** عندنا خلافا للشافعی
قالہ العینی امامت ہم حنفیون کے نزدیک اذان سے افضل ہی یعنی امامت مین زیادہ ثواب ہی بخلاف امام شافعی رحکے کہ اُنکے نزدیک اذان کہنے مین زیادہ ثواب ہی کہا ہی اسکو عینی نے
اور بعض علما دونون کو برابر کہتے ہین کذا فی الحلبی وقول عمر لولا الخلافۃ لاذنت ای مع الامامۃ اذ الجمع افضل اور فرمانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کہ اگر خلافت نہوتی تو مین اذان
کہا کرتا اسکے یہ معنی ہین کہ امامت کے ساتھ کیونکہ جمع کرنا امامت اور اذان کا افضل ہی ہم یعنی حضرت عمرؓ کے قول سے فضیلت اذان کی نہین پائی جاتی کیونکہ اُسکے معنی یہ ہوسکتے
ہین کہ امامت بھی کرتا اور اذان بھی کہتا کہ دونون باتون کے جمع ہونے مین بلاشبہ فضیلت ہی خلافت کو مانع اسلیے فرمایا کہ کاروبار خلافت مین مشغول ہونے سے انتظار
اوقات نماز کا نہین ہوسکتا اسلیے صرف امامت پر اکتفا کیا کذا فی الشامی وقال بعضہم اخاف ان ترکت الفاتحۃ ان یعاتبنی الشافعی او قراتہا ان یعاتبنی ابو حنیفۃ فاخترت الامامۃ اور
بعض علما نے کہا ہی کہ مجکو خوف ہی کہ اگر مین فاتحہ کو حالت اقتدا مین چھوڑون تو امام شافعی مجھپر عتاب نہ کرین اور اگر اسکو پڑھون تو امام اعظم غصہ نہ فرمائین اسلیے مین نے امامت
کو اختیار کیا ام یہ گویا دوسری دلیل ہی امامت کے افضل ہونے کی کہ امامت کی وجہ سے نماز بلا خلاف درست ہوجاتی ہی **والجماعۃ سنۃ موکدۃ للرجال** قال الزاہدی ارادوا
بالتاکید الوجوب الا فی جمعۃ وعید فشرط اور جماعت مردون کے لیے سنت موکدہ ہی زاہدی نے کہا کہ فقہا نے تاکید سے وجوب مراد لیا ہی یعنی جو لوگ سنت موکدہ کہتے ہین اُنکے
قول مین اور جو لوگ واجب کہتے ہین اُنکے قول مین کچھ فرق نہین دونون کا مآل ایک ہی کیونکہ تاکید سے غرض واجب ہونا ہی مگر جمعہ اور عید مین جماعت شرط ہی اُن دونونکے
صحیح نہ ہونے کی وفی التراویح سنۃ کفایۃ وفی وتر رمضان مستحبۃ علی قول اور تراویح مین جماعت سنت کفایہ ہی کہ محلہ مین کچھ لوگون کے ادا کرنے سے سب کے ذمہ سے ادا ہوجاتی ہی
اور رمضان کے وترون مین جماعت مستحب ہی ایک قول پر اور دوسرے قول کے موجب نہین بلکہ وترون کو مکان پر ادا کرنا چاہیے کذا فی الشامی وفی وتر غیرہ وتطوع

علی سبیل التداعی مکروہۃ تحقیقۃ اور رمضان کے سواے کے وترون مین اور نماز نفل مین جماعت مکروہ ہی بطور تداعی کے عنقریب ہم اسکی تحقیق بیان کرینگے ہم تداعی سے
یہ غرض کہ چار یا زیادہ مقتدی ایک امام کے پیچھے نماز پڑھین کذافی الطحطاوی اور قہستانی مین ہی کہ اگر چار مقتدیون سے کم ہون اور مسجد کے کسی گوشہ مین جماعت کرلین تو
مکروہ نہین ویکرہ تکرار الجماعۃ باذان واقامۃ فی مسجد محلۃ لا فی مسجد طریق اور مکروہ ہی مکرر کرنا جماعت کا اذان اور اقامت کے ساتھ محلہ کی مسجد مین نہ شارع عام کی مسجد مین یا
ایسی مسجد مین جسکا نہ امام ہی نہ موذن ہم مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہی اسلیئے کافی نے کہا ہی کہ جماعت دوبارہ جائز نہین اور مجمع مین کہ جماعت مکرر مباح نہین اور شرح جامع صغیر
مین ہی کہ بدعت ہی اور مسجد محلہ سے یہ مراد ہی کہ جسکا امام اور جماعت مقرر ہو دررمین کہا کہ اگر اہل محلہ بدون اذان واقامت کے جماعت دوبارہ کرین یا مسجد شارع پر ہو تو دوسری جماعت
جائز ہوگی بالاتفاق جیسے اُس مسجد مین جسکا امام اور موذن نہین اور آدمی گروہ گروہ آکر نماز پڑھتے ہون تو افضل یہ ہی کہ ہر گروہ اذان اور اقامت جداگانہ سے نماز پڑھے منبع مین کہا
کہ دوسری اذان کی قید سے احتراز ہوا اُس صورت سے کہ محلہ کی مسجد مین دوبارہ جماعت بدون اذان پڑھی جاے کہ اسطرح پڑھنا مباح ہی بالاتفاق اور جماعت دوم کے
مکروہ ہونے کی یہ دلیل ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم مین صلح کرادینے کو نکلے تھے تو نماز کے وقت مسجد مین تشریف لیگئے جسمین جماعت ہوچکی تھی آپ اپنے مقام پر واپس
تشریف لائے اور گھر والون کو جمع کرکے نماز پڑھی پس اگر جماعت دوم مسجد مین درست ہوتی تو مسجد کی جماعت چھوڑکر آپ گھر مین کیون نماز پڑھتے علاوہ اسکے جماعت
ثانی کے جائز رکھنے مین جماعت کی کمی بھی متصور ہی کیونکہ جب لوگون کو معلوم ہوگا کہ دیر کرکے جائینگے بھی جماعت فوت نہوگی اگر اول نہ ملیگی دوسری ملجائیگی تو اول جماعت مین
اکٹھے نہونگے تو اس تعلیل سے یہ نکلتا ہی کہ مسجد محلہ مین تکرار جماعت گو بدون اذان کے ہو مکروہ ہی اور اسیکا موید ظہیریہ مین ہی کہ اگر کچھ لوگ ایک مسجد مین آئے جسمین جماعت
ہوچکی ہی تو وہ تنہا نماز پڑھین اور یہی ظاہر الروایۃ ہی اور اسیوجہ سے شیخ سندی تلمیذ ابن الہمام نے اپنے رسالہ مین ذکر کیا ہی کہ یہ جو اہل حرمین جدا جدا امام کے پیچھے جماعتین ایک ہی
وقت مین پڑھتے ہین یہ بالاتفاق مکروہ ہی اور شریف غزنوی جو ۵۵۱ھ مین حج کو گئے تھے تو ان جماعتون کے باب مین انکار صریح کیا تھا اور بعض مالکیون نے فتوی
دیا ہی کہ تکرار جماعت مسجد محلہ مین چارون مذہب کے علما کے قول پر ناجائز ہی مگر اسمین مشکل یہ ہی کہ مسجد مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ کے لیے نمازی مقرر نہین تو انکو مسجد محلہ کیسے
کہہ سکتے ہین بلکہ انکا حال مثل مسجد شارع عام کے ہی اور پیشتر گذر چکا کہ شارع عام کی مسجد مین تکرار جماعت بالاتفاق مکروہ نہین اور شرح منیہ مین امام ابو یوسف سے منقول ہی
کہ جب دوسری جماعت پہلی جماعت کی صورت پر نہو تو مکروہ نہوگی ورنہ مکروہ ہوگی اور یہی قول صحیح ہی اور تاتارخانیہ مین ولوالجیہ سے منقول ہی کہ اسی قول کو ہم لیتے ہین اور
بزازیہ مین ہی کہ محراب سے ہٹکر کھڑے ہونے مین پہلی جماعت کی صورت بدلجاتی ہی کذافی الشامی مختصراً چونکہ اس زمانہ مین جماعت دوم کے باب مین بہت بحث رہتی ہی اسلیئے مترجم نے
استیعاب روایات کو مناسب سمجھا اور محاکمۂ کراہت و عدم کراہت جماعت دوم مین تردد تھا کہ ایک روز خود بخود صلوۃ خوف کا خیال دل مین گذرا کہ نصف فوج مقابل دشمن کے
رہتی ہی اور نصف امام کے ساتھ پڑھتی ہی تو اگر مرضی شارع کی دوسری جماعت کے لیے ہوتی تو نصف کو ایک امام کے ساتھ پڑھنے کا اور نصف کو دوسرے امام کے ساتھ پڑھنے
کا حکم ہوتا اتنے تکلف کی اجازت نہوتی اُس روز سے مجکو وہ تردد رفع ہوگیا اور معلوم ہوا کہ جماعت دوم کا مکروہ ہونا ہی ارجح ہی **واقلہا اثنان** واحد مع الامام ولو ممیزا او ملکا
او جنیا فی مسجد او غیرہ اور کمتر جماعت دو شخص ہین یعنی ایک مقتدی امام کے ساتھ اگرچہ مقتدی لڑکا تمیزدار ہو یا فرشتہ ہو یا جن ہو نماز مسجد مین ہو یا غیر مسجد مین ہم کمتر جماعت
دو آدمیون سے ہونے کی وجہ وہ حدیث ہی جسکو سیوطی نے جامع صغیر مین روایت کیا ہی کہ دو اور اُس سے زیادہ جماعت ہین اور بحرالرائق مین وجہ عقلی بیان کی ہی کہ جماعت اجتماع
سے ماخوذ ہی چونکہ دو مین بھی اجتماع ثابت ہی اسلیئے جماعت بھی پائی جاویگی اور یہ حکم اور فرضون مین ہی سواے جمعہ کے کیونکہ جمعہ مین امام کے سوا تین آدمی لائق امام ہونے
کے مقتدی ہونے چاہیین کذافی الشامی وتصح امامۃ الجنی اشباہ اور صحیح ہی امام ہونا جن کا کذافی الاشباہ اسلیئے کہ جن بھی مکلف ہی اور فرشتہ کی امامت درست نہین کیونکہ
فرشتہ مکلف نہونے کی جہت سے نفل پڑھیگا اور فرض پڑھنے والیکا اقتدا نفل پڑھنے والیکے پیچھے درست نہین اور حضرت جبریل علیہ السلام کا امام ہونا اوقات کی تعلیم
کے لیے مخصوص تھا اور یہ بھی احتمال ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس نماز کا اعادہ فرمایا ہو کذافی الطحطاوی **وقیل واجبۃ وعلیہ العامۃ ای عامۃ مشایخنا وبہ**
جزم فی التحفۃ وغیرہا قال فی البحر وہو الراجح عند اہل المذہب اور بعضون نے کہا کہ جماعت واجب ہی اور اسی قول پر ہین اکثر ہمارے علما اور اسی کا یقین کیا ہی تحفہ

وغیرہا مین بحرالرائق مین کہا کہ یہی روایت وجوب کی قوی ہی اہل مذہب کے نزدیک طحطاوی نے نہرالفائق سے نقل کیا کہ یہی قول سب مین ٹھیک اور قوی تر ہی اور اسی
لیے اجناس مین کہا ہی کہ جو کوئی جماعت کو حقارت کے باعث چھوڑدے تو اُسکی گواہی مقبول نہین اور بعضون کے نزدیک جماعت فرض کفایہ یا فرض عین ہی فتسن او تجب
ثمرتہ یظہر فی الاثم بترکہا مرۃ علی الرجال العقلاء البالغین الاحرار القادرین علی الصلوٰۃ بالجماعۃ من غیر حرج پھر جماعت مسنون ہی یا واجب ہی مردون عاقل اور
بالغ اور آزاد اور جماعت کی نماز پر بدون کسیو قت کے قدرت رکھنے والون پر شارح نے کہا کہ واجب اور مسنون ہونے کا ثمرہ اس صورت مین ظاہر ہوتا ہی کہ اگر جماعت کو ایکبار
چھوڑیگا تو وجوب کے قول پر گناہگار ہوگا اور مسنون ہونے کے قول پر گناہگار نہ ہوگا ام حرج سے مراد عذر شرعی ہی جو مانع حضور جماعت ہو جیسے مرض یا بہت بوڑھا ہونا وغیرہ
اور نورالایضاح مین ہی کہ اگر کوئی شخص عذر سے جماعت مین حاضر نہوا مگر اسکی نیت مین یہ تھا کہ عذر نہوتا تو حاضر ہوتا تو اُسکو جماعت کا ثواب ملیگا کذافی الشامی ولوفاتتہ ندب
طلبہا فی مسجد آخر الا المسجد الحرام ونحوہ اور اگر نمازی کو مسجد محلہ مین جماعت نہ ملے تو مستحب ہی کہ جماعت کی تلاش دوسری مسجد مین کرے مگر مسجد حرام اور اُس جیسی دوسری
مسجدون مین اگر جماعت نہ ملے تو تلاش جماعت کی مستحب نہین اسلیے کہ اور مسجدون مین جماعت کی نماز سے اُن مسجدون مین نماز پڑھنی زیادہ ثواب رکھتی ہی بسبب حدیث
ابن ماجہ کے جو انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا گھر مین نماز پڑھنا ایک نماز کا ثواب ہی اور مسجد محلہ مین پڑھنا پچیس نمازون کا ثواب
ہی اور مسجد جامع مین پانسو کا اور بیت المقدس مین پانچ ہزار کا اور میری اس مسجد مدینہ مین پچاس ہزار کا اور مسجد حرام مین لاکھ کا ثواب ہی کذافی الحلبی فلا تجب علی مریض ومقعد
وزمن ومقطوع ید ورجل من خلاف اور رجل فقط ذکرہ الحدادی ومفلوج وشیخ کبیر عاجز وعمی وان وجد قائدا جماعت واجب ہی بدون حرج کے اس سے یہ نکلا کہ واجب نہین
بیمار لولا اپاہج اور مدت کے بیمار پر اور اُسپر جسکا ایک ہاتھ اور ایک پانون مخالف جانب سے کٹا ہو یا فقط ایک پانون ہی کٹا ہو ذکر کیا ہی اُسکو حدادی نے اور واجب نہین فالج زدہ
اور بہت بوڑھے چلنے پھرنے سے عاجز پر واجب نہین اندھے پر اگرچہ کوئی ہاتھ پکڑ کر لیجانے والا موجود ہو ہم اور یہی حال ہی عاجز کا اگر اُسکے پاس سواری موجود ہو تو بھی جماعت
واجب نہین فتح القدیر مین کہا کہ جماعت بالاتفاق ایسے اندھے اور عاجز پر واجب نہین جنکا پہونچانے والا میسر ہو اور جمعہ امام کے نزدیک واجب نہین اور صاحبین کے نزدیک
واجب ہی کذافی الشامی ولا علی من حال بینہ وبینہا مطر وطین وبرد شدید وظلمۃ کذالک اور نہ واجب ہی جماعت اُس شخص پر جسمین اور جماعت مین مینھ اور کیچڑ
اور شدت کا جاڑا اور سخت اندھیرا حائل ہوا ہو یعنی مانع ہو ہم مراد یہ کہ مینھ اور کیچڑ کثرت سے ہو تو جماعت واجب نہ رہیگی اسیطرح جاڑا اگر بہت سخت ہو تو مانع ہوگا اور اندھیرے کا
سخت ہونا اسطرح کہ رستہ نہ سوجھے وریح لیلا لا نہارا وخوف علی مالہ او من غریم او ظالم او مدافعۃ احد الاخبثین اور آندھی رات کے وقت مانع ہی نہ دن مین یا حائل ہو خوف اپنے
مال پر چور وغیرہ سے یا خوف ہو قرضدار سے یا کسی ظالم سے یا مانع ہو دبانا دو پلید چیزون کا یعنی بول وبراز کا اسیطرح ہی بند رکھنا گوز کا کذافی الشامی وارادۃ سفر وقیامہ
بمریض وحضور طعام تشوقہ نفسہ ذکرہ الحدادی اور مانع حضور جماعت ہی ارادہ سفر کا یعنی خوف قافلہ کے چلے جانے کا بشرط شرکت جماعت کے اور مریض کی خبر لینی یعنی جس صورت
مین کہ مریض کو اُسکے چلے جانے سے ایذا ہو اور سامنے آنا کھانے کا کہ جسکی طرف نمازی کا نفس مشتاق ہو ذکر کیا ہی اسکو حدادی نے وکذا اشتغالہ بالفقہ لا بغیرہ کذا جزم بہ الباقانی تبعا
للبہنسی ای الا اذا واظب تکاسلا فلا یعذر ویعزر ولو باخذ المال یعنی بحبسہ عنہ مدۃ اور اسیطرح مانع وجوب جماعت ہی مشغول ہونا نمازی کا فقہ مین نہ غیر فقہ مین ایسا ہی یقین کیا ہی
اسکو باقانی نے بہ تبعیت بہنسی کے یعنی بجز اُس صورت کے کہ اگر فقہ کی مشغولی مین ترک جماعت پر مواظبت کریگا کسل کی راہ سے تو معذور نہ متصور ہوگا اور تعزیر دیا جائیگا اگرچہ سزا
مال کے لینے سے ہو یعنی اُسکے مال کو چندروز اُس سے روک دیا جاوے ہم فقہ سے مراد مسائل ضروریہ دین کے ہین اور مشغول ہونا عام ہی کہ سیکھنے سے ہو یا سکھانے سے یا تصنیف کرنے
سے طحطاوی نے کہا کہ مال کے ضبط کرنے کی سزا قول ضعیف ہی چنانچہ باب التعزیر مین مذکور ہوگا ولا تقبل شہادتہ الا بتاویل بدعۃ الامام او عدم مراعاتہ اور قبول نکیجاے گواہی
جماعت کے ترک کرنیوالے کی مگر بسبب تاویل بدعت امام کے یا نہ رعایت کرنے امام کے ہم یعنی اگر ترک جماعت کا عذر بیان کرے کہ امام بدعتی ہی اسلیے جماعت مین حاضر نہین ہوتا یا
امام رعایت مذہب مقتدی کی نہین کرتا اُن امور مین جو موجب نماز کے باطل ہونے کے ہین تو اِن عذرون سے گواہی مقبول ہوگی والاحق بالامامۃ تقدیما بل نصبا مجمع الانہر الاعلم
باحکام الصلوٰۃ فقط صحۃ وفسادا بشرط اجتنابہ للفواحش الظاہرۃ وحفظہ قدر فرض وقیل واجب وقیل سنۃ اور زیادہ مستحق امامت کا آگے بڑھنے مین بلکہ ہمیشہ کو امام مقرر کرنے مین

كذافي مجمع الانہر وہ شخص ہی جو احکام فقط نماز کی صحت اور فساد کے زیادہ جانتا ہو یعنی اور علمون مین فاضل ہو یا نہین نماز کے احکام زیادہ جانتا ہو بشرطا اُسکے بچنے کے ظاہری گناہون سے اور بشرطا یاد کرنے مقدار فرائض نماز کے اور بعضون نے بقدر واجب اور بعض نے بقدر سنت یاد کرنے کو کہا ہو طحطاوی نے کہا کہ ظاہری گناہون سے بچنے کے ساتھ یہ بھی شرط ہو کہ امام کے دین پر کوئی طعنہ نکرتا ہو اور مقدار فرض کا یاد کرنا قول کافی کا ہو اور مقدار واجب کا یاد کرنا بحرالرائق مین بطور بحث مذکور ہو اور زیلعی نے بقدر سنت کو لکھا ہو اور یہی مبسوط اور فتح القدیر مین ہو اور یہی ظاہر ہو اسلیے کہ بیان امام کے اولی ہونے کا ہو تو امام کو لحاظ رکھنا سنت کا مناسب تر ہو ثم الاحسن تلاوة وتجويدا للقرأة ثم الاورع اي الاكثر اتقاء للشبهات والتقوى اتقاء المحرمات اگر علم مین برابر ہون تو پھر مستحق امامت کا وہ ہو جو تلاوت اور قرارت کی تجوید مین زیادہ اچھا ہو پھر زیادہ احتیاط والا یعنی جو شبہون سے بہت بچے اور تقوی حرام چیزون سے بچنا ہو تلاوت اور تجوید سے یہ غرض ہو کہ حروف اور مخارج اور مد اور شد وغیرہ کو خوب جانتا ہو اور قاری کو دوسرے مرتبہ مین اسلیے رکھا کہ قرارت کی احتیاج صرف ایک رکن مین ہوتی ہو اور علم کی احتیاج سب رکنون مین ہو پھر شارح نے ورع اور تقوی مین فرق بتایا کہ ورع شبہون سے بچنے کو کہتے ہین اور تقوی حرام چیزون سے بچنے کو اور شبہہ اُسکو کہتے ہین جسکی حلت اور حرمت مین شک ہو ثم الاسن اي الاقدم اسلاما فيقدم شاب على شيخ اسلم پھر مستحق امامت زیادہ عمر والا ہو یعنی جو اسلام مین پیشتر ہو پس مقدم کیا جاے جوان اُس بوڑھے پر کہ چند روز سے مسلمان ہوا ہو وقالوا يقدم الاقدم ورعا وفي النهر عن الزاد وعليه يقاس سائر الخصال فيقال يقدم اقدمهم علما ونحوه وحينئذ فقلما يحتاج للقرعة اور فقہا نے کہا ہو کہ مقدم کیا جاے وہ شخص جو پیشتر ہو ورع مین یعنی جسکا ورع بہت دنون کا ہو وہ اُسپر مقدم ہو جسکا ورع کم مدت کا ہو اور نہر الفائق مین زاد الفقیر سے منقول ہو کہ ورع کے اوپر سب خصلتون کا قیاس ہوگا یعنی یون کہا جائیگا کہ مقدم کیا جاے وہ جسکا علم سب سے پیشتر ہو اور مثل اُسکے یعنی مثلا جسکو فن قرارت مدت سے آتا ہو وہ اُس سے مقدم ہو جسکو چند روز سے آتا ہو اور اسوقت مین یعنی جبکہ ہر خصلت کے پیشتر ہونے کا لحاظ کیا جاے تو قرعہ ڈالنے کی احتیاج کمتر ہوگی ماتن نے آگے بیان کیا ہو کہ اگر چند مستحق امامت سب خصلتون مین برابر ہون تو انمین قرعہ ڈالا جاے شارح کہتا ہو کہ جب خصال مین لحاظ پیشتر ہونے کا کیا جاے تو اب ضرورت قرعہ ڈالنے کی کم ہوگی کیونکہ ایسا بہت کم ہوگا کہ چند آدمیون مین ورع اور علم اور قرأت ایک ہی مدت سے ہوے ہون ثم الاحسن خلقا بالضم الفة بالناس پھر مستحق امامت وہ ہو جو خوش خلق زیادہ ہو شارح نے کہا کہ خلق بضم خا بمعنی لوگون سے ملنساری کو کہتے ہین ثم الاحسن وجها اي اكثرهم تهجدا پھر زیادہ خوبصورت یعنی لوگون مین زیادہ تہجد گذار ہو یہ تفسیر شارح نے ملزوم کے ساتھ کی اسلیے کہ کثرت تہجد کو خوبصورتی لازم ہو کیونکہ حدیث مین وارد ہو کہ جو شب کو زیادہ نماز پڑھیگا دن کو اُسکا چہرہ حسین ہوگا صاحب بدائع نے کہا کہ اس تکلف کی کچھ حاجت نہین خوبصورتی ظاہر کی مراد لینی چاہیے کہ خوبصورت کی امامت سبب ہو جماعت کی کثرت کا كذا في الشامي زاد في الزاد ثم اصبحهم اي اسمحهم وجها زاد الفقیہ مین اتنا زیادہ کیا ہو کہ پھر سب مین کا زیادہ صبیح یعنے چہرہ مین زیادہ بشاش مستحق ہو اصبح مشتق ہو سماحت سے سماحت کے معنی یہ ہین کہ جس سے ملے بکشادہ پیشانی اور ہنس مکھ ملے تو یہ بات حسن ظاہری سے علاوہ ہو مگر خوش خلقی مین اور اسمین ظاہرا کچھ فرق نہین معلوم ہوتا ثم اكثرهم حسبا پھر مستحق وہ ہو جو سب مین زیادہ ہو حسب کی رو سے اور بعض نسخون مین حسنا نون کے ساتھ ہو مگر چونکہ اسکا ذکر پیشتر ہو چکا اسلیے با موحدہ کا نسخہ صحیح معلوم ہوتا ہو قاموس مین ہو کہ حسب وہ بزرگی ہو جسکو آدمی اپنے آبا یا مال یا دین یا کرم وغیرہ کے سبب سے شمار کرے ثم الاشرف نسبا پھر وہ مستحق ہو جو خاندان مین زیادہ شریف ہو مثلا سید مقدم ہو اور لوگون پر زاد في البرهان ثم الاحسن صوتا برہان مین یہ زیادہ کیا ہو کہ پھر جسکی آواز زیادہ اچھی ہو یعنی اگر صفات گذشتہ مین برابری ہو تو خوش آواز مقدم کیا جائیگا وفي الاشباه قبيل ثمن المثل ثم الاحسن زوجة اور اشباہ مین تھوڑا سا پہلے ثمن مثل کے بیان کیا ہو کہ پھر مستحق وہ ہو جسکی بی بی زیادہ اچھی ہو اسلیے کہ بی بی کے اچھے ہونے سے اُسمین مضمون محبت اور عفت کا زیادہ ہوگا اور یہ اُس صورت مین ہو کہ لوگون یا ہمسایون مین اس امر کی شہرت ہو ورنہ یہ مطلب نہین کہ بقیہ صفات مین برابری کے وقت ہر شخص اپنی بی بی کے اوصاف بیان کرے كذا في الشامي ثم الاكثر مالا ثم الاكثر جاها پھر وہ مستحق ہو جو زیادہ ہو مال مین یعنی مال حلال جسکے پاس زیادہ ہو اور اگر مال حرام ہوگا تو وہ شخص فاسق ہوگا كذا في الطحطاوي پھر وہ ہو جو زیادہ ہو جاہ مین یعنے لوگون کے دلون مین اُسکی جگہ زیادہ ہو ثم الانظف ثوبا پھر وہ جسکے کپڑے زیادہ ستھرے ہون اسلیے کہ یہ امر بھی موجب کثرت جماعت ہو ثم الاكبر راسا والاصغر عضوا پھر جسکا سر بڑا ہو اور دوسرے عضو چھوٹے ہین کیونکہ سر کا بڑا ہونا اور دوسرے اعضا کا مناسب ہونا دلیل ہو زیادتی عقل کی مگر کلانی سر کی

موقع سے ہو ہمیو تع نہو کذا فی الطحطاوی ثم المقیم علے المسافر پھر مقدم کیا جاے مقیم مسافر پر طحطاوی نے کہا کہ شاید یہ اُس صورت مین ہو کہ مقتدی سب مقیم ہون یا مقیم
اور مسافر ملے جلے ہون اور جس صورت مین کہ سب مسافر ہون صرف ایک مقیم ہو تو وجہ اولی ہونے مقیم کی ظاہر نہین اور شامی نے بحرالرائق سے نقل کیا کہ مقیم اور مسافر دونون
برابر ہین کسی کو اولویت نہین ثم الحر الاصلی علے المعتق پھر مقدم کیا جاے آزاد اصلی اُس شخص پر جو غلام ہو کر آزاد ہوا ہو یعنی اگر اوصاف مین دو شخص مساوی ہین مگر ایک اصل سے
آزاد ہی اور دوسرا غلام تھا اب آزاد ہو گیا ہو تو حر اصلی مقدم ہو گا اسلیے کہ غلام کو بسبب خدمت آقا کے اتنی مہلت نہین ملتی کہ تحصیل علم کرے ثم المتیمم عن حدث علی المتیمم عن جنابۃ پھر
مقدم کیا جاے وہ جسنے حدث سے تیمم کیا ہو اُس شخص پر جسنے جنابت سے تیمم کیا ہو اسلیے کہ بیوضو ہونا خفیف ہی بہ نسبت جنابت کے فائدہ ایک کام کی بات ہو لا یقدم احدٌ
التزاحم الا بمرجح جب چند شخص کسی امر شرعی یا عادی مین ایک دوسرے سے مزاحم ہون تو کسی کو بدون مرجح مقدم نکیا جاے ومنہ السبق الی الدرس والافتاء والدعوی اور
اسباب ترجیح مین سے ہی پیشتر آنا پڑھنے کے لیے یا فتوی لینے کو قاضی کے سامنے دعوی بیان کرنے کو یعنے دو طالبعلم ایک اُستاد سے پڑھتے ہین تو اول اُسکو پڑھاوے جو پیشتر
آیا ہو اسیطرح مفتی کے یہان فتوی پوچھنے والو نمین تقدیم اُسکی ہو جو پہلے آوے شامی نے کہا کہ بہتر یہ تھا کہ افتا کی جگہ استفتا ہوتا چنانچہ مترجم نے ترجمہ مین معنی استفتا ہی کے لکھے
ہین فان استووا فی المجیٔ اقرع بینہم انتہی کلام الاشباہ پھر اگر آنے مین برابر ہون یعنی سب ایک ساتھ آئے ہون تو اُنمین قرعہ ڈالا جاوے جسکا نام پیشتر نکلے اُسکو مقدم کیا جاے
تمام ہوا کلام اشباہ کا وفی الفصل الثانی والثلثین من حظر التاتارخانیۃ وفی طلبۃ العلم یقدم السابق فان اختلفوا وثمۃ بینۃ فیہا والا اقرع بینہم کما فی الحرقی والغرقی لو لم یعرف
الاول وجہل کانہم ماتوا معًا انتہی اور بتیسوین فصل کتاب الحظر تاتارخانیہ مین مذکور ہی کہ طالبعلمون کے سبق مین مقدم کیا جاے پیشتر آنیوالا یعنی اگر وہ سب ایک دوسرے کے
بعد آئے ہون اور وہان کچھ دلیل پیشتر آنے کی ہو تو اُسی پر عمل ہو گا ورنہ قرعہ ڈال لیا جائیگا جیسے سب کے ایک ساتھ آنے مین قرعہ ڈالا جاتا ہی چنانچہ ایک ساتھ جلنے والون
اور ڈوبنے والون مین جب اول نہین معلوم ہوتا اور یہ ٹھہرالیا جاتا ہی کہ گویا وہ سب ساتھ ہی مرے ہین تمام ہوا قول تاتارخانیہ کا تم تشبیہ جلنے والون اور ڈوبنے والون کی
صرف اسمین ہی کہ درصورت نہ معلوم ہونے ترتیب کے ایسا کیا جاتا ہی کہ سب ایک ساتھ ہین اور قرعہ ڈالنے مین تشبیہ نہین اسلیے کہ جلنے اور ڈوبنے والون مین قرعہ نہین ہوتا
کذا فی الشامی وفی المحاسن القراء لابن وہبان وقیل ان لم یکن للشیخ معلوم جاز ان یقدم من شاء واکثر مشایخنا علی تقدیم الاسبق واول من سنہ ابن کثیر اور ابن وہبان کی
محاسن القراء مین ہی کہ بعض علما کا قول یہ ہی کہ اگر اُستاد کو طالبعلمون کے آنے کا حال معلوم نہو تو جائز ہی کہ جسکو چاہے مقدم کرے اور ہمارے اکثر مشایخ پیشتر آنیوالے کی
تقدیم پر ہین اور اول جسنے یہ طریقہ مقرر کیا ابن کثیر ہی ثم سمہودی نے جوہر العقدین مین یہ روایت کی ہی کہ ایک انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین کچھ پوچھنے
آیا اور ایک آدمی ثقیف کی قوم کا اُسکے بعد آیا آپنے فرمایا کہ انصاری تجھسے پہلے سوال کر رہا ہی اتنا بیٹھ جا کہ اُسکی حاجت روا ہو اس سے معلوم ہوا کہ یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا اور ابن کثیر نے اسمین متابعت آپ کی اختیار کی کذا فی الشامی فان استووا یقرع بین المستوین او الخیار الی القوم فان اختلفوا اعتبر اکثرہم پس
اگر مستحقین امامت برابر ہون یعنی کسی مین وجہ زیادتی اور ترجیح کی موجود نہو تو برابر صفات والون مین قرعہ ڈالا جاوے یا مقتدیون کو اختیار ہی کہ جسکو چاہین امام بنائین
پھر اگر اختیار مین مقتدی مختلف ہون کچھ کسیکو چاہین کچھ دوسرے کو تو اعتبار اُنکے اکثر کا ہی یعنی جس امام کو بہت مقتدی پسند کرین وہی امامت کرے ولو قدموا غیر الاولی اساؤا
بلا اثم اور اگر مقتدی اولی کے سوا دوسرے کو پیش امام کرینگے تو برا کرینگے بدون گناہ کے یعنی ترک سنت کی وجہ سے برا کرینگے اور گنہگار نہ ہونگے واعلم ان صاحب البیت
ومثلہ امام المسجد الراتب اولی بالامامۃ من غیرہ مطلقا الا ان یکون معہ سلطان او قاضٍ فیقدم علیہ لعموم ولایتہما صرح الحدادی بتقدیم الوالی علی الراتب اور
جان کہ گھر کا مالک امامت کیواسطے بہتر ہو دوسرے لوگون سے ہر حال مین یعنی گو دوسرا اُس سے عالم اور زیادہ قاری ہو تب بھی مالک مکان فضل ہی اور مالک کے مانند ہی
امام معین مسجد کا یعنی وہ بھی اپنے غیر سے بہتر ہی اگرچہ غیر اُس سے صفات گذشتہ مین فائق ہو مگر اُس صورت مین کہ ہووے مالک یا امام معین کے ساتھ بادشاہ یا قاضی کہ بادشاہ
یا قاضی مالک وغیرہ پر مقدم ہو گا بسبب عام ہونے ولایت و تصرف بادشاہ اور قاضی کی تصریح کی ہی حدادی نے والی کے مقدم کرنے کی امام معین پر والمستعیر والمستاجر احق
من المالک ملا اور مکان کا عاریت لینے والا اور کرایہ دار زیادہ حقدار ہین بہ نسبت مالک کے اُسوجہ سے کہ پیشتر گذری ہم شامی نے کہا کہ شارح کو بلام کہنا مناسب نہ تھا کیونکہ ادب

عموم ولایت کا ذکر ہی حالانکہ مستعیر اور کرایہ دار کی ولایت عام نہین تو یہ کہنا چاہیے تھا لان الولایۃ لہما فی ہذہ الحالۃ دون المالک یعنی سوقت اُن دونون کا تصرف ہو نہ مالک کا
ولو ام قوما وہم لہ کارہون ان الکراہۃ لفساد فیہ او لانہم احق بالامامۃ منہ کرہ لہ ذلک تحریما لحدیث ابی داؤد لا یقبل اللہ صلوٰۃ من تقدم قوما وہم لہ کارہون وان
ہو احق لا والکراہۃ علیہم اور اگر کوئی شخص ایک قوم کا امام ہوا اور وہ لوگ اُسکو برا جانتے ہین تو اگر اُنکی نفرت امام کے اندر کسی خرابی کے لیے ہو یا اسوجہ سے کہ وہ لوگ بہ نسبت امام مذکور کے
زیادہ مستحق امامت ہین تو اُس شخص کو امام ہونا مکروہ تحریمی ہی بسبب حدیث ابی داؤد کے کہ اللہ تعالی اُس شخص کی نماز نہین قبول کرتا جو ایک قوم کی امامت کرے اور وہ لوگ اُس سے
نفرت رکھین اور اگر امام مذکور زیادہ مستحق امام ہونے کا ہو تو اُسکے حق مین امام ہونا مکروہ نہین اور مقتدیون کو اُس سے نفرت کرنا مکروہ ہی ویکرہ تنزیہا امامۃ عبد ولو معتقا
قہستانی عن الخلاصۃ ولعلہ لما قدمناہ من تقدم الحر الاصلی اذ الکراہۃ تنزیہیۃ فتنبہ اور مکروہ تنزیہی ہی امام ہونا غلام کا اگرچہ آزاد ہو گیا ہو کذا فی القہستانی عن الخلاصۃ اور
شاید کہ اسکی وجہ وہی ہی جو ہم پیشتر بیان کر چکے ہین یعنی حر اصلی کا مقدم ہونا آزاد شدہ پر اولی ہی کیونکہ کراہت اس مسئلہ مین تنزیہی ہی اور وہ ترک اولی سے ہوا کرتی ہی
پس خبردار ہو جا ہم ایک نسخہ مین لعلہ لما قدمناہ کی جگہ والعلۃ ما قدمناہ ہی یعنی وجہ اسکی وہ ہی جو ہم پہلے لکھ چکے ہین واعرابی ومثلہ ترکمان وا کراد وعامی اور مکروہ ہی امامت
بدوی کی اور مثل بدوی کے قوم ترکمان اور کرد اور جاہل آدمی ہین یعنی امامت مکروہ ہی اور علت کراہت غلبۂ جہالت ہی اور لوگون کا تنفر اُنکی امامت سے وفاسق
واعمی ونحوہ الاعشی نہر اور مکروہ ہی امامت فاسق اور اندھے کی اور مثل اندھے کے ہی وہ شخص جسکو رات اور دن مین کم سوجھتا ہو کذا فی النہر اندھے کی امامت کی
کراہت بوجہ نہ بچنے نجاست کے ہی صاحب نہر الفائق نے بحث کی راہ سے کہا کہ اس امر مین کم سوجھ آدمی بھی ایسا ہی ہی الا ان یکون ای غیر الفاسق اعلم القوم
فہو اولی مگر یہ کہ ہووے ہر واحد سابق کے شخصون سے سوا فاسق کے زیادہ عالم قوم کا تو اس صورت مین اُسکا امام ہونا اولی ہی ہم فاسق کا استثنا اسلیے کیا کہ باوجود عالم
ہونے کے بھی اُسکی امامت خالی کراہت سے نہین کیونکہ امامت مین اُسکی تعظیم ہی حالانکہ شرعا مقتدیون پر اُسکی اہانت واجب ہی مفتی ابو السعود نے کہا کہ اس تعلیل کا مفاد یہ ہی
کہ امامت فاسق کی مکروہ تحریمی ہی اور اندھے کی امامت مین ہرچند عالم ہونے سے علت کراہت یعنی نہ بچنا نجاست سے موجود رہتی ہی مگر اُسمین نص صریح کے ہونے سے کراہت
باقی رہی یعنی ابن ام مکتوم اور عتبانؓ باوجودیکہ اندھے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو مدینۂ منورہ مین اپنا نائب کیا تھا نماز پڑھانے کو کیونکہ مردون مین اُنسے زیادہ
لائق موجود نہ تھا کذا فی الطحطاوی والشامی ومبتدع ای صاحب بدعۃ وہی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندۃ بل بنوع شبہۃ اور مکروہ ہی امامت مبتدع یعنی
بدعت والے کی اور بدعت اعتقاد کرنا ہی خلاف اُس بات کے جو مشہور رہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ بوجہ عناد اعتقاد مخالف کا کرنا قطعا کفر ہی بلکہ اعتقاد ہو کسی قسم
کے شبہہ سے ہم شمنی نے تعریف بدعت کی یہ کی ہی کہ جو چیز کسی قسم کے شبہہ استحسان سے پیدا ہو مخالف اُس حق کے جسکی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہی خواہ وہ حق بات
علم ہو یا عمل یا حال اور اُس چیز کو دین متین اور صراط مستقیم ٹھہرا لیا ہو اس تعریف مین بدعت صرف اعتقاد کا نام نہین جیسا شارح کی تعریف سے مفہوم ہوتا ہی وکل من کان
من قبلتنا لا یکفر بہا حتی الخوارج الذین یستحلون دماءنا واموالنا وسب اصحاب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وینکرون صفاتہ تعالی وجواز رویتہ لکونہ عن تاویل وشبہۃ اور جتنے لوگ کہ
ہمارے قبلہ کیطرف نماز پڑھتے ہین وہ بدعت سے کافر نہین ہوتے یہانتک کہ فرقہ خارجیون کا بھی کافر نہین جو ہماری جان اور مال حلال جانتے ہین اور گالی دینا اصحاب
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روا سمجھتے ہین اور اللہ تعالی کی صفات کے اور اُسکی دیدار کے جواز کے منکر ہین یہ لوگ کافر نہین بسبب ہونے اس اعتقاد کے تاویل اور شبہہ سے ہم تاویل عبارت
ہی معنی بنا لینے سے یعنی اُنکا اعتقاد اس جہت سے بگڑا کہ معنی نص کو اپنے مطلب کے موافق بنا لیا جو معنی سلف صالحین سے مروی تھے اُنکے پابند نہوئے طحطاوی نے کہا کہ انکار
صفات الٰہی مذہب معتزلہ کا ہی نہ خارجیون کا ہان اگر خارجی سے وہ مراد ہو جو طریقۂ اہلسنت سے خارج ہو تو شارح کا قول اُنکے انکار صفات الٰہی کا درست ہوگا بدلیل قبول
شہادتہم الا الخطابیۃ خارجی کافر نہین بدلیل مقبول ہونے اُنکی گواہی کے یعنی اگر کافر ہوتے تو کافر کی گواہی مسلمان پر مقبول نہین اُنکی بھی نہوتی حالانکہ اُنکی گواہی
مقبول ہی اس سے معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہین لیکن بدعتی ہین بجز فرقہ خطابیہ کے کہ اُنکی گواہی مقبول نہین طحطاوی نے کہا کہ وجہ اُنکی گواہی مقبول نہ ہونے کی
یہ نہین کہ وہ کافر ہین بلکہ یہ وجہ ہی کہ وہ اپنے ساتھ والون کے لیے جھوٹی گواہی دینے کو دین سمجھتے ہین ومنا من کفرہم اور ہم حنفیون مین بعض ایسے ہین جو خارجیون

یعنی بدعتیون کو کافر کہتے ہین ھم شامی نے کہا کہ معتمد اسکے خلاف ہی چنانچہ بحر الرائق مین خلاصہ سے بعض فرع ایسے ذکر کیے ہین جنسے بدعتیون کا کفر پایا جاتا ہی مگر انکے بعد کہا
کہ مذہب معتمد یہ ہی کہ اہل قبلہ مین سے کسیکو کافر نہ کہا جاوے وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفر بہا کقولہ ان اللہ تعالی جسم کالاجسام وانکارہ صحبۃ الصدیق فلا یصح
الاقتداء بہ اصلا فلیحفظ اور اگر بدعتی منکر ہو کسی ایک بات کا جو دین مین ضروری جانی گئی ہی تو وہ اس بدعت سے کافر ہو جایگا مثلا اسکا یہ کہنا کہ اللہ تعالی جسم ہی مانند جسمون
کے اور انکار کرنا صحبت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یعنی جسکی خبر قرآن مجید مین ہی اذ یقول لصاحبہ لا تحزن کذا فی الحلبی تو ایسے بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنی ہرگز درست نہین تو اسکو
یاد رکھنا چاہیے وولد الزنا اور مکروہ ہی امامت ولد الزنا کی کیونکہ لوگون کو اس سے نفرت ہوتی ہی ہذا ان وجد غیرہم والا فلا کراہۃ بحر بحثا بہ مکروہ ان لوگون کی امامت اسوقت ہی
کہ انکے سوا دوسرے امام انسے بہتر موجود ہو اور اگر انسے بہتر کوئی اور وہان نہین تو کراہت بھی نہین ایسا مذکور ہی بحر الرائق مین بحث کی راہ سے وفی النہر عن المحیط صلی خلف فاسق
او مبتدع نال فضل الجماعۃ اور نہر الفائق مین محیط سے منقول ہی کہ اگر نماز پڑھے پیچھے فاسق یا بدعتی کے تو جماعت کا ثواب پاویگا ھم اس سے معلوم ہوا کہ تنہا پڑھنے سے انکے
پیچھے پڑھنا بہتر ہی کذا فی الشامی وکذا تکرہ خلف امرد وسفیہ اور اسیطرح مکروہ تنزیہی ہی نماز پیچھے بے ریش کے اور پیچھے کم عقل کے ھم شیخ رحمتی محشی نے کہا کہ امرد سے مراد خوبصورت
ہی کہ محل فتنہ ہوتا ہی اور جب سب مین زیادہ عالم وہی ہی اور خوف شہوت یا لوگون کی نفرت کا نہ ہو تو نماز بلا کراہت صحیح ہی اور سفیہ انکو کہتے ہین جو تصرف مقتضائے شرع یا عقل
کے موافق خوب نکر سکتا ہو ومفلوج وابرص شاع برصہ اور مکروہ ہی نماز پیچھے فالج زدہ اور برص والیکے جسکا برص پھیل گیا ہو ھم برص ایک مرض ہی کہ بدن پر اسکے مخالف رنگ
کے داغ سفید یا سیاہ ہو جاتے ہین اور وجہ کراہت وہی تنفر ہی وشارب الخمر واکل الربو ونمام ومراء ومتصنع اور مکروہ ہی نماز پیچھے شرابخوار اور سود کھانے والے اور چغل خور
اور ریاکار اور تکلف والیکے ھم شامی نے حلبی سے نقل کیا کہ یہ پانچون فاسق مین آگئے انکو علیحدہ لکھنا تکرار بیفائدہ ہی اور فرق ریاکار اور متکلف مین یہ ہی کہ ریاکار وہ ہی جسکا
مقصود لوگونکی نمائش ہو خواہ اطاعت کو اچھی طرح ادا کرے یا نہین اور متکلف وہ ہی کہ بناوٹ اور تکلف سے طاعت کو اچھی طرح ادا کرے تو متکلف خاص ہی بہ نسبت ریاکار
کے ومن ام باجرۃ قہستانی اور مکروہ ہی نماز اسکے پیچھے جو امامت کرے مزدوری لیکر کذا فی القہستانی ھم یہ مسئلہ متقدمین کے مذہب پر مبنی ہی کہ طاعتون پر اجرت لینا باطل ہی اور
مفتی بہ متاخرین کے نزدیک یہ ہی کہ تعلیم قرآن اور اذان اور امامت پر اجرت لینا درست ہی ضرورت کی وجہ سے کیونکہ مفت یہ امور کوئی نہین کرتا تو اگر انپر اجرت لینے کو ناجائز کہا
جاوے تو یہ باتین یکقلم موقوف ہو جائین زاد ابن ملک ومخالف کشافعی لکن فی وتر البحر ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان شک کرہ ابن ملک نے اتنا زیادہ کہا ہی کہ مکروہ
ہی نماز پیچھے مخالف مذہب مثلا شافعی کے لیکن بحر الرائق کے وتر کی بحث مین یہ تفصیل ہی کہ اگر مقتدی یقین کرے مراعات امام کا یعنی یہ جانے کہ فروض مین جو شرطین اور
رکن مقتدی کے اعتقاد مین ہین امام انکی رعایت کریگا تو اقتدا اسکا مکروہ نہوگا یا عدم مراعات کا یقین کرے تو اقتدا صحیح نہوگا اور اگر شک کریگا مراعات اور عدم مراعات مین تو
اس صورت مین اقتدا مکروہ ہوگا ھم ملا علی قاری نے اپنے رسالہ الاہتداء فی الاقتداء مین کہا کہ ہمارے اکثر علما کا مذہب یہ ہی کہ اقتدا حنفی کا مثلا شافعی کے پیچھے جائز ہی بشرطیکہ شافعی
اختلاف کی جگہون مین احتیاط کرے یعنے فصد اور نکسیر کے بعد مثلا وضو کرے اور اگر احتیاط نکرے تو اقتدا درست نہوگا حاصل یہ کہ رعایت کرنیوالے کے پیچھے بلا کراہت درست ہی
ورنہ مکروہ ہی شامی نے کہا کہ تفصیل بحر الرائق کی معتمد ہی کہ محققین کا میلان اسی طرف ہی اور قواعد مذہب بھی اسی کے شاہد ہین ویکرہ تحریما تطویل الصلوۃ علی القوم زائدا علی
قدر السنۃ فی قراءۃ واذکار رضی القوم اولا لاطلاق الامر بالتخفیف نہر اور مکروہ تحریمی ہی طول دینا نماز کا قوم پر قرات اور ذکرون مین مقدار سنت سے زیادتی کرکے قوم راضی ہو یا نہین یہ
پڑھانا مکروہ ہی بسبب مطلق ہونے امر کے واسطے خفیف پڑھنے نماز کے کذا فی النہر ھم صحیحین مین ہی کہ جب کوئی تم مین سے لوگون کو نماز پڑھاوے تو چاہیے کہ تخفیف کرے کیونکہ
لوگون مین کمزور اور بیمار اور بوڑھے بھی ہین الحدیث صاحب بحر الرائق نے اس سے یہ نکالا کہ تخفیف کے ساتھ پڑھنا واجب ہی اسلیے شارح نے ترک تخفیف یعنی تطویل کو مکروہ تحریمی
کہا وفی الشرنبلالیۃ ظاہر حدیث معاذ انہ لا یزید علی صلوۃ اضعفہم مطلقا ولذا قال الکمال الا لضرورۃ اور شرنبلالیہ مین ہی کہ ظاہر حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ ہی کہ امام نہ زیادہ کرے
قرات کو ضعیف ترین مقتدی کی نماز سے مطلقا یعنی اگرچہ قرات مسنون سے کم ہو اور اسیوجہ سے کمال الدین نے فتح القدیر مین کہا ہی کہ قدر مسنون سے کم نکرے مگر ضرورت کی
جہت سے ھم مراد حدیث معاذ سے حدیث مسلم کی ہی کہ حضرت معاذ نے سورہ بقرہ عشا کی نماز مین شروع کی تو ایک مقتدی نے سلام پھیر کر تنہا نماز پڑھی اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر شکایت حضرت معاذ کی بیان کی تو آپنے اُنکو فرمایا کہ تم کیا لوگون کو فتنہ مین ڈالتے ہو جب امامت کرو تو والشمس وضحٰہا اور سبح اسم اور اقرا اور واللیل
پڑھا کرو شامی نے کہا کہ شرنبلالی نے جو اس حدیث سے یہ نکالا کہ ضعیف تر مقتدی کی نماز سے زائد نہ کرے گو قدر مسنون سے کم ہوجاے یہ بات اس سے نہین نکلتی بلکہ یہ نکلتا ہو کہ
مقدار مسنون سے زائد نہ پڑھے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو فرمایا کہ سورۂ شمس اور واللیل وغیرہا پڑھا کرین جو عشا مین مسنون ہین باوجود یکہ قوم معاذؓ کا عذر ثابت
تھا اور یہی مطلب کمال کی عبارت کا ہو کہ مقدار مسنون سے کم نکرے مگر ضرورت کی وجہ سے یہ نہین کہ ضعیف کی رعایت کرے اگرچہ قدر مسنون سے کم ہوجاوے جیسا شرنبلالی نے سمجھا ہو

وصح انہ علیہ الصلوۃ والسلام قرأ بالمعوذتین فی الفجر حین سمع بکاء صبی اور صحیح ہوا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز مین معوذتین پڑھین جبکہ رونا ایک بچہ کا سنا اور نماز فجر مین طوال
مفصل کا پڑھنا مسنون ہو مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار معوذتین پڑھین سلام کے بعد لوگون نے عرض کیا کہ آپنے اختصار فرمایا ارشاد ہوا کہ مین نے ایک بچہ کا رونا سنا
تو ڈرا کہ کہین اُسکی مان نہ گھبراوے اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کیوقت مقدار مسنون سے کم کرنا امام کو شایان ہو ویکرہ تحریما جماعۃ النساء ولو فی التراویح فی غیر صلوۃ جنازۃ لانہا

لم یشرع مکررۃ فلو انفردن تفوتہن بفراغ احدہن اور مکروہ تحریمی ہو جماعت صرف عورتون کی اگرچہ نماز تراویح کی جماعت ہو سوائے نماز جنازہ کے کہ نماز جنازہ مین انکی جماعت مکروہ
نہین اسلیے کہ نماز جنازہ دو بار تو مشروع نہین تو اگر تنہا سب نماز پڑھینگے تو ایک عورت کے فارغ ہونے سے باقی عورتون کی نماز فوت ہوجائیگی کہ دوبارہ پڑھنا نماز جنازہ کا مکروہ ہو
اسلیے اُنکو جماعت کرنی جنازہ کی نماز مین مکروہ نہوئی ہم نماز جنازہ فرض ایک ہی بار ہو دوسری بار پڑھنا نفل مکروہ ہو تو جب ایک عورت تنہا نماز پڑھیگی تو فرض ادا ہوجائیگا باقی عورتین ثواب
سے محروم رہجائینگی اسلیے جماعت سے پڑھنے مین سب کو فضیلت فرض کی فوت نہوگی اور یہ مسئلہ اُس صورت مین ہو کہ جنازہ پر صرف عورتین ہون ولو امت فیہا رجالا لا تعاد لسقوط

الفرض بصلوتہ وحدہ ولو استخلفہا الامام وخلفہ رجال ونساء فتفسد صلوۃ الکل اور اگر نماز جنازہ مین مردون کی امام ہوئی تو نماز دوبارہ نہ پڑھی جاوے بسبب ساقط ہونے فرض کے
عورت کی نماز سے یعنی مردون کی نماز تو سرے سے منعقد نہین ہوئی تھی تو تنہا امام کی نماز ہوئی اُسی سے فرض ساقط ہوگیا کذا فی الحلبی مگر اُس صورت مین اعادہ نماز کا چاہیے جبکہ
عورت کو امام خلیفہ کردے اور امام کے پیچھے مرد اور عورتین ہون کیونکہ خلیفہ کرنے سے نماز سب کی فاسد ہوجائیگی شیخ رحمتی نے وجہ سب کے نماز فاسد ہونے کی یہ بیان کی کہ
جب امام نے ایسے شخص کو خلیفہ کیا جو لائق امامت نہین تو خود اُسکا مقتدی ٹھہرا اسلیے اُسکی نماز فاسد ہوئی اور اُسکی نماز کے فساد سے سب مقتدیون کی نماز فاسد ہوگئی فان فعلن تقف

الامام وسطہن فلو تقدمت اثمت الا الخنثی فتتقدمہن پھر اگر عورتین باوجود کراہت کے جماعت کرین تو امام عورت انکے بیچ مین کھڑی ہو تو اگر آگے بڑھکر کھڑی ہوگی تو گناہگار ہوگی
بجز خنثی کے کہ وہ عورتون سے آگے بڑھکر کھڑا ہو نہ بیچ مین ہم لفظ امام مین مذکر و مؤنث برابر ہین اور بیچ مین کھڑے ہونے سے یہ مراد ہو کہ صف کے برابر ایسی طرح کھڑی ہو کہ اُسکی ایڑیان
صف کی ایڑیون سے آگے نکلی رہین اور خنثی کے آگے بڑھنے کی یہ وجہ ہو کہ اگر اُسکو مرد فرض کرین تو عورتون کی برابری سے اُسکی نماز فاسد ہوجائیگی اسیوجہ سے کسیکی نماز نہوگی
کذا فی الطحطاوی کالعراۃ فیتوسطہم الامام وتکرہ جماعتہم تحریما فتح جیسے ننگے آدمی کہ امام اُنکے بیچ مین کھڑا ہوا اور اُنکی جماعت مکروہ تحریمی ہو کذا فی الفتح ہم بیچ مین کھڑے ہونیکی
قید سے افادہ کیا کہ تشبیہ ننگون اور عورتون کی جماعت مین صرف بیچ مین کھڑے ہونے سے ہی ہر وجہ سے نہین کیونکہ ننگون کو بیٹھ کر نماز پڑھنا افضل ہو بخلاف عورتون کے
کذا فی البحر اور وجہ کراہت جماعت کی غالباً دیکھنا دوسرے کی برہنگی کا ہو ویکرہ حضورہن الجماعۃ ولو لجمعۃ وعید ووعظ مطلقا ولو عجوزا لیلا علی المذہب المفتی بہ لفساد الزمان

واستثنی الکمال بحثا العجائز المتفانیۃ اور مکروہ ہو حاضر ہونا عورتون کا جماعت مین اگرچہ حاضر ہونا جمعہ مین اور عید مین اور وعظ مین ہو مطلقاً یعنی اگرچہ بوڑھی عورت ہو یا جوان
رات کو مجمع مین حاضر ہو یا دن کو مکروہ ہو مذہب مفتی بہ پر بسبب خرابی زمانہ کے اور استثنا کیا ہو اس حکم سے کمال نے براہ بحث بوڑھی عورتون فانی کو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کیوقت مین عورتین جماعت مین حاضر ہوتی تھین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورتون کو مسجد دن مین جانے سے منع فرمایا عورتون نے انکی شکایت حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا سے کی آپنے جواب دیا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ حال معلوم ہوتا جو عمرؓ کو معلوم ہوا تو تمکو اجازت مسجد مین جانے کی نہ دیتے اس سے متاخرین نے فتوی دیا کہ
عورتون کا نکلنا جماعتون مین مکروہ ہو کذا فی الطحطاوی کما تکرہ امامۃ الرجل لہن فی بیت لیس معہن رجل غیرہ ولا محرم منہ کاختہ او زوجتہ او امتہ
اما اذا کان معہن واحد ممن ذکر او امہن فی المسجد لا یکرہ بحر جیسے مکروہ ہو امام ہونا مرد کا عورتون کو ایسے گھر مین کہ امام کے سوا کوئی مرد عورتون کے پاس نہ

اور نہ کوئی محرم امام کی عورتون مین ہو مثلاً امام کی بہن یا زوجہ یا لونڈی تو اگر عورتون کے ساتھ انہین سے جنکا ذکر ہوا کوئی ہو یا مرد انکی امامت مسجد مین کرے تو مکروہ نہ ہوگا
کذا فی البحر یعنی مرد اگر عورتون کا امام ہو تو خلوت کے مکان مین نہو یہانتک کہ مسجد مین ہو تو دروازہ مسجد کا کھلا ہونا چاہیئے اور جماعت گوشہ مسجد مین نہ ہو اور اگر خلوت
مین جماعت ہو تو دوسرے مرد یا محرم عورت کا ہونا ضرور ہی کذا فی القہستانی ولیقف الواحد ولو صبیا اما الواحدۃ فتتاخر محاذیا ای مساویا لیمین امامہ علی المذہب اور
کھڑا ہوا ایک مقتدی اگرچہ لڑکا ہو محاذی یعنی برابر امام کے اُسکے داہنی طرف مذہب قوی پر یعنی بخلاف اُس قول کے کہ امام محمد سے منقول ہی کہ مقتدی اتنا پیچھے ہٹکر کھڑا ہو کہ
اُسکی انگلیان امام کی ایڑی کے پاس ہون شارح نے کہا کہ اگر مقتدی صرف ایک عورت ہو تو وہ پیچھے امام کے کھڑی ہو شامی نے کہا کہ امام کو چاہیئے کہ مقتدی کو داہنی طرف کھڑا
ہونے کے لیئے کہدے ولا عبرۃ بالراس بل بالقدم فلو صغیرا فالاصح مالم یتقدم اکثر قدم المؤتم لا تفسد اور اعتبار نہین سر کا یعنی سجدہ کی حالت مین اگر مقتدی کا سر بوجہ درازقد ہونے
کے امام سے آگے نکلتا ہو تو اسکا اعتبار نہین بلکہ قدم کا اعتبار ہی کہ مقتدی کا قدم امام سے آگے نہ نکلے پھر اگر قدم امام کا چھوٹا ہو تو صحیح تر قول یہ ہی کہ جبتک اکثر قدم مقتدی کا
آگے نہ بڑھیگا تو نماز فاسد نہوگی یعنی پنجون کا بڑھنا ضرر نہین کرتا فلو وقف عن یسارہ کرہ اتفاقا وکذا یکرہ خلفہ علی الاصح لمخالفۃ السنۃ پھر ایک مقتدی اُسکے بائین طرف
کھڑا ہو تو مکروہ تنزیہی ہی بالاتفاق اور اسیطرح مکروہ تنزیہی ہی کھڑا ہونا امام کے پیچھے صحیح تر قول مین بسبب مخالفت کرنے طریقہ سنت کے والزائد یقف خلفہ فلو توسط اثنین
کرہ تنزیہا وتحریما لو اکثر اور ایک سے زائد مقتدی کھڑے ہون امام کے پیچھے پس اگر امام دو کے بیچ مین کھڑا ہوگا تو مکروہ تنزیہی ہوگا اور اگر دو سے زائد کے بیچ مین کھڑا ہوگا
تو مکروہ تحریمی ہوگا شامی نے کہا کہ اس سے مستفاد ہوا کہ صف سے آگے بڑھ کر کھڑا ہونا امام کو واجب ہی چنانچہ ہدایہ اور فتح القدیر سے ظاہر ہوتا ہی ولو قام واحد بجنب
الامام وخلفہ صف کرہ اجماعا اور اگر ایک شخص امام کے برابر کھڑا ہو اور پیچھے امام کے جماعت ہو تو مکروہ ہی بالاتفاق م اگر ایک مقتدی امام کے برابر کھڑا ہو پھر دوسرا آیا تو بعضون
نے کہا کہ امام آگے بڑھ جاوے ایک ڈگ مین اور بعضون نے کہا کہ مقتدی اول پیچھے کو ہٹے اور بعضون نے کہ دوسرا مقتدی نیت باندھکر پہلے کو ہٹالے اور بے نیت اگر ہٹاویگا
تب بھی مضائقہ نہین اور اگر دوسرا مقتدی امام کے بائین جانب کھڑا ہو جاے تو امام دونون کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کردے اور یہ امر بہتر ہی اسلیئے کہ امام متبوع ہی نہ تابع
اور صف کرنا پیچھے امام کے مقتدیون کا کام ہی نہ امام کا اس لحاظ سے امام کا اسی جگہ رہنا بہتر ہی اور اسکی مؤید ہی حدیث مسلم کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک غزوہ مین مین
ہمراہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گیا آپ نماز کو کھڑے ہوے مین آپکے بائین طرف آکر کھڑا ہوا آپنے میرا ہاتھ پکڑکر داہنی طرف کو گھما لیا اسکے بعد ابن عمر آئے اور آپکے بائین جانب
کھڑے ہوے آپنے ہم دونون کے ہاتھ پکڑے اور ہم دونون کو پیچھے ڈھکیلا یہانتک کہ ہمکو اپنے پیچھے کھڑا کیا کذا فی الشامی ویصف ای یصفہم الامام بان یامرہم بذلک قال الشمنی وینبغی
ان یامرہم بان یتراصوا ویسدوا الخلل ویسووا مناکبہم اور صف باندھین یعنے مقتدیون کی صف کرادے امام اسطرح کہ انکو حکم کرے صف باندھنے کا شمنی نے کہا کہ امام کو
چاہیئے کہ مقتدیون کو امر کرے کہ ایک دوسرے سے ملے رہین اور دو شخصون کے بیچ مین کی جگہ کو بند کرین اور اپنے شانون کو برابر رکھین ویقف وسطا اور امام درمیان مین کھڑا ہو
یعنی ایسی طرح کھڑا ہو کہ داہنے اور بائین دونون طرف صف مساوی ہو شامی نے مبسوط سے نقل کیا کہ سنت ہی امام کا کھڑا ہونا محراب مین تاکہ دونون طرفین برابر ہو جاوین اور
اگر امام ایکطرف صف کے کھڑا ہوگا تو مکروہ ہوگا اور جب امام کے دونون طرف برابر ہون تو اب جو مقتدی آوے وہ داہنے طرف ملے اور اگر صف کے بیچ مین جگہ چھوٹی ہو تو اُسمین
کھڑا ہو جاوے اور اگر صف بھر چکی ہو تو دوسرے مقتدی کا انتظار کرے کہ اُسکے ساتھ ملکر پیچھے کھڑا ہو اور اگر اس اثنا مین امام رکوع کردے تو کسی مسئلہ جاننے والے کو صف مین سے
کھینچ کر اپنے برابر کرے اور اگر ایسا شخص اُسکو نہ ملے تو امام کے پیچھے اُسکی سیدھ مین اکیلا کھڑا ہو جاے ضرورت کے لیے وخیر صفوف الرجال اولہا فی غیر جنازۃ ثم وثم اور بہتر صفون مردون
کی سب سے پہلے ہی سواے جنازہ کے پھر دوسری تیسری سے بہتر ہی پھر تیسری چوتھی سے اور علی ہذا القیاس م بحر الرائق مین وجہ اولویت صف اول کی یہ لکھی ہی کہ اخبار مین وارد ہی کہ
اللہ تعالی جب رحمت جماعت پر نازل فرماتا ہی تو اول امام پر نازل کرتا ہی پھر وہ رحمت امام کے بعد اُس شخص پر ہوتی ہی جو صف اول مین امام کی سیدھ پر ہو پھر داہنی طرف والون پر پھر
بائین طرف والون پر پھر صف دوم پر اسیطرح اور غیر جنازہ کی قید اسلیئے لگائی کہ جنازہ مین سب سے پچھلی صف بہتر ہی اسلیئے کہ منظور جنازہ مین زیادہ ہونا صفون کا ہی تو اگر پہلے
بہتر ہو تو آدمیون کی قلت کی صورت مین کوئی پیچھے کھڑا ہونا پسند نکرے کذا فی الشامی ولو صلی علی رفوف المسجد ان وجد فی صحنہ مکانا کرہ کقیامہ فی صف خلف

صف فیہ فرجۃ اور اگر نماز پڑھے مسجد کی طاق پر تو اگر صحن مسجد مین جگہ تھی تو مکروہ ہوگی جیسے مکروہ ہو کھڑا ہونا نمازی کا اس صف کے پیچھے کی صف مین جسمین جگہ چھوٹی ہوئی ہو م
رفرفۃ طاق عمارت کو کہتے ہین تو اگر کوئی نمازی بلا عذر باوجود صف مین جگہ ہونے کے کسی طاق پر چڑھ کر نماز پڑھیگا تو نماز مکروہ ہوگی اسلیے کہ اسطرح پڑھنے سے صف کے
پورا ہونے مین خلل پڑتا ہو اور اگر کسی عذر سے کھڑا ہوا مثلاً وہ شخص مکبر ہو اور طاق پر چڑھنے سے آواز سب صفون مین پہونچیگی تو اس صورت مین مکروہ نہین اور نمازی نے
بعد نیت کے اگر اپنے سامنے کی صف مین جگہ چھوٹی دیکھی اور اپنی جگہ سے چلکر اگلی صف مین کھڑا ہو گیا تو اُسکی نماز فاسد نہوگی پھر فرجہ والی صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہو
یا تنزیہی اسکی تنقیح چاہیے مگر حدیث شریف مین جو وعید آیا ہو کہ جو شخص صف کو قطع کرے اُسکو خدا قطع کرے اسکا مؤید ہو کہ مکروہ تحریمی ہو کذا فی الشامی قلت وبالکراہۃ ایضاً
صرح الشافعیۃ مین کہتا ہون کہ فرجہ والی صف کے پیچھے کھڑے ہونے کی کراہت کو شافعیون نے بھی مصرح کردیا ہو قال السیوطی فی بسط الکف فی اتمام الصف وہذا الفعل مفوت
لفضیلۃ الجماعۃ الذی ہو التضعیف لا لاصل برکۃ الجماعۃ فتضعیفہا غیر برکتہا وبرکتہا ہی عود برکۃ الکامل منہم علی الناقص انتہا سیوطی شافعی نے اپنی کتاب بسط الکف فی اتمام الصف
مین بیان کیا ہو کہ صف مین جگہ چھوڑنا جماعت کے ثواب کو فوت کرتا ہو ثواب سے مراد کئی گنا ہوتا ہی نماز کا اصل برکت جماعت کو فوت نہین کرتا کیونکہ تضعیف دوسری چیز ہو برکت
کے سوا اور جماعت کی برکت یہ ہو کہ نمازیون مین سے کامل شخص پر کی رحمت ناقص پر چلی آوے انتہی م یعنے یہ جو وارد ہو کہ جماعت کی نماز تنہا پڑھنے سے پچیس یا ستائیس گنی
زیادہ ہو فرجہ چھوڑنے سے یہ ثواب نہین ملتا بلکہ اصل برکت جماعت کی ملتی ہو یعنی جو کامل شخصون کے اخلاص کے سبب سے رحمت نازل ہوتی ہو اسمین حاضرین شریک ہوجاتے
ہین کذا فی الطحطاوی شامی نے کہا کہ حنفیون کے نزدیک تضعیف بھی ملتی ہو مگر کراہت کے ساتھ ولو وجد فرجۃ فی الاول لا الثانی لہ خرق الثانی لتقصیرہم اور اگر نمازی اول
صف مین فرجہ پاوے نہ دوسری مین تو اُسکو جائز ہو چیرنا دوسری صف کا بسبب قصور کرنے دوسری صف والون کے م یعنی جب کوئی شخص نماز مین داخل ہونا چاہے اور
اگلی صفون مین جگہ دیکھے تو پچھلی صف والون کے سامنے گویا اُنکو چیر کر اُس جگہ مین جا کھڑا ہو کیونکہ پچھلی صف والون کا قصور ہو کہ اُنھون نے جگہ کو نہ بھرا اسلیے اُنکو چیرنا یا اُنکی نماز کے
آگے کو گذرنا کچھ مضائقہ نہین کسلیے کہ حدیث مین وارد ہو کہ جب کوئی شخص فرجہ دیکھے تو اُسکو خود بند کردے اور اگر نہ بند کرے تو دوسرا شخص اُسکی گردن پر ہو کر چلا جاوے کہ اُسکی
کچھ تعظیم نہین رہی اخرجہ فی الفردوس عن ابن عباس وفی الحدیث من سد فرجۃ غفر لہ اور حدیث مین ہو کہ جو شخص فرجہ بند کرے اُسکی مغفرت ہوگی وصح خیارکم الینکم مناکب
فی الصلوۃ اور صحیح ہوا ہو یعنی حدیث صحیح مین آیا ہو کہ تم مین بہتر وہ ہین جو نماز مین زیادہ نرم شانہ ہون یعنی اگر کوئی صف مین داخل ہونے کے لیے اُنکے شانہ پر ہاتھ رکھے تو وہ شانہ
کو نرم کردین اور اُسکو جگہ دے دین وبہذا یعلم جہل من یستمسک عند دخول داخل بجنبہ فی الصف ویظن انہ ریاء کما بسط فی البحر اور اس حدیث کے مضمون سے معلوم ہوتی ہو جہالت
اُس شخص کی جو رکا رہے جب کوئی صف مین داخل ہونیوالا اُسکے برابر آنا چاہے اور گمان کرتا ہو کہ دوسرے کو جگہ دینی نمود کی بات ہو جیسا مشرح بیان کیا ہو بحر الرائق مین م
بحر الرائق مین فتح القدیر سے نقل کیا ہو کہ ریا کا گمان اسلیے ہو کہ نمازی دوسرے کے لیے حرکت کرتا ہو حالانکہ یہ بات نہین بلکہ دوسرے کو جماعت کی فضیلت ملنے پر مدد دیتا ہو اور
فرجہ کے بند کرنے کے حکم کی تعمیل کرتا ہو لکن نقل المصنف وغیرہ عن القنیۃ وغیرہا ما یخالفہ لیکن مصنف اور دوسرے لوگون نے قنیہ اور اور کتابون سے وہ مضمون نقل کیا ہو جو مخالف
نقل بحر الرائق کے ہو م یعنی مصنف وغیرہ نے بہ تبعیت صاحب قنیہ لکھا ہو کہ اگر کسی شخص نے صف کے آدمیون کو ہٹایا اور وہ اُسکے لیے جگہ دینے کو ہٹ گیا تو اُسکی نماز فاسد
ہوجائیگی اسلیے کہ اُسنے نماز مین خارج شخص کا کہنا مانا طحطاوی نے کہا کہ شارح کو اس استدراک کا ذکر کرنا بہتر تھا اسلیے کہ مخالف حدیث کے ہو یعنی جب حدیث سے ثابت ہو گیا کہ
دوسرے کو جگہ دینے کے لیے ہٹنا افضل ہو تو پھر فساد نماز کے کیا معنی ثم نقل تصحیح عدم الفساد فی مسئلۃ من جذب من الصف فتاخر فہل ثم فرق فلیحرر پھر مصنف نے نہ فاسد ہونے
نماز کی تصحیح کی نقل کی اس مسئلہ مین کہ ایک شخص صف مین سے کھینچا گیا اور وہ پیچھے ہٹ آیا تو کیا اسمین اور پہلے مسئلہ مین کچھ فرق ہو اسکی تنقیح چاہیے م مسئلہ قنیہ کی یہ صورت ہی
کہ ایک نمازی سے دوسرے نے کہا کہ آگے بڑھ وہ آگے بڑھ گیا یا دوسرے نے صف مین ملنے کے لیے اول کو ہٹایا اور اُسنے جگہ دیدی تو بقول صاحب قنیہ نماز فاسد ہوگی مخلوق کے
امر کا ماننا پایا گیا اور اگر بدون اُسکے امر کے نمازی نے جگہ دی تو اس مسئلہ مین اور اُسمین کچھ فرق نہین طحطاوی نے کہا کہ اگر اس مسئلہ کا تفصیل وار بیان کیا جاے تو خوب ہو یعنی
دونون مسئلون مین اگر ہٹنے والا یہ سمجھے کہ مین اطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتا ہون تو نماز دونون جگہ فاسد نہوگی اور اگر خیال امر شرعی کا نہ کرے صرف نماز مین شریک

ہونے والیکی خاطر سے ہٹے تو نماز فاسد ہوگی الرجال ظاہرہ یعم العبید صف باندھین امام کے پیچھے پر شارح نے کہا کہ ظاہر قول مصنف کا یعنی الرجال عام ہو غلامون کو کہ مرد
آزاد ہون یا غلام یہ قید اسلیے لگائی تاکہ معلوم ہو کہ حلبیہ مین جو لڑکون کو بالغ غلامون پر مقدم بیان کیا ہو سو درست نہین اسلیے کہ حدیث مین وارد ہو کہ مجھ سے قریب بالغ
عاقل رہین اس سے معلوم ہوا کہ بالغ ہونا آزادی پر مقدم ہو ثم الصبیان ظاہرہ تعددہم فلو واحدا دخل فی الصف مردون کے پیچھے لڑکے صف باندھین متن کے معنے کا
ظاہر یہ ہو کہ لڑکے کئی ہون تو پیچھے صف کرین پس اگر ایک لڑکا ہو تو صف مین داخل کیا جاے م حلبی نے کہا کہ یہ حکم ہر پیچھے والیکے لیے ہو کہ اگر اکیلا ہو تو اگلی صف مین ملجاے
مثلاً خنثی اکیلا ہو تو لڑکون کی صف مین ملجاوے ہان جس صورت مین کہ اسکے ملنے سے برابر والیکی نماز باقی ہو تو پیچھے رہے جیسے اکیلی عورت مردون کی صف کے پیچھے ہو تو
وہ پیچھے ہی رہے کیونکہ اگر صف مین کھڑی ہوگی تو اسکے برابر والے مرد کی نماز درست نہوگی کذا فی الشامی ثم الخناثی ثم النساء پھر لڑکون کے پیچھے صف کرین خنثی پھر
صف کرین عورتین قالوا الصفوف الممکنۃ اثنا عشر لکن لا یلزم صحۃ کلہا للمحاذاۃ الخناثی بالاضر فقہانے کہا کہ صفین جو ہوسکتی ہین بارہ ہین لیکن لازم نہین درست ہونا ان
سب کا بسبب محاذاۃ خنثون کے ساتھ مفسر تریات کے ہم بارہ صفین اسطرح ہوسکتی ہین کہ مقتدی یا مذکر ہوگا یا مونث یا خنثی پھر ہر ایک یا بالغ ہوگا یا نابالغ تو چھ قسم کے
مقتدی ہوے پھر انمین سے ہر ایک آزاد ہوگا یا غلام پس بارہ ہوے انکی تفصیل ترتیب حلبیہ مین یون مذکور ہو کہ اول صف آزاد بالغ کرین دوم آزاد لڑکے سوم غلام بالغ
چہارم غلام لڑکے پنجم آزاد بالغ خنثی ششم آزاد لڑکے خنثی ہفتم غلام بالغ خنثی ہشتم غلام لڑکے خنثی نہم آزاد عورتین بالغ دہم آزاد عورتین نابالغ یازدہم لونڈیان بالغ دوازدہم
لونڈیان نابالغ شارح کہتا ہو کہ ان سب صفون کا صحیح ہونا ضرور نہین کیونکہ خنثی صحت صف کو مضر کرتے ہین اسلیے کہ خنثی کا برابر ہونا دوسرے خنثی کے یا اسکے پیچھے کھڑا ہو صحیح نہین
کہ شاید اگلا عورت ہو اور پچھلا مرد یا برابر والونمین سے ایک خنثی مرد ہو اور دوسرا عورت شامی نے امداد الفتاح سے نقل کیا کہ بالغ خنثون کو ایک صف مین اسطرح کھڑا کرین کہ
دو شخصون کے بیچ مین کوئی چیز آڑ ہو یا فاصلہ ایک شخص کا چھوٹا رہے کیونکہ انکا برابر کھڑا ہونا ایک دوسرے کی نماز کو مضر ہو اور ایکہی صف مین آزاد اور غلامون کو جمع کردین لاکہ
دوسرے کے پیچھے ہونے مین بھی ضرر ہو واذا حاذتہ ولو بعضو واحد وخصہ الزیلعی بالساق والکعب امراۃ ولو امۃ مشتہاۃ حالا کبنت تسع مطلقا وثمان وسبع لو ضخمۃ او ماضیا کعجوز او رجیکہ محاذی ہو
کوئی عورت مرد کے اگرچہ مقابلہ ایک ہی عضو سے ہو اور زیلعی نے خاص کیا ہو محاذات کو ساتھ پنڈلی اور ٹخنے کے گو عورت لونڈی ہو طحطاوی نے کہا کہ یہ شارح نے اسلیے کہا تا کہ
معلوم ہو کہ لونڈی کا حکم اس باب مین مختلف نہین اور شاید ولو امۃ تشدید میم ہو یعنی اگرچہ عورت مذکورہ مرد محاذی کی ماں یا کوئی اور محرم ہو تو اس محاذات سے مرد کی نماز فاسد ہوگی تین
شرطون کے پائے جانے سے اول شرط عورت کا مشتہاۃ یعنی قابل جماع ہونا ہو خواہ اسوقت ہو جیسے نو برس کی لڑکی مطلق یعنی دبلی ہو یا تیلی اور آٹھ اور سات برس کی لڑکی
بشرطیکہ موٹی تازی ہو خواہ بزمانہ ماضی مشتہاۃ ہو مثلاً بوڑھیا ہم ظاہر کلام شارح اسپر دلالت کرتا ہو کہ محاذات یعنی برابری اور سیدھ عورت کے کسی عضو کی مرد کے کسی عضو کے
ساتھ مفسد نماز ہو حالانکہ ایسا نہین بلکہ قاضیخان نے تصریح کی ہو کہ عورت کے عضو سے مراد اسکا قدم ہو یعنی عورت کا قدم اگر مرد کے کسی عضو کی سیدھ یا برابری مین ہوگا تو نماز
مرد کی فاسد ہوجائیگی خواہ عورت اور مرد برابر کھڑے ہون خواہ عورت آگے ہو اور مرد اسکے پیچھے اور یہ جو شارح نے مشتہاۃ ہونیکے لیے برسون کی تعداد مذکور کی ہو تو طحطاوی نے کہا کہ قول
معتمد نہین کیونکہ اس زمانہ کی عورتین ہرگز نو برس تک کی عمر مین قابل صحبت نہین ہوتین چنانچہ زیلعی وغیرہ نے تصحیح اس امر کی کی ہو کہ مشتہاۃ مین اعتبار عمر کا نہین جس عمر مین لیاقت
وطی کی ہوجاوے اسیکا اعتبار ہو کذا فی الشامی والطحطاوی ملتقطا ولا حائل بینہما اقلہ قدر ذراع فی غلظ اصبع او فرجۃ تسع رجلا دوسری شرط محاذات کی یہ ہو کہ عورت اور مرد مین
کوئی آڑ نہو کمتر آڑ بلندی مین ایک ہاتھ اور موٹائی مین ایک انگشت ہو یا یہ کہ دونون مین فاصلہ اتنا نہ چھوٹا ہو کہ ایک آدمی کی گنجائش رکھتا ہو کہ آڑ یا فاصلہ ہونیکی صورت
مین نماز فاسد نہوگی اور یہ اس صورت مین ہو کہ دونون برابر ہون اور اگر عورت آگے ہوگی تو فاصلہ مذکورہ مانع فساد نہوگا البتہ آڑ مانع ہوگی فی صلوۃ وان لم تتحد کنیتہا ظہرا
بمصلی عصر علی الصحیح سراج فانہ یصح نفلا علی المذہب بحر ویجی مطلقۃ تخرج الجنازۃ تیسری شرط محاذات کی ہونا مرد اور عورت کا ہو نماز مطلق یعنے رکوع سجدہ والی مین خواہ
نماز عید ہو یا وتر یا نفل اگرچہ صورتین دونونکی نماز ایک نہو جیسے عورت کا نیت کرنا ظہر کے لیے پیچھے عصر پڑھنے والیکے کہ بشرط محاذات دونون کی نماز فاسد ہوگی صحیح قول پر
کذا فی السراج اسلیے کہ یہ نماز عورت کی نفل ہو کر صحیح ہو مذہب قوی کے بموجب کذا فی البحر اور عنقریب یہ مسئلہ مذکور ہوگا شارح نے کہا کہ مطلق کی قید سے نماز جنازہ نکلگی

کہ انہیں محاذات مفسد نہیں کیونکہ وہ حقیقت مین دعا ہے نہ نماز حلبی نے کہا کہ علی الصحیح متعلق محذوف کے ہے یعنی فسدت صلوتہا کے اور مذہب قوی سے مراد شیخین کا قول ہے
کہ جب عورت کا ظہر صحیح نہوا تو وہ نفل ہوگیا کیونکہ وصف باطل ہونے سے اصل باطل نہین ہوتی تو جب فرضیت باطل ہوئی تو نفل ہونا باقی رہگیا اور امام محمد کے نزدیک جب عورت
کی نماز کا ظہر ہونا باطل ہوا تو اصل نماز باطل ہوگئی کیونکہ وصف کے باطل ہونے سے اُنکے نزدیک اصل باطل ہوجاتی ہے تو انکے قول کے بموجب مرد کی نماز فاسد نہوگی کیونکہ عورت
حقیقت مین نماز نہین پڑھتی بحر الرائق مین اس قول کو خلاف مذہب کہا ہے کذا فی الشامی بتصرف مشترکۃ فمحاذاۃ المصلیۃ لمصل لیس فی صلوتہا مکروہۃ لامفسدۃ تحریمۃ فان سبقت
ببعضہا وادارۃ حکما کلاحقین بعد فراغ الامام بخلاف المسبوقین والمحاذاۃ فی الطریق چوتھی شرط محاذات کی ہونا نماز کا مشترک مرد اور عورت مین تحریمہ کی راہ سے اور ادا کی راہ
سے تحریمہ مین مشترک ہونے سے یہ غرض ہے کہ عورت نے اپنے محاذی مرد کی تحریمہ پر اپنی تحریمہ کی بنا کی ہو یا محاذی کی امام کے تحریمہ پر اگرچہ بعض نماز عورت سے پیشتر ہوچکی ہو یعنی یہ
شرط نہین کہ عورت شروع نماز مین ملے بلکہ اگر مرد ایک یا دو رکعت پڑھ چکا ہو اور اُسوقت عورت آکر شریک ہو تو بقیہ نماز مین اگر محاذات ہوگی تب بھی مفسد ہوگی اور ادا مین شرکت سے
مراد یہ کہ جس نماز کو دونون پڑھتے ہین انہین ایک دوسرے کا امام ہو یا دونون تیسرے شخص کے مقتدی ہون گو شرکت ادا کی حکما ہو جیسے دو لاحق بعد امام کے فارغ ہونیکے یعنی اگر
عورت اور مرد کی محاذات امام کے سلام پھیرنے کے بعد لاحق ہونیکی صورت مین ہوجائیگی تو مرد کی نماز فاسد ہوگی اسلیے کہ حکما دونون ایک امام کے پیچھے ہین بخلاف دو مسبوقون کے
محاذات کے امام کے بعد کہ وہ مفسد نہین کیونکہ مسبوق باقی نماز کے پڑھنے مین منفرد ہوتا ہے تو اُسوقت کی محاذات مین شرکت فی الادا نہ پائی گئی اور بخلاف محاذات راستہ کے کہ وہ بھی
مفسد نہین یعنی اگر مرد اور عورت بیوضو ہوکر وضو کرنے گئے اور راہ مین محاذات ہوئی تو نماز کی مفسد نہوگی شارح نے کہا تو اس اشتراک کی قید سے معلوم ہوا کہ محاذات نماز پڑھنے والی عورت
کی اُس مرد نمازی سے جو عورت کی نماز نہین پڑھتا مثلا دونون علیحدہ علیحدہ پڑھتے ہین یا ایک مقتدی امام کا ہے اور دوسرا منفرد تو اس صورت مین محاذات مکروہ ہے نہ نماز کی
مفسد کذا فی الفتح طحطاوی نے کہا کہ مراد مکروہ سے بظاہر مکروہ تحریمی ہے بسبب مظنہ شہوت کے واتحدت الجہۃ فلو اختلفت کما فی جوف کعبۃ ولیلۃ مظلمۃ فلا فساد پانچوین شرط
محاذات کی یہ ہے کہ جہت دونون کے قبلہ کی ایک ہو تو اگر جہت مختلف ہو جیسے کعبہ کے اندر مثلا کہ ایک کا منہ ایک دیوار کیطرف ہو اور ایک کا دوسری دیوار کیطرف اور جیسے
اندھیری رات مین دونون نے نماز قبلہ کی اٹکل کرکے پڑھی اور مختلف سمت کو پڑھی تو اس صورت مین محاذات سے نماز فاسد نہوگی بلکہ مکروہ ہوگی فسدت صلوتہ لو مکلفا
والا لا فاسد ہوگی نماز مرد کی اگر وہ عاقل بالغ ہوگا اور نہین تو فاسد نہوگی یعنی چھٹی شرط فساد نماز کی عاقل اور بالغ ہونا ہے ہم فسدت صلوتہ جزا ہے اذا حاذتہ کی اور تکلیف کی قید سے
معلوم ہوا کہ اگر محاذات لڑکے کے ساتھ ہوگی تو اُسکی نماز فاسد نہوگی اور مرد کی نماز فاسد ہوگی اس سے یہ نکلا کہ عورت کی نماز فاسد نہوگی بشرطیکہ مرد محاذی امام نہ ہو ورنہ
دونون کی فاسد ہوگی کذا فی الشامی ان نوی الامام وقت شروعہ لا بعدہ امامتہا وان لم تکن حاضرۃ علی الظاہر ولو نوی امرأۃ معینۃ او النساء الا ہذہ عملت نیتہ والا
ینوہا فسدت صلوتہا کما لو اشار الیہا بالتاخر فلم تتاخر لترکہا فرض المقام فتح ساتوین شرط محاذات سے نماز فاسد ہونے کی یہ ہے کہ نماز مرد کی اُسوقت فاسد ہوگی جب امام
اپنے شروع کے وقت عورت کی امامت کی نیت کرے نہ نماز شروع کرنے کے بعد یعنی نیت امامت عورت کی اگر بعد نماز شروع کرنیکے کریگا تو اقتدا عورت کا صحیح نہوگا تو مرد
محاذی کی نماز بھی فاسد نہوگی نیت امامت عورت کی امام نے کی ہو اگرچہ عورت اُسوقت موجود نہو قول ظاہر یہ ہے اور اگر امام نے نیت کی معین عورت کی امامت کی یا اور عورتون کی
نیت کی سوا اس عورت کی تو عمل کریگی اُسکی نیت یعنی معین عورت کے سوا دوسرے کی محاذات پہلی صورت مین اور جسکا استثنا کیا اُسکی محاذات دوسری صورت مین
مفسد نہوگی اور اگر امام نے اُس عورت کی نیت نکی ہوگی تو عورت کی نماز فاسد ہوگی جیسے اگر امام نے اسکو اشارہ کیا پیچھے ہٹنے کا اور پیچھے نہ ہٹی تو اس صورت مین بھی اسکی نماز
فاسد ہوگی اسلیے کہ عورت نے فرض مقام کو ترک کیا کذا فی الفتح شامی نے کہا کہ اکثر فقہا اسپر ہین کہ جمعہ اور عیدین مین عورت کی اقتدا کی صحت کے لیے نیت امام شرط نہین اور
یہی قول صحیح ہے جیسا کہ خلاصہ مین ہے اور جنازہ مین تو بالاتفاق شرط نہین مگر فتح القدیر مین عدم اشتراط کو عدم محاذات پر منحصر کیا ہے یعنی جمعہ اور عیدین مین اگر عورت نے اقتدا کیا
اور کسی مرد کی محاذات نہین تو اُسکا اقتدا صحیح ہوگا گو امام نے اسکی نیت نہ کی ہو اور نہایہ مین ہے کہ عدم اشتراط امام اعظم کا اول قول ہے تو اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ شرط ہونا نیت
کا پچھلا قول ہے اور عمل اور فتویٰ پچھلے قول پر ہوتا ہے وشرطوا کونہا عاقلۃ اور فقہا نے شرط کیا ہے یعنی آٹھوین شرط بیان کی ہے ہونا عورت کا عاقل اس سے معلوم ہوا کہ

اگر مجنون عورت کی محاذات ہوگی تو مفسد نماز نہوگی کیونکہ اُسکی نماز منعقد ہی نہین ہوتی شامی نے کہا کہ ماتن کے قول فی صلوٰۃ سے اس شرط کے ذکر کی حاجت نہ تھی ذکر نہانی
مکان واحد اور نوین شرط ہی ہونا مرد اور عورت کا ایک مکان مین یعنی اگر مرد مثلاً قد آدم بھر اونچی دکان مین ہو اور عورت نیچے ہو تو فساد نماز نہوگا نہر الفائق مین کہا کہ یہ شرط
ہر چند محاذات کی لفظ سے معلوم تھی مگر مشائخ نے توضیح کے لیے اسکو ذکر کردیا فی رکن کامل دسوین شرط یہ ہی کہ محاذات ایک رکن کامل کے ادا کرنے مین ہو شامی نے کہا کہ
خانیہ مین یہ ہی کہ محاذات مفسد ہی کم ہو یا زیادہ یعنی رکن کامل کی شرط کا اعتبار نہین فالشروط عشرۃ پس محاذات سے مرد کی نماز فاسد ہونے کی شرطین دس ہین چنانچہ
مترجم نے انکو شمار کے ساتھ لکھا ہی اور اگر اشتراک در تحریمہ اور اشتراک در ادا کو دو قرار دو تو گیارہ ہو جاتی ہین اور پیچھے ہٹنے کے لیے امام کے اشارہ نہ کرنے کو جدا ٹھہراؤ تو بارہ
ہوتے ہین اب معلوم کرنا چاہیے کہ ایک عورت کی محاذات سے تین مردون کی نماز فاسد ہو سکتی ہی ایک اُسکی جو عورت کی داہنے طرف ہو اور ایک بائین طرف والے کی ایک پیچھے کھڑا ہونے
والے کی اس سے زیادہ کی نماز فاسد نہوگی کیونکہ جنکی نماز فاسد ہوئی وہ حائل ہونگے درمیان عورت اور دوسرے نمازیون کے ومحاذاۃ الامرد الصبیح المشتہی لاتفسد ما علی المذہب
تضعیف لما فی جامع المحبوبی و درر البحار من الفساد لانہ فی المرأۃ غیر معلول بالشہوۃ بل بترک فرض المقام کما حققہ ابن الہمام اور محاذی ہونا بے ریش لڑکے خوبصورت لائق شہوت
کا نماز کو فاسد نہین کرتا قوی مذہب پر شارح نے کہا کہ ماتن کا یہ کہنا ضعیف بتاتا ہی اس قول کا جو جامع محبوبی اور درر البحار مین مذکور ہی یعنی نماز کا فاسد ہونا اور وجہ ضعف
کی یہ ہی کہ نماز کے فاسد ہونے کی علت عورت مین شہوت نہین تا کہ اُسی علت سے امرد کی محاذات کو مفسد ٹھہرایا جاے بلکہ وجہ فساد چھوڑنا فرض مقام کا ہی جیسا کہ اسکو ابن ہمام
نے ثابت کیا ہی ہم یعنی اگر وجہ فساد کی عورت کی محاذات مین شہوت ہوتی تو چاہیے تھا کہ بڑھیا اور ماں بہن اور دوسرے محرم کی محاذات سے فساد نہو تا حالانکہ اُنسے بھی ہوتا ہی
اس سے معلوم ہوا کہ علت فساد یہی ہی کہ جہان عورت کو کھڑا کرنا فرض تھا اُس جگہ نہ کھڑا کیا ولا یصح اقتداء رجل بامرأۃ وخنثی وصبی مطلقا ولو فی جنازۃ ونفل علی الاصح اور نہین صحیح
ہی اقتدا مرد کا پیچھے عورت اور خنثی اور لڑکے کے کسی نماز مین اگرچہ نماز جنازہ اور نماز نفل مین ہو صحیح تر قول کے بموجب ہم طحطاوی نے کہا کہ ماتن کی اس عبارت مین خلل ہی اسلیے کہ مراد
رجل سے اگر بالغ ہو تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ نابالغ کا اقتدا پیچھے عورت اور خنثی کے درست ہی اور اگر رجل سے مراد مرد ہو خواہ بالغ ہو یا نابالغ تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ اقتدا
نابالغ کا پیچھے نابالغ کے صحیح نہین حالانکہ دونون باتین غیر واقع ہین تو بہتر یہ تھا کہ عبارت اسطرح ہوتی کہ درست نہین اقتدا مذکر کا عورت اور خنثی کے پیچھے اور نابالغ کا لڑکے کے
پیچھے کذا فی الحلبی اور علی الاصح راجع ہی طرف مرد بالغ کی اقتدا کرنے کو نفل نماز مین ہدایہ مین کہا کہ تراویح اور سنتون مین مشائخ بلخ نے لڑکے کے پیچھے اقتدا کو جائز کہا ہی اور مختار یہ ہی
کہ کسی نماز مین لڑکے کے پیچھے اقتدا بالغ کا درست نہین خواہ تراویح ہو یا عید یا وتر یا کسوف و خسوف وغیرہ اسلیے کہ لڑکے کے ذمے کوئی نماز نہین اسکو حکم نماز کا صرف عادت پڑنے کے
لیے کیا جاتا ہی اور اگر لڑکے کی نماز بالفرض نفل ہو تو اقتدا فرض پڑھنے والے کا نفل پڑھنے والیکے پیچھے لازم آویگا اور یہ بھی درست نہین اور نفلون مین اسلیے اقتدا جائز نہوا کہ بالغ
کی نفل قوی تر ہی کہ شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہی کذا فی النہر وکذا لا یصح الاقتداء بمجنون مطبق او منقطع فی غیر حالۃ افاقۃ وسکران او معتوہ ذکرہ الحلبی اور اسیطرح درست
نہین اقتدا پیچھے مجنون دائمی یا مجنون منقطع کے سوا حالت افاقہ کے یا پیچھے متوالے کے یا پیچھے مدہوش کے ذکر کیا ہی اسکو حلبی نے م مطبق بضم میم وکسر موحدہ وہ جنون جسمین کبھی ہوش
نہوتا ہو اور منقطع وہ کہ کبھی افاقہ ہوتا ہو اور کبھی جنون اور وجہ عدم جواز اقتدا کی یہ ہی کہ مجنون مکلف نہین اور متوالے اور مدہوش مین ثبوت نیت کا نہین ولا طاہر بمعذور ہذا ان
قارن الوضوء الحدث او طرأ علیہ بعدہ صح لو توضأ علی الانقطاع وصلی کذلک اور نہین صحیح ہی اقتدا طاہر کا پیچھے معذور کے یہ اُس صورت مین ہی کہ جب وضو کے ساتھ ہی حدث
ہوا ہو یا بعد وضو کرنے کے یعنی نماز سے پیشتر حدث اُسپر طاری ہوا ہو اور اقتدا درست ہی بشرطیکہ عذر نہونے پر وضو کیا ہو اور نماز اسیطرح پڑھی ہو یعنی تمام نماز مین عذر نہوا ہو تو اب طاہر کا
اقتدا معذور کے پیچھے درست ہو جایگا م طحطاوی نے کہا کہ ماتن کو مناسب تھا کہ بجاے طاہر کے صحیح کہتا اسلیے کہ معذور کو طاہر کے مقابل ڈالنے سے معلوم ہوتا ہی کہ معذور طاہر نہین ہوتا حالانکہ
شرعاً وہ طاہر ہی کالاقتداء بمفتصد من خروج الدم وکاقتداء امرأۃ بمثلہا وصبی بمثلہ ومعذور بمثلہ وذی عذرین بذی عذر لا عکسہ کذی انفلات ریح بذی سلس لان مع الامام حدثا ونجاسۃ
جیسے درست ہی اقتدا صحیح آدمی کا پیچھے فصد کھلوانے والیکے کہ خون کے نکلنے سے مامون ہوا اور جیسے صحیح ہی اقتدا عورت کا پیچھے اپنی مثل یعنے دوسری عورت کے اور اقتدا لڑکے کا دوسرے
لڑکے کے پیچھے اور اقتدا عذر والیکا اپنی مثل کے پیچھے اور اقتدا دو عذر والیکا ایک عذر والے کے پیچھے نہین صحیح ہی اسکا عکس یعنے اقتدا کرنا ایک عذر والیکا دو عذر والے کے پیچھے مثلاً اقتدا کرنا

بائی والے کا اُس شخص کے پیچھے جسکو سلسل البول ہو درست نہین اسلیئے کہ امام یعنی سلس البول والیکے ساتھ دو عذر ہین ایک بیوضو ہونا دوسرے نجاست کا ہونا اور مقتدی مین
صرف ایک عذر ہی یعنی بائی سے بیوضو ہونا ام نہر الفائق مین کہا کہ اقتدا معذور کا اپنے مثل کے پیچھے اُسوقت صحیح ہی جبکہ دونون کا عذر متحد ہو تو اس صورت مین یہ جو شارح نے
کہا کہ دو عذر والے کا اقتدا ایک عذر والیکے پیچھے صحیح ہی درست نہین کذا فی الحلبی ومافی المجتبی الاقتدا بالمماثل صحیح الا الثلثة الخنثی المشکل والضالة والمستحاضة ای لاحتمال الحیض
فلو انتفی صح اور جو کہ مجتبیٰ مین مذکور ہی کہ اقتدا کرنا پیچھے اپنے مثل کے درست ہی مگر تین شخصون کا اقتدا اپنے مثل کے پیچھے درست نہین اول خنثیٰ مشکل کا اقتدا دوسرے خنثیٰ
مشکل کے پیچھے درست نہین اس احتمال سے کہ شاید مقتدی مرد ہو اور امام عورت دوم اقتدا ضالہ عورت کا اپنے مثل کے پیچھے سوم اقتدا مستحاضہ کا مستحاضہ کے پیچھے یہ
دونون ناجائز ہین بسبب احتمال حیض کے یعنی شاید امام کو وہ دن حیض کا ہو پس اگر یہ احتمال دور ہو جاے اسطرح کہ یقین ہو استحاضہ کا تو اقتدا درست ہو گا ضالہ اور متحیرہ
اُس عورت کو کہتے ہین جسکو خون دائم ہو گیا ہو اور وہ اپنی عادت حیض کو بھول گئی ہو تو ایسی عورت کے امام ہونے مین شبہہ رہیگا کہ جس روز وہ امام ہی وہ کہین حیض کا نہو مگر مستحاضہ مین
یہ صورت مشکل ہی اسلیئے کہ خون استحاضہ پر احتمال حیض نہین ہو سکتا ہان یون ہو سکتا ہی کہ ایک عورت کی عادت چھ روز کے حیض کی تھی پھر مثلاً ایکبار بڑھ گئی تو چھ سے دس تک
کے دنون مین دونون احتمال ہو سکتے ہین یعنی اگر خون دس تک منقطع ہو گا تو یہ دن حیض کا ہو گا اور اگر دس سے بڑھ جائیگا تو استحاضہ کا ہو گا تو ایسی مستحاضہ کی امامت
درست نہو گی شیخ رحمتی محشی نے کہا کہ مین نے مجتبیٰ کی عبارت مین یہ قول پایا کہ اقتدا مستحاضہ کا مستحاضہ کے پیچھے جائز ہی اور ضالہ کا اقتدا ضالہ کے پیچھے جائز نہین اور اس نسخہ
مین کسیطرح کا اشکال نہین اور ما فی المجتبی مبتدا ہی اور اُسکی خبر قول شارح ای لاحتمال ہی یعنی مجتبیٰ کے قول کی تفسیر اسطرح ہی کذا فی الشامی **ولا حافظ آیۃ من
القرآن بغیر حافظ لہا** وہو الامی اور نہین درست ہی اقتدا اُس شخص کا جسکو ایک آیت قرآن کی یاد ہو پیچھے اُسکے جسکو ایک آیت بھی یاد نہو اور وہی امی کہلاتا ہی **ولا امی
باخرس** لقدرۃ الامی علی التحریمۃ فصح عکسہ اور نہین جائز ہی اقتدا امی کا پیچھے گونگے کے بسبب قادر ہونے امی کے تحریمہ پر تو صحیح ہو گا اُسکا عکس یعنے اقتدا گونگے کا پیچھے امی کے
درست ہی شامی نے کہا کہ اِس تعلیل سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ اگر امی تحریمہ پر قادر نہو تو اُسکا اقتدا گونگے کے پیچھے درست ہو گا کیونکہ اب کوئی وجہ ترجیح امی کی گونگے پر باقی نہ رہی **ولا
مستور عورۃ بعار** فلو ام العاری عریانا ولابسین فصلوۃ الامام ومماثلہ جائزۃ اتفاقًا وکذا ذو جرح بمثلہ یصح اور نہین صحیح ہی اقتدا ستر چھپے ہوئے شخص کا پیچھے ننگے کے
تو اگر امام ہوا برہنہ شخص برہنون اور کپڑے پہنے ہوون کا تو امام کی نماز اور اُسکی مثل کی یعنے برہنہ مقتدیون کی جائز ہی بالاتفاق اور اسیطرح درست ہی نماز زخم والے کی ساتھ
دوسرے زخمی اور تندرست کے یعنی اگر زخمی امام ہوا ایک زخمی اور تندرست کا تو نماز دونون زخمیون کی جائز ہی ہم بالاتفاق کی قید اسلیئے لگائی کہ اگر امی امام ہو چند امی اور قاریون کا
تو امام کے نزدیک سب کی نماز فاسد ہوتی ہی تو ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص برہنہ کی امامت کو امی کی امامت پر قیاس کر کے سب کی نماز کو فاسد کہے اور وجہ فرق کی دونون مسئلو نین
بحر الرائق مین یون بیان کی ہی کہ امی کو ممکن تھا کہ اپنی نماز قرأت کے ساتھ کر لیتا قاری کو امام کر کے کیونکہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہی حدیث کی روسے تو جب اُسنے ایسا نکیا
تو نماز اُسکی فاسد ہوئی اسلیئے سب کی نماز فاسد ہو گی اور ستر عورت اور طہارت کا یہ حال نہین کہ امام کا ستر اور طہارت مقتدی کے لیے کافی ہو اسیواسطے کپڑے پہنے والونکی
نماز برہنہ کے پیچھے اور تندرست کی نماز زخمی کے پیچھے نہو گی کذا فی الشامی بتصرف **ولا قادر علی رکوع وسجود بعاجز عنہما** لبناء القوی علی الضعیف اور نہین
درست ہی اقتدا رکوع اور سجدہ پر قدرت رکھنے والیکا پیچھے اُس شخص کے جو رکوع اور سجدہ سے عاجز ہو یعنی نماز اشارہ سے پڑھتا ہو بسبب بنا ہونے قوی کے ضعیف پر یعنی قادر
رکوع و سجود پر قوی حال ہی اور اشارہ سے پڑھنے والا ضعیف تو قوی کی بنا ضعیف پر نہین ہو سکتی **ولا مفترض بمتنفل وبمفترض فرضًا آخر** لان اتحاد الصلوتین شرط
عندنا اور نہین صحیح ہی اقتدا فرض پڑھنے والیکا پیچھے نفل پڑھنے والیکے اور پیچھے دوسرا فرض پڑھنے والیکے اسلیئے کہ دونون نمازون کا ایک ہونا شرط ہی ہمارے نزدیک ہم
پیشتر اس باب کے شروع مین گذر چکا کہ اتحاد امام و مقتدی کی نماز سے یہ غرض ہی کہ مقتدی امام کی نماز کی نیت سے نماز مین داخل ہو سکے یعنی اگر یہ نیت کرے کہ مین امام کی
نماز پڑھتا ہون تو اس نیت سے شریک ہو سکے تو اس سے معلوم ہوا کہ امام کی نماز مقتدی کی نماز کو متضمن ہونی چاہیے وصح ان معاذًا کان یصلی مع النبی صلی اللہ علیہ
وسلم نفلا وبقومہ فرضًا اور صحیح ہوا ہی کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نفل پڑھا کرتے تھے اور اپنی قوم کے ساتھ فرض پڑھتے تھے

ہم یہ جواب ہی امام شافعی کے استدلال کا یعنی صحیحین مین جو وارد ہی کہ حضرت معاذ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشا پڑہتے تھے پھر اپنی قوم مین آکر انکو عشا پڑھایا کرتے
تھے تو اس سے امام شافعی نے استدلال کیا کہ فرض والیکا اقتدا پیچھے نفل والیکے درست ہی کیونکہ حضرت معاذ فرض اول پڑہ جاتے تھے تو اپنی قوم مین جو نماز پڑہتے تھے وہ
نفل ہوتی تھی اور مقتدی اُنکے پیچھے فرض پڑہتے تھے شارح جواب دیتا ہی کہ ثابت ہوا ہی کہ حضرت معاذ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نفل پڑہتے تھے اور امام ہوکر
فرض پڑہتے تھے اسلیے کہ جب معاذ کی قوم نے اُنکی شکایت بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تو آپ نے اُنکو یہ ارشاد فرمایا کہ ای معاذ یا تو تم میرے ساتھ نماز پڑھو یا اپنی قوم پر تخفیف
کرو رواہ احمد اس سے یہ نکلا کہ جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فرض نماز پڑھ لین تو امامت قوم کی نہین کر سکتے لیکن اگر آپکے ساتھ نفل پڑھین تو بالاجماع امامت کر سکتے مین
تو معلوم ہوا کہ حضرت معاذ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نفل پڑھا کرتے تھے **نہ فرض ولا ناذر بمتنفل** ولا بمفترض **ولا بناذر** لان کلا منہما کمفترض فرضا آخر اور نہین درست
ہی اقتدا نذر کرنیوالے کا نفل پڑہنے والے کے پیچھے اسلیے کہ نذر واجب ہی تو قوی کی بنا ضعیف پر نہین ہو سکتی اور نہ نذر کرنیوالیکی اقتدا فرض پڑہنے والے اور دوسرے نذر
کرنیوالے کے پیچھے درست ہی اسلیے کہ ہر ایک ان دونون امام اور مقتدی سے ایسا ہی جیسا دوسرا فرض پڑھتا ہو یعنی اتحاد نماز کا جو شرط اقتدا کی ہی ان دونون مسئلون مین
نہین پایا جاتا **الا اذا نذر احدہما عین منذور الآخر** للاتحاد اقتدا نذر کی نماز پڑہنے والیکا دوسرے نذر کی نماز پڑہنے والے کے پیچھے جائز نہین مگر اُس صورت مین
کہ ایکنے وہی نذر کی ہو جو دوسرے نے کی تو اب اقتدا درست ہوگا بسبب اتحاد کے صورت مسئلہ کی یہ ہی کہ زید نے مثلاً کوئی نذر کی اور عمرو نے کہا کہ جو نذر زید نے کی ہی وہی مین
کرتا ہون تو جب دونون کی نذر ایک ہوئی تو گویا دونون نے نماز معین کی نذر کی اسیوجہ سے اتحاد پایا گیا بخلاف اُس صورت کے کہ دونون نے نذر نماز کی جداگانہ کی کہ ایمین
دونون کے ذمے کے واجب علیحدہ ہین اور کوئی ایک دوسرے سے قوی نہین کذا فی الشامی **ولا ناذر بحالف** لان المنذورۃ اقوی فصح عکسہ وبحالف ومتنفل اور نہین درست ہی
اقتدا نذر کی نماز پڑہنے والیکا پیچھے قسم کے نماز پڑہنے والیکے اسلیے کہ نذر کی نماز قوی تر ہی قسم کی نماز سے تو صحیح ہی اُسکا عکس وبحالف ومتنفل یعنے قسم کی نماز والیکا اقتدا نذر کی نماز والیکے
پیچھے درست ہی اور قسم کی نماز والیکے پیچھے اور نفل پڑہنے والیکے پیچھے درست ہی صورت قسم کی یہ ہی کہ ایک شخص نے مثلاً قسم کھائی کہ مین دو رکعت نماز پڑھونگا تو یہ دوگانہ نفل ہوگا
اسلیے قسم کی نماز والیکو اختیار رہتا ہی چاہے دوگانہ پڑھ کر قسم سچی کرے خواہ ترک کرے اور کفارہ دے بخلاف نذر کی نماز کے کہ وہ واجب ہوتی ہی اور نہین جہت نذر والا قسم والیکے
پیچھے نہین پڑھ سکتا اور قسم والا نذر والے اور قسم والے اور نفل والیکے پیچھے اقتدا کر سکتا ہی حلبی نے کہا کہ شارح کا قول وبحالف عطف ہی بناذر محذوف پر جو کہ عکسہ مین سمجھا جاتا
ہی کذا فی الشامی **وصلیا رکعتی طواف کناذرین** اور دو شخص پڑہنے والے دوگانہ طواف کے مثل دو نذر کے نماز پڑہنے والون کے ہین یعنے ایک کا اقتدا دوسرے کے پیچھے جائز
نہین بسبب اختلاف سبب کے یعنی ایک کا طواف دوسرے کے طواف کا غیر ہی اور اگر دوگانہ طواف کو مسنون کہین جیسا بعض فقہا کا قول ہی تو اس قول کے موجب اقتدا درست
ہوگا کذا فی الشامی **ولو اشترکا فی نافلۃ فافسداہا صح الاقتداء** لا ان افسداہا منفردین اور اگر دو شخص شریک ہوے نماز نفل مین پھر دونون نے اُسکو فاسد کر دیا تو اقتدا صحیح ہی مثلاً دونون
دوگانہ تراویح امام کے پیچھے پڑہتے تھے پھر اُس دوگانہ کو فاسد کر دیا تو اُسے ایک دوسرے کے پیچھے پڑھ سکتے ہین کیونکہ نماز متحد ہی نہ اُس صورت مین جبکہ اُسکو فاسد کیا دونون
نے تنہا کہ اس صورت مین اقتدا جائز نہین بسبب اختلاف سبب کے **وصلیا الظہر ونوی کل امامۃ الآخر صحت** لا ان نویا الاقتداء والفرق لا یخفی اور اگر دو شخصون نے نماز ظہر پڑھی
اور ہر ایک نے دوسرے کی امامت کی نیت کی تو نماز درست ہوگی نہ صحیح ہوگی اگر دونون نے اقتدا کی نیت کی اور فرق پوشیدہ نہین ہم فرق یہ ہی کہ امام اپنے حق مین منفرد ہوتا ہی
اور بدون غیر کی اقتدا کے امام نہین ہوتا تو جب دونون نے امامت کی نیت کی اور مقتدی کوئی نہوا تو دونون منفرد رہگئے اور نماز درست ہوئی اور اقتدا کی نیت مین عدم
جواز کی وجہ یہ ہی کہ مقتدی کی نماز بدون نیت اقتدا کے صحیح نہین ہوتی اور اقتدا ایسے شخص کے پیچھے صحیح نہین جسنے اپنی نماز غیر کی نماز پر مبنی کی ہو اور یہان دونون نے اپنی نماز کو
دوسرے کی نماز پر مبنی کیا ہی اسلیے اقتدا ایک دوسرے کے پیچھے صحیح نہ ہوا تو نماز بھی درست نہوئی کذا فی الحلبی **ولا لاحق ولا مسبوق بمثلہما** لما تقرر ان الاقتداء فی موضع
الانفراد مفسد کعکسہ اور نہین درست ہی اقتدا لاحق اور مسبوق کا پیچھے مثل ان دونون کے اس وجہ سے کہ ثابت ہو چکا ہی کہ اقتدا کرنا انفراد کی جگہ مین مفسد ہی جیسے کہ اُسکا عکس
مفسد ہی یعنی منفرد ہونا اقتدا کی جگہ مین ہم لاحق وہ ہی جسکو امام کے ساتھ شریک ہونے کے بعد کسی عذر سے درمیان کی نماز یا آخر کی فوت ہوگئی ہو تو یہ شخص امام کے فارغ

ہونے کے بعد اس فوت شدہ نماز کے پڑھنے مین حکم مقتدی کا رکھتا ہی یعنی اُسیطرح نماز پڑھے جیسے امام کے پیچھے پڑھتا ہو اور مسبوق وہ ہی جو بعد کسیقدر نماز ہو جانیکے شریک ہو
شروع سے شریک نہو وہ اپنی باقی نماز پڑھنے مین حکم منفرد کا رکھتا ہی تو اب اگر لاحق پیچھے لاحق کے اقتدا کرے تو درست نہوگا اسلیے کہ دونون مقتدی ہین اگر ایک امام ہوگا تو وہ
منفرد ہو جائیگا کیونکہ امام کا حال منفرد کا سا ہی اسیطرح مسبوق پیچھے مسبوق کے اقتدا نہین کر سکتا کیونکہ دونون منفرد ہین تو اقتدا حالت انفراد مین کیسے کر سکتے ہین اور یہی حال
ہی اگر لاحق مسبوق کے پیچھے اقتدا کرے اور مسبوق لاحق کے پیچھے کذا فی الحلبی **ولا مسافر بمقیم بعد الوقت فیما یتغیر بالسفر** کالظہر سواء احرم المقیم بعد الوقت او فیہ فخرج فاقتدی
المسافر اور نہین صحیح ہی اقتدا مسافر کا پیچھے مقیم کے بعد وقت کے اُن نمازون مین جو سفر کے باعث سے بدلتی ہین جیسے ظہر اور عصر اور عشا برابر ہی کہ مقیم نے تحریمہ وقت کے بعد کی ہو
یا وقت کے اندر تحریمہ کی پھر وقت نکلگیا تو اُس مسافر نے اقتدا کیا م مسافر کی نماز وقت کے اندر تمام ہو سکتی ہی خواہ نیت اقامت کرنے سے خواہ مقیم کے پیچھے پڑھنے سے اُسکی
متابعت کی جہت سے مگر جب وقت نکلگیا تو اُسکے ذمے دو رکعتین ثابت ہوگئین اب اُنہین قابلیت تمام ہونے کی کسیطرح نہ رہی اسلیے بعد وقت کے اقتدا صحیح نہین ظہر اور
متغیر نمازون کی قید اسلیے لگائی کہ جنمین تغیر نہین مثلاً فجر اور مغرب تو انہین اقتدا درست ہی کذا فی المنح بل ان احرم **فی الوقت** فخرج صح واتم تبعا للامامۃ اما بعد الوقت فلا یتغیر
فرضہ فیکون اقتدائہ بمتنفل فی حق قعدۃ او قراءۃ باقتدائہ فی شفع اول او ثان بلکہ اگر مسافر اقتدا کی تحریمہ وقت کے اندر کرے پھر وقت نکلجاے تو اقتدا صحیح ہوگا اور مسافر
چار رکعتین پڑھے اپنے امام کی تبعیت سے لیکن وقت کے بعد اُسکا فرض نہین بدلیگا دو ہی رکعتین اُسکے ذمے ہونگی تو اگر وہ مقیم کا اقتدا پہلے دوگانہ مین کریگا تو قعدہ کے حق مین
اور دوسرے دوگانہ مین کریگا تو قرارت کے حق مین اقتدا نفل پڑھنے والیکے پیچھے ہو جائیگا حالانکہ فرض والیکا اقتدا نفل والیکے پیچھے جائز نہین م نفل سے مراد غیر فرض ہی
خواہ سنت ہو یا واجب تو قعدہ اولی امام کے ذمے واجب ہی اور مقتدی مسافر پر اخیرہ ہونے کی جہت سے فرض ہی تو اقتدا فرض والیکا واجب والیکے پیچھے ہوگا اور پچھلے دوگانہ
مین قرارت امام مقیم کے حق مین مسنون ہی اُنمین اگر مسافر اقتدا کریگا تب بھی صحیح نہوگا کیونکہ قرارت اُسکے حق مین فرض ہی تو اقتدا فرض والیکا سنت والیکے پیچھے لازم آویگا کذا
فی الشامی **ولا نازل براکب ولا راکب براکب دابۃ اخری فلو معہ صح** اور صحیح نہین اقتدا سواری سے اُترنے والیکا پیچھے سوار کے اور نہ اقتدا سوار کا پیچھے دوسرے سوار
کے جو دوسرے جانور پر سوار ہو تو اگر مقتدی امام کے ساتھ ایک جانور پر ہو تو اقتدا درست ہوگا م وجہ عدم جواز اقتدا کی اِن صورتون مین اختلاف مکان ہی اور شرائط اقتدا سے
مکان کا متحد ہونا اوپر مذکور ہو چکا اس سے معلوم ہوا کہ اگر سوار اُترے ہوئے شخص کا اقتدا کریگا تب بھی جائز نہوگا کذا فی الشامی **ولا غیر الالثغ بہ** ای بالالثغ **علی الاصح** کما فی البحر عن
المجتبی اور نہین درست ہی اقتدا غیر توتلے کا توتلے کے پیچھے اصح قول کے بموجب جیسا کہ بحر الرائق مین مجتبی سے منقول ہی م الثغ بروزن افضل اُس شخص کو کہتے ہین جسکی زبان
سے ایک حرف کی جگہ دوسرا نکلے مثلاً ر کی جگہ غین یا لام بولے ہندی مین اُسکو توتلا کہتے ہین اور اصح کی قید اسلیے لگائی کہ خلاصہ اور تاتارخانیہ اور ظہیریہ مین توتلے کی امامت کو
صحیح لکھا ہی کذا فی الشامی وحرر الحلبی وابن الشحنۃ انہ بعد بذل جہدہ دائما حتما کالامی فلا یؤم الا مثلہ ولا تصح صلوتہ اذا امکنہ الاقتداء بمن یحسنہ او ترک جہدہ او وجد قدر الفرض
مما لا لثغ فیہ ہذا ہو الصحیح المختار فی حکم الالثغ اور حلبی اور ابن شحنہ نے تنقیح کی ہی کہ توتلا ہمیشہ کی وجوباً کوشش کرنیکے بعد امی کے مانند ہی یعنے اپنے جیسے توتلے کے سوا دوسرے کی
امامت نکرے اور نہ صحیح ہوگی اُسکی نماز جبکہ اُسکو اقتدا ایسے شخص کا جو قرآن اچھا پڑھے ممکن ہو یا وہ کوشش کرنا چھوڑ دے یا بقدر فرض قرارت وہ آیتین حاصل کرے جنمین تتلانا نہو
یہی تنقیح صحیح اور مختار ہی توتلے کے حکم مین م حاصل تنقیح یہ ہی کہ توتلے کو ہمیشہ واجب ہی کہ تصحیح الفاظ مین کوشش کرے اگر بعد کوشش کے صحیح الفاظ نہ نکال سکے گا تو نماز اُسکی جائز
ہوگی اور اگر کوشش کے بدون پڑھیگا تو نماز فاسد ہوگی چنانچہ محیط وغیرہ مین ہی مگر یہ اُس صورت مین ہی کہ بقدر فرض ایسی آیتین نہ پڑھ سکے جنمین نہ تتلاوے اور اگر پڑھ سکتا ہی تو
اُسپر کوشش کرنا ضرور نہین نہ دوسرے صحیح پڑھنے والیکا اقتدا لازم ہی کذا فی الشامی وکذا من لا یقدر علی التلفظ بحرف من الحروف او لا یقدر علی اخراج الفاء الا بتکرار اور اسیطرح حکم ہی
اُس شخص کا جو کوئی حرف حروف تہجی سے نہ بول سکے یا ف کو بدون مکرر کرنے کے نہ نکال سکے م یعنے ایسے شخص کو بھی ہمیشہ کوشش کرنا چاہیے ورنہ اُسکی نماز صحیح نہوگی مثلاً
بعض لوگون سے ح اور ع اور ض اور ط نہین ادا ہوتے تو اُنکو کوشش کرنا اُنکی تصحیح مین واجب ہی اور چونکہ الثغ کو مغرب وغیرہ مین خاص کیا ہی اُس شخص کے لیے جو سین
اور ر نہ بول سکے اسلیے شارح نے ہر حرف کے نہ بول سکنے کو اس قول مین عام کر دیا اور ف کی تکرار سے بتایا کہ ہکلانا بھی تتلانے مین داخل ہی کذا فی الشامی بتصرف

واعلم انہ اذا فسد الاقتداء بای وجہ کان لایصح شروعہ فی صلوۃ نفسہ لانہ قصد المشارکۃ وہی غیر صلوۃ الانفراد علی الاصح محیط وادعی فی البحر انہ المذہب اور جان لے
کہ جب اقتدا فاسد ہو کسی طرح پر فاسد ہو یعنی خواہ عورت اور لڑکے کی امامت سے ہو یا دوسری باتون سے جو اوپر مذکور ہوئین تو نہین صحیح ہو شروع کرنا مقتدی کا خود اپنی
نماز مین اگرچہ نفل ہی ہو اسلیے کہ مقتدی نے دوسرے کی شرکت کا قصد کیا تھا اور شرکت مین پڑھنا غیر ہو تنہائی کی نماز کا نہین صحیح ہو شروع قول صحیح پر کذا فی المحیط اور
بحر الرائق مین دعوی کیا کہ عدم صحت شروع مذہب ہو ہم وجہ عدم صحت شروع یہ ہو کہ جب اُس نماز مین جسکا مقتدی نے ارادہ کیا اُسکا شروع صحیح نہوا تو غیر مین کیسے
صحیح ہوگا کذا فی الشامی قال المصنف لکن کلام الخلاصۃ یفید ان ہذا قول محمد خاصۃ مصنف نے کہا لیکن خلاصہ کا کلام اس بات کا مفید ہو کہ عدم صحت شروع قول
ہو خاص امام محمد کا ہم خلاصہ مین یہ مضمون ہو کہ جس جگہ مین اقتدا صحیح نہین تو کیا مقتدی خود اپنی نماز کا شروع کرنیوالا ہو جاتا ہو یا نہین امام محمد کے نزدیک نہین ہوتا
اور شیخین کے نزدیک ہو جاتا ہو کذا فی الشامی قلت وقد ادعی فیما مر بعد تصحیح السراج خلافہ ان المذہب انقلابہا نفلا فتامل مین کہتا ہون کہ صاحب بحر نے بیان گذشتہ مین
یعنی عورت کے محاذات کے مسئلہ مین دعوی کیا ہو کہ مذہب بدل جاتا ہو نماز کا نفل سے بعد تصحیح سراج کے خلاف عدم صحت کو سو تامل کرے اس تناقض کو ہم صاحب بحر
نے محاذات مین سراج سے نقل کیا تھا کہ اگر مرد عصر پڑھتا ہو اور عورت نے ظہر کی نیت سے اُسکا اقتدا کیا اور محاذی ہوئی تو مرد کی نماز باطل ہوگی کیونکہ اقتدا ہر چند
فرض مین صحیح نہوا مگر نفل مین بموجب مذہب کے درست ہوا تو اس سے صاف ظاہر ہو کہ جب اقتدا فرض مین فاسد ہوا تو شروع بالکل فاسد نہوا بلکہ نفل مین اقتدا باقی رہا
اور صحت شروع مذہب ٹھہرا ورنہ نماز مرد کی کیون فاسد ہوتی اور یہان دعوی عدم صحت شروع کا کرتا ہو تو دونون کلامون مین صریح تناقض ہوا کذا فی الشامی وحینئذ
فلا شبہۃ ما فی الزیلعی انہ متی فسد لفقد شرط کطاہر بمعذور لم ینعقد اصلا وان لاختلاف الصلاتین ینعقد نفلا غیر مضمون وثمرتہ الانتقاض بالقہقہۃ اسوقت مین یعنی جب
کلام صاحب بحر کا نقل مذہب مین مختلف ہوا تو مشابہ تر قواعد فقہیہ سے وہ قول ہو جو زیلعی مین ہو کہ جس صورت مین اقتدا فاسد ہو بسبب نہ پائے جانے کسی شرط
کے چنانچہ اقتدا طاہر کا پیچھے معذور کے تو اس صورت مین نماز اصل سے منعقد نہو گی اور اگر دو نمازون کے مختلف ہونیکی جہت سے اقتدا فاسد ہو تو نماز مقتدی کی
نفل غیر مضمون منعقد ہوگی یعنے اُسکو فاسد کرنے سے قضا اُسکے ذمہ لازم نہوگی اور ثمرہ خلاف کا وضو کا ٹوٹنا ہو قہقہہ سے یعنی صحت شروع کے قول پر وضو ٹوٹ جائیگا
کیونکہ قہقہہ اثنائے نماز مین پایا جائیگا اور عدم صحت کے قول پر وضو نجائیگا م زیلعی کی تفصیل سے دونون قولون مین توفیق ہوگئی یعنی عدم صحت کی تصحیح اُس صورت پر
محمول ہو کہ فساد اقتدا کسی شرط کے معدوم ہونے سے ہو اور صحت کی تصحیح اُسپر محمول ہو کہ اقتدا فرضیت مین نہ رہی نفل مین باقی رہی ویمنع من الاقتداء صف من النساء
بلا حائل قدر ذراع او ارتفاعہن قدر قامۃ الرجل مفتاح السعادۃ اور منع کرتی ہو اقتدا سے عورتون کی صف بدون ایسے حائل کے جو بقدر ایک ہاتھ کے ہو یا بدون
اُنکے مرتفع ہونے کے آدمی کے قد کے برابر کذا فی مفتاح السعادۃ م عورتون کی صف اگر پوری ہو تو جتنی صفین مردون کی اُنکے پیچھے ہونگی سب کی نماز فاسد ہوگی اور
اگر تین عورتین ہونگی تو مردون کی پچھلی صفون مین سے تین تین محاذیون کی نماز آخر صف تک فاسد ہوگی اور اگر دو عورتین ہونگی تو صرف اول صف کے دو مردون کی
نماز جائیگی جو اُنکے پیچھے سیدھ مین ہونگے اسیطرح ایک عورت سے بھی پیچھے ایک ہی مرد کی نماز فاسد ہوتی ہو نہ آخر صفوف تک اور قیاس اسکا مقتضی ہو کہ اگر عورتین تین
یا پوری صف ہون تب بھی انکے محاذی مردون کی ایک ہی صف مین نماز فاسد ہو پچھلی صفون مین فساد نہ پھیلے اسلیے کہ اُس ایک صف کے مرد اپنے پیچھے کے مردون کے لیے
حائل ہو جاتے ہین جیسے ایک یا دو عورتو نہین ہوتے ہین مگر اس قیاس کو استحسان کی وجہ سے ترک کیا کیونکہ حضرت عمرؓ سے موقوفا اور مرفوعا ثابت ہو کہ جس شخص کے درمیان
اور اُسکے امام کے بیچ مین نہر یا رستہ یا عورتون کی صف ہو تو اُسکی نماز نہین تو معلوم ہوا کہ شارح نے جو حائل اور ارتفاع کا اعتبار کیا ہو یہ ایک یا دو عورتون کے لیے ہی
صف مین بسبب حدیث مذکور کے حائل کا اعتبار نہین کذا فی الشامی او طریق تمر فیہ العجلۃ اور یجر یا الثور یا رستہ عام نافذ جسین گاڑی گذر سکے مانع اقتدا ہو شارح نے کہا کہ
عجلۃ بفتحتین بعدہ آلہ ہو جسکو بیل کھینچتے ہین او نہر تجری فیہ السفن ولو زورقا ولو فی المسجد یا مانع اقتدا ہو نہر جسین کشتیان چل سکین اگرچہ چھوٹی کشتی یعنے ڈونگی ہو اور اگرچہ
نہر مسجد مین ہو او خلاء ای فضاء فی الصحراء او فی مسجد کبیر جدا کمسجد القدس یسع صفین فاکثر الا اذا اتصلت الصفوف فیصح مطلقا کان قام فی الطریق ثلثۃ

وکذا اثنان عند الثانی لا واحد اتفاقاً لانہ لکراہۃ صلوٰتہ صار وجودہ کعدمہ فی حق من خلفہ یا مانع اقتدا ہو خلا یعنی اثنا میدان جنگل مین یا بہت بڑی مسجد مین مثل
مسجد قدس کے کہ اُسمین گنجایش دو صفون یا زیادہ کی ہو مگر اُس صورت مین مانع نہین جبکہ صفین ملی ہوئی ہون تو صحیح ہو اقتدا مطلقاً یعنی اگرچہ بیچ مین نہر یا راہ
نافذ ہو مثلاً راہ مین تین شخص کھڑے ہوجائین تو صفین متصل ہوجائینگی اور اسیطرح اگر دو کھڑے ہون امام ابو یوسف رح کے نزدیک نہ ایک شخص بالاتفاق اسلیے کہ
بسبب مکروہ ہونے نماز اسکیلیے شخص کے اسکا وجود مثل عدم کے ہوگیا اُن لوگون کے حق مین جو اُسکے پیچھے ہین یعنی ایک شخص کے رستہ مین کھڑے ہونے سے صفون کا
اتصال ثابت نہو گا جیسا دو کا کھڑا ہونا طرفین کے نزدیک اور یہی قول صحیح تر ہے ہم اور نہر مین صورت اتصال یہ ہو کہ پل پر صفین ہون یا کشتیان باندھکر اُنپر لوگ کھڑے
ہوجائین اور صحرا کی قید اسلیے لگائی کہ گھر اور مسجد مین جگہ کا چھوٹنا مانع اقتدا نہین اور گھر صحیح تر قول مین مثل مسجد کے ہو یعنی اُسمین بھی بدون اتصال صفون کے
اقتدا صحیح ہو اور بڑا مکان مثل جنگل کے ہو اور حد بڑے کی یہ ہو کہ جسکا صحن چالیس ہاتھ یا زیادہ کا ہو اور بعضون نے ساٹھ ہاتھ کہا ہو مگر قول اول مختار ہو کذا فی الشامی
والحائل لا یمنع الاقتداء ان لم یشتبہ حال امامہ بسماع او رویۃ ولو من باب مشبک یمنع الوصول فی الاصح اور حائل یعنی آڑ کا ہونا درمیان امام اور مقتدی کے مانع قتدا
نہین بشرطیکہ مقتدی پر حال اُسکے امام کا اُسکی آواز سننے یا اُسکو دیکھنے کے سبب سے مشتبہ نہو اگرچہ دیکھنا جھنجری دار دروازہ سے ہو جو مانع امام تک پہونچنے کا ہو
صحیح تر قول مین م طحطاوی نے ابو سعود سے نقل کیا کہ سننا امام کی آواز کا یا مکبر کی آواز کا یکسان ہو اور دیکھنا عام ہو اس سے کہ امام کو دیکھے یا دوسرے مقتدی کو
دیکھے ولم یختلف المکان حقیقۃ کمسجد وبیت فی الاصح قنیہ ولا حکما عند اتصال الصفوف اور حائل مانع اقتدا نہین بشرطیکہ مکان مختلف نہو حقیقت مین جیسے مسجد اور
گھر ہی صحیح تر قول مین کذا فی القنیہ اور نہ حکما مکان جدا ہو صفون کے ملنے کے وقت یعنی اگر درمیان مین رستہ یا نہر ہو تو ہرچند دونون کنارے رستہ یا نہر کے مکان مختلف
ہین مگر صفون کے اتصال کی صورت مین حکماً ایک ہی مکان ہین اسلیے مانع اقتدا نہین ولو اقتدی من سطح دارہ المتصلۃ بالمسجد لم یجز لاختلاف المکان درر وبحر واقرہ
المصنف لکن تعقبہ فی الشرنبلالیۃ ونقل عن البرہان وغیرہ ان الصحیح اعتبار الاشتباہ فقط قلت وفی الاشباہ وزواہر الجواہر ومفتاح السعادۃ ومجمع الفتاوے
فالنصاب والخانیۃ انہ الاصح وفی النہر عن الزاد انہ اختیار جماعۃ من المتاخرین اور اگر اقتدا کیا اپنے اُس مکان کی چھت سے جو مسجد کے ساتھ ملا ہوا ہو تو جائز نہوگا بسبب
اختلاف مکان کے کذا فی الدرر والبحر وغیرہما اور ثابت رکھا ہو اسکو مصنف نے مگر اعتراض کیا ہو اس قول پر شرنبلالیہ مین اور برہان وغیرہ سے نقل کیا کہ
صحیح قول اعتبار کرنا صرف مشتبہ ہونے امام کے حال کا ہو نہ اختلاف مکان کا مین کہتا ہون اور اشباہ اور زواہر الجواہر اور مفتاح السعادۃ اور مجمع الفتاوی اور
نصاب اور فتاوی قاضیخان مین ہو کہ یہی قول صحیح تر ہو اور نہر الفائق مین زاد سے منقول ہو کہ یہی قول اختیار ہو ایک جماعت متاخرین کا م فتاوی عالمگیری مین ہی
کہ مسجد کا ہمسایہ اگر امام مسجد کے پیچھے اپنے گھر مین اقتدا کرے تو درست ہو بشرطیکہ اُسکے اور مسجد کے درمیان شارع عام نہو یا ہو مگر صفون سے بھر گیا ہو وصح اقتداء
متوضی لا ما ء معہ بمتیمم ولو مع متوضی بسؤر حمار مجتبیٰ وبحر اور صحیح ہو اقتدا کرنا وضو والیکا جسکے ساتھ پانی نہین پیچھے تیمم والیکے اگرچہ ساتھ وضو کرنے کے گدھے کے جھوٹے
پانی سے ہو کذا فی المجتبیٰ والبحر م مقتدی کے ساتھ پانی نہونے کی قید اسلیے لگائی کہ اگر پانی اُسکے ساتھ ہوگا تو امام کو پانی بتلا سکیگا اس صورت مین اقتدا صحیح نہوگا کیونکہ
تیمم امام کا اسکے عندیہ مین باطل ہو اور یہ اُسوقت ہو کہ امام نے تیمم پانی کے نہونیکی جہت سے کیا ہو اور اگر اور عذر سے کیا ہوگا تو اقتدا درست ہوگا گدھے کے جھوٹے
پانی سے وضو کرنے کے ساتھ تیمم کرنے کے یہ معنی کہ اول وضو کیا پھر تیمم کیا اور اگر وضو کر کے فرض بھی ادا کر لیا پھر تیمم کیا اور دوبارہ فرض پڑھی تو اقتدا درست نہوگا اسلیے
کہ ادائے فرض مین شک ہوگیا کذا فی الطحطاوی وغاسل بماسح ولو علے جبیرۃ اور درست ہو اقتدا دھونے والیکا پیچھے مسح کرنے والیکے اگرچہ مسح شکستہ عضو کی
بندش پر ہو یعنی جو شخص پانون کو دھوتا ہو وہ موزہ پر مسح کرنیوالیکا اقتدا کر سکتا ہو اور جو شخص غسل یا وضو مین تمام اعضا کو دھوتا ہو وہ ایسے شخص کا اقتدا
کر سکتا ہو جسکے ایک عضو پر کھپاچین بندھی ہین وقائم بقاعد یرکع ویسجد لانہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی آخر صلوٰتہ قاعدا وہم قیام وابو بکر یبلغہم تکبیرہ وبہ علم جواز
رفع المؤذنین اصواتہم فی جمعۃ وغیرہا یعنی اصل الرفع اما ما تعارفوہ فی زماننا فلا یبعد انہ مفسد اذ الصیاح ملحق بالکلام الفتح اور درست ہو اقتدا کھڑے شخص کا

پیچھے بیٹھنے والے کے جو رکوع اور سجدہ کرتا ہو یعنے اشارہ سے نہ پڑھتا ہو اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخر نماز بیٹھ کر پڑھائی اور مقتدی کھڑے تھے
اور حضرت ابو بکر صدیق لوگون کو آواز آپ کے اللہ اکبر کی پہونچاتے تھے اور اس تکبیر کے پہونچانے سے معلوم ہوا جائز ہونا موذنون کی آوازون کے بلند کرنیکا
جمعہ وغیرہ مین یعنی اصل بلند کرنا جائز ہی اور یہ جو ہمارے زمانہ مین موذنون نے رائج کر لیا ہی سو بعید نہین کہ مفسد انکی نماز کا ہو کیونکہ کھینچنا کلام کے ساتھ ملحق ہی
کذا فی فتح القدیر ؎ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آخر نماز اسطرح پڑھائی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ نے ارشاد فرمایا کہ لوگون کو نماز پڑھا دین جب
حضرت صدیق نے تحریمہ کر لی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ افاقہ مرض سے پایا تو آپ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے سہارے سے اٹھ کر جماعت مین
تشریف لائے اور حضرت صدیق کے بائین طرف بیٹھے حضرت صدیق قرارت سے رک گئے اور پیچھے کو ہٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور لوگون کو بیٹھے ہوئے
نماز پڑھائی اور صدیق اکبر آپ کے اللہ اکبر کی آواز لوگون کو سناتے رہے اور یہ نماز ظہر کی تھی اور مکبر کا آواز بلند کرنا باتفاق درست ہی جبکہ جماعت مین امام کی آواز نہ پہونچتی ہو
اور اگر حاجت مکبر کی نہو تو مکبر کا بولنا چارون مذہب مین مکروہ ہی کذا فی الدرر والحلیۃ **وقائم باحدب وان بلغ حدبہ الرکوع علے المعتمد وکذا باعرج** وغیرہ اولی اور درست ہی
اقتدا کھڑے ہونے والے کا پیچھے کوبڑ نکلے ہوئے کے اگرچہ اسکا کوبڑ رکوع کو پہونچ گیا ہو قول معتمد پر یعنی شیخین کے قول پر بخلاف محمد کے اور اسیطرح قائم کا اقتدا پیچھے لنگڑے
کے درست ہی کیونکہ لنگڑا اور کبڑا بیٹھے ہوئے شخص سے کم نہین اور غیر لنگڑے کا بہتر ہی یعنے لنگڑے کے سوا دوسرے کا امام ہونا بہتر ہی شامی نے کہا کہ اسمین خصوصیت لنگڑے کی نہین بلکہ تیمم اور
قاعد اور کبڑے کا غیر انکی نسبت کراہت مین اولی ہی **وموم بمثلہ الا ان یومی الامام مضطجعا والموتم قاعدا او قائما ہو المختار** اور صحیح ہی اقتدا اشارہ سے پڑھنے والیکا پیچھے اپنے مثل کے
مگر یہ کہ امام لیٹ کر اشارہ کرتا ہو اور مقتدی بیٹھ کر یا کھڑا ہو کر اشارہ کرتا ہو کہ اس صورت مین اقتدا صحیح نہین اسوجہ سے کہ مقتدی امام کی نسبت کر قوی الحال ہی کذا فی البحر یہی قول مختار
ہی **ومتنفل بمفترض فی غیر التراویح فی الصحیح خانیۃ** وکانہ لانہا سنۃ مخصوصۃ بنعت مخصوص فلا تتادی بنیۃ الفرض ومنہا الخاص للخروج عن العہدۃ اور درست ہی اقتدا نفل پڑھنے والیکا پیچھے فرض پڑھنے والیکے
سوائے تراویح کے صحیح قول مین کذا فی الخانیۃ یعنے تراویح مین اقتدا فرض پڑھنے والیکے پیچھے صحیح نہین اور غالبا عدم صحت کی وجہ یہ ہی کہ تراویح سنت مخصوص ہی تو اسکے عہدہ سے
باہر ہونے کے لیئے اسکی وضع خاص کا لحاظ کیا جائیگا ہم اسمین یہ اعتراض ہی کہ نفل کی ہر رکعت مین قرارت فرض ہی اور فرض کے دوگانہ اخیر مین سنت تو اخیر دوگانہ مین اقتدا فرض والیکا
پیچھے سنت والیکے لازم آویگا حالانکہ یہ درست نہین اسکا یہ جواب ہی کہ مقتدی اقتدا کی جہت سے امام کا تابع ہی قرارت کے باب مین اسی جہت سے قرارت اسکے حق مین ان دونون
رکعتون مین سنت ہو گئی کذا فی الطحطاوی **فروع** مسائل ملحقہ شارح کے **صح اقتداء متنفل بمتنفل** صحیح ہی اقتدا نفل پڑھنے والیکا پیچھے نفل پڑھنے والیکے **ومن یری الوتر واجبا بمن یراہ
سنۃ** اور صحیح ہی اقتدا اس شخص کا جو وتر کو واجب سمجھتا ہی پیچھے اس شخص کے جو وتر کو سنت سمجھتا ہی یعنے اس شرط سے کہ امام وتر کو ایک سلام سے پڑھے کذا فی الطحطاوی **ومن
اقتدی فی العصر وہو مقیم بعد الغروب بمن احرم قبلہ للاتحاد** اور درست ہی اقتدا اس شخص کا کہ وہ مقیم ہی اور عصر کی نماز مین غروب کے بعد ایسے شخص کا اقتدا کرے جسنے نیت عصر کی غروب
سے پیشتر کی ہو بسبب متحد ہونے دونون کی نماز کے ہم مقیم کی قید اسلیئے لگائی کہ اگر مسافر بعد وقت نکلنے کے اقتدا کریگا تو جائز نہوگا چنانچہ پیشتر گذر طحطاوی نے کہا کہ للاتحاد تینون
مسئلون کی علت ہی نفل مین تو اتحاد ظاہر ہی اور وتر مین اسلیئے کہ اعتقاد اختلاف مین ہی نہ اصل وتر ہونے مین اور تیسرے مسئلہ مین دونون کی نماز عصر ہی اس دن کی ہواد ظہر
وحدث امامہ وکذا کل مفسد فی رای مقتد بطلت فیلزم اعادتہا لتضمنہا صلوۃ الموتم صحۃ وفسادا اور جبکہ ظاہر ہو جاوے مقتدی کو بیوضو ہونا اسکے امام کا تو اسکی نماز باطل ہوگی
یعنی سرے سے منعقد نہو گی تو لازم ہوگا اسکا اعادہ کیونکہ نماز امام کی مقتدی کی نماز کو متضمن ہی صحت اور فساد مین شارح نے کہا اور ایسا ہی حکم ہی ظاہر ہونے ہر مفسد کا مقتدی کے
اعتقاد مین ہم یعنی اگر گواہون سے یا امام کے اقرار سے معلوم ہوا کہ امام نے بیوضو نماز پڑھی یا کوئی اور مفسد نماز اس سے سرزد ہوا تو مقتدی کو فرض پھر پڑھنی چاہئین اسلیئے کہ امام
کی نماز کے فاسد ہونے سے مقتدی کی نماز بھی فاسد ہو جائیگی اور لفظ باطل اور اعادہ کا متن کے کلام مین مجمل ہی اسلیئے کہ باطل اصطلاح مین اسکو کہتے ہین جو منعقد ہو کر فاسد ہو
اور اعادہ اس مقام پر بولتے ہین کہ جبر نقصان کے لیئے دوبارہ پڑھے اور یہان یہ صورت متحقق نہین ہان اگر یہ کہا جاوے کہ مجازا ایسا کہدیا ہی تو ہو سکتا ہی کذا فی الطحطاوی
کما یلزم الامام اخبار القوم اذا امہم وہو محدث او جنب او فاقد شرط او رکن ہل علیہم اعادتہا ان عدلا نعم والا ندبت وقیل لا لفسقہ باعترافہ ولو زعم انہ کافر لم یقبل منہ لان الصلٰوۃ

دلیل الاسلام واجبر علیہ جیسے لازم ہی امام کو خبر دینا قوم کو جبکہ وہ امام ہوا ہو اُنکا حالانکہ وہ بیوضو تھا یا ناپاک یا نہانیوالا کسی شرط کا یا رکن کا اور کیا واجب ہی مقتدیون پر دوبارہ پڑھنا نماز کا امام کے خبر دینے سے جواب یہ ہی کہ اگر امام سچا ہی تو ہان واجب ہی اور اگر عادل نہین تو اعادہ مستحب ہی اور بعضون نے کہا کہ اعادہ نہین ہی بسبب فاسق ہونے امام کے اپنے اقرار سے یعنی اگر دانستہ امام نے حالت بیوضو یا ناپاکی وغیرہ مین امامت کی اور پھر لوگونکو آگاہ کردیا تو خود اپنی زبان سے فاسق ہوگیا اور دین کے باب مین فاسق کا قول معتبر نہین اسلیے اُسکے خبر دینے سے اعادہ نماز کا نہین اور اگر یہ احتمال ہو کہ امام نے براہ ورع اسکا اقرار کیا تو اعادہ کرین کذا فی الشامی اور اگر امام نے نماز پڑھانے کے بعد کہا کہ وہ شخص کافر ہی تو یہ قول اُسکا نہ مانا جائیگا کیونکہ نماز پڑھنا مسلمان ہونیکی دلیل ہی اور امام پر جبر کیا جائیگا مسلمان ہونے کے لیے کیونکہ اس کلام سے وہ مرتد ہوگیا **بالقدر الممکن بلسان او بکتاب او رسول علی الاصح لو معینین والا لا یلزمہ بحر عن المعراج وصحح فی مجمع الفتاوی عدمہ مطلقا لکونہ عن خطاء معفو عنہ لکن الشروح مرجحۃ علے الفتاوی** امام کے ذمہ خبر دینا اسطرح کہ ہو سکے یعنی زبان سے کہکر یا خط لکھکر یا قاصد بھیجکر لازم ہی صحیح تر قول کے بموجب اگر مقتدی معین یعنی معلوم ہون اور اگر معلوم نہون تو خبر دینا اُسپر لازم نہین کذا فی البحر عن المعراج حلبی نے کہا کہ اگر تھوڑے معلوم ہون اور تھوڑے نامعلوم تو معلوم کو خبر دینا لازم ہی اور تصحیح کی ہی مجمع الفتاوی مین نہ خبر دینے کی مطلقاً یعنی خواہ نماز کا فاسد ہونا بالاتفاق ہو یا مختلف فیہ بسبب ہونے اس فعل امام کے خطا کے طور پر جس سے درگذر کی گئی ہی لیکن شرحین ترجیح دیگئی ہین فتاوون پر یعنے خبر دینا معراج الدرایہ شرح ہدایہ اور بحرالرائق شرح کنزالدقائق مین مذکور ہی تو مجمع الفتاوی کا قول اُنکے سامنے قابل التفات نہین شامی نے کہا کہ بالقدر متعلق اخبار سے ہی اور علی الاصح متعلق ہی یلزم سے **وإذا اقتدى امي وقارئ بامي تفسد صلوة الكل للقدرة على القراءة بالاقتداء بالقارئ سواء علم به او لا نواه او لا على المذهب او استخلف الامام اميا في الاخريين ولو في التشهد اما بعده فيصح بخروجه بصنعه تفسد صلوتهم لان كل ركعة صلوة فلا تخلو عن القراءة ولو تقديرا** اور جبکہ اقتدا کیا ایک امی اور ایک قاری نے پیچھے امی کے تو نماز سب کی فاسد ہوگی بسبب قادر ہونے امیون کے قرارت پر قاری کے پیچھے پڑھنے سے برابر ہی کہ امام کو علم قاری کا ہو یا نہو اور نیت قاری کی کی ہو یا نہ کی ہو بنا بر مذہب قوی کے شامی نے زیلعی سے نقل کیا کہ وجہ اسکی یہ ہی کہ فرائض کا حال علم اور جہالت سے بدلتا نہین تو جب علم شرط نہوا تو نیت بھی بطریق اولی شرط نہوگی انتہی یا خلیفہ کردے امام کسی امی کو پچھلی دو رکعتون مین اگرچہ تشہد مین خلیفہ کرے فاسد ہوگی نماز سب کی اسلیے کہ ہر رکعت نماز علیحدہ ہی تو خالی نہوگی کوئی رکعت قرارت سے اگرچہ قرارت تقدیری ہو اور امی مین قرارت تقدیری بھی نہین کیونکہ وہ اہل ہی نہین تو امام نے ایسے کو خلیفہ کیا جسمین صلاحیت امامت کی نہین اسلیے نماز مقتدیون کی فاسد ہوئی اور امام کی نماز عمل کثیر کی جہت سے فاسد ہوئی اور مقتدیونکی نماز امام کی نماز پر مبنی تھی کذا فی البحر شارح نے کہا اور بعد تشہد کے خلیفہ کرنے سے تو نماز درست ہوگی بسبب خارج ہونے امام کے اپنے فعل یعنے استخلاف سے **وصحت لو صلى كل من الامي والقارئ وحده في الصحيح** اور صحیح ہی نماز اگر پڑھی ہر ایک امی اور قاری نے تنہا قول صحیح مین قول صحیح کا مقابل قول ابوحازم کا ہی کہ نماز امی کی اس صورت مین بھی جائز نہین بقیاس مسئلہ گذشتہ اور ہدایہ مین قول اول کو صحیح کہا ہی کذا فی الشامی **بخلاف حضور الامي بعد افتتاح القارئ اذا لم يقتد به وصلى منفردا فانها تفسد في الاصح لما مر** بخلاف آنے امی کے بعد شروع کرنے قاری کے جبکہ قاری کا اقتدا نہ کرے اور تنہا نماز پڑھے کہ نماز امی کی فاسد ہوگی صحیح تر قول مین اُسوجہ کے سبب سے کہ گذر گئی یعنی امی نے باوجود قدرت علی القراءۃ کے قرارت کو ترک کیا اگر قاری کے پیچھے پڑھتا تو اُسکی قرارت اُسکی بھی قرارت ہوجاتی **واعلم ان المدرك من صلاها كاملة مع الامام واللاحق من فاتته الركعات كلها او بعضها لكن بعد اقتدائه** اور جان کہ مدرک وہ مقتدی ہی جسنے نماز کی پوری رکعتین امام کے ساتھ پڑھی ہون اور لاحق وہ مقتدی ہی جسنے کل رکعات یا تھوڑی سی رکعتین امام کے ساتھ نہ پڑھی ہون مگر اقتدا کر چکنے کے بعد یہ رکعتین فوت ہوئی ہون **بعذر كغفلة وزحمة وسبق حدث وصلوة خوف ومقيم ائتم بمسافر** فوت ہونا کل یا بعض رکعات کا کسی عذر سے ہو مثلاً غفلت سے یا بھیڑ سے یا وضو جاتے رہنے سے یا خوف کی نماز سے یا مقیم کہ اقتدا کرے مسافر کے پیچھے ہم غفلت کی صورت یہ ہی کہ مقتدی اقتدا کے بعد غافل ہوگیا یہانتک کہ امام نے سب نماز یا بعض پڑھ لی اور انبوہ کی صورت یہ ہی کہ مثلاً جمعہ مین اقتدا کیا اور لوگون کی کثرت کے باعث ایک رکعت امام کے ساتھ نہ پڑھ سکا اور بیوضو ہوجانے سے مقتدی اور امام دونون لاحق ہوسکتے ہین امام کے لاحق ہونیکی یہ صورت ہی کہ جب امام وضو کو گیا تو جسکو خلیفہ کر گیا تھا اُسنے اس اثنا مین کل یا بعض رکعات پڑھ لین اور خوف کی نماز اسطرح ہوتی ہی کہ امام فوج کے دو حصے

کر کے ایک کو نماز پڑھاوے اور دوسرے کو مقابل دشمن کے کھڑا کرے جب پہلا حصہ نصف نماز امام کے ساتھ پڑھ لے تو وہ دشمن کے سامنے جاوے اور دوسرا امام کے
پیچھے اقتدا کرے چنانچہ صلوٰۃ خوف مین بیان ہوگا تو پہلا حصہ لاحق ہوگا جو شارح نے مراد لیا ہے اور دوسرا حصہ مسبوق ہے وہ مراد نہین اور مقیم جو مسافر کے پیچھے پڑھے یعنی چار رکعتون
والی نماز مین مقیم کو امام کے فارغ ہونیکے بعد دو رکعتین اور پڑھنی پڑینگی اُن دونوین مقیم کا حکم لاحق کا ہے وکذا بلا عذر بان سبق امامہ فی رکوع وسجود فانہ یقضی رکعۃ اور اسیطرح ہے
فوت ہونا رکعات کا بلا عذر اسطرح کہ مقتدی اپنے امام سے پیشتر ایک رکوع اور سجدہ کرے تو وہ ایک رکعت قضا کریگا اور اس رکعت کے پڑھنے مین لاحق ہوگا وحکمہ کموتم فلا یاتی
بقراءۃ ولا سہو ولا یتغیر فرضہ بنیۃ اقامتہ ویبدأ بقضاء ما فاتہ اور حکم لاحق کا مقتدی کیطرح ہے یعنی فوت شدہ رکعت مین قرات نہ پڑھے اور اگر اسکے پڑھنے مین کچھ سہو ہوجاوے
تو سجدۂ سہو نکرے اور اُسکا فرض نہ بدلیگا اقامت کی نیت سے یعنی اگر مسافر لاحق ہوگیا اور فوت شدہ نماز کو پڑھنے مین نیت اقامت کی کرے تو دو ہی رکعتیں اسکے ذمہ رہینگی چار
نہوجائینگی اور شروع کرے ادا کرنا فوت شدہ کا یعنی لاحق اول وہ رکعت پڑھے جو فوت ہوگئی پھر امام کی متابعت کرے عکس المسبوق مسبوق کے برعکس یعنے چارون باتون مذکورہ
بالا مین لاحق مسبوق کے برعکس ہے تو مسبوق اپنی باقی نماز مین قرات پڑھیگا اور اگر اُسمین سہو کریگا تو سجدہ سہو کرنا پڑیگا اور نیت اقامت سے اُسکا فرض بدل جائیگا دو کی جگہ چار
رکعتین پڑھنی ہونگی اور اول امام کی متابعت کریگا بعد اُسکے فارغ ہونیکے باقی نماز پڑھیگا ثم یتابع امامہ ان امکنہ ادراکہ والا تابعہ ثم صلی ما نام فیہ بلا قراءۃ ثم ما سبق بہ بہا ان کان مسبوقا
ایضا پھر لاحق بعد ادا کرنے فوت شدہ نماز کے اپنے امام کی متابعت کرے اگر امام کا پالینا اسکو ممکن ہو ورنہ متابعت امام نکرے پھر اگر لاحق مسبوق بھی ہو تو اول وہ نماز بے قرات پڑھے
جسمین مثلا سو گیا ہو اُسکے بعد وہ پڑھے قرات کے ساتھ جسمین مسبوق ہے اور صورت لاحق اور مسبوق ہونیکی یہ ہے کہ ایک شخص مثلا ظہر کی دوسری رکعت مین شریک ہوکر لاحق ہوگیا یعنی
تیسری اور چوتھی رکعت اسکو نہ ملی تو اب وہ تیسری اور چوتھی کو بلا قرات پڑھے پھر اول رکعت کو قرات کے ساتھ پڑھے شامی نے کہا کہ شارح کی عبارت فہم مطلب سے قاصر ہے بہتر تعبیر
یون تھی کہ شارح یون کہتا ویبدأ بقضاء ما فاتہ بلا قراءۃ عکس المسبوق ثم یتابع امامہ ان ادرکہ ثم ما سبق بہ یعنی شروع کرے قضاء مافات کو بدون قرات کے برعکس مسبوق کے پھر
متابعت امام کی کرے اور اگر اُسکو نماز مین پاوے پھر وہ نماز پڑھے جسمین مسبوق ہوگیا ہے تاکہ عبارت مختصر اور تفہیم غرض کے لیے واضح تر ہوتی غرضکہ شارح کا قول والا تابعہ الخ
بیموقع ہے اسلیے مترجم نے اُسکا ترجمہ اور طور پر کیا ولو عکس صح واثم لترک الترتیب اور اگر لاحق اسکا عکس کرے یعنی اول وہ رکعت پڑھے جسمین مسبوق ہوا پھر وہ جسمین لاحق ہوا تو نماز
صحیح ہوگی اور گناہگار ہوگا بسبب ترک ترتیب رکعات کے جو واجب ہے اور امام زفر کے نزدیک اسکی نماز صحیح نہوگی کیونکہ ترتیب رکعات اُنکے نزدیک فرض ہے کذا فی الشامی والمسبوق
من سبقہ الامام بہا او ببعضہا اور مسبوق وہ مقتدی ہے جس سے پیشتر امام سب رکعتین یا بعض رکعتین پڑھ چکا ہو یعنی مثلا اگر اخیر رکعت کے رکوع کے بعد ملا ہوگا تو سب رکعتون مین
مسبوق ہوگا ورنہ بعض مین غرضکہ مقتدی چار طرح کے ہوئے اوّل مدرک دوم لاحق سوم مسبوق چہارم وہ جو لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی وہو منفرد حتی یثنی ویتعوذ ویقرأ وان قرأ مع الامام
لعدم الاعتداد بہا لکراہتہا مفتاح السعادۃ، ومسبوق منفرد ہوتا ہے یہانتک کہ وہ سبحانک اللہم الخ اور اعوذ اور قرات پڑھے اگرچہ امام کے ساتھ اُسنے قرات پڑھی ہو کیونکہ امام کے پیچھے
قرات کروہ ہونیکی جہت سے اُسکا کچھ شمار نہین وجود وعدم برابر ہے کذا فی مفتاح السعادۃ فیما یقضیہ ای بعد متابعتہ لامامہ فلو قبلہا فالاظہر الفساد اور مسبوق منفرد ہے اُس نماز مین کہ قضا
کرے یعنے وہ نماز جو امام کے ساتھ نہین ملی اسکے پڑھنے مین منفرد ہے شارح نے کہا کہ فوت شدہ کو ادا کرے بعد متابعت اپنے امام کے یعنی امام کے فارغ ہونیکے بعد پڑھے پس اگر قبل متابعت
کے یعنے اثنائے متابعت مین پڑھیگا تو ظاہر تر نماز کا فاسد ہونا ہے اسلیے کہ منفرد ہونا اقتدا کے محل مین درست نہین ویقضی اول صلوتہ فی حق قراءۃ وآخرہا فی حق تشہد فمدرک رکعۃ
من غیر فجر یاتی برکعتین بفاتحۃ وسورۃ وتشہد بینہما وبرابعۃ الرباعی بفاتحۃ فقط ولا یقعد قبلہا اور مسبوق قرات کے باب مین اول اپنی نماز کا اور تشہد کے باب مین آخر اپنی نماز کا
پڑھے یعنی فوت شدہ نماز کو قرات کے حق مین شروع نماز سمجھے اور تشہد کے حق مین امام کے ساتھ پڑھی ہوئی کو بھی ملا لیوے اب شارح اسپر تفریع کرتا ہے کہ پانیوالا ایک
رکعت کا فجر کے سوا دوسری نمازون مین سے بقیہ نماز اسطرح پڑھے کہ دو رکعتین اول فاتحہ اور سورہ کے ساتھ اور اُنکے درمیان مین تشہد کے ساتھ ادا کرے یعنی ایکبار رکعت
مع الحمد وسورہ پڑھکر بیٹھے کیونکہ تشہد دو رکعتون کے بعد ہوتا ہے اور اُسنے ایک امام کے ساتھ پڑھ لی ہے پھر تیسری رکعت مع الحمد وسورہ پڑھے اور چوتھی رکعت چار
رکعت والی نماز کی صرف الحمد کے ساتھ ادا کرے اور اُس سے پیشتر یعنے تیسری کے آخر مین نہ بیٹھے م فیض مین مستصفی سے ہے کہ امام اعظم کے نزدیک مسبوق اسطرح پڑھے

کہ پہلی دو رکعتین مع قرارت پڑھکر تشہد کرے اور تیسری کو صرف فاتحہ سے پڑھے اور شامی نے کہا کہ ظاہرا اعتماد قول پر صاحبین کے ہے جسکو شارح نے بیان کیا ہے۔ الا فی اربع فکمقتد بھا لایجوز الاقتداء بہ وان صح استخلافہ فی حد ذاتہ لاحالۃ القضاء فلا استثناء اصلاً کما زعم فی الاشباہ مسبوق منفرد ہے مگر چار مسئلون مین کہ وہ مثل مقتدی کے ہے اول مسئلہ یہ ہے کہ اقتدا اُسکے پیچھے جائز نہین اور منفرد کے پیچھے درست ہے اگرچہ صحیح ہے خلیفہ کرنا مسبوق کا حالت مسبوق ہونے مین نہ حالت قضاے مافات مین تو استثنا نہین ہر گز جیسا کہ اشباہ مین کہا ہے ہم اشباہ مین کہا ہے کہ مسبوق کے پیچھے اقتدا جائز نہین اس سے استخلاف کا مسئلہ مستثنیٰ ہے یعنی اگر امام کو حدث ہوا اور وہ مسبوق کو خلیفہ کردے تو درست ہے شارح کہتا ہے کہ یہ استثنا نہین اسلیے کہ استخلاف مسبوق کا امام کے سلام سے پیشتر ہوا اور عدم جواز اقتدا بعد سلام امام کے ہے جب مسبوق اپنی نماز پڑھے کذا فی الحلبی نعم لونسی احد المسبوقین فقضی ملاحظا للآخر بلا اقتداء صح ہان اگر دو مسبوق جو ایک ساتھ اگر شریک جماعت ہوے اُنمین سے ایک بھول گیا کہ کتنی رکعتین باقی ہین اور اُسنے باقی کو ادا کیا دوسرے کو دیکھ دیکھ کر بدون اقتدا کے تو درست ہوگا طحطاوی نے کہا کہ اس مثال کے لکھنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اسمین اقتدا ہی نہین وثانیہا یاتی بتکبیر التشریق اجماعًا اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ مسبوق تکبیرات تشریق کو کہے بالاتفاق یعنی عرفہ کی صبح سے تیرھوین کی عصر تک ہر فرض باجماعت کے بعد جو تکبیر واجب ہے مسبوق بھی اُسکو کہے حال آنکہ منفرد امام اعظم کے نزدیک تکبیر نہ کہے وثالثہا لو کبر ینوی استیناف صلوتہ وقطعہا یصیر مستانفا وقاطعا للاولیٰ بخلاف المنفرد کما یجی اور تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر مسبوق بقیہ نماز تھوڑی سی پڑھکر اللہ اکبر کہے نیت کرکے از سر نو پڑھنے اپنی نماز کی اور اُسکے قطع کرنے کی تو از سر نو پڑھنے والا اور پہلی نماز کو توڑنیوالا ہو جائیگا بخلاف منفرد کے کہ وہ مستانف نہین ہوتا چنانچہ عنقریب آویگا ورابعہا لو قام الی قضاء ما سبق وعلی الامام سجدتا سہو ولو قبل اقتدائہ فعلیہ ان یعود وینبغی ان یصبر حتی یفہم انہ لاسہو علی الامام اور چوتھا مسئلہ جسمین مسبوق مقتدی کے مانند ہے یہ ہے کہ اگر مسبوق کھڑا ہوا اُس نماز کو پڑھنے جو اُس سے پیشتر ہوچکی ہے حالانکہ امام پر دو سجدہ سہو کے ہین اگرچہ سہو مسبوق کے مقتدی ہونے سے پہلے ہوا ہو تو مسبوق پر واجب ہے کہ عود کرے یعنی امام کے ساتھ سجدہ سہو مین شریک ہو جاے اور مسبوق کو چاہیے کہ امام کے سلام کے بعد صبر کرے یہانتک کہ سمجھے کہ امام کے ذمے سہو نہین یعنی قضاء مافات کے لیے اُٹھنے مین جلدی نکرے جب امام دوسری طرف سلام پھیرے اُسوقت اُٹھے ولو قام قبل السلام ہل یعتد باداۂ ان قبل قعود الامام قدر التشہد لا وان بعدہ نعم اور اگر مسبوق امام کے سلام سے پیشتر کھڑا ہو گیا تو کیا معتبر ہوگا اُسکا ادا کرنا یعنی قیام ورکوع وغیرہ کرنا اسکا جواب یہ ہے کہ اگر بقدر تشہد امام کے بیٹھنے سے پیشتر کھڑا ہو کر پڑھنے لگے گا تو اُسکا ادا کرنا معتبر نہین اور اگر جب بیٹھے امام کے بقدر تشہد کھڑا ہوا ہوگا تو معتبر ہوگا وکرہ تحریما الا بعذر کخوف حدث وخروج وقت فجر وجمعۃ وعید ومعذور وتمام مدۃ المسح ومرور مار بین یدیہ اور مکروہ تحریمی ہے کھڑا ہو جانا مسبوق کا بقدر مقدار تشہد بیٹھنے امام کے مگر کسی عذر کی جہت سے مکروہ تحریمی نہین جیسے خوف بیوضو ہو جانے کا در صورت توقف اور خوف جاتے رہنے وقت فجر اور جمعہ اور عید اور معذور کا یعنی امام کے ساتھ سلام تک ٹھہرنے اور پھر اپنی باقی نماز پڑھنے مین آفتاب نکل آویگا یا جمعہ کا وقت خواہ عید کا نرہیگا یا عذر والے شخص کو وقت باقی نرہیگا اور خوف پورا ہو جانے مدت مسح موزون کا اور خوف گذرنے کسی گذرنیوالے کا اُسکے سامنے کہ ان صورتون مین اگر مسبوق کھڑا ہو جائیگا تو کھڑا ہونا مکروہ تحریمی نہوگا مع بدون عذر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی اسلیے ہوا کہ امام کی متابعت سلام مین واجب ہے کھڑا ہو جانے سے وہ چھوٹ جائیگی کذا فی الشامی حلبی نے کہا کہ خروج اور تمام اور مرور کا عطف حدث پر ہے اور جمعہ اور عید اور معذور کا فجر پر فان فرغ قبل سلام امامہ تابعہ فیہ صحت پھر اگر مسبوق اپنی بقیہ نماز سے فارغ ہوا امام کے سلام سے پیشتر پھر سلام مین اُسکی متابعت کی تو نماز صحیح ہوگی م بعض فقہا نے کہا ہے کہ اس صورت مین نماز فاسد ہوگی کیونکہ مسبوق جب کھڑا ہو گیا تو بقیہ کے پڑھنے مین منفرد ہو گیا اب پھر اقتدا کیسے کریگا مگر فتوی اسپر ہے کہ نماز فاسد نہوگی اسلیے کہ اقتدا کیا ہے بعد فراغت پانے کے ارکان سے تو ایسا ہوا گویا جان بوجھ کر اُسوقت مین حدث کیا کذا فی البحر والفتح ولو لم یعد کان علیہ ان یسجد للسہو فی آخر صلوتہ استحسانًا اور اگر مسبوق عود نکرے اور امام کے ساتھ سجدہ سہو مین شریک نہو تو اُسکو چاہیے کہ اپنی نماز کے آخر مین سجدہ سہو کرے براہ استحسان قید بالسہو لان الامام لو تذکر سجدۃ صلبیۃ او تلاویۃ فرضت المتابعۃ مصنف نے قید لگائی سہو کی یعنی اوپر کے قول مین کہ امام پر سہو کے سجدے ہین اسلیے کہ اگر امام کو سجدہ خود نماز کے اندر کا یا سجدہ تلاوت کا ہوگا تو اُس سجدہ مین مسبوق کو متابعت امام کی

فرض ہی ورنہ نماز فاسد ہوجائیگی اسلیے کہ سجدۂ صلبی فرض ہی اور سجدۂ تلاوت کو واجب ہی مگر چونکہ یہ سجدہ قعدۂ اخیرہ کو معدوم کردیتا ہی اسلیے اُسکے بعد کا قعدہ فرض ہی تو
کذا فی الحلبی وہذا کلہ قبل تقییدہ بتمام الیہ بسجدۃ اما بعدہ فتفسد فی صلبیۃ مطلقا وکذا تلاویۃ وسہو
تو متابعت امام کی فرض مین فرض ہی اُسکے نکرنے سے نماز فاسد ہوجائیگی اُسوقت تک ہی کہ جس رکعت کو مسبوق کھڑا ہوا ہی اسکو سجدہ
ان تابع والا لا اور یہ سب یعنی مسبوق کا عود کرنا اور سجدۂ سہو اور صلبی اور تلاوت مین امام کی متابعت کرنی
کے ساتھ مقید نکیا ہو اور سجدہ سے مقید کرنے کے بعد تو صلبی سجدہ مین نماز مطلقا فاسد ہوگی خواہ متابعت کرے یا نکرے کیونکہ وہ منفرد ہوگیا حالانکہ اُس سے دو رکن یعنی سجدہ
اور قعدہ رہگئے اور بعد رکعت پورا کرنے کے متابعت سے عاجز ہی لہذا نماز فاسد ہوگی کذا فی الحلبی اور اسیطرح نماز فاسد ہوگی سجدۂ تلاوت اور سجدۂ سہو مین اگر مسبوق متابعت
کریگا اسلیے کہ ایک رکعت کو پورا کرنے سے حالت انفراد مستحکم ہوچکی اب وہ متروک نہین ہوسکتی اور متابعت سے اُسکا ترک لازم آتا ہی کذا فی الشامی اور اگر متابعت نکریگا تو نماز فاسد
نہوگی کیونکہ سجدۂ سہو تو واجب ہی اور سجدۂ تلاوت سے جو قعدۂ اخیرہ جاتا رہا تو ایسے وقت گیا کہ مسبوق پکا منفرد ہوچکا تھا وہ مسبوق پر لازم نہوگا اور یہی وجہ نماز فاسد نہوگی
کذا فی الحلبی ولو سلم ساہیا ان بعد امامہ لزمہ السہو والا لا اور اگر مسبوق نے بھول کر سلام پھیرا تو اگر بعد امام کے پھیرا تب تو اُسپر سجدۂ سہو لازم ہی کیونکہ وہ اس حالت مین منفرد ہی
اور اگر ایسا نہین یعنے امام سے پیشتر پھیر دیا اُسکے ساتھ ہی پھیرا تو سجدۂ سہو لازم نہین کیونکہ وہ دونون صورتون مین مقتدی ہی اور مقتدی کے سہو سے مقتدی پر کچھ لازم
نہین ولو قام امامہ لخامسۃ فتابعہ ان بعد القعود تفسد والا لا حتی یقید الخامسۃ بسجدۃ اور اگر مسبوق کا امام پانچوین رکعت کو کھڑا ہوگیا اور مسبوق نے اُسکی متابعت کی تو اگر امام
بعد قعدۂ اخیرہ کے کھڑا ہوا ہی تو مسبوق کی نماز فاسد ہوگی کیونکہ انفراد کی جگہ مین اقتدا کریگا اور اگر امام نے قعدۂ اخیرہ نہین کیا اور کھڑا ہوگیا تو نماز مسبوق کی فاسد نہوگی اسلیے
کہ امام کی نماز بھی پوری نہین ہوئی تو متابعت سے کچھ ضرر نہین جبتک کہ امام پانچوین رکعت کو سجدہ سے مقید کرے کیونکہ پانچوین رکعت کا سجدہ کرنے سے امام کی نماز
نفل ہوجائیگی اسلیے مسبوق کی نماز فاسد ہوگی ولو ظن الامام السہو فسجد لہ فتابعہ فبان ان لا سہو فالاشبہ الفساد لاقتدائہ فی موضع الانفراد اور اگر امام نے اپنے ذمہ سہو کا
گمان کرکے سجدۂ سہو کے لیے کیا اور مسبوق نے اُسکی متابعت کی پھر ظاہر ہوا کہ امام پر سہو نہ تھا تو مشابہ تر قواعد فقہ سے فاسد ہونا نماز مسبوق کا ہی بسبب اقتدا کرنے
مسبوق کے انفراد کی جگہ مین ہم شامی نے فیض سے نقل کیا کہ عدم فساد پر فتوی ہی اور فقیہ ابو اللیث نے عدم فساد کی وجہ بیان کی کہ اس زمانہ مین قاریون پر جہالت غالب ہی

باب الاستخلاف

یہ باب ہی خلیفہ کرنے کے احکام مین یعنی اگر امام کو اثناے صلوۃ مین مانع صلوۃ پیش آوے اور دوسرے شخص کو اپنا نائب کردے اُسکے احکام اس باب مین مذکور ہین طحطاوی نے
کہا کہ بنا اور ترتیب استخلاف مین زائد ہین کیونکہ مقصود بیان خلیفہ کا ہی نہ طلب کرنا خلیفہ کا اور چونکہ استخلاف اُس حدث کے ہونے پر مشروط ہی جو بنا کا مانع ہوا اسلیے شارح نے
عنوان مین بنا ہی کو ذکر کیا اور کہا اعلم ان لجواز البناء ثلثۃ عشر شرطا جان لے کہ بنا کے جائز ہونے کے لیے تیرہ شرطین ہین کون الحدث سماویا پہلی شرط ہونا حدث کا ہی
آسمانی یعنی حدث مین اور اُسکے سبب مین بندہ کو اختیار نہ ہو اگر حدث اختیاری ہوگا تو بنا درست نہوگی نماز نئے سر سے پڑھنی پڑیگی من بدنہ دوسری شرط ہی ہونا حدث کا نمازی
کے بدن سے یعنی خارج سے نجاست مانع نماز نہ لگے غیر موجب لغسل تیسری شرط یہ ہی کہ وہ حدث موجب غسل کا نہو مثلاً سوچنے سے انزال نہ ہوگیا ہو ولا نادر وجود اور چوتھی شرط
ہی حدث کا نادر الوجود نہ ہونا اس سے کھلکھلا کر ہنسنا اور بیہوشی نکل گئی ولم یؤد رکنا مع حدث اور پانچوین شرط یہ ہی کہ نمازی نے کوئی رکن حدث کے ساتھ نہ ادا کیا ہو
مثلاً سجدہ مین حدث ہوا اور اپنا سر بقصد ادا اُٹھایا تو نماز از سر نو پڑھے او مشی اور چھٹی شرط یہ ہی کہ کوئی رکن چلنے کے ساتھ نہ ادا کیا ہو مثلاً جب نماز مین سے وضو کرنے گیا اور
حدث کرنے مین قرأت پڑھتا آیا تو بنا نہ ہوسکیگی ولم یفعل منافیا اور ساتوین شرط یہ ہی کہ کوئی فعل مخالف نماز نہ کیا ہو مثلاً کھانا نہ کھایا ہو یا پانی نہ پیا ہو ورنہ از سر نو نماز پڑھے
او فعلا لہ منہ بد اور آٹھوین شرط یہ ہی کہ کوئی کام ایسا بھی نہ کیا ہو جس سے نمازی کو چارہ ہو مثلاً پانی پاس تھا اور بلا ضرورت دور چلا گیا ولم یتراخ بلا عذر کزحمۃ اور نوین شرط
یہ ہی کہ بدون عذر کے دیر نہ کی ہو عذر جیسے انبوہ کا ہونا تو اگر بدون انبوہ کے مقدار ادا کرنے رکن کے توقف کریگا مثلاً تو نماز فاسد ہوجائیگی اور بنا جائز نہوگی ولم یظہر حدثہ
السابق کمضی مدۃ مسحہ اور دسوین شرط یہ ہی کہ اس حدث سے پیشتر کا کوئی حدث ظاہر نہوا ہو جیسے گذر جانا مدت نمازی کے موزہ کی مسح کی کہ اس صورت مین بھی نماز فاسد

باب الاستخلاف

ہوجائیگی ولم تیذکر فائتۃ وہو ذو ترتیب اور گیارھوین شرط یہ ہو کہ اُسنے کوئی نماز قضا یاد نکی ہو اُس صورت مین کہ وہ ترتیب والا ہو کیونکہ ترتیب والیکو فائتہ کا یاد آنا
مفسد اسکی حال کی نماز کا ہو ولم تیم المؤتم فی غیر مکانہ اور بارھوین شرط یہ ہو کہ مقتدی نے اپنی جگہ کے سوا مین نماز کو پورا نہ کیا ہو شامی نے کہا کہ مقتدی امام کو بھی شامل ہو کیونکہ
اسوقت وہ بھی اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو تو اگر مقتدی یا امام نے وضو کیا اور اُنمین اور امام مین حائل مانع اقتدا ہو تو دونون کو چاہیے کہ اُسی جگہ آوین جہان امام نماز پڑھتا
ہو ورنہ نماز فاسد ہوجائیگی اور منفرد کو اختیار ہو چاہے پہلی جگہ آوے چاہے وضو کی جگہ تمام کرے ہدایہ مین ہو کہ یہی حال ہو مقتدی کا اگر اُسمین اور امام مین کوئی آڑ نہو یا امام
نماز سے فارغ ہوچکا ہو ولم یستخلف الامام غیر صالح لہا اور تیرھوین شرط یہ ہو کہ امام نے ایسے شخص کو خلیفہ نہ کیا ہو جو لائق امامت نہو مثلاً عورت کو یا لڑکے کو خلیفہ نہ کیا ہو ورنہ
سب کی نماز فاسد ہوگی سبق الامام حدث سماوی لا اختیار للعبد فیہ ولا فی سببہ کسفرجلۃ من شجرۃ وکحدثہ من نحو عطاس علی الصحیح پیش ہوا امام کو بے وضو ہونا آسمانی کہ نہین
اختیار ہو بندہ کو اسمین اور نہ اُسکے سبب مین مثلاً ایک بہی درخت سے گری اور اُس سے نمازی کے خون نکلا اور مثل بیوضو ہوجانے نمازی کے چھینک جیسی چیز سے قول
صحیح پر شامی نے کہا کہ یہ مثال منفی کی ہو تو اسپر بنا نکرے اور اس مسئلہ مین اختلاف ہو ابو یوسف اور طرفین مین ابو یوسف کے نزدیک بندہ سے مراد نمازی ہو تو جس فعل مین
نمازی کا اختیار نہو گا اُنکے نزدیک وہ آسمانی ہوگا اور طرفین کے نزدیک جو فعل ایسا ہو کہ کسی بندہ کے اختیار مین نہو وہ آسمانی ہوگا اور چھینک کے مانند کھانسنا ہو غرض کہ
طرفین کے ان عذرات سے بیوضو ہونیمین بنا درست نہین غیر مانع للبناء کما قدمناہ ولو بعد التشہد لیاتی بالسلام استخلف ای جاز لہ ذلک ولو فی جنازۃ باشارۃ
او جر المحراب ولو المسبوق امام کو حدث آسمانی ہوا ہو جو مانع بنا کا نہو چنانچہ ہمنے اُسکو مقدم بیان کردیا یعنی اُس حدث مین وہ تیرہ شرطین ہون جو اوپر مذکور ہوئین
تو امام مذکور کسی مقتدی کو اپنا خلیفہ کرے اگرچہ بعد تشہد کے حدث ہو تب بھی خلیفہ کرے تاکہ خلیفہ سلام پھیردے یعنی امام کو خلیفہ کرنا درست ہو گو نماز جنازہ مین ہو
خلیفہ کرے مقتدی کو اشارہ سے یا محراب کیطرف کھینچنے سے اگرچہ مقتدی مسبوق ہو ویشیر باصبع لبقاء رکعۃ وباصبعین لرکعتین ویضع یدہ علی رکبتہ لترک رکوع وعلی جبہتہ
لسجود وعلی فمہ لقراءۃ وعلی جبہتہ ولسانہ لسجود تلاوۃ وصدرہ لسہو اور امام اشارہ کرے خلیفہ کیطرف ایک اُنگلی سے ایک رکعت باقی رہنے کے لیے اور اُنگلیون سے
اشارہ کرے دو رکعتین رہنے کا اور رکھے اپنا ہاتھ زانو پر رکوع کے چھوٹ جانے کے لیے اور پیشانی پر سجدہ کے رہجانے کے لیے اور مُنھ پر قرات کے رہجانے کے لیے اور
پیشانی اور زبان دونون پر ہاتھ رکھے سجدۂ تلاوت کے چھوٹ جانے کے لیے اور فقط سینہ پر ہاتھ رکھے سہو کے واسطے اگر امام کے ذمہ ہو مالم یجاوز الصفوف لو فی الصحراء
مالم یتقدم فحدہ السترۃ او موضع السجود علی المعتمد کالمنفرد خلیفہ کرے امام اُسوقت تک کہ صفون سے نہ نکلجاوے اگر جنگل مین ہو در صورتیکہ آگے نہ بڑھے کہ اسکی حد سترہ ہو یا سجدہ
کی جگہ معتمد قول پر مثل منفرد کے حکم یعنی خلیفہ کرنے کی مدت امام کو جنگل مین اُسوقت تک ہو کہ صفون سے تجاوز نکرے یہ صورت داہنے یا بائین اور پیچھے کی جانب مین ہوئی
اور آگے کی کیطرف مین حد سترہ سے بڑھنا ہو اور اگر سترہ نہو تو سجدہ کی جگہ سے تجاوز کرنا اسکے بعد نماز جاتی رہیگی اور خلیفہ کرنا درست نہوگا اور اسیطرح منفرد کے لیے سترہ حد ہی
اور اگر سترہ نہو تو سجدہ کی جگہ یعنی اگر منفرد کو شبہہ ہوا بیوضو ہونے کا اور وہ سترہ سے یا سجدہ کی جگہ سے آگے بڑھ گیا پھر معلوم ہوا کہ وضو نہین گیا تو اب بنا نکر سکیگا کہ نماز
فاسد ہوگئی اور منفرد کے لیے ہر طرف اتنا ہی فاصلہ معتبر ہو جتنا آگے کیطرف کذا فی الطحطاوی ومالم یخرج من المسجد او الجبانۃ او الدار لو کان یصلی فیہ لانہ علی
امامتہ مالم یجاوز ہذا الحد ولم یتقدم احد ولو بنفسہ مقامہ ناویا الامامۃ وان لم یجاوزہ اور اُسوقت تک کہ مسجد یا جبانہ یا مکان سے باہر نہو اگر امام انمین سے کسی مین نماز
پڑھتا ہو اسلیے کہ امام اپنی امامت پر باقی ہو جبتک اس حد سے تجاوز نکرے اور جبتک کہ اور کوئی امام کی جگہ پر بہ نیت امامت آگے نہ بڑھگیا ہو گو خود ہی بڑھا ہو بدون
اشارہ امام کے اگرچہ امام حد مذکور سے نہ بڑھا ہو یعنی امام کی جگہ اگر کوئی شخص مقتدیون سے امامت کی نیت کر کے جا کھڑا ہوگا تو اُسوقت اُسکی امامت باقی نرہیگی اگرچہ
امام صفون سے یا مسجد سے نہ نکلا ہو وہ مقتدی امام ہوجائیگا جبانہ بفتح جیم وتشدید موحدہ نماز کی جگہ عام کو کہتے ہین جو جنگل مین بنائی جائے کذا فی المغرب طحطاوی نے کہا
کہ بہتر یہ تھا کہ شارح ولم یتقدم کی جگہ او لم یتقدم کہتا اور اس تقدم کو استخلاف حکمی کہتے ہین حتی لو تذکر فائتۃ او تکلم لم تفسد صلوٰۃ القوم لانہ صار مقتدیا یہانتک کہ اگر بعد مقتدی کے
کھڑا ہوجانے کے امام کی جگہ مین امام کسی فوت شدہ نماز کو یاد کریگا یا کلام کریگا تو قوم کی نماز فاسد نہوگی اسلیے کہ امام مقتدی ہوگیا اپنے خلیفہ کا تو قوم کی نماز اسکی نماز پر باقی نہ رہی

[illegible]

ولو کان الماء فی المسجد لم یحتج للاستخلاف اور اگر پانی مسجد کے اندر ہو تو حاجت خلیفہ کرنے کی نہین کیونکہ خلیفہ کرنا جائز ہی نہ واجب اور امام جبتک مسجد مین رہے اپنی امامت
پر قائم ہی تو ہو سکتا ہی کہ وضو کرکے پھر امام ہو جاے شامی نے کہا کہ بعض نسخون مین اتنا مضمون زائد ہی کہ اگر اس صورت مین خلیفہ کردیگا تو اُسکی نماز فاسد نہوگی والاستیناف
افضل تحرزا عن الخلاف اور از سرنو پڑھنا امام کا افضل ہی واسطے بچنے کے خلاف سے ہم امام شافعی رح کے نزدیک استخلاف جائز نہین اُس سے نماز فاسد ہو جاتی ہی اسلیے کہا کہ نماز کو
نئے سرے پڑھنا افضل ہی تاکہ سب کے نزدیک نماز ہو جاے پھر استیناف کی یہ صورت ہی کہ کوئی کام نماز کے مخالف کرکے پہلی نماز کو قطع کردے اور وضو کے بعد جدا نیت کرے
کذا فی الشامی وتعین الاستیناف ان لم یکن تشہد لجنون او حدث عمدا او خروجہ من مسجد بظن حدث او احتلام بنوم او نظر او تفکر او مس بشہوۃ او اغماء او قہقہۃ لندرتہا اور
متعین ہی از سرنو پڑھنا اگر بقدر تشہد نہ بیٹھا بسبب جنون کے یا دانستہ حدث کرنے کے یا حدث کے گمان پر مسجد سے باہر نکلنے کے یا بسبب احتلام ہو جانے کے سونے سے یا نگاہ کرنے
یا دیکھنے یا شہوت کے ساتھ چھونے سے یا بسبب بیہوشی کے یا کھلکھلا کر ہنسنے کے کیونکہ اس قسم کے واقعات نادر ہین اور شرط استخلاف اور بنا کی عدم ندرت ہی چنانچہ مذکور ہوا وکذا
یجوز لہ ان یستخلف اذا حصر عن قراءۃ قدر المفروض لحدیث ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ فانہ لما احس بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم حصر عن القراءۃ فتاخر فتقدم النبی صلی اللہ علیہ
وسلم واتم الصلوۃ فلو لم یکن جائزا لما فعلہ بدائع اور اسی طرح جائز ہی امام کو خلیفہ کرنا جبکہ بند ہو جاوے قدر فرض قرات کے پڑھنے سے بسبب حدیث حضرت ابو بکر رضی اللہ
تعالی عنہ کے انھون نے جب آہٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پائی تو قرات سے بند ہوے اور پیچھے ہٹ گئے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھکر نماز کو
تمام کیا تو اگر یہ امر جائز نہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو نکرتے کذا فی البدائع فرض کے مقدار کی قید اسلیے لگائی کہ اگر بعد پڑھنے مقدار فرض کے رکیگا تو خلیفہ کرنا
بالاجماع ناجائز ہوگا کذا فی الہدایہ وقالا تفسد اور صاحبین نے فرمایا کہ قرات فرض سے رک جانے کے باعث نماز فاسد ہو جائیگی تو از سرنو پڑھے خلیفہ نکرے ہم وجہ فساد
یہ ہی کہ یہ عذر نادر الوجود ہی اور شرط استخلاف یہ ہی کہ نادر نہو کذا فی الشامی وبعکس الخلاف لو حصر ببول او غائط اور اس خلاف کے برعکس ہی اگر امام بباعث پیشاب یا
پاخانہ کے نماز سے رک جاے یعنی صاحبین کے نزدیک استخلاف جائز ہی اور امام اعظم کے نزدیک ناجائز ولو عجز عن رکوع وسجود ہل یستخلف کالقراءۃ لم ارہ اور اگر امام عاجز
ہو رکوع اور سجود سے تو کیا خلیفہ کردے جیسے قرات کے رکنے مین کرتا ہی اس مسئلہ کا حکم مین نے نہین دیکھا ہم شامی نے کہا کہ مین نے شارح کے ہاتھ کا لکھا خزائن الاسرار
کے حاشیہ پر دیکھا کہ ظاہر کلام فقہا سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اس مسئلہ مین خلیفہ نکرے کیونکہ استخلاف خلاف قیاس ثابت ہوا ہی یعنی بسبب عمل کثیر ہونے کے تو
جہان وارد ہی اُسی جگہ جائز ہوگا نہ دوسری جگہ مین لخجل ای لاجل خجل او خوف اعتراہ قرات سے رکنا بسبب خجالت کے ہو یا بسبب خوف کے کہ امام کو پیش آیا ہو
لا یستخلف اجماعا لو نسی القراءۃ اصلا لانہ صار امیا او اصابہ عطف علی المنفی بول کثیر ای نجس مانع من غیر سبق حدثہ فلو منہ فقط بنی خلیفہ نکرے اجماعا اگر بھول جاے قرات
کو سرے سے اسلیے کہ امام اس صورت مین امی ہو گیا اور قوم کی نماز باطل ہو گئی تو اگر منفرد کو یہ صورت پیش ہو گی تو بھی بنا نہ کرسکیگا کذا فی الشامی یا لگ جاے امام کو پیشاب
بہت یعنی نجاست مانع نماز کی اُسکے حدث سابق کے سوا مین سے تو اگر صرف حدث سابق ہی سے نجاست لگے تو بنا کرے شارح نے کہا کہ او اصابہ عطف ہی منفی پر یعنی لو نسی پر ہم
صورت مسئلہ کی یہ ہی کہ امام کو مثلاً نکسیر پھوٹی اور زائد از قدر درم اُسکے کپڑے کو لگ گئی تو اس نجاست سے نماز فاسد نہو گی وضو کے ساتھ کپڑا دھو کر بنا کرسکتا ہی ہان اگر
خارج سے نجاست مانع لگیگی تو مفسد ہو گی او کشف عورتہ فی الاستنجاء او المراۃ ذراعہا للوضوء او الم یضطر لہ فلو اضطر لم تفسد یا کھولے اپنی برہنگی استنجا کرنے مین یا عورت
کھولے اپنا ہاتھ وضو کے لیے تو نماز فاسد ہو گی اور استخلاف اور بنا درست نہوگا بشرطیکہ کشف عورت کے لیے مضطر نہو پس اگر ناچار کھولنا پڑے یعنی ڈھانپے ہوے استنجا
یا وضو ممکن نہو تو نماز فاسد نہوگی او قرأ فی حالۃ الذہاب او الرجوع لادائہ رکنا مع حدث او مشی یا پڑھے قرات وضو کے لیے جانے کی حالت مین یا واپس آنے کی حالت
مین تو نماز فاسد ہوگی بسبب ادا کرنے نمازی کے رکن نماز کو حدث کے ساتھ جانے کیصورت مین یا چلنے کے ساتھ واپس آنے کی صورت مین حالانکہ شرط بنا یہ تھی کہ ادا ے
رکن نہ حدث کے ساتھ ہو نہ چلنے کے ساتھ غرضکہ اس صورتین بھی استخلاف وبنا درست نہین بخلاف تسبیح فی الاصح بخلاف سبحان اللہ کہنے کے صحیح تر قول مین کہ اُس سے
نماز فاسد نہوگی ہم شامی نے کہا کہ فی الاصح قرات اور تسبیح دونون سے متعلق ہی اور راجح کا مقابل قرات مین زیلعی کا قول ہی کہ جانے مین قرات پڑھیگا تو فاسد

ہوگی اور رکوع کے وقت پڑھیگا تو فاسد ہوگی او طلب الماء بالاشارۃ او شراہ بالمعاطاۃ للمنافات اور یا پانی مانگا اشارہ سے یا اسکو خرید التعاطی سے تو نماز فاسد ہوگی بسبب مخالف ہونے اُن دونون باتون کے نماز سے م شرنبلالی نے پہلے مسئلہ مین یہ اعتراض کیا ہو کہ اگر نمازی سلام کا جواب اشارہ سے دیدے تو کسی کے نزدیک اُسکی نماز فاسد نہین پھر کیا وجہ کہ پانی کو اشارہ سے مانگنے مین نماز فاسد ہو شیخ رحمتی محشی نے جواب دیا کہ پانی کا مانگنا اور قبول کرنا بمنزلہ عقد ہبہ کے ہو اسلیے مفسد ہو بخلاف رد سلام کے اور تعاطی کے یہ معنی کہ دام سامنے بائع کے رکھدینے اور مبیع کو اٹھا لینا زبان سے ایجاب وقبول کچھ نہ کرنا تو جب نماز تعاطی سے فاسد ہوگی تو ایجاب وقبول کے ساتھ خریدنے سے بطریق اولی فاسد ہوگی غرضکہ ان دونون صورتون مین بھی استخلاف دینا جائز نہین او جاوز ماءً الی آخر الا قدر صفین او لنسیان لو زحمۃ او کونہ بئرًا لان الاستقاء یمنع البناء علی المختار یا بڑھ گیا قریب کے پانی سے دوسرے پانی کیطرف مگر بقدار دو صفون کے تجاوز کرنا یا قریب کے پانی کو بھولنے کے سبب سے یا اُسپر انبوہ کثیر ہونے کی جہت سے یا اُسکے کنوان ہونے کی جہت سے دوسرے پانی پر جانا بنا کا مانع نہین اسلیے کہ پانی کنوئین سے نکالنا مانع بنا ہو مذہب مختار پر م یعنی جب قریب کا پانی کنوان ہو تو اُسکو ترک کرے اور دور والے پر جاوے کیونکہ کنوئین سے پانی کھینچنا مانع بنا ہوتا ہو اور مختار کی قید اسلیے لگائی کہ بعضون نے کہا ہو کہ اگر دوسرا پانی نہ ہو تو کنوئین سے پانی نکالنا مانع بنا نہین ہو یہ قول غیر مختار ہو او مکث قدر اداء رکن وان لم ینو الاداء بعد سبق الحدث الا لعذر کنوم ورعاف یا توقف کیا مقدار ادائے رکن کے اگرچہ قصد رکن کے ادا کا نکیا ہو بعد پیش ہونے حدث کے مگر عذر کی جہت سے توقف کرنا مانع بنا نہین جیسے نیند یا نکسیر کے باعث مثلاً توقف کرنا لیکن بدون عذر بعد حدث کے مقدار ادائے رکن کے توقف کرنا مانع استخلاف اور بنا کا ہو واذا ساغ لہ البناء توضأ فورا بکل سنۃ وبنی علی ما مضی بلا کراہۃ ویتم صلوتہ ثمہ وہو اولی تقلیلاً للمشی او یعود الی مکانہ لیتحد مکانہا کمنفرد فانہ مخیر فی ہذا کلہ ان فرغ خلیفتہ والا عاد الی مکانہ حتما لو بینہما ما یمنع الاقتداء کالمقتدی اذا سبقہ الحدث اور جبکہ درست ہو امام کو بنا کرنا بسبب نہ پائے جانے موانع بنا کے تو وضو کرے فوراً یعنی بلا توقف بقدر رکن ساتھ ہر سنت کے وضو کی سنتون سے اور بنا کرے اُس نماز پر جو پڑھ چکا ہو بدون کراہت کے اور تمام کرے اپنی نماز اُسی جگہ جہان وضو کیا اور وہان تمام کرنا بہتر ہو بوجہ کم ہونے رفتار کے یا پھر آوے اپنی جگہ پر تاکہ جگہ کل نماز کی ایک ہو مثل منفرد کے کہ وہ بھی مختار ہو چاہے باقی نماز وضو کی جگہ پڑھے چاہے اُسجگہ چلا آوے جہان پڑھ رہا تھا اور یہ سب یعنی امام کو اختیار کا ہونا اُسوقت ہو کہ امام کا خلیفہ اس اثنا مین نماز سے فارغ ہو چکا ہو اور اگر فارغ نہوا ہو تو امام واپس آوے اپنی جگہ پر یعنی جس جگہ پڑھتا تھا اسی جگہ یا اُسکے قریب جہان سے اقتدا درست ہو چلا آوے وجوباً بشرطیکہ امام مین اور اُسکے خلیفہ مین کوئی آڑ مانع اقتدا ہو جیسے مقتدی جس صورت مین کہ اُسکو حدیث پیش ہو تو وضو کرکے اُسکو بھی اپنی جگہ چلا جانا واجب ہو بشرطیکہ مانع اقتدا اُسمین اور امام مین ہو ورنہ وضو کی جگہ سے بھی اقتدا کر سکتا ہو واعلم انہ ان تعمد عملاً ینافیہا بعد جلوسہ قدر التشہد ولو بعد سبق حدثہ تمت لتمام فرائضہا نعم تعاد لترک واجب السلام اور جان کہ اگر نمازی دانستہ کوئی کام مخالف نماز کے کرلے بعد اپنے بیٹھنے کے مقدار تشہد کے اگرچہ بعد بیوضو ہوجانے کے کرے تو نماز اُسکی تمام یعنی درست ہوگی بسبب پورا ہونے فرضون نماز کے ہان یہ نماز اعادہ کیجائیگی بسبب چھوٹنے واجب سلام کے م طحطاوی نے کہا کہ تمت کے معنی صحت کے ہین کیونکہ تمام تو جب ہوتی کہ نقصان ترک واجب کا نہ رہتا ولو وجد المنافی بلا صنعہ قبل القعود بطلت اتفاقا اور اگر عمل مخالف نماز بدون صنعت نمازی کے یعنی بے اختیاری سے بیٹھنے کے پیشتر پایا جائیگا تو باتفاق امام اور صاحبین کے نماز باطل ہوگی م شامی نے کہا کہ منافی سے غرض وہ فعل ہو جو حدث آسمانی مذکور الصدر کے سوا ہو کیونکہ ہرچند وہ بھی قیاس کی رو سے مخالف ہو مگر شرع نے اُسکو مخالف نہین اعتبار کیا ولو بعدہ بطلت فی المسائل الاثنی عشریۃ عند الامام وقالا صحت ورجحہ الکمال وفی شرنبلالیۃ والاظہر قولہما بالصحۃ فی الاثنی عشریۃ اور اگر فعل مخالف بے اختیار بعد بیٹھنے مقدار تشہد کے پایا جائیگا تو نماز باطل ہوگی مسائل دوازدہ گانہ مین امام کے نزدیک اور صاحبین نے فرمایا کہ درست ہوگی اور ترجیح دی ہو کمال نے صاحبین کے قول کو اور شرنبلالیہ مین ہو کہ ظاہر تر قول صاحبین کا ہو نماز کی صحت کا مسائل دوازدہ گانہ مین م وجہ باطل ہونے نماز کی امام کے نزدیک یہ ہو کہ نماز سے باہر آنا باختیار خود امام کے نزدیک فرض ہو بموجب تخریج بردعی کے تو جبتک باختیار خود نماز سے باہر آنا نہ پایا جائیگا اُسوقت تک جو فعل مخالف نمازی سے بے اختیار

سرزد ہوگا وہ نماز کے اندر ہوگا اسی لیے نماز باطل ہوگی اور صاحبین کے نزدیک خروج بصنعہ فرض نہین تو قعدۂ اخیرہ پر فرائض نماز تمام ہوجائینگے اسلیے نماز صحیح ہوگی اور کرخی کے
قول کے بموجب امام صاحب کے نزدیک بھی خروج بصنعہ فرض نہین تو اس صورت مین وجہ بطلان نماز یہ ہی کہ فرض مین تغیر ہوتا ہی مثلاً تیمم والے نے بعد قعدہ اخیرہ کے پانی پر
قدرت پائی تو اسکے حق مین پہلے فرض تیمم تھا اب متغیر ہوکر وضو ہوگیا کذا فی الشامی وہی ما ذکرہ بقولہ کما تبطل لو فرغ بالفار کما فی الدرر کان اولی بقدرۃ المتیمم علی الماء
اور وہ بارہ مسئلے یہ ہین جو مصنف اپنے قول آیندہ مین مذکور کرتا ہی چنانچہ باطل ہوتی ہی نماز بسبب قادر ہونے تیمم کرنیوالیکے پانی پر یعنی بباعث نہ ملنے پانی کے یا استعمال
کر سکنے کے تیمم کرکے نماز پڑھی قعدۂ اخیرہ کے تشہد کے بعد پانی یکایک نظر آگیا یا اُسکے استعمال پر قادر ہوگیا تو امام صاحب کے نزدیک نماز باطل ہوگی اور صاحبین کے نزدیک
صحیح شارح نے کہا کہ اگر مصنف لفظ کما کی جگہ ف کے ساتھ تفریع کرتا جیسا درر مین ہی تو اچھا ہوتا اسلیے کہ کما سے یہ وہم ہوتا ہی کہ اوپر جو بطلان نماز کا مذکور ہی وہ ان مسائل کے
سوا مین ہی حالانکہ وہ انھین مسائل مین مخصوص ہی ثم یہ پہلا مسئلہ ہی بارہ مین کا واما مسئلۃ رویۃ المتوضی المؤتم بمتیمم الماء ففیہا خلاف زفر فقط وتنقلب نفلا او مسئلہ پانی دیکھنے
وضو والے مقتدی کا پیچھے تیمم والیکے اسمین صرف خلاف زفر کا ہی کہ اُنکے نزدیک نماز فاسد نہین ہوتی اور ائمہ ثلثہ کے نزدیک اُسکا وصف باطل ہوجاتا ہی یعنی نفل ہوجاتی ہی ہم
یہ جواب ہی زیلعی کے اعتراض کا کنز پر اعتراض زیلعی کا یہ تھا کہ اول مسئلہ مین جو قدرت تیمم کے خلاف ہی اس سے کچھ فائدہ نہین اسلیے کہ اگر وضو کرنیوالا تیمم والیکے پیچھے پڑھتا ہو اور وہ
پانی دیکھلے تب بھی نماز باطل ہوتی ہی کیونکہ اُسکے عندیہ مین امام پانی پر قدرت رکھتا ہی تو تیمم سے امام کی نماز درست نہوگی گو واقع مین امام کی نماز پوری ہی شارح نے جواب دیا کہ
ذکر ان مسائل کا ہی جنمین اختلاف مابین امام اعظم اور صاحبین کے ہی اور اس مسئلہ مین تینون مین کچھ اختلاف نہین سبکے نزدیک فاسد ہوجاتی ہی البتہ خلاف زفر کا ہی کہ وہ
فاسد نہین کہتے کذا فی الشامی ومضی مدۃ مسحہ ان وجد ماء ولم یخف تلف رجلہ من برد والا فیمضی علی الاصح کما مر فی بابہ دوسرا مسئلہ بارہ مین کا گذر جانا مدت نمازی کے
مسح کا ہی جس صورت مین کہ پانی پاوے اور اپنے پاؤن کے جاتے رہنے کا سردی کے سبب سے خوف نکرے اور اگر مدت مسح کے پورا ہونے پر پانی نہ پاوے یا پانی ہو مگر سردی
کے مارے دھو نہ سکے تو نماز پڑھی جاے صحیح تر قول کے بموجب جیسا کہ باب المسح مین گذرا وتعلم امی آیۃ ای تذکرہ او حفظہ بلا صنع ولو کان الامی مقتدیا بقاری علی ما
علیہ الاکثر لکن فی الظہیریۃ صحح الصحۃ قال الفقیہ وبہ ناخذ تیسرا مسئلہ سیکھنا امی کا ہی آیت کو یعنی خود اُسکو یاد آگئی یا دوسرے سے سنکر یاد ہوگئی بدون اختیار کے اگرچہ امی
مقتدی ہو قاری کے پیچھے تو مقتدی کی نماز فاسد ہوگی امام کے نزدیک بنابر اُس قول کے جسپر اکثر فقہا ہین لیکن ظہیریہ مین صحت نماز کی تصحیح کی ہی فقیہ ابو اللیث نے کہا
کہ ہم اسی قول کو لیتے ہین م بحر الرائق مین کہا کہ وجہ صحیح ہونے مقتدی کی نماز کی یہ ہی کہ امام کی قراءت اُسکی قراءت ہی تو اُسکی نماز کا شروع کامل طور پر تھا تو آخر مین آیت
کے سیکھنے سے قوی کی بنا ضعیف پر لازم نہین آتی اس سے معلوم ہوا کہ اگر نمازی منفرد ہوگا تو مسئلہ مختلف فیہ باقی رہیگا ووجود العاری ساترا تصح بہ الصلوۃ
چوتھا مسئلہ پانا برہنہ کا ایسے لباس کو جس سے نماز درست ہو یعنی پاک ہو اور ستر عورت کے لیے کافی ہو مثلہ لو صلی بنجاستہ فوجد ما یزیلہا او عتقت الامۃ ولم تقنع فورا او
اس مسئلہ کے مانند ہی اگر نماز پڑھی نجاست کے ساتھ پھر بعد تشہد کے اُس چیز کو پایا جو نجاست دور کرے تو اُس صورت مین بھی امام اعظم کے نزدیک نماز باطل ہوگی یا لونڈی
بعد تشہد کے آزاد ہوئی اور اُسنے فوراً سر کو نہ چھپا لیا تب بھی نماز جاتی رہیگی م یہ دو مسئلے شارح نے زائد کیے ہین ونزع الماسح لخفہ الواحد بعمل یسیر فلو بکثیر تمت اتفاقا
پانچوان مسئلہ نکالنا مسح کرنیوالیکا اپنے ایک موزہ کو تھوڑے سے عمل سے مثلاً موزہ ڈھیلا تھا ادنی حرکت سے پاؤن سے نکل گیا تو نماز باطل ہوجائیگی پس اگر
عمل کثیر سے نکالیگا تو نماز پوری ہوجائیگی باتفاق امام اور صاحبین کے کیونکہ عمل کثیر مین نماز سے اپنے اختیار سے باہر آنا پایا جاتا ہی وقدرۃ موم علی الارکان چھٹا
مسئلہ قادر ہونا اشارہ سے پڑھنے والیکا رکوع اور سجدہ پر مفسد نماز ہی امام صاحب کے نزدیک وتذکر فائتۃ علیہ او علی امامہ وہو صاحب ترتیب والوقت متسع
ساتوان مسئلہ یاد ہونا قضا نماز کا اپنے ذمہ اگر منفرد یا امام ہو یا اپنے امام کے ذمہ اگر مقتدی ہو حالانکہ وہ یعنی جسکے ذمے قضا نماز ہی صاحب ترتیب ہی اور وقت وسیع ہی
یعنی فائتہ اور وقتی دونون پڑھ سکتا ہی تو اگر وقت تنگ ہوگا تو نماز باتفاق تمام ہوجائیگی م قضا نماز کے یاد ہونے سے امام کے نزدیک نماز قطعاً باطل نہین ہوتی بلکہ اُسکا
فساد موقوف رہتا ہی اگر بعد اُسکے پانچ نمازین وقتی اور پڑھ لیگا باوجود قضا کے یاد ہونے کے تو یہ نماز بھی جائز ہوجائیگی اور اگر قضا شدہ کو ادا کریگا تو باطل ہوجائیگی

تو بیان باطل کے ذیل مین مصنف کا اُسکو ذکر کرنا اس اعتماد پر ہو کہ قضا نمازون کے بیان مین اُسکی تفصیل آویگی کذا فی الحلبی **وتقدیم القاری امیا مطلقا وقیل لا فساد لو کان استخلافہ بعد التشہد بالاجماع وہو الاصح کما فی الکافی لانہ عمل کثیر** آٹھوان مسئلہ آگے کرنا قاری کا امی کو مطلقاً خواہ تشہد کے پہلے ہو یا پیچھے اور بعض فقہانے کہا ہو کہ اگر خلیفہ کرنا امی کو بعد تشہد کے ہوگا تو بالاتفاق نماز فاسد نہوگی اور یہی قول صحیح تر ہو چنانچہ کافی مین ہو اور وجہ عدم فساد کی یہ ہو کہ استخلاف عمل کثیر ہی یعنی اُس سے نماز پوری ہو جائیگی م حلبی نے کہا کہ شارح کو مطلقاً کہنا زیبا نہ تھا اسلیے کہ یہ مسائل تو مفروض تشہد کے بعد ہین علاوہ ازین قبل تشہد استخلاف امی کا بالاتفاق مفسد ہو نہ فقط امام صاحب رح کے نزدیک اور یہان منظور بیان کرنا اُن صورتون کا ہو جنمین امام اور صاحبین مین اختلاف ہو اور صرف بعد تشہد کے ہو اور جب اصح اس باب مین عدم فساد ہو تو معلوم ہوا کہ یہ صورت خلافی نہین کذا فی الطحطاوی **وملتقطا وطلوع الشمس فی الفجر** نوان مسئلہ آفتاب کا نکل آنا فجر کی نماز مین بعد تشہد کے امام رح کے نزدیک مفسد ہو **وزدا لہا فی العید ودخول وقت من الثلاثۃ علی مصلی القضاء** اور ڈھل جانا آفتاب کا عید کے تشہد کے بعد اور قضا پڑھنے والے پر تین وقتون مین سے ایک کا آجانا یعنی طلوع خواہ استوا یا غروب کا وقت ہو جانا قضا نماز کے تشہد کے بعد م یہ صورتین شارح نے زیادہ کی ہین **ودخول وقت العصر بان بقی فی قعدتہ الی ان صار الظل مثلیہ فی الجمعۃ بخلاف الظہر فانہا لا یبطل** دسوان مسئلہ وقت عصر کا داخل ہونا جمعہ کی نماز مین اسطرح کہ امام قعدہ مین ٹھہرا رہا یہانتک کہ سایہ دو مثل ہو گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک نماز فاسد ہوگی بخلاف ظہر کی نماز کے کہ وقت عصر کے آجانے سے وہ باطل نہین ہوتی م کافی مین اس مسئلہ پر اعتراض کیا ہو کہ امام کے نزدیک وقت عصر دو مثل پر ہوتا ہو اور صاحبین کے نزدیک ایک مثل پر تو وقت عصر کے جمعہ مین داخل ہونے سے خلاف کی صورت کیسے نکلیگی شارح نے اُسکی صورت کو بیان کر دیا کہ یون ہو سکتی ہو کہ امام قعدہ مین بیٹھا رہے کذا فی الطحطاوی **وزوال عذر المعذور بان لم یعد فی الوقت الثانی** گیارھوان مسئلہ دور ہونا عذر معذور کا اسطرح کہ دوسرے وقت مین پھر نہ عود کرے م معذور کا عذر اگر تشہد کے بعد دور ہو گیا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر عذر مذکور آیندہ نماز کے وقت کامل تک موقوف رہا تو امام اعظم رح کے نزدیک وہ نماز جسکے تشہد کے بعد عذر موقوف ہو گیا فاسد ہو گئی اُسکی قضا کرے اور اگر عذر مذکور نے دوسرے وقت مین عود کیا تو نماز صحیح ہی کذا فی البحر **وکذا خروج وقتہ** شارح نے یہ مسئلہ زیادہ کیا اور یہی حکم ہو معذور کے وقت نکلنے کا یعنی اگر بعد تشہد وقت نماز جاتا رہیگا تو معذور کی نماز فاسد ہوگی اسلیے کہ وقت کے نکلجانے سے معذور کی طہارت باطل ہو جاتی ہو **وسقوط جبیرۃ عن برء** بارھوان مسئلہ گر جانا جبیرہ کا اچھا ہونے کے بعد م جبیرہ وہ کھپاچین ہین جنسے ٹوٹے عضو کو باندھتے ہین تو اگر نمازی نے وضو کرنے مین مثلاً جبیرہ پر مسح کر لیا تھا اور بعد تشہد جبیرہ گر گئی تو مسح جاتا رہیگا اور نماز بھی فاسد ہو جائیگی **واعلم انہ لا تنقلب الصلوٰۃ فی ہذہ المواضع العشرین نفلا اذا بطلت الا فی ثلث فیما اذا تذکر فائتۃ او طلعت الشمس او خرج وقت الظہر فی الجمعۃ کما فی الجوہرہ زاد فی الحاوی والمومی اذا قدر علی الارکان ویزاد مسئلۃ الموتم بمتیمم کما قدمنا والظاہر ان زوالہا فی العید ودخول الاوقات المکروہۃ فی القضاء کذلک ولم ارہ** جاننا چاہیے کہ نماز ان بیس جگھون مین جب باطل ہو جاتی ہو تو نفل نہین ہو جاتی بجز تین صورتون کے ایک اُن صورتین کہ فوت شدہ نماز یاد کرے ۲ یا آفتاب فجر کی نماز مین نکل آوے ۳ یا وقت ظہر جمعہ مین جاتا رہے چنانچہ جوہرہ مین ہو حاوی قدسی مین چوتھی صورت زیادہ کی ہو کہ اشارہ سے پڑھنے والا جب قادر ہو رکوع اور سجدہ پر تو اُسکی نماز بھی نفل ہو جائیگی شارح کہتا ہو اور مسئلہ باوضو مقتدی کا پیچھے تیمم والے کے زیادہ کرنا چاہیے یعنی اُن نمازون مین جو نفل ہو جاتی ہین گو اختلافی نہ ہو کذا فی الطحطاوی چنانچہ ہمنے پیشتر بیان کیا اور ظاہر یہ ہو کہ آفتاب کا ڈھلنا عید مین اور اوقات مکروہہ کا داخل ہونا قضا مین ایسا ہی ہو اور مین نے اُسکو مصرح نہین دیکھا م شارح نے بیس جگہ اسلیے کہا کہ بارہ مسئلے ماتن نے لکھے تھے آٹھ شارح نے زیادہ کیے اول پانا اُس چیز کا جو نجاست کو دور کرے جبکہ نجس کپڑے سے نماز پڑھتا ہو دوم سر ڈھانکنا لونڈی کا سوم یاد کرنا مقتدی کا امام کی فوت شدہ نماز کو جبکہ امام صاحب ترتیب ہو چہارم آفتاب کا ڈھلنا عید مین پنجم وقت طلوع کا داخل ہونا قضا مین ششم ٹھیک دوپہر کا ہو جانا قضا مین ہفتم وقت غروب کا آجانا قضا مین ہشتم معذور کے وقت کا نکلجانا اور بحر الرائق مین ان سب صورتون کو بھی بارہ مین داخل کر دیا ہو یعنی اول اور دوم کو برہنہ کے مسئلے مین اور چہارم اور پنجم اور ششم اور ہفتم کو مسئلہ طلوع مین اور اخیر صورت کو مدت مسح کے گذر جانے مین باقی رہی تیسری صورت اُسکو محشی نے ساتوین

مسئلہ مین داخل کیا ہو شامی نے کہا کہ اس داخل کرنے مین صریح تکلف ہو حلبی نے کہا کہ جن مسئلون کو شارح نے ظاہر کہا ہو اُسمین صحیح دیکھنے کی حاجت نہین اُنکا حکم وہی ہو جو
شارح نے لکھا اسلیے کہ جب اوقات مکروہہ مخالف نفل کے مکروہ ہونے کے نہین یعنی ابتدا نفل انمین جائز ہو تو بقاے نفل کے مخالف کیسے ہونگے **ولو استخلف الامام**
مسبوقا او لاحقا او مقیما وھو مسافر صح والمدرک اولی اور اگر خلیفہ کرے امام کسی مسبوق یا لاحق کو یا خلیفہ کرے مقیم کو اور خود مسافر ہو تو درست ہو یعنی بوجہ شریک
ہونے کے تحریمہ مین اور مدرک خلیفہ کرنے کے لیے بہتر ہو اسلیے کہ امام کی نماز کے تمام کرنے پر زیادہ قادر ہو ہم مسبوق کا حکم آگے مذکور ہوتا ہو مگر لاحق اور مقیم کا حکم لکھنا
ضروری ہو پس اگر لاحق کو خلیفہ کیا جاوے تو اُسکو چاہیے کہ لوگون کو اشارہ سے منع کردے کہ میری متابعت نہ کرنا جبتک کہ مین فوت شدہ نماز کو نہ پڑھ چکون پھر اول
فوت شدہ نماز کو پڑھے اُسکے بعد جہان سے امام کی نماز رہی ہو اُسکو پڑھے اُسمین مقتدی اُسکی متابعت کرین فارغ ہونے تک اور اگر مقیم کو خلیفہ کیا مسافر نے اور مقتدی
مسافر اور مقیم ملے جلے ہین تو اُسکو چاہیے کہ دو رکعتون کے بعد کسی مسافر کو خلیفہ کردے کہ وہ سلام پھیرے پھر مقیم مقتدی دو رکعتین باقی اکیلے اکیلے بدون قرأت کے
پڑھ لین اور بہتر یہ ہو کہ جب امام مسبوق یا لاحق کو خلیفہ کرے تو وہ قبول نہ کرین اور امام کے حق مین بھی بہتر ہو کہ مدرک کے سوا دوسرے کو خلیفہ نکرے کذا فی الشامی
ولو جھل الکمیۃ قعد فی کل رکعۃ احتیاطا اور اگر مسبوق یہ نجانے کہ کتنی رکعتین امام نے پڑھی ہین تو ہر رکعت مین بیٹھے براہ احتیاط یعنی اس احتمال سے کہ شاید وہ رکعت
امام کی آخر رکعت ہو م یہ مسئلہ شارح نے مجمل بیان کیا اسکی تفصیل یہ ہو کہ اگر مسبوق خلیفہ اور دوسرے مقتدی امام کی نماز کی مقدار نجانتے ہون مثلاً سب مسبوق ہون
تو خلیفہ ایک رکعت پڑھکر بیٹھے پھر کھڑا ہو کر اپنی باقی نماز پڑھے اور مقتدی اسکا ساتھ اس باقی مین نہ دین بلکہ اُسکے فارغ ہونے تک صبر کرین جب وہ سلام پھیر چکے
اُسوقت اپنی اپنی باقی نماز تنہا پڑھ لین کذا فی النہر الفائق **ولو مسبوقا برکعتین فرضنا القعدتین** اور اگر خلیفہ مسبوق ہو دو رکعتون سے تو ہم دو قعدہ اُسپر فرض کہینگے یعنی ایک
قعدہ امام کی نیابت کی وجہ سے اور دوسرا خود اُسکا قعدہ اخیرہ **ولو اشار لہ انہ لم یقرأ فی الاولیین فرضت القراءۃ فی الاربع** اور اگر امام نے اشارہ کیا مسبوق کو کہ مین نے
پہلے دوگانہ مین قرأت نہین پڑھی تو چارون رکعتون مین قرأت مسبوق پر فرض ہوگی یعنی دو مین بوجہ نیابت امام کے اور دو مین خود اسکی نماز مین م اس مسئلہ کی
چیستان پوچھی جاتی ہو کہ کونسا نمازی ہو جسپر چارون رکعتون مین قرأت فرض ہو **فلو اتم المسبوق صلوۃ الامام قدم مدرکا للسلام** پھر جب مسبوق امام کی نماز
تمام کر چکے تو کسی مدرک کو آگے کردے تاکہ وہ سلام پھیر دے **ثم لو اتی بما ینافیھا کضحک تفسد صلوتہ دون القوم المدرکین لتمام ارکانھا وکذا تفسد صلوۃ من حالہ کحالہ**
للمنافی فی خلالھا پھر یعنی بعد تمام کرنے امام کی نماز کے اگرچہ مدرک کو خلیفہ کیا ہو یا نہین اگر مسبوق وہ حرکت کرے جو مخالف نماز ہو مثلاً ہنسا تو مسبوق کی نماز فاسد ہوگی
نہ مدرک مقتدیون کی بوجہ پورا ہوجانے ارکان نماز مذکور کے اور اسیطرح فاسد ہوگی نماز اُس شخص کی جسکا حال مثل حال مسبوق کے ہو بسبب پائے جانے حرکت مخالف نماز کے
درمیان مسبوقون کی نماز کے **وکذا تفسد صلوۃ الامام الاول المحدث ان لم یفرغ فان فرغ بان توضأ ولم یبق علیہ شئ لا تفسد فی الاصح لما مر انہ کموتم** اور اسیطرح فاسد ہوگی
نماز امام اول بیوضو کی اگر وہ نماز سے فارغ ہوا ہو صحیح تر قول مین بسبب اُس بیان کے کہ گذرا کہ امام مذکور مثل مقتدی کے ہو جبتک خلیفہ فارغ نہوا ہو ورنہ مثل منفرد کے ہو پس اگر
امام اول فارغ ہوگیا ہو اسطرح کہ وضو کرکے خلیفہ کا شریک ہوگیا ہو اور کوئی رکعت فوت نہوئی ہو تو نماز فاسد نہوگی م شامی نے کہا کہ فی الاصح عدم فراغت کیصورت سے متعلق ہو
اور اُسکا مقابل روایت ابی حفص کی ہو کہ اس صورت مین بھی امام مذکور کی نماز پوری ہو **وتفسد صلوۃ مسبوق عند الامام لقہقہۃ امامہ وحدثہ العمد فی ای قعودہ قدر**
التشہد الا اذا قید رکعتہ بسجدۃ لتأکد انفرادہ اور فاسد ہوتی ہو نماز مسبوق کی امام اعظم کے نزدیک بسبب کھلکھلا کر ہنسنے اور دانستہ حدث کرنے اُسکے امام کے بعد بیٹھنے امام کے
بقدر تشہد کے مگر جبکہ مقید کرے مسبوق اپنی رکعت کو سجدہ سے تو اب اُسکی نماز فاسد نہوگی بوجہ مستحکم ہوجانے اُسکے انفراد کے م یعنی اگر مسبوق متابعت امام کی ترک کرکے اپنی نماز
پڑھنے مین مشغول ہوا اور ایک رکعت کا سجدہ کرچکا تو اُسوقت اگر امام بعد تشہد کے کوئی حرکت بیوضو ہونیکی دانستہ کریگا تو مسبوق کی نماز فاسد نہوگی کیونکہ مسبوق بسبب
ایک رکعت پڑھ لینے کے منفرد ہوچکا امام کے پیچھے نہین کہ حرکت امام کی اُسکی نماز کے اثنا مین واقع ہو **ولو تکلم امامہ او خرج من مسجدہ لا تفسد اتفاقا لانھما منہیان**
لا مفسدان ولذا یلزم المدرکین السلام ویقومون فی القہقہۃ بلا سلام اور اگر بعد تشہد کے مسبوق کا امام بول پڑا یا مسجد سے نکل گیا تو مسبوق کی نماز باتفاق

امام اور صاحبین کے فاسد نہوگی اسلیے کہ بولنا اور مسجد سے باہر ہونا تمام کرنیوالے ہین نہ مفسد اور اُنکے مفسد نہونے کی جہت سے مدرکین پر سلام لازم ہو یعنی اگر امام بول پڑے یا مسجد سے تجاوز کر جاے تو مدرک مقتدیون پر واجب ہو کہ سلام پھیرین اور قہقہہ اور حدث عمد مین بدون سلام اُٹھ کھڑے ہون کیونکہ یہ دونون مفسد ہین ھم عنایہ مین ہو کہ منہی اُسکو کہتے ہین جسکو شارح نے تحریمہ کا اُٹھا دینے والا اعتبار کیا ہو نماز سے فارغ ہونے کے وقت جیسے سلام پھیرنا اور خروج بصنعہ ہو اور قہقہہ اور حدث عمد مفسد ہین کیونکہ ایسے شرط نماز کی یعنی طہارت دور ہو جاتی ہو تو نماز امام کی جس جزو سے یہ ملینگے اُسکو فاسد کر دینگے اور اُسی قدر مسبوق کی نماز کا جز فاسد ہو جائیگا اب جو وہ اپنی نماز پڑھیگا تو جزو فاسد پر بنا ہوگی اور فاسد پر بنا فاسد ہوتی ہو لہذا مسبوق کی نماز فاسد ہوئی کذا فی الشامی بخلاف المدرک فانہ کالامام اتفاقاً بخلاف مدرک کے کہ وہ مثل امام کے ہو بالاتفاق یعنے امام کے قہقہہ اور حدث عمد سے اُسکی نماز فاسد نہین ہوئی ولو لاحقاً ففی فساد صلوتہ تصحیحان صحح فی السراج الفساد وفی الظہیریۃ عدمہ وظاہر البحر والنہر تائید الاول اور اگر مقتدی لاحق ہوا اور امام بعد تشہد کے قہقہہ یا حدث عمد کرے تو لاحق کی نماز کے فاسد ہونے مین دو تصحیحین ہین سراج مین فساد کو صحیح کہا ہو اور ظہیریہ مین عدم فساد کو اور ظاہر بحر الرائق اور نہر الفائق کا قول اول یعنی فساد نماز کی تائید کرتا ہو مضمون بحر الرائق کا اس مسئلہ مین یہ ہو کہ امام کی نماز فاسد نہو گی کیونکہ اُسکے ذمہ کچھ نماز باقی نہین بخلاف لاحق کے تو اس سے ظاہر ایہی مفہوم ہوتا ہو کہ لاحق کی نماز فاسد ہو ولو احدث الامام لاخصوصیۃ لہ فی ہذا المقام فی رکوعہ او سجودہ توضأ وبنی واعاد ہما فی البناء علی سبیل الفرض مالم یرفع راسہ منہما مریداً للاداء اما اذا رفع راسہ مریداً بہ اداء رکن فلا یبنی بل تفسد ولو لم یرد الاداء فروایتان کما فی الکافی وفی المجتبی ویتأخر محدودبا ولا یرفع مستویا فیفسد اور اگر امام بیوضو ہو گیا اپنے رکوع یا سجدہ مین شارح نے کہا کہ اس مقام مین امام کی کچھ خصوصیت نہین اگر مقتدی یا منفرد ہو اُسکا بھی یہی حکم ہو یعنی وضو کرکے نماز سابق پر بنا کرے اور بنا مین اُس رکوع یا سجدہ کو بطور فرض پھر کرے جسمین حدث ہوا بنا کرے جبتک کہ اپنا سر رکوع اور سجدہ سے بارادہ ادا نہ اُٹھایا ہو اور جس صورت مین کہ سر اُٹھایا ہو یہ ارادہ کرکے کہ سر اُٹھانے سے رکن ادا کرے تو اب بنا کرے بلکہ نماز فاسد ہو جائیگی از سر نو پڑھے اور اگر سر اُٹھانے سے ادا کا ارادہ نہین کیا تو دو روایتین ہین چنانچہ کافی مین ہو یعنے ایک کے موجب بنا کرے اور دوسری روایت کے موجب نماز فاسد ہوگی اور مجتبی مین ہو کہ جب رکوع مین بیوضو ہو تو کھڑا اور جھکا ہوا پیچھے ہٹے اور سر اونچا نکرے خوب سیدھا ہو کر ورنہ نماز فاسد ہو جائیگی طحطاوی نے ابو السعود سے نقل کیا کہ مجتبی کی مراد یہ ہو کہ خاص اُس جگہ سر اونچا نہ کرے یعنی اگر وہان سے ہٹکر سیدھا ہو جائیگا تو نماز فاسد نہو گی ولو تذکر المصلی فی رکوعہ او سجودہ انہ ترک سجدۃ صلبیۃ او تلاویۃ فانحط من رکوعہ بلا رفع او رفع من سجودہ فسجدہا عقب التذکر اعادہما ای الرکوع والسجود ندبا لسقوطہ بالنسیان وسجد للسہو ولو اخرہا الی آخر صلوتہ قضاہا فقط اور اگر یاد کیا نمازی نے اپنے رکوع یا سجدہ مین کہ ایک سجدہ نماز کا یا تلاوت کا چھوڑ دیا اور رکوع سے بدون سر اُٹھانے کے جھک پڑا یا سجدہ سے سر اُٹھایا اور چھوٹے ہوے سجدہ کو یاد کرنے کے بعد کر لیا تو مستحب ہو کہ اُس رکوع کو اور سجدہ کو دوبارہ کرے جسمین چھوٹا ہوا سجدہ یاد کیا بسبب ساقط ہونے وجوب اعادہ کے بھولنے کے باعث اور سجدہ سہو کرے اور اگر چھوٹے ہوے سجدہ کو تاخیر کرے آخر نماز تک تو صرف اُسی کو قضا کرے یعنی اُس صورت مین اعادہ رکوع اور سجدہ کا نہ واجب ہو نہ مستحب ہان سجدہ سہو اس صورت مین بھی واجب ہوگا بسبب چھوٹنے ترتیب کے دو سجدون مین حلبی نے کہا کہ سقوط بالنسیان جواب ہو اعتراض کا اُسکی تقریر یہ ہو کہ اعادہ رکوع یا سجدہ کا واجب ہونا چاہیے کیونکہ ترتیب واجب تھی وہ ترک ہوئی شارح نے جواب دیا کہ بھولنے سے واجب ساقط ہو جاتا ہو اور سجدہ سہو سے اُسکا نقصان پورا ہو جاتا ہو اور ضمیر سقوط کی وجوب اعادہ کیطرف ہو جو مذکور نہین ولو ام واحداً فقط فاحدث الامام ای خرج من المسجد والا فہو علی امامتہ کما مر تعین المأموم للامامۃ لو صلح لہا ای للامامۃ الامام بلا نیۃ لعدم المزاحم ولا یصلح کصبی فسدت صلوۃ المقتدی اتفاقاً دون الامام علی الاصح لبقاء الامام اماما المؤتم بلا امام ہذا اذا لم یستخلفہ فان استخلفہ فصلوۃ الامام والمستخلف کلیہما باطلۃ اتفاقاً اور ایک شخص صرف ایک مقتدی کا امام ہوا پھر امام بیوضو ہو گیا یعنی بیوضو ہو کر مسجد سے باہر ہوا متعین ہوگا مقتدی بدون نیت کے واسطے امامت کے اگر صلاحیت امام کی امامت کی رکھتا ہوگا بسبب نہ پائے جانے مزاحم کے شارح نے کہا کہ مسجد سے خارج ہونے کی قید اسلیے لگائی کہ اگر امام مذکور مسجد سے خارج نہوگا تو اپنی امامت پر قائم رہیگا مقتدی امام نہین ہو جائیگا اور اگر مقتدی مین صلاحیت امام کی امامت کی نہو گی مثلاً لڑکا مقتدی ہو تو اس مقتدی لڑکے

کی نماز فاسد ہوگی بالاتفاق نہ نماز امام کی صحیح تر قول کے موجب بسبب باقی رہنے امام کے امام اور مقتدی کے بلا امام یہ فاسد ہونا نماز مقتدی کا اور نہ فاسد ہونا امام کی
نماز کا اس صورت مین ہو کہ امام نے اسکو خلیفہ نکیا ہو اور اگر نابالغ مذکور کو خلیفہ کر دیگا تو امام اور خلیفہ دونون کی نماز بالاتفاق باطل ہوگی م صحیح کا قول مقابل یہ ہو کہ بعض
کے نزدیک صرف امام کی نماز فاسد ہوگی اور بعض کے نزدیک دونون کی اور خلیفہ کرنے مین یہ قول ہو کہ تشہد اخیر کے پہلے ہو اور اگر بعد قدر تشہد کے قعدہ کے خلیفہ کریگا تو
امام کی نماز فاسد نہوگی بسبب خارج ہونے امام کے اپنے فعل اختیاری سے کذا فی الشامی ولو ام رجل رجلاً فاحدثا وخرجا من المسجد تمت صلوٰۃ الامام وبنی علی صلوٰتہ
وفسدت صلوٰۃ المقتدی لما مر اور اگر ایک شخص دوسرے کا امام ہوا اور دونون بیوضو ہوگئے اور مسجد سے باہر نکلے تو امام کی نماز پوری ہو اور اپنی نماز پر بنا کرے اور مقتدی کی نماز
فاسد ہوگئی بسبب اسوجہ کے کہ گذری یعنی امام کی امامت قائم ہو اور مقتدی بلا امام رہگیا کذا فی الطحطاوی واخذہ رعاف یمکث الی انقطاعہ ثم یتوضأ ویبنی للعذر والله اعلم
نمازی کی نکسیر پھوٹی اُسکے بند ہونے تک توقف کرے پھر وضو کرکے بنا کرے اسوجہ کے سبب سے کہ پیشتر ہوئی یعنی توقف کرنا عذر کے لیے مانع بنا نہین واللہ تعالیٰ اعلم

باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا

یہ باب ہو اُن امور کے بیان مین جو نماز کو فاسد کرتے ہین اور جو اُسکے اندر مکروہ تحریمی یا تنزیہی ہین عقب العارض الاضطراری بالاختیاری مصنف نے عارض اضطراری
کے بعد اختیاری کو ذکر کیا ہم یعنی عوارض دو قسم ہین ایک بے اختیار جسکا بیان باب سابق مین گذرا دوسرے اختیاری جسکو مصنف اس باب مین ذکر کرتا ہو یفسدہا التکلم
ہو النطق بحرفین او بحرف مفہم کع وق امرا ولو استعطف کلبا او ہرۃ او ساق حمارا لاتفسد لانہ صوت لا ہجاء لہ فاسد کرتا ہو نماز کو کلام کرنا کلام بولنا ہو دو حرف نکا یا ایک
حرف مطلب سمجھانے والے کا مثلاً ع اور ق امر کے صیغے کہ اول کے معنی ہین حفاظت کر اور دوسرے کے ہین بچا تو اس سے یہ نکلا کہ ایک حرف بمعنی کا بولنا کلام
مین داخل نہوگا کذا فی الشامی اور اگر کتے یا بلی کو بلانا چاہا یا گدھے کو ہانکا تو نماز فاسد نہوگی اسلیے کہ یہ آوازین ہین جنکے ہجے نہین اور کلام مین حرفون کا ہونا
چاہیے ہر چند یہ آوازین مفسد نہین مگر مکروہ ہین کذا فی الطحطاوی عمدہ وسہوہ قبل قعودہ قدر التشہد سیان کلام کا دانستہ کرنا اور سہو سے کرنا پہلے بیٹھنے
نمازی کے مقدار تشہد کی یکسان ہو م قبل قعود کے اسلیے قید لگائی کہ بعد قعود کے کلام عمداً ہو یا سہواً مفسد نہین وسواء کان ناسیا او نائما او جاہلا او مخطئا او مکرہا
ہو المختار اور برابر ہو کہ کلام صادر ہو نسیان سے یعنی بھول گیا کہ نماز پڑھتا ہو یا سوتے مین کلام کیا یا نجاننے کی صورت مین یعنی اُسکو معلوم نہ تھا کہ کلام مفسد نماز ہو
یا چوک کر کلام کیا کہ قصد قرأت خواہ ذکر کا تھا اُسکی جگہ کلام صادر ہوا یا حالت اکراہ مین کلام کیا اسطرح کہ کسی نے زبردستی اُس سے کلام کرایا تو ان سب قسمون کے کلام سے
نماز فاسد ہوگی یہی مختار ہو م جاننا چاہیے کہ فقہا اور اصولیون اور اہل لغت کے نزدیک سہو اور نسیان مین کچھ فرق نہین مگر حکما یہ فرق بیان کرتے ہین کہ سہو اسکو کہتے ہین
کہ کوئی چیز قوت مدرکہ سے جاتی رہے لیکن حافظہ مین باقی رہے اور نسیان یہ ہو کہ مدرکہ اور حافظہ دونون سے جاتی رہے اُسکے معلوم کرنے کو پھر سبب جدید کی احتیاج پڑے
اور سہو اور خطا مین یہ فرق ہو کہ سہو والا آگاہ کرتے ہی خبردار ہو جاتا ہو اور خطا والا متنبہ نہین ہوتا اور اگر ہوتا ہو تو مشقت کے بعد شامی نے کہا کہ ہو المختار صرف سونے کی
حالت کے کلام کیطرف راجع ہو اسلیے کہ اُسی مین اختلاف فقہا ر مذہب مذکور ہو چنانچہ فخر الاسلام نے عدم فساد کو اختیار کیا ہو اور بقیہ صورتون مین حنفیون کا خلاف نہین بلکہ
اور مذہب والون کا ہو وحدیث رفع عن امتی الخطاء محمول علی رفع الاثم اور یہ حدیث کہ اُٹھا لیا گیا میری امت سے چوکنا محمول ہو گناہ کے اٹھا لینے پر م حلبی نے کہا کہ یہ حدیث
ان الفاظ سے کسی کتاب حدیث مین نہین پائی گئی بلکہ ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے ان الفاظ سے روایت کی ہو (ان اللہ وضع عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرہوا علیہ)
یعنی اللہ تعالیٰ نے اُٹھا رکھا میری امت سے چوکنا اور بھولنا اور جسپر وہ زبردستی کیے جائین غرضکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہو کہ کلام کرنا بھولنے یا چوکنے یا زبردستی سے مفسد
نماز نہو اسلیے شارح نے کہا کہ اس حدیث کے یہ معنی ہین کہ بھول اور چوک اور زبردستی سے اخروی حکم مراد ہو یعنی گناہ کا دور ہونا تو فساد نماز جو دنیوی حکم ہو مراد نہ ہوگا ورنہ تعمیم لازم
آویگی کذا فی فتح القدیر وحدیث ذی الیدین منسوخ بحدیث مسلم ان صلوتنا ہذہ لا یصلح فیہا شئ من کلام الناس اور حدیث ذی الیدین کی منسوخ ہو مسلم کی اس حدیث
سے کہ ہماری اس نماز مین آدمیون کا کوئی کلام مناسب نہین م ذی الیدین کے دونون ہاتھ یا ایک لنبا تھا اس جہت سے ذی الیدین کہلائے اُنکا نام عمیر اور لقب خرباق

باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا

اور کنیت ابو محمد ہی انکی حدیث سے مراد وہ حدیث ہی جو صحیحین مین بروایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب یا عشا کی پڑھی اور دو
رکعتون پر سلام پھیر کر اُٹھے اور مسجد مین ایک لکڑی پر تکیہ لگا لیا اُسکے آخر مین مذکور ہی کہ ذوالیدین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ نماز کم ہوئی یا آپ بھول گئے آپ نے فرمایا
کہ نہ مین بھولا نہ نماز کم ہوئی اُسنے عرض کیا کہ کوئی بات تو ہوئی آپ نے حاضرین سے دریافت کیا کہ ذوالیدین جسطرح کہتا ہی ایسا ہی ہوا لوگون نے عرض کیا کہ ہان آپ
آگے بڑھے اور جسقدر نماز رہگئی تھی اُسکو پڑھا اور سجدہ سہو کیا تو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ کلام مفسد نماز نہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود کلام فرمانے کے پہلی ہی نماز
پر بنا کی شارح جواب دیتا ہی کہ یہ حدیث منسوخ ہی اُس حدیث سے جو مسلم نے معاویہ بن الحکم سلمی سے روایت کی ہو کہ اس اثنا مین کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز
پڑھتا تھا کہ ایک شخص نے لوگون مین سے چھینک لی مین نے یرحمک اللہ کہا لوگون نے مجکو گھورنا شروع کیا مین نے کہا کہ تمکو کیا ہوا مجھے کیون دیکھتے ہو انھون نے اپنے ہاتھ
رانون پر مارے مین نے جب جانا کہ مجھکو چپ کرتے ہین مین خاموش ہو رہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے مجکو بلایا پس فدا ہون آپ پر میرے والدین مین نے آپ سے
بہتر تعلیم کرنیوالا نہ پیشتر دیکھا تھا نہ آپ کے بعد کہ بخدا نہ مجکو ڈانٹا نہ مارا نہ بُرا کہا بلکہ یہ ارشاد فرمایا کہ اس نماز مین کوئی کلام آدمیون کا مناسب نہین ہی یہ تو صرف تکبیر اور تسبیح
اور قرارت قرآن ہی الحدیث **الا السلام ساھیاً للتحلیل** ای للخروج من الصلوٰۃ قبل اتمامہا علی ظن اکمالہا فلا یفسد مگر سلام پھیرنا بھول کر تحلیل کے لیے یعنی نماز سے
باہر آنے کو پیشتر اُسکے پورا پڑھنے کے بخیال اُسکے کامل ادا کرنے کے کہ یہ سلام مفسد نماز نہین **بخلاف السلام علی انسان** للتحیۃ او علی ظن انہا ترویحۃ مثلاً او سلم قائماً فی غیر جنازۃ
فانہ یفسدہا مطلقاً وان لم یقل علیکم ولو ساہیاً فسلام التحیۃ مفسد مطلقاً وسلام التحلیل ان عمداً بخلاف سلام کے کسی آدمی پر تعظیم کے لیے یا سلام اس خیال سے کہ نماز
تراویح ہی مثلاً یا سلام کیا حالت قیام مین سوائے جنازہ کی نماز کے کہ یہ تینون سلام مفسد نماز ہین مطلقاً اگرچہ لفظ علیکم نہ کہا ہو اور اگرچہ بھول کر سلام کہا ہو پس سلام تحیت
کا مفسد ہی مطلقاً خواہ دانستہ ہو یا بھولکر اور سلام نماز سے باہر آنے کا مفسد ہی اگر دانستہ ہو م فساد نماز سلام تحیت سے اسلیے ہی کہ وہ کلام مین داخل ہی اور بگمان تراویح اسلیے
مفسد ہی کہ نمازی نے قطع نماز کی نیت کی اور حالت قیام کا سلام اسلیے مفسد ہی کہ قیام اُسکا محل نہین اور چونکہ جنازہ مین سلام کھڑے ہونے کی حالت مین ہوتا ہی اسلیے جنازہ
مین سلام سہواً کرنا معاف ہی جیسے سلام تحلیل قعدہ مین سہواً معاف ہی **ورد السلام ولو سہواً** بلسانہ لا بیدہ بل یکرہ علی المعتمد نعم لو صافح بنیۃ السلام قالوا تفسد لانہ عمل کثیر اور
فاسد کرتا ہی نماز کو جواب دینا سلام کا زبان سے اگر بھولکر ہو نہین تو فاسد کرتا ہاتھ سے جواب دینا بلکہ مکروہ ہی معتمد مذہب پر ہان اگر مصافحہ کرے سلام کی نیت سے تو فقہا
نے کہا کہ نماز فاسد ہوتی ہی غالباً اسوجہ سے کہ مصافحہ کرنا عمل کثیر ہی وفی النہر عن صدر الدین الغزی انہ قال اور نہر الفائق مین صدر الدین غزی سے یہ نظم نقل کی ہی جسمین
اُن لوگون کو جمع کیا ہی جنپر سلام کرنا مکروہ ہی صدر الدین نے کہا ہے سلامک مکروہ علی من ستسمع ٭ ومن بعد ما ابدی یسن ویشرع ٭ سلام کرنا تیرا ای مخاطب مکروہ ہی ان
لوگون پر جنکو تو سنیگا اور بعد اُس چیز کے کہ ظاہر کرتا ہون مین مسنون اور مشروع ہی یعنی جنکو مین نے اس جا ذکر کیا ہی انکے سوا اور لوگون پر سلام کرنا مسنون ہی ے مصل وتال
ذاکر ومحدث خطیب ومن یصغی الیہم ویسمع ٭ نماز پڑھنے والا اور تلاوت قرآن کرنیوالا اور واعظ یا ذکر الٰہی مین مشغول اور حدیث بیان کرنیوالا اور خطبہ پڑھنے والا اور
جو شخص اِن پانچون کیطرف کان لگادے اور سُنے ان سب پر سلام کرنا مکروہ ہی ے مکرر فقہ جالس لقضائہ ٭ ومن بحثوا فی العلم دعہم لینفعوا ٭ تکرار کرنیوالا فقہ کا اُسکے
یاد کرنے یا سمجھنے کے لیے اور قاضی بیٹھنے والا اپنے حکم دینے کے لیے کہ مدعی اور مدعا علیہ اُسپر سلام نہ کرین کیونکہ سلام تحفہ ملاقات کا ہی اور یہ لوگ ملاقات کو نہین جاتے
کذا فی الشامی اور جو لوگ بحث کرین علم شرعی مین چھوڑ انکو تاکہ فائدہ اُٹھادین یعنی اُنپر سلام مت کرے مؤذن ایضاً او مقیم مدرس ٭ کذا الاجنبیات الفتیات امنع ٭
اذان دینے والا یا تکبیر کہنے والا اور علم شرعی کا سکھانے والا اسیطرح اجنبی عورتین جوان سلام کے حق مین ممنوع ہین م اس سے یہ نکلا کہ بوڑھی عورتون کو سلام کرنا
بدون کراہت جائز ہی ے ولعاب شطرنج وشبہ بخلقہم ٭ ومن ہو مع اہل لہ یتمتع ٭ اور شطرنج کھیلنے والے اور جو لوگ انکی عادت کے مشابہ ہون یعنی جو فسق اور
معصیت مین اُنکے مثل یا بڑھکر ہون جیسے جواری اور شراب خوار اور غیبت کرنیوالا اور کبوتر اُڑانے والا اور گانے والا وغیرہم اور جو شخص کہ اپنی بی بی کے ساتھ بوس و
کنار مین مصروف ہو ے ودع کافرا ایضا ومکشوف عورۃ ٭ ومن ہو فی حال التغوط اشنع ٭ اور چھوڑ کافر کو بھی یعنی بدون حاجت ابتدا بسلام مت کر اور

چھوڑ رکھے ہوئے شرمگاہ کو اور اُس شخص کو جو حالت براز یا بول میں ہو کہ اُسپر سلام کرنا اور دون سے زیادہ بُرا ہی ﴿ ودع اکلا الا اذا کنت جائعا ﴾ و تعلم منہ انہ
لیس بمنع ﴿ اور چھوڑ کھانیوالے کو مگر جس صورت مین کہ تو بھوکا ہو اور اُسکا حال جانتا ہو کہ وہ کھانے سے منع نکریگا تو ان دو قیدون کے ساتھ اُسپر سلام مکروہ نہین
ورنہ مکروہ ہی ﴿ وقد زدت علیہ المتفقہ علی استاذہ کما فی القنیۃ والمغنی ومطیر الحمام والحققہ فقلت ﴾ کذاک استاذ مغن مطیر ﴿ فہذا اختتام والزیادۃ تنفع ﴾ صاحب نہر
کہتا ہو کہ مین نے شمار مذکور پر تین شخص اور زیادہ کیے اول شاگرد کا سلام استاد پر یعنی جب استاد مشغول پڑھانے مین ہو دوسرے گانے والا سوم کبوتر اڑانے والا اور مین نے
انکا ایک شعر بڑھا کر تعداد مذکورہ سابق مین ملادیا تو یون کہا کہ یہی حکم ہی استاد اور مغنی اور کبوتر اڑانے والے کا اور یہ خاتمہ ہی ان لوگون کا جنپر سلام مکروہ ہی اور یہ میل زیادہ کرنا مفید ہی
اور بعضون نے ان لوگون کو بھی بڑھایا ہی بوڑھا آدمی ٹھٹھا کرنیوالا اور لغو گو اور جھوٹ بولنے والا اور جو بازار مین قصداً لوگون کی بُرائیون پر نظر ڈالے اور جو لوگون کو گالیان
دے اور جو لبیک کہتا ہو کذا فی العالمگیریۃ ﴿ وصرح فی الضیاء بوجوب الرد فی بعضہا و بعدمہ فی قولہ السلام علیکم بجزم المیم ﴾ اور ضیاء معنوی مین تصریح کی ہی واجب ہونے جواب سلام
کی بعض ان صورتون مین اور نہ واجب ہونے جواب کے سلام علیکم کہنے مین میم سلام کے جزم کے ساتھ م شامی نے ظہیریہ سے نقل کیا کہ لفظ سلام یا اسطرح ہی کہ
السلام علیکم یا یون ہی کہ سلام علیکم ان دونون کے سوا اور طرح پر کہنا جیسے عوام کہتے ہین سلام نہوگا اور نہ اُسکا جواب واجب ہی شارح نے خزائن الاسرار مین جلال الدین
سیوطی کی نظم لکھی ہی جنمین وہ لوگ منضبط کیے ہین جنپر جواب سلام واجب نہین چنانچہ کہا کہ سلام کا جواب دینا اُن لوگون پر واجب نہین جو نماز مین مصروف ہو جو کھانے مین یا
پینے مین یا قرارت یا دعا یا ذکر یا خطبہ یا لبیک کہنے مین یا قضاء حاجت یا تکبیر یا اذان مین مشغول ہو یا سلام کرنے والا لڑکا یا متوالا یا عورت جوان یا فاسق یا سوتا ہوا یا
اونگھنے والا یا جماع کی حالت مین ہو یا حکم کا خواہان ہو یا حمام مین ہو یا دیوانہ ہو کذا فی الشامی ﴿ والتنحنح بحرفین بلا عذر اما بہ بان نشا من طبعہ فلا او بلا غرض صحیح فلو لتحسین صوتہ
او لیہتدی امامہ او للاعلام انہ فی الصلوۃ فلا فساد علی الصحیح ﴾ اور فاسد کرتا ہی نماز کو کھنکھارنا دو حرفون سے بدون عذر کے یعنی اُح اح کرنا بلا عذر مفسد نماز ہی اور اگر زیادہ
حرف نکلین تو بطریق اولی مفسد ہی اور بدون حروف کے کھنکھارنا بلا عذر مفسد نہین بلکہ مکروہ ہی کذا فی الشامی اور کھنکھارنا عذر کے ساتھ اسطرح کہ نمازی کی طبیعت سے
خود بخود بدون تکلف پیدا ہو وہ مفسد نہین یا مفسد نماز ہی کھنکھارنا بدون کسی غرض صحیح کے پس اگر اپنی آواز کی درستی کے لیے کھنکھارے یا اسلیے کہ امام کو ہدایت ہو جائے کہ غلطی
کو چھوڑ کر صواب اختیار کرے یا کھنکھارنے سے یہ بتلانا منظور ہو کہ مین نماز مین ہون تو ان صورتون مین نہ فساد ہی نہ کراہت مذہب صحیح پر م قیاس اسکا مقتضی ہی کہ کھنکھارنا مفسد ہو
کیونکہ وہ کلام ہی اور کلام مفسد ہی مگر غرض صحیح مین کھنکھارنے کا مفسد نہونا نص کے سبب سے اختیار کیا گیا یعنی سنن ابن ماجہ مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین دو بارہ حاضر ہوا تھا ایکبار دن مین اور ایکبار رات مین تو جسوقت مین آتا اور آپ نماز پڑھتے ہوتے تو میرے لیے کھنکھار دیتے اس سے معلوم ہوا کہ
غرض صحیح کے باعث کھنکھارنا مفسد نہین کذا فی الشامی ﴿ والدعاء بما یشبہ کلامنا خلافا للشافعی ﴾ اور فاسد کرتا ہی نماز کو دعا مانگنا اُن الفاظ سے جو مشابہ ہون آدمیون کی
گفتگو سے برخلاف امام شافعی کے م دعا مشابہ لوگون کی گفتگو کے وہ ہی جو نہ قرآن مین ہو نہ حدیث مین اور اُسکا مانگنا بندون سے محال نہو جیسے الٰہی مجھکو نمک دے تیل
دے وغیرہ تو اگر ایسی دعا ہو جو قرآن یا حدیث مین ہو یا اُسکا طلب کرنا بندون سے محال ہو تو اُس سے نماز فاسد نہوگی کذا فی البحر ﴿ والانین ہو قولہ آہ بالقصر والتاوہ ہو قولہ
آہ بالمد والتافیف اف او تف والبکاء بصوت یحصل بہ حروف لوجع او مصیبۃ قید للاربعۃ الا لمریض لا یملک نفسہ عن انین و تاوہ لانہ حینئذ کعطاس وسعال و
جشاء وتثاؤب وان حصل حروف للضرورۃ ﴾ اور فاسد کرتا ہی نماز کو انین یعنی آہ کہنا نمازی کا الف کے قصر سے اور تاوہ یعنی مد الف سے آہ کرنا اور مفسد نماز ہی تافیف یعنی اف کرنا
یا تف کرنا اور مفسد ہی رونا ایسی آواز سے کہ اُس سے حروف پیدا ہون بسبب درد یا مصیبت کے شارح نے کہا کہ درد یا مصیبت چارون کی قید ہی یعنی انین اور آہ کرنا اور اف
کرنا اور حروف آمیز آواز سے رونا درد یا مصیبت کے باعث مفسد ہی مگر اُس مریض کے لیے مفسد نہین جو اپنے نفس کو آہ کرنے سے نہین روک سکتا اسلیے کہ اُسکا آہ کرنا اوسوقت ایسا ہی
جیسا چھینکنا اور کھانسنا اور ڈکار لینا اور جمائی لینا اگرچہ حروف پیدا ہون کہ یہ امور مفسد نہین ضرورت کی جہت سے م اف اسم فعل ہی بمعنی انی یعنی تنگ مت کر اور اسمین بہت سے
لغت ہین یعنی ضمہ ہمزہ کے ساتھ ف کی تینون حرکتین مخفف اور مشدد اور تنوین سے اور بلا تنوین جائز ہین نہر الفائق مین کہا کہ رونا آنسوون سے بلا آواز یا آواز کے

ساتھ جسمین حروف نہون مفسد نماز نہین کذا فی الشامی **لا لذکر الجنۃ او النار فلو اعجبتہ قرأۃ الامام فجعل یبکی ویقول بلی او نعم او آری لا تفسد** سراجیۃ لدلالتہ علی الخشوع نہین مفسد ہو آہ وغیرہ کرنا بسبب ذکر جنت یا دوزخ کے پس اگر اچھی معلوم ہوئی مقتدی کو امام کی قرارت اور رو کر کہنے لگا کیون نہین یا ہان یا البتہ تو نماز فاسد نہوگی کذا فی السراجیۃ بسبب دلالت کرنے ان الفاظ کے خشوع پر جو نماز مین مطلوب ہو یعنی ذکر جنت یا دوزخ سے رونا اور آہ کرنا گویا یون کہنا ہو کہ الٰہی تجھ سے جنت مانگتا ہون اور مجکو دوزخ سے بچانا تو چونکہ اسطرح کی دعا مفسد نہین اسلیے آہ وغیرہ کرنا بھی مفسد نہوگا خشوع پر دلالت کرنے سے معلوم ہوا کہ اگر صرف خوش لہجہ ہونے کی جہت سے مزہ لیکر روویگا تو نماز فاسد ہو جائیگی اور درد اور مصیبت کے لیے آہ کرنا اظہار افسوس ہو تو لوگون کے کلام سے مشابہ ہوا اسلیے مفسد ٹھہرا کذا فی الشامی **ویفسدہا تشمیت عاطس** بغیرہ بیرحمک اللہ **ولو عن العاطس نفسہ لا** اور فاسد کرتا ہو نماز کو جواب دینا نمازی کا چھینکنے والیکو یعنی اپنے سوا دوسرے کو لفظ یرحمک اللہ سے یعنی خدا تجھپر رحم کرے اور اگر جواب چھینکنے والے نمازی سے ہو خود اپنے نفس کے لیے تو مفسد نہین ہم شامی نے کہا کہ بغیرہ بدل ہو عاطس سے اسلیے کہ تشمیت عاطس مین اضافت بمعنی لام ہو اور یہ لفظ شارح نے صرف لنفسہ کے مقابلہ کو بڑھا دیا ورنہ بہتر یہی ہو کہ عبارت سے ساقط کیا جائے کیونکہ تشمیت کا فاعل نمازی ہو اور مفعول عاطس پھر بغیرہ کی کیا حاجت ہو اور معنی تشمیت کے دعاء خیر کرنے کے ہین اور وجہ فساد کی یہ ہو کہ غیر کیطرف خطاب کی جہت سے یہ جملہ لوگون کے کلام مین داخل ہو گیا اسلیے اگر اپنے نفس کو خطاب کرکے یرحمک اللہ کہیگا تو غیر کو خطاب نہونے کی جہت سے نہ کلام ہوگا نہ مفسد **وبعکسہ التامین بعد التشمیت** اور اسکا اُلٹا ہو آمین کہنا بعد جواب چھینکنے کے یعنی خود اپنے لیے آمین کہیگا تو نماز فاسد ہو جائیگی اور غیر کے لیے کہنے سے فاسد نہوگی ہم صورت اس مسئلہ کی ظہیریہ مین یون ہو کہ مثلاً حامد اور محمود نماز پڑھتے ہین اور حامد نے چھینک لی تو خالد نے جو خارج نماز تھا کہا یرحمک اللہ یہ سنکر حامد اور محمود دونون نے کہا آمین تو اس صورت مین نماز حامد کی فاسد ہوگی کہ اُسنے خود اپنے حق مین دعا کا جواب دیا اور محمود کی نماز فاسد نہوگی کہ غیر کے لیے آمین کہا کذا فی الطحطاوی **وجواب خبر سوء بالاسترجاع علی المذہب لانہ بقصد الجواب صار ککلام الناس** اور مفسد نماز ہو جواب خبر بد کا دینا انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر موجب قوی مذہب کے اسلیے کہ یہ جملہ پڑھنا جواب کے ارادہ سے مثل لوگون کے کلام کے ہوگیا ہم علی المذہب کی قید سے ظہیریہ کے قول کا رد ہوا کہ اُسمین عدم فساد کی تصحیح کی ہو اور یہ **تصحیح** مخالف متون اور شروح کے ہو کذا فی الحلیۃ والبحر **وکذا لفسدہا کل ما قصد بہ الجواب کان قیل أمع اللہ الٰہ فقال لا الٰہ الا اللہ او مالک فقال الخیل والبغال والحمیر او من این جئت فقال وبیر معطلۃ وقصر مشید** اور اسیطرح فاسد کرتا ہو نماز کو ہر ایک جملہ جس سے نمازی نے قصد کیا ہو جواب دینے سائل کا اگرچہ وہ جملہ قرآن کا ہو مثلاً اگر کہا گیا کہ کیا ہو خدا کے ساتھ کوئی معبود تو نمازی نے جواب مین کہا لا الٰہ الا اللہ یعنی کوئی معبود نہین سوا خدا تعالیٰ کے یا کسی نے کہا کہ تیرا مال کیا ہو تو نمازی نے کہا کہ گھوڑے اور خچر اور گدھے یا کسی نے کہا تو کہان سے آیا تو نمازی نے کہا اور کنوئین بیکار اور محل گچگیری کے تو ان صور تو نمین نماز فاسد ہو جائیگی ہم نماز کا فاسد ہونا استرجاع یا ان قرآن کے جملون سے طرفین کے نزدیک ہو نہ ابو یوسف کے امام ابی یوسف کے نزدیک جو جملہ متضمن ثنا ہو یا قرآنین کا ہو وہ نیت سے نہین بدلتا یعنی ثنا یا قرآن ہی رہتا ہو اور طرفین کے نزدیک بدل جاتا ہو یعنی کلام ہو جاتا ہو اور قصد جواب کی قید کا فائدہ شارح آگے بیان کریگا **او الخطاب کقولہ لمن اسمہ یحیی او موسیٰ یا یحیی خذ الکتاب بقوۃ او ما تلک بیمینک یا موسیٰ مخاطبا لمن اسمہ ذلک او لمن بالباب ومن دخلہ کان آمنا** یا قصد کیا جاے اُس جملے سے خطاب تب بھی مفسد ہوگا جیسے نمازی کا کہنا اُس شخص سے جسکا نام یحییٰ ہو یہ آیت (یا یحیی خذ الکتاب بقوۃ) یعنی اے یحییٰ پکڑ کتاب کو زور سے یا جسکا نام موسیٰ ہو اُسکو یہ کہنا (ما تلک بیمینک یا موسیٰ) یعنے اور کیا ہو تیرے داہنے ہاتھ مین اے موسیٰ یہ آیتین کہے مخاطب ہو کر اُسسے جسکا نام یہ ہو یعنی یحییٰ یا موسیٰ یا دروازے پر والے شخص سے یہ کہنا کہ جو کوئی اسمین داخل ہوگا وہ بخوف ہوگا ہم خطاب کی صورت مین سب کے نزدیک نماز فاسد ہوتی ہو امام ابو یوسف بھی خطاب کیصورت مین قرآن کو لوگون کے کلام مین تصور کرتے ہین کیونکہ قرآن اُس شخص کے خطاب کے لیے موضوع نہین جسکے لیے نمازی خطاب کرتا ہو کذا فی الشامی **فروع** مسائل ملحقہ شارح کے **سمع اسم اللہ تعالیٰ فقال جل جلالہ او النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلی علیہ او قراءۃ الامام فقال صدق اللہ ورسولہ تفسد ان قصد جوابہ** نمازی نے خدا تعالیٰ کا نام سنکر کہا جل جلالہ یعنی بڑی ہو بزرگی اُسکی یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنا اور آپ پر درود پڑھا یا امام کی قرارت سُنی اور کہا سچ کہا اللہ نے اور اُسکے رسول نے تو ان کلمات سے نماز فاسد ہوگی اگر متکلم کے جواب کا قصد

کیا ہو گا ہم یعنی اگر بقصد تعظیم اور ثنا کے کہیگا تو نماز فاسد نہو گی اور کہنا اسقدر معتبر ہے کہ اپنے آپ سن لے اور اگر ایسی طرح کہا کہ خود بھی نہ سنا تو نماز فاسد نہو گی کذا فی الشامی الطحطاوی
ولو سمع ذکر الشیطان فلعنہ تفسد وقیل لا اور اگر نمازی نے ذکر شیطان کا سنا اور اسکو لعنت کیا تو نماز فاسد ہوگی اور قول ضعیف یہ ہے کہ فاسد نہو گی ولو حوقل لدفع الوسوسۃ
ان لامور الدنیا تفسد لا لامور الآخرۃ اور اگر نمازی نے لاحول پڑھی وسوسہ کے دور ہونیکے لیے تو اگر امور دنیا کے لیے دفع وسوسہ ہے تو فاسد ہوگی نہ امور آخرت کے
لیے ولو سقط شیء من السطح فبسمل او دعی لاحد او علیہ فقال آمین تفسد اور اگر چھت میں سے کوئی چیز گری سو نمازی نے کہا بسم اللہ یا کسی کے لیے دعاء خیر یا دعاء بد ہوئی
اور نمازی نے کہا آمین تو نماز فاسد ہوگی ولا تفسد فی الکل عند الثانی والصحیح قولہما عملا بقصد المتکلم اور نہیں فاسد ہوتی ہے نماز کل صورتوں میں امام ابو یوسف کے نزدیک اور صحیح قول
طرفین کا ہے بسبب عمل کرنیکے متکلم کے قصد پر ہم چونکہ الفاظ گذشتہ یا قرآن میں یا ثنا اور یہ دونوں بجز خطاب کی صورت میں ابو یوسف کے نزدیک قصد متکلم سے متغیر نہیں ہوتے
اسلیے نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن شیطان کو لعنت کرنے میں اگر ان الفاظ کو ذکر کیا جو قرآن میں ہیں تب تو شارح کا قول بجا ہے اور اگر دوسرے الفاظ سے لعنت کیا تو وہ جملہ
نہ ثنا ہو گا نہ قرآن تو ظاہر امام ابو یوسف کے نزدیک بھی فاسد ہوگی مگر کوئی محشی اسکے درپے نہیں ہوا ہے ولو امتثل امر غیرہ فقیل لہ تقدم فتقدم او دخل فرجۃ الصف احد فوسع لہ
فسدت بل یمکث ساعۃ ثم یتقدم برأیہ قہستانی معزیا للزاہدی ومر ویاتی فتنبہ بہا تنک کہ اگر نمازی اپنے غیر کا امر مانیگا مثلا اس سے کسی نے کہا کہ آگے بڑھ اور وہ آگے
بڑھ گیا یا جماعت کے فرجہ میں کوئی گھسا اور نمازی نے اسکو جگہ دی تو اسکی نماز فاسد ہو جائیگی بلکہ ایک ساعت توقف کرے پھر اپنی تجویز سے آگے بڑھے کذا فی القہستانی
منسوب بزاہدی اور یہ مسئلہ باب امامت میں گذر گیا اور آگے آویگا تو خبردار رہنا وقید بقصد الجواب لانہ لو لم یرد جوابہ بل اراد اعلامہ بانہ فی الصلوۃ لا تفسد اتفاقا ابن ملک
وملتقی اور ماتن نے فساد نماز میں ان جملوں سے قید جواب کے قصد کی لگائی اسلیے کہ اگر نمازی جواب متکلم کا ارادہ نہ کریگا بلکہ یہ جتانا چاہیگا کہ میں نماز کے اندر ہوں
تو نماز باتفاق فاسد نہو گی بیان کیا ہے اسکو ابن ملک نے اور مصرح ہے ملتقی میں وفتحہ علی غیر امامہ الا اذا اراد التلاوۃ اور مفسد نماز ہے نمازی کا لقمہ دینا اپنے امام کے سوا
دوسرے شخص کو یعنی قراءت میں رکنے والیکو بتانا مگر جس صورت میں کہ ارادہ کرے تلاوت کا نہ تعلیم کا تو مفسد نہو گا ہم یہ صورت شامل ہے مقتدی کے ایک دوسرے کے
بتانے کو یا یہ کہ مقتدی منفرد کو بتادے یا بالعکس یا یہ کہ نمازی اس شخص کو بتادے جو نماز نہیں پڑھتا ہے تو ہر صورت بتانیوالیکی نماز فاسد ہوگی کیونکہ بتانا تعلیم ہے بدون حاجت
کے جو نماز کا منافی ہے وکذا الاخذ الا اذا تذکر فتلا قبل تمام الفتح اور اسیطرح مفسد نماز ہے لقمہ کا لینا نمازی کا مگر جبکہ نمازی خود یاد کرکے پڑھے پہلے پورا ہونے لقمہ دینے کے تو
مفسد نہو گا یعنی اگر نمازی کو دوسرا شخص بتادے تو اگر وہ اسکا بتایا ہوا پڑھیگا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر ہنوز بتانیوالا بتا نہ چکا تھا کہ خود یاد آگیا اور پڑھا تو فاسد نہو گی
بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقا لفاتح وآخذ بکل حال الا اذا سمعہ المؤتم من غیر مصل ففتح بہ تفسد صلوۃ الکل بخلاف لقمہ دینے نمازی کے اپنے امام کو کہ وہ مفسد
نماز نہیں مطلقا یعنی نہ لقمہ دینے والیکی نماز کا مفسد ہے نہ لینے والیکی نماز کا ہر حال میں یعنی برابر ہے کہ امام اسقدر پڑھ چکا ہو جس سے نماز درست ہو جاتی ہے یا نہ پڑھ چکا ہو ایک
آیت سے دوسری کی طرف چلا گیا ہو یا نہیں لقمہ دینا پہلے ہی بار ہو یا دوسری تیسری بار کسیطرح مفسد نماز نہیں ہاں اگر مقتدی نے کسی نماز پڑھنے والے سے لقمہ کو سنکر
اپنے امام کو بتایا اور امام نے لے لیا تو سب کی نماز فاسد ہوگی ہم اسلیے کہ جب مقتدی نے خارج آدمی کا بتایا ہوا لیا تو اسکی نماز فاسد ہو گئی اب اگر امام کو بتاویگا اور وہ لیگا
تو امام کی نماز فاسد ہوگی اور اسکے فساد کی جہت سے سب کی نماز باطل ہوگی کذا فی الشامی حلبی نے کہا کہ غیر مصلی سے یہ مراد ہے کہ مقتدی جس نماز کو پڑھتا ہے اسمیں اسکا شریک نہو
خواہ دوسری پڑھتا ہو یا بالکل کوئی نہ پڑھتا ہو وینوی الفتح لا القراءۃ اور لقمہ دینے والا مقتدی نیت بتانے کی کرے نہ قراءت کی کیونکہ قراءت پیچھے امام کے ممنوع ہے ہم لقمہ دینا
ہم مقتدی کے حق میں فورا لقمہ دینا مکروہ ہے بلکہ توقف کرے تاکہ امام دوبارہ پڑھ کر خود نکال لے اسیطرح امام کے حق میں مکروہ ہے کہ قراءت میں نماز کے اور الجھے کہ مقتدی کو
بتانا ہی پڑے بلکہ اسکو چاہیے کہ متشابہ کو چھوڑ کر دوسری آیت پڑھنے لگے جسکے ملانے سے معنی نہ بگڑتے ہوں یا دوسری سورۃ شروع کردے یا اگر قراءت بقدر واجب
پڑھ چکا ہو تو رکوع کردے کذا فی الشامی ولو جری علی لسانہ نعم او آری ان کان یعتادہا فی کلامہ تفسد لانہ من کلامہ والا لا لانہ قرآن اور اگر نمازی کی زبان سے
نعم یا آری نکل گیا تو اگر اس کلمہ کا عادی ہو یعنی گفتگو میں یعنی اسکا تکیہ کلام ہو تو نماز فاسد ہوگی اسلیے کہ یہ الفاظ منجملہ اسکے کلام کے متصور ہونگے اور اگر تکیہ کلام نہیں

تو نماز فاسد نہو گی کیونکہ لفظ قرآن ہو شامی نے کہا کہ جو لوگ اس بات کے قائل ہین کہ قرآن نظم الفاظ و معانی دونون کا نام ہو اُنکے قول کے بموجب آرے قرآن نہین ہو سکتا
واکلہ وشربہ مطلقا ولو سمسمۃ ناسیا الا اذا کان بین اسنانہ ماکول دون الحمصۃ کما فی الصوم ہو الصحیح قالہ الباقانی **فابتلعہ** اور مفسد نماز ہو کھانا نمازی کا اور پینا اُسکا مطلقا
یعنی تھوڑا یا بہت دانستہ ہو یا بھولکر اگرچہ ایک تل ہی کھائے بھولکر یا ایک قطرہ پانی کا بھولکر پی جاے تب بھی مفسد نماز ہو مگر اُس صورتمین کہ نمازی کے دانتون کے درمیان کوئی
کھانے کی چیز ہو اور اُسکو نگل جاے تو نماز فاسد نہو گی شارح نے کہا کہ دانتون کے اندر چیز چنے سے کم ہو جیسا کہ روزہ مین ہو کہ اگر اسقدر دانتون کے درمیان سے نگل جائیگا تو روزہ
نہ جائیگا یہی قول صحیح ہو کہا ہو اُسکو باقانی نے شرح ملتقی مین اما المضغ فمفسد کسکر فی فیہ یبتلع ذوبہ اور چابنا تو مفسد ہو جیسے شکر نمازی کے مُنھ مین کہ گھلی ہوئی کو نگلتا ہو شامی
نے کہا کہ چابنے سے مراد یہ ہو کہ زیادہ چابے یعنی تین بار یا اکثر اور اس عبارت سے شارح نے یہ فائدہ ظاہر کیا کہ مفسد نماز یا تو چابنا ہو یا خود ماکول کا پیٹ مین پہونچنا یعنی
صرف مزہ کسی چیز کا مفسد نماز نہین مثلاً اگر کسی نے شکر کی ڈلی نگل کر نماز کی نیت کی اور اُسکی مٹھائی مُنھ مین باقی ہو تو اُسکے نگلنے سے نماز فاسد نہو گی **ولیفسدہا انتقالہ من**
صلوۃ الی مغایرتہا ولو من وجہ حتی لو کان منفردا فکبر ینوی الاقتداء او عکسہ صار مستانفا بخلاف نیۃ الظہر بعد رکعۃ الظہر الا اذا تلفظ بالنیۃ فیصیر مستانفا مطلقا اور فاسد
کرتا ہو نماز کو جانا نمازی کا ایک نماز سے اُسکی غیر مین اگرچہ غیر ہونا کسی اعتبار سے ہو یہانتک کہ اگر اکیلا نماز پڑھتا ہو پھر اللہ اکبر کہہ کر نیت اقتدا کرے یا اسکا عکس ہو یعنی مقتدی ہو
اور تکبیر سے نیت تنہا پڑھنے کی کرے تو از سرنو پڑھنے والا ہو جائیگا یعنی جس نماز کو اول شروع کیا تھا وہ فاسد ہو جائیگی مثلاً فجر کی نماز پڑھتا تھا ایک رکعت کے بعد جو اللہ اکبر کہا اُس
سے نیت عصر کی کرلی تو فجر کی نماز فاسد ہو جائیگی بخلاف نیت ظہر کے بعد ایک یا دو رکعت ظہر کے یعنی اگر ایک ہی نماز کی نیت دوبارہ کی تو پہلی نماز فاسد نہو گی مثلاً ظہر کی نماز پڑھتا تھا
ایک رکعت کے بعد پھر اُسی ظہر کی نیت کی تو اول رکعت باطل نہو گی مگر اُس صورتمین کہ نیت کے الفاظ مُنھ سے کہے تو اس صورتمین از سرنو پڑھنے والا ہو جائیگا مطلقاً یعنی خواہ
غیر نماز کی نیت کرے خواہ اُسیکی کرے تلفظ نیت سے پہلی نماز فاسد ہو گی کیونکہ نیت کا تلفظ کلام ہو اور کلام نماز کا مفسد ہو کذا فی الشامی **وقراءتہ من مصحف** ای ما فیہ قرآن مطلقاً
لانہ تعلم اور مفسد نماز ہو نمازی کا پڑھنا مصحف کو دیکھکر یعنی جسمین قرآن لکھا ہو خواہ مصحف ہو یا محراب ہو اُسمین سے دیکھکر پڑھنا مفسد ہو مطلقاً خواہ تھوڑا پڑھے یا بہت امام ہو
یا منفرد بدون دیکھے پڑھنا اُسکو ممکن ہو یا نہین ہر صورتمین مفسد ہو اسلیے کہ یہ پڑھنا تعلیم ہو امام اعظم کے نزدیک دیکھکر پڑھنے مین وجہ فساد کی دو طرح سے ذکر کیگئی اول جو ضعیف ہے
وہ یہ ہو کہ اسمین قرآن کا اُٹھانا اور اُسکو دیکھنا اور ورق لوٹنا پڑتا ہو یہ عمل کثیر ہو اور دوسری وجہ جو کافی نے بتبعیت سرخسی تصحیح کی ہو یہ ہو کہ اسطرح پڑھنا تعلم ہو یعنی گویا قرآن
سکھاتا جاتا ہو اور نمازی سیکھتا ہو اور تعلم و تعلیم نماز کی مفسد ہو کذا فی الشامی الا اذا کان حافظا لما قرأہ وقرأ بلا حمل ہان اگر حافظ ہو اُسکا جسکو دیکھکر پڑھا اور بدون قرآن اُٹھانے
کے پڑھا تو اس صورتمین نماز فاسد نہو گی کیونکہ دونون وجہین فساد کی اس صورتمین مفقود ہین وقیل لا تفسد الا بآیۃ استظہرہ الحلبی اور ایک قول یہ ہو کہ نماز فاسد نہو گی مگر
ایک آیت سے اور ظاہر کہا ہو اسکو حلبی نے یعنی اسوجہ سے کہ ایک آیت سے امام کے نزدیک نماز جائز ہوتی ہو وجوزہ الشافعی بلا کراہۃ وہما بہا للتشبیہ باہل الکتاب ای ان قصدہ
فان التشبہ بہم لا یکرہ فی کل شیٔ بل فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبہ کما فی البحر اور جائز رکھا ہو دیکھکر پڑھنا امام شافعی نے بدون کراہت کے اور صاحبین نے اُسکو جائز
رکھا ہو کراہت کے ساتھ بسبب مشابہت اہل کتاب کے کہ وہ بھی نماز مین توریت و انجیل دیکھکر پڑھتے ہین یعنی اگر نمازی قصد تشبہ کا کریگا تو کراہت ہو گی کیونکہ
مشابہ ہونا اہل کتاب سے ہر چیز مین مکروہ نہین مثلاً کھانا اور پینا اور دوسری ضروریات بدنی مسلمانون اور اہل کتاب مین یکسان ہین تو مشابہت سے کچھ حرج نہین
بلکہ بُری بات مین مشابہت مکروہ ہو اور اُس چیز مین مکروہ ہو جس سے قصد مشابہ ہونیکا کیا جاے چنانچہ بحر الرائق مین ہو **ولیفسدہا کل عمل کثیر لیس من اعمالہا ولا لاصلاحہا**
اور فاسد کرتا ہو نماز کو ہر عمل کثیر جو نماز کے اعمال مین سے نہو اور نہ نماز کی اصلاح کے لیے ہو ہم نماز کے اعمال مین سے نہو یعنی اگر مثلاً رکوع یا سجدہ زیادہ کرلیا تو یہ مفسد نہو گا اگرچہ
عمل کثیر ہو مگر نماز کے اعمال مین سے ہو اسیطرح صلاح کے لیے عمل کثیر مفسد نہین جیسے بے وضو ہو جانے سے وضو کو جانا کذا فی الشامی وفیہ اقوال خمسۃ اصحہا ما لا یشک بسببہ
الناظر من بعید فاعلہ انہ لیس فیہا اور عمل کثیر کی تعریف مین پانچ قول ہین اُنمین سے صحیح تر یہ ہو کہ عمل کثیر وہ ہو کہ جسکے سبب سے دور کا دیکھنے والا اُسکے کرنیوالیکو اس بات
مین تردد نکرے کہ وہ نماز کے اندر نہین ہم دور سے دیکھنے والے سے یہ مراد ہو کہ جسکے سامنے نماز شروع نکی ہو حاصل یہ کہ عمل کثیر وہ ہو کہ اُسکا کرنیوالا دیکھنے والے کی نظر مین

فی مشابہت اہل کتاب کی ہر چیز مین مکروہ نہین ۱۲

بظن غالب معلوم ہو کہ نماز نہین پڑھتا یہ ایک قول ہوا اور دوسرا قول یہ ہے کہ جو کام عادت مین دو ہاتھون سے کیا جاتا ہو وہ کثیر ہے اگرچہ نمازی اُسکو ایک ہاتھ سے کرے جیسے پگڑی
یا پاجامہ کا باندھنا اور جو ایک ہاتھ سے کیا جاتا ہو وہ قلیل ہے اگرچہ نمازی دو ہاتھون سے کرے جیسے ٹوپی کا پہننا یا اُتارنا تیسرا قول یہ ہے کہ تین حرکتین متصل بہم کثیر ہین ورنہ
قلیل چوتھا قول یہ ہے کہ عمل کثیر وہ ہے کہ کرنیوالے کا مقصود ہو یعنی جسکے لیے جداگانہ مجلس کرتا ہو پانچوان قول یہ ہے کہ عمل کثیر وہ ہے جسکو نمازی خود بہت سمجھے کذا فی الشامی مختصراً
وان شک انہ فیہ ام لا فقلیل لکنہ یشکل بمسئلۃ المس والتقبیل فتأمل اور اگر دیکھنے والا تردد کرے کہ کام کرنیوالا نماز مین ہے یا نہین تو وہ عمل قلیل ہے لیکن مشکل پڑتی ہے مسئلہ چھونے
اور بوسہ لینے سے سو اسکو سوچ لے ہم صورت مس اور تقبیل کی یہ ہے کہ ایک عورت نماز پڑھتی ہے اُسکے شوہر نے اُسکو شہوت سے چھو دیا خواہ بدون شہوت کے اُسکا بوسہ لیا تو نماز
عورت کی فاسد ہو جاتی ہے حالانکہ عورت سے اس صورت مین کوئی فعل سرزد نہین ہوا چنانچہ یہ مسئلہ مع اسکے جواب کے شارح فروع مین ذکر کریگا فلا تفسد برفع یدیہ فی تکبیرات الزوائد
علی المذہب وما روی من الفساد فشاذ پس نہین فاسد ہوتی ہے نماز نمازی کے اُٹھانے سے دونون ہاتھون کو رکوع کرنیکے وقت اور اُس سے سر اُٹھانے کے وقت مذہب قوی کے بموجب
اور جو فساد کہ روایت کیا گیا ہے وہ مخالف ہے روایت اور درایت کے ہم طحطاوی نے کہا کہ تکبیرات زوائد سے مراد رکوع کرنیکا اور اُس سے سر اُٹھانے کا وقت ہے اور انکو تکبیرات زوائد
کہنا خلاف اصطلاح فقہا ہے اسلیے کہ فقہا کی اصطلاح مین تکبیرات عیدین کو زوائد کہتے ہین اور روایت فساد وہ ہے جو مکحول نے حضرت آدم سے کی ہے کہ رکوع کے وقت اور اُس سے
سر اُٹھانے کے وقت ہاتھون کا مفسد ہے اور وجہ اسکے شاذ ہونے کی یہ ہے کہ عمل کثیر صحیح قول کے بموجب وہ ہے جو دیکھنے والے کی نظر مین معلوم ہو کہ اسکا کرنیوالا نماز مین نہین وہ کہ دونون
ہاتھون سے کیا جائے کذا فی الشامی ویفسدہا سجودہ علی نجس وان اعادہ علی طاہر بخلاف یدیہ ورکبتیہ علی الظاہر اور فاسد کرتا ہے نماز کو سجدہ کرنا نمازی کا ناپاک چیز پر اگرچہ اُسکو پاک چیز پر
دُہرا لیا ہو بخلاف دونون ہاتھون اور گھٹنون کے کہ اگر انکو نجس پر رکھا ہوگا تو نماز فاسد نہوگی ظاہر روایت پر ہم فساد نماز سجدہ کی صورت مین قول طرفین کا ہے اور ابو یوسف کے نزدیک
صرف سجدہ فاسد ہوتا ہے نہ نماز اسلیے اگر طاہر چیز پر پھر سجدہ کریگا تو ابو یوسف کے نزدیک نماز صحیح ہو جائیگی اور طرفین کے نزدیک جب بھی صحیح نہین کیونکہ انکے نزدیک نماز قابل قسمت نہین
جب اُسکا ایک جز فاسد ہوا کل فاسد ہوگئی اور ہاتھون اور گھٹنون کے مسئلہ مین عدم فساد اس جہت سے ہے کہ انکا زمین پر رکھنا نماز مین شرط نہین کذا فی الشامی ویفسدہا اداء رکن حقیقۃ
اتفاقاً او تمکنہ منہ بسنتہ وہو قدر ثلث تسبیحات مع کشف عورۃ او نجاسۃ مانعۃ او وقوع زحمۃ فی صف نساء او امام امام عند الثانی وہو المختار فی الکل لانہ الاحوط قالہ الحلبی اور فاسد
کرتا ہے نماز کو حقیقت مین ادا کرنا ایک رکن کا باتفاق امام ابو یوسف اور محمد کے یا قادر ہونا نمازی کا ادائے رکن پر موافق سنت کے یعنی بقدر تین دفعہ سبحان اللہ کہنے کے توقف
کرنا فاسد کرتا ہے امام ابو یوسف کے نزدیک برہنگی کے کھلے رہنے کے ساتھ یا نجاست نماز کی مانع کے لگجانے کی صورتین یا بھیڑ کے باعث عورتون کی صف مین جا پڑنے یا امام سے آگے
ہو جانے کی صورت مین اور یہی قول مختار ہے ان سب مسئلون مین کیونکہ زیادہ احتیاط والا ہے بیان کیا ہے اسکو حلبی نے ہم حاصل یہ کہ اگر نمازی کی برہنگی بقدر ربع عضو کہ مانع نماز ہے
کھل گئی پس اگر حقیقت مین اُسنے کوئی رکن ادا کر لیا تب تو ابو یوسف اور محمد دونون کے نزدیک نماز فاسد ہوگی اور اگر واقع مین ادا نہین کیا مگر اتنا عرصہ لگا کہ ادا کر سکتا تھا یعنی تین بار
سبحان اللہ کہنے کے موافق دیر لگی تو ابو یوسف کے نزدیک نماز فاسد ہو جائیگی اس سے معلوم ہوا کہ اگر اسقدر سے کم دیر تک برہنگی کھلیگی تو نماز کسی کے نزدیک فاسد نہوگی اور یہی حال ہے
اگر نجاست بدن پر لگ گئی یا اتفاقاً نجاست پر کھڑا ہو گیا یا عورتون کی صف مین کسیطرح سے جا پڑا یا امام سے آگے نکلگیا تو اگر ان صورتون مین کوئی رکن ادا کریگا تو بالاتفاق نماز فاسد
ہوگی اور اگر اتنا ٹھہرا کہ رکن ادا کر سکتا تھا تو ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہوگی طحطاوی نے کہا کہ زحمت کی قید اتفاقی ہے وصلوتہ علی مصلی مضرب نجس البطانۃ بخلاف غیر مضرب ومبسوط علی
نجس ان لم یظہر لون او ریح اور فاسد کرتا ہے نماز کو نماز پڑھنا نمازی کا سی ہوئی جانماز پر جسکا استر ناپاک ہو بخلاف بدون سی ہوئی کے اور بخلاف بچھی ہوئی کے ناپاک پر اگر رنگ یا بو نجاست کا
ظاہر نہو کہ اس صورت مین نماز فاسد نہوگی ہم یعنی اگر ناپاک زمین یا فرش وغیرہ پر کوئی پاک کپڑا بچھایا تو اگر کپڑا ایسا باریک ہے کہ اُسمین سے رنگ یا بو نجاست کی معلوم ہوتی ہے تو نماز درست
نہوگی اور اگر گاڑھا ہے تو درست ہوگی شامی نے کہا کہ باریک کپڑا اسجگہ حائل شمار نہوگا جہان نجاست سجدہ یا قوم کی جگہ ہوگی کیونکہ اس صورت مین سجدہ یا قیام نجاست پر ہوگا ورنہ
مطلق ہوگا اما مانعہ نماز نہین نجاست قریب ہو یا بعید وتحویل صدرہ عن القبلۃ اتفاقاً بغیر عذر اور فاسد کرتا ہے نماز کو پھیر لینا نمازی کا اپنے سینہ کو قبلہ کی جانب سے بالاتفاق
بدون عذر کے ہم شامی نے کہا کہ مُنہ کا پھیرنا مکروہ ہے نہ مفسد خواہ سارا مُنہ پھیرے یا تھوڑا فلو ظن حدثہ فاستدبر القبلۃ ثم علم عدمہ ان قبل خروجہ من المسجد لا تفسد

بعدہ فسدت پس اگر نمازی نے اپنا بیوضو ہونا گمان کیا اور قبلہ سے پشت پھیری بسبب عذر مذکور کے پھر جانا کہ حدث نہین ہی تو اگر یہ علم مسجد سے نکلنے کے پیشتر ہو تو نماز فاسد نہو گی اور اگر بعد نکلنے کے ہوگا تو فاسد ہوگی بسبب مختلف ہو جانے مکان نماز کے فروع مسائل لحقہ شارح کے مشی مستقبل القبلۃ ہل تفسد ان قدر صف ثم وقف قدر رکن ثم مشی و وقف کذلک وہکذا لا تفسد وان کثر مالم یختلف المکان وقیل لا تفسد حالۃ العذر مالم یستدبر القبلۃ استحسانا ذکرہ القہستانی نمازی چلا قبلہ کو منھ کیے تو نماز فاسد ہوگی یا نہین جواب اگر بقدر ایک صف کے چلا پھر ٹھہرا بقدر ایک رکن کے پھر چلا اور ٹھہرا اسیطرح یعنے ایک صف اور ایک رکن کی مقدار اور اسیطرح چلا گیا تو فاسد نہو گی اگرچہ بہت دفعہ چلا اور ٹھہرا ہو جبتک کہ مکان مختلف نہو گا یعنی اگر مسجد مین ہی تو جبتک مسجد سے باہر نہوا ہو گا اور جنگل مین ہی تو جبتک صفون سے باہر نہوا ہو گا فاسد نہو گی ورنہ فاسد ہو جائیگی جیسے ایک ہی دفعہ مین دو صفون کی مقدار چلنے سے فاسد ہوتی ہی کذا فی الشامی اور بعض فقہا نے کہا کہ حالت عذر مین چلنے سے نماز فاسد نہین ہوتی اگرچہ بہت چلے اور جگہ مختلف ہو جاے جبتک کہ قبلہ کیطرف پشت نکرے بوجہ استحسان کے ذکر کیا ہی اُسکو قہستانی نے طحطاوی نے کہا کہ قہستانی مین حالت غزو یعنی جہاد ہی نہ حالت عذر وہل یشترط فی المفسد الاختیار فی الخبازیۃ نعم وقال الحلبی لا اور کیا شرط ہی عمل مفسد مین نمازی کا قابو ہونا خبازیہ مین ہی کہ ہان شرط ہی اور حلبی نے کہا کہ عمل مذکور مین اختیار کا ہونا شرط نہین ہم طحطاوی نے کہا کہ ظاہر انہ مشروط ہونا معتمد ہی اسلیے کہ شارح اسی پر اگلا قول متفرع کرتا ہی فان من دفع او جذبتہ الدابۃ خطوات او وضع علیہا او اخرج من مکان الصلوۃ او مص ثدیہا ثلاثا او مرۃ ونزل لبنہا او مسہا بشہوۃ او قبلہا بدونہا فسدت کیونکہ جس نمازی کو دھکا لگا یا اُسکو سواری کے جانور نے کھینچا اور اس دھکے یا گھسیٹنے سے وہ چند قدم چلا یا اپنی جگہ سے اُٹھا کر سواری پر رکھ دیا گیا یا نمازی کی جگہ سے نکالدیا گیا یا نمازی عورت کی پستان تین بار چوسی گئی یا ایک بار چوسی گئی اور اُسکا دودھ اُترا یا مرد نے نمازی عورت کو شہوت سے چھوا یا بدون شہوت کے اُسکا بوسہ لیا تو سب صورتون مین نماز فاسد ہو گی حالانکہ عمل اختیاری کسی مین نہین پایا جاتا شامی نے کہا کہ شارح کو مناسب تھا کہ مسہا اور قبلہا کی جگہ مست اور قبلت بصیغہ مجہول کہتا جیسے اس سے اوپر کے افعال تھے لا لو قبلتہ ولم یشتہہا والفرق ان فی تقبیلہ معنے الجماع نہین فاسد ہو گی نماز مرد کی اگر عورت نے اُسکا بوسہ لیا اور مرد کو اُسکی خواہش نہ تھی اور فرق دونون مسئلون مین یہ ہی کہ مرد کے بوسہ لینے مین جماع کے معنی ہین ہم یعنی اگر عورت نماز پڑھتی تھی اور شوہر نے بوسہ لیا تو عورت کی نماز اسلیے فاسد ہوئی کہ فاعل جماع کا مرد ہوتا ہی تو جب دواعی جماع مین سے کوئی عورت کے ساتھ کریگا تو اُسکی نماز فاسد ہوجائیگی اور اگر مرد نماز پڑھتا ہو اور عورت نے بوسہ لیا تو عورت فاعل جماع کی نہین اسلیے اُسکی طرف سے دواعی کا پایا جانا داخل جماع نہین جبتک کہ مرد کو شہوت نہو کذا فی الشامی معہ حجر فرمی بہ طائرا لم تفسد ولو انسانا تفسد کضرب ولو مرۃ لانہ مخاصمۃ او تادیب او ملاعبۃ وہو عمل کثیر ذکرہ الحلبی نمازی کے پاس ایک پتھر ہی اُسنے اُسکو ایک پرند پر پھینکا تو نماز فاسد نہو گی اور اگر کسی انسان پر پھینکا تو فاسد ہو گی جیسے کسیکو مارنا اگرچہ ایک دفعہ ہی مارے اسلیے کہ مارنا یا پتھر پھینکنا انسان پر یا باہم خصومت ہی یا ادب دینا یا کھیل کرنا بہر حال عمل کثیر ہی ذکر کیا ہی اُسکو حلبی یعنے شارح منیہ نے ہم طحطاوی نے کہا کہ منیہ مین یون ہی کہ اگر پتھر زمین سے اُٹھا کر پھینکا تو نماز فاسد ہو گی اور اگر اپنے پاس سے پھینکا تو فاسد نہو گی تو اس سے ظاہرا پرند و انسان مین فرق نہین معلوم ہوتا اور اگر پاس سے پھینکنے کو عمل کثیر قرار دیجیے تو پرند پر پھینکنے سے بھی نماز فاسد ہو جائیگی بقی من المفسدات ارتدادہ بقلبہ باقی رہے مفسدات نماز سے اشیاء آئندہ اول مرتد ہونا نمازی کا اپنے دل مین یعنی نیت یا اعتقاد کفر کرنے سے نماز جاتی رہتی ہی وموت دوسرا مفسد نماز کا مرجانا ہی نمازی کا شامی نے کہا کہ اسکا ثمرہ اس مسئلہ مین معلوم ہوتا ہی کہ اگر بعد قعدۂ اخیرہ کے امام مرگیا تو نماز مقتدیون کی باطل ہو گئی نئے سرے سے اُنکو پڑھنی چاہیے وجنون واغماء اور مفسد نماز ہی جنون اور بیہوشی اور انکا حکم مفصل صلوۃ مریض کے آخر مین آویگا وکل موجب لوضوء او غسل اور مفسد نماز ہی ہر فعل موجب وضو کا یا غسل کا ہم شامی نے کہا کہ شارح نے بہ تبعیت صاحب نہر الفائق موجب وضو کو مفسد لکھ دیا حالانکہ ہر موجب وضو مفسد نماز نہین چنانچہ استخلاف اور بنا کے بیان مین مذکور ہو چکا کہ حدث اتفاقی سے نماز فاسد نہین ہوتی تو بہتر تھا کہ شارح یون کہتا کہ ہر حدث عمد مفسد ہوتا ہی وترک رکن بلا قضاء اور مفسد نماز ہی چھوڑنا کسی رکن کا بدون ادا کے مثلاً ایک سجدہ چھوڑ دیا اور سلام پھیرنے تک اُسکو ادا نہ کیا تو نماز فاسد ہو جائیگی او شرط بلا عذر یا مفسد نماز ہی چھوڑنا کسی شرط کا بدون عذر کے مثلاً وضو یا ستر عورت یا استقبال

قبلہ بلا عذر نکیا تو فاسد ہوگی اور عذر کے ساتھ ان باتون کا نکرنا مفسد نہین ومسابقۃ المؤتم برکن لم یشارکہ فیہ امامہ کان رکع ورفع راسہ قبل امامہ ولم یعدہ معہ او بعدہ وسلم مع الامام اور مفسد نماز ہی پہلے کرلینا مقتدی کا کسی رکن کو جسمین اُسکا امام اُسکا شریک نہوا ہو مثلاً مقتدی نے رکوع امام سے پیشتر کیا اور امام کے رکوع سے پیشتر اپنا سر اُٹھا لیا اور پھر اُس رکوع کو امام کے ساتھ یا اُسکے بعد دوبارہ نہ کیا اور امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو مقتدی کی نماز نہوگی ط طحطاوی نے کہا کہ امام کے ساتھ سلام پھیرنے کی قید کی کچھ حاجت نہین ومتابعۃ المسبوق امامہ فی سجود السہو بعد تاکد انفرادہ اما قبلہ فیجب متابعتہ اور مفسد نماز ہی پیروی کرنا مسبوق کا اپنے امام کو سجدۂ سہو مین بعد مستحکم ہونے انفراد مسبوق کے اور پیشتر مستحکم ہونے انفراد کے تو متابعت واجب ہی صورت مسئلہ کی یہ ہی کہ مسبوق امام کے سلام پھیرنے سے پیشتر یا بعد مثلاً اُٹھ کھڑا ہوا اور ایک رکعت پڑھ چکا یعنی سجدہ رکعت مذکور کا کرلیا اُسوقت امام نے سجدہ سہو کیا تو اب مسبوق اگر اس سجدہ مین امام کا شریک ہوگا تو اسکی نماز فاسد ہو جائیگی کیونکہ محل انفراد مین اقتدا کرنا مفسد ہی ہان جبتک اُسنے رکعت جداگانہ کا سجدہ نہین کیا تب تک انفراد پختہ نہین ہوا اسوقت اگر امام سجدہ سہو کرے تو مسبوق پر متابعت واجب ہی وعدم اعادتہ الجلوس الاخیر بعد اداء سجدۃ صلبیۃ او تلاویۃ تذکرہا بعد الجلوس اور مفسد نماز ہی دوبارہ نکرنا نمازی کا قعدہ اخیرہ کو بعد ادا کرنے سجدہ نماز یا سجدہ تلاوت کے جو یاد آیا ہو بعد قعدہ کے کیم اسلیے کہ سجدہ صلبی اور سجدہ تلاوت سے قعدہ باطل ہو جاتا ہی تو اگر دوبارہ نکریگا تو ایک رکن نماز کا یعنی قعدۂ اخیرہ چھوٹ جاویگا اور نماز فاسد ہو جائیگی طحطاوی نے کہا کہ یہ صورت ترک رکن مین داخل ہی اسکو جدا لکھنا ضرور نہ تھا وعدم اعادۃ رکن اداہ نائما اور مفسد نماز ہی دوبارہ نکرنا نمازی کا اُس رکن کو جسکو سونے کی حالت مین ادا کیا م طحطاوی نے کہا یہ صورت ترک شرط مین داخل ہی یعنی نمازی کا ادا کرنا حالت اختیار مین شرط نماز ہی اور سونے کی حالت مین یہ شرط چھوٹ جاتی ہی لیکن مترجم کے نزدیک ترک شرط مین بلا عذر کی قید تھی وہ یہان متحقق نہین اسلیے یہ صورت جدا ہی وقہقہۃ امام المسبوق بعد الجلوس الاخیر اور مفسد نماز ہی کھلکھلا کر ہنسنا مسبوق کے امام کا بعد قعدہ اخیرہ کے یعنی اگر امام قدر تشہد کے بعد قعدہ اخیرہ مین زور سے ہنس پڑیگا تو اسکی نماز اور مدرک کی نماز پوری ہو جائیگی مگر مسبوق کی نماز فاسد ہو جائیگی کہ یہ فعل امام کا اسکی نماز کے درمیان مین واقع ہوگا چنانچہ اسکی تفصیل پہلے باب مین گذر گئی ومنہا مد الہمزۃ فی التکبیر کما مر اور ایک مفسد نماز کا ہمزہ کا کھینچنا ہی اللہ اکبر کہنے مین چنانچہ پیشتر گذرا ہی یعنی اللہ اکبر رکوع اور سجدہ کے لیے بہمزہ اگر کہیگا تو نماز فاسد ہو جائیگی اور تکبیر تحریمہ مین تو سرے سے نماز کا شروع ہی صحیح نہین فساد تو شروع کے بعد ہوا کرتا ہی کذا فی الشامی ومنہا القراءۃ بالالحان ان غیر المعنی والا لا الا فی حرف مد ولین اذا فحش والا لا بزازیۃ اور ایک مفسد نماز ہی قرات کا پڑھنا الحان سے یعنی زیر و زبر پیش کو نغمون کی رعایت سے بڑھا کر پڑھنا کذا فی فتح القدیر الحان سے پڑھنا مفسد ہی اگر معنی کو بدل دے مثلاً رَبِّ العلمین کو رَآب العلمین پڑھے اور اگر معنی نہ بدلین تو مفسد نہین مگر حروف مد اور لین مین اگر حد سے زیادہ الحان آ جائیگا تو باوجود معنی نہ بدلنے کے نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر حد سے زیادہ نہوگا تو نماز فاسد نہوگی کذا فی البزازیہ وای تین حرف علت کے حروف کہلاتے ہین انکے پہلے کی حرکت اگر انکے موافق ہوتی ہی یعنی واو کے پہلے پیش اور الف کے پہلے زبر اور یے کے پہلے زیر ہو تو انکو حروف مد کہتے ہین اور اگر ناموافق حرکت ہو یعنی واو کے پیشتر یا یے کے پہلے زبر ہو مثلاً تو حرف لین کہلاتے ہین تو حرف لین صرف دو ہین کیونکہ الف سے پہلے سوائے زبر کے اور کچھ نہین ہوتا غرضکہ حروف علت مین اشباع زائد از حد مفسد نماز ہی ومنہا زلۃ القاری اور ایک نماز کا مفسد قاری کی لغزش یعنی غلط پڑھنا ہی ہم جاننا چاہیے کہ قرات مین غلطی سے نماز فاسد ہونے کے چند قاعدے ہین کہ اگر انکو جان لیا جاے تو حکم ہر غلطی کا معلوم ہو سکتا ہی کہ اُس سے نماز فاسد ہوئی یا نہین تو ان قواعد کے ضبط کرنے کے لیے ہم کہتے ہین کہ غلطی یا تو اعراب مین ہوگی یعنی زیر زبر پیش سکون مین اور اسی مین داخل ہی مشدد کو تخفیف سے پڑھنا اور اسکا عکس اور مد والیکو قصر سے پڑھنا اور اسکا عکس یا غلطی حروف مین ہوگی یعنے ایک حرف کی جگہ دوسرے کو ادا کرنا یا کسی حرف کا زیادہ کرنا یا کم کرنا یا مقدم موخر کرنا یا غلطی کلمات مین ہوگی کہ ایک کلمہ کی جگہ دوسرے کو پڑھنا یا زیادہ کم کرنا یا مقدم موخر کرنا یا غلطی جملون مین ہو اسیطرح یا غلطی وقف مین ہو کہ وصل کی جگہ وقف کیا جاے اور وقف کی جگہ وصل اب متقدمین کے نزدیک قاعدہ یہ ہی کہ جس غلطی سے معنی ایسے بگڑ جائین کہ اُنکا اعتقاد کرنا کفر ہوتا ہو تو اُس غلطی سے نماز فاسد ہو جائیگی خواہ

کسی قسم کی غلطی ہو اور اگر غلطی سے معنی ایسے نہین بگڑتے جنکا اعتقاد کفر ہو لیکن بہت کی تبدیل معنون مین آجاتی ہی جیسے ہذا الغراب کی جگہ ہذا الغبار پڑھنا یا
بالکل بیمعنی لفظ ہو جاتا ہی جیسے سرائل پڑھنا سرائر کی جگہ تو اس صورت مین بھی نماز فاسد ہو جاتی ہی اور اگر غلطی سے معنون مین بہت تبدیل نہین ہوتی مگر مطلب سے
دور پڑجاتے ہین، تو اس صورت مین دیکھنا چاہیے کہ ویسا لفظ قرآن مین ہی یا نہین اگر نہین ہی تب بھی نماز فاسد ہو گی اور اگر قرآن مین وہ لفظ ہے تو
طرفین کے نزدیک نماز فاسد نہو گی اور یہی قول احوط ہی اور ابو یوسف کے نزدیک فاسد نہو گی اور اگر غلطی سے معنی نہ بگڑین اور ویسا لفظ قرآن مین نہو تو نماز طرفین
کے نزدیک فاسد نہو گی جیسے قوامین کی جگہ قیامین پڑھنا کہ دونون کے معنی ایک ہین حالانکہ قیامین قرآن مین نہین اور ابو یوسف کے نزدیک نماز فاسد ہو جائیگی
یہ قاعدے متقدمین کے ہین اور ابن مقاتل اور ابن سلام اور اسماعیل زاہد اور ابو بکر بلخی اور ہندوانی اور حلوانی وغیرہ متاخرین کا اسپر اتفاق ہی کہ اعراب مین
غلطی کرنی کسیطرح کی ہو نماز کی مفسد نہیں، اگرچہ اُسکا اعتقاد کفر ہو کیونکہ اکثر آدمی اعراب کی تمیز نہین کرسکتے اور اگر غلطی حرف کی تبدیل مین ہو تو اگر دونون
حرفون مین فرق بآسانی معلوم ہو سکتا ہو مثلاً ص کی جگہ ط پڑھنا تو متاخرین کا اتفاق ہی کہ نماز کا مفسد ہی اور اگر فرق مشکل سے معلوم ہوتا ہو جیسے ض کی جگہ
س پڑھنا تو اکثر کے نزدیک نماز فاسد نہین ہوتی لیکن متاخرین کے قواعد منضبط نہین اسلیے نماز کے باب مین متقدمین کا قول اختیار کرنے مین زیادہ احتیاط ہی
کہ اُنکے قواعد بھی درست ہین اور اکثر فروع فتاوون مین اُنھین کے قول پر محمول ہین کذا فی الشامی عن شرح المنیہ فلو فی اعراب او تخفیف مشدد وعکسہ او بزیادۃ حرف
فاکثر نحو الصراط الذین او بوصل حرف بکلمۃ نحو ایاک نعبد او بوقف وابتداء لم تفسد وان غیر المعنی بہ یفتی بزازیۃ پس اگر غلطی اعراب مین ہو جیسے نعبد کی ب کو زبر پڑھنا
یا تخفیف سے پڑھنے مین مشدد کے جیسے قُتِّلوا کی جگہ قُتِلوا پڑھنا اور مشدد پڑھنے مین مخفف کے جیسے اَغْنینا کو اَغنّینا پڑھنا یا غلطی ہو ایک حرف یا زیادہ کے
بڑھا دینے کی جیسے الصراط الذین بجاے صراط الذین کے یعنی الف اور لام کی زیادتی سے پڑھنا یا غلطی ہو ایک حرف کے ملانے کی دوسرے کلمہ مین جیسے ایاک
نعبد مین ایا جدا پڑھکر ٹھہرنا اور ک کو نعبد مین وصل کرنا یا غلطی ہو وقف کرنے اور ابتدا کرنے کی جیسے لا الہ پر مثلاً وقف کرنا اور الا اللہ سے ابتدا کرنا تو ان صورتون
مین نماز فاسد نہو گی اگرچہ معنی بدل جائین اسی کا فتوی دیا جاتا ہی کذا فی البزازیہ شامی نے کہا کہ شارح کی ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ سب مسائل مین عدم
فساد پر فتوی بزازیہ مین منقول ہی حالانکہ ایسا نہین بلکہ بزازیہ مین صرف اعراب کی غلطی مین اگرچہ معنی بھی بگڑ جائین فتوی عدم فساد کا مذکور ہی اور باقی
صورتون مین درصورت بگڑ جانے معنی کے تو اکثر مشائخ کے نزدیک فساد مذکور ہی جیسا کہ متقدمین کا قول ہی اور احتیاط اسی مین ہی الا تشدید رب العلمین
وایاک نعبد فیترکہ تفسد مگر تشدید رب العلمین کی ب اور ایاک نعبد کی ی کی کہ اُسکے ترک سے نماز فاسد ہو جاتی ہی ولو زاد کلمۃ او نقص کلمۃ او نقص حرفا او قدمہ او بدلہ
باخر نحو من ثمرہ اذا اثمر واستحصد تعال جد ربنا انفرجت بدل انفجرت ایاب بدل اواب لم تفسد ما لم تغیر المعنی اور اگر زیادہ کیا ایک کلمہ کو مثلاً من ثمرہ اذا اثمر مین
کلمہ واستحصد زیادہ کر دیا یا ناقص کیا کلمہ کو اسکی مثال شارح نے نہین لکھی شامی نے کہا جیسے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا مین جزاء سیئۃ مثلہا پڑھا دوسری سیئۃ کو
چھوڑ کر یا کم کیا ایک حرف کو جیسے تعال جد ربنا بدون ی کے آخر مین یا مقدم کیا حرف کو دوسرے سے جیسے انفرجت عوض مین انفجرت کو یا بدلا کسی
حرف کو دوسرے سے جیسے ایاب بجگہ اواب کے تو نماز فاسد نہ ہو گی جبتک کہ معنی نہ بدلین یعنی الف مقصورۃ [1] ہم شارح کے کلام مین لف ونشر مرتب ہی اسلیے مترجم نے تسہیل کیواسطے
ہر مثال کو اُسکے موقع پر ترجمہ کر دیا اور واضح ہو کہ تغیر معنی کی صورت مین نماز طرفین کے نزدیک فاسد ہوتی ہی اور ابو یوسف کے نزدیک اُس صورت مین کہ لفظ مقروء
قرآن مین نہو فاسد ہو گی ورنہ فاسد نہو گی الا ما یشق تمیزہ کالضاد والظاء فاکثرہم لم یفسد یا حرف کے بدلنے سے درصورت بدل جانے معنی کے نماز فاسد
ہوتی ہی مگر ایسے حروف کے مبادلہ سے جنمین تمیز دشوار ہی مثلاً ضاد اور ظ کے بدلنے سے کہ اکثر فقہا نماز کو فاسد نہین کہتے ہم شامی مین حلیہ سے منقول ہی کہ اگر ایسی
تبدیل دانستہ کریگا تو نماز فاسد ہو گی اور اگر بے اختیار زبان سے نکلگیا یا تمیز حروف کو نہین جانتا تو فاسد نہو گی بزازیہ مین کہا کہ یہ قول سب اقوال سے
درست تر ہی اور یہی مختار ہی وکذا لو کرر کلمۃ وصحح الباقانی الفساد ان غیر المعنی نحو رب العلمین للاضافۃ کما لو بدل کلمۃ بکلمۃ وغیر المعنی نحو ان الفجار

لغی جنات وتامہ فی المطولات اور اسی طرح فاسد نہین ہوتی نماز اگر تکرار کرے کسی کلمہ کو اور تصحیح کی ہو باقانی نے فساد نماز کی اگر معنی بدل جائین جیسے رب العلمین
بسبب اضافت جیسے فاسد ہوتی ہو نماز اگر بدل دے ایک کلمہ کو دوسرے سے اور معنی بگڑ جائین جیسے اَن الفجار لغی جنات پڑھنا لفی جحیم کی جگہ اور پورا بیان
اسکا بڑی کتابون مین ہو شامی نے کہا کہ ظاہر کلام ظہیریہ سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ مکرر پڑھنا ایک کلمہ کا اُس صورت مین مفسد ہو کہ پڑھنے والا مضاف مضاف الیہ
کو جانتا ہو اور اگر نجانتا ہو یا قصد اضافت نکیا ہو بلکہ تصحیح مخارج کے لیے کلمہ کو دوبارہ کہا ہو یا زبان سے بے ساختہ نکلگیا ہو تو چاہیے کہ نماز فاسد نہ ہو اور
مفسدات نماز سے وہ صورتین بھی ہین جو اس باب سے پیشتر ہو چکین مثلاً عورت کا محاذی ہونا اور خلیفہ ایسے کو بنانا جو قابل امامت نہ ہو اور امام کا مسجد سے
باہر چلا جانا بدون خلیفہ کرنے کے اور حدث کے بعد نمازی کا ایک رکن کی مقدار ٹھہرنا یا حالت حدث اور رفتار مین ایک رکن کو ادا کرنا یا اثنار نماز مین کسی فعل
مخالف نماز کا صادر ہونا وغیرہ تو غالباً ماتن وشارح نے انکو اسلیے یہان ذکر نہین کیا کہ پیشتر بیان ہو چکا ہو ولا یفسد ہا نظرہ الی مکتوب وفہمہ
ولو مستفہما وان کرہ اور نہین فاسد کرتا نماز کو دیکھنا نمازی کا لکھی چیز کو اور سمجھ جانا اُسکا اگرچہ دانستہ سمجھا ہو ہر چند دانستہ سمجھنا مکروہ ہو اسلیے کہ لکھے کو
سمجھنا نماز کے اعمال مین سے نہین اس سے یہ نکلا کہ اگر اتفاقاً نظر لکھے پر پڑ گئی اور سمجھ مین بدون قصد کے آگیا تو مکروہ بھی نہین کذا فی الطحطاوی ومرور
مار فی الصحراء او فی مسجد کبیر بموضع سجودہ فی الاصح اور نہین فاسد کرتا نماز کو گذرنا کسی گذرنے والے کا جنگل مین یا بڑی مسجد مین نمازی کے سجدہ کی جگہ مین
گو صحیح تر قول مین ہم یعنی نمازی کے قدمون سے سجدہ کی جگہ تک مین سے کسی کا گذر جانا مفسد نماز نہین اور اسکا مقابل قول تمرتاشی کا ہو کہ قدمون سے لیکر اُس
جگہ تک گذرنا مفسد نہین جہانتک نمازی کی نظر پڑے جبکہ وہ سجدہ کے مقام کو تاکتا ہو غرضکہ فساد نماز تو دونون صورتون مین نہین لیکن گذرنے والے پر
گناہ کا ہونا صحیح قول مین قدمون سے لیکر سجدہ تک کی جگہ مین گذرنے سے ہوگا اور تمرتاشی کے قول پر اُس جگہ مین بھی گذرنے سے ہوگا جہان نمازی کی نظر
پڑے سجدہ گاہ کو تاکنے کی حالت مین کذا فی الشامی او مرورہ بین یدیہ الی حائط القبلۃ فی بیت ومسجد صغیر فانہ کبقعۃ واحدۃ مطلقا ولو امرأۃ او کلبا
یا مفسد نماز نہین گذرنا گذرنے والے کا سامنے نمازی کے اُسکے قدمون سے لیکر دیوار قبلہ تک گھر مین اور چھوٹی مسجد مین کہ گھر اور چھوٹی مسجد مثل ایک
مکان کے ہین یعنی مقدار دو صفون کے فاصلہ ہونا اُن دونون مین مانع اقتدا نہین جیسے جنگل اور بڑی مسجد مین مانع ہوتا ہو مفسد نماز نہین گذرنا کسیکا
مطلق خواہ وہ عورت ہو یا کتا ہو شامی نے کہا کہ اسمین رد ہو ظاہریہ کے قول پر جو کہتے ہین کہ گذرنا عورت یا کتے یا گدھے کا مفسد ہو اور اشارہ ہو
اس امر کی طرف کہ اس باب مین جو کچھ مروی ہو وہ منسوخ ہو چنانچہ حلیہ مین اسکو ثابت کیا ہو او مرورہ اسفل من الدکان امام المصلی لو کان
یصلی علیہا ای الدکان بشرط محاذاۃ بعض اعضاء ہ وکذا سطح وسریر وکل مرتفع دون قامۃ المار وقیل دون السترۃ کما فی غرر الاذکار
یا مفسد نماز نہین گذرنا گذرنے والے کا مکان کے نیچے نمازی کے سامنے کو جبکہ وہ دوکان پر نماز پڑھتا ہو بشرط برابر آجانے بعض اعضا گذرنے والے کے
بعض اعضار نمازی کو اور یہی حکم فساد کا ہو چھت اور تخت اور ہر اونچی چیز کا جسکی بلندی گذرنے والے کے قد سے کم ہو اور قول ضعیف یہ ہو
کہ مقدار سترہ یعنی ایک ہاتھ سے کم ہو جیسا کہ غرر الاذکار مین ہو ہم بحر الرائق مین اس قول ضعیف کو غلط کہا ہو اسوجہ سے کہ اگر مقدار سترہ کا اعتبار
ہو تو سوار کا نکلنا نمازی کے سامنے مکروہ نہوتا کہ وہ تو غالباً ہاتھ سے اونچا ہی ہوتا ہو کذا فی الشامی وان اثم المار لحدیث البزار لو یعلم المار
ماذا علیہ من الوزر لوقف اربعین خریفا فی ذلک المرور لو بلا حائل ولو ستارۃ ترتفع اذا سجد وتعود اذا قام اگرچہ اس گذرنے مین گذرنیوالا گنہگار
ہوتا ہو بسبب حدیث بزار کے کہ اگر گذرنے والا جانے کہ اُسپر کیا گناہ ہو تو ٹھہر رہے چالیس برس اور گناہ اُسوقت ہو کہ گذرنا بدون آڑ کے ہو
اگرچہ آڑ ایسا سترہ ہو کہ سجدہ کرنے کے وقت دور ہو جاتا ہو اور قیام کے وقت پھر سترہ ہو جاتا ہو حلیہ مین کہا کہ اس مسئلہ مین چار صورتین
ہین اول یہ کہ گذرنے والے کو گنجایش ہو کہ نمازی کے سامنے کو نہ گذرے اور نمازی نے راستہ روکا نہین تو اس صورت مین اگر گذرے گا تو

گناہ خاص گذرنے والے پر ہوگا دوم یہ کہ اور طرف کو راستہ نہین اور نمازی نے راستہ روک لیا ہی تو اس صورت مین گناہ نمازی پر ہوگا سوم یہ کہ نمازی نے راستہ روکا ہی مگر گذرنیوالا اور طرف کو بھی نکلسکتا ہی تو اب گذرنے سے دونون گناہگار ہونگے چہارم یہ کہ نمازی نے راستہ نہین روکا اور گذرنیوالے کو اور طرف راہ نہین تو اسمین کسی پر گناہ نہین اور صورت سترہ کی یہ ہی کہ مثلاً ایک انگشت کے برابر موٹی رسی یا اور کوئی چیز چھت مین لٹکتی ہی جب نمازی سجدہ کرتا ہی تو وہ سر کی حرکت سے اسکی گردن یا کمر پہ ہوجاتی ہی اور جب کھڑا ہوتا ہی پھر بدستور ہوجاتی ہی تو اسطرح کی آڑ سے بھی گذرنے والے پر کچھ گناہ نہین اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتبار سترہ کا قیام کی حالت مین ہی کذا فی الشامی والطحطاوی ولو کان فرجۃ فللداخل ان یمر علے رقبۃ من لم یسدہا لانہ اسقط حرمۃ نفسہ فتنبہ اور اگر صف مین کوئی جگہ خالی ہو تو نماز مین آنیوالے کو جائز ہی کہ جس شخص نے اُس جگہ کو بند نہین کیا اُسکی گردن کو پھلانگ کر چلا جاے کیونکہ اُسنے اپنی عزت آپ کھودی تو خبردار ہوجا یعنے اُسکے سامنے سے گذرنا گناہ نہین م شامی نے کہا کہ اگر ایک شخص نمازی کے سامنے گذرا چاہتا ہی اور اُسکے ساتھ کوئی چیز قابل سترہ کردینے کے ہی تو اُسکو نمازی کے سامنے رکھدے اور دوسری طرف جاکر اسکو اُٹھالے اور اگر دو شخص ہون تو ایک نمازی کے سامنے کھڑا ہوجاے دوسرا اُسکی آڑ سے نکلجاے پھر دوسرا کھڑا ہوجاے تاکہ اول شخص اُسکی آڑ سے گذر جاے انتہی ان دونون مسئلون سے معلوم ہوا کہ ایک طرف سے سامنے نمازی کے کھڑا ہوجانا یا ہاتھ بڑھاکر اُسکے سامنے سے چیز کا اُٹھالینا موجب گناہ کا نہین **ویغرز ندبا بدائع الامام وکذا المنفرد فی الصحراء ونحوہا سترۃ بقدر ذراع طولا وغلظ اصبع لتبدو للناظر بقربہ دون ثلثۃ اذرع علی حذاء حاجبیہ لابین عینیہ والایمن افضل** اور کھڑا کرلے امام بطور استحباب کذا فی البدائع اور اسی طرح تنہا پڑھنے والا جنگل مین اور مثل جنگل مین یعنے بڑی مسجد مین کھڑا کرلے ایک سترہ مقدار ایک ہاتھ کی لنبائی مین اور ایک انگلی کی موٹائی مین تاکہ دیکھنے والے کو یعنے گذرنے والے کو سوجھے قریب اپنے تین ہاتھ کے فاصلہ کے اندر مقابل ایک ابرو کے نہ دونون آنکھون کے بیچ کے سامنے اور داہنی ابرو کے مقابل کھڑا کرنا بہتر ہی کہ مطابق سنت ہی م طحطاوی نے کہا کہ شارح کو مناسب تھا کہ دون ثلثۃ اذرع کی جگہ قدر ثلثۃ اذرع کہتا کیونکہ حلبی مین ہی کہ سنت یہ ہی کہ فاصلہ درمیان نمازی اور سترہ کے تین ہاتھ سے زیادہ نہ ہو اور ایک ہاتھ کا طول اور انگلی کی موٹائی بیان اقل مقدار کا ہی کہ اس سے کم نہو اور بحر الرائق مین کہا کہ مذہب قوی کے بموجب موٹائی کا کچھ اعتبار نہین **ولا یکفی الوضع ولا الخط وقیل یکفی فیخط طولا وقیل کالمحراب** اور کفایت نہین کرتا رکھدینا سترہ کا یعنی زمین پر لٹادینا مثل لاٹھی وغیرہ کا اور نہ کافی ہی خط کھینچنا اور بعض فقہا نے کہا کہ اگر سترہ پاس نہو تو خط کھینچنا کافی ہی تو خط کھینچے نمازی طول مین یعنی سیدھا اور بعض نے کہا کہ مثل محراب کے یعنی بشکل کمان کھینچے م فتح القدیر مین درصورت نہ ہونے سترہ کے خط کھینچے پر یقین کیا ہی اور کہا ہی کہ اتباع سنت بہرحال بہتر ہی علاوہ اسکے خط کچھ نہ کچھ نظر آتا ہی تو کافی ہوگا اور یہ قول امام محمد سے مروی ہی اس سے یہ نکلتا ہی کہ اگر کتاب یا کپڑا اپنے سامنے رکھلیگا تب بھی سترہ ہوجائیگا **ویدفعہ ہو رخصۃ فترکہ افضل** بدائع قال الباقانی فلو ضربہ فمات لاشئ علیہ عند الشافعی رضی اللہ عنہ خلافا لنا علی ما نفہم من کتبنا **بتسبیح او جہر قراءۃ او اشارۃ ولا یزاد علیہا عندنا قہستانی لا بہما فانہ یکرہ** اور ہٹادے نمازی گذرنے والے کو یعنے جبکہ سترہ نہو یا سترہ ہو لیکن وہ سترہ کے اندر کو گذرتا ہو تو ہٹادے سبحان اللہ کہنے یا پکار کر پڑھنے سے اگرچہ نماز سری ہو یا اشارہ سے ہاتھ یا آنکھ یا سر کے شارح نے کہا کہ ہٹانا رخصت ہی عزیمت نہین پس ترک دفع بہتر ہی اسلیے کہ دفع کرنا نماز کے اعمال سے نہین کذا فی البدائع باقانی نے کہا کہ اگر نمازی نے گذرنے والے کو مارا اور وہ مرگیا تو اُسپر کچھ نہین نہ دیت نہ قصاص امام شافعی رح کے نزدیک بخلاف ہمارے مذہب کے جیسا کہ سمجھا جاتا ہی ہماری کتابون سے یعنی رخصت فقط اشارہ ہی نہ جنگ ومحاربہ اور نہ زیادہ کیا جاے ان باتون پر ہمارے نزدیک یعنی کپڑا پکڑ لینا یا مارنا ہمارے نزدیک درست نہین کذا فی القہستانی نہ دفع کرے سبحان اللہ کہنے اور اشارہ دونون سے کہ دونون باتون کا جمع کرنا مکروہ ہی اسلیے کہ مقصود ایک سے حاصل ہی م یہ جو حدیث مین آیا ہی کہ گذرنیوالے سے جنگ کرے کہ وہ شیطان ہی تو یہ منسوخ ہی چنانچہ زیلعی نے سرخسی سے نقل کیا ہی کہ یہ حکم ابتداے اسلام مین تھا جب نماز کے اندر کام کرنا مباح تھا اب اسکی

اجازت نہین کذا فی الشامی مختصرا والمرأۃ تصفق لا بطن علے بطن اور عورت گذرنیوالے کو ہٹانے کے لیے تالی بجاوے نہ اسطرح کہ ہتھیلی ہتھیلی پر لگے بلکہ کیفیت تالی
بجانے کی بحرالرائق مین یون منقول ہو کہ پشت داہنے ہاتھ کے اُنگلیون کی بائین ہاتھ کے اندر طرف یعنی ہتھیلی مین مارے شامی اور طحطاوی نے کہا کہ اسطرح
تالی بجانے کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی دونون ہاتھ اپنی جگہ سے ٹل جاتے ہین اس سے تو یہی بہتر ہو کہ بائین ہاتھ کو اپنی جگہ رہنے دے اور داہنے ہاتھ کی
اُنگلیون کے اندر کیطرف کو بائین کی پشت پر ماردے کہ اسمین عمل تھوڑا ہو ولو صفق او سبحت لم تفسد وقد ترکا السنۃ تاتارخانیۃ اور اگر ہٹانے کے لیے مرد نے
تالی بجائی یا عورت نے سبحان اللہ کہدیا تو نماز فاسد نہوگی لیکن دونون نے طریق مسنون کو ترک کیا کذا فی تاتارخانیہ وکفت سترۃ الامام للکل اور کافی ہو سترہ
امام کا کل مقتدیون کے لیے یعنے اگر امام کے سامنے سترہ ہوگا تو جو کوئی مقتدیون کی صف کے سامنے کو گذریگا اُسپر کچھ گناہ نہوگا ولو عدم المرور والطریق
جاز ترکہا وفعلہا اولی اور اگر گذرا اور راستہ نہو یعنی ایسی جگہ نماز پڑھے جہان کوئی گذرتا نہو اور مُنھ راستہ کی طرف نہو تو ترک کرنا سترہ کا جائز ہو اور کھڑا کرنا
سترہ کا ایسی جگہ بھی بہتر ہو م راستہ کیطرف مُنھ نہ کرنے کی قید اسلیے لگائی کہ راستہ کی طرف کو نماز پڑھنا سترہ کے ساتھ اور بدون سترہ کے دونون طرح
مکروہ ہو کیونکہ راستہ چلنے کے لیے بنا ہو تو اسمین ایسی چیز نہ چاہیے جو اُسکے مناسب نہو کذا فی البحر وکرہ ثم التنزیہیۃ التی مرجعہا خلاف الاولی فالفارق
الدلیل فان نہیا ظنی الثبوت ولا صارف فتحریمیۃ والا فتنزیہیۃ اور مکروہ ہو لٹکانا کپڑے کا شارح کہتا ہو کہ کراہت شامل ہو تنزیہی کو جسکا مآل ترک اولی ہو
پس فرق کرنیوالی چیز کراہت تحریمی اور تنزیہی مین دلیل ہو یعنے اگر دلیل کراہت وہ ممانعت شرعی ہو جسکا ثبوت ظنی ہو اور کوئی پھیرنے والا تحریم سے
استحباب کیطرف نہو تب تو کراہت تحریمی ہو ورنہ کراہت تنزیہی ہو م بحرالرائق مین کہا کہ مکروہ دو قسم ہو ایک مکروہ تحریمی جو واجب کے رتبہ مین ہو
یعنی جسطرح ثبوت واجب کا دلیل ظنی سے ہوتا ہو اسی طرح ثبوت مکروہ تحریمی کا دلیل ظنی سے ہوتا ہو دوم مکروہ تنزیہی جو ایسا نہو تو جب فقہا کی عبارت مین
لفظ مکروہ پایا جاے تو اُسکی دلیل کو دیکھنا چاہیے اگر دلیل مذکور نہی ظنی ہو تو تحریمی ہو ورنہ تنزیہی شامی نے کہا کہ بدون دلیل کے بھی اُسکا حال
معلوم ہو سکتا ہو اسطرح کہ اگر وہ مکروہ ترک واجب کو متضمن ہو تو تحریمی ہوگا اور اگر ترک سنت کو متضمن ہو تو تنزیہی ہوگا سدل تحریما للنہی ثوبہ ای
ارسالہ بلا لبس معتاد وکذا القباء بکم الی وراء ذکرہ الحلبی مکروہ تحریمی ہو لٹکانا نمازی کا اپنے کپڑے کو بسبب ممانعت کے یعنی چھوڑدینا کپڑے کا بدون
پہننے معمولی کے اور اسی مین داخل ہو قبا کا پہننا ایسی طرح کہ آستین پشت کی جانب ہو یعنی اُسکی کشادہ بغلون مین سے ہاتھ نکال کر آستین کو پیچھے ڈالنا بھی
سدل مین داخل اور مکروہ ہو ذکر کیا ہو اسکو حلبی نے م طحطاوی نے کہا کہ شارح کو مناسب تھا کہ تحریما للنہی کو بعد ثوبہ کے لکھتا تاکہ لفظ سدل جو مضاف ہو
اور ثوبہ جو مضاف الیہ ہو ان دونون مین فاصلہ نہ پڑتا اور سدل کی صورت کرخی نے یہ بیان کی ہو کہ مثلاً چادر یا دوسرا کپڑا سر خواہ شانہ پر رکھ کر اُسکے
کنارے چھوڑدے تو کرتہ کے دامنون کا لٹکنا اور عمامہ کے شملہ کا لٹکنا اسمین داخل نہین کذا فی الشامی کشد ومندیل یرسلہ من کتفیہ فلو من احدہما لو یکرہ
کحالۃ عذر وخارج صلوٰۃ فی الاصح مثل ڈوپٹہ اور رومال کے کہ اسکو اپنے دونون مونڈھون سے لٹکادے تو مکروہ ہوگا پس اگر ایک مونڈھے سے لٹکا
لیگا تو مکروہ نہوگا جیسے عذر کی حالت مین اور نماز سے باہر صحیح تر قول مین سدل مکروہ نہین م شد بفتح شین معجمہ ودال مشدد ایک کپڑا ہو جسکو مونڈھون پر
ڈالتے ہین اور خارج نماز سدل مکروہ تحریمی نہین بشرطیکہ تکبر کے لیے نہو کذا فی الشامی عن النہر وفی الخلاصۃ اذا لم یدخل یدہ فی کم الفرجی المختار انہ لا یکرہ
وہل یرسل الکم او یمسک خلاف والاحوط الثانی قہستانی اور خلاصہ مین ہو کہ جب نمازی اپنا ہاتھ فرجیہ کی آستین مین نہ ڈالے تو مختار یہ ہو کہ مکروہ نہین اور
کیا اس صورت مین آستین کو لٹکا رہنے دے یا پکڑلے اسمین اختلاف ہو زیادہ احتیاط کی بات آستین کا پکڑ لینا ہو کذا فی القہستانی م شامی نے کہا کہ
خلاصہ مین عدم کراہت کو مختار کہا ہو اسپر کسی نے سواے بزازی کے اُسکی موافقت نہین کی بلکہ صحیح وہ قول ہو جو قاضی خان اور جمہور فقہا کہتے ہین
کہ فرجیہ کو بدون آستین مین ہاتھ ڈالنے کے پہننا مکروہ ہو کیونکہ سدل اس صورت مین بھی موجود ہو وکرہ کفہ ای رفعہ ولو لتراب کمشمر کم او ذیل

واعقبۃ بہ ای تشوبہ وتحبیدہ للنہی الا لحاجۃ ولا باس بہ خارج صلوٰۃ اور مکروہ تحریمی ہی کپڑے کا اوپر اُٹھانا اگرچہ مٹی مین بھرنے کے سبب سے ہو جیسے مکروہ ہی داخل ہونا نماز مین آستینین یا دامن چڑھائے اور مکروہ تحریمی ہی کھیلنا نمازی کا اپنے کپڑے سے اور بدن سے بسبب ممانعت کے مگر حاجت کے لیے مکروہ نہین مثلاً بدن کو خارش کے سبب سے کھجلایا یا پسینا تکلیف دیتا تھا اُسکو پونچھ ڈالا تو عمل قلیل سے یہ امور مکروہ نہونگے اور کچھ مضائقہ نہین کھیلنے کا کپڑے اور بدن سے نماز کے باہر م شافعی نے کہا کہ آستین چڑھائی نماز شروع کرنے مین یہ صورت بھی داخل ہی کہ آستین اور کام کے لیے چڑھائی تھی یا وضو کے لیے چڑھائی تھی اور رکعت ملنے کے لیے جلدی مین آستین نہ اُتاری شریک جماعت ہوگیا تو ایسی صورت مین افضل یہ ہی کہ عمل قلیل سے آستین نماز کے اندر اُتارے اور عبث کے باب مین نہی وہ حدیث ہی جسکو قضاعہ نے روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے تمھارے لیے تین چیزین مکروہ کین نماز کے اندر عبث کرنا اور روزہ مین فحش باتین کرنی اور قبرستان مین ہنسنا **وصلوتہ فی ثیاب بذلۃ** یلبسہا فی بیتہ ومہنۃ ای خدمتہ ان لہ غیرہا والا لا اور مکروہ تنزیہی ہی کذا فی البحر نماز پڑھنا نمازی کا میلے کچیلے کپڑون مین جنکو گھر مین پہنتا ہی اور کام کرنیکے کپڑون مین بشرطیکہ اُسکے پاس اور کپڑے ہون ورنہ مکروہ نہو گا م بذلہ بار موحدہ مکسور اور سکون ذال معجمہ سے بمعنی خدمت اور ابتذال ہی اور مہنہ بفتح میم وسکون ہا عطف تفسیر ہی یعنے وہ کپڑے جنکو پہنکر دوسرون کے پاس نجاوے کذا فی الشامی **واخذ درہم ونحوہ فی فیہ لم یمنعہ من القراءۃ فلو منعہ** تفسد اور مکروہ ہی درم اور اُس جیسی چیز کا مُنہ مین لینا جو نمازی کو قراءت سے مانع نہو اور اگر قراءت کی مانع ہو یعنی اسطرح کہ بالکل پڑھ نہ سکے یا ایسے الفاظ نکلین جو قرآن کے الفاظ نہون تو نماز فاسد ہوجائیگی م شامی نے قاضی خان سے نقل کیا کہ کسی چیز کا مُنہ مین لینا جو مانع قراءت نہو مکروہ تنزیہی ہی **وصلوتہ حاسرا** ای کاشفا راسہ **للتکاسل ولا باس بہ للتذلل** واما للاہانۃ بہا فکفر اور مکروہ ہی نماز پڑھنا نمازی کا سر کھولکر سُستی کی وجہ سے اور کچھ مضائقہ نہین سر کھولنے کا انکسار کے لیے اور نماز کی اہانت کے لیے تو سر کھولنا کفر ہی م شامی نے بعض علما سے نقل کیا کہ گرمی کی وجہ سے بھی ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہی ولو سقطت قلنسوتہ فاعادتہا افضل الا احتاجت لتکریر او عمل کثیر اور اگر جاے نمازی کی ٹوپی تو اُسکا دوبارہ سر پر رکھ لینا افضل ہی مگر جس صورت مین کہ محتاج ہو لپیٹنے کی یا عمل کثیر کی تو اعادہ افضل نہین **وصلوتہ مع مدافعۃ الاخبثین** او احدہما او الریح للنہی اور مکروہ تحریمی ہی نماز پڑھنا نمازی کا بول وبراز کے دباؤ کے ساتھ یا دونون مین سے ایک کے دباؤ کے ساتھ یا ہوا کے روک رکھنے کے ساتھ اور یہ کراہت بباعث ممانعت کے ہی یعنے ابو داؤد کی حدیث کے باعث کہ نہین حلال ہی کسیکو جو ایمان رکھتا ہو اللہ تعالے اور روز آخرت پر کہ نماز پڑھے اُس حال مین کہ پیشاب کو دبائے ہو یہانتک کہ اُس سے ہلکا ہوجاے اور ایسا ہی جیسا ہی پاخانہ کا ضبط کرنے والا کذا فی الشامی **وعقص شعرہ** للنہی عن کفہ ولو لجمعہ او ادخال اطرافہ فی اصولہ قبل الصلوٰۃ اما فیہا فیفسد اور مکروہ ہی بالون کا جوڑہ کرنا بسبب منع کے اُنکے اوپر اُٹھانے سے اگرچہ جوڑا کرنا اُنکے اکٹھا کرنے سے ہو یا اُنکے سرون کو جڑون مین کرلینے سے ہو نماز کے پیشتر اور نماز مین جوڑا کرنا نماز کا مفسد ہی م عقص بفتح اول بالون کے گوندھنے کو کہتے ہین یہان یہ مراد ہی کہ بالون کو سر پر جمع کرکے گوند سے چپکالے یا ڈورے سے باندھ لے خواہ مینڈھیان گوندھکر سر کے گرد لپیٹ لے خواہ گدی پر سبکو باندھے کہ سجدہ مین زمین پر نہ گرین تو یہ سب باتین مکروہ ہین کیونکہ طبرانی کی حدیث مین اس سے ممانعت وارد ہی اور حلیہ مین نقل کیا کہ ہر چند بموجب مضمون احادیث کے کراہت تحریمی ہونی چاہیے مگر اجماع اسپر ہی کہ یہ فعل مکروہ تنزیہی ہی اور نماز کے اندر اسکے مفسد ہونیکی یہ وجہ ہی کہ بالاجماع عمل کثیر ہی کذا فی الشامی **وقلب الحصا** للنہی الا للسجود التام فیرخص مرۃ وترکہا اولی اور مکروہ ہی کنکرون کا ہٹانا بسبب نہی کے مگر واسطے پورا سجدہ کرنے نمازی کے مکروہ نہین سو ایک دفعہ ہٹانے کی اجازت ہی اور ترک ایک دفعہ کا بھی بہتر ہی م صحاح ستہ مین معیقیب سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کنکرون کو مت ہٹا جبکہ تو نماز پڑھتا ہو اگر بالضرور ہٹانا ہی ہو تو ایکبار ہٹالے اور پورا سجدہ کرنے کی قید اسلیے لگائی کہ اگر بالکل سجدہ نہو سکے بدون ہٹائے تو پھر کنکرون کو ہٹادے گو ایک دفعہ سے زیادہ ہٹانے پڑین کذا فی الشامی **وفرقعۃ الاصابع وتشبیکہا** ولو منتظر الصلوٰۃ او ماشیا الیہا للنہی ولا

یکرہ خارجہا لحاجۃ اور مکروہ تحریمی ہو انگلیان چٹکانی اور ایک ہاتھ کی انگلیون کو دوسرے کی انگلیون مین ڈالنا اگرچہ نمازی ہو منتظر نماز کا یا جانے والا نماز کیطرف تب بھی مکروہ ہو بباعث نہی کے اور مکروہ نہین نماز کے باہر بسبب کسی حاجت کے م ابن ماجہ نے مرفوعًا روایت کیا کہ اپنی انگلیان مت چٹکا جبکہ تو نماز پڑھتا ہو اور مجتبی مین حدیث نقل کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس سے کہ آدمی اپنی انگلیان چٹکائے جسوقت کہ مسجد مین نماز کا منتظر بیٹھا ہو اور ایک روایت مین ہو کہ جسوقت نماز کے لیے جاتا ہو اور احمد اور ابو داؤد وغیرہما نے تشبیک کی ممانعت کی حدیث نقل کی ہو اور خارج نماز سے یہ مراد ہو کہ نماز کو نہ جاتا ہو اور نہ مسجد مین اسکا منتظر ہو اور حاجت یہ کہ جوڑون کا آرام دینا ہو مثلًا اس سے معلوم ہوا کہ بدون حاجت کھیل کے طور پر انگلیون کا چٹکانا یا ایک پنجہ کا دوسرے مین ڈالنا مکروہ تنزیہی ہو کذا فی الشامی **والتخصر وضع الید علی الخاصرۃ للنہی ویکرہ خارجہا تنزیہا** اور مکروہ تحریمی ہو تخصر یعنی ہاتھ کا کوکھ پر رکھنا بسبب نہی کے اور باہر نماز کے مکروہ تنزیہی ہو م صحیحین وغیرہما مین مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مین کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے ممانعت فرمائی اور خارج نماز کی کراہت بحث ہو صاحب بحر کی کذا فی الشامی والطحطاوی **والالتفات بوجہہ کلہ او بعضہ للنہی** اور مکروہ تحریمی ہو سارا چہرہ یا تھوڑا پھیر کر نماز مین دیکھنا بسبب نہی کے م ترمذی نے انس رضہ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچ نماز مین التفات سے کیونکہ التفات نماز مین موجب ہلاکی ہو کذا فی الشامی **وببصرہ ویکرہ تنزیہا وبصدرہ تفسد کما مر** اور بدون منہ پھیرنے کے آنکھ سے ادھر اُدھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہو اور سینہ کو پھیر کر دیکھنا بدون عذر کے مفسد نماز ہو چنانچہ مفسدات نماز مین بیان ہوا **وقیل قائلہ قاضی خان تفسد بتحویلہ والمعتمد لا** اور قاضی خان نے کہا ہو کہ نماز فاسد ہوتی ہو منہ کے پھیرنے سے اور معتمد یہ ہو کہ فاسد نہین ہوتی بلکہ مکروہ تحریمی ہو **واقعاؤہ کاقعاء الکلب للنہی** اور مکروہ تحریمی ہو نمازی کا بیٹھنا مثل کتے کے بسبب نہی کے م اقعاکی تفسیر طحطاوی نے بیان کی ہو کہ دونون سرین پر بیٹھے اور رانون کو کھڑا کرکے دونون گھٹنے چھاتی سے لگائے اور دونون ہاتھ زمین پر رکھے اور چونکہ یہ نشست کتے کی نشست کے مشابہ ہو اسلیے یہی صحیح تر ہو اور حدیث مین اسی نشست کی ممانعت ہو اور کرخی نے یہ تفسیر کی ہو کہ دونون پاؤن کو کھڑا کرکے انکی ایڑیون پر بیٹھے اور دونون ہاتھ زمین پر رکھے زیلعی نے کہا کہ یہ نشست مکروہ تحریمی نہین بلکہ چونکہ مخالف نشست مسنون کی ہو اسلیے مکروہ تنزیہی ہو کذا فی الطحطاوی **وافتراش الرجل ذراعیہ للنہی** اور مکروہ تحریمی ہو بچھانا مرد کا اپنے دونون ہاتھون کو واسطے نہی کے یعنی حدیث مسلم مین ممانعت وارد ہو **وصلوٰتہ الی وجہ انسان لکراہۃ استقبالہ فالاستقبال لو من المصلی فالکراہۃ علیہ ولا فعلی المستقبل ولو بعیدا ولا حائل** اور مکروہ تحریمی ہو نماز پڑھنا نمازی کا کسی آدمی کے منہ کی طرف جیسے مکروہ ہو منہ کرنا نمازی کیطرف پس اگر منہ کرنا نمازی کی طرف سے ہوگا تو کراہت اُسپر ہوگی ورنہ دوسرے شخص پر جو نمازی کی طرف کو منہ کریگا اگرچہ منہ کرنے والا دور ہو اور نمازی مین اور اُسمین کوئی آڑ نہو م طحطاوی نے کہا کہ استقبالہ کی ضمیر نمازی کی طرف ہو اور استقبال ضمیر مفعول کی طرف مضاف ہو اور آڑ نہ ہونے کی قید اسلیے لگائی کہ آڑ کی صورت مین کراہت نہین ہوتی مثلًا نمازی کا منہ دوسرے کے منہ کی طرف ہو مگر دونون کے بیچ مین ایک اور شخص ہو جسکی پشت نمازی کی طرف ہو تو مکروہ نہ ہوگا **ورد السلام بیدہ او برأسہ کما مر** اور مکروہ تنزیہی ہو جواب سلام کا دینا اپنے ہاتھ سے یا اپنے سر سے جیسا پیشتر مفسدات مین گذرا **فرع** مسئلہ ملحقہ شارح کی **لا بأس بتکلم المصلی واجابتہ برأسہ کما لو طلب منہ شیئ او اری درہما وقیل اجید فاوما بنعم او لا او قیل کم صلیتم فاشار بیدہ انہم صلوا رکعتین** کچھ مضائقہ نہین نمازی کے بولنے یا جواب دینے مین اپنے سر سے جیسے کسی نے نمازی سے کوئی چیز مانگی یا روپیہ دکھلایا اور پوچھا کہ کھرا ہو پس نمازی نے اشارہ سے ہان یا نہین کیا یا نمازی سے پوچھا گیا کہ تم نے کتنی رکعتین پڑھی ہین اور اُسنے ہاتھ سے اشارہ کر دیا کہ ہم نے دو رکعتین پڑھی ہین م لفظ لا بأس سے اشارہ ہوا کہ بہتر یہی ہو کہ سر یا ہاتھ سے اشارہ نکرے کذا فی الطحطاوی **اما لو قیل لہ تقدم فتقدم او دخل احد الصفوف فوسع لہ فورا فسدت ذکرہ الحلبی وغیرہ خلافا للامام عن البحر** اور اگر نمازی سے کسی نے کہا کہ آگے بڑھ جائیں وہ آگے بڑھا یا کوئی شخص صفون مین داخل ہوا اور نمازی نے فورًا اُسکو جگہ دیدی تو نماز فاسد ہو جائیگی

ذکر کیا ہے اسکو حلبی نے برخلاف اُس قول کے جو گذر البحر الرائق سے م بحر الرائق مین کہا کہ اس صورت مین نماز فاسد نہین ہوتی اور طحطاوی نے کہا کہ یہی قول
عدم فساد کا معتمد ہے اور قول نماز کے فاسد ہونے کا ضعیف ہے چنانچہ پیشتر شرنبلالی سے اسکی تضعیف گذر چکی **وکرہ التربع تنزیہا لترک الجلسۃ المسنونۃ**
بغیر عذرٍ ولا یکرہ خارجہا لانہ علیہ الصلوۃ والسلام کان جل جلوسہ مع اصحابہ التربع وکذا عمر رضی اللہ تعالی عنہ اور مکروہ تنزیہی ہے چار زانو بیٹھنا نماز
کے اندر بدون عذر کے بسبب ترک کرنے جلسہ مسنون کے اور مکروہ نہین پالتی مار کر بیٹھنا نماز سے باہر اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست
اصحاب کبار کے ساتھ اکثر چار زانو ہوتی تھی اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نشست تھی نقل کیا ہے اس حدیث کو شرح منیہ مین ابن ہمام
سے اور اسمین رد ہے اُن لوگون کے قول کا جو کہتے ہین کہ چار زانو بیٹھنا نماز کے باہر مکروہ ہے اس وجہ سے کہ جابر لوگون کی نشست ہے کذا فی الشامی
والتثاوب ولو خارجہا ذکرہ مسکین لانہ من الشیطان والانبیاء محفوظون منہ اور مکروہ ہے جمائی لینا اگرچہ نماز کے باہر ہو ذکر کیا ہے اسکو مسکین نے اسلیے
کہ جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہے اور انبیا علیہم السلام اس سے محفوظ ہین م صحیحین مین مروی ہے کہ جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہے تو جب کوئی
تم مین سے جمائی لے تو چاہیے کہ اُسکو حتی الوسع روکے شامی نے کہا کہ جمائی کی کراہت کو کسی نے یہ نہین لکھا کہ تحریمی ہے یا تنزیہی مگر ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ اگر اپنے آپ آوے تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دانستہ جمائی لے تو مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ فعل عبث ہے اور عبث مکروہ تحریمی ہوتا ہے **وتغمیض عینیہ للنہی الا**
لکمال الخشوع اور مکروہ تنزیہی ہے کذا فی البحر بند کرنا اپنی آنکھون کا بسبب نہی کے مگر کمال خشوع کے لیے بند کرنا مکروہ نہین م نہی کی حدیث کو
ابن عدی نے بسند ضعیف روایت کیا ہے اور بدائع مین وجہ کراہت یہ مذکور کی ہے کہ سجدہ گاہ کا تاکنا مسنون ہے اور آنکھون کے بند کرنے سے یہ
سنت متروک ہو جاتی ہے تو اسلیے حلیہ اور بحر الرائق مین کراہت کو تنزیہی کہا کذا فی الشامی بتصرف **وقیام الامام فی المحراب لا سجودہ فیہ**
وقدماہ خارجہ لان العبرۃ للقدم مطلقاً وان لم یشتبہ حال الامام ان علل بالتشبہ وان بالاشتباہ ولا اشتباہ فلا اشتباہ فی نفی الکراہۃ اور مکروہ ہے
کھڑا ہونا امام کا محراب مین نہ سجدہ کرنا امام کا محراب مین حالانکہ دونون پانون اُسکے محراب کے باہر ہون اسلیے کہ اندر اور باہر ہونے مین اعتبار قدم
کا ہے امام کا کھڑا ہونا محراب مین مطلق مکروہ ہے اگرچہ حال امام کا مقتدیون پر مشتبہ نہو خواہ محراب مسجد مین سے ہو یا نہو اگر علت مکروہ ہونے کی اہل کتاب کی
مشابہت کو ٹھہرایا جاوے اور اگر علت کراہت امام کے مشتبہ ہونے کو کہا جاوے اور محراب مین کھڑا ہونے سے کچھ اشتباہ نہوتا ہو تو مکروہ ہونے مین کچھ شبہ نہین
م حاصل یہ ہے کہ امام محمد رح نے جامع صغیر مین امام کے محراب مین کھڑا ہونے کو مکروہ لکھا ہے اور کچھ تفصیل نہین کی اسلیے اس کراہت کے سبب مین مشائخ نے
اختلاف کیا بعض نے تو یہ کہا کہ محراب ایک جداگانہ حجرے کی طرح ہے تو اسمین کھڑا ہونا اہل کتاب کے مشابہ ہوتا ہے کہ وہ بھی اپنے امام کا مکان جداگانہ بناتے
ہین اور ہدایہ مین اسی پر اکتفا کیا ہے اور مختار امام سرخسی بھی یہی ہے اور بعض فقہا نے کراہت کا سبب یہ بیان کیا کہ امام کا حال داہنے اور بائین کے مقتدیون
پر مشتبہ رہیگا اسلیے مکروہ ہے شارح کہتا ہے کہ اگرچہ کراہت اہل کتاب کی مشابہت ہے تو ہر صورت سے مکروہ ہے مقتدیون پر اشتباہ ہو یا نہو اور اگر وجہ کراہت
اشتباہ حال امام ہے تو جس صورت مین اشتباہ نہوگا مکروہ بھی نرہیگا کذا فی الشامی **وانفراد الامام علی الدکان للنہی وقدر الارتفاع بذراع ولا باس بما دونہ**
وقیل ما یقع بہ الامتیاز وہو الاوجہ ذکرہ الکمال وغیرہ اور مکروہ ہے کھڑا ہونا امام کا تنہا چبوترہ پر بسبب نہی کے یعنی حدیث حاکم کے کہ منع فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس سے کہ امام کھڑا ہو اونچے پر اور لوگ اسکے پیچھے ویسے ہی رہین کذا فی الطحطاوی اور اندازہ کی گئی ہے بلندی ایک ہاتھ کی اور کچھ مضائقہ نہین
ایک ہاتھ سے کمتر بلندی کا اور بعض کا قول مقدار ارتفاع مین یہ ہے کہ جس سے امتیاز ہو جاوے اور یہی قول موجہ زیادہ ہے ذکر کیا ہے اسکو کمال الدین
محقق وغیرہ نے م بدائع مین کہا کہ ظاہر الروایۃ بھی دوسرا قول ہے اور حدیث کے اطلاق کے مناسب ہے طحطاوی نے کہا کہ دکہ بفتح دال وتشدید کاف وہ اونچی
جگہ جو بیٹھنے کے لیے بنائی جاوے اور مقتضائے حدیث یہ ہے کہ کراہت تحریمی ہو کذا فی الشامی **وکرہ عکسہ فی الاصح** اور مکروہ ہے اسکا عکس صحیح تر قولمین یعنے

کھڑا ہونا مقتدیون کا اونچے مکان پر اور صرف امام کا پستی مین ہو تو امام طحطاوی نے کہا کہ غالبًا کراہت تنزیہی ہی اسلیے کہ نہی تو خاص پہلی ہی صورت مین وارد ہی اور وجہ کراہت یہ ہی کہ اسمین امام کی حقارت ہی اور اصح قول ظاہر الروایۃ ہی اور اُسکا مقابل قول طحطاوی کا ہی کہ یہ صورت مکروہ نہین کذا فی الشامی ہذا کلہ عند

عدم العذر کجمعۃ وعید فلو قاموا علی الرفوف والامام علی الارض او فی المحراب لضیق المکان لم یکرہ کما لو کان معہ لبعض القوم فی الاصح وبہ جرت العادۃ فی جوامع المسلمین

اور یہ کراہت تینون مسئلون مین وقت نہونے عذر کے ہی مثل انبوہ جمعہ اور عید کے دن کے تو اگر بھیڑ اور کثرت کے باعث مقتدی بالاخانون پر کھڑے ہون اور امام زمین پر یا محراب مین کھڑا ہو بسبب تنگی جگہ کے تو مکروہ نہو گا جیسے اس صورت مین مکروہ نہین کہ امام کے ساتھ مقتدیون مین سے بعض ہون صحیح تر قول مین یعنے اگر امام چبوترہ پر ہو اور اسکے ساتھ کچھ مقتدی بھی ہون تو مکروہ نہو گا اور اسی بات کی عادت ہو گئی ہی جامع مسجدون اہل اسلام مین یعنی اگر تنگی کے باعث امام کو محراب مین یا بلندی پر کھڑا ہونا ہوتا ہی تو اسکے ساتھ دو ایک مقتدی بھی کھڑے ہو جاتے ہین ومن العذر ارادۃ التعلیم او التبلیغ کما بسط فی البحر

اور عذر مین سے ہی ارادہ کرنا امام کا تعلیم کو یا مقتدی کا قصد کرنا امام کی آواز پہونچانے کو دوسرے مقتدیون تک چنانچہ مفصل بیان کیا ہی اسکو بحر الرائق مین م یعنی اگر امام تنہا بلندی پر اسلیے کھڑا ہو کہ مقتدی اسکے افعال دیکھ کر سیکھین یا مقتدی اسلیے کھڑا ہو کہ اللہ اکبر پکار کر کہے تو مکروہ نہو گا اس سے معلوم ہوا کہ بدون عذر کے تنہا کھڑا ہونا ایک مقتدی کا اونچی جگہہ پر مکروہ ہی کذا فی الشامی وقدمنا کراہۃ القیام فی صف خلف صف فیہ فرجۃ للنہی وکذا

القیام منفردا وان لم یجد فرجۃ بل یجذب واحدا من الصف ذکرہ ابن الکمال لکن قالوا فی زماننا ترکہ اولی فلذا قال فی البحر یکرہ وحدہ الا اذا لم یجد فرجۃ

اور ہم پیشتر باب الامامۃ مین لکھ آئے ہین مکروہ ہونا قیام کا ایک صف مین پیچھے ایسی صف کے جسمین فرجہ ہو بسبب نہی کے اور اسی طرح مکروہ ہونا قیام کا تنہا اگرچہ صف مین جگہہ نپاوے بلکہ ایک نمازی کو صف مین سے اپنے برابر کھینچ لے ذکر کیا ہی اسکو ابن کمال نے لیکن کہا ہی صاحب قنیہ وغیرہ نے کہ ہمارے زمانے مین نہ کھینچنا بہتر ہی یعنے لوگون مین جہل زیادہ ہی اکثر لوگ ناواقفی کی جہت سے لڑ پڑتے ہین اور یہین وجہ بحر الرائق مین کہا کہ مکروہ ہی تنہا کھڑا ہونا مگر اس صورت مین کہ صف مین جگہہ نپاوے تو تنہا کھڑا ہونا مکروہ نہین یعنے دوسرے نمازی کے کھینچنے کو صاحب بحر نے ذکر نہین کیا ولبس

ثوب فیہ تماثیل ذی روح وان یکون فوق راسہ او بین یدیہ او بحذائہ یمنۃ او یسرۃ او محل سجودہ تمثال ولو فی وسادۃ منصوبۃ لا مفروشۃ

اور مکروہ ہی نمازی کو پہننا اُس کپڑے کا جسمین تصویرین جاندار کی ہون اور مکروہ ہی کہ ہووے نمازی کے سر پر یعنے چھت مین یا سامنے یا برابر داہنے خواہ بائین یا سجدے کی جگہ مین کوئی تصویر اگرچہ کھڑے گدّے مین ہو جبپر نہ چلتے ہون نہ تکیہ کرتے ہون نہ نہین مکروہ ہی اگرچہ بچھے ہوے گدّے پر تصویر ہو م تمثال صرف جاندار کی صورت کو کہتے ہین اور تصویر عام ہی جاندار کی ہو یا بیجان کی اور جاندار کی تصویر کا گھر مین رکھنا مکروہ تحریمی ہی کیونکہ حدیث مین وارد ہی کہ فرشتے داخل نہین ہوتے اُس گھر مین جسمین کتا یا تصویر ہو کذا فی النہر برابر ہی کہ تصویر کپڑے مین ہو یا برتن مین یا دیوار مین واختلف فیما اذا کان

التمثال خلفہ والاظہر الکراہۃ اور اختلاف ہی اس صورت مین کہ تصویر نمازی کے پیچھے ہو اور ظاہر تر کراہت ہی اسلیے کہ جامع صغیر مین امام محمد ؒ نے اسکی کراہت کی تصریح کی ہی اور یہ کتاب اُنکی آخر تالیف ہی تو غالبًا اسمین اُن امور کو لکھا ہو گا جو منقح ہو چکے ہونگے کذا فی الطحطاوی ولا یکرہ لو کانت تحت

قدمیہ او محل جلوسہ لانہا مہانۃ او فی یدہ عبارۃ الشمنی بدنہ لانہا مستورۃ بثیابہ اور مکروہ نہین اگر تصویر نمازی کے دونون پانون کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہہ مین ہی کیونکہ اس صورت مین تصویر ذلیل ہی یا تصویر ہاتھ کے اندر ہو تب بھی مکروہ نہین کہ وہ نمازی کے کپڑون مین پوشیدہ ہی شارح نے کہا کہ شمنی کی عبارت مین فی یدہ کی جگہہ فی بدنہ ہی یعنی اسکے بدن مین تصویر کا ہونا مکروہ نہین م یعنے متن کی عبارت مین یہ اشکال ہی کہ اگر ہاتھ مین تصویر ہو گی تو ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھنے کی سنت ادا ہو سکیگی حالانکہ ترک سنت مکروہ ہی پھر عدم کراہت کا قول کیسے درست ہو گا ہان اگر تصویر ہاتھ مین لٹکی ہو یا گدی ہوئی ہو تو ہو سکتا ہی

کذا فی شرح المنیۃ او علی خاتمہ بنقش غیر مستبین قال فی البحر ومفادہ کراہۃ المستبین لا المستتر بکیس او صرۃ او ثوب آخر واقرہ المصنف او کانت صغیرۃ لا تتبین

تفاصیل اعضائہا للناظر قائما وہی علی الارض ذکرہ الحلبی یا تصویر نمازی کی انگوٹھی پر ہو غیر ظاہر نقش سے تب بھی مکروہ نہو گی بحر الرائق مین کہا کہ اسکا مفاد یہ ہی کہ جس تصویر کا نقش ظاہر ہو وہ مکروہ ہو نہ وہ کہ تھیلی یا بدرہ یا دوسرے کپڑے مین چھپی ہوا اور ثابت رکھا ہی اسکو مصنف نے یا تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ اسکے اعضا کی تفصیل دیکھنے والیکو نہ سوجھتی ہو جب وہ کھڑا ہو اور تصویر زمین پر ہو یعنی اگر اتنے فاصلے سے اسکے اعضا جدا جدا معلوم نہوتے ہون تب بھی مکروہ نہو گی ذکر کیا ہی اسکو حلبی نے او مقطوعۃ الراس او الوجہ او ممحوۃ عضو لا تعیش بدونہ او لغیر ذی روح لا یکرہ لانہا لا تعبد یا تصویر سر کٹی ہو یا چہرہ کٹا ہو یا ایسکا ایسا عضو مٹا دیا ہو جسکے بدون اُس صورت کا جاندار زندہ نہ رہے یا تصویر بے جان چیز کی ہو تو مکروہ نہو گی کیونکہ یہ سب مذکور چیزین عبادت نہین کیجاتین ہم شامی نے کہا کہ سر کا کاٹنا عام ہی اس سے کہ اُسکو مٹا دیا ہو یا بنایا ہی نہو یا بنا کر لکیرون سے کاٹ دیا ہو یا کھرچ ڈالا ہو یا سیاہی خواہ سرخی پھیر دی ہو سب صورتون سے کراہت نہ ہو گی وخبر جبرئیل مخصوص بغیر المہانۃ کما بسطہ ابن الکمال اور حدیث جبرئیل علیہ السلام کی مخصوص ہی اُس تصویر کے باب مین جو ذلیل نہو چنانچہ مشرح بیان کیا ہی اُسکو ابن کمال نے ہم یہ جواب ہی ایک سوال مقدر کا اسکی تقریر یہ ہی کہ اگر تصویر کی کراہت اسوجہ سے ہی کہ جس جگہ نماز ہوتی ہی وہان فرشتے بسبب تصویر کے نہ آئینگے چنانچہ حدیث جبرئیل مین جسکو مسلم نے روایت کیا ہی مذکور ہی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ فلان ساعت مین حاضر خدمت ہونگا جب وہ ساعت آئی تو جبرئیل نہ آئے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی اور اسکا رسول اپنا وعدہ خلاف نہین کرتا اور عصا جو آپکے ہاتھ مین تھا اسکو زمین پر ڈالا پھر دیکھا تو ایک کتے کا بچہ چارپائی کے نیچے تھا آپ نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ یہ کب آگیا انھون نے عرض کیا کہ مجکو خبر نہین پھر وہ بچہ نکالا گیا اسوقت جبرئیل تشریف لائے آپ نے فرمایا کہ مین تمھارے وعدہ کا منتظر تھا تم وعدہ پر نہ آئے انھون نے عرض کیا کہ میرے اندر آنے کا یہ بچہ مانع ہوا جو آپ کے گھر مین تھا ہم ایسے گھر مین نہین جاتے جسمین کتا یا تصویر ہو تب تو تصویر ذلیل ہو یا غیر ذلیل دونون صورت مین کراہت ہونی چاہیے کیونکہ حدیث مین لفظ صورت عام مذکور ہی اور اگر وجہ کراہت مشابہت عبادت ہی تو جس صورت مین تصویر سامنے یا سر کے اوپر ہو اسی وقت مکروہ ہونی چاہیے نہ داہنے بائین ہونے مین شارح جواب دیتا ہی کہ کراہت کی وجہ یہی ہی کہ نماز کی جگہ مین فرشتون کا گذر نہین ہوتا اور حدیث جبرئیل مین ہر چند لفظ تصویر عام ہی مگر وہ اسی تصویر سے مخصوص ہی جو ذلیل نہو اسکی خصوصیت دوسری حدیث سے ہی جسکو نسائی اور ابن حبان نے روایت کیا ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہونے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ اندر آؤ انھون نے عرض کیا کہ مین اندر کیسے آؤن آپ کے گھر مین تو ایک پردہ ہی جسمین تصویرین ہین اگر آپکو انکا رکھنا منظور ہی تو انکے سر کاٹ ڈالیے یا انکے گدے اور بچھونے بنوا لیجیے انتہی کذا فی الشامی واختلف المحدثون فی امتناع ملائکۃ الرحمۃ بما علی النقدین فنفاہ عیاض واثبتہ النووی اور اختلاف کیا ہی اہل حدیث نے رحمت کے فرشتون کے نہ آنے مین بسبب اُن تصویرونکے جو روپیہ اشرفی پر ہوتی ہین تو قاضی عیاض مالکی نے امتناع کی نفی کی ہی اور نووی شافعی نے اسکو ثابت رکھا ہی ہم شامی نے کہا کہ قول قاضی عیاض کے موافق علما حنفی نے بھی تصریح کی ہی چنانچہ فتح القدیر مین کہا کہ چھوٹی تصویر کا رکھنا گھر مین مکروہ نہین یعنے جو تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ اُس سے نماز مکروہ نہوتی ہو تو اسکا رکھنا گھر مین مکروہ نہین اور جو نماز مین کراہت پیدا کرتی ہو اسکا رکھنا بھی مکروہ ہی فائدہ یہ حکم تصویر کے رکھنے کا ہی لیکن بنانا تصویر جاندار کا چھوٹی ہو یا بڑی ہر طرح سے حرام ہی کہ اسمین مشابہت اللہ تعالی کے پیدا کرنے سے ہی چنانچہ نووی نے شرح مسلم مین اسپر اجماع نقل کیا ہی وکرہ تنزیہا عد الای والسور والتسبیح بالید فی الصلوٰۃ مطلقا ولو نفلا اما خارجہا فلا یکرہ کعدہ بقلبہ او بغمزۃ انا ملہ وعلیہ یحمل ما جاء من صلوٰۃ التسبیح اور مکروہ تنزیہی ہی شمار کرنا آیتون اور سورتون اور سبحان اللہ کہنے کا ہاتھ سے یعنے انگلیون پر یا تسبیح ہاتھ مین لیکر کذا فی البحر مطلق نماز مین اگرچہ نفل نماز ہو اور مکروہ نہین ہی شمار کرنا باہر نماز سے جیسے مکروہ نہین شمار کرنا نمازی کا اپنے دل مین یا پورون کے دبانے سے اور اسی پر محمول ہی صلوٰۃ التسبیح جو حدیث مین مذکور ہی یعنے اسمین بھی شمار دل سے کرے یا ایک ایک پور کو دبا جاوے فرع مسئلہ لحقہ شارح کا لا باس باتخاذ المسبحۃ لغیر ریاء کما بسط فی البحر کچھ مضائقہ نہین

تسبیح رکھنے کا بدون ریا کے جیسا کہ شرح بیان کیا ہے بحر الرائق میں مِسبحہ بکسر میم صیغہ آلہ کا ہے اور بحر الرائق اور حلیہ وغیرہ میں سبحہ بضم سین ہے جسکو اصطلاح عوام میں تسبیح کہتے ہیں یعنی کچھ دانے ایک ڈورے میں پروئے ہوئے اور دلیل جواز تسبیح رکھنے کی وہ حدیث ہے جو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی وغیرہم نے سعد ابن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے پاس گیا جسکے سامنے کچھ گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں جنپر وہ وظیفہ پڑھتی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھکو اس سے آسان تر اور افضل بتائے دیتا ہوں اسطرح پڑھ (سبحان اللہ عدد ما خلق فی السماء سبحان اللہ عدد ما خلق فی الارض وسبحان اللہ عدد ما بین ذلک وسبحان اللہ عدد ما ھو الخالق والحمد للہ مثل ذلک واللہ اکبر مثل ذلک ولا الٰہ الا اللہ مثل ذلک ولا حول ولا قوۃ الا باللہ مثل ذلک) تو اس حدیث میں اسکو کنکریوں یا گٹھلیوں پر شمار کرنے سے منع نہ فرمایا بلکہ طریق آسان اور افضل ارشاد کر دیا اگر کسی چیز پر شمار کرنا مکروہ ہوتا تو بیان فرما دیتے اور تسبیح میں اس حدیث کے مضمون سے اتنی ہی زیادتی ہوتی ہے کہ گٹھلی وغیرہ کو ایک دھاگے میں پرو لیتے ہیں اسطرح کی زیادتی منع میں کچھ اثر نہیں کرتی علاوہ ازیں تسبیح کا رکھنا صوفیہ اخیار سے منقول ہے ہاں اگر نمود اور شہرت کے لیے رکھے تو البتہ مکروہ ہے کذا فی الشامی لا یکرہ قتل حیۃ وعقرب

ان خاف الاذی اذ الامر للاباحۃ لانہ منفعۃ لنا فالاولی ترک الحیۃ البیضاء لخوف الاذی مکروہ نہیں نمازی کو مار ڈالنا سانپ یا بچھو کا اگر نمازی ایذا سے ڈرے کیونکہ امر قتل کے مباح کرنے کے لیے اسلیے کہ ہمارے فائدہ کیواسطے ہے تو بہتر ہے چھوڑ دینا سفید سانپ کا ایذا کے ڈر سے م صحیحین میں ہے کہ نماز کے اندر دو سیاہ چیزوں کو قتل کر دو یعنی سانپ اور بچھو کو تو یہاں اعتراض ہوتا تھا کہ جب حکم انکے مارنے کا ہے تو چاہیے تھا کہ انکا مارنا مستحب ہوتا اور ماتن نے صرف عدم کراہت پر اکتفا کیا ہے اسکا جواب دیا ہے کہ یہ امر حدیث میں اباحت کے لیے ہے کہ اسمیں ہمارا ہی نفع ہے اور سفید سانپ کو نہ مارنے کی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں اسکو جن فرمایا ہے تو جنات کے آسیب سے محفوظ رہنے کے لیے اسکا نہ مارنا اولیٰ ہوا کہ اسکے مارنے میں ہمارا ضرر ہے اور نہایہ میں ہے کہ بدون خوف ایذا اسکا مارنا سانپ اور بچھو کا نماز سے نادر مکروہ ہے کذا فی الشامی مُلتقطًا

مطلقًا ولو بعمل کثیر علی الاظہر ولکن صحح الحلبی الفساد سانپ اور بچھو کا مار ڈالنا نماز میں مطلق مکروہ نہیں اگر عمل کثیر سے مارے اور یہ قول ظاہر تر ہے لیکن حلبی نے تصحیح نماز کے فاسد ہونے کی کی ہے در صورت عمل کثیر کے ولا یکرہ صلوٰۃ الی ظہر قاعد او قائم ولو یتحدث الا اذا خیف الغلط بحدیثہ اور مکروہ نہیں نماز پڑھنا بیٹھے ہوئے شخص یا کھڑے ہوئے کی پشت کیطرف اگرچہ وہ باتیں کرتا ہو مگر جس صورت میں کہ خوف بہک جانے کا ہو اسکی باتوں سے تو البتہ مکروہ ہے ولا الی مصحف او سیف مطلقًا او شمع او سراج او نار توقد لان المجوس انما تعبد الجمر لا النار الموقدۃ قنیہ اور مکروہ نہیں نماز قرآن کیطرف یا تلوار کیطرف کو مطلق یعنے لٹکی ہوئی ہو یا رکھی ہوئی ہو یا نماز پڑھنا موم کی بتی کیطرف یا چراغ کیطرف یا آگ کیطرف جو روشن ہو اسلیے کہ آتش پرست عبادت چنگاری کی کرتے ہیں نہ جلتی آگ کی کذا فی القنیہ م طحطاوی نے کہا کہ یہ جملہ ہی اور چراغ اور آگ تینوں کی علت ہے اور آگ سے مراد وہ ہے جسمیں صرف شعلہ ہو اور نہ دھکتی آگ نہ ہو تا اگر کوئلہ یا چنگاری بھی ہو گی تو خالی کراہت سے نہیں کذا فی الغایہ او علی بساط فیہ تماثیل ان لم یسجد علیہا لما مر یا مکروہ نہیں نماز اس فرش پر جسمیں تصویریں ہوں بشرطیکہ تصویروں پر سجدہ نہ کرے مکروہ نہیں بسبب اس وجہ کے کہ پیشتر گذری یعنی فرش پر تصویر کا ہونا اسکی ذلت کا باعث ہے فروع مسائل لُحقۃ شارح کے

یکرہ اشتمال الصماء والاعتجار والتلثم والتنخم مکروہ ہے اشتمال صما یعنی چادر کو بدن میں سر سے پانوں تک ایسی طرح لپیٹنا کہ کہیں سے ہاتھ باہر نہ نکلا اور مکروہ ہے اعتجار یعنے ڈوپٹہ یا پگڑی کو سر سے باندھنا اسطرح کہ بیچ میں سے سر کھلا رہے اور وجہ کراہت ان دونوں امر کی یہ ہے کہ حدیث میں انسے نہی وارد ہے اسلیے کراہت تحریمی معلوم ہوتی ہے کذا فی الشامی اور مکروہ ہے ڈھاٹا باندھنا اسطرح کہ ناک اور منہ ڈھک جائے کیونکہ آتش پرست آگ کی عبادت کیوقت ایسا ہی کرتے ہیں اور مکروہ ہے زور کی سانس کے ساتھ رینٹھ نکالنا تنخم تبائے فوقانیہ دونوں وخائے معجمہ ہے اور بعض نسخوں میں تختم ہے یعنی انگوٹھی کا پہننا نماز میں عمل قلیل کے ساتھ مکروہ ہے طحطاوی نے ابو السعود سے نقل کیا کہ ڈھاٹے کا باندھنا مکروہ تحریمی ہے اور خرخر کرکے رینٹھ نکالنے کا حکم مثل کھنکھارنے کے ہے چنانچہ اسکی تفصیل گذر چکی کذا فی الشامی

وکل عمل قلیل بلا عذر کتعرض القملۃ قبل الاذی اخہ مکروہ تنزیہی ہے ہر عمل قلیل بدون عذر کے مثلاً جوں کا مار ڈالنا پہلے کاٹنے کے و ترک کل سنۃ ومستحب اور

مکروہ تنزیہی ہی چھوڑنا ہر سنت اور مستحب کا شامی نے کہا کہ اگر سنت زیادہ مؤکد ہوگی تو عجب نہین کہ اُسکا ترک مکروہ تحریمی ہو وحمل الطفل وما ورد نسخ بحدیث
ان فی الصلوٰۃ لشغلا اور مکروہ ہی بدون حاجت اُٹھالینا بچہ کا نماز مین اور جو قصہ کہ حدیث مین وارد ہی وہ منسوخ ہی اس حدیث سے کہ ان فی الصلوٰۃ لشغلاً
یعنے نماز مین ایک شغل ہی جو اور باتون کا مانع ہی م یہ جواب ہی سوال مقدر کا کہ بچہ کا اُٹھانا مکروہ کیسے ہو سکتا ہی یہ امر تو صحیحین مین بروایت ابو قتادہ ثابت ہی کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین اپنی نواسی بی بی امامہ کو اُٹھا لیتے تھے جب سجدہ کرتے تھے تو انکو اُتار دیتے تھے اور کھڑا ہونے کے وقت پھر اُٹھا لیتے تھے اس سوال
کا جواب ایک تو یہی ہی جو شارح نے دیا کہ یہ حکم منسوخ ہی مگر یہ جواب کام کا نہین اسلیے کہ حدیث ان فی الصلوٰۃ لشغلا ہجرت سے پیشتر کی ہی اور قصہ بی بی امامہ کا ہجرت کے
بعد ہی تو وہ حدیث اسکی ناسخ کیسے ہو سکتی ہی اور ایک جواب بدائع مین مذکور ہی کہ یہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلیے تھا کہ آپکو اسکی ضرورت تھی کیونکہ ایسا شخص
کوئی نہ تھا جو بی بی امامہ کی حفاظت کرتا تو اگر اب بھی کوئی شخص اسیطرح کی ضرورت مین مبتلا ہو تو اسکو بچہ کا اُٹھانا مکروہ نہین البتہ بدون حاجت مکروہ ہوگا
کذا فی الشامی ویباح قطعہا لنحو قتل حیۃ وندّ دابۃ وفور قدر وضیاع ماقیمتہ درہم لہ او لغیرہ اور مباح ہی نماز کا توڑ دینا اگرچہ نماز فرض ہو ان جیسے عذرون سے مثلاً
سانپ کا مارنا اور سواری کا بھاگ جانا اور ہانڈی کا ابلنا اور تلف ہونا ایسی چیز کا جسکی قیمت ایک درم یعنی پانچ آنہ ہون خواہ وہ چیز نمازی کی ہو یا کسی دوسرے
کی م اسی طرح اگر خوف ہو کہ بھیڑیا کوئی بکری اُٹھا لیجائیگا تو جائز ہی کہ نماز توڑ کر بھیڑیے کو دفع کرے کذا فی نور الایضاح ویستحب لمدافعۃ الاخبثین وللخروج من خلاف
ان لم یخف فوت وقت وجماعۃ اور مستحب ہی نماز کا توڑ دینا پاخانہ اور پیشاب کے رکاؤ کے وقت اور خلاف سے نکلنے کیواسطے اگر خوف نہو وقت کے جانیکا یا جماعت
کے نہ ملنے کا م شامی نے کہا کہ بول و براز کے دباؤ کے ساتھ نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہی تو اسکے توڑنے کو واجب کہنا چاہیے تھا نہ مستحب اگرچہ جماعت فوت ہو جائے
اور خلاف سے نکلنے کی یہ صورت ہی کہ نماز پڑھنے مین کسی عورت اجنبی نے مثلاً ہاتھ لگا دیا تو مستحب ہی کہ نماز کو توڑ دے کیونکہ اس صورت مین امام شافعی کے نزدیک نماز نہوگی
ویجب لاغاثۃ ملہوف وغریق وحریق اور واجب ہی نماز توڑ دینا واسطے فریاد رسی فریاد خواہ اور ڈوبتے اور جلتے آدمی کے م طحطاوی نے کہا کہ ظاہر یہ ہی کہ ایسے امور کے
لیے نماز کا توڑنا فرض ہو اور مثل اسکے ہی اندھے کو کوین مین گرتے دیکھنا لا لنداء احد ابویہ بلا استغاثۃ الا فی النفل فان علم انہ یصلی لاباس ان لایجیبہ وان لم یعلم
اجابہ نہین جائز ہی نماز فرض کا توڑنا واسطے پکارنے مان یا باپ کے بدون فریاد خواہی کے مگر نفل نماز مین اگر مان یا باپ پکارے تو جواب دینا واجب ہی
گو انہون نے فریاد خواہی کے واسطے نہ پکارا ہو کذا فی الشامی پھر اگر مان یا باپ کو معلوم ہو کہ وہ نماز پڑھتا ہی تو کچھ مضائقہ نہین جواب نہ دینے کا اور اگر معلوم نہو تو جواب دے
م مان باپ سے مراد اصول ہین گو اوپر کے ہون یعنی دادا یا نانا یا نانی یا دادی ہو تب بھی یہی حکم ہی یہانتک بیان نماز کے اندر کے مکروہات کا تھا اب مصنف
وہ مکروہات بیان کرتا ہی جو نماز کے باہر ہون مگر نماز کے توابع مین سے ہون ویکرہ تحریما استقبال القبلۃ بالفرج ولو فی الخلاء بالمد بیت التغوط وکذا استدبارہا
فی الاصح اور مکروہ تحریمی ہی بول و براز کے وقت شرمگاہ کا منھ کرنا قبلہ کو اگرچہ پاخانہ کے اندر ہو اور اسیطرح مکروہ تحریمی ہی پشت پھیرنا قبلہ کیطرف کو صحیح تر
قول شارح نے کہا کہ لفظ خلا الف ممدودہ کے ساتھ پاخانہ کے مکان کو کہتے ہین م وجہ کراہت کی یہ ہی کہ صحاح ستہ مین مروی ہی کہ جب تم پاخانہ پھرو تو قبلہ
کیطرف منھ نکرو نہ پشت بلکہ اسکو داہنی طرف کرلو یا بائین اور یہ حکم مرد و عورت دونون کو یکسان ہی اور کراہت بول و براز کے وقت ہی پانی سے استنجا کرنے
کے وقت کراہت تحریمی نہین اور استقبال فرج کی قید سے یہ نکلا کہ اگر سینہ قبلہ کی جانب ہو اور شرمگاہ کو جانب قبلہ سے پھیر کر پیشاب کریگا تو مکروہ نہوگا
کذا فی الشامی کما کرہ للبالغ امساک صبی لیبول نحوہا جیسے مکروہ تحریمی ہی بالغ شخص کو پیشاب کرانا بچہ کا قبلہ کی طرف کو اسلیے کہ بالغ کو بچہ کے ساتھ
ایسا فعل کرنا حرام ہی جو بچہ پر بالغ ہونے کے بعد حرام ہو مثلاً حریر یا زیور پہنانا لڑکے کو حرام ہی کذا فی الشامی وکما کرہ مد رجلیہ فی نوم او غیرہ
الیہا ای عمدا لانہ اساءۃ ادب قالہ ملا پاکیر اور جیسے مکروہ ہی دونون پانون کا پھیلانا سونے مین یا سوائے سونے کی حالت کے قبلہ کی طرف
یعنے پاؤن پھیلانا دانستہ مکروہ ہی اسلیے کہ یہ بے ادبی ہی کہا ہی اسکو ملا پاکیر نے م طحطاوی نے کہا کہ عمداً کے یہ معنی کہ بدون عذر اور سہو کے پھیلاوے

تو اگر عذر سے یا بھول کر پھیلا دیگا تو مکروہ نہوگا اور دونون پانون کے مانند ہی حکم ایک پانون کے پھیلانے کا اور بالغ اور لڑکا اس حکم مین برابر ہین شامی نے کہا کہ وجہ کراہت کو بے ادبی قرار دینے سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کراہت تنزیہی ہو مگر آگے آویگا کہ قبلہ کیطرف پانون پھیلانے سے آدمی کی گواہی قبول نہین ہوتی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ کراہت تحریمی ہی **او الی مصحف او شئی من الکتب الشرعیۃ الا ان یکون علی موضع مرتفع عن المحاذاۃ**

فلا یکرہ قالہ الکمال یا مکروہ ہی پانون پھیلانا قرآن مجید کے یا کسی کتاب شرعی کیطرف یعنی تفسیر و حدیث و فقہ اور انکے اصول کی کتاب کیطرف مگر یہ کہ کتاب موصوف کسی اونچی جگہ پر ہو پانون کی سیدھ سے تو پانون پھیلانا مکروہ نہوگا کہا ہی اسکو کمال الدین محقق نے شامی نے کہا کہ ظاہر اگر کتاب بہت دور رکھی ہو تب بھی کراہت نہوگی **کما کرہ غلق باب المسجد الا لخوف علی متاعہ بہ یفتی** اور جیسے مکروہ ہی قفل لگانا مسجد کے دروازہ کو مگر اپنے اسباب کے ڈرسے اگر قفل لگادے تو مکروہ نہین اسی پر فتوی ہی م شامی نے کہا کہ غلق کی جگہ اغلاق کہنا چاہیے تھا کیونکہ قاموس مین ہی کہ غلق باب لغت خراب ہی اغلاق باب فصیح ہی اور وجہ کراہت یہ ہی کہ دروازہ بند کرنے سے نمازیون کو نماز سے روکنا پایا جائیگا حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہی (ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ) اور خوف متاع کی صورت مین بھی اوقات نماز مین بند کرنا مکروہ ہوگا کذا فی البحر **وکرہ تحریما الوطی فوقہ والبول والتغوط لانہ مسجد الی عنان السماء واتخاذہ طریقا بغیر عذر**

وصرح فی القنیۃ بفسقہ باعتیادہ اور مکروہ تحریمی ہی صحبت کرنا مسجد کی چھت پر اور بول و براز کرنا اسلیے کہ وہ مسجد ہی تحت الثرے سے لیکر آسمان کی سطح تک اور مکروہ ہی ٹھہرا دینا مسجد کو راستہ بدون عذر کے اور قنیہ مین تصریح کی ہی آدمی کے فاسق ہو جانے کی مسجد کو راستہ بنا لینے کی عادت کرنے سے یعنے اگر عادت کر لیگا کہ راستہ مسجد ہی مین ہو کر چلے تو فاسق ہو جائیگا **وادخال نجاسۃ فیہ وعلیہ فلا یجوز الاستصباح بدہن نجس فیہ والتطیینۃ بنجس ولا البول والفصد**

ولو فی اناء مکروہ ہی اندر لیجانا نجاست کا مسجد مین اور اس بنا پر متفرع ہوا کہ جائز نہین چراغ جلانا ناپاک تیل سے مسجد کے اندر اور نہ استرکاری کرنا مسجد کا ناپاک گارے سے اور نہ پیشاب کرنا اور فصد کھلوانا اگرچہ برتن کے اندر پیشاب اور خون لیا جاوے م فتاوے عالمگیری مین ہی کہ جس آدمی کے بدن پر نجاست لگی ہو وہ مسجد کے اندر نجاوے اور جس گارے مین ناپاک پانی پڑا ہوا اس سے مسجد کا لیسنا مکروہ ہی **ویحرم ادخال صبیان ومجانین حیث غلب تنجیسہم والا فیکرہ** اور حرام ہی داخل کرنا لڑکون اور مجنونون کا مسجد مین جبکہ گمان غالب ہو کہ مسجد کو ناپاک کر دینگے اور اگر ایسا نہو تو اندر لیجانا انکا مکروہ ہی م شامی نے کہا کہ مراد حرام ہونے سے مکروہ تحریمی ہی اور وجہ اندر نہ لیجانے لڑکون اور دیوانون کی یہ ہی کہ حدیث مرفوع مین آچکا ہی کہ اپنے مساجد کو لڑکون اور دیوانون اور بیع و شرا اور شور و غل اور شمشیر کشی اور اقامت حدود سے علیحدہ رکھو اور جمعون مین انکو خوشبو سلگا کر معطر کرو کذا فی البحر اس سے معلوم ہوا کہ درصورت گمان نجس نہونے کے لڑکون کا لیجانا مکروہ تنزیہی ہی **وینبغی لداخلہ تعاہد نعلہ وخفہ وصلوتہ فیہما افضل** اور مسجد مین جانے والے کو چاہیے دیکھ بھال لینا اپنے جوتے اور موزہ کو کہ آلودہ نجاست تو نہین اور نماز پڑھنا نمازی کا جوتون اور موزون کو پہن کر بشرطیکہ طاہر ہون افضل ہی م وجہ افضلیت یہ ہی کہ طبرانی نے حدیث روایت کی ہی کہ نماز پڑھو جوتون کو پہن کر اور یہود کی مشابہت مت کرو شامی نے کہا کہ عمدۃ المفتی مین ہی کہ جوتا پہن کر مسجد مین جانا اس زمانہ کے عرف مین داخل بے ادبی ہی اور خوف مسجد کی فرش کے آلودگی کا بھی ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین یہ خوف نتھا کیونکہ مسجد شریف مین اسوقت کنکرین بچھی ہوئی تھین **لا یکرہ**

ما ذکر فوق بیت جعل فیہ مسجد بل ولا فیہ لانہ لیس بمسجد شرعا مکروہ نہین اشیاء مذکورہ یعنے جماع اور بول و براز اس گھر کی چھت پر جسمین نماز پڑھنے کی جگہ بنائی گئی ہی بلکہ خود اس جگہ مین یہ چیزین مکروہ نہین اسلیے کہ وہ مسجد شرعی نہین م یعنی مسجد شرعی وقف اور اذن عام سے ہوتی ہی اور گھر مین ایک جگہ لیپ پوت کر نماز کے لیے کر لینے سے مسجد نہین ہو جاتی **واما المتخذ لصلوۃ جنازۃ او عید فہو مسجد فی حق جواز الاقتداء وان انفصل الصفوف رفقا**

بالناس لا فی حق غیرہ بہ یفتی نہایۃ اور وہ مکان جو نماز جنازہ یا عید کے لیے مقرر کیا جاے سو وہ مسجد ہی اقتدا کے درست ہونے کے حق مین اگرچہ صفون مین انفصال ہو جواز اقتدا مین اسکو مسجد اسلیے قرار دیا گیا کہ لوگون پر آسانی ہو مکان مذکور مسجد نہین ہی جواز اقتدا کے سوا دوسری چیزون کے

حق ہین کذا فی النہایہ ہم بحرالرائق ہین کہا کہ ظاہر اس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ جب عیدگاہ اور نماز جنازہ کا مکان مسجد نہین تو انمین بعض بیع و شرا و جماع جائز ہو حالانکہ بانی نے اسلیے نہین بنوایا تو لائق یہ ہو کہ یہ امور درست نہون اگرچہ ہم اُسکو مسجد نہ کہین اور مقابل قول مفتی بہ کا وہ قول ہو جسکی تصحیح محیط مین کی ہو کہ مکان نماز جنازہ کے لیے کسی بات مین حکم مسجد نہین اور جسکی تصحیح تاج الشریعہ نے کی ہو کہ عیدگاہ ہر بات مین حکم مسجد کا رکھتی ہو کذا فی الشامی

فحل دخولہ لجنب وحائض کفناء و رباط و مدرسۃ و مساجد حیاض و اسواق لا شوارع پس حلال ہو داخل ہونا عیدگاہ اور مکان جنازہ مین جنب اور حائضہ کو جیسے حلال ہو انکو داخل ہونا مسجد کے فناہین اور خانقاہ اور مدرسہ مین اور حوضون کی مسجدون اور بازارونکی مسجدون مین نہ شارع عام کے مساجد مین ہم فنار مسجد وہ مکان ہو جسکے اور مسجد کے بیچ مین راستہ نہو اور حوض کی مسجد سے وہ چبوترہ مراد ہو جو حوض کے پاس بنادیتے ہین تاکہ جو کوئی وضو کرے اُسپر تحیۃ الوضو یا اور نماز پڑھ لے اور بازار کی مسجد سے وہ چبوترہ مراد ہو جو عمر یا فنڈ بازار مین نماز کے لیے بنالیتے ہین جیسے سوداگرون کی سرائے مین ہوا کرتے ہین غرضکہ ان مکانون کو حکم مسجد کا نہین اور شارع عام کی مسجدین جنمین جماعت معین نہین وہ بھی حکم مسجد مین مگر انمین اعتکاف نکیا جاے کذا فی الشامی

ولا باس بنقشہ خلا محرابہ فانہ یکرہ لانہ یلہی المصلی ویکرہ التکلف بدقائق النقوش ونحوہ خصوصا فی جدار القبلۃ قالہ الحلبی وفی حظر المجتبی وقیل یکرہ فی المحراب دون السقف والمؤخر انتہی وظاہرہ ان المراد بالمحراب جدار القبلۃ فلیحفظ اور کچھ مضائقہ نہین مسجد کے نقش کرنیکا سوا محراب کے کہ محراب کا نقش کرنا مکروہ ہو اسلیے کہ نمازی کو لہو مین ڈالتا ہو یعنے خشوع کو مخل ہو اور مکروہ ہو تکلف کرنا باریک نقش و نگار اور اسکے مثل سے خصوصا قبلہ کی دیوار مین کہا ہو اسکو حلبی نے اور مجتبی کے باب الحظر مین ہو کہ بعض فقہا نے کہا کہ نقش و نگار محراب مین مکروہ ہو نہ چھت اور پچھلی دیوار مین تمام ہوا قول مجتبی کا اور ظاہر اس قول کا یہ ہو کہ محراب سے مراد قبلہ کی دیوار ہو تو اسکو یاد کر لینا چاہیے م یعنے پچھلی دیوار اور چھت کو کراہت سے مستثنی کرنے سے اور نیز علت کراہت کو عدم خشوع قرار دینے سے معلوم ہوتا ہو کہ محراب سے غرض مصلی کے سامنے کی دیوار ہو اسلیے کہ خشوع کا جاتا رہنا صرف امام کو برا ہو ویسا ہی صف اول کے مقتدیون کو بھی برا ہو کیونکہ خشوع سب کے لیے مستحب ہو اور لہو کو علت کراہت قرار دینے سے معلوم ہوا کہ یہان غرض کراہت سے تنزیہی ہو کذا فی الشامی بحرص

وما ذہب لو بمالہ الحلال لا من مال الوقف فانہ حرام وضمن متولیہ لو فعل النقش او البیاض الا اذا خیف طمع الظلمۃ فلا باس بہ کافی والا اذ کان لاحکام البناء او الواقف فعل مثلہ لقولہم یعمر الوقف کما کان وتمامہ فی البحر مضائقہ نہین نقش کرنا مسجد کا چونہ اور سونے کے پانی سے اگر نقش کرنیوالا اپنے مال حلال سے کرے نہ مال وقف سے اسلیے کہ مال وقف سے نقش کرنا حرام ہو اور ضامن ہوگا مسجد کا متولی اگر نقش و نگار یا سفیدی مال وقف سے کریگا مگر جبکہ خوف ہو لالچ ظالمون کا یعنے مال وقف بہت سا جمع ہو اور ڈر ہے کہ ظالم چھین لینگے تو اُسوقت نقش کرنیکا مضائقہ نہین کذا فیما الکافی اور نکر اُس صورت مین ضمان نہ ہوگا کہ نقش وغیرہ عمارت کی مضبوطی کے لیے ہون یا خود وقف کرنیوالے نے اسطرح کے نقش بنوائے ہون تو اُس صورت مین بھی ضمان نہ ہوگا بسبب قول فقہا کے کہ وقف کی تعمیر ویسی کیجاوے جیسے پہلے تھی اور اسکا پورا بیان بحرالرائق مین ہو م مال حلال کی قید اسلیے لگائی کہ مال حرام سے مسجد کا نقش و نگار مکروہ تحریمی ہو اور مسجد سے غرض اندرون مسجد ہو اس سے معلوم ہوا کہ خارج مسجد کی زینت کرنی مکروہ ہو کذا فی الشامی عن البحر فروع مسائل

ملحقہ شارح کے مساجد کے احکام مین افضل المساجد مکۃ ثم المدینۃ ثم القدس ثم قباء ثم الاقدم ثم الاعظم ثم الاقرب سب مسجدون مین افضل مسجد مکہ معظمہ ہو کیونکہ اُسمین کعبہ ہو جسکی شان مین اللہ تعالی فرماتا ہو (اول بیت وضع للناس) پھر مدینہ منورہ ہو جسکی شان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نماز میری اس مسجد مین برابر ہو ہزار نمازون کے اُسکے سوا دوسری مسجدون مین بجز مسجد حرام کے پھر مسجد مقدس یعنی بیت المقدس ہو کہ تصریح ثواب کے زیادتی کی اسکے اندر حدیثون مین موجود ہو پھر مسجد قبا بضم قاف والف مقصورہ یا ممدودہ ہو جسکی شان مین آیت (اسس علی التقوی من اول یوم) الایۃ ہو ان چارون مسجدون کے بعد افضل وہ مسجد ہو جو قدیم تر ہو پھر وہ ہو جو زیادہ بڑی ہو پھر وہ جو قریب تر ہو م یہ ترتیب حلیہ مین اجناس سے نقل کی ہو اور بحرالرائق

مین بعد بیت المقدس کے جامع مسجدون کو اور اُنکے بعد محلہ کی مسجدون کو اور اُنکے بعد شارع عام کی مسجدون کو لکھا ہو اور شارع عام کی مسجدون سے وہ مسجدین مراد ہین جنکا امام اور موذن معین نہین اور جامع مسجدون سے یہ غرض ہو کہ جنمین وسعت زیادہ اور جماعت بہت ہوتی ہو اور اُنمین سے افضل وہ ہی جو زیادہ قدیم ہو جیسے مسجد قبا ہو پھر وہ جسمین جماعت زیادہ ہوتی ہو پھر وہ جو قریب تر ہو کذا فی الشامی و مسجد استاذہ لدرسہ او لسماع الاخبار افضل اتفاقا اور مسجد اپنے اُستاد کی اُس سے پڑھنے کے لیے یا حدیث سننے کے واسطے افضل ہو یعنے قدیم تر اور اعظم اور اقرب سے بالاتفاق اسلیے کہ اُسمین دو ثواب ہین ایک جماعت دوسرے تحصیل علم و مسجد حیہ افضل من الجامع اور مسجد نمازی کے محلہ کی افضل ہو مسجد جامع سے م شامی نے کہا کہ مسجد جامع سے مراد یہ ہو کہ جسکی جماعت بہ نسبت محلہ کی مسجد کے زیادہ ہوتی ہو بلکہ خانیہ مین ہو کہ اگر محلہ کی مسجد مین کوئی موذن نہو تو نمازی اُسمین جاکر اذان کہے اور نماز پڑھے اگرچہ تنہا ہو اسلیے کہ محلہ کی مسجد کا اسکے ذمہ حق ہو اور اگر محلہ مین دو مسجدین ہون تو جو قدیم تر ہی ہو اُسمین جاے اگر فاصلہ برابر ہو ورنہ قریب کی مسجد مین جاسے والصحیح ان ما الحق بمسجد المدینۃ ملحق بہ فی الفضیلۃ نعم تحری الاول اولی وھو مائۃ فی مائۃ ذراع ذکرہ ملا علی فی شرح لباب المناسک اور صحیح یہ ہو کہ مسجد مدینہ منورہ مین جسقدر لاحق کی گئی ہو وہ ثواب مین اصل مسجد کے ساتھ ملحق ہو یعنے بقدر لاحق مین بھی ایک نماز کا ثواب ہزار کی برابر ہو ہان اول مسجد کی اٹکل کرنی بہتر ہو اور اصل مسجد سو ہاتھ کا طول اور اتنا ہی عرض ہو ذکر کیا ہو اسکو ملا علی قاری نے لباب المناسک کی شرح مین م اندنون مین اصل مسجد کی شناخت کے لیے سلطان روم مرحوم نے ستونون پر لکھوا دیا ہو تاکہ ہر شخص سہولت سے تمیز کرلے کہ مسجد مبارک اسقدر تھی اور اس مسئلہ کا ذکر شروط صلوٰۃ مین قبلہ کی بحث سے پیشتر گذر چکا وہان دیکھنا چاہیے ویحرم فیہ السوال ویکرہ الاعطاء مطلقا وقیل ان تخطی اور حرام ہو مسجد مین سوال کرنا اور مکروہ ہو سائل کو مسجد مین دینا ہر حال مین اور بعضے نے کہا کہ اگر سائل گردنون پر لوگون کی پھلانگے تو مکروہ ہو ورنہ مکروہ نہین م شارح نے باب الحظر والاباحۃ مین اسی پچھلے قول پر اکتفا کیا ہو چنانچہ کہا کہ مکروہ ہو سائل مسجد کو دینا مگر جسوقت کہ وہ لوگون کی گردنین نہ پھلانگے قول مختار مین اسلیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی نماز کے اندر دی اللہ تعالیٰ نے اُنکی تعریف کی اس آیت مین (ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون) یعنے دیتے ہین خیرات اُسوقت ہین کہ وہ رکوع کرتے ہون کذا فی الطحطاوی وانشاد ضالۃ او شعر الا ما فیہ ذکر اور مکروہ ہو کھوئی چیز کا تلاش کرنا مسجد مین اور مکروہ ہو مسجد مین شعر پڑھنا مگر جن اشعار مین ذکر ہو اُنکا پڑھنا مکروہ نہین م گم ہوئی چیز کا مسجد مین تلاش کرنا اسلیے مکروہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسیکو دیکھو کہ مسجد مین گم ہوئی چیز کو ڈھونڈھتا ہو تو کہو کہ خدا تعالیٰ اُسکو تجھپر واپس نکرے یعنی خدا کرے کہ تجھکو وہ چیز نملے اور ابو اللیث سمرقندی نے شعر مین یہ تفصیل کی کہ اگر اشعار مین وعظ اور خدا تعالیٰ کی نعمتون اور حکمتون کا ذکر اور متقیون کی صفت کا بیان ہو تو اُنکا پڑھنا بہتر ہو اور اگر اُنمین ذکر زمانون اور امتون کا ہو تو مباح ہو اور اگر کسی مسلمان کی ہجو یا بیہودہ کی باتین ہون تو حرام ہی اور اگر خط و خال کا وصف ہو تو پڑھنا مکروہ ہو اور ابو داؤد اور ترمذی کی حدیث مسجد مین شعر خوانی کی ممانعت کی بیہودہ اشعار پر محمول ہو کذا فی الشامی ورفع صوت بذکر الا للمتفقہۃ اور مکروہ ہو مسجد مین بلند کرنا آواز کا ذکر سے مگر فقہ سیکھنے سکھانے والونکو آواز کا بلند کرنا مکروہ نہین م ذکر جہری مین قید اس بات کی ہونی چاہیے کہ جسمین خوف ریا یا نمازیون کی ایذا کا ہو اور اگر اُنسے خالی ہو تو بعض علما کے نزدیک ذکر جہری ہی افضل ہو اسلیے کہ اُسکا فائدہ سننے والون کو بھی ہوتا ہو اور خود ذاکر کو بیدار دل رہتا ہو اور نشاط زیادہ پاتا ہو اور اکثر علما ذکر خفی کو ترجیح دیتے ہین اسوجہ سے کہ حدیث مین وارد ہو خیر الذکر الخفی یعنے بہتر ذکر آہستہ ذکر کرنا ہو کذا فی الطحطاوی والشامی بتصرف والوضوء الا فیما اعد لذلک اور مکروہ ہو مسجد کے اندر وضو کرنا اسلیے کہ اُسکے پانی سے کھنچ آتی ہو کیا کہ تھوک اور رینٹ سے خالی نہین ہوتا کذا فی الشامی مگر وضو کرنا اُس مقام مین جو وضو کے لیے بنایا گیا ہو مکروہ نہین طحطاوی نے کہا کہ یہی حکم بدون جنابت کے نہانے کا ہو وغرس الاشجار الا لنفع کتقلیل نز تکون للمسجد اور مکروہ ہو مسجد مین درختون کا لگانا مگر کسی نفع کے لیے مکروہ نہین جیسے کم کرنا رطوبت کا اور وہ درخت یعنی اُنکی لکڑی اور پھل مسجد کا ہوگا م نز بفتح نون وتشدید زا اسم ہو زمین کی رطوبت کو کہتے ہین

خلاصہ مین کہا کہ جب مسجد کے ستون بباعث رطوبت کے نہ ٹھہرتے ہون تو اس رطوبت کے کم کرنے کو درختونکے لگانے کا مضائقہ نہین اور بدون کسی نفع کے لگانا ناجائز ہو اہ رفتاوی عالمگیری مین ہو کہ اگر لوگون کو درخت کے سایہ سے آرام ہوتا ہو اور اُنسے مسجد تنگ نہو اور جماعت مین خلل پڑے تو کچھ مضائقہ نہین اور اگر کوئی خاص اپنے نفع کے لیے لگادے کہ اُنکے پھل اور لکڑی آپ لیا کرے یا صفون مین خلل ہوتا ہو یا درختونکے باعث کفار کے معابد سے مشابہت ہوتی ہو تو مکروہ ہو واکل ونوم الا المعتکف وغریب اور مکروہ ہو مسجد کے اندر کھانا اور سونا مگر اعتکاف والے اور مسافر کو مکروہ نہین ودخول اکل نحو ثوم ویمنع منہ وکذا اکل موذٍ ولو بلسانہ اور مکروہ ہو مسجد مین آنا کھانے والے لہسن جیسی چیز کا یعنی کچا پیاز اور مولی وغیرہ جنمین بدبو آتی ہو اور منع کیا جاسکے ایسا شخص مسجد مین گھسنے سے اور اسیطرح ہر شخص ایذا دینے والا اگرچہ زبان ہی سے ایذا دے مسجد سے منع کیا جاے م آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس درخت بدبو مین سے کھائے وہ ہماری مسجد کے پاس نہ پھٹکے اسلیے کہ جس چیز سے انسانون کو ایذا ہوتی ہو اُس سے فرشتون کو ایذا ہوتی ہو انتہی اور ایذا دینے والے سے مراد گندہ دہن اور گندہ بغل ہین یا جسکے پسینے سے یا کپڑے کی بدبو سے تکلیف ہوتی ہو اور زبانی ایذا سے غرض غیبت اور چغلی وغیرہ ہو کذا فی الطحطاوی وکل عقد الا المعتکف بشرطہ اور مکروہ ہو مسجد مین ہر معاملہ یعنی معاوضہ مثل بیع وشرا کے کذا فی الشامی مگر اعتکاف والے کو بیع وشرا درست ہو موجب اُسکی شرط کے م شرط یہ ہو کہ اُس چیز کی حاجت اُسکو یا اُسکے عیال کو ہو اور ایک یہ کہ متاع کو مسجد مین نہ منگا دے کذا فی الطحطاوی والکلام المباح وقیدہ فی الظہیریۃ بان یجلس لاجلہ لکن فے النہر الاطلاق اوجہ اور مکروہ ہو مسجد مین کلام مباح کرنا اور ظہیریہ مین قید لگائی ہو کہ کلام ہی کے خاطر مسجد مین بیٹھے یعنے اگر مسجد مین عبادت کے لیے بیٹھا اور اُسکے بعد کلام دنیا کا کیا تو مکروہ نہو گا لیکن نہر الفائق مین ہو کہ کراہت کو مطلق رکھنا موجہ تر ہو یعنے کلام کے لیے بیٹھا ہو یا عبادت کے لیے دونون صورتون مین کلام مباح مکروہ ہو م شامی نے کہا کہ صاحب نہر کی بحث مخالف منقول ہو اور اُسمین حرج بھی بہت ہو وتخصیص مکان لنفسہ ولیس لہ ازعاج غیرہ منہ ولو مدرسا واذا ضاق فللمصلے ازعاج القاعد ولو مشتغلا بقراءۃ او درس بل ولاہل المحلۃ منع من لیس منہم عن الصلوٰۃ فیہ اور مکروہ ہو اختصاص کرنا کسی جگہ کا اپنے لیے اور نہین جائز ہو اُسکو ہٹا دینا غیر شخص کا اُس جگہ سے اگرچہ غیر مدرس ہی ہو اور اگر جگہ تنگ ہو تو نمازی کو جائز ہو ہٹا دینا بیٹھنے والے کو بیٹھنے والا قرات یا درس مین مشغول ہو بلکہ تنگی کی صورت مین اہل محلہ کو اختیار ہو کہ جو شخص اُس محلہ والون سے نہو اُسکو مسجد مین نماز سے منع کرین م شامی نے کہا کہ اگر کسی کے بیٹھنے سے صف مین خلل پڑتا ہو تو اُسکا اُٹھا دینا بھی نمازیون کو جائز ہو ولہم نصب متول وجعل المسجدین واحدا وعکسہ لصلوٰۃ لا لدرس او ذکر اور جائز ہو محلہ والون کو مقرر کرنا متولی کا مسجد کے کامون کے لیے اگرچہ قاضی مقرر نکرے اور جائز ہو دو مسجدون کا ایک کر لینا اور ایک مسجد کا دو کر لینا نماز کے لیے نہ درس اور ذکر کے لیے کیونکہ مسجدین درس اور ذکر کے لیے نہین بنائی گئین اگرچہ درس اور ذکر انمین جائز ہو کذا فی القنیہ فی المسجد عظۃ و قرآن فاستماع العظۃ اولی مسجد مین وعظ اور تلاوت قرآن ہو تو سننا وعظ کا بہتر ہو م شامی نے کہا کہ یہ حکم عوام کے لیے ہو اور جو لوگ آیات قرآنی کے معانی اور نکات اور احکام شرعی سمجھ سکتے ہون اُنکے حق مین قرآن کا سننا بہتر بلکہ پر ضرور ہو ولا ینبغی الکتابۃ علی جدرانہ اور مناسب نہین لکھنا قرآن اور اشیا قابل التعظیم کا مسجد کی دیوارون پر م یعنی اسلیے کہ گر کر پامال نہون کذا فی البحر اور مثل اسکے ہو قعدون پر کچھ لکھ کر دروازون پر چپکانا کذا فی الطحطاوی ولا باس برمی عش خفاش وحمام للتنقیۃ اور کچھ مضائقہ نہین چمگادڑ اور کبوتر کے گھونسلے کا پھینکدینا واسطے مسجد کی صفائی کے م طحطاوی نے کہا کہ للتنقیۃ جواب سوال ہو اُسکی تقریر یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رہنے دو پرندون کو اُنکے گھرون مین تو دور کرنا گھونسلون کا مخالف ہو اس امر کے شارح نے جواب دیا کہ یہ دور کرنا صفائی کے لیے ہو جو شرعا مطلوب ہو اس سے معلوم ہوا کہ حدیث کا حکم غیر مسجد کے لیے مخصوص ہو

باب الوتر والنوافل

یہ باب ہو وتر اور نوافل کے بیان مین م وتر بفتحہ اور کسرہ واو لغت مین طاق عدد کو کہتے ہین اور اصطلاح شرع مین تین رکعتونکا نام ہو چنانچہ آگے

تا ہے اور نفل کے معنی لغت مین زیادتی کے ہین اور شرعًا نفل اُس عبادت کو کہتے ہین جسکے کرنے سے ثواب ہو اور نکرنے سے عذاب نہو کل سنۃ نافلۃ ولا عکس
ہر سنت نفل ہے اور اسکا اُلٹا نہین یعنی ہر نفل سنت نہین ہوتی یہ جملہ شارح نے اسلیے بیان کیا کہ اس باب مین ذکر سنتون کا بھی ہے حالانکہ عنوان مین صرف
وتر اور نوافل مذکور ہین سنتون کی تصریح نہین کی تو تصریح نکرنے کا عذر کر دیا کہ سنتین نفل ہوتی ہین ہو فرض عملا وواجب اعتقادا وسنۃ ثبوتا لهذا وفقوا بین
الروایات وتر فرض ہے عمل کے لحاظ سے اور واجب ہے اعتقاد کے اعتبار سے اور سنت ہے ثبوت کی راہ سے اسطرح سے توفیق کی ہے فقہا نے روایتون مین م عملا فرض ہے
اسکے یہ معنی کہ عمل مین اسکا حال فرائض کا سا ہوتا ہے کہ چھوڑنے سے گنامگار ہوا اور اسکے قضا اور ترتیب کا واجب ہونا جیسے فرضون مین ہے ویسے ہی وتر مین ہے اور
اعتقادا واجب ہونے کے یہ معنی کہ اسکے واجب ہونے کا اعتقاد پر ضرور ہے اور ثبوتًا سنت ہونے سے یہ غرض کہ ثبوت اسکا حدیث سے ہے نہ قرآن سے چنانچہ مسلم نے
روایت کی کہ اوتروا قبل ان تصبحوا یعنی وتر پڑھو پہلے اس سے کہ صبح کرو اور امر وجوب کے لیے ہوتا ہے تو اس حدیث سے وجوب وتر کا ثابت ہوا اور توفیق بین الروایات
سے یہ مراد کہ امام اعظمؒ سے وتر کے باب مین تین روایتین مروی ہین ایک فرض ہونیکی دوسرے واجب ہونیکی تیسری سنت ہونیکی تو انکی تطبیق اسطرح ہوئی کہ فرض عمل کی راہ
سے ہے اور واجب اعتقاد کی راہ سے اور سنت ثبوت کی راہ سے کذافی الشامی ملتقطا وعلیہ فلا یکفر بضم فسکون ای لا ینسب الی الکفر جاحدہ اور اس توفیق پر یہ متفرع
ہوا کہ کافر نہ کہا جائیگا منکر وتر کا شارح نے کہا کہ لایکفر بضم تحتانی اور سکون کاف ہے یعنی منسوب بکفر نہین ہوتا ضمیر علیہ کی محشیون نے توفیق کیطرف پھیری ہے
اور رائق نے شرح منح الغفار مین فلا یکفر کو تفریع وتر کے فرض علمی ہونیکی قرار دیا ہے وتذکرہ فی الفجر مفسد له کعکسه بشرطہ خلافا لهما ولکنہ یقضی ولا یصح قاعدا ولا
راکبا اتفاقًا اور دوسری تفریع وتر کے فرض علمی ہونے پر یہ ہے کہ فجر کے فرضون مین اسکا یاد آنا صاحب ترتیب کی فجر کا مفسد ہے مثل اُسکے عکس کے یعنی اگر وتر
مین یاد ہو گا کہ کوئی نماز ذمہ پر ہے تو وتر فاسد ہونگے بموجب شرط فساد کے یعنی جبکہ وقت تنگ نہو اور نمازین چھ نہو گئی ہون کہ ان صورتون مین ترتیب
ساقط ہو جاتی ہے اور نماز فاسد نہین ہوتی بخلاف صاحبین کے کہ انکے نزدیک وتر کے یاد ہونے سے فجر کی نماز فاسد نہین ہوتی کیونکہ وتر انکے نزدیک
سنت ہین لیکن وتر قضا کیے جاتے ہین اور بیٹھ کر اور سوار ہو کر درست نہین ہوتے بالاتفاق یعنے ہرچند سنتون کی قضا نہین اور بیٹھ کر اور سواری پر جائز
ہین مگر صاحبینؒ کے نزدیک وتر باوجود سنت ہونے کے ان باتون مین سنت سے علحدہ ہین وہو ثلث رکعات بتسلیمۃ کالمغرب حتی لو نسی القعود لا یعود ولو عاد
یبنغی الفساد کما سیجئ وتر تین رکعتین ہین ایک سلام سے مثل نماز مغرب کے یہانتک کہ اگر بیچ کے قعدہ کو بھول کر کھڑا ہو گیا تو پھر نہ بیٹھے اور اگر پھر بیٹھ جائیگا تو چاہیے
کہ نماز فاسد ہو جائے چنانچہ آگے آویگا مثل مغرب سے یہ معلوم ہوا کہ بیچ کا قاعدہ واجب ہے اسمین اور دونہ پڑھے اور نماز کے فاسد ہونے کی یہ وجہ ہے کہ قیام
فرض کو چھوڑ کر واجب کے لیے بیٹھنا نہین چاہیے اور نماز نفل مین چونکہ ہر دوگانہ علحدہ نماز ہے اسلیے اگر کھڑا بھی ہو جائے تب بھی بیٹھ جائے کذافی الطحطاوی ولکنہ یقرا
فی کل رکعۃ منہ فاتحۃ الکتاب وسورۃ احتیاطا وتر مثل مغرب کے ہین لیکن نمازی اسکی ہر رکعت مین الحمد اور ایک سورہ یا تین آیتین احتیاطا پڑھے م
وجہ احتیاط کی یہ ہے کہ صاحبینؒ وتر کے سنت ہونیکے قائل ہین تو اس لحاظ سے احتیاطا اسکی مقتضی ہے کہ سب رکعتون مین قرات پڑھی جاوے والسنۃ السور الثلث
وزیادۃ المعوذتین لم یختر ہا الجمہور اور مسنون تین سورتین ہین یعنی اول مین سورۂ اعلی اور دوسری مین سورۂ کافرون اور تیسری مین اخلاص اور زیادتی معوذتین
کو جمہور فقہا نے پسند نہین کیا یعنی تیسری رکعت مین بعد سورۂ اخلاص کے سورۂ فلق اور ناس پڑھنا مختار نہین ویکبر قبل رکوعہا ثالثۃ رافعا یدیہ کما مر ثم یعتمد وقیل
کالداعی وقنت فیہ اور اللہ اکبر کہے پہلے تیسری رکعت کے رکوع کرنیکے اپنے دونون ہاتھون کو اٹھا کر جیسا کہ گذرا یعنی تکبیر تحریمہ کیطرح کانون تک ہاتھ اٹھاوے پھر ہاتھ باندھ لے
اور بعض نے کہا کہ کھلا رکھے دعا مانگنے والے کیطرح یعنی چھاتی تک اٹھاوے اور ہتھیلیان آسمان کیطرف رکھے یہ قول امام ابو یوسف کا ہے اور ضعیف ہے اور دعا کرے
اسمین م شامی نے کہا کہ ضمیر فیہ کی وتر کیطرف ہے یا قبل رکوع کے ویسن الدعاء المشہور ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ یفتی اور مسنون ہے دعا مشہور اور درود پڑھے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی پر فتوی ہے م دعاء قنوت مشہور یہ ہے اللّٰہم انا نستعینک ونستغفرک ونؤمن بک ونتوکل علیک ونثنی علیک الخیر ونشکرک ولا نکفرک ونخلع

ونترک من یفجرک اللّٰھم ایاک نعبد ولک نصلی ونسجد والیک نسعیٰ ونحفد ونرجو رحمتک ونخشیٰ عذابک ان عذابک الجد بالکفار ملحق) اور حضرت امام حسن بن علی مرتضیٰ
سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت کے لیے مجکو یہ دعا سکھائی (اللّٰھم اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارک لی
فیما اعطیت وقنی شر ما قضیت انک تقضی ولا یقضیٰ علیک وانہ لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت نستغفرک ونتوب الیک) طحطاوی اور
شارح منیہ نے کہا کہ بہتر یہ ہے ان دونوں دعاؤں کو قنوت میں ملا لیا کرے اور صیغہ درود کا بعد دعاء قنوت کے بحر الرائق میں کہا کہ مثل التحیات کے درود ہے
اور نووی اور حلبی نے کہا کہ مستحب یہ ہے کہ یوں کہے (وصلی اللہ علی سیدنا محمد النبی وآلہ وسلم) اور نسائی کی روایت میں ان الفاظ سے وارد ہے (وصلی اللہ علی النبی)
بہر حال درود پڑھنا ضرور ہے کیونکہ طبرانی میں حضرت علی مرتضیٰ سے مروی ہے کہ ہر دعا رکی رہتی ہے جبتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا جاوے شامی
نے کہا کہ جو شخص دعاء قنوت پڑھنا نجانتا ہو تو وہ اسکی جگہ یہ آیت پڑھے (ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار) یا تین بار (اللّٰھم اغفرلی) کہ لے
یا تین بار (یا رب) کہ لے وصح الجد بالکسر بمعنی الحق وملحق بمعنی لاحق ونحفد بدال مھملۃ بمعنی نسرع فان قرا بذال معجمۃ فسدت خانیۃ لانہ کلمۃ مھملۃ اور صحیح ہوا ہے یعنی جو وارد
ہی حدیث مرسل میں وارد ہی الجد بکسر جیم وتشدید دال بمعنی حق کے بعد لفظ عذابک کے دو جگہ اور ملحق بمعنی لاحق ہے یعنی ملنے والا اور نحفد بفتح نون اور کسرہ فا اور
ضمہ دال مھملہ ہے اسکے معنی ہیں ہم جلدی کرتے ہیں پس اگر نمازی اس کلمہ کو ذال معجمہ سے پڑھیگا تو نماز فاسد ہوجائیگی کذا فی الخانیہ شاید فساد نماز اسلیے ہے کہ یہ کلمہ
بےمعنی ہے م طحطاوی نے کہا کہ یہ کلمہ بےمعنی نہیں اسلیے کہ براق کی صفت میں حدیث میں مذکور ہے یحفد بھا یعنی استعانت لیتا تھا چلنے پر اپنے دونوں بازوؤں سے
مخافتا علی الاصح مطلقاً ولو اماما لحدیث خیر الدعا الخفی دعاء قنوت پڑھے آہستہ صحیح تر قول کے بموجب مطلقاً اگرچہ امام ہو بوجہ اس حدیث کے کہ بہتر دعا
آہستہ ہے م اس علت کے بیان کرنے سے معلوم ہوا کہ آہستہ پڑھنا واجب نہیں اور مطلقاً سے یہ غرض ہے کہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا ادا پڑھتا ہو یا قضا
رمضان کے وتر ہوں یا غیر رمضان کے سب صورتوں میں آہستہ پڑھے کذا فی الشامی وصح الاقتدا فیہ ففی غیرہ اولی ان لم یتحقق منہ ما یفسدھا فی اعتقادہ فی
الاصح کما بسط فی البحر بشافعی مثلا لم یفصلہ بسلام لا ان فصلہ علی الاصح فیھما للاتحاد وان اختلف الاعتقاد اور درست ہے وتر میں اقتدا حنفی کا پیچھے شافعی
کے مثلاً جو وتر کو سلام سے جدا نکر دے یعنی دو رکعت پر سلام نہ پھیر دے تو وتر کے غیر میں اقتدا بطریق اولی درست ہے بشرطیکہ امام سے کوئی ایسا امر متحقق نہو جو
نماز کا مفسد ہو مقتدی کے اعتقاد میں صحیح تر قول میں چنانچہ مشرح بیان کیا ہے اسکو بحر الرائق میں نہیں درست ہے اقتدا اگر جدا کیا امام نے وتر کو دوگانہ کے
بعد سلام پھیر نے سے صحیح تر قول کے بموجب دونوں میں یعنی اقتدا میں اور فاصلہ سلام ہونے میں اقتدا درست ہے بسبب اتحاد نیت کے اگرچہ اعتقاد امام اور مقتدی کا
مختلف ہے امام سنت ہونے کا معتقد ہے اور مقتدی واجب ہونے کا مگر نیت دونوں کی وتر ہی پڑھنے کی ہے م غیر وتر میں وجہ اولویت کی یہ ہے کہ نفل اور فرض میں نیت
دونوں کی ایک ہوگی بخلاف وتر کے کہ امام سنت کی نیت کریگا اور مقتدی وتر کی تو جب اختلاف کے ساتھ اقتدا درست ہوا تو اتحاد میں بطریق اولی درست ہونا چاہیے
اور مثل شافعی سے یہ غرض ہے کہ جو وتر کے مسنون ہونے کا معتقد ہو اور قول اصح کا مقابل اقتدا میں یہ ہے کہ اقتدا درست نہیں اسلیے کہ نفل والے کے پیچھے اقتدا
واجب پڑھنے والے کا درست نہیں اور سلام سے فاصلہ کرنے میں قول اصح کا مقابل یہ ہے کہ باوجود فاصلہ کے اقتدا جائز ہے کذا فی الشامی ولذا ینوی الوتر لا الوتر الواجب
کما فی العیدین للاختلاف اور اسیوجہ سے یعنی بوجہ اختلاف کے مقتدی نیت وتر کی کرے نہ نیت وتر واجب کی جیسے عیدین میں بسبب اختلاف واجب اور
مسنون ہونیکے نیت واجب کی نکرے م یعنی نیت واجب کی اگر نکریگا تو امام اور مقتدی کی نیت متحد ہوجائیگی ویاتی الماموم بقنوت الوتر ولو بشافعی یقنت
بعد الرکوع لانہ مجتھد فیہ لا الفجر لانہ منسوخ بل یقف ساکتا علی الاظھر مرسلا یدیہ اور مقتدی دعاء قنوت پڑھے اگرچہ پیچھے شافعی کے مقتدی ہو جو رکوع کے
بعد دعا پڑھتا ہے اسلیے کہ مقام قنوت پڑھنے کا مختلف فیہ ہے اور مختلف فیہ مسئلہ میں متابعت امام غیر حنفی کی درست ہے نہ قنوت پڑھے نماز فجر میں اسلیے کہ فجر میں
قنوت کا پڑھنا منسوخ ہے اور منسوخ چیز میں اقتدا درست نہیں بلکہ چپکا کھڑا رہے ظاہر تر قول کے بموجب ہاتھوں کے لٹکائے ہوئے م آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی

نماز مین عرب کے چند قبیلون پر جنھون نے ستر یا اسی قاریون کو مار ڈالا تھا رکوع کے بعد دعا بد فرماتے تھے جب آپ نے انپر فتح پائی تو دعا کو ترک فرمایا اس
سے معلوم ہوا کہ منسوخ ہوگئی کذا فی الامداد طحطاوی نے کہا کہ مصیبت کے وقت مین اب بھی فجر کی نماز مین اگر کوئی دعا پڑھے تو کچھ مضائقہ نہین ولو نسیہ ای
القنوت ثم تذکرہ فی الرکوع لا یقنت فیہ لفوات محلہ ولا یعود الی القیام فی الاصح لان فیہ رفض الفرض للواجب اور اگر نمازی قنوت کو بھول گیا پھر
رکوع مین اسکو یاد کیا تو رکوع مین اسکو نہ پڑھے بسبب جاتے رہنے اسکے محل کے یعنی اسکا پڑھنا محض قیام مین تھا وہ جاتا رہا اور نہ رجوع کرے قیام کیطرف صحیح
روایت مین یعنی رکوع کو چھوڑ کر قنوت پڑھنے کے لیے پھر نہ کھڑا ہو اسلیے کہ اسمین قنوت واجب کے لیے فرض رکوع کو چھوڑنا ہے م دوسری روایت امام سے یہ ہے کہ
پھر قیام کر کے قنوت پڑھے اور دوبارہ رکوع کرے مگر صحیح پہلی روایت ہے فان عاد الیہ وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلوتہ لکون رکوعہ بعد قراءۃ تامۃ
وسجد للسہو قنت اولا لزوالہ عن محلہ پس اگر نمازی نے قیام کیطرف عود کیا اور قنوت پڑھ کر دوبارہ رکوع نکیا تو اسکی نماز فاسد نہوگی بسبب ہونے اسکے رکوع
سابق کے پوری قرارت کے بعد اور سجدہ کرے سہو کا قنوت پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو بسبب ٹل جانے قنوت کے اپنی جگہ سے م اس مسئلہ کی چار صورتین ہوسکتی ہین ایک یہ کہ
رکوع مین قنوت پڑھا دوسری یہ کہ رکوع سے سر اٹھا کر پڑھا اور رکوع پھر سے کیا تیسری یہ کہ سر اٹھا کر پڑھا اور رکوع دوبارہ نکیا چوتھی یہ کہ بالکل قنوت نہ پڑھا نہ رکوع
مین نماز سے کھڑا ہو کر تو چارون صورتون مین سجدۂ سہو اسوجہ سے ہے کہ قنوت اپنی جگہ پر نہ رہا کذا فی الحلبی رکع الامام قبل فراغ المقتدی من القنوت قطعہ وتابعہ ولو لم یقرء
شیئا ترکہ ان خاف فوت الرکوع معہ بخلاف التشہد لان المخالفۃ فیما ہو من الارکان او الشرائط مفسدۃ لا فی غیرہا ہے اگر امام نے رکوع کیا پیشتر مقتدی کے فارغ ہونیکے قنوت سے
تو مقتدی باقی قنوت کو ترک کرے اور امام کی پیروی کرے اور اگر مقتدی نے قنوت مین سے کچھ نہ پڑھا ہو تو قنوت کو ترک کرے اگر ڈرے کہ امام کے ساتھ رکوع نملیگا بخلاف تشہد کے
یعنی اگر تشہد کچھ باقی رہگیا ہو تو اسکو پورا کر کے امام کی متابعت کرے قنوت کو ترک کرے اسلیے کہ امام کی مخالفت ان امور مین کہ ارکان ہین یا شرائط نماز کی مفسد ہے غیر ارکان و شرائط
مین مخالفت کرنی کذا فی الدر م شامی نے کہا کہ یہ تعلیل رکیک ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ متابعت مذکورہ فرض ہے حالانکہ متابعت بدون تاخیر ان فرائض و واجبات مین واجب
ہے جہان کوئی دوسرا واجب پیش نہو تو وجہ فرق تشہد اور قنوت مین یہ کہنی چاہیے کہ قنوت کا پڑھنا سنت ہے اور رکوع مین امام کی متابعت واجب تو جب واجب سنت مین خوف
ترک واجب کا ہو تو سنت کو ترک کرنا چاہیے اور تشہد کا پورا کرنا واجب ہے اور امام کی متابعت بھی واجب تو ایک واجب کے لیے دوسرے کو چھوڑنا ضرور نہین قنت فی اولی
الوتر او ثانیتہ سہوا لم یقنت فی ثالثتہ الا و شک انہ فی ثانیتہ او ثالثتہ کررہ مع القعود فی الاصح والفرق ان الساہی قنت علی انہ موضع القنوت فلا یتکرر بخلاف الشاک ورجح الحلبی
تکرارہ لہما نمازی نے وتر کی پہلی رکعت یا دوسری مین بھولکر قنوت پڑھ لیا تو وہ تیسری رکعت مین قنوت نہ پڑھے اور اگر اسنے شک کیا کہ وہ وتر کی دوسری رکعت پڑھتا ہے یا
تیسری مین ہے تو قنوت کو مکرر کرے بیٹھنے کے ساتھ صحیح تر قول مین یعنی قنوت پڑھ کر قعدہ کرے پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت اور پڑھے اور اسمین قنوت پڑھے کیونکہ دونون رکعتون پر
احتمال ہے کہ تیسری ہو اور فرق یہ ہے کہ بھولنے والے نے قنوت پڑھا اس خیال سے کہ مقام قنوت کا وہی ہے اسلیے اب قنوت مکرر نہوگا بخلاف شک کرنیوالے کے اور حلبی نے
ترجیح دی ہے مکرر قنوت پڑھنے کی دونونکو یعنی بھولنے اور شک کرنیوالے کو م شامی نے کہا کہ حلیہ اور بحر الرائق مین بھی موافق حلبی کے قول کے ہے والمسبوق یقنت مع امامہ
فقط و یصیر مدرکا بادراک رکوع الثالثۃ اور مسبوق صرف قنوت پڑھے اپنے امام کے ساتھ کیونکہ اسکی آخر نماز وہی ہے اور جب ایکبار امام کے ساتھ پڑھ چکا تو دوبارہ پڑھنا
مشروع نہین اور ہو جاویگا پانیوالا قنوت کا تیسری رکعت وتر کی رکوع پانے سے یعنی جب مسبوق نے تیسری رکعت کا رکوع پایا تو کل رکعت اسکو ملگئی اب باقی دو رکعتون مین
اگر قنوت پڑھیگا تو بے جگہ ٹھہریگا اسلیے کہ اسکی جگہ تیسری رکعت ہے جو ہو چکی کذا فی الطحطاوی ولا یقنت لغیرہ الا النازلۃ فیقنت الامام فی الجہریۃ وقیل فی الکل
اور قنوت نہ پڑھے وتر کے سوا دوسری نماز مین مگر کسی مصیبت کے وقت کہ امام قنوت پڑھے جہری نمازون مین اور بعض فقہا کا قول یہ ہے کہ سب نمازون مین پڑھے
جہری ہون یا سری م نماز جہری مین قنوت پڑھنا بحر الرائق و شرح نقایہ سے مذکور ہے مگر اشباہ مین غایۃ سے منقول ہے کہ مصیبت کے وقت امام نماز فجر مین قنوت پڑھے اور عبارت
شارح منیہ سے بھی بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ حنفیون کے نزدیک قنوت مصیبت کا خاص فجر کی نماز مین ہے نہ اور کسی نماز جہری یا سری مین بلکہ سری نمازون مین تو امام شافعی کے اور کوئی

ہے

فائل قنوت پڑھنے کا نہین اور بحر الرائق مین اسکو محدثین کا مذہب لکھاہی تو شارح کو مناسب تھا کہ اسپر آگاہ کر دیتا تاکہ سری نماز کے قنوتکو کوئی روایت مذہب نہ سمجھے پھر قنوت کا موقع نماز فجر مین دوسری رکعت کے رکوع کے بعد ہی چنانچہ شرنبلالی نے اسکی تصریح کی ہی کذا فی الشامی مختصراً فائدہ یہ ایک کام کی بات ہی خمستہ

یتبع فیہا الامام قنوت وقعود اول وتکبیر عید وسجدۃ تلاوۃ وسہو اربعۃ لا تتبع فیہا زیادۃ تکبیر عید وجنازۃ ورکن وقیام لخامسۃ پانچ باتین ہین جنمین امام کی متابعت کیجائے یعنی اگر امام انکو کرے تو مقتدی بھی کرے اور اگر نکرے تو وہ بھی نکرے کذا فی الحلبی اول قنوت پڑھنا دوم قعدہ اولی سوم تکبیر عید چہارم سجدہ تلاوت پنجم سجدہ سہو کہ اگر امام ان چیزون کو کرے تو مقتدی بھی کرے اور اگر سہواً اُس سے رہجائین تو مقتدی بھی چھوڑ دے اور امام کی متابعت کرے اور چار چیزین ایسی مین کہ انمین متابعت امام کی نکیجائے یعنی اگر امام انکو کرے تو مقتدی نکرے اول زیادہ کرنا تکبیر عید کا مثلاً امام اگر چوتھی بار تکبیر کہے تو مقتدی اُسکا ساتھ ندے دوم زیادہ کرنا تکبیر جنازہ کا کہ اگر امام چار تکبیرون سے زیادہ کرے تو مقتدی متابعت نکرے سوم زیادہ کرنا کسی رکن کا مثلاً دوبار رکوع کرنا یا تین بار سجدہ کرنا چہارم کھڑا ہوجانا امام کا پانچوین رکعت کے لیے مترجم شامی

نے کہا کہ چوتھی صورت رکن کے زیادہ کرنے مین داخل ہی تو اسکے بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی وثمانیۃ تفعل مطلقاً الرفع لتحریمۃ والثناء وتکبیر انتقال وتسمیع وتسبیح وتشہد وسلام وتکبیر تشریق اور آٹھ باتین ہین کہ مطلق کیجائین یعنی امام انکو کرے یا نکرے مقتدی انکو کرے اول ہاتھون کا اُٹھانا تکبیر تحریمہ کے لیے دوم دعا سبحانک اللہم الخ سوم تکبیر انتقال یعنی ایک رکن سے دوسرے مین جانیکو اللہ اکبر کہنا چہارم سمع اللہ لمن حمدہ کہنا کہ اگر امام نکہے تو مقتدی ربنا لک الحمد کہے پنجم تسبیح رکوع اور سجدہ کی ششم تشہد یعنی التحیات اُس صورت مین کہ امام اُٹھ جاوے لیکن اگر قعدہ اولی مین امام نہ بیٹھے تو مقتدی کو اُسکی متابعت چاہیے چنانچہ پہلے گذرا ہفتم سلام پھیرنا یعنی اگر امام بول پڑے یا مسجد سے نکلجاوے تو مقتدی سلام پھیرلے کذا فی الطحطاوی ہشتم تکبیر تشریق وسُنّ مؤکداً اربع قبل الظہر واربع قبل الجمعۃ واربع بعدہا بتسلیمۃ فلو بتسلیمتین لم تنب عن السنۃ ولذا

لو نذرہا لا یخرج عنہ بتسلیمتین وبعکسہ یخرج اور سنت موکدہ ہین چار رکعتین پہلے ظہر کے اور چار پہلے جمعہ کے اور چار بعد جمعہ کے ایک سلام سے اور اگر دو سلام سے پڑھیگا تو سنت کے قائم مقام نہوگی اور اسلیے اگر چار رکعتون کی نذر ایک سلام سے کریگا تو نذر سے باہر نہوگا دو سلامون کے ساتھ پڑھنے سے اور اُسکے عکس مین یعنی نذر کی دو سلامون سے پڑھنے کی اور ایک سلام سے چارون کو پڑھا تو نذر سے باہر ہوجائیگا ورکعتان قبل الصبح وبعد الظہر والمغرب والعشاء اور سنت موکدہ ہین دو رکعتین صبح کے پیشتر اور دو ظہر کے بعد اور دو مغرب کے بعد اور دو عشا کے بعد شرعت البعدیۃ لجبر النقصان والقبلیۃ لقطع طمع الشیطان مشروع ہوئی ہین بعد کی سنتین واسطے پورا کرنے نقصان کے یعنی فرائض مین کسی عذر مثلاً نسیان وغیرہ سے اگر کمی ہوئی ہوگی تو آخرت مین بعد کی سنتین اُسکی کمی کو پورا کر دینگی اور مشروع ہوئی ہین پہلے کی سنتین واسطے قطع کرنے شیطان کی طمع کے یعنی جب آدمی سنتون کو پڑھیگا تو شیطان کہیگا کہ جو چیز اُسپر فرض نہ تھی اُسکو اُسنے ترک ہی نکیا تو فرض کو کیسے ترک کریگا مترجم ان سنتون کی موکد ہونے کی یہ وجہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انپر مواظبت فرماتے تھے چنانچہ مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کہ آپ ظہر کے پیشتر چار رکعتین اور بعد ظہر دو رکعتین اور بعد مغرب دو اور بعد عشا دو اور قبل فجر کے دو پڑھا کرتے تھے اور بحر الرائق مین ہی کہ سنت موکدہ مثل واجب کے ہی کہ اسکے ترک کرنے سے گناہ ہوتا ہی اور تارک مستحق ملامت ٹھہرتا ہی بشرطیکہ بلا عذر ترک کرے کذا فی الشامی وندب اربع قبل العصر وقبل العشاء وبعدہا بتسلیمۃ وان شاء رکعتین وکذا

بعد الظہر لحدیث الترمذی من حافظ علی اربع قبل الظہر واربع بعدہا حرمہ اللہ علی النار اور مستحب ہین چار رکعتین پہلے عصر اور چار پہلے عشا کے اور چار بعد عشا کے ایک سلام سے اور اگر چاہے تو دو رکعتین پڑھے اور اسیطرح ظہر کے بعد چاہے چار ایک سلام سے پڑھے چاہے دو رکعتین پڑھے بسبب حدیث ترمذی کے کہ جو کوئی محافظت کرے چار رکعتون پر ظہر سے پہلے اور چار پر بعد نماز ظہر کے تو اللہ تعالی اُسکو آگ پر حرام کر دیتا ہی یعنی اُسکو دوزخ مین نہ ڈالیگا وست بعد المغرب لیکتب من الاوابین

بتسلیمۃ او ثنتین او ثلاث والاول ادوم واشق اور مستحب ہین چھ رکعتین مغرب کے بعد تاکہ نمازی اوابین سے لکھا جاوے یعنی رجوع کرنیوالون مین اللہ تعالی کیطرف چھ رکعتین ایک سلام سے مستحب ہین یا دو سے یا تین سے اور اول صورت یعنی ایک سلام سے پڑھنا زیادہ دیرپا اور بہت مشکل کا ہوتا ہی مترجم وجہ اُسکے مشکل ہونیکی یہ ہی کہ نفس کو ایک ہی تحریمہ پر بہت دیر تک روکنا پڑتا ہی شامی نے خیر الدین رملی سے نقل کیا کہ افضل یہ ہی کہ ہر شفعہ پر سلام پھیرتا جاوے وہل تحسب المؤکدۃ من المستحب ویؤدی الکل بتسلیمۃ واحدۃ اختار الکمال نعم دیکھا

ف پانچ چیزون مین امام کا اتباع چاہیے اور چار مین نہین ۱۲ منہ

شمار کیجاویگی سنت موکدہ مستحب سے اور ادا کیجاویگی دونون ایک سلام سے کمال نے پسند کیا ہے کہ ابن ہمام کمال الدین نے فتح القدیر مین ذکر کیا ہے کہ چار رکعتین جو بعد ظہر پڑھیگا
کے مستحب ہین اسمین اختلاف ہے کہ وہ چار دن جداگانہ مستحب ہین سوا دو رکعت سنت موکدہ کے یا انکے ساتھ شمار کیجاتی ہین پھر اگر مع سنت موکدہ کے ملکر چار شمار
ہوتی ہین تو انکے ساتھ ایک ہی سلام مین ادا ہو جاتی ہین یا نہین تو اکثر علما نے یہ کہا ہے کہ ایک سلام سے دونون ادا ہونگی اور خود کمال الدین نے یہ اختیار کیا ہے کہ جب نمازی
چار رکعتین ایک سلام خواہ دو سے پڑھیگا تو وہ سنت موکدہ اور مستحب دونون سے کافی ہونگی کذا فی الشامی وحرر اباحۃ رکعتین خفیفتین قبل المغرب واقرہ فی البحر والمصنف اور
کمال الدین نے نہایت عمدہ تنقیح کے ساتھ ثابت کیا ہے مباح ہونا دو ہلکی سی رکعتون کا مغرب سے پیشتر اور ثابت رکھا ہے اسکو بحر الرائق مین اور مصنف نے ہم حاصل تقریر کمال کا یہ ہے
لہ قبل مغرب کے دو رکعتین نہ مستحب ہین نہ مکروہ بلکہ اختصار کے ساتھ اگر پڑھی جاوین تو مباح ہین کذا فی الشامی ملتقطا والسنن آکدہا سنۃ الفجر اتفاقا ثم الاربع قبل الظہر
فی الاصح لحدیث من ترکہا لم تنلہ شفاعتی ثم الکل سواء اور سنتون مین موکد زیادہ فجر کی سنتین ہین بالاتفاق پھر چار ظہر کے پہلے کی صحیح تر قول مین بسبب اس حدیث کے کہ جو کوئی
ظہر کی سنتون کو چھوڑ دیگا نہین پہنچیگی اسکو میری شفاعت پھر سب سنتین برابر ہین ہم فجر کی سنتین زیادہ موکد اسلیے ہوئین کہ صحیحین مین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کسی نفل نماز کی اتنی خبرگیری نفرماتے جتنی فجر کی دو رکعتون کی فرماتے کذا فی الشامی طحطاوی نے کہا کہ عدم شفاعت سے مراد غالبا شفاعت خاص ہے جو زیادتی
درجات کے لیے ہوگی ورنہ شفاعت عظمی تو سبکے لیے عام ہوگی وقیل لوجوبہا فلا تجوز صلوتہا قاعدا او راکبا اتفاقا بلا عذر علی الاصح اور بعض فقہا نے سنت فجر کے
واجب ہونیکو کہا ہے تو نہین جائز ہے پڑھنا اسکا بیٹھکر اور سواری کی حالت مین بالاتفاق بدون عذر کے صحیح تر قول کے بموجب ہم واجب ہونیکی صورت مین بیٹھکر اور سواری پر ناجائز
ہونا ظاہر ہے اور سنت موکدہ کہنے کی صورت مین اسلیے ناجائز ہے کہ یہ سنتین ہم پلہ واجب ہین کذا فی الطحطاوی ولا یجوز ترکہا لعالم صار مرجعا فی الفتاوی بخلاف
باقی السنن فلہ ترکہا لحاجۃ الناس الی فتواہ اور نہین جائز ہے چھوڑنا فجر کی سنتون کا اس عالم کو جسکے پاس سب لوگ فتوی پوچھنے آتے ہون بخلاف باقی سنتون کے
لہ اسکو انکا ترک کرنا درست ہے بسبب حاجت لوگونکے اسکے فتوی کیطرف ہم شامی نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ فتوی دینے کی حالت مین لوگونکے ہجوم کے باعث اور سنتونکو
ترک کردے اور بعد فراغت پانیکے پڑھلے جیسے جماعت کے فوت ہونیکے خوف سے ترک درست ہے ویخشی الکفر علے منکرہا اور خوف کفر ہے سنت فجر کے منکر پر یعنی جو اسکی
مشروعیت کا منکر ہو بوجہ کسی شبہہ یا تاویل کے ورنہ قطعا کافر ہوگا کہ جس چیز پر اجماع ہے اسکا منکر ہونا کفر ہے کذا فی الشامی وتقضی اذا فاتت معہ بخلاف الباقی اور سنت فجر
قضا پڑھی جائے جبکہ فوت ہوگئی ہون فرض کے ساتھ بخلاف باقی سنتونکے کہ انکی قضا نہین ہم شامی نے کہا کہ وقت قضا ان سنتونکا زوال سے پیشتر ہے تو بعد زوال قضا نہ پڑھی
جاوین اگرچہ فرض کے ساتھ ہون اور اگر تنہا فوت ہوئی ہون تو طلوع آفتاب سے پیشتر انکی قضا نچاہیے ولو صلی رکعتین منفردا مع ظن ان الفجر لم یطلع فاذا ہو طالع او صلی اربعا
فوقع رکعتان بعد طلوعہ لا تجزیہ عن رکعتیہا علی الاصح تجنیس لان السنۃ ما واظب علیہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بتحریمۃ مبتداۃ اور اگر نماز پڑھی دو رکعتین نفل اس گمان سے کہ فجر نہین
طلوع ہوئی پھر دیکھا تو صبح ہوگئی یا نماز پڑھی چار رکعتین اور دو رکعتین بعد آفتاب نکلنے کے ہوئین تو اسکو دو رکعتون سے فجر کی سنتون کی کافی نہونگی قول اصح پر کذا
فی التجنیس اسلیے کہ سنت وہ ہے جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جدا تحریمہ سے مواظبت فرمائی ہے ہم حوالہ تجنیس کا صرف متعلق دوسرے مسئلے سے ہے اور مسئلہ اول
خلاصہ مین مذکور ہے اور علت شارح نے دوسرے مسئلہ کی بیان کی ہے اور تجنیس مین پہلے مسئلہ مین سنت فجر سے کافی ہونا لکھا ہے اور نہر الفائق مین اسکی وجہ بیان کی ہے
کذا فی الشامی وتکرہ الزیادۃ علی اربع فی نفل النہار وعلی ثمان لیلا بتسلیمۃ لانہ لم یرد والافضل فیہما الرباع بتسلیمۃ وقالا فی اللیل المثنی افضل قیل وبہ یفتی
اور مکروہ ہے زیادہ پڑھنا چار رکعتون سے ایک سلام مین دن کی نفلون کو اور آٹھ سے زیادہ رات کی نفلون کو اسلیے کہ اسقدر سے زیادہ حدیث مین وارد نہین
اور افضل رات دن دونون مین چار چار رکعتون کا پڑھنا ہے ایک سلام سے اور صاحبین نے فرمایا کہ دو دو کا پڑھنا افضل ہے کہتے ہین کہ فتوی صاحبین کے ہی قول
پر ہے ہم اس فتوی کو سراج مین عیون کیطرف منسوب کیا ہے اور نہر الفائق مین علامہ قاسم نے امام کے قول کو ترجیح دی ہے کذا فی الشامی مختصرا ولا یصلی علی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القعدۃ الاولی فی الاربع قبل الظہر والجمعۃ وبعدہا ولو صلی ناسیا فعلیہ السہو وقیل لا شمنی اور درود نہ پڑھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

قعدۂ اولی مین ظہر اور جمعہ کی پیشتر کی چار سنتون مین اور جمعہ کے بعد کی چار مین اور اگر بھولے سے درود پڑھ لیا تو اُسپر سجدۂ سہو ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ سجدۂ سہو نہین
لذا فی الشمنی ہم شامی نے کہا کہ جمعہ کے بعد چار رکعتون مین درود پڑھنے سے سجدۂ سہو کا لازم آنا مسلم نہین کیونکہ انکا حکم اور سنتون کا سا نہین اسلیے انکو دو سلام سے
پڑھنا درست ہے ولا یستفتح اذا قام الی الثالثۃ منہا لانہا لتاکدہا اشبہت الفریضۃ اور جب تیسری رکعت کے لیے ان سنتون مذکورہ سے کھڑا ہو تو دعاے استفتاح یعنی
سبحانک اللہم الخ نہ پڑھے اسلیے کہ یہ سنتین بوجہ اپنے موکد ہونیکے فرض کے مشابہ ہوگئی ہین وفی البواقی من ذوات الاربع یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویستفتح ویتعوذ
ولو نذرا لان کل شفع صلوۃ وقیل لا یاتی فی الکل وصححہ فی القنیۃ اور باقی نوافل چار رکعت والیو مین درود پڑھے قعدۂ اولی مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور تیسری رکعتین
دعاے استفتاح اور اعوذ پڑھے اگرچہ وہ نماز نذر ہو اسلیے کہ ہر دوگانہ نوافل کا نماز جداگانہ ہے اور بعض فقہا کہتے ہین کہ سب سنتون مین دعا اور درود نہ پڑھے اور صحیح کہا ہے
اس قول کو قنیہ مین ہم نماز نذر کو اسواسطے شامل کیا کہ اسکا وجوب عارضی ہوا اور حقیقت وہ بھی نفل ہے کذا فی الطحطاوی وکثرۃ الرکوع والسجود احب من طول القیام
کما فی المجتبی ورجحہ فی البحر لکن نظر فیہ فی النہر من ثلاثۃ اوجہ اور دیر تک رکوع اور دیر تک سجدہ کرنا زیادہ اچھا ہے بہ نسبت بہت قیام کرنے کے چنانچہ مجتبی مین ہے اور
ترجیح دیا ہے اسکو بحر الرائق مین مگر اعتراض کیا ہے اُسپر نہر الفائق کے اندر تین وجہون سے ہم وجہ اول یہ ہے کہ قیام ہر چند وسیلہ ہے مگر اُسکے طول کی خوبی اس
باعث سے ہے کہ اُسمین قرأت بہت ہوگی اور قرأت اگرچہ تمام قرآن کو پہونچ جاے سب فرض ہوگی بخلاف رکوع اور سجدہ کی تسبیحون کے دوسری وجہ یہ ہے
کہ قرأت کے رکن زائد ہونے کو فضیلت مین کچھ تاثیر نہین تیسری وجہ یہ ہے کہ موضوع مسئلہ کا نماز نفل ہے اور اسکی سب رکعتون مین قرأت واجب ہے کذا فی الشامی ونقل
عن المعراج ان ہذا قول محمد وان مذہب الامام افضلیۃ القیام وصححہ فی البدائع قلت وہکذا رایتہ فی منتقی المجتبی معزیا لمحمد فقط قنیہ اور صاحب نہر الفائق نے معراج سے
نقل کیا کہ کثرت رکوع وسجود کا افضل ہونا قول ہے امام محمد کا اور یہ کہ مذہب امام کا افضل ہونا قیام کا ہے اور تصحیح کی ہے اسکی بدائع مین مین کہتا ہون اور ایسا ہی مین نے
دیکھا ہے مجتبی کے اپنے نسخہ مین منسوب امام محمد کیطرف فقط پس تو خبردار ہو جا م حلبی نے کہا کہ نسخہ مضاف ہے یا متکلم کیطرف اور مجتبی اُس سے بدل واقع ہوا ہے ولعل طول
قیام الاخرس افضل کالقاری لم ارہ اور کیا گونگے کا زیادہ قیام کرنا افضل ہے مثل قاری کے اسکا حکم مین نے نہین دیکھا م شیخ رحمتی محشی نے کہا کہ گونگا چونکہ حکما
قاری ہے تو اُسکا قیام بلا شبہہ افضل ہے وسن تحیۃ رب المسجد وہی رکعتان واداء الفرض او غیرہ وکذا دخولہ بنیۃ فرض او اقتداء ینوب عنہا بلا نیۃ اور مسنون
ہے تحیۃ المسجد یعنی تحفہ رب مسجد کے لیے اور وہ دو رکعتین ہین اور پڑھنا نماز فرض کا یا غیر فرض کا اور اسیطرح داخل ہونا نمازی کا مسجد مین فرض کی نیت سے یا اقتدا کی نیت سے
مقام ہوجاتا ہے تحیۃ المسجد کے بدون نیت کے ہم رب کی قید اسلیے لگائی کہ تحفہ دینے کے قابل صاحب خانہ ہوتا ہے نہ مکان تو معلوم ہوا کہ تحیۃ المسجد بحذف مضاف
ہے کذا فی الحلبیۃ وتکفیہ لکل یوم مرۃ ولا تسقط بالجلوس عندنا بحر اور کافی ہے آدمی کو ہر روز کے لیے ایکبار تحیۃ المسجد پڑھنا یعنی جب کسی عذر سے مسجد مین چند بار جاے
تو تحیۃ المسجد ایکبار اول مرتبہ مین یا اور کسی مرتبہ مین پڑھ لے اور ساقط نہین ہوتا تحیۃ المسجد مسجد مین بیٹھنے سے ہمارے نزدیک کذا فی البحر اور یہ جو حدیث مین آیا ہے کہ
جب تمسے کوئی مسجد مین آوے تو نہ بیٹھے یہانتک کہ دو رکعتین پڑھے تو یہ بیان امر بہتر کا ہے کیونکہ ابن حبان کی حدیث مین وارد ہے کہ آپنے ابو ذرؓ کو فرمایا کہ تحیۃ المسجد
دو رکعتین ہین سو اُٹھ اور انکو پڑھ لے کذا فی الشامی قلت وفی الضیاء عن القوت من لم یتمکن منہا لحدث او غیرہ یقول ندبا بکلمات التسبیح الاربع اربعا مین کہتا ہون
اور ضیاء معنوی مین قوت القلوب سے منقول ہے کہ جو شخص قادر نہو تحیۃ المسجد پر بسبب وضو نہونے یا کسی اور عذر کے وہ کہے مستحب طور پر چار تسبیحون کے الفاظ چار بار یعنی
سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کو چار بار کہنا مستحب ہے اگر کسی وجہ سے تحیۃ المسجد نہ پڑھ سکے ولو تکلم بین السنۃ والفرض لا یسقطہا ولکن ینقص ثوابہا
وقیل تسقط وکذا کل عمل ینافی التحریمۃ علی الاصح قنیہ اور اگر کلام کیا درمیان سنت اور فرض کے خواہ سنتین فرضونسے پہلے کی ہین یا پیچھے کی تو بولنا ساقط نہین
کرتا سنت کو مگر سنتونکا ثواب کم کر دیتا ہے اور بعض فقہا نے کہا کہ سنتین ساقط ہو جاتی ہین یعنی انکو پھر سے پڑھے اگر پہلے کی سنتین ہون کذا فی البحر اور اسیطرح ہر عمل جو
تحریمہ کے مخالف ہو صحیح تر قول کے بموجب ساقط نہین کرتا سنتونکو بلکہ ثواب کم کر دیتا ہے کذا فی القنیہ وفی الخلاصۃ لو اشتغل ببیع او شراء او اکل اعادہا وبلقمۃ او شربۃ لا تبطل